U307.

Date 31-12-09

Title - ASHRAFUL TAWAREEKH. (Part - 2).

Creator - Sayyed Shah Mohd. Akbar Daanapuri.

Publisher - Matba Agra Akhbar (Agra).

Date - 1325H - 1328H.

Pages -

Subjects - Tareekh - Islam.

الله اکبر

اشرف التواریخ

حصہ دوم

معروف بہ

عہد رسالت و سایۂ خلافت

من تصنیف فاضل اجل و مرشد کامل حضرت مولانا حاجی سید شاہ محمد اکبر صاحب

ابو العلائی سجادہ نشین خانقاہ شریف دانا پور ظلہ العالی

باہتمام خواجہ صدیق حسین

در مطبع آگرہ اخبار محلہ نئی بستی طبع شد

۱۳۲۵ھ

ت فی جلد للعمر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن - وَ اُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِکَ الْکَرِیْم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

یا اللہ مین تیرا ضعیف اور عاجز بندہ ہون - اے میرے مالک تو نے مجھ سے گنہگار بندے سے وہ کام لیا کہ جس کام کو تیرے برگزیدہ بندے کر گئے ہین - الحمد للہ علیٰ احسانہ میرے پروردگار میری جان تیری مہربانیون پر نثار میرا منہ ایسا نہ تھا کہ مجھ سے تیرے انبیا علیہم السلام کے حالات لکھے جا سکتے - اے مالک الملک تو نے حضرت آدمؑ سے لیکر اپنے برگزیدہ بندے عیسیٰ روح اللہ تک تو لکھوا دیا ثم الحمد للہ - تجھ سے میری امید یہ ہے کہ اس کتاب کو قبولِ عام کا خلعت عنایت فرما تو ہم بندون کا حقیقی مالک ہے جب مالکانِ مجازی کا یہ قاعدہ ہے کہ اپنے غلامون کی عزت افزائی کیا کرتے ہین اور اُن کے پاس نہایت قلیل سرمایہ ہے اے دونون جہان کے بادشاہ تو تو تمام جہان کا مالک ہے مجھے اپنے خزانے کے بخشش

کی عزت سے محروم نہ رکھیو مین اپنی التجا پر آمین کہتا ہون تو قبول فرما اللہم آمین یا رب العالمین آمین ـ یا اللہ مین تیرا بندہ ہون جو کچھ مانگنا ہوتا ہے تجھی سے مانگتا ہون ؎

مرے حضور مجھے بھیک دے کریم ہے تو　　　گناہگار ہون مین بخشدے رحیم ہے تو
کرون سوال نہ تجھ سے تو اور کس سے کہون　　　خدا ہے تو مرا مالک ہے تو رحیم ہے تو
تجھی کو شرم ہے میری ترا ہی بندہ ہون　　　کبھی تو رحم تجھے آئیگا رحیم ہے تو
خدا سے مانگنا آتا نہین تجھے اکبر　　　سوال کرتا ہے اُس سے بڑا لئیم ہے تو
تو اُس کا شکر کئے جا وہ آپ دیدیگا　　　کریم سے کبھی کہتے نہین کریم ہے تو

پروردگار تعالیٰ شانہ تو میرے دل کے حالات اور عرض و معروض پر مطلع ہے پاس ادب لب کھولنے کا حکم نہین دیتا مگر تیری ہزارون نعمتین بندون کے لئے عام ہین اور سب کا لطف اور ذائقہ جدا ہے کس کا شکر کیا جائے ؎

شکر کردن کے تواند ور خورِ نعمہاے تو　　　شکر نعمت ہاے تو چندانکہ نعمت ہاے تو

لیکن تمام نعمتون سے بڑھکر وہ ہے کہ جو تیرے محبوب حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے ذریعہ سے ہمین پہونچی اور وہ تمام عزتون کا سرمایہ ہے یعنی تیری توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اے پروردگار تعالیٰ شانہ یہ تیرا ضعیف اور گنہگار بندہ تیرے حضور مین اقرار کرتا ہے کہ بے شک تو واحدِ لاشریک ہے کوئی تیرا شریک نہین سوائے تیری ذاتِ پاک کے ہم مسلمانون کو کسی کے سامنے سر جُھکانا یعنی سجدہ کرنا روا نہین اور کوئی ہو وزیر ہو یا بادشاہ اُس سے استعانت چاہنا درست نہین ـ تیرے اولیا تیرے انبیا تیرے بڑے پیارے بندے ہین وہ ضرور ہماری شفاعت کرینگے ہمین پوری اُمید ہے کہ تو اُنکی شفاعت کو قبول فرمائیگا انشاء اللہ تعالےٰ پھر ان اولیا اور انبیا کی غمخواری کا شکر ہم پر واجب ضرور ہے **اولیاے** قدس اسرارہم نے ہم کو تیری توحید بتائے اور تیرے انبیا کی رسالت کا اقرار کرایا اور **انبیا علیہم السلام** نے اولیا کو تیری معرفت کے طریقے

تعلیم کئے جو بجنسہ ہم تک پہونچے کیا یہ احسان بھولنے کے قابل ہین ہرگز نہین ہرگز نہین ہرگز نہین۔ **یا اللہ** تیرا وہ مقدس بندہ جسے تو نے عرش پر بلایا اور اُس سے ہمکلام ہوا اور اُسے اپنا جمالِ جہان آرا دکھایا اُس کو ہماری ہدایت کے سبب سے اُس کی قوم نے وہ وہ صدمے پہونچائے کہ زبانِ قلم پر آنا اُن کا مشکل ہے ہزار صدمون کا ایک صدمہ یہ ہے کہ وطن سے جدا کیا اُس کی ساق مبارک کو پتھرون سے مجروح کر کے خون آلود کیا اُس کے دندانِ مبارک کو شہید کیا لیکن اُس مکرم اور مقدس رسول نے اس رسالت پر ہم سے کوئی اُجرت نہین چاہی صرف تیری رضامندی اور بجا آوری احکام کے لئے یہ سب مصیبتین بکشادہ پیشانی گوارا کین صرف اپنی اولاد طیبات کی مودت کے لئے تمنا ظاہر فرمائی یعنی میری اولاد سے محبت رکھو لیکن کور باطنانِ ازلی نے بجائے مودت آپ کے جگر گوشون کو ریگستان کربلا مین بے آب و دانہ شہید کر ڈالا مگر اسکے ساتھ بھی اُس مہربان و مقدس و گرامی ترین مخلوق نے اپنی شفاعت ہم گنہگارون کے واسطے عام کر دی حضور پُر نور کا ارشاد ہے شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ[۱] اے پروردگار تعالیٰ شانہ ہم۔ امانون کی حالت بہت ابتر ہوگئی ہے ہم پر رحم فرما اور جیسے ہم رسول اللہ کے زمانہ مین تھے ویسا ہی ہم کو کر دے۔ آپ ہم گنہگارون کے بخشنے والے ہمارے دلون کو یہ خوشخبری سُنا دے کہ ہمنے تم پر رحم کیا اور تمہاری بُری حالت کو اچھی حالت سے بدل دیا اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ اٰمِیْنَ۔

یا اللہ تیرے پیارے رسول کے دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد تیرے رسول کے **خلفا** اور **اصحاب** نے اِس دین متین کو اُسی شان سے قائم رکھا جس شان سے

حاشیہ[۱]۔ افسوس باوجود اِس کے کہ قاتلانِ حسین علیہ السلام کا نتیجہ جو کچھ ہوا سب کو معلوم ہے پھر بھی ہمارے زمانہ مین ایسے لوگ اب موجود ہین کہ جو سادات کے قتل مین اگر موقع وقت ہاتھ آجائے تو ذرا بھی پس و پیش نہ کرین۔ یزید مردود نے تو ایک بہت بڑی سلطنت کے لئے اپنا مُنہ کالا کیا تھا اور اب تو دس بیس روپیہ کے انعام کے واسطے وہی کام کر گذرین ۱۲

یہ روز اوّل قائم ہوا تھا اور اصحاب رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے بعد یعنی تابعین کے زمانہ مین بھی خیریت کو بہت غلبہ رہا مگر اب تو اگر تیری قدرت کاملہ اُن بزرگون کی روحون کو پھر اجسام کی طرف پلٹا دے اور وہ ہم سے ملین تو ہرگز ہم کو نہ کہین کہ یہ مسلمان ہین۔ پروردگار تعالےٰ شانہ ہماری حالتین ہمارے **مسلمان امیرون** نے خراب کردین وہ لوگ بے نماز ہوئے اُن کے اثر صحبت سے غریب مسلمان بھی ایک سرے سے بے نماز ہوگئے۔ پروردگار وہی امیر شراب خوار ہوئے غریب فاقہ مست مسلمان بھی اپنی غربت کا خیال نہ کرکے اُنہین اُمراے اہل اسلام کے ہمرنگ ہوگئے۔ پروردگار تعالیٰ شانہ بڑی مصیبت ہم پر یہ پڑی کہ ہمارے **والیان ملک** تیرے نافرمان ہوگئے۔ پروردگار **اسلامی ریاستین** ہین اور اُن کے فرمان روا تیرے حبیب کے احکام نہین مانتے۔ اے قادر مطلق جب تو نے اتنی بڑی کائنات کو ایک لفظ کُن مین پیدا کردیا تو ہم مسلمانون کی حالت کو سنوار دینا تیرے نزدیک کیا مشکل ہے **پروردگار تعالیٰ شانہ** تیرے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا دین متین بہت کمزور ہوگیا ہے اس ضعیف بیمار کو ایسا تندرست کردے جیسا یہ صحابہ کبار خصوصاً حضرت **عمر** رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین تھا اللّٰھم آمین ثم آمین یا اللہ تو کارساز عالم ہے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مردہ دین کو نئی زندگی بخش اللّٰھم آمین یارب العالمین ثم آمین۔ یا اللہ تو نے ہمین اپنے حبیب حضرت سیدنا **محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم** کی امت مین پیدا کیا ہے تیرے حبیب نے سب سے پہلے ہمین تیری توحید تعلیم فرمائی اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کردی کہ تو **واحد لاشریک ہے** الحمد للہ کہ ہمارا بچہ بچہ بولنے لگا کہ ہمارے خدا کا کوئی شریک نہین ہمارا خدا واحد ہے واحد ہے واحد ہے **پروردگار** تمام دنیا جہان کی نعمتین ایک طرف اور یہ اکیلی نعمت ایک طرف یا اللہ ہمین اپنے حبیب کی اس تعلیم کی اور اپنے عطیہ کی شکرگذاری کی توفیق عطا فرما۔

اور ہمارے سب مسلمان بھائیون کو یہ توفیق دے کہ وہ حبب تیرے محبوب کی تعلیم توحید کے شکریہ مین میلاد شریف کی مجلسین کرین تو وہ مجلسین بدعات اور جھوٹی روایات سے پاک ہون اور اے مالک بے نیاز تو اُن مجلسون کو جو ہمارا تحفۂ قلیل ہے قبول فرمالیا کر جیسے تیرے برگزیدہ بندہ **سلیمان علیہ السلام** نے تیری توفیق کے سبب سے مور ضعیف کا تحفہ جو پاے ملخ تھا قبول کرلیا اور تو تو سلیمان اور سلیمان کے باپ داؤد اور جملہ انبیا اور تمام کائنات کا خالق و مالک ہے **یا اللہ** اب مین اس کا شکر کرتا ہون کہ تو نے مجھے ایک برگزیدہ خاندان مین پیدا کیا اور پھر مجھے **روشن ضمیر** اور بے **ریا پیر و مرشد** یعنی حضرت مولنا سید شاہ **محمد قاسم** ابوالعلائی داناپوری قدس سرہٗ بخشا اور میرے مقدس اور مکرم پیر نے جو سب سے پہلے کلمہ مجھے تعلیم فرمایا وہ تیری **توحید** تھی اور وہ توحید جو **توحید ناب** ہے پھر **طریقہ** وہ بخشا جو **ابوالعلائیہ** نقشبندیہ ہے ؎

شکر نعمت ہاے تو چندانکہ نعمت ہاۓ تو
شکر کردن کے توانم در خور نعماۓ تو

اکبر تو شکرانہ صحت تو بھول ہی گیا اپنے مہربان مالک سے ہاتھ جوڑ کے اور سجدہ کرکے معافی کا خواستگار رہو۔ پروردگار تعالےٰ شانہ میری خطا معاف فرما اے میرے مہربان پالنے والے تیرا بے انتہا شکر ہے کہ تو نے اب تک میری صحت قائم رکھی اور مجھے تیری عنایتون پر پورا بھروسا ہے کہ تو تا دم مرگ یونہین میری صحت قائم رکھے گا۔ پروردگار تعالیٰ شانہ تیرا بے انتہا شکر ہے کہ تو نے مجھے اپنے خزانے سے اتنا کچھ عنایت فرمایا ہے کہ مخلوق کا محتاج نہین کیا۔ سلسلہ ملازمت جو ایک بڑی جانکاہ زندگی ہے اُس سے بچا دیا پروردگار تعالیٰ شانہ تیرا بے انتہا شکر ہے کہ تو نے مجھے عزت بخشی اور اُسے محفوظ رکھا۔ پروردگار تیرا بے انتہا شکر ہے کہ تو نے مجھے میرے شعور کے زمانہ سے اس وقت تک کسی کا قرضدار نہین کیا۔ پروردگار تعالیٰ شانہ تیرا بے انتہا شکر ہے کہ میری مادر شفقہ اور میرے پدر شفیق اور پیر دستگیر قدس اسرارہم مجھ سے خوش رہے آخر وقت تک۔

پروردگار مین تیری نعمتون کے شکر کرنے پر قادر نہین ہون جس جس نعمت کا اظہار شکر بھول گیا ہون تو معاف فرمادے اور ہمیشہ کے لئے شکر کی توفیق کرامت فرما مجھے بھی اور میری اولاد قلبی اور صلبی کو بھی اور سب کو دین و دنیا مین شاد کام رکھیو

اللہم آمین آمین آمین

اس کتاب روشن کو واقعہ فیل اور بعد اُس کے قریش کے حالات سے شروع کرتا ہون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ علی قدر حسنہ و جمالہ

واقعہ فیل اور اُس کے بعد قریش کے حالات

حضور پرنور کے جد مکرم خواجہ عبد المطلب کے حالات یہین سے آغاز ہوتے ہین اور آپ کے زمانہ کا یہی بڑا واقعہ ہے لہذا اس کتاب مبارک کا سلسلہ یہین سے شروع کیا جاتا ہے۔

واقعہ فیل

جب ابرہہ کی حکومت کو یمن مین بہت زمانہ گذر گیا تو اُس نے صنعا مین ایک کنیسہ بنوایا جو اُس زمانہ مین بے مثل مکان تھا پھر اُس نے نجاشی کو لکھا کہ مین نے تیرے لئے ایک ایسا کنیسہ بنوایا ہے جو اس وقت بے مثل مکان ہے اور اسی پر مین نے قناعت نہین کی بلکہ مین ارادہ کرتا ہون کہ عرب کے حجاج کی زیارت گاہ اسی کو قرار دون جب اس بات کی ملک عرب مین شہرت ہوئی تو نساۃ کے قبیلہ بنی فقیم مین ایک شخص کو غصہ آیا اور وہ اُس کنیسہ مین آیا اور اُس کو بول و براز سے آلودہ کر گیا اور پھر

اِس بات کی ابرہہ کو خبر دی گئی اور لوگون نے اُس سے کہا کہ یہ کام اُن لوگون مین سے
کسی کا ہے جن کے پاس ایام حج مین حُجاج جا کر ٹھیرا کرتے ہین اِس امر سے ابرہہ کو
بہت غصہ آیا اور اُس نے قسم کھائی کہ مین کعبہ جاؤنگا اور اُسے منہدم کر دون گا۔
چنانچہ حبشیون کی ایک جرار فوج لیکر اِسی قصد سے خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور
ایک ہاتھی جس کا نام محمود تھا وہ اُس کے ساتھ تھا۔ ایک روایت مین ہے کہ اُس کے
پاس تیرہ ہاتھی تھے اور یہ سب کے سب محمود کے پیچھے پیچھے چلتے تھے۔ مگر اللہ سبحانہ تعالےٰ
نے اپنے کلام پاک مین فیل کو بصیغہ واحد بیان کیا ہے بعض علما فرماتے ہین کہ مراد اُس سے
وہی فیل ہے جس کا نام محمود تھا وہ سب سے بڑا اور نہایت شوکت دار تھا۔ اور ہاتھیون
کی تعداد مختلف ہے اور کئی روایتین ہین۔ جب ابرہہ روانہ ہوا تو عربون نے یہ خبر
سنکر اُس پر جہاد کرنا ضروری سمجھا لہٰذا اشراف یمن مین سے ایک شخص جس کا نام
ذو نفر تھا وہ اُس کے مقابلہ مین آیا مگر لڑائی مین اُس نے شکست اُٹھائی اور گرفتار ہوا۔
ابرہہ نے اُسے قتل کرنا چاہا تھا مگر پھر اِس مہم کے انجام تک اُسے قید مین رکھا۔ پھر جب
آگے بڑھا تو دوسرا شخص نفیل بن الخثعمی اُس کا مقابل ہوا اور اس نے بھی شکست
کھائی اور گرفتار ہوا۔ اور ابرہہ سے راستہ بتانے کے وعدہ پر رہائی پائی۔ جب ابرہہ
طائف مین پہونچا تو ثقیف نے اپنا ایک آدمی جس کا نام اَبورغال تھا راستہ بتانے کے لئے
ساتھ کر دیا جب یہ مغمس مین آیا تو وہان مرگیا اور وہان دفن کر دیا گیا۔ وہان ابورغال کی
قبر پر عرب ہنوز پتھر مارا کرتے ہین۔ پھر ابرہہ نے اسود ابن مقصود کو مکہ کی طرف روانہ
کیا اور وہ وہان پہونچا اور عرب لوگون کے اونٹ پکڑ لایا۔ اور انھین اونٹون کے ساتھ
خواجہ عبد المطلب کے بھی دو سو اونٹ پکڑ لایا پھر ابرہہ نے ایک دوسرے آدمی کو
جس کا نام حناط الحمیری تھا مکہ معظمہ کو روانہ کیا اور اُس سے کہا کہ قریش کے سردار سے
کہیو کہ مین تم سے لڑنے کو نہین آیا ہون مین صرف اِس ارادہ سے آیا ہون کہ بیت کو

گرادون اگر تم اس کے گرانے مین میری مزاحمت نہ کرو تو مین تم سے کچھ نہ کہونگا جب
یہ بات اُس نے خواجہ عبدالمطلب ابن ہاشم سے کہی تو خواجہ نے کہا کہ ہم اُس سے لڑنا
نہین چاہتے یہ تو بیت اللہ ہے اگر خدا کو اس کی حفاظت منظور ہوگی تو وہ آپ اس کی
حفاظت کرلیگا۔ یہ بیت مکرم اُس کا حرم ہے۔ اور اگر اللہ ہی کو اس کی حفاظت منظور
نہین ہے تو ہمین اس کے بچانے کی قوت نہین ہے۔ جب یہ تقریر حناط الحمیری نے خواجہ
عبدالمطلب کی سنی تو حناط نے خواجہ سے کہا کہ اچھا آپ میرے ساتھ بادشاہ کے پاس
چلئے تو خواجہ اُس کے ساتھ ہولئے اور بادشاہ کے لشکر مین پہونچے اور وہان جاکر ذو نفر کا
پتہ پوچھا جو خواجہ کا دوست تھا لوگون نے بتا دیا کہ وہ فلان مقام پر ہے۔ عبدالمطلب
اُس سے ملے اور مشورہ کیا کہ اِس معاملہ مین تم ہماری کچھ مدد کرسکتے ہو اُس نے کہا
کہ ایک قیدی کیا کرسکتا ہے جو ایک بادشاہ کے ہاتھ مین قید ہے جب چاہے اُسے
مار ڈالے البتہ جو یہان ہاتھیون کا سردار ہے اور اُنَیس اُس کا نام ہے وہ میرا دوست ہے
اُس سے مین کچھ کہتا ہون اور آپ کے درجہ اور عزت کا حال بیان کرتا ہون وہ آپ کو
شایستہ تقریب سے بادشاہ کے سامنے پیش کردیگا جو آپ چاہتے ہین وہ اُس سے کہہ لیجئے
خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ بس اتنا ہی کافی ہے چنانچہ اُس نے انیس کو بلایا اور خواجہ
کی اُس سے سفارش کی اور کہا کہ قوم قریش کے یہ سردار ہین۔ انَیس نے ابرہہ سے
آپ کا ذکر کیا کہ قریش کا سردار آپ کے لشکر مین آیا ہوا ہے ابرہہ نے آپ کو بُلا لیا۔
خواجہ عبدالمطلب بڑے تندرست و توانا اور خوبصورت جوان تھے۔ جب ابرہہ نے آپ کو
دیکھا تو آپ کی عظمت و بزرگی اُس کے دل مین جگہ کرگئی۔ اور اُس نے آپ کی
تعظیم کی اور تخت سے اُتر پڑا اور فرش پر اُن کے ساتھ آکر بیٹھ گیا اور اپنے برابر اُن کو
بٹھا لیا اور ترجمان سے کہا کہ پوچھو آپ کیا چاہتے ہین۔ ترجمان نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا
کیا مطلب ہے فرمایا کہ میرے دو سو ناقہ آپ کے آدمی پکڑ لائے ہین وہ مجھے دلوا دیجئے

ابرہہ نے ترجمان سے کہا کہ آپ سے کہدے کہ مین نے جب تمہاری صورت دیکھی تھی تو آپ کو بہت اچھا سمجھا تھا لیکن جب آپ سے میری بات چیت ہوئی تو وہ عظمت جو آپ کی میرے دل مین تھی جاتی رہی آپ نے اپنے اونٹون کا مجھ سے سوال کیا اور جو آپ کا اور آپ کے آبا و اجداد کا دین ہے اُس کی نسبت کچھ نہ کہا جس کے گرانے کے لئے مین آیا ہون خواجہ نے فرمایا کہ مین تو اونٹون کا مالک ہون اور اس بیت کا مالک اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ ہے وہ اپنے گھر کی حفاظت خود کریگا۔ ابرہہ نے کہا کہ وہ تو مجھ سے اُس کی حفاظت نہ کرسکیگا اور حکم دیا کہ اُن کے اونٹ دلا دئے جائین۔ جب خواجہ نے اونٹ لے لئے تو اُن اونٹون کے گلے مین جوتیان ڈالدین اور اُن کو ہدیہ اور قربانی کے طور پر حرم مین چھوڑ دیا یہ عرب کا ایک دستور تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر اسمین سے کوئی اونٹ کھو جائیگا تو پروردگار کو غصہ آجائیگا۔

حضرت خواجہ عبدالمطلب کی مناجات اور قریش کا پہاڑون مین جا چھپنا

جب خواجہ عبدالمطلب ابن ہاشم قریش کی طرف لوٹ کر آئے تو قوم کو اس معاملہ کی خبر دی اور یہ مشورہ ہوا کہ مکہ مکرمہ سے نکل کر چلے جائین اور پہاڑون کی چوٹیون پر جا چھپین پھر خواجہ عبدالمطلب کعبہ کے دروازے کے حلقہ کو پکڑ کر کھڑے ہوگئے اور اشراف قریش بھی ان کے ساتھ تھے اللہ تعالےٰ شانہٗ سے دعا مانگی اور ابرہہ کے مقابلہ مین پروردگار تعالےٰ شانہٗ سے مدد چاہی اور خواجہ نے یہ نظم مناجات حضور مین پروردگار تعالےٰ شانہٗ کے عرض کی مناجات

یَا رَبِّ لَا اَرْجُوْ لَهُمْ سِوَاکَا	یَا رَبِّ فَامْنَعْ مِنْهُمْ حِمَاکَا
اِنَّ عَدُوَّ الْبَیْتِ مَنْ عَادَاکَا	اِمْنَعْهُمْ اَنْ یُّخَرِّبُوْا فِنَاکَا

لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ يَمْنَعُ	رَحْلَهٗ فَامْنَعْ رِحَالَكْ

ترجمہ اے پروردگار مجھکو تیرے سوا ان دشمنون کے دفع کرنے کے لئے اور کسی سے اُمید نہین ہے ۔ اے پروردگار توہی اپنی چیزون کو اُن حبشیون سے بچا ۔ بیت کا دشمن وہی ہے جو تیرا دشمن ہے ۔ اس لئے تو اُن کو روک کہ وہ تیرے صحن کو خراب نہ کرین ۔ اور یہ مناجات بھی کی ۔ اے اللہ ہر ایک بندہ اپنے گھر کی چیزون کو بچاتا ہے ۔ تو اپنے گھر کی چیزون کی حفاظت کر ۔

لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ	وَمِحَالُهُمْ اَبَدًا مِحَالَكْ
وَلَئِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّهٗ	اَمْرٌ تَتِمُّ بِهٖ فِعَالَكْ
اَنْتَ الَّذِيْ اِنْ جَاءَ بَاغٍ	نَرْتَجِيْكَ لَهٗ فَذَالِكْ
وَلَمْ يَحُوْزُوْا سِوَى	خِزْيٍ وَتُهْلِكُهُمْ هُنَالِكْ
لَمْ اَسْتَمِعْ يَوْمًا بِاَرْ	جَسَ مِنْهُمْ يَبْغُوْا قِتَالَكْ
جَرُّوْا جُمُوْعَ بِلَادِهِمْ	وَالْفِيْلَ كَيْ يَسْبُوْا عِيَالَكْ
عَمَدُوْا حِمَاكَ بِكَيْدِهِمْ	جَهْلًا وَمَا رَقَبُوْا جَلَالَكْ
اِنْ كُنْتَ تَارِكَهُمْ	وَكَعْبَتَنَا فَاَمْرٌ مَا بَدَا لَكْ

ترجمہ چوتھا شعر ۔ ایسا ہرگز نہ کر کہ اُن کی صلیب غالب ہوجاے ۔ اور اُن کی قوت تیری قوت پر بھی غالب آجاے ۔ اور اگر ایسا تو نے کر دیا تو ظاہر ہے ۔ کہ یہ ایسا کام ہے جس سے تیرے کام پورے ہوتے ہین ۔ توہی وہ ہے کہ اگر کوئی باغی آ لئے ۔ تو اُسکے دفع کرنے کی ہم تجھ سے ہی امید کرسکتے ہین چنانچہ یہ ایسا ہی وقت ہے ۔ اُنہین ذلت وخواری کے سوا اور کچھ نہین ملا ۔ تو اُنہین ہلاک کر ڈال ۔ مین نے اُس سے زیادہ نجس کبھی کسی کو نہین سُنا ۔ اور ایسی پلید قوم تجھ سے لڑنے کی خواہش کرتی ہے ۔ اور اپنے تمام ملک کے لوگون کو یہان کھینچ کر لے آئے ہین ۔ اور اُن مین ہاتھی بھی ہین

کہ تیری عیال کو مصیبت مین ڈالین اور لونڈی غلام بنائین۔ اُنہون نے جہالت کے سبب تیرے ننگ وناموس کی تخریب کا ارادہ کیا ہے۔ اور تیرے جلال کا کچھ اندیشہ نہ کیا۔ اگر تو اُنہین اور ہمارے کعبہ کو چھوڑ دیگا کہ جو چاہین وہ اُس کے ساتھ کرین تو جو بات ہو گی وہ تجھ پر ظاہر ہے۔

یہ مناجات تمام کر کے خواجہ عبد المطلب ابن ہاشم نے کعبہ کے حلقہ کو چھوڑ دیا اور وہ اور اُن کے ہمراہی پہاڑون کی گھاٹیون مین جا کر مخفی ہو گئے اور اس بات کے منتظر تھے کہ دیکھین ابرہہ بیت کے ساتھ کیا کرتا ہے اور اُس کے ساتھ اس بیت مقدس کا مالک کیا کرتا ہے یہان تک کہ وہ خوفناک رات جو حالت انتظار مین روز قیامت سے بھی زیادہ دراز ہو گئی تھی خدا خدا کر کے قریش نے اُس کی صبح کا مُنہ دیکھا اور یہ صبح دو رُخی تھی۔ قریش کی طرف جو اس کا مُنہ تھا وہ خوف کی حالت مین شاہد نصرت کے جلوے دکھا رہا تھا اور وہ دوسرا رُخ اُس کا جو ابرہہ کی طرف تھا غلبہ اور تسلط کے پہلو مین پیرزن ہزیمت کو دبائے ہوئے تھا۔ آفتاب جہان تاب نے جو جاروب شعاع سے رب البیت کا اسم شریف لیکر کعبہ کو خس وخاشاک سے پاک کرنا شروع کیا اور نصرت قریش کی روشنی چارون طرف پھیلنے لگی تو ابرہہ نے اپنے فیل کو جس کا نام **محمود** تھا تیار کرنے کا حکم دیا اور اُس محمود کے نا محمود مالک نے مُصمم قصد کر لیا کہ اس بیت مکرم کو منہدم کر کے یمن کو لوٹ جاؤنگا جب ابرہہ کے حکم کے موافق فیل بان نے محمود کو کعبہ مکرم کی طرف ہُولا تو نُفیل بن حبیب الخثعمی آگے آیا اور اُس کے کان پکڑ کر کہا کہ محمود لوٹ جا جہان سے تو آیا ہے تیرا وہین لوٹنا اچھا ہے یہ اللہ کا شہر اور حرم ہے۔ اور اُس کے کان چھوڑ دئے ہاتھی زمین پر بیٹھ گیا اور نُفیل کو مکہ معظمہ پر اُن کی چڑھائی بہت ناگوار تھی وہ پہاڑون پر چلا گیا ان لوگون نے ہاتھی کو بہت مارا مگر اُس نے اُدھر کا رُخ بھی نہ کیا لیکن جب یمن کی طرف چلایا تو وہ بڑھ گیا اور دوڑ چلا اور شام کی طرف چلایا تو اُس طرف بھی چلا اور مشرق

کی طرف لیجلے تو اُدھر بھی جانے لگا۔ پھر جب مکہ معظمہ کی طرف ہُولا تو پھر زمین پر بیٹھ گیا یہ لوگ اسی حالت مین تھے کہ ناگاہ بحکم ربانی سمندر کی طرف سے آتا ہوا ایک غول پرندکا دکھائی دیا کہ جسے خطاف (یا پرستو یعنی ابابیل) کہتے ہین اُن کے پاس تین تین پتھر تھے ایک چونچ مین دو دونون پنجون مین تھے اُن طائرون نے وہ پتھر ہاتھی اور اُن کے سوارون پر ڈالدئے کہ اوپر سے نیچے تک تیر گئے اور مقدار اُن کی مسور کی دال کے برابر تھی اُن سب کا وہین کام تمام ہوا پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن پر سمندر سے سیل بھیجی کہ اُن کی لاشون کو بہاکر سمندر مین لے گئی اور اُس مبارک اور مقدس زمین کو اُن کی نجاست سے شست وشو کرکے پاک کردیا اور کچھ لوگ جو بچ گئے تھے وہ ابرہہ کے ساتھ بھاگے اور نُفیل کو پکارنے لگے کہ اُن کو مین کا راستہ بتائے نُفیل نے جب اُن پر اللہ تعالیٰ شانہٗ کا یہ غضب نازل ہوتے ہوئے دیکھا تو کہا ؎

اَیْنَ الْمَفَرُّ وَالْاِلٰہُ الطَّالِب	وَالْاَشْرَمُ الْمَغْلُوْبُ غَیْرُ الْغَالِب

ترجمہ اب کہان بھاگے جاتے ہو خدا تمھین طلب کررہا ہے + اور اشرم مغلوب ہے غالب نہین ہے

ایضًا

اَلَا حُیِّیْتِ عَنَّا یَا رُدَیْنَا	نَعِمْنَا کُمْ مَعَ الْاِصْبَاحِ عَیْنَا
اَتَانَا قَابِسٌ مِنْکُمْ عِشَاءً	فَلَمْ نَقْدِرْ لِقَابِسِکُمْ لَدَیْنَا
رُدَیْنَۃُ لَوْ رَاَیْتِ وَلَا تَرَیْہِ	لَدٰی جَنْبِ الْمُحَصَّبِ مَا رَاَیْنَا
اِذًا لَعَذَرْتِنِیْ وَحَمِدْتِ رَاْئِیْ	وَلَمْ تَاْسِیْ لِمَا قَدْ فَاتَ بَیْنَا
حَمِدْتُ اللّٰہَ اِذْ عَایَنْتُ طَیْرًا	وَخِفْتُ حِجَارَۃً تُلْقٰی عَلَیْنَا
وَکُلُّ الْقَوْمِ یَسْئَلُ عَنْ نُفَیْلٍ	کَاَنَّ عَلَیَّ لِلْحُبْشَانِ دَیْنَا

ترجمہ اے رُدینا (نام معشوقہ شاعر) تونے ہمین سلام کا جواب کیون نہ دیا + ہمنے صبح کے وقت کہا تھا انعم اللہ بکم عینا یعنی اللہ تیری آنکھین ٹھنڈی رکھے + تمہارا آگ مانگنے والا

ہمارے پاس عشا کے وقت آیا تھا۔ مگر ہم کو اتنی قدرت نہ ہوئی کہ تمہارے آگ مانگنے والے کا مدعا پورا کرتے * تُو دینا جو کچھ ہمنے جنب المُحَصّب کے مقام پر دیکھا اگر تو اُسے دیکھتی جس کا دیکھنا بڑا مشکل کام تھا * تو تو مجھے معذور سمجھتی اور میری راے کی تعریف کرتی۔ اور جو کچھ ہمارے درمیان گذر گیا اُسپر افسوس نہ کرتی * جبکہ مین نے پرندون کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ شانہ کی حمد کی اور ثنا * اور مجھے خوف ہوا کہ پتھر کہین ہمپر تو نہ گر پڑے * اور سب لوگ اُن حبشیون مین نُفَیل نُفَیل پکارتے تھے کہ راستہ بتا دے * گویا اُن حبشیون کا مجھ پر قرض چاہیئے تھا * **الغرض** جب وہ لشکر حبشیون کا بچا ہوا بھاگا تو یہ حالت اُنکی تھی کہ جہان پانی اُن کو نظر آتا وہین گر پڑتے اور ابرہہ کے جسم مین بھی اُس کا اثر ہوا جس سے اُس کے بدن کا ایک ایک عضو جدا ہو کر گرنے لگا اور بمشکل صنعا تک اُس کو لائے یہان وہ ایک مرغ کے بچّے کی طرح ہو گیا تھا یعنی بہت ہی منحنی اور مرنے سے پہلے ہی اُس کا سینہ چر گیا تھا اور دل نکل پڑا تھا۔

کہتے ہین کہ جب اللہ تعالےٰ شانہ نے حبشیون کو ہلاک کر دیا اور اُن کا بادشاہ اور جو کچھ غضب الٰہی سے بچے بچائے لوگ لوٹ گئے تو خواجہ عبد المطلب علی الصباح پہاڑ سے اُترے کہ دیکھین وہ ظالم حبشی کیا کر رہے ہین اس وقت ان کے ساتھ ابو مسعود ثقفی بھی تھا تو ان دونون نے آدمیون کے چلنے پھرنے کی کچھ آہٹ نہ سنی تو خواجہ عبد المطلب حبشیون کے لشکر گاہ مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ لوگ مرے پڑے ہین پھر عبد المطلب نے دو گڑھے کھدوائے اور اُن مین جو سونا اور جواہرات اُن کے اور ابو مسعود کے تھے بھروا دیے اور لوگون مین جا کر ندا کی وہ لوگ جو پہاڑون مین پوشیدہ تھے اپنے اپنے گھرون مین آگئے اور جو کچھ مال اُن کا خواجہ نے چھوڑ دیا تھا وہ اور لوگون نے لوٹ لیا اس مال سے خواجہ عبد المطلب کو بہت فراغت اور ثروت حاصل ہو گئی اور آخر عمر تک مالدار رہے۔ پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے سیل کو بھیجا کہ وہ اُن حبشیون کی لاشین

بہا کر لے گئی جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے اس واقعہ سے عربون کی نگاہ مین قریش کی عزت بہت بڑھ گئی اور تمام ملک عرب مین اُن کی دھاک بندھ گئی اور یہ لوگ اہل اللہ مشہور ہوگئے اور یہ واقعہ عرب کے بچہ بچہ کی زبان پر تھا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے عبدالمطلب کی دعا کی برکت سے اُس عظیم الشان لشکر کو ابابیلون سے غارت کرا دیا۔ فقیر محمد اکبر ابوالعلائی دانا پوری عرض کرتا ہے کہ سب اُسی مبارک نور کے اثر سے تھا جو خواجہ عبدالمطلب کی پیشانی پر چمک رہا تھا

محمد عربی کابروے ہر دو سرا است — کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او

قریش کے حالات

قریش ایک قبیلہ معروف کا نام ہے اور اس قبیلہ کے جد اعلیٰ نضر بن کنانہ ہین اور وہ ہمارے حضور پُرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اجداد سے ہین اور یہ لفظ قُریش تصغیر قَرْش کی ہے اور قرش ایک بڑے عظیم الجثہ دریائی جانور کا نام ہے اور وہ بحری جانورون پر غالب ہے اور یہ نام بطور فال نیک رکھا گیا تھا اور یہ لفظ قُریشی اور قُرشی دونون طرح درست ہے یعنی بضم قاف وفتح را اور قُریشی بایاے تحتانی کہ بعد راے مہملہ واقع ہے۔ جب اصحاب فیل کے انتشار سے عرب مطمئن ہوے جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے تو قریش جمع ہوئے اور اپنی عزت کو پہچانا لہذا مشورہ کیا کہ ہم اولاد ابراہیم خلیل اللہ ہین اور اہل حرم اور بیت مکرم کے مالک ہین کسی عرب کی منزلت اور رتبہ ہمارے برابر نہین ہے۔ اور عرب ہمارے برابر کسی کو نہین جانتے اس لئے ہم کو چاہئے کہ ائتلاف اور بھائی چارہ پر اتفاق کرین اور یہ مقرر کرین کہ جو چیزین حِلّ (یعنی بیرون حرم) کی ہین اُنہین ایسا معظم نہ رکھین جیسی حرم کی چیزون کی تعظیم کیجاتی ہے اس لئے کہ جب ہم یہ اصول مقرر کردینگے تو جو عرب حرم سے باہر کے حِلّ کے ہین وہ ہم سے رتبہ مین کم ہوجائین گے۔

اور کہنے لگے کہ قریش جیسے حل مین معظم ہین ویسے ہی حرم سے محترم ہین۔ اور اسی لئے
اُنہون نے عرفہ مین جو حرم سے باہر ہے (وقوف اور عرفہ سے افاضہ یعنی لوٹ کر آنا چھوڑ دیا
لیکن باوجود اسکے کہ وہ اس بات کو جانتے اور اس کے مُقر تھے کہ یہ باتین مشاعر اور
حج دین ابراہیمی سے ہین اور باقی تمام عرب وہان کے وقوف اور وہان سے افاضہ کو
مانتے اور اُسپر عمل کرتے تھے۔ اور قریش یہ بھی کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہین اس لئے ہم
کسی غیر کی تعظیم نکرینگے اور ہم حمس یعنی دیندار ہین۔ حماستہ کے معنی تَشَدُّد کے ہین
اور وہ دین کے کامون مین بہت تشدّد کرتے تھے اور اُنہون نے جو حق اپنے بچّون
کے لئے رکھے تھے وہی حق اُن عورتون کے پیٹ کے بچّون کو دئے تھے جو حل کے
عربون کی نسل سے تھین۔ اور اسی ولادت کی وجہ سے کنانہ۔ خزاعہ۔ عامر
قبائل بھی اُن مین داخل ہو گئے تھے۔ پھر اُنہون نے اور نئی باتین ایجاد کین کہنے لگے
کہ حمس اگر حرم مین ہو تو اُسے پنیر نہ بنانا چاہیئے۔ اور اسی طرح نہ مسکہ سے گھی نکالنا
چاہیئے۔ اسی طرح جب تک وہ حرم مین ہون اُنہین بالون کے گھر مین یعنی کمل کے خیمہ
وغیرہ مین نہ رہنا چاہیئے۔ اور نہ چمڑون کے گھرون کے سوا کسی مکان کے سایہ مین
بیٹھنا چاہیئے۔ اور اُنہون نے ایک یہ نئی بات بھی جاری کردی تھی کہ حل والون کو
جب وہ حج یا عمرے کو آئین تو وہ طعام اپنے ساتھ لیکر آئین اُسے حرم مین کھائین
اور جب وہ آئین تو طواف بھی حمس کے کپڑون مین کرین۔ اور اگر حمس کے کپڑے
نہ ملین تو برہنہ طواف کرین۔ اور اگر کسی سردار کو حالت طواف مین برہنہ ہونے کے
سبب سے شرم ہو اور حمس کے کپڑے بھی نہ مل سکین تو وہ اپنے ہی کپڑون مین طواف
کرے اور جب طواف سے فارغ ہو تو اُنہین پھینک دے اور پھر اُن کپڑون کو نہ تو وہ
خود چھوئے اور نہ کوئی دوسرا شخص چھوئے۔ اور ان کپڑون کا نام اُن لوگون نے لقی
یعنی پھینکا ہوا رکھا تھا ان سب باتون مین عربون نے اُن کے احکام کو تسلیم کر لیا

اور جو ارکان ان لوگون نے مقرر کر دئے وہ اُسی طرح طواف کرنے لگے اور جو طعام کہ وہ حل سے لاتے اُسے چھوڑ دیتے اور حرم کا طعام مول لیکر جتنے مرد ہوتے وہ کھاتے رہین عورتین وہ اپنے تمام کپڑے اُتار ڈالتین صرف اپنے زیور پہنے رہتین اور ہاتھ پھیلا دیتین پھر طواف کرتین اور کہتی جاتین

شعر

اَلْیَوْمَ یَبْدُو بَعْضُہٗ اَوْ کُلُّہٗ	وَمَا بَدَا مِنْہُ فَلَا اُحِلُّہٗ

ترجمہ آج بدن تھوڑا یا بہت کھلجائے تو کھلجاے کچھ مضایقہ نہین، لیکن جس قدر کھل جائے اُسے مین نے حلال نہین کر دیا ہے۔

قریش کی شرمناک رسمون کا منسوخ ہونا اور نمازون مین اچھے کپڑے پہننے کا حکم

زمانہ بزبان حال کہہ رہا ہے کہ اے بندو خدا کا شکر کرو اور خاک ادب پر پیشانی نیاز رکھدو وہ نور روشن جو تمام جہان کی اصل ہے اور روز ازل سے جس کی روشنی ساری دنیا کو روشن کر چکی ہے بہت جلد اس طبقۂ خاک کو پاک کرنے والا ہے کفر کا اندہیرا اور شرمناک افعال کی ظلمتین جو کسی مصلحت سے دنیا مین چھا گئی تھین کافور ہوا چاہتی ہین طبقۂ خاک کو عالم نور بنانیوالا رونق افروز ہوتا ہے

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست	آخر آمد زپس پردۂ تقدیر برون
شاہ می آید و من فکر نثارے دارم	اندکے صبر کن اے دل بتو کارے دارم

ارباب روایت اور اصحاب تاریخ پر روشن ہے کہ حضور پر نور سرور عالم و عالمیان محبوب خدا حضرت سیدنا و مولٰنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے تختۂ عرب پر کیسی دھوان دھار گھٹا کفر و جہالت کی چھائی ہوئی تھی آدمی جنہین انسان کہتے ہین وہ حضرات بہائم کی طرح زندگی

بسر کرتے تھے کعبہ شریف جو اللہ کا گھر ہے اُس کا طواف مرد و عورت برہنہ ہو کر کرتے تھے العیاذ باللہ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔ حضور کی تشریف آوری سے پہلے ازواج کی کوئی حد نہ تھی ہزار دو ہزار جہاں تک ہو سکے سب درست تھا باپ کی جوارثی بیٹا لے نکاح عیش کرتا تھا نہ کوئی روکنے والا نہ ٹوکنے والا۔ خونریزی وہ تو کوئی جرم ہی نہ سمجھا جاتا تھا بلکہ بہادری کی ایک شان تھی۔ بت پرستی اُس کا یہ حال تھا کہ اللہ کا گھر یعنی کعبۂ مکرمہ تین سو ساٹھ بتوں سے بھرا ہوا تھا اور ان بتوں کے سوا اور شہروں میں بے انتہا بت تھے یعنی ہر قوم کا بت جدا ہر فرقہ کا بت الگ جس آدمی کی اچھی صورت نظر آئی اُسی کو بت بنا لیا ؎

وہی ہے بُت جسے خالق نے اچھی صورت دی | بتوں کی قوم نہیں ہے بتوں کی ذات نہیں

جس عورت کو اچھا دیکھا اُسی کو حُسن کی دیبی مان لیا جس مرد میں کوئی کمال پایا اوتار سمجھ لیا۔ الغرض گھر میں دس آدمی ہیں اُن کے دس مذہب بیس آدمی ہیں بیس طریقے اللّٰہ اللّٰہ اس جہالت کی کوئی انتہا ہے آخر کہاں تک غیرت الٰہی کو جلال آیا اور اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نام فرمان شاہی خاتم الانبیا ہونے کا جاری فرمایا اور وہ فرمان واجب الایقان جبریل علیہ السلام آستانہ نبوت کاشانہ پر لیکر حاضر ہوئے الحمد للہ کہ وہی بنائے خلیل جو چند زمانہ کیواسطے بتخانہ بن گئی تھی اُس دلوں کے پاک کرنے والے نے حضرت صدیقؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و دیگر اصحابؓ رسولؐ کے دلوں کی طرح پھر اس بنائے مبارک کو پاک کر دیا اور وہ پہلے جیسے توحید کا مقام تھا ویسا ہی ہوگیا اور اب انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ایسا ہی رہیگا پھر اُس بادشاہ دوجہان جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنے محبوبؐ کے واسطے دار وزارت اُس ایوان شاہی سے جدا تجویز فرمایا تاکہ اُس کی شوکت اس ایوان شاہی سے علیحدہ نظر آئے اور اُس بادشاہ کون و مکان نے محبوب کے مقام کی زینت اپنے گھر سے زیادہ

کرکے اپنے بندون کو دکھادی باوجودیکہ یہ شاہی مکان ہے مگر شاہ نے مکان محبوب مین ہی قدم رنجہ فرمایا ؎

کعبہ را دیدم دلم از درد تنہائی گداخت ‖ خانہ آرائے کہ ما را خواند خود مہمان کیست

اس فقیر محمد اکبر کا ایک واقعہ ہے اگرچہ سیاق کتاب سے کچھ دور ہے لیکن میرا دل مجھ سے کہتا ہے کہ اُسے یہان ضرور درج کردو **میرا واقعہ** جب یہ فقیر سنہ [illegible]ھ مین آستانہ بوس بیت مکرم ہوا ہے تو وہ وقت شب کا تھا اور تاریخ ہشتم ذیحجہ شب نہم تھی جس وقت قافلہ جدہ شریف سے مکہ معظمہ مین داخل ہوا گیارہ بجے رات کا وقت تھا شب ماہ تھی چاندنی نہایت شفاف تھی بیت مکرم کا لباس سیاہ ہے بیت کے چارون طرف مطاف مین سنگ مرمر کا گول دائرہ اُسپر حجاج کا طواف کرنا عجب لطف دکھا رہا تھا میرے خیال مین یہ بات گذری کہ یہ ایک لیلیٰ ہے تمام جہان کے لئے اور یہ سب طواف کرنے والے ہزار در ہزار مجنون ہین اور لیلیٰ کا سکوت کی حالت مین کھڑا رہنا اور اپنے عشاق کو عام اجازت طواف کی دیدینا کتنی بلند شان دلبری کی ہے دلبر کا لفظ خاص اسی لیلیٰ کے واسطے ہے مین بھی اپنے مطوف شیخ غنیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو سید ہاشم مطوف کے نائب تھے ہمراہ طواف مین مصروف ہوا اور بیخودی کی حالت مین تھا کہ مطوف صاحب نے سب شوط تمام ہونے پر میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ واجب الطواف کا دوگانہ **مقام** پر پڑھ لو اور سعی صفا مروہ سے فرصت کرکے عرفات کو روانہ ہوجاؤ قافلہ طیار ہے الغرض جب مین عرفات سے لوٹ کر منا مین آیا اور یہان کے ارکان ادا کرکے پھر مکہ معظمہ مین داخل ہوا تو ایک روز مین خانہ کعبہ کو دیکھ رہا تھا کہ برہمن کا یہ شعر مجھے یاد آگیا ؎

مرا دلیست بکفر آشنا کہ چندین بار ‖ بہ کعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

مین کیا کہون کہ میری کیا حالت ہوگئی تمام بدن لرز گیا رونگٹے بدن کے کھڑے ہوگئے ہرچند مین اس شعر کو دل سے بھلاتا ہون یہ کافر شعر بھولتا ہی نہین دو روز مین نہایت ہی

پریشان رہا آخر کار مین نے ایک دن خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑ کر التجا کی کہ پروردگار میرے حافظہ سے یہ شعر جاتا رہے چنانچہ اُسی وقت یہ دوسرا شعر مجھے یاد آگیا جس کے لطف نے پھر یہ شعر مجھے یاد نہ آنے دیا۔

کعبہ را دیدم دلم از درد تنہائی گداخت	خانہ آرائے کہ مارا خواند خود مہمان کیست

اور یہ دوسرا شعر نظیری کا بھی مجھے ہمیشہ بیت مکرمہ پر نظر کرنے کے وقت یاد آتا تھا اور میرے دل کی تسکین کا سبب ہوتا تھا۔

ز بعدِ کعبہ نظیری زیارتِ ما کن	کہ دلبر نمکین است در مدینۂ ما

المختصر جس زمانہ مین اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے حبیب کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے تو اُس وقت قریش کی جہالت کی یہی حالت تھی جو اوپر تحریر ہوئی ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام جہالت کی باتون کو منسوخ کر دیا اور خود حضرت عرفات سے واپس ہوئے اور حجاج اُنہین کپڑون مین طواف کرنے لگے جو اپنے ساتھ لاتے تھے۔ اور وہی طعام ایام حج مین کھاتے جو حل سے اپنے ساتھ لاتے تھے اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اس کی اجازت دیدی ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ترجمہ پھر جب عرفات سے چلو تو اُس جگہ سے چلو جہان سے سب لوگ چلتے ہین اور اللہ سے گناہون کی مغفرت چاہو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہان سب لوگون سے مراد عرب ہین۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم قریش کو کیا ہے کہ عرفات سے چلا کرین۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس لباس اور کھانے کی نسبت جو وہ حل سے لاتے اور حرم مین اُسے چھوڑ دیتے تھے فرمایا ہے يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ط قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿ ترجمہ اسے بنی آدم ہر ایک نماز کے وقت لباس وغیرہ سے آپ کو آراستہ کیا کرو۔ اور کھاؤ پیو۔ اور فضول خرچیاں نہ کرو کیونکہ خدا فضول خرچ کرنیوالونکو دوست نہین رکھتا۔ اسے پیغمبر ان لوگون سے پوچھو کہ اللہ نے جو زینت کے ساز و سامان اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزین اپنے بندون کے واسطے پیدا کی ہین اُن کو کس نے حرام کیا ہے۔ یہ تو اس کا جواب کیا دے سکینگے تم ہی ان کو سمجھا دو کہ جو لوگ دنیا کی زندگی مین ایمان لائے ہین قیامت کے دن یہ نعمتین خاصکر اُنھین کو دیجائینگی اس طرح ہم اپنے احکام اُن لوگون کے واسطے جو سمجھ رکھتے ہین تفصیل کے ساتھ بیان کیا کرتے ہین۔

مختصر بیان مطیبین اور احلاف کے حلف اور بنی عبد الدار سے امارت کا بنی عبد مناف مین آنا

قصی نے جو کچھ اپنے بیٹے عبد الدار کو دیا تھا۔ اور حجابت۔ سقایت۔ رفادت۔ ندوۃ۔ لوا بھی اُسے عطا کیا تھا اُس کا مفصل حال کتابون مین ہے۔ پھر ہاشم۔ عبد شمس۔ مطلب نوفل بنی عبد مناف بن قصی نے اپنی شرافت اور فضیلت کی وجہ سے اپنی ذات کو بنی عبد الدار سے زیادہ تر ان باتون کا مستحق سمجھا اور چاہا کہ یہ کام اُن سے لے لین اس پر قریش جُدا جُدا فریق ہو گئے ایک گروہ تو بنی عبد مناف کا طرفدار ہو گیا اور ایک جماعت بنی عبد الدار کی سی کہنے لگی اور کہنے لگے کہ جو چیزین قصی نے اُنھین دی ہین اُن سے اُن کا لینا مناسب نہین ہے یہ کہنا اُن کا اس لئے تھا کہ وہ قصی کی فضیلت کے معترف تھے تیمناً اُس کے حکم کو مانتے تھے اور اُس کے احکام کو شریعت سمجھتے تھے اور اس وقت بنی عبد مناف کے امور کا منتظم عبد شمس تھا اس لئے کہ وہ سب مین بڑا تھا اور ان کے

مقابلہ مین بنی عبد الدار کی طرف سے جو آیا وہ عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار تھا-
پھر بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی- اور بنی زہرہ بن کلاب اور بنی تیم بن مرہ- اور بنی حارث
بن فہر بن مالک بن النضر بنی عبد مناف کے ساتھ ہو گئے- اور بنی مخزوم اور بنی سہم اور
بنی جمح اور بنی عدی بن کعب بنی عبد الدار کے طرفدار بن گئے- اور عامر بن لوی اور
محارب ابن فہر الگ ہو گئے کسی فریق سے نہ ملے- اب ہر فریق نے آپسمین اقرار کیا
کہ جو کام کرینگے وہ باخودہا کے اتفاق سے کرینگے یہ نہ ہوگا کہ کوئی کسی کو چھوڑ کر الگ ہو جائے
اور اس بات پر ہر شخص نے حلف اٹھایا- بنی عبد مناف بن قصی نے اس طرح حلف کیا
کہ ایک بڑا پیالہ طیب یعنی خوشبو سے بھرا جسے ایک عورت اُن کے واسطے لائی تھی پھر
اُس پیالہ کو مسجد مین لا کر رکھا اور اپنے ہاتھ اُس مین ڈبوئے اور باہم عہد و پیمان کیا اور اس
عہد و پیمان کے استحکام کے لئے کعبہ شریف کو جا کر مس کیا یعنی اُسے چھو کر قسم کھائی اُس
طرح کا معاہدہ کرنے والے مُطیبین یعنی خوشبو والے کہلائے- اور اُدھر بنی عبد الدار نے
اور اُن کے ساتھی قبائل نے کعبہ کے پاس جا کر آپس مین عہد و پیمان کیا کہ کوئی کسی کو چھوڑ کر
الگ نہ ہو جائے اور اس بات پر سب نے حلف کیا لہذا یہ احلاف یعنی حلف والے کہلائے
جب یہ دونون فریق اپنے اپنے عہد و پیمان آپس مین کر چکے تو دونون فریق لڑائی کے لئے
میدان مین آ گئے اور صف بندی ہو گئی مگر دونون طرف کے دانشمندون نے آپسمین
مشورہ کر کے صلح کی گفتگو شروع کی اور یہ بات قرار پائی کہ سقایت اور رفادت بنی عبد مناف
کو دیجائے اور حجابت اور لوا اور ندوۃ بنی عبد الدار مین رہے پھر اسی بات پر
صلح ہو گئی دونون فریق کے دانشمندانہ کارروائی نے سیکڑون آدمیون کی جانین
بچا لین لیکن جن لوگون نے جن سے حلف کر لیا تھا وہ اسلام کی اشاعت تک اُنہین کے
طرفدار رہے پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جاہلیت
مین جو حلف کیا گیا اسلام نے اُسے اور مستحکم کر دیا اور اسلام مین اس طرح کا حلف

کوئی شے نہین پھر سقایت اور رفادت کا کام ہاشم بن عبد مناف کے سپرد کیا گیا اگرچہ عبد شمس بھائیون مین بڑا تھا مگر وہ اکثر سفر مین رہتا تھا اور قلیل المال و کثیر العیال تھا اور ہاشم مالدار تھے لہذا اس خدمت کے لایق یہی سمجھے گئے اور اصل تو یہ تھی کہ حضور پرنور اسی طرف جلوہ گر ہونے والے تھے اللھم صل علی محمد و اٰلہ علیٰ قدر حسنہٖ و جمالہٖ

ولادت باسعادت حضور پرنور فخر عالم و عالمیان باعث تخلیق کون و مکان حضرت سیدنا و مولٰنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

حضرت حافظ رحمۃ اللہ علیہ

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید	کہ ز انفاس خوشش بوے کسے می آید
کس ندانست کہ آرامگہ یار کجاست	این قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید
از غم و درد مکن نالہ و فریاد کہ دوش	زدہ ام فالے و فریاد رسے می آید
ز آتش وادی ایمن نہ منم خرم و بس	موسیٰ اینجا بامید قبسے مے آید
ہیچ کس نیست کہ در کوے تواش کارے نیست	ہر کس اینجا بامید ہوسے مے آید
جرعہ دہ کہ بہ میخانۂ ارباب کرم	ہر حریفے ز پئے ملتمسے مے آید
خبر بلبل این باغ مپرسید کہ من	نالۂ می شنوم کز قفسے می آید
دوست را گر سر پرسیدن بیمار غم است	گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید
یار دارد سر صید دل حافظ یاران	شاہبازے بشکار مگسے مے آید

حضور پرنور کی آمد آمد کا شور از فقیر محمد اکبر ابو العلائی مولف کتاب ہذا

آمد آمد ہے رسول اللہ کی	آمد آمد ہے شہ ذی جاہ کی

آمد آمد حق کے پیغمبر کی ہے
آمد آمد شافعِ محشر کی ہے

آمد آمد مالکِ کوثر کی ہے
آمد آمد دین کے سرور کی ہے

آئے ہین دنیا مین ختم المرسلین
ہوگئی روشن ابھی سے یہ زمین

آئے ہین حضرت شفیع المذنبین
نااُمیدی عاصیون کو اب نہین

آئے ہین دنیا مین خالق کے حبیب
ہین یہ بیمارانِ اُلفت کے طبیب

دن پھرے دنیا کے آئے ہین حضور
آپ ہی کے نور کا ہے یہ ظہور

آپ ہی کے نور کی یہ شان ہے
آپ ہی کا نور سب کی جان ہے

آپ ہی کا نور مہر و ماہ ہین
آپ ہین جو خاص ظلّ اللہ ہین

باعثِ کون و مکان ہین آپ ہی
حق تو یہ ہے جانِ جان ہین آپ ہی

یہ زمین مدت سے تھی مُردہ پڑی
آپ کی آمد کو سنکر جی گئی

یہ زمین جیسی کہ تھی اب وہ نہین
عرش کہتا ہے کہ مین ہوتا زمین

آپ کی آمد ہے بخشش کی خبر
آپ ہی کا ہے لقب خیر البشر

ہین ابھی سے بخششین حضرت کی عام
تذکرہ اب تو اسی کا ہے تمام

شور ہے عالم مین اب ایثار کا
جو ہے وابستہ ہے اس سرکار کا

ہات خالی اور سب کچھ ہات مین
جان ڈالی آپ نے خیرات مین

سر فلک کا آپ نے اونچا کیا
آپ کا مرکب جب اُسپر چڑھ گیا

عرش کو بخشی بزرگی آپ نے
خلد کو بھی تازگی دی آپ نے

نام ہے مشہور جس کا سلسبیل
آپ ہی کے فیض کی ہے وہ سبیل

آپ کی تشریف آئی جس گھڑی
بت پرستون پر بڑی آفت پڑی

بت کدہ تھا کعبہ مسجد ہو گیا
ابرِ رحمت آکر اُس کو دھو گیا

ہاتھ ہر بُت کانون پر دھرنے لگا
یعنی دم توحید کا بھرنے لگا

یہ نجاست سے بتون کی پاک ہے — کعبہ اب قبلۂ افلاک ہے

شان حق ظاہر ہوئی باطل گیا — ڈھونڈنے والون کو خالق مل گیا

ہر طرف ہے اللہ اللہ کی پکار — ہے بتون کا ہر پجاری سوگوار

بت پڑے ہین اور کافر ہین کھڑے — کہہ رہے ہین دل ہین یہ کیون گر پڑے

جوش زمزم کو ہے یہ غل ہے مچا — مرحبا یا مرحبا یا مرحبا

اللہ اللہ سنگ اسود کی چمک — روشنی پہونچی ہے اسکی عرش تک

اتنا بالیدہ خوشی سے ہے مقام — اس نے کرسی عرش کی لی جا کے تھام

رکن شامی و عراقی کی صفا — بخشتی ہے اور آنکھون کو جلا

دل ہین یہ نقشہ محبت کا جما — مل گیا مروہ سے خوش ہو کر صفا

چل پڑا مزدلفہ کی جانب منا — اور وہ میدان (یعنی عرفات) حج سے ملگیا

مل کے سب آتے ہین کعبہ کی طرف — ہے جہان اصحاب پیغمبر کی صف

کعبہ کو اب دیکھیے کیا شان ہے — بتکدہ تھا مطلع ایمان ہے

ہے لباس اس کا پیمبر کی عبا — اتنی نیچی اور کیسی خوشنما

کیون نہ پہنے یہ لباس احترام — ہے اسی کا نام تو بیت الحرام

یہ سیاہی پتلیون کا نور ہے — گرد اس کے سامنے کافور ہے

مکۂ اقدس ہوا تاج البلاد — اب ہین آباد اسمین خالق کے عباد

اب یہان اللہ اکبر کا ہے شور — بھاگتا ہر بت اسطرح جسطرح چور

چھوڑ اکبر بتکدہ کو کعبہ کو چل — یہ ہے دار الحرب اب اس سے نکل

پاک ہو کر کعبہ سے بت اٹھا
پھر مدینہ کا پکڑ لے راستا

ولادت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت کی تاریخ اور مکان

قیس بن مخرمہ اور قثاث ابن اشیم اور ابن عباس اور اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ فیل ہی کے سال مین پیدا ہوئے ہین ابن الکلبی کہتا ہے کہ عبداللہ ابن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کسریٰ نوشیروان کے چوبیسوین سال جلوس مین اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم بیالیسوین سال جلوس مین پیدا ہوئے ہین۔ اور جب کسریٰ پرویز ابن کسریٰ ہرمز ابن کسریٰ نوشیروان کی حکومت کو بائیسواں سال تھا تو حضور پرنور کو اللہ تعالیٰ شانہ نے خلعت نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا اسی پرویز کی حکومت کے بتیسوین سال حضرت کی ہجرت مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہوئی ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے روز بارھوین ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ اور ولادت آپ کی اُس مکان مین ہوئی جسے **دار ابن یوسف** کہتے ہین۔ یہ مکان رسول اللہ نے عقیل ابن ابی طالب کو دیدیا تھا اور وہ اپنی وفات تک اُسی مکان مین رہے اُن کے بعد اُن کے بیٹون نے محمد ابن یوسف حجاج کے بھائی کے ہاتھ اُس مکان کو بیچ ڈالا اور اُس نے وہان گھر بنایا جو دار ابن یوسف کے نام سے مشہور ہے اور اُس مکان کو بھی اُس نے اپنے گھر مین داخل کرلیا پھر جب خیزران کا زمانہ آیا تو اُس نے اُس مکان کو اُس کے گھر سے نکال لیا اور وہان مسجد نماز پڑھنے کے لئے بنادی۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ دسویں ربیع الاول کو حضور پرنور کی ولادت ہوئی اور ایک روایت مین دوسری ربیع الاول بیان کی گئی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

وقت ولادت اور ایام حمل کے عجائبات

روایت ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ بی بی آمنہ بنت وہب رسول اللہ کی والدہ ماجدہ

بیان کرتی ہین کہ جب رسول اللہ میرے پیٹ مین تھے تو مین نے ایک خواب دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ اسے آمنہ جو تیرے پیٹ مین ہین وہ اس وقت کے سید یعنی سردار ہین جب وہ تیرے پیٹ سے زمین پر آئین تو کہنا کہ خدا سے واحد کے حوالہ وہ انھین ہر حاسد کی شر سے بچائیگا اور اُن کا نام محمد رکھنا ۔ کہتے ہین کہ حضرت بی بی آمنہ خاتون نے اپنے ایام حمل مین دیکھا کہ اُن سے ایک نور نکلا اور اُس سے بُصریٰ کے محلات جو شام کے ملک کا ایک شہر ہے روشن ہو گئے اور اُنھین نظر آئے ۔ یہان تک تاریخی واقعات تھے جو تحریر ہوئے ۔ اب وہ روایتین لکھی جاتی ہین جن کا ماخذ احادیث شریف ہے اور ثقہ لوگ اس کے راوی ہین ؎

ستارۂ بدرخشید و مہ مجلس شد
دل رمیدۂ ما را انیس و مونس شد

بیان نور شریف

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اور حضرت مولنا مفتی محمد عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی اپنی تصنیفات مین تحریر فرماتے ہین کہ حدیث صحیح مین وارد ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی سب سے اوّل جو چیز اللہ تعالےٰ شانہ نے پیدا کی وہ میرا نور تھا ۔ کتب اخبار مین وارد ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ سب سے پہلے آپ کے نور کو پیدا کر کے سارے عالم کو آپ کے نور سے جلوۂ ظہور مین لایا ۔ آسمان و زمین چاند ۔ سورج اور سب ستارے اور انبیا و اولیا اُسی مبارک نور کے پرتو سے ہین ۔ اور حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سب کا منشا ہے حدیث مین آیا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ مین اُس وقت پیغمبر تھا کہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی مین تھے ۔ اس حدیث کا مطلب محدثین نے یہ سمجھا ہے اور انھین کا سمجھنا ٹھیک ہے کہ خدا ے تعالےٰ شانہ نے سب سے پہلے پیغمبری حضور پُر نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کی اگرچہ بسبب مصلحت خداوندی ظہور آپ کا اس عالم مین

سب کے بعد ہوا۔ ارادۂ ازلی یون تھا کہ آپ اور ادیان کے بعض احکام کے ناسخ ہون اور آپ کے احکام تا بقیام قیامت جاری رہین اسکا کوئی منسوخ کرنے والا نہ ہو۔

بعد پیدائش آسمان وزمین وغیرہ جب خدائے تعالیٰ کو منظور ہوا کہ زمین کو آباد کرے تو پہلے اسمین ایک آتشی خلقت بسائی جسے بنی جان کہتے ہین یعنی **جن** اور اُسے پروردگار تعالیٰ شانہٗ نے آگ کے شعلہ سے جسے مارج کہتے ہین پیدا کیا جیساکہ سورۂ رحمان مین وارد ہوا ہے خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۝ **ترجمہ** پیدا کیا جان کو آگ کے شعلہ سے۔

فائدہ۔ مارج آگ کے اُس شعلہ کو کہتے ہین جو دھوئین سے صاف ہوتا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ مارج اُس آگ سے مراد ہے جو سرخ اور سبز اور زرد شعلون سے ملی ہوئی ہے آگ کی تیزی اور بلندی کے بعد **فتوحات** کے دوسرے سفر کے نوین باب مین مذکور ہے کہ مارج آگ ہے ہوا سے ملی ہوئی کہ اُس کو ہوائے مشتعل یعنی لو کہتے ہین پس جان مخلوق ہے **دو عنصر** سے یعنی آتش وباد سے اور **آدم** علیہ السلام بھی پیدا ہوے **دو عنصر** سے یعنی خاک وآب سے جب آب وخاک مختلط ہوتے ہین تو اُس کو **طین** کہتے ہین اور جب آتش وباد کا امتزاج ہوتا ہے تو اُسے مارج کہتے ہین۔ جس طرح رحم مادر مین آب منی کے پہونچنے سے آدمی کی نسل بڑھتی ہے اسی طرح رحم مین ہوا کے جانے سے جن کی نسل کی ترقی ہوتی ہے اور آدم وجان کی پیدائش مین ساٹھ ہزار برس کی مدت کا فاصلہ تھا الغرض جب قوم جان نے دنیا مین فساد برپا کئے اور آپسمین قتل وغیرہ کے واقعات کرنے شروع کئے تو ابلیس نے جو اُس وقت ملائکہ کی صف مین تھا بحکم خدائے پاک اس قوم کو اس دنیا سے جسپر اب ہم بستے ہین نکالکر اور کسی دنیا مین کہ جسے ہم نہین جانتے ہین بسا دیا اور اس دنیا کی بادشاہی حضرت آدم علیہ السلام کو دیگئی اور آپ کی پیدائش کا آوازہ کون ومکان مین گونجنے لگا وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۝

ملائکہ تو بنی جان کی نافرمانیاں زمین پر دیکھ ہی چکے تھے اپنا قیاس ظاہر کر دیا قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ۔ جماعت کی جماعت فرشتون کی گھبرا کر بول اُٹھی کہ پروردگار کیا تو زمین پر ایسے قوم کو خلیفہ کریگا جو فساد کرینگے اور خونریزیان کرینگے حکم پروردگار تعالےٰ شانہ پہونچا اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اے میرے ملائکہ بیشک مین نے تم کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور تم عبادت ہی کے سزاوار ہو مگر یہ خلیفہ میرا کچھ اور ہی ہے جس کام کے واسطے وہ خلیفہ پیدا ہوگا اور جب تم اُس کے نتائج پر نظر کروگے تو سمجھوگے کہ یہ اعتراض ہمارا اُس وقت دخل درمعقولات تھا حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اور ایک اُردو زبان کے شاعر فرماتے ہین قدیم بندش قدیم زبان ہے مگر مضمون موتیون مین تولنے کے قابل ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو	ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیان

ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

کہان فلک کو یہ دست قدرت کہان زمین مین یہ تاب وطاقت
ہمین اُٹھائینگے بار اُلفت کہ ناز اُن کے اُٹھا چکے ہین

الغرض جب اللہ تعالےٰ شانہ نے فرمایا کہ ہم ایک امانت پیش کرتے ہین ہے کوئی اس کا اُٹھانے والا۔ آسمان و زمین اور پہاڑ سب لرز گئے اور کانپ اُٹھے اور سب نے انکار کیا۔ یہ انکار خوف اور دہشت کے سبب سے تھا نافرمانی کی وجہ سے نہ تھا مگر آدم نے اپنے خالق و مالک کی مدد پر بھروسا کرکے تمام کائنات کو مخاطب کیا اور بزبان حال کہا لمؤلفہ ؎

رکھا ہوا ہے سامنے پشتارۂ اُلفت	میدان مین چرخ آئے سکت ہو تو اُٹھالے

اللہ کا نام لیکر اُس بارعظیم الشان کو اُٹھا ہی لیا الحمد للہ والشکر للہ + بس پھر کیا تھا
آدم علیہ السلام ہمہ تن نور ہوگئے اور پیشانی آدم علیہ السلام پر ایک دائرہ نور محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہلال کی مانند چمکنے لگا اب خلافت کی مہر اور طغرائے فرمان شاہی
تو خلیفۃ اللہ کی جبین سعادت وشرافت آگین پر لگادی اور اس طرح لگائی گئی کہ کسی کو
پوچھنے کی ضرورت نہ ہو صورت مبارک کا نظارہ ہوا اور دیکھنے والے نے سمجھ لیا کہ
یہ خلیفۃ اللہ ہین مگر اُس کے خلیفہ کے لئے جو عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے
ایسے وسیع علم کی ضرورت ہے کہ جو ملائکہ کے علم پر غالب آجائے اب اُس دانائے آشکار
وپنہان نے دروازہ لدن کا آدم علیہ السلام پر کھول دیا اور علم اسما بتمامہ تعلیم فرمادیا
وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِيْ
بِاَسْمَاءِ هٰٓؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ترجمہ سکھا دیئے اللہ تعالے شانہ نے
آدم علیہ السلام کو نام جملہ مخلوقات کے اور اُن چیزون کو پیش کیا ملائکہ کے سامنے اور
ارشاد ہوا کہ بتاؤ ان کے نام اگر تم اپنے دعوے مین سچے ہو پھر سوائے معذرت کے
اور کیا جواب ہوسکتا۔ تہا مالک کے حضور مین اس سے زیادہ مہذب جواب اور
نہ تھا آخر فرشتے ہی تھے قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ
اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ وہ تو معذرت کرکے سبکدوش ہوگئے اب مستخلف
اپنے خلیفہ کو اُس کے علم کی سند عطا فرماتا ہے قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ
فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ پس خلیفۃ اللہ نے شرف کامیابی حاصل کرلیا
اور ان لفظون سے شاباش کے سزاوار ہوئے جیسے اساتذہ کامیاب شدہ
شاگردون کی پیٹھ ٹھونکتے ہین اور تعریف وتحسین کرتے ہین اور انعام دیتے ہین
فرماتا ہے پروردگار تعالے شانہ ملائکہ کی طرف متوجہ ہوکر قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ
اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ

تَكْتُمُوْنَ ۝ ترجمہ کیا مین نے تم سے نہ کہا تھا کہ مجھ کو سب حالات زمین و آسمان
کے معلوم ہین اور وہ بھی معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔
اب حضرت خلیفۃ اللہ کے لئے وہ وقت آیا کہ جملہ مخلوقات سے اُس کی عظمت و بزرگی کا
عہد لیا جاوے تاکہ کسی وقت کسی کو اُس کی فرمان برداری سے انحراف نہ ہو اور اسی وقت
دوست دشمن کا حال معلوم ہو جاوے پروردگار تعالے شانہ اپنے بندون کو عموماً اور اپنے
برگزیدہ حبیب اور بندے اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت مرحومہ
کو خصوصاً مخاطب فرما کر محبت کے لہجہ مین بیان فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
کہ تم ہوشیار ہو جاؤ اور سمجھ لو کہ تمھاری رعایا مین سے تمھارے فرمان بردارون کی
بہت بڑی جماعت ہے اور اُس جماعت مین بڑے بڑے مقرب ارکان ہین لیکن ایک
مفسد مین مادۂ شرارت بھی ہے اُس کے فریب مین نہ آنا ترجمہ اور جب کہا ہم نے
فرشتون کو کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے مین گر پڑے مگر ابلیس نے قبول نہ کیا
اور تکبر کیا اور وہ تھا کافرون مین سے۔ **فرمان بردار** بندہ وہ ہے جو مالک کے حکم کو
مانے اور اگر کوئی حکم آقا کا بندے کے مزاج کے خلاف ہو اور اُس کی مصلحت سمجھ
مین نہ آئے تو طریقہ ادب یہ ہے کہ پہلے حکم بجالائے پھر موقع وقت دیکھتا رہے جب
مالک کے مزاج کو خوش پاوے تو اُس حکم کی مصلحت دریافت کرلے پہلے ہی سے
اپنے قیاس کو دخل نہ دے جیسا کہ اُس بے شعور نے عرض کیا خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ
وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ۔
خالق کی جتنی مخلوقات ہے سب اُسی کی پیدا کی ہوئی ہے جیسے ایک باپ کے دس بیس
بیٹے ولدیت مین سب کی ایک حیثیت ہے باپ جس بیٹے کو چاہے اپنا جانشین کرے
کسی بیٹے کو باپ پر اعتراض کا حق نہین اور کوئی بیٹا باپ کے انتخاب کردہ بیٹے کے

مقابلہ مین آپ کو پیش نہین کرسکتا - یہی ادب پیران طریقت نے اپنے دست گرفتہ کے واسطے مقرر کیا ہے وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان -

اب آدم علیہ السلام وہان بھیجے جاتے ہین جہان کے واسطے پیدا کئے گئے ہین اور وہ امانت جس کے متحمل ہین واسطہ بواسطہ پہونچاتا ہے اور اُس مقام کا راستہ جنت ہوکر ہے پروردگار تعالیٰ شانہ اپنے بندون سے پیار کی باتین کرتا ہے اور اُن کے ابوالآبا کی حکایت سناتا ہے کہ ہم نے تمہارے دادا کو تمہارے ظہور کے لئے اس طرح سے اور اس راستہ سے بھیجا ہے اور اگر تم ہماری فرمان برداری کروگے تو ہم تم کو اپنے پاس اسی راستہ سے بُلائینگے تم کو یاد رہے کہ اگر تم ہمارے پاس آنے کے قابل ہوئے تو بہشت وجنت وفردوس یہ سب تمہاری منزلین ہین اگر اس کی سیر مین اٹک رہے تو وہین رہ گئے اور اگر تمہاری ہمت نے تمھین آگے بڑھا دیا تو پھر ہمارے پاس آجاؤگے وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ترجمہ اور کہا ہم نے اے آدم تو اور تیری عورت دونون جنت مین رہو اور کھاؤ اُس مین سے محظوظ ہوکر جس جگہ چاہو اور اس درخت کے پاس تم دونون نہ جانا اور اگر ایسا کروگے تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہوجاؤگے یعنی سیکڑون مشکلون مین گرفتار ہوجاؤگے اور جنت بھی تم سے چھوٹ جائیگی مگر شیطان نے اُن کے قدم پھسلا دئے آخر جنت چھوٹی اور زمین پر دونون کو آنا پڑا - آدم علیہ السلام اپنی نافرمانی پر بہت رو ئے چالیس روز تک کھانا نہین کھایا اور دو سو برس کی مدت رونے کی ہے اور سو برس تک حضرت حوا علیہا السلام سے مخاطبت نہین فرمائی - پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے آپ کو حج کا حکم دیا جس کا مفصل ذکر حضرت آدم علیہ السلام کے تذکرے مین گذر چکا ہے

اور استغفار کے یہ چند کلمے تعلیم فرمائے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ط اے رب ہمارے ہم نے ظلم کیا اپنے نفس پر اگر تو ہماری خطا کو معاف نہ کریگا اور رحم نہ فرمائیگا تو ہم بالکل تباہ و برباد ہو جائینگے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے اُنکی ذرّیت کا اخراج اور اُن سے میثاق لینا

حضرت سعید ابن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے ذرّیت آدم سے عرفہ کے مقام نعمان مین میثاق لیا جس قدر اُن کی ذریت قیامت تک پیدا ہوگی اُن سب کو آدم کی پشت سے نکالا اور اُن کے سامنے سب کو ریگ بیابان کے ذرون کی طرح پھیلا دیا پھر اُن سے سوال کیا قال اللہ تعالیٰ شانہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ ۔ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ ترجمہ کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون سب بولے ہان ہم اِس بات کے گواہ ہین اور یہ اس غرض سے کیا کہ ایسا نہو کہین قیامت کے دن تم کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر ہی رہے یا کہنے لگو کہ شرک ابتدا مین تو ہمارے بڑون ہین نے کیا اور ہم اُن کی اولاد تھے۔ اُن کے بعد دنیا مین آئے جیسا بڑون کو دیکھا ویسا ہی ہم بھی کرنے لگے تو اے خدائے رحیم کیا تو اُن لوگون کے جرم کی پاداشس مین ہلاک کئے دیتا ہے۔ پہلی غلطی تو اُنکی تھی ہم تو اُن کے نقش قدم پر چلنے والے تھے اور ابن عباس سے بھی روایت آئی ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن سے موضع وحنا مین میثاق لیا۔ الغرض اب بعد عفو تقصیر

حضرت آدم علیہ السلام کو اطمینان ہوا اور کاروبار مین مشغول ہوئے سیاق کتاب سے
یہی ظاہر ہے کہ پہلا فرزند آدم علیہ السلام کا قابیل تھا اور دوسرا ہابیل جو بھائی کے ہاتھ
سے قتل ہوا تیسرے فرزند آپ کے حضرت شیثؑ ہین اور اُن کی ولادت اُسوقت
ہوئی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر دوسو پینتیس ۲۳۵ برس کی ہوئی تھی اور ہابیل
کے قتل کو پانچ برس گذر گئے تھے اور کہتے ہین کہ حضرت شیث تنہا پیدا ہوئے اور شیث
کے معنی اللہ کی بخشش کے ہین اور یہی حضرت آدم کے وصی ہین جب حضرت آدم کی
وفات کا وقت آیا تو حضرت آدم نے شیث کو اپنا ولی عہد کیا اور انھین دن رات
کی ساعتین بتائین اور ہر ساعت مین جو عبادت خلوت مین کرتے ہین تعلیم کین اور
طوفان نوح کی بھی خبر دی اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن پر پچاس صحیفے نازل کئے اب
جتنے آدمی دنیا مین ہین سب کا نسب حضرت شیث علیہ السلام ہی سے ملتا ہے اور
آپ ہی نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے امانت دار تھے حضرت آدم علیہ السلام
کے بعد کہتے ہین کہ جب حضرت شیث بیمار ہوئے آپ نے حضرت انوش اپنے فرزند
کو وصی اپنا کیا اور وفات فرمائی اور اپنے پدر بزرگوار کے پاس غار ابوقبیس مین مدفون
ہوئے جسے غار الکبیر کہتے ہین حضرت شیث علیہ السلام کی عمر نوسو بارہ ۹۱۲ برس کی تھی۔
آپ کے بعد آپ کے فرزند حضرت انوش وصی اور امانت دار نور محمدی صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہوئے الغرض یہ انوش اُس وقت پیدا ہوئے تھے کہ جب
حضرت شیث علیہ السلام کی عمر کے چھ سو پانچ برس گذر چکے تھے اور انوش کی کل
عمر سات سو پانچ برس کی ہوئی یہ قول توریت والون کا ہے اور انوش نے اپنے
بیٹے قینان کو جو نعمہ بنت شیث کے بطن سے پیدا ہوا تھا وصی کیا اور قینان نے
اپنی آخر عمر مین اپنے فرزند مہلائیل کو اپنا وصی کیا اور مہلائیل نے اپنے بیٹے یرد کو
جسے یارد بھی کہتے ہین وصی کیا اور یرد کے وصی خنوخ یعنی حضرت ادریس نبی ہین۔

الغرض نورپاک حضور پرنور مرتبہ بمرتبہ منتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک آیا اور آپ کے بعد اس کے امانت دار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہوئے تا اینکہ خواجہ عبدالمطلب کی پیشانی پر چمکا خواجہ کے فرزندوں مین حضرت خواجہ عبداللہ حضور کے پدر بزرگوار کی جبین فیض آگین اس نور مبارک سے منور ہوئے۔

حضور پرنور کا نسب نامہ

حضرت کا نسب نامہ عدنان تک بلا اختلاف ثابت ہے صحیح روایتون سے ثابت ہے کہ آپ جب نسب اپنا بیان فرماتے تو عدنان تک جب پہونچتے توسکوت فرماتے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ مین عدنان تک پہونچ کر سکوت کرتا ہون کہ اس کے آگے مین نہین جانتا اور ابن مسعود سہیلی نے کہا ہے جھوٹے ہین جو عدنان سے آگے بڑھتے ہین اہل سیر و تواریخ اسپر متفق ہین کہ حضرت اسمٰعیل و ابراہیم اور نوح اور ادریس اور شیث علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین داخل ہین سنن بیہقی مین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نسب مین سفاح جاہلیت کو دخل نہین — اور امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم سے اور میرے والدین تک میرے سلسلۂ نسب مین ہرگز سفاح جاہلیت کا لگاؤ نہین ہے۔ اور والدہ ماجدہ حضور کی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ تھین۔

نسب نامۂ حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت محمد مصطفےٰ ابو القاسم بن عبداللہ بن شیبۃ الحمد ابو الحارث عبدالمطلب ابن عمرو الملقب بہ ہاشم ابن مغیرہ عبد المناف بفتح المیم المکنی بابی عبد الشمس ویقال لہ القمر ایضاً لکثرۃ الحسن والجمال بن قصی بضم القاف وفتح الصاد المھملۃ وتشدید التحتانیۃ بصیغۃ التصغیر ویقال لہ زید

ویزید ویلقب بالمجمع بن[8] کلاب بکسر الکاف العزلی واسمہٗ حکیم اَوعروہ بن[9] مُرّہ بضم المیم وتشدید الراے المہملہ بن کعب بفتح الکاف وسکون العین المہملہ بن[10] لُوّیؔ بضم اللام وفتح الواو وتشدید التحتانیہ بن[11] غالب بفتح الغین المعجمہ وکسر اللام بن[12] فہر بکسر الفا وسکون الہا ملقب بقریش عند البعض بن[13] مالک بن[14] نضر بفتح النون وسکون الضاد المعجمہ ملقب بقریش عند البعض بن[15] کِنانہ بکسر الکاف وفتح النونین لقبہٗ قریش عند البعض بن[16] خُزَیمہ بضم الخاء المعجمہ وفتح الزاء المنقوطہ علی صیغۃ التصغیر بن[17] مُدرکہ بضم المیم وسکون الدال وکسر الراے المہملہ علی صیغہ اسم الفاعل من الاِدراک اسمہٗ عامرؒ او عمروؒ بن[18] الیاس بکسر الہمزۃ علی قول ابن الانباری وفتحہا عند البعض اشتق من الیاس ضد الرجا والہمزۃ للوصل ہو قول القاسم ابن الثابت والسہیلی بن[19] مُضر بضم المیم وفتح الضاد المعجمہ بن[20] نزار بکسر النون وفتح الزاے معجمہ المکنی بابی زمعہ وابی ایاد بن[21] مُعَدّ بضم المیم وفتح العین المہملہ۔ و بفتح المیم وسکون المہملہ وتشدید الدال کذا فی الکرمانی بن[22] عدنان بفتح العین المہملہ وسکون الدال کذا فی الوان الادب۔

یہان تک توسب کا اتفاق ہے بعد اسکے حضرت آدم علیہ السلام تک بہت اختلاف ہے لہٰذا اب آگے کے واسطے سکوت ہی بہتر ہے۔

فائدہ۔ عدنان سردار قوم تھے اشہر اولاد آپ کی مُعَدّ تھے مُعَدّ کے معنی تر تازہ کُنیت ابوقضاعہ اور اشہر اولاد اسکی۔ قضاعہ۔ آباد۔ نزار۔ **آثار النبوۃ** مین ہے کہ نزار مشتق ہے نزر سے جس کے معنی اندک کے ہین انکی پیشانی پر نور **محمدی** چمکا تو مُعَدّ خوش ہوے اور فقرا اور مساکین کو کھانا کھلایا اور کپڑے پہنائے اور کہا کہ جو کچھ اس مولود کی خوشی مین صرف کیا جاے وہ قلیل ہے یہ وجہ تسمیہ نزار کی ہے اور نزار کی اولاد مین مشہور تر اور لایق تر مُضَر تھے کہ شریعت ابراہیمی نے انکے سبب سے رونق پکڑی اول شتر کا فدیہ خانۂ کعبہ کے واسطے مُضَر ہی نے جاری کیا

اُن کے فرزند الیاس ہوے باپ مان کی آنکھین بعد زمانہ یاس کے ان کے جمال سے روشن ہوئین لہذا مُسمّیٰ بالیاس۔ اور صحیح یہ ہے کہ ہدیہ کعبہ کو اونٹ پہلے الیاس ہی نے بھیجے تھے یہ بھی مُتّبع و مُروّج شریعت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اور الیاس کی اولاد مشہورہ مین مُدرِکہ ہین آپ نے اپنے آباد و اجداد کی بزرگی و شرافت بوجہ کمال حاصل کی و لہذا مُسمّیٰ ہیں اور بار ہوز مدرکہ مین بنابر مبالغہ کہا ہُو مُتعارِفٌ فی العرب۔ اور اُن سے خُزیمہ ہوئے یہ بھی سردار قوم تھے اور مُتّبع ملت حنفیہ کے تھے ان سے کِنانہ ہوئے موصوف بصفات حسنہ خصوصاً صفت سخاوت اور وسعتِ اخلاق اس درجہ تھی کہ اوقات تنگدستی مین بھی بذل وایثار مین دریغ نہ کرتے تھے آخر زمانہ حیات مین آپ نے اپنی اولاد کو بہت سی وصیتین کین ازانجملہ یہ بھی تاکید کی کہ یہ نور جو مُعَدّ کی پیشانی پر چمکا تھا اور سلسلہ بہ سلسلہ مجھ تک پہونچا ہے میری اولاد مین جس کی پیشانی پر چمکے وہ زنا سے بچے اور اپنے نطفے ارحام طاہرہ کے لئے محفوظ رکھے یہ ایک بڑے برگزیدہ نبی کا نور ہے جو میری اولاد سے ہوگا۔ ان کی یعنی خزیمہ کی اولاد مشہورہ سے نَضر ہین۔

روایت ہے نضر بن کنانہ ایک روز سور ہے تھے کہ کسی نے پکارا کہ یا نضر تجھکو اختیار دیا گیا ہے ملک ظاہری اور عزت سرمدی مین سے کسی کو اختیار کر لے آپ نے کہا اے رب میرے مین نے اختیار کی وہ چیز جو باقی رہے ابد تک اہل تاریخ لقب ان کا قریش بتاتے ہین۔

روایت ہے کہ نضر نے اپنی وفات کے وقت جملہ اولاد کو جمع کیا اور مالک کو ولیعہد کیا اور مالک نے اپنی وفات کے وقت فہر کو نصایح کر کے قوم کا سردار کیا اور فہر نے اپنے بیٹے غالب کو اپنا وصی کیا اور غالب نے لوی کو اپنی قوم کا سردار گردانا اور لوی نے کعب کو وصی کیا یہ اپنے وقت مین بڑے سردار اور مرجع جمیع امور تھے

اور انؑ کی اولاد مین مرّہ نامور ہوے یہ جمعہ کے روز قوم قریش کو جمع کرکے وعظ فرماتے تھے اور یہ خبر دیا کرتے تھے کہ میری اولاد سے ایک پیغمبر اولوالعزم پیدا ہونے والا ہے تم لوگون مین سے جو اُس کا زمانہ پائے وہ اُس کی متابعت کرے اور اُسپر ایمان لائے کہ یہ بات مجھے آبا و اجداد سے واسطہ بواسطہ پہونچی ہے اور جب اُن کی وفات کا زمانہ قریب ہوا تو اپنی سب اولاد کو جمع کرکے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی صیانت کے واسطے وصیت کی کہ ارحام طیبہ وطاہرہ مین تفویض کیا جاوے اور **کلاب** کو اپنا ولیعہد کیا جب کلاب کی وفات کا زمانہ نزدیک ہوا تو اُس نے اپنے بیٹے قُصَیؒ کو سردار قوم کیا۔

روایت ہے ایک روز قُصَیؒ نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور تقویٰ اور پرہیزگاری کی وصیت فرمائی اور غضب الٰہی سے ڈرایا بعد اِس کے ہر بیٹے کو ایک ایک کام پر معین کیا۔ عبدالدار کو علم داری اور خانۂ کعبہ کی دربانی عنایت کی اور خدمت ضیافت حاجیان ام القریٰ کے سپرد کی۔ اور نقابت و ایالت و سقایت و امارت عبدمناف سے متعلق کردی۔ **عبدمناف** کے چار فرزند ہوے۔ **ہاشم** جد خواجہ عبداللہ پدر بزرگوار حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ **عبدالشمس** جد بنی اُمیہ۔ **نوفل** جد جُبیر بن مطعم۔ **مطلب** جد اعلیٰ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ ہاشم اور عبدالشمس توام پیدا ہوئے تھے اور دونون کی پشتین ملی ہوئی تھین تلوار سے جدا کی گئین وہی تلوار دونون مین رہی

ہاشم عبدمناف نے وفات کے وقت اپنی قوم کی سرداری ہاشم کے سپرد کی۔ ہاشم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہَشم کے معنی روٹیون کے ٹکڑے کرنے کے ہین ان کا دستور تھا کہ قحط کے زمانہ مین دیار شام مین روٹیان اونٹون پر لادکر لاتے اور دو اونٹ ذبح کرکے پکاتے اور خشک روٹیون سے ثرید بناکر لوگون کو کھلاتے تھے

اوّل عرب مین طریقہ ضیافت آپ ہی نے جاری کیا ہے اور سخاوت حضرت کی ضرب المثل ہے۔ اب آپ کی پیشانی مبارک پر **نور محمّدی** صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم چمکا نام آپ کا عمرو ہے اور ہاشم لقب ہے آخر عمر مین مسماۃ سلمیٰ نجاریہ بنت عمرو نجاری سے مدینہ مین نکاح کیا اُن سے **عبد المطلب** پیدا ہوے۔ ہاشم نے کسی ضرورت سے شام کا سفر کیا اور بمقام غزہ۔ یا غزنہ کہ متعلقات دمشق سے ہے وفات پائی اور وقت نزع اپنے بھائی مطلب سے وصیت کی کہ کمانِ اسمٰعیل اور علم نزار اور کلید خانہ کعبہ یثرب والے لڑکے کو جس کا نام شیبہ ہے دیدینا بعض کا یہ قول ہے کہ ہاشم نے عبد المطلب کی ولادت سے کچھ دن پہلے وفات پائی اور وقت رحلت اُن کے تین فرزند جوان موجود تھے۔ ایک اسد حضرت علی علیہ السلام کے نانا۔ اور دوسرے فضیلہ۔ تیسرے صیفی۔ عبد المطلب ہاشم کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہین۔ عبد المطلب کو شیبہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ ولادت کے وقت ان کے سر مین سفید بال موجود تھے اور بعد بلوغ کے کثرت محامد کی وجہ سے شیبۃ الحمد کہلائے۔ اور عبد المطلب پکارے جانے کی وجہ یہ ہوئی اور جمہور اس پر متفق ہین ایک شخص قوم قریش کا ہاشم کے انتقال کے بعد مدینے سے آیا اور مدینہ مین اُس نے ایک لڑکے کو تیر چلاتے دیکھا تھا اور وہ یہ کہتا تھا انا ابن الہاشم جب وہ شخص مکہ مین آیا تو اُس نے حرم کعبہ مین مطلب بن مناف سے ملاقات کرکے یہ واقعہ عبد المطلب کا بیان کیا۔ مطلب اُسی مقام سے جہان اونہون نے مدینہ کے آدمی کی زبان سے یہ واقعہ سنا تھا اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر شیبۃ الحمد کو بغیر اطلاع اُن کی والدہ کے لے چلا چونکہ یہ پُرانے کپڑے پہنے ہوے تھے تو جو کوئی راہ مین پوچھتا کہ یہ لڑکا کون ہے تو مطلب اپنی امارت کی وجہ سے شرما کر کہدیتے کہ یہ میرا عبد ہے جب یہ مکّہ مین

پہونچے تو ان کو نفیس پوشاک پہنا کر مجلس قوم مین لائے اور مفصل حال بیان کیا
اُسی دن سے یہ عبد المطلب کے نام سے مشہور ہوئے۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ ہاشم کی وفات کے بعد شیبہ کو مطلب نے پرورش کیا اور عرب کا دستور یہ تھا کہ جو شخص کسی یتیم کی پرورش کرتا تو وہ یتیم اُسکا عبد کہلاتا اس سبب سے شیبہ عبد المطلب کے نام سے پکارے گئے۔

صاحب درج الدرر تحریر کرتے ہین کہ عبد المطلب کے بارہ فرزند تھے اور چھہ دختر تھین۔ عبد اللہ۔ ابو طالب۔ زبیر۔ عبد الکعبہ اور چار دختر بیضا۔ امیمہ۔ برہ۔ عاتکہ۔ یہ آٹھون اولاد مسماۃ فاطمہ بنت عمر مخزومیہ کے بطن سے۔ اور حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ۔ مقوم۔ حجل بتقدیم الجیم علی الحار المہملہ او بالعکس یعنی حجل اور اسے مغیرہ اور عبدوس بھی کہتے ہین۔ اور مسماۃ صفیہ دختر بطن مسماۃ ہالہ بنت وہب ابن عبد مناف سے۔ اور عباس و ضرار و قثم مسماۃ نتیلہ بنت حباب سے۔ اور حارث۔ ابولہب جسکا نام عبد العزیٰ بھی تھا۔ اور مسماۃ اروی۔ مسماۃ صفیہ یا قبلہ بنت جندب سے کذا فی المواہب۔

اور روضۃ الاحباب مین اروی کو سقیہ عبد اللہ لکھا ہے۔ اور ابولہب جس کا نام عیذاق یا عبد العزیٰ تھا بطن لبنیٰ بنت ہاجر سے شمار کیا ہے اور عیذاق کو تیرھوان بیٹا لکھا ہے

واضح ہو کہ حارث پسر عبد المطلب سب سے بڑا تھا اور یہی بیٹا چاہ زمزم کے کھودنے مین اپنے باپ عبد المطلب کا شریک تھا۔ اور اسی فرزند کے بیٹے۔ ابوسفیان۔ مغیرہ۔ نوفل تھے۔ ان مین سے ابوسفیان اور نوفل ایمان لائے تھے۔ یہ ابوسفیان دوسرے ہین یعنی یہ بنی ہاشم ہین اور وہ حضرت امیر معاویہ صاحب کے باپ بنی اُمیۃ مین سے ہین ایمان وہ بھی لائے ہین۔ اور ان لوگون مین سے ضرار و قثم و حجل کے کوئی اولاد نہین ہوئی اور بعض کے نزدیک قثم حارث کا بھائی مان کی طرف سے

تھا وہ صغر سنی مین مرگیا۔

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قبل پیدا ہونے خواجہ عبداللہ پدر بزرگوار حضور پُرنور سرورعالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ایک دن خواجہ عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ میری پشت سے ایک زنجیر نورانی نکلی اُس مین چار طرفین مین ایک طرف آسمان کی جانب چلی اور دوسری طرف جانب زمین۔ اور تیسری طرف سمتِ مشرق۔ اور چوتھی طرف سمت مغرب۔ اور وہ زنجیر ایسی تابان اور روشن اور پرنور ہے کہ نگاہ کو اُس کے دیکھنے کی تاب نہین ہے۔ پھر وہ زنجیر ایسی بڑھی کہ مثل ایک بڑے اونچے درخت کے سرسبز اور شاداب ہوگئی اور اُس مین ہر طرح کے میوے لگے ہوئے نظر آئے اور اُس کے سایہ مین دو شخص نہایت متبرک اور نورانی صورت کھڑے نظر آئے۔ مین نے اُن سے پوچھا کہ آپ کون ہین ایک نے کہا کہ مین نوح نبی ہون علیہ السلام۔ اور دوسرے نے فرمایا کہ مین ابراہیم خلیل اللہ ہون علیہ السلام اور کہا کہ ہم اس لئے آئے ہین کہ اِس درخت کے سایہ مین آرام کرین۔ خواجہ عبدالمطلب کہتے ہین کہ مین اس جگہ سے اُٹھ کر خوف زدہ گھر سے باہر آیا۔ اور قریش کے کاہنون سے اس کی تعبیر پوچھی۔ کاہنون نے کہا اے عبدالمطلب تیرے صلب سے ایسا شخص پیدا ہوگا کہ جس پر اہل سما اور ساکنین زمین ایمان لائینگے اور تمام عالم کے لئے رحمت کا سبب ہوگا اور خدا کی نافرمان قوم کے لئے موجب خرابی کا ہوگا **الغرض** اس خواب کے دیکھنے کے بعد خواجہ عبدالمطلب نے مسماۃ **فاطمہ** مخزومہ بنت عمر بن عاید مخزومی سے نکاح کیا اور اُن کے بطن سے **عبداللہ** حضور پُرنور سرورعالم حضرت سیدنا و مولٰنا **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے والد ماجد پیدا ہوئے اُن کے جمال ظاہری کو دیکھکر خواجہ عبدالمطلب نے جانا کہ میرے خواب کی بشارت والا لڑکا یہی ہے لیکن چونکہ پوتا بیٹے ہی کا حکم رکھتا ہی

ظہور اوس نوید کا حضرت **خواجہ عبداللہ** کی پشت مبارک سے ہوا جب
عبداللہ جوان ہوئے تو حسن وجمال صوری ومعنوی کے سوا بڑے زور آور
وپہلوان اور تیرانداز بھی ہوئے۔ کرم وخلق مین بے مثل اور حسن وجمال مین
لاجواب۔ صنادید قریش مین سے ہر شخص اس بات کا متمنی تھا کہ خواجہ عبداللہ
کا نکاح اپنی دختر سے کرے اوس زمانہ مین عورات کاہنہ بہت تھین اور علم
کہانت کو بڑا فروغ تھا اونکو اکثر اس علم کے ذریعہ سے خبرین معلوم ہوا کرتی تھین
وہ جب آپ کو دیکھتی تھین تو آپ سے نکاح کا اور مواصلت کا شوق ظاہر
کرتی تھین مگر اوس انور مبارک کے سبب سے آپ کا دامن عصمت وطہارت
کسی لوث سے آلودہ نہوا اگر **یہود** کو جو توراۃ کی بشارتون سے معلوم ہوچکا تھا
کہ سرزمین عرب سے ایک نبی ظاہر ہونگے اور اونکو نئی شریعت دی جائیگی اور
اس شریعت کے احکام منسوخ ہوجائینگے تو اونکو بڑا ہی رنج تھا کاہنون سے
آپکی ولادت کی علامات دریافت کرتے رہتے تھے آخر کو معلوم ہوا کہ اوس
برگزیدہ نبی کے والد ماجد کی ولادت تو ہوگئی وہ ناحق شناس قوم خواجہ عبداللہ
کا پتہ لگا کر اونکے قتل کے اسباب تلاش کرنے لگے اور کئی بار اونکے قتل کی
فکر مین اطراف مکہ مکرمہ تک پہونچے مگر من جانب اللہ ایسے ایسے امور عجیب
اون لوگون نے مشاہدہ کئے کہ ناگزیر واپس ہونا پڑا **دوسرا خواب**
خواجہ عبدالمطلب کا یہہ ہے کہ جب یہہ اپنے چچا کے بعد سردار کئے گئے
تو ایک دن فنائے کعبہ یعنے صحن حرم مین سو رہے تھے کہ ایک شخص نے
خواب مین حکم دیا کہ **چاہ زمزم** کو ظاہر کر۔ زمزم شریف شامت اعمال قوم
جُرہم کے سبب سے غائب ہوگیا تھا یعنی عمرو بن حارث سردار قوم جُرہم نے
حجر اسود کو رکن کعبہ سے جدا کرکے مع ہر دو **غزال کعبہ** جنکو اسفندیار

فارسی نے بطور ہدیہ بہیجے تہے اور کچہ ہتیار کہ بیت اللہ مین تہے چاہ زمزم
مین رکہکر پاٹ دیا تہا اور نشان زمزم شریف کا مٹا دیا تہا اور خواجہ عبد المطلب
مقام زمزم سے واقف نہ تہے کہ وہ کہان اور کس مقام پر ہے لہذا ایہہ متوقف
ہوے پھر دوسری بار خواب دیکہا کہ کوئی کہتا ہے کہ زمزم ذخیرہ
شیخ اعظم یعنے اسمعیل ہے جب بیدار ہوے تو زیادہ تر حیران ہوے اور پہر
سو رہے تو بار دگر کہنے والے نے کہا کہ ما بین سرگین وخون جس جگہہ کوّا اپنی
منقار سے سوراخ کرے اور اوسکے سامنے دو بت سُرخ رنگ رکہے ہوے ہین
وہی مقام زمزم ہے ناچار خواجہ عبد المطلب دوسرے دن بیت الحرام مین
داخل ہوے اور مترصد علامات مرئیہ کے جو شب کو خواب مین کہہ دے گئے تہی
منتظر ہو کر بیٹہے اتفاقاً کئی مشرک ایک قربانی ذبح کر رہے تہے کہ دفعتہً وہ چہری
کے نیچے سے نکل کر بہاگی اور چشمہ زمزم کے پاس پہونچی جہان دو بت یعنی
آساف۔ اور نائلہ۔ قائم تہے اون مشرکون نے اوس قربانی کو وہین پکڑکر
ذبح کر دیا اور خون اوسکا اون دونون بتون پر مل دیا اور گوشت و پوست
خود اوٹہا کر لیگئے اور سرگین وغیرہ جو معدہ کی کثافت تہی وہ وہین چہوڑ گئے
اوسیوقت ایک کوّا وہان آیا اور اوسنے اپنی منقار سے سوراخ کیا خواجہ
عبد المطلب نے اپنے خواب کا بتایا ہوا نشان ٹہیک پایا تو سمجھے کہ ضرور
یہین چاہ زمزم ہے آپ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اسی جگہہ کہودنا چاہئیے ضرور چاہ
زمزم نکلیگا جب آپ آمادہ ہو کر وہان آے تو قریش نے روکا خواجہ عبد المطلب
اور اونکے بڑے فرزند حارث نے مانعین کا مقابلہ کیا اور اللہ تعالے شانہ
نے انکو قریش پر غلبہ دیا آخر دونون باپ بیٹون نے اوس مقام کو کہودنا شروع
کیا یہانتک کہ زمزم شریف ظاہر ہوا اور وہ چیزین جو اوسمین دفن تہین نکلین

اس واقعہ سے خواجہ کی بڑی شہرت ہوئی اور جتنا اقتدار انکا ملک عرب مین تھا اوس سے بدرجہا زیادہ ہوگیا۔ اوسوقت خواجہ عبد المطلب نے یہہ نذر مانی کہ اگر میرے دس بیٹے ہونگے تو مین ایک بیٹے کو اللہ کی راہ مین قربان کرونگا چنانچہ اللہ تعالے شانہ نے دس بیٹے آپ کو عنایت فرمائے جب یہہ اولاد جوان ہوئین تو خواجہ نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اپنی نذر ادا کر خواجہ نے بیدار ہوکر ایک بکری ذبح کی اور فقرا و مساکین کی دعوت کی پھر دوسری بار خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ قربانی کر اور اس سے بزرگ تر خواجہ نے ایک گائے قربان کی مگر وہ بھی مقبول نہوئی پھر تیسری بار خواب مین حکم ہوا کہ قربانی کر اور اس سے بھی بزرگ تر خواجہ نے خواب سے بیدار ہوکر ایک اونٹ قربان کیا اور فقرا و مساکین کو کھلایا شب کو سوئے تو پھر چوتھی بار حکم ہوا کہ اس سے بھی بزرگ تر قربانی کر خواجہ نے پوچھا کہ اس سے بزرگ تر کیا ہے حکم ہوا کہ ایک فرزند اللہ کی راہ مین قربان کر صبح کو خواجہ عبد المطلب جو خواب سے بیدار ہوے تو نہایت غمناک تھے ناچار اپنی اولاد کو جمع کرکے صورت حال بیان کی فرزندان سعادتمند نے بیک زبان عرض کی کہ ہم سب حاضر ہین چاہے ایک کو راہ خدا مین قربان کیجئے چاہے سبکو ؎

سر در رہِ عشق تو فدا شد چہ بجا شد	این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

خواجہ عبد المطلب اپنی اولاد کی سعادتمندی سے بہت خوش ہوئے کہ سب مطیع اور فرمان بردار ہین مگر راے یہہ قرار پائی کہ قرعہ ڈالا جاے اوسمین جس فرزند کا نام نکلے وہی قربان ہو۔ قرعہ خواجہ عبد اللہ پدر بزرگوار حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے نام پر نکلا عبد المطلب بہت مضطر تھے مگر کیا کرتے ناچار چھری ایک ہاتھہ مین لی اور ایک ہاتھہ سے

فرزند کا ہاتھہ پکڑا اور قربان گاہ مین پہونچے مکۂ مکرمہ مین شور پڑ گیا ایک تو آدمی کی قربانی اللہ کی راہ مین اور آدمی بھی کون خواجہ عبد اللہ یوسف ثانی عرب کا ایک آدمی گھر مین نرہا سب کے سب قربان گاہ مین حاضر ہو گئے اور خواجہ عبد المطلب کا ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا کہ یہہ تو ہو نہین سکتا کہ ہماری آنکھوں کے سامنے یہہ یوسف وقت ذبح ہو جاے آخر کو بعد رد و کد بسیار یہہ بات ٹھہری کہ سجاح کاہنہ کے پاس انکو لیچلو جو وہ کہے اوسپر عمل کرنا چاہیے سب کے سب خواجہ عبد اللہ کو لئے ہوے اوس کاہنہ کے پاس آے اور اوس سے صورت حال بیان کی اوس نے کہا کہ آدمی کی دیت تمہارے ہان دس اونٹ ہین پس ایک طرف عبد اللہ کو رکھو اور ایک طرف دس اونٹ رکھو اور قرعہ ڈالو جہان تک عبد اللہ کا نام نکلتا جاے دس اونٹ زیادہ کرتے جاؤ جب اونٹونکے نام قرعہ پڑے سمجھہ لو کہ عبد اللہ کا فدیہ ہو گیا چنانچہ اوسکے کہنے کے موافق کیا گیا برابر قرعہ عبد اللہ کے نام پڑتا گیا گیارہوین بار قرعہ اونٹون کے نام سے پڑا اور سنو اونٹونکی تعداد پوری ہو گئی خواجہ عبد المطلب نے اون سب اونٹون کو اللہ کی راہ مین ذبح کر کے مساکین اور مستحقین کو کہلا دیا اسوقت عمر عبد اللہ کی پچیس برس اور ایک قول کے موافق تیئس ۲۳ برس کی تہی۔ یہہ وجہہ تہی کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرمایا کرتے تہے۔ اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ مین دو ذبیحونکا بیٹا ہون ایک میرے باپ عبد اللہ اور ایک میرے جداعلیٰ حضرت اسمعیل علیہ السّلام۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ جس شب کو عبد اللہ پدر بزرگوار حضور پر نور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیدا ہوے ہین اہل کتاب کو معلوم ہو گیا کہ پیغمبر آخر الزمان کی ولادت کا زمانہ قریب آگیا اسلیئے کہ انکے پاس

ایک سفید پیراہن صُوف کا تہا جو حضرت یحیی پیغمبر علیہ السلام کے بدن مبارک کا تہا اور یہہ مضمون اونکی کتب سماویہ سے ثابت تہا کہ جب یہہ پیراہن سرخ ہوجاوے اور خون کے قطرے اوس سے ٹپکین تو یہہ علامت پیغمبر آخرالزمانکی ولادت کے قُرب کی ہے خواجہ عبد اللہ کی ولادت کی شب کو یہہ آثار اوس پیراہن سے ظاہر ہوے تہے اور یہہ بہی یہود کو پتا لگ گیا تہا کہ جس شب وہ پیراہن خون آلود ہوا ہے اوسی شب عبد اللہ پیدا ہوے ہین الغرض جب عبد اللہ جوان ہوے تو بڑے شجاع اور پہلوان اور تیر انداز ہوے اور اکثر اوقات شکار مین مصروف رہتے ایک دن عبد اللہ شکار مین مصروف تہے وہان نوے ۹۰ آدمی اہل کتاب سے گہوڑونپر سوار آپہونچے شام کیطرف سے تلوارین برہنہ اونکے ہاتہون مین تہین اور خواجہ عبد اللہ کیطرف بارادۂ قتل متوجہ ہوے۔ وہب بن مناف بہی اوسی جنگل مین مصروف شکار تہے اونہون نے جو یہہ واقعہ دیکہا تو ادہر بڑہے کہ جلد پہونچکر خواجہ عبد اللہ کی اعانت کرین ناگاہ چند سوار ابلق گہوڑون پر سوار غیب سے ظاہر ہوے اور وہ فرشتے تہے کہ بحکم خداوند آسمان وہان نازل ہوے تہے کہ خواجہ عبد اللہ کو اوس گروہ بے شکوہ کے شر سے بچائین اور یہہ نوّے آدمی تہے طرفۃ العین مین ہلاک کرڈالا وہب بن مناف نے جو یہہ واقعہ ملاحظہ فرمایا تو خواجہ عبد اللہ کی عظمت و بزرگی اونکے دلمین گہر کرگئی اور خیال کیا کہ اپنی دختر نیک اختر بی بی آمنہ خاتون کا عقد عبد اللہ سے کردون جب مکان پر آئے تو اپنی زوجہ سے کل واقعہ بیان کیا اونکی زوجہ نے بہی انکی راے سے اتفاق کیا تو سماۃ بّرہ بنت اُمّ حبیبہ بنت بّرہ بنت قلابہ بنت اسیمہ بنت دب بنت لیلی بنت عوف والدۂ بی بی آمنہ زوجہ وہب بن زہرہ بن کلاب بن مُرّہ نے عبد المطلب کو

پیغام بہیجا وہ خود اس تلاش مین تھے کہ اگر کوئی لڑکی نیک بخت صاحب جمال
باحسب ونسب ملجاے تو عبد اللہ کا عقد کر دون جب حضرت بی بی آمنہ خاتون
کو جملہ صفات حمیدہ سے موصوف پایا فوراً رضامند ہوگئے اور باہم خطبے کا
طریق قایم ہوگیا اور بعد چندے شعب ابیطالب مین عقد سے فراغت
حاصل ہوئی اہل سیر کے نزدیک شب جمعہ اوسط ایام تشریق قریب جمرۂ وسطیٰ
نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم صُلب پدر سے طرف بطن مبارک
حضرت والدہ ماجدہ کے متوجہ ہوا یعنے حضرت بی بی آمنہ خاتون
بارور ہوئین حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس جمعہ کی شب کو
لیلۃ القدر سے افضل جانتے ہین اسلئے کہ تمام خیر وبرکات کا سرچشمہ آپ ہی کی
ذات مبارک ہے جو اوس عالم سے اس عالم کیطرف تعلیم توحید کے لئے بہیجی گئی
ہے پہر ایسی برکت تا دور قیامت دنیا مین نازل نہوگی۔ اسی سال کفار عرب
نے جمادی الثانی مین حج ادا کیا تہا اونکا معمول تہا کہ جب وہ حج بہول جاتے
تہے تو تقدیم وتاخیر کا خیال نہ کرتے تھے غیر ماہ ذیحجہ بہی حج کرلیا کرتے تہے۔
روایت ہے کہ اس رات فرشتون کو حکم ہوا کہ تمام عالم کو منور کردین
رضوان خازن بہشت کو ارشاد ہوا کہ دروازے بہشت کے کہول کر مشام
ملکوت وجبروت ولاہوت کو معطر کرے مالک کو فرمان پہونچا کہ آتش دوزخ کو
آجکی رات سرد کردے اور تخت شیطان کہ بین السماء والارض ہوا پر معلق تہا
اولٹ دیا گیا اور وہ مردود چالیس شبانہ روز جبل بوقبیس پر بحالت اضطراب
واویلا کرتا رہا اوسکی ذرّیات نے آکر اوس سے اس فریاد وزاری کا سبب
پوچھا اوسنے بیان کیا کہ آجکی شب پیغمبر آخر الزمان کی والدہ بارور ہوئین وہ
زمانہ آگیا کہ شرک وکفر بے حقیقت ہوگئے اور لات ومنات کی پرستش دنیا سے

جاتی رہی - عُزّیٰ و ہُبل کی پوجا نیست و نابود ہوجائیگی - باطل اس جہان سے حرف غلط کیطرح حک ہوجائیگا ہر طرف سے نعرہ الحق والحق کی صدائین بلند ہونگی زنا کاری - شراب خواری - قمار بازی - سود خواری حرام کردیجائیگی ہماری آمد و رفت آسمانپر اب نہوسکے گی - عدل و انصاف کا دور ہوگا نہ ظلم رہیگا نہ جور ہوگا تمام روے زمین مسجد ہوجائیگی اوس وحدہٗ لاشریک کی عبادت عام ہوجائیگی - **روایت** ہے کہ جس شب نور محمدی نے بطن مبارک والدۂ ماجدہ کو مشرف فرمایا ہے اوسکی صبح کو تمام بتخانون کے بت موںہہ کے بل زمین پر گرے ہوے پاے گئے اور شیاطین آسمان پر جانیسے روکدیے گئے اور آسمان و زمین نور محمدی سے روشن ہوگئے وحوش و طیور نے کلام کیا -

روایت ہے کہ قبل انتقال نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خواجہ عبداللہ مسماۃ رُقیقہ بنت نوفل کیطرف سے گذرے اور ایک روایت مین مسماۃ قُتیلہ - اور ایک روایت فاطمہ شامیہ اور ایک روایت مین خَثْعَمیہ بفتح خاے معجمہ وسکون ثاء مثلثہ و فتح عین مہملہ یعنی فاطمہ کہ منسوب بقبیلہ خشعم تھی تو وہ آپ کو دیکھکر بیخود ہوگئی اور بولی کہ اے عبداللہ مین تجھے سَو اونٹ دونگی اگر تو میری مراد کے موافق ہو آپنے فرمایا کہ یہہ بات بغیر نکاح ممکن نہین اوسنے بہت اصرار کیا مگر آپکا دامن عصمت و طہارت اوس لوث سے بچا رہا اور آپ نے اوس سے حیلہ کیا کہ مین گھر جاتا ہون وہان سے پلٹ کر ابھی آتا ہون پھر آپ دولت سراے اقبال مین تشریف لائے اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوسی وقت منتقل ہوا بطن مبارک والدۂ ماجدہ کیطرف پھر جو آپ اوسکی طرف ہوکر گذرے تو اوسنے آپکی طرف کچھہ التفات نکیا آپ نے اوس گرم جوشی اور اس بے توجہی کا سبب پوچھا

اوسنے کہا کہ مین علم کہانت مین ید طولی رکھتی ہون مجھے اوس علم کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ تیرے صلب مین پیغمبر آخر الزمان ہے مینے تمنا کی تہی کہ وہ میرے بطن سے پیدا ہو مگر میرے مقدر مین نہ تہا ورنہ مین زانیہ اور بدکار عورت نہین ہون اپنی زوجہ کو میری طرف سے مبارکباد دے کہ وہ اس دولت سے بہرہ مند ہوئی اور اوسکو یہہ خبر دی کہ تیرے پیٹ مین بہترین اہل زمین ہے اور بعض اہل سیر کا قول ہے کہ یہہ عورت ام قتال ورقہ بن نوفل کی بہن تہی اوسنے اپنے باپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ذکر سنا تہا کہ وہ بنی اسمعیل سے ہونگے اس لئے نور محمدی خواجہ عبد اللہ کی پیشانی مین جلوہ گر دیکھکر یہہ خواہش کی تہی۔

روایت ہے کہ ان دنون قحط وخشک سالی کے سبب سے قریش پر بڑی سختی تہی حضور پر نور کی برکت سے خوب پانی برسا اور تمام دنیا سرسبز ہوگئی اور غلہ بہت پیدا ہوا کاشتکار مالدار ہوگئے اسی ارزانی کی خوشی مین عرب نے اس سال کا نام سَنَۃُ الْفَتْحِ وَالْاِبْتِہَاج رکہا۔

روایت ہے کہ بی بی **آمنہ خاتون** کے حمل پر دو مہینے گذرے تہے کہ خواجہ عبد اللہ حضور پر نور کے والد ماجد قافلہ قریش کے ساتہہ تجارت کیلئے ملک شام کو گئے تہے وہان سے جب واپس ہوے تو بیمار ہوکر مدینہ مین اپنے مامون کے گہر انتقال فرمایا اور **دار نابغہ** مین دفن ہوے۔ **نابغہ** نُعمان بن منذر کے شاعر کا تخلص تہا دار نابغہ اوسیکا مکان تہا۔

روایت صحیحہ مین ہے کہ حضور پر نور اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک مین پورے نو مہینے رہے نہ زیادہ نہ کم اور جیسا کہ عورتونکی عادت ہے کہ زمانہ حمل مین بدمزگی طبیعت اور ناخوشی خاطر رہا کرتی ہے آپکی والدہ ماجدہ کو

ان مین سے کوئی بات لاحق نہوئی آپ فرماتی تہین کہ زمانہ حمل مین مجھے کبھی یہہ بات نہین معلوم ہوئی کہ مین باردار ہون۔

روایت آپ فرماتی ہین کہ ایک رات مین درمیان بیداری وخواب کے تہی کہ ایک آواز میرے کان مین آئی کہ تو حمل سے ہے اور تیرے حمل مین بہترین خلایق ہے اوسوقت سے مینے جانا کہ مین باردار ہون اور مدت حمل تک ہر مہینے میرے کانون مین یہہ آواز آتی تہی کہ اے آمنہ تجھے مبارک ہو کہ ابوالقاسم کے ظہور کا دن آپہونچا۔

ولادت باسعادت حضور پرنور

روایت ہے کہ بعد نو مہینے کے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم طلوع صبح صادق کے بعد اور آفتاب نکلنے سے پہلے دوشنبہ کے دن بارہوین ربیع الاول کو بالاتفاق سراے محمد ابن یوسف نزار مین مختون ومسرور مستقبل قبلہ دونون ہاتہہ زمین پر رکہے ہوے اور سر مبارک آسمانکی طرف اوٹہاے ہوے پیدا ہوے

غزل مولف مطلع اول

مقدس ہوگئی دنیا ہوا غل شہ کی آمد کا	۱	بتون نے سر جہکا کر پڑہ لیا کلمہ محمد کا
زبان وہ پاک ہے جسنے پڑہا کلمہ محمد کا	۲	وہ دل روشن ہے جسمین جلوہ ہو انوار احمد کا
ملایک کا وظیفہ ہے فلک پر نام احمد کا	۳	زمین پر پڑہ رہے ہین آدمی کلمہ محمد کا
ملایک چیخ اوٹہے مژدہ سنا جب شہ کی آمد کا	۴	خدا کا شکر ہے دنیا مین چمکا نور احمد کا
کہا فاران کی چوٹی نے سجدہ شکر کا کر کے	۵	الٰہی تو نے چمکایا ہے بجہپر نور احمد کا
وجود پاک شاہ انبیا اول ظہور آخر	۶	قیامت تک بس اب ڈنکا بجیگا دین احمد کا

۷ حضور اس عالم ظاہر مین اب تشریف لے آئے | زمین سے عرش پر مژدہ گیا ہی آمد آمد کا
۸ ہوئی ہین جمع روحین انبیا کی آکے مکہ مین | خدا کا شکر ہی وقت آگیا حضرت کی آمد کا
۹ فلک پر ماہ چمکے جتنا بیشک اسکو زیبا ہی | یہہ کہتا ہی کہ اک ذرہ ہی مجھہ مین نور احمد کا
۱۰ سبب یہہ ہی جو طوبیٰ اپنی ہی اسقدر جہ کی رعنا ہی | یہی تو ہی جو سایہ لے اوڑا ہی آپکے قد کا
۱۱ نظر آتی ہی چادر چاند تارونکی جو یہہ ہمکو | کھنچا ہی چرخ پر نقشہ رسول اللہ کی مسند کا
۱۲ کرہی چار و نعل فیسے کیون نہ اسکو آسمان سجدے | زمین کو فخر حاصل ہی رسول اللہ کے مرقد کا
۱۳ نماز صبح پڑھکر پھر گئے طیبہ کی جانب کو | یہین سے طوف کر لیتے ہین عاشق اپنی مقصد کا
۱۴ جو کچھہ سامان شاہانہ ہی سب موجود ہی آئینہ | یہہ دنیا اک جلوہ خانہ ہے سرکار محمدؐ کا
۱۵ نظر کی ہمنے جب اسمین تو وہ روضہ نظر آیا | بحمد اللہ ہمارا دل مدینہ ہے محمدؐ کا
۱۶ فلک گردش مین کیا بیفائدہ ہی مین سمجھتا ہون | طواف اسپر ابد تک فرض ہی حضرت کے مرقد کا
۱۷ ضرور اللہ حل کرتا ہی مشکل اپنی بندونکی | مصیبت مین مجرب ہے وظیفہ یا محمدؐ کا
۱۸ مدار اہل توکل کا ہی اس نام مبارک پر | کشود کار کا باعث ہے پڑھنا یا محمدؐ کا
۱۹ جہانتک نخل طوبیٰ خلد مین ہین اوسکی شاخین ہین | زمین سے اوٹھگیا سایہ رسول اللہ کی قد کا
۲۰ مدینہ کے حرم مین نام جسکا باب رحمت ہے | وہی ہی ایک دروازہ جہانمین فیض سرمد کا
۲۱ نہو اولاد کو امید کیون اوس ذات اقدس سے | گنہ حضرت نے بخشا یا ہی اپنے جد امجد کا
۲۲ مجھے اس فن مین شاگرد خدا کا ہی لقب حاصل | اوسی نے مجھکو بتلایا طریقہ نعت احمد کا
۲۳ مرے زیر نگین ملک سخن ہی ایک مدت سے | دکھایا نعت نے جوہر مری تیغ مہند کا
۲۴ فنا فی اللہ علم فقر کی ہے انتہا اکبر | فنا ہی ذات مرشد نام ہی اس فن کی ابجد کا
۲۵ ملک نے مجھسے پوچھا قبر مین تو کسکا عاشق ہے | کہا مینے محمدؐ کا محمدؐ کا محمدؐ کا

اسی تاریخ اور اسی مہینے مین حرمین شریفین کے علما اور اکابر مجلس میلاد شریف کیا کرتے ہین اپنے شب دوازدہم ربیع الاول کو اور آداب مناسک بجا لاتے ہین

اور علماے با تحقیق وقت میلاد تعظیم بہی کہڑے ہوکر بجالاتے ہین اور اہل مکہ
اب تک زیارت مقام مولد شریف کرتے ہین اور اس مقام کو متبرک جانتے ہین
اور وہ دولت سراے اقبال مکہ معظمہ کے ایک کوچہ مین واقع ہے کہ اوسکو
زقاق المولد کہتے ہین اور وہ کوچہ ایک شعب مین ہے کہ مشہور شعب بنی ہاشم
ہے اور جو بعض کہنے والے کہتے ہین کہ ولادت شریف حضور پر نور رمضان مبارک
مین واقع ہوئی ہے اور دلیل اوسکی یہہ لاتے ہین کہ علوق نطفہ محمدیہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم شب عرفہ یا اوسط ایام تشریق مین واقع ہوا اور مدت
حمل کے پورے نو مہینے تہے اس حساب سے نصف ماہ ذی الحجہ سے نصف ماہ
رمضان تک نو مہینے ہوتے ہین اس قول کی تطبیق قول اشہر مین یون ہوتی ہے
کہ اگر کسی حادثہ کی وجہ سے ذی الحجہ مین حج نہ کرسکتے تو کسی دوسرے مہینے
مین ارکان حج بجالاتے تہے چنانچہ سال میلاد شریف مین عرب نے جمادی الثانی
مین حج کیا تہا اس تقدیر پر ربیع الاول پورا نوان مہینا ہوتا ہے کذا فی روضۃ
الاحباب **فائدہ** شیخ جلال الدین سیوطی کی تحقیق یہہ ہے کہ سترہ[17] رسول
پیدایشی مختون ہین۔ آدم[1]۔ نوح[2]۔ سام[3]۔ شیث[4]۔ ادریس[5]۔ صالح[6]۔ ہود[7]
یوسف[8]۔ لوط[9]۔ شعیب[10]۔ موسیٰ[11]۔ سلیمان[12]۔ زکریا[13]۔ حنظلہ[14]۔ یحییٰ[15]۔ عیسیٰ[16]
محمد[17] مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ اور صاحب دُرمختار نے مسائل
شتی جلد اخیر مین لکہا ہے اور کتب معتبرہ سے اسکا استنباط ہے کہ جس دن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیدا ہوے ہین اوسدن واقعہ اصحاب فیل
سے چالیس[40] یا پچیس[25] یا پچپن[55] دن گذرے تہے اور نوشیروان بادشاہ تہا اور
اوسکی سلطنت پر بیالیس[42] برس گذر چکے تہے۔ اور سکندر رومی کے انتقال کو
آٹہہ سو بیاسی[882] برس ہوے تہے۔ اور ہبوط آدم علیہ السلام سے چہہ ہزار تین سو اکاون[6351] دن

برس قمری اور دوسوانتیس ۲۲۹ روز ہوے تھے اور اہل حساب کے نزدیک بیسوین یا اٹھائیسوین ۲۸ شہور رومیہ سے تھی اور سترھوین ۱۷ دے ماہ فارسی سے تھی جس شبکو حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے نوشیروان کا محل زلزلے مین آیا اور چودہ کنگرے اوسکے گر پڑے اور یہ اشارہ اسطرف ہے کہ اوسکی اولاد مین چودہ آدمی اور بادشاہ ہونگے اور پہر یہہ سلطنت قبضہ اسلام مین آجائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آتشکدہ فارس جسکی آگ ہزار برس سے کبھی نہین بجھی تھی وہ شب میلاد حضور پرنور کے دن سرد ہوگئی۔ اور دریاے ساوہ جو بڑے زور و شور سے بہتا تہا خشک ہوگیا۔ اور دہانہ سماوہ جو ہزار برس سے سوکہا پڑا تہا اوسمین سے پانی جاری ہوگیا اس سے یہہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ آتش پرستونکے مذہب کی گرم بازاری سرد ہوجائیگی اور دریاے کفر مین خاک اوڑنے لگیگی اور اسلام کی ترقی کا دریا موجزن ہوجائیگا۔ ان واقعات سے نوشیروان بہت گھبرایا اور بہت دنون تک خائف رہا مگر اس حال کو اوسنے کسی سے بیان نہین کیا یہان تک کہ فارسیونکے قاضی القضات نے جسے اونکی زبان مین **موبدان** کہتے ہین یہ خواب دیکھا کہ شتران تند و سرکش عربی گھوڑون کو کھینچتے ہین یہانتک کہ دجلے سے گذر گئے اور بلاد مین پھیل گئے موبدان نے اسکی تعبیر یون کہی کہ عرب کے ملک مین کوئی حادثہ برپا ہوگا جس سے عجم کا ملک مغلوب ہوجائیگا نوشیروان ان واقعات سے بہت پریشان ہوا اور اوسنے نعمان ابن المنذر کو لکھا کہ کوئی عمدہ نجومی میرے پاس بھیجدے کہ اوس سے مین ان واقعات کو دریافت کرون۔ نعمان نے عبدالمسیح ابن عمرو غسّانی کو بھیجا۔ نوشیروان نے اوسے ان واقعات سے مطلع کیا اور اسکی تشریح اوس سے چاہی اوس نے کہا کہ یہہ سب واقعات کسی حادثہ عظیم الشان پر دلالت کرتے ہین مگر تعین وقت حادثہ سے میرا ماموں جسکا نام سطیح ہے جواب دیسکتا ہے اور یہہ سطیح وہ شخص تہا کہ جو ایام سیل عرم مین پیدا ہوا تہا عمر اوسکی چھسو ۶۰۰ برس کی تھی

اور بڑا کاہن شاطر اپنے علم مین ماہر تہا اور ہیئت ترکیب بدن اوسکی قدرت
حق کی ایک اعجوبہ نشانی تہی کہ تمام بدن مین جوڑ بند نہ تہے قدرت نشست
و برخاست نرکہتا تہا مگر جب غضب مین آتا تو ہوا مین بہرتا اور بیٹہتا او اعضا
مین ہڈی نتہی سواے استخوان جمجمہ کے اور کنارے ہاتہہ اور او نگلیون کے
گویا ایک سطح گوشت کی تہی جسوقت اوسکو کہین لیجانا چاہتے تو لپیٹ لیتے
جیسے کپڑے کو لپیٹ لیتے ہین نہ اوسکا سر تہا نہ گردن اور منہ اوسکا سینہ پر
تہا جب کوئی غیب کی بات پوچہتا تو اوسکو ہلاتا جیسے دہی کی مشک کو
ہلاتے ہین تو اوسمین دم پڑتا اور وہ جواب دیتا۔ وہب ابن منبہ سے
روایت ہے کہ ایک جن اوسکا دوست تہا وہ غیب کی خبرین اوسکو بتایا کرتا تہا
اور یہہ وہ جن تہا جس نے طور سینا پر اللہ تعالی شانہ کا کلام جو موسیٰ سے
ہوا تہا سنا تہا الغرض نوشیروان نے عبدالمسیح کو سطیح کے پاس بہیجا
جسوقت عبدالمسیح سطیح کے شہر مین پہونچا تو اوسے سکرات موت مین پایا وقت
ملاقات بعد سلام نوشیروان کی جانب سے پیام پہونچایا سطیح نے جواب نہ دیا
عبدالمسیح نے سطیح کو ہلایا اور چند بیتین جسمین کسریٰ کا سوال نظم تہا پڑہین سطیح نے
جب اونکو سنا تو جنبش کی اور کہا عبدالمسیح آیا ہے سطیح کیطرف تہکے ہوئے اونٹ پر
سوار اور سطیح قریب اسکے ہے کہ قبر مین داخل ہو بہیجا ہے تجہکو ملک ساسان
یعنے نوشیروان نے بہ سبب اضطراب و تزلزل ایوان اور گرپڑنے کنگروں کے
اور بجہنے آتشکدہ فارس کے اور خواب قاضی موبدان کے کہ سرکش اونٹ
عربی گہوڑون کو کہینچتے ہین یہانتک کہ دجلے سے گذر گئے اور بلاد فارس مین
منتشر ہوے اے عبدالمسیح مین کہتا ہون کہ جسوقت ظاہر ہو تلاوت قرآن کی
اور اوٹہین پیغمبر صاحب عصا۔ اور دریاے ساوہ مین پانی جاری ہو اور

دریاے ساوہ خشک ہوجاے۔ اور فارس کا آتشکدہ سرد ہوجاے اور
بابل فارسیونکا مقام نرہے اور نہ شام سطیح کا خوابگاہ یعنی سطیح زندہ نہو سلطنت
عجم تمام ہو صرف چودہ آدمی سلطنت کیانی پر تخت نشین ہون اے عبدالمسیح
جو کچھہ ہونے والا ہے ظاہر ہوگا اور واقعات اس زمانہ کے افسانہ ہونگے
چنانچیہ یہہ کلام کرکے سطیح مرگیا اور عبدالمسیح نے یہہ جواب کسریٰ سے بیان کیا
کہ چودہ کنگرے جو گرے ہین وہ چودہ آدمی تمہارے خاندان کے ہین جب
یہہ آدمی بادشاہی کرچکین گے تو سلطنت تمہارے خاندانکی تمام ہوجائیگی
مگر اسکو مدت مدید چاہیئے لیکن تقدیر الٰہی سے غافل تہا دس بادشاہ تو صرف
چارہی برس مین مرگئے اور بادشاہونکی حکومت حضرت خلیفہ ثانی عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک رہی اور خلافت خلیفہ ثالث مین وہ بہی
جاتی رہی۔ جو باتین سطیح نے کہین تہین وہ سب واقع ہوئین اور یزدجرد
کا ملک سال اکتیس ۳۱ ہجری مین بسرکردگی حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ
تعالےٰ عنہ فتح ہوا۔ اور یزدجرد آخر خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین
ایک آسیابان کے ہاتھہ سے مرو کے جنگل مین مارا گیا پھر اونمین کوئی بادشاہ
نہوا فن تاریخ کے محققین فرماتے ہین کہ بعد سطیح کے کوئی کاہن راستگو ثابت
نہین ہوا۔ اور عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے روایت ہے کہ اہل شام
مین ایک درویش عیص نام اکثر کہا کرتا تہا کہ اے اہل مکہ تم مین ایک لڑکا
پیدا ہوگا جسکے سطیع عرب و عجم ہونگے اور قریب تر ہونے والا ہے چنانچہ
جب کوئی لڑکا مکہ مین پیدا ہوتا تو وہ اوسکے حالات پوچہتا تہی کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیدا ہوے تو عبدالمطلب نے اوسکو آگاہ کیا
تو اوسنے کہا کہ یہہ وہی لڑکا ہے تم نے اسکا نام کیا رکہا ہے عبدالمطلب نے کہا

محمدؐ نام ہے اوسنے کہا کہ مجھکو اسکی تین۳ علامتین معلوم ہین ایک تو یہہ کہ شب گذشتہ مین ستارا اسکا طالع ہوا۔ دوسری علامت یہہ ہے کہ دوشنبہ کو پیدا ہوا۔ تیسری علامت یہہ ہے کہ اسکا نام محمدؐ رکھا گیا۔ اور فاطمہ ثقیفہ بنت عبداللہ مادر عثمان ابن ابی العاص کہتی ہین کہ تولد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت مین آمنہ کے پاس موجود تہی تو مجھکو ایک نور ایسا نظر پڑا جس سے تمام گہر روشن ہوگیا۔ اور ستارہ آسمانی ایسے نزدیک آگئے کہ مجھے گمان ہوا کہ مجہپر یا آمنہ پر گر پڑینگے۔ ۵

حضور آئے زمین پر زمین ہوئی روشن
عرب کا ملک کا ملک آج ہوگیا گلشن
زمین کو چوم رہے ہین فلک کے سیارے
زمین ہی عرش پر اب انبساط کی مارے
زمین فخر کرے جسقدر وہ زیبا ہے
بلند عرش سے بہی آج اسکا رتبا ہے
تلاش جسکی فلک کو تہی ایک مدت سے
وہ انجمن مین نکل آیا آج خلوت سے
ہوے سلام کو حاضر فرشتگان خدا
کہ وہ خدا سی نہین ہے کسی جگہہ بہی جدا
سلام آپکو کرتا ہے آپ کا جبریل
سلام کرنیکو حاضر ہوا ہے میکائیل
حضور حاضر خدمت ہوا ہے اسرافیل
سلام لیجئے اسکا بہی یا نبی جلیل
فرشتگان خدا کی کہڑی ہوئی ہی صف
سلام کرتے ہین وہ آپ دیکہین اونکی طرف
اب اپنی امت عاصی کا بہی لین سلام حضور
نگاہ لطف ادہر بہی ہو ای خدا کے نور

امت عاصی کا سلام

السلام اے شفیع روز نشور
السلام اے خدا کے پاک کے نور
یا رسول خدا اسلام علیک
یا نبی النور اسلام علیک
آپ پہ یا حبیب حق ہو سلام
آپ مالک ہمارے ہم ہین غلام

ہو گنہگاروں کا سلام قبول
آپ کی شانِ شانِ رحمت ہے
شافع مذنبین سلام علیک
مرحبا مرحبا سلام علیک
دلبر یارِ غار تمپہ سلام
ہو عمر کے شفیق تمپہ سلام
مرتضیٰ کے برادر پُر نور
اپنے اکبر کے حال پر ہو نگاہ

یا نبی آپ ہین ہمارے رسول
ہم گنہگارون پر عنایت ہے
خواجہ راستین سلام علیک
یا حبیب خدا سلام علیک
ہر گھڑی لاکھہ بار تمپہ سلام
یا غنی کے رفیق تمپہ سلام
ہو وظیفہ مرا سلام حضور
کھولدو اسیر اب خدا کی راہ

جب حضور پر نور نے فرش زمین پر قدم ناز رکھا پروردگار نے ارشاد فرمایا۔ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰھَا فَنِعْمَ الْمَاھِدُوْنَ دنیا مین آپ کی تشریف آوری اللہ کیطرف سے بندونپر خاص احسان ہے چنانچہ وہ مالک الملک خود ارشاد فرماتا۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا ترجمہ۔ ہر آئینہ بے شک اللہ کا مومنین پر احسان ہے جسوقت پیدا کیا اونہین لوگون مین سے رسول۔ **بھائیو سنو اور غور سے سنو** حضور پر نور کی تشریف آوری سے پہلے تمام دنیا خصوصاً ملک عرب کی جو کیفیت تھی ظاہر ہے بیان کرنیکی ضرورت نہین کعبہ شریف جو تمام جہانین خدائے لاشریک کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا اوسکے اندر تین سوساٹھہ بتونکی پوجا ہو رہی تھی عرب کے رہنے والے کسی ایک مذہب کے پابند نہ تھے جتنے آدمی اوتنے ہی مذہب تھے ہر آدمی اپنے مالک حقیقی کو بھولا ہوا تھا سوائے اپنے ہاتھون کے بنے ہوئے بتون کے کوئی خالق زمین و آسمان کو پہچانتا ہی نتھا کتنا بڑا احسان اللہ تعالےٰ شانہ کا اپنے بندونپر ہوا کہ

اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ذریعہ سے اوس ٹوٹے
ہوے رشتہ کو نئے سرے سے جوڑ دیا اور ہر دل مین اپنی محبت کی لاگ
لگا دی اور اوس برگزیدہ نبی نے اپنی جان مبارک کو خطرے مین ڈالکر
ہمین کفر و شرک کی اندہیری کوٹہری سے نکالکر نہایت روشن انجمن مین
لاکر بٹہا دیا الحمد للہ علی احسانہ

صحف انبیا علیہم السلام مین حضور کی بشارت صحیفہ آدم
علیہ السلام مین آپکی بشارت یہہ ہے کہ مین مکہ کا خداوند ہون وہانکے
رہنے والے میرے ہمسایہ ہین اوسکی زیارت کرنے میرے مہمان جاتے ہین
اوسکی تعمیر بلند کرونگا ابراہیم سے اور آبادی اوسکی منتہی کرونگا تیرے ایک
فرزند پر جسکا نام محمد صلعم ہے اور وہ خاتم النبیین اور میرے گہر کا خاص والی ہوگا
صحیفۂ ابراہیم مین ہے کہ مینے تیری دعا اولاد اسمعیل کے حق مین
قبول کی اور اوسکی اولاد مین سے محمد صلعم نام میرا مقبول اور درجہ دیا ہوا
پیدا ہوگا وہ میری وحی پہونچائیگا ایسی امت کو جو سب امتون سے
بہتر ہے **توریت** مین ہے کہ محمد صلعم بیٹا عبد اللہ کا پیدا ہوگا مکے مین اور
ہجرت کریگا مدینہ مین اور ملک شام مین اوسکا راج ہوگا اوسکی امت کے
لوگ شکر گذار ہونگے اور ناف تک کمر بند باندہینگے۔ اور اطراف بدن پر
وضو کرینگے اور بلندی پر اذان کہینگے اور نماز مین صف سیدہی کرینگے
حیقوق پیغمبر جو دانیال پیغمبر کے ہمعصر تہے اونکی کتاب مین ہے کہ
لایا اللہ برکت اور پاکیزگی مکہ کے پہاڑ و نپر اور بہر گئی زمین تقدیس اور
تحمید احمد سے اور اوسی کتاب مین ہے کہ نورانی ہوگیا آسمان روشنی محمد
سے اور بہر گئی زمین اوسکی تعریف سے اور **صحیفۂ اشعیا** مین ہے

کہ میرا پیارا بندہ کہین اوس سی خوش ہون ڈالتا ہون اوسمین روح اپنی بھیجتا ہون اوسپر دحی اپنی دونگا اوسکو وہ دونگا جوکسیکو نہین دیا وہ احمد ہے وہ میرا نور ہے اوسکے تابع ہونگے جن و انسان انتہی۔ زبور مین چند مقام پر آپ کے اوصاف جمیلہ مذکور ہین کہ کسی نبی پر سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منطبق نہین ہوسکتے۔ انجیل مین ہوکہ خدا تمکو فارقلیط دیگا وہ روح صادق ہے وہ تمکو سب چیزین سکہلا دیگا اب واقع ہونے سے پہلے تمکو خبر دیتا ہون تاکہ تم اسوقت یقین کرو وہ تمکو تمام سچے حکم بتلا دیگا اور اپنی طرف سے کچہ نہ کہیگا بلکہ جو خدا اسے سنیگا وہ کہے گا اور آینده کی تمکو خبر دیگا یہہ مختصر خلاصہ ہے یوحنا کی انجیل کی عبارت کا۔ اسکے سوا اور بہت سی روایتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ آپکا تذکرہ قدیم الایام سے اہل کتاب مین جاری تہا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ سلف مین تبع نام ایک شخص تہا مدینہ والون نے اوسکے بیٹے کو مار ڈالا تہا وہ اس قصد سے آیا کہ مدینہ کو اوجاڑ دے اوسوقت یہود کے جو بڑے بڑے علما تہے وہ مجتمع ہوکر اوسکے پاس گئے اور اوسے کہا کہ ہرگز ایسا نہ کیجیو اس لئے کہ یہہ شہر نبی آخر الزمان کا مقام ہجرت ہے اور اپنی کتابون سے آپکی بشارتین اوسکو سنائین وہ بہت مشتاق ہوا اور غائبانہ آپ پر ایمان لایا اور ایک خط آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نام مبارک سے لکہا اور اوسمین اپنے ایمان کی شہادت تحریر کی اور شمویل یہودی کو جو یہود کے علما مین سب سے بڑا عالم تہا دیا اور وصیت کی کہ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو یہہ میرا خط اور میرا اسلام حضرت کو پہونچانا اور اگر تمہارے زمانہ مین آپ کا ظہور نہو تو

اپنی اولاد کو وصیت کر جانا کہ یہہ خط اور میرا اسلام جو حضرت کا زمانہ پائے
وہ پہونچاوے چنانچہ شامول یعنے شموئیل کی اولاد مین اوس نامہ مبارک
اور سلام حضور کی وصیت پشت در پشت ہوتی چلی آئی آخر کو اکیسوین پشت
مین حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالے عنہ پیدا ہوئے اور وہ خط
حضور پر نور کے سامنے پیش کیا اور ایمان لائے اور اجل صحابہ مین شمار
کئے گئے محمد ابن اسحاق نے کتاب المغازی مین لکھا ہے کہ اوسوقت
چار سو علمائے توریت عہد باندھکر مدینہ مین ٹھہرے کہ نبی آخر الزمان کی
صحبت کے شرف سے مشرف ہون اور اس تبع نے ہر ایک کے واسطے
ایک ایک گھر بنا دیا اور مال کثیر اونکو عنایت کیا اور جبیر ابن مطعم
روایت کرتے ہین کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کا مکہ معظمہ مین شہرہ ہوا مین ملک شام کو گیا ہوا تھا جب بصرے مین پہونچا
تو وہان لوگون نے مجھسے پوچھا کہ تو حرم سے آتا ہے مینے کہا ہان تو وہ
بولے کہ تو پہچانتا ہے صورت اوس شخص کی جو مکہ مین دعوی نبوت کر رہا ہی
مینے کہا کہ ہان وہ میرا ہاتھہ پکڑکر کلیسا مین لے گئے اور بہت تصویرین
دکھائین مینے کہا اونکی تصویر انمین نہین ہے پھر وہ لوگ مجھکو ایک بڑے
کلیسا مین لے گئے اور بہت سی تصویرین دکھائین مینے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شبیہ مبارک پہچانی اور حضرت ابوبکر
رضی اللہ تعالی عنہ کی بھی تصویر دیکھی کہ وہ آنحضرت کا زانوے مبارک
پکڑے ہوئے ہین اون لوگون نے مجھے پوچھا کہ تم نے اونکی تصویر پہچانی
مینے کہا ہان پہچان لی مگر اونکو نہ بتایا تاکہ اونکی معلومیت کا امتحان
ہوجاے تو وہ لوگ خود بیان کرنے لگے کہ وہ تصویر یہہ ہے جن نے

اون لوگون سے کہا کہ ہان یہی ہے پہر اون لوگون نے پوچہا کہ یہہ دوسرا
شخص کون ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا زانوے
مبارک پکڑے ہوئے ہے یہنے کہا کہ یہہ آپ کے مصاحب ہین اور سب سے
پہلے آپ کی نبوت کی تصدیق آپ ہی نے کی ہے **الغرض** ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ پیدا ہوے تو خواجہ عبدالمطلب
نے ساتوین دن آپکا عقیقہ کیا اور نام نامی آپکا **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم رکہا لوگون نے دریافت کیا کہ تم نے اس فرزند کا نام اپنے
آبا واجداد کی وضع پر کیون نہین رکہا محمد نام کیون رکہا خواجہ عبدالمطلب
نے جواب دیا۔ اَرَدْتُ اَنْ یُّحْمَدَ ہٗ اللّٰہُ فِی السَّمَآءِ وَیَحْمَدَ ہٗ النَّاسُ
فِی الْاَرْضِ **ترجمہ** یعنے مینے اس فرزند کا نام محمد اسلئے رکہا ہے تاکہ
تعریف کرے اسکی اللہ تعالےٰ آسمان مین اور آدمی تعریف کرین اسکی
زمین مین انتہی چنانچہ یہہ مراد عبدالمطلب کی اللہ تعالےٰ نے پوری کی
یعنی خاص اللہ تعالیٰ نے کتب مقدسہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کی تعریف فرمائی اور انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتون کو
آپکی توصیف سنائی پس چرچا ہوگیا آپکی خوبیونکا زمین وآسمان مین۔ اور
تمام ملائکہ اور جن وانسان مین۔ **حاکم** نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہی کہ شہر مکہ مین ایک یہودی تاجر تہا اوسنے
قریش سے کہا رات کو ایک لڑکا تم مین پیدا ہوا ہے قریش نے کہا
ہمکو خبر نہین وہ بولا اے شبہ ہوا ہے اور اوسکے شانون کے بیچ مین
بال مجتمع ہین جسطرح گہوڑے کی رگین چنانچہ قریش نے اسکی جستجو کی اور
پتا لگا تو وہ اوس یہودی کو لیکر حضرت بی بی آمنہ خاتون کے دروازے پر

لیکر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دکھلایا تو وہ علامت
پائی گئی۔ یہودی بیہوش ہوکر گر پڑا جب ہوش مین آیا تو بے اختیار چلایا
کہ واللہ نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہوئی۔ اور عبدالرحمن بن عوف اپنی والدہ
مسماۃ شفا سے روایت کرتے ہین کہ جس رات آمنہ کو دردزہ ہوا ہے
تو آمنہ کی قابلہ مین تھی جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بطن مادر سے
میرے ہاتھوںپر آئے ہین تو مینے سُنا کہ کوئی کہتا ہے یرحمک ربک اور شرق
سے غرب تک ایسی روشنی ہوگئی کہ مین نے بعضے قلعے روم کے اپنی
آنکھون سے دیکھے۔ اور آمنہ فرماتی ہین کہ جب میرے درد شروع ہوا
تو مینے ایک آواز سنی کہ جس سے ڈر گئی پھر مینے دیکھا کہ ایک پیالہ سفید شربت
سے بھرا رکھا ہوا ہے مین اوسے دودھ سمجھی چونکہ مین بہت پیاسی تھی اوسکو
پی لیا میرے دل کو اطمینان ہوا۔ اور محدثین اور اہل تاریخ کی تحقیق یہہ ہے
کہ جس شب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے ہین تو آمنہ خاتون
تنہا تھین اسی سبب سے ترسان اور ہراسان ہوئین کہ غیب سے ملائکہ
نے نزول کیا تو دل مبارک آپکا مطمئن ہوا۔ اس روایت مین اور اُس
روایت مین جسمین حاضر رہنا فاطمہ ثقفیہ اور مادر عبدالرحمن ثابت ہے
تعارض واقع ہے اور وہ تعارض یون رفع ہوتا ہے کہ جب دردزہ ہوا
تو آمنہ تنہا تھین اور وہ اول شب تھی اور آپ کی ولادت باسعادت
صبح صادق مین واقع ہوئی اوسوقت یہہ سب خبر پاکر آگئی ہونگی۔ اور حضرت
آمنہ خاتون فرماتی ہین کہ جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیدا ہوے اوسی وقت سجدہ کیا اور انگشت شہادت آسمانکی جانب
اوٹھائی ایسا قیاس ہوتا ہے کہ حضور پرنور نے پیدا ہوتے ہی اقرار

پرورد گار تعالی شانہ کی الوہیت کا اور اوسکی توحید کا فرمایا۔ آمنہ خاتون
فرماتی ہین کہ اسکے بعد ایک ابر سفید آیا اور اوسنے حضرت کو چھپا لیا اور
میرے کانون مین آواز آئی کہ آپ کو مشرق و مغرب مین پھرالاؤ تاکہ سب
مخلوق آپکی برکت سے فیضیاب ہون اور ہدایت سے کامیاب ہون۔
اور آپ کو حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کا خلق اور حضرت
شیث علیہ السلام کی معرفت اور حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خُلّت اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کی
زبان اور حضرت اسحق علیہ السلام کی رضا اور حضرت صالح علیہ السلام
کی فصاحت اور حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت اور حضرت یعقوب
علیہ السلام کا بشری اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت اور حضرت
ایوب علیہ السلام کا صبر اور حضرت یونس علیہ السلام کی طاعت اور
حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد اور حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز
اور حب حضرت دانیال علیہ السلام کا اور وقار حضرت الیاس علیہ السلام کا
اور عصمت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی اور زہد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
عطا ہوا۔ اور آپ دریاے اخلاق انبیا علیہم السلام مین غوطہ
دیئے گئے۔ حضرت بی بی آمنہ خاتون فرماتی ہین کہ مینے یہہ آواز سُنی کہ
آپ کو انبیا علیہم السلام کے دریاے اخلاق مین غوطہ دو چنانچہ آپ
اوس دریا مین غوطہ دیئے گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ صاحبہ
فرماتی ہین کہ جب مین یہہ آواز سن چکی تو وہ ابر کھل گیا اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک سبز پارچہ مین لپٹے ہوے پائے گئے
اور اوس حریر سبز سے پانیکی بوندین ٹپک رہی تھین اور کوئی کہنے والا

کہہ رہا تہا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حاکم ہوے تمام دنیا پر اور آپ کا روے مبارک ماہ شب چہار دہم کیطرح روشن تہا اور آپ کے جسم مبارک سے خوشبو مشک اذفر کی آتی تہی اور تین شخص نظر آئے ایک کے ہاتہہ مین ابریق نقرہ اور دوسرے کے ہاتہہ مین طشت زمرد اور تیسرے کے ہاتہہ مین حریر سفید۔ ایک نے انگشتری نکالی اور سات مرتبہ دہو کر بین الکتفین مہر کردی اور ایک ساعت اپنی گود مین رکہکر میری گود مین دیدیا اور خواجہ عبد المطلب سے منقول ہے کہ حضرت کی ولادت کی رات کو مین خانہ کعبہ کی مجاورت مین تہا جب نصف شب گذری تو مینے دیکہا کہ کعبہ مقام ابراہیم پر جہکا اور سجدہ کیا اور در و دیوار سے یہہ آواز آتی تہی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمدن المصطفے الآن قد طہرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین۔ یعنی اللہ بزرگ ہے جو پروردگار محمدؐ مصطفے کا ہی اب اوسنے مجہے بتون کی نجاست اور مشرکونکی خباثت سے پاک کردیا۔ اور غیب سے آواز آئی کہ کعبہ مقبول ہو اور محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مسکن قرار دیا گیا اور خواجہ عبد المطلب کہتے ہین کہ مین نے اپنی آنکہونسی دیکہا کہ جو بت خانہ کعبہ مین گرداگرد رکہے ہوے تہے پارہ پارہ ہوگئے اور ہُبُل جو سب بتون مین بڑا تہا مُنہ کے بہل گر پڑا اور غیب سے آواز آئی کہ محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بطن مبارک آمنہ سے پیدا ہوے اور سحاب رحمت آیا عبد المطلب یہہ احوال مشاہدہ کرکے حضرت بی بی آمنہ خاتون کیطرف متوجہ ہوے تو تمام گہر کو انوار سے منور پایا عبد المطلب نے بی بی آمنہ خاتون کی طرف دیکہا تو نور تابان مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیشانی حضرت بی بی آمنہ خاتون پر نظر نہ آیا۔ خواجہ عبد المطلب نے

بی بی آمنہ خاتون سے پوچھا کہ تیری پیشانی کا نور کیا ہوا فرمایا کہ مین نے وضع حمل کیا خواجہ نے فرمایا کہ جلد مجھے اوس بچہ کو دکھا حضرت بی بی آمنہ خاتون نے فرمایا کہ آپ اوسکو ابھی نہین دیکھہ سکتے آپ نے پوچھا کہ کیون نہین دیکھہ سکتا حضرت بی بی آمنہ خاتون نے فرمایا کہ جسوقت یہہ بچا پیدا ہوا ہی تو ایک بڑا طویل القامت اور نورانی شخص آیا اور کہا کہ تین دن تک اس بچہ کو کسی کو نہ دکھانا خواجہ نے اس امر مین مبالغہ کیا حضرت بی بی آمنہ خاتون نے فرمایا کہ جاؤ اوس گھر مین ہین آپ جو اوس گھر کیطرف چلے تو ایک مرد باشان وشوکت جسکی صورت سے نہایت ہیبت ظاہر ہوتی تھی سامنے آیا اور خواجہ کو رد کدیا اور کہا کہ اے عبدالمطلب جب تک فرشتگانِ آسمان اس فرزند ارجمند کی زیارت سے فراغت حاصل نہ کرلین گے کسی بشر کو اجازت زیارت نہوگی خواجہ اس بات کو سُنکر فورًا واپس ہوے **محمد** **بن اسحٰق** رحمت اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان دنون خواجہ عبداللہ یعنے آپ کے والد بزرگوار کی وفات ہوچکی تھی موضع ابوا مین۔

مولٰنا اصیل الدین محدث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ بعد معاملہ نکاح وزفاف آمنہ خاتون خواجہ عبدالمطلب نے اپنے فرزند عبداللہ کو تجارت کا مال لیکر ملک شام کیطرف روانہ کیا تھا جب خواجہ عبداللہ نے وہان سے معاودت کی تو مدینۂ منورہ مین بیمار ہوکر قبیلہ بنی نجار مین ٹھہر گئے جب قافلہ دوچار روز کے بعد مکہ معظمہ کو روانہ ہوا تو انکو امین پہونچکر خواجہ عبداللہ نے وفات پائی اور اوسوقت عمر آپ کی پچیس ۲۵ برس یا بائیس ۲۲ برس کی تھی اور **دارالنابغہ۔ یا دارالنائلہ** مین مدفون ہوے یہہ روایت دوسرے طرق سے اوپر بھی تحریر ہوچکی ہے

صاحب مدارج النبوت تحریر فرماتے کہ عبد اللہ اور آمنہ سی سواے حضور پر نور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور کوئی اولاد نہین ہوئی۔

محمد بن اسحق کے نزدیک خواجہ عبد اللہ کے انتقال کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم شکم مادر مین تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ گود مین تھے سات مہینے کے یا اٹھائیس ۲۸ مہینے کے اور ایک جماعت کا قول ہے کہ آپ دو مہینے کے تھے اور یہہ قول اقوال صحیحہ سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے جب وفات پائی تو فرشتون نے افسوس سے کہا کہ اے معبود بحق تیرا پیغمبر محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یتیم ہوگیا ارشاد ہوا کہ مین اوسکا حافظ و ناصر اور کفیل ہون اور تم اوسپر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو اور دعا کیا کرو بالجملہ جب عبد المطلب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا تو بہت خوش ہوے اور بیت اللہ مین لیگئے اور پناہ خدا مین سونپ دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نام رکھا اور دروازہ کعبہ پر کھڑے ہوکر خدا کا شکر ادا کیا بعد اوسکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بحفاظت تمام خاتون کے پاس لاے اور محافظت کے واسطے نہایت تاکید کردی اور کہا کہ اے آمنہ آگاہ ہو کہ میرے اس فرزند سعادت مند کی شان بہت بلند ہوگی اور اوسکو مرتبہ ارفع عنایت ہوگا۔ الصلوٰۃ السّلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ السلام علیک یا حبیبَ اللہ۔ الصلوٰۃ السّلام علیک یا سّیدَ المرسلین۔ الصلوٰۃ السلام علیک یا شفیع المذنبین۔ **فائدہ** واضح ہو کہ حضرت کا اسم شریف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ اشہرِ اسماءِ مبارک سے ہے اور یہ لفظ مبارک اسم مفعول کا صیغہ ہے باب تفعیل ہے اور تکریر اور تکثیر اسکا خاصہ ہے محمد کے معنی خاصہ باب تفعیل کے قاعدہ کے موافق ستودہ مکرر و بسیار ہے ولنعم ما قیل ؎

بدینسان مقامی و نامی کہ دارد	مقام تو محمود و نامت محمد

مطالع المسرات مین ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے خلقت خلق سے پہلے
حضرت کا اسم مبارک محمد رکھا تھا یہی وجہ تھی کہ خواجہ عبد المطلب کی زبان پر
منجانب اللہ یہ نام گرامی ترین اسما جاری ہوا بعض قریش نے خواجہ عبد المطلب سے
پوچھا کہ تمہارے آبا و اجداد مین سے یہ نام کسیکا نہ تہا تمنے اس فرزند ارجمند کا
یہ نام کیون رکھا خواجہ نے جواب دیا کہ مینے یہ نام اسلیئے رکھا ہے کہ ہر شخص اس
فرزند ارجمند کو اس نام سے پکارے اور خداے تعالیٰ اسکو ایسا ہی کردے
کذا فی مزرع الحسنات اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ حضرت آمنہ خاتون نے
خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے اَنْتِ حَامِلَۃٌ بِسَیِّدِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ فَاِذَا
وَضَعْتِ فَسَمِّیْہِ مُحَمَّدًا یعنے اے آمنہ تیرے شکم مین اس امت کا سردار ہے
پس جب یہ پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھنا اور اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام پاک
مین چار مقام پر اسی مبارک نام سے یاد فرمایا ہے۔ اول مقام وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا
رَسُوْلٌ۔ دوم مقام مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ
اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ تیسرا مقام وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔
چوتہا مقام مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اور ذکر شریف حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کتب سابقہ اور السنہ انبیاے گذشتہ مین باسم محمد واحمد
بیشتر تہا اور ان دونون اسماے گرامی کو اللہ تعالیٰ شانہ نے ایسا پوشیدہ رکھا تھا
کہ کوئی شخص قبل حضرت کے اس نام سے موسوم نہین ہوا لیکن احمد پس بالاتفاق
کوئی اس نام کا مسمیٰ نہین ہوا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ بہی ویسا ہی ہے مگر جب
زمان ظہور ذات بابرکات حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم قریب تر ہو پہنچا اور علماے تورات وانجیل اور کاہنان قریش نے

اس بشارت کو اطلاع دی کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نام کا ایک فرزند قریش مین پیدا ہونے والا ہے تو بعض نے اپنے لڑکون کا نام محمد رکہا اس اُمید سے کہ شاید اس نام کی برکت اس مولود مین اثر کرے اور یہی فرزند نبی اخر الزمان ہو لیکن عجائب حکمت آلہیہ سے یہ بات ہوئی کہ جتنے نام اس تمنا مین رکہے گئے اُنمین سے کسی نے بہی دعوی نبوت نہ کیا کہ باعث التباس واشتباہ ہوتا حافظ ابن حجر اور سخاوی نے پندرہ آدمیون کے نام گنوائے ہین جنکا نام محمد رکہا گیا تہا فہو ہذا - محمد[1] ابن عدی ابن ربیعہ تمیمی سعدی - محمد[2] ابن اوحیحہ اوسی بصیغہ تصغیر وہر دو حاے مہملہ - محمد[3] ابن اسامہ - محمد[4] ابن البرار بکری - محمد[5] ابن حارث محمد[6] ابن حربان یعمری - محمد[7] ابن حرمان جعفی - محمد[8] ابن خزاعی سلمی - محمد[9] ابن خولی ہمدانی - محمد[10] ابن سفیان - محمد[11] ابن یحمار دی - محمد[12] ابن یزید - محمد[13] ابن الاسدی محمد[14] ابن الفقیمی - اور قاضی عیاض نے محمد[15] ابن مسلمہ انصاری کوبہی انہین مین شمار کیا ہے اور غرایب قدرت سے یہ ہے کہ یہ نام پاک یعنی احمد ومحمد بعض اوراق وشجار پر بخط قدرت لوگون نے لکہا ہوا دیکہا ہے کہ اون کا ذکر قاضی عیاض نے شفا مین اور قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین کیا ہے جنکو شوق ہو وہ ان کتابون کو ملاحظہ کرین - اور عبد اللہ نوزری کہتے ہین کہ غرۂ رجب سنہ ١٢٧٤ھ مین ایک بچہ بکری کا پیدا ہوا تو اوسکی پیشانی پر محمد رسول اللہ بخط قلم قدرت لکہا ہوا تہا مینے اوسکو اپنی آنکھون سے دیکہا اور صاحب فتح المتعال فرماتے ہین کہ سنہ ١٢٢٦ ہجری مین فقیر نے بلدۂ فارس مین ایک پتھر ایک عورت کے پاس دیکہا اوسکی ایک جانب قلم قدرت سے سیاہ حرفون مین لا الہ الا اللہ لکہا تہا اور دوسرے پہلو مین محمد رسول اللہ تحریر تہا مینے اوس عورت سے وہ متبرک پتھر لینا چاہا اور اوس پتھر کے دو وزن برابر سونا اوس عورت کو دیا تہا مگر وہ رضامند نہوئی -

حدیث شریف مین ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اوس شخص کو دوزخ مین نہ ڈالیگا جسکا نام احمد یا محمد ہوگا حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے گہر مین تین نام ہون محمد۔ احمد۔ عبد اللہ۔ تنگی یعنی افلاس نہ آئیگا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے بیٹے کا نام میری محبت کے واسطے میرے نام پر رکہے قیامت کے دن وہ اپنے بیٹے کیساتہہ بہشت مین داخل ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ مومن اپنے بیٹے کا نام محمد رکہے اور جب اوسکو بلاوے اور کہے اے محمد تو تمام حاملان عرش اوسکے جواب مین کہین لبیک یا ولی اللہ۔ پہر کہین کہ خوشخبری ہو تجہہ کو یا ولی اللہ ہماری عبادت اور طاعت مین تو شامل ہے اور ہماری عبادت کے اجر کی برابر اللہ تعالے شانہ تجہکو اجر عنایت فرمائیگا کذا فی الرکن الثانی من المعارج النبوت ملا عباد حاشیۂ صدرا مین تحریر کرتے ہین کہ نام مبارک رسول الثقلین کا بضم میم بولنا چاہیے یعنی مُحمّد اور حضور کے سوا دوسرے کا نام بفتح میم اعنی مَحمّد لینا چاہیے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ہمتو یہہ سمجہتے ہین کہ یہہ قاعدہ اہل ادب نے ایجاد کیا ہے اور بہت درست ہے نبی اور امت کے نام کیواسطے مابہ الامتیاز کوئی حرکت ہونی چاہیے۔ الصلوٰۃ والسّلام علیک یارسول اللہ۔

بیان رضاعت حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور مین

تشریف لائے تو اول سات دن حضرت بی بی آمنہ خاتون نے اپنے فرزند کو دودہ پلایا پہر ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے دودہ پلایا یہہ وہی لونڈی ہے جسنے آپ کی ولادت کی خوشخبری ابولہب کو دی تہی اور اس خوشخبری کے صلہ مین ابولہب نے اوسے آزاد کر دیا تہا اور یہہ کہدیا تہا کہ تو جاکر دودہ پلا تو اوسنے حضرت کو دودہ پلایا اور حمزہ ابن المطلب اور ابو سلمہ عبداللہ ابن عبدالاسد مخزومی اور عبداللہ جحش اسدی نے بہی اوسی کا دودہ پیا۔ اوسوقت ثوبیہ کا جو لڑکا تہا اوسکا نام مسروح تہا اگرچہ ثوبیہ کے اسلام مین اختلاف ہے لیکن حضور پرنور اوسکا احترام کرتے تہے اور مدینہ منورہ سے حضور پرنور اکثر انکے واسطے تحفہ و تحائف بہیجا کرتے تہے ثوبیہ نے سنہ ہجری مین خیبر کے واقعہ کے بعد وفات پائی کیا عجب ہے انکی مغفرت ہوئی ہو۔

فقیر محمد اکبر ابو العلائی داناپوری مولف کتاب ہذا عرض کرتا ہے

کہ جب مین ثوبیہ کی مغفرت کے لفظ پر پہنچا ہون تو خود بخود میری آنکہین بند ہوگئین اور دیر تک یہہ حالت رہی جب مجہے افاقہ ہوا تو یہہ بات میرے دل مین آئی کہ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دسترخوان حضور کے انگشتان مبارک کے مس کرنے کے سبب سے آگ مین نجلا تو جس بی بی کا دودہ حضور پرنور کے جسم اطہر کا جزو ہوا ہے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ شانہ کی بخشش کی سزاوار نہوئی ہونگی۔ یہی خیال میرا حضور پرنور کے والدین کی طرف ہے موتی جس صدف مین ہوتا ہے اوسکی آبداری کو دیکہئے حضور کی ذات پاک تو وہ گوہر با آب و تاب تہی جسنے تمام دنیا کو روشن کر دیا کیا حیرت کی بات ہے کہ ذات مبارک باعث آفرینش عالم ہوا اوسی دُرِ دریائے نبوت کے ماں باپ نجات کے محتاج ہون ہذا العجب ہذا العجب جو لوگ حضرت رسول صلعم

سے کے والدین کی نسبت معذب ہونیکا گمان رکھتے ہین اونکے پاس اسکے ثبوت کا
کیا سرمایہ ہے کیا ان دونون حضرات نے ہمارے حضور پرنور کی نبوت کا زمانہ
پایا تھا اور حضرت کی نبوت سے انکار کیا تھا والد ماجد نے تو اوسوقت انتقال
فرمایا کہ آپ بطن مادر مشفقہ مین تھے اور مادر مہربان نے اوس زمانہ مین رحلت
فرمائی کہ حضور پرنور چھ برس اور بروایتے سات برس کے تھے اور یہ زمانہ نبوت
سے خالی سمجھا جاتا ہے پھر کس دلیل سے یہ حضرات معذب سمجھے جاتے ہین
باوجودیکہ **ابوطالب** نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کا
زمانہ پایا بھی اور حضور پرنور نے اونکو نبوت کی تلقین بھی کی لیکن اونھون نے
اقرار نبوت نہ کیا اور موت اونکی کفر پر واقع ہوئی مگر صاحب قرۃ العیون نے لکھا ہے
کہ دنیا مین تین آدمیون کی موت کفر پر ہوئی ہے مگر قیامت کے دن وہ مسلمان اوٹھائے جاینگے
نوشیروان انصاف کے سبب سے حاتم سخاوت کے سبب سے ابوطالب خدمت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سبب سے الغرض حضرت عباس
ابن عبدالمطلب فرماتے ہین کہ مین نے اپنے بھائی ابولہب کو خواب مین دیکھا کہ
وہ بہت بری حالت مین ہے مین نے اوس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے
اوس نے کہا کہ بس یہی حالت ہے جو تم دیکھ رہے ہو مگر شب دوشنبہ کو عذاب
مین تخفیف ہوتی ہے سوا اس روز کے ہمیشہ اسی حالت مین مبتلا رہتا ہون
حضرت عباس ابن عبدالمطلب کہتے ہین کہ مینے اس تخفیف کا سبب پوچھا تو
جواب دیا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیدا ہوئے اور ثوبیہ نے
مجھے اونکی ولادت کی خوشخبری پہونچائی تو مینے اوسکو اوس مژدہ کے انعام مین
آزاد کیا اور وہ رات دوشنبہ کی تھی یہ سبب ہے کہ شب دوشنبہ کو میرے
عذاب مین تخفیف ہوتی ہے

کتاب صحیح بخاری شریف مین بہی اسکا ذکر آگیا ہے جو حضرات کہ حضور پر نور کی ولادت کی شب میلاد شریف کی مجلسین کرتے ہین وہ ضرور عند اللہ ماجور ہین اور مسلمان بہائی ضرور ان مجالس کا اہتمام کیا کرین مگر میری عرض یہ ہے کہ میلاد خوان اسکا بہت زیادہ خیال رکہین کہ وہ پاک ذکر غیر مستند روایات سے پاک ہو سچی سچی روایتین اور صحیح صحیح حدیثین بیان کی جائین کہ موجب زیادتی ثواب کا ہو ثویبہ کے بعد حضور پر نور کی پرورش حلیمہ سعدیہ بنت ابی ذویب کے دودہ سے ہوئی اور مفصل روایتین اسکی یون ہین جنکو طبرانی - اور بیہقی اور ابو نعیم وغیرہ محدثین نے حلیمہ سعدیہ سے روایت کی ہے کہ حلیمہ فرماتی ہین کہ جب مین قبیلہ بنی سعد ابن بکر کی عورتون کے ساتہ جو شیر خوار بچون کی تلاش مین نکلین تہین مکے مین آئی اوس سال بڑا قحط پڑا تہا اور میرے پاس ایک مادہ خر تہی جو لاغری سے چل نہ سکتی - اور ایک اونٹنی تہی جو ایک قطرہ بہی دودہ نہ دیتی تہی اور میرا لڑکا اور خاوند میرے ساتہ تہے اور عسرت یعنی تنگدستی کی تکلیف سے نہ رات کو نیند آتی تہی نہ دن کو چین پڑتا تہا فاقون کے سبب سے نہایت ضعف لاحق ہوگیا تہا جب قوم کی عورتین مکے مین پہونچین توسب نے اچہے اچہے امرا کے لڑکے دودہ پلانے کے لیئے لے لیئے صرف حضور پر نور کو یتیم ہونے کے سبب سے کسی نے نہ لیا مینے اپنے شوہر سے مشورہ کیا کہ مجہے مکے سے خالی جاتے ہوئی بہت شرم آتی ہے خیر جو کچہہ ہو اسی یتیم بچے کو لے لون چنانچہ اس مشورہ کے بعد حلیمہ سعدیہ بی بی آمنہ خاتون کے پاس گئین وہ فرماتی ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کو دیکہا کہ ایک سفید کپڑے مین لپٹے ہوئے سوتے ہین اور تنفس جاری ہے

یعنی آہستہ آہستہ سانس لینے کی آواز آرہی ہے اور یہہ عادت محمودہی اور
جو بعض نے خراٹا لینے کی روایت کی ہے وہ صحیح نہین ہے بلکہ یہہ ثابت
ہے کہ حضور کبھی خراٹا نہ لیتے تہے۔ خراٹا ایک ناپسند آواز ہے اور اللہ تعالیٰ شانہ
نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو تمام ناپسندیدہ باتون سے پاک
اور منزہ رکہا تہا یہہ تقریر حضرت مولنا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
قدس سرہٗ کی ہے بی بی حلیمہ سعدیہ فرماتی ہین کہ بدن مبارک سے مشک کی
خوشبو آرہی ہے اور سارا مکان معطر ہے میرا دل آپکی صورت پر فریفتہ ہوگیا مین
آہستہ آہستہ آپکے قریب گئی اور سینہ مبارک پر مین نے اپنا ہاتہہ رکہا آپنے
آنکہین کہولدین اور مجہے دیکہکر تبسم فرمایا مینے بہت پیار سے حضور کی دونون
آنکہین چومین اور گود مین لیکر پستان راست دہن مبارک مین دی حضرت نے
دودہ پیا پہر مینے پستان چپ دینے کا ارادہ کیا مگر آپ نے منہ اوس طرف سے
پہیر لیا اور تا زمان رضاعت کبھی پستان چپ سے دودہ نہین پیا۔ حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہین کہ حق تعالیٰ شانہ نے ابتدائی حال سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر عدالت اور انصاف کا وصف کہولدیا
تہا آپ نے دودہ پینے مین بہی سررشتہ عدالت وانصاف ہاتہہ سے نہ دیا
ایک طرف سے آپ دودہ پیا کرتے اور دوسری جانب اپنے رضاعی بہائی
کے واسطے چہوڑ دیتے۔ حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ فرماتی ہین کہ مین حضرت کو
گود مین لیکر اپنے فرودگاہ پر آئی اور اپنے خاوند کو دکہلایا وہ بہی آپ کو دیکہتے ہی فریفتہ
ہوگیا۔ اور میری اونٹنی جو ایک قطرہ دودہ نہ دیتی تہی اور فاقہ کشی سے لاغر ہوگئی
تہی اوسکے تہن دودہ سے بہر گئے میرے شوہر نے اونٹنی کا دودہ دوہا اور
خود پیا اور مجہکو پلایا اور اللہ تعالیٰ شانہ نے وہ تکلیف فاقہ کشی کی مجہہ سے

دور کر دی اور رات کو نیند آئی اور آرام سے سوئی صبح کو میرے خاوند نے کہا کہ اے
حلیمہ یہہ لڑکا تجہے مبارک ہو کہ اسکا تشریف لانا ہمارے لئے دفع عسرت کا سبب ہوا
آخر چند روز کے بعد حلیمہ سعدیہ حضرت بی بی آمنہ خاتون سے رخصت ہوئین اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنے آگے گود مین بٹہالیا یا تو وہ مرکب نہایت لاغر
اور کم رفتار تہا یا سب مرکبون سے آگے جاتا تہا۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہین کہ چپ و راست
مجہے آواز آتی تہی کہ اے حلیمہ اب تو غنی ہوگئی اور جس منزل پر اوترتی تہی وہ منزل
سرسبز ہوجاتی تہی حالانکہ قحط کے سبب سے صحراؤن مین سبزی کا نام بہی نہ تہا۔ جب
اپنے گہر پہونچی تو ایک عجیب رونق اور آبادی ہوگئی اور حضور پرنور کے قدم مبارک کی
برکت سے ہر چیز مین برکت پائی جاتی تہی اور بکریان بہت بہت ساد ودہ دیتین
اور گانون کے لوگ اپنے اپنے چرواہون سے کہتے کہ جس چراگاہ مین حلیمہ کی بکریان
چرتی ہین تم بہی اوسی چراگاہ مین اپنی بکریان چرایا کرو والغرض برکت نے حضرت حلیمہ
سعدیہ کے گہر مین ہمیشہ کے واسطے اپنا قیام مقرر کرلیا۔ پہر جب حضرت کو طاقت گفتار
پیدا ہوئی تو مین نے سنا کہ اکثر آپ کی زبان مبارک پر یہہ الفاظ جاری ہوا کرتے تہے
اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ اور کبہی کپڑون پر
بول وغایط نہ فرماتے تہے اور بول وغائط کا ایک وقت مقرر تہا۔ اور جب طاقت
رفتار ہوئی تو آپ خرامان خرامان گہر کے دروازے پر جاتے اور وہان لڑکون کو کہیلتے
ہوے دیکہتے تو ارشاد فرماتے کہ انسان لہو ولعب کے واسطے مخلوق نہین ہوا ہے
وہ کام کرو جسکے واسطے تم پیدا کئے گئے ہو اور خود حضور پرنور اونکے زمرے مین
شریک نہ ہوتے ؏

سالے کہ نکوست از بہارش پیدا ست

حضور پرنور کا نشو ونما اسطرح پر تہا کہ آپ ایک مہینے مین اتنا بڑہتے جتنا اور بچے سال بہر مین

اپنے وطن مین داخل ہوتا ہے اور یون داخل ہو کہ نہ کوئی پیشوائی کو آئے نہ شہر مین کسیکو خبر ہو اللہ تعالی شانہ کو یہہ بات پسند نہ آئی اس پیشوائی اور اطلاع عام کے واسطے حضرت کو ایک مقام محفوظ مین بٹہا دیا تاکہ تمام مکہ معظمہ کے اصاغر و اکابر یہین سلام کے واسطے حاضر ہون اور حضور باشان و شوکت تمام حرم محترم مین داخل ہون اور یہہ داخلی فتح مکہ کے دنکی داخلی کی فال تہی الحمد اللہ علی احسانہ شق صدر کے ساتھہ ہی بیان شرح صدر مناسب مقام معلوم ہوتا ہے لہذا ناظرین کتاب ہذا کے انشراح طبیعت کیواسطے ہدیۂ نذر ہے وھو ھذا

کتاب وصف ترا آب بحر کافی نیست	کہ ترکنم سر انگشت و صفحہ بشمارم

شرح سدر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہی ایک خاص فضیلت ہے شاید کوئی نبی سوائے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اس فضیلت سے مشرف ہوا ہو اگرچہ بیان اوسکا نہایت طویل ہے مگر بطور اختصار نذر ناظرین ہے روایت تفسیر سورہ الم نشرح لک صدرک کے تحت مین مفسرین محققین رحمہم اللہ نے بہت سے نکات ولطائف بیان کیے ہین مگر پہر بہی وسعت قلب شریف کی حقیقت سمجھہ مین نہین آتی لیکن یہہ کج مج زبان متقدمین کی تصانیف سے خوشہ چینی کرتا ہے

تمتع ز ہر گوشۂ یافتم	ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم

شرح صدر کے معنی فراخی حوصلہ کے ہین اور ہر شخص کے حوصلہ کی فراخی فطرتاً اوسکی استعداد کے موافق ہوا کرتی ہے اور ہر شخص کے حوصلہ کی فراخی کا ادراک اوسیکو ہوتا ہے جو اوسکا ہم مرتبہ ہو جیسا کہ مشہور ہے لَا یَعْرِفُ الْوَلِیَّ اِلَّا الْوَلِیُّ پس ایک تو حضور کا حوصلہ فطرتاً فراخ تہا ہی مگر پیدائش کے بعد پہر فراخ کیا گیا اور یہہ فراخی کسی آدمی کو نہین دی گئی لہذا حضور کا ہم مرتبہ کوئی آدمی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ مینے اوس زخم کا نشان
شکم مبارک پر دیکھا تو ایک نشان لنبا باریک خط ساتھا۔ الغرض جب حضرت تمام
شق صدر فرما چکے تو حلیمہ سعدیہ آپکو گود مین لیکر گہر مین آئین وہان لوگون نے
کہا کہ انکو کاہن کے پاس لیجاو حلیمہ سعدیہ آپ کو کاہن کے پاس لیگئین اور پوری
سرگذشت کہنے کا سلسلہ شروع کیا اوسنے کہا کہ تم ٹھہرو یہہ بچہ اپنا حال آپ ہی کہیگا
چنانچہ حضرت نے تمام واقعہ بتفصیل تمام ظاہر کیا کاہن نے حضرت کو گلے لگایا اور
چلایا کہ اے عرب آو اور اس بچہ کا کام تمام کرو یہہ وہی لڑکا ہے جو جوان ہوکر تمہارے
دین کو باطل اور علما کو جاہل کہیگا اور ایسے خدا کی طرف بلائیگا کہ جسکو تم نہ جانتے
ہوگے نہ پہچانتے ہوگے اور ایسے دین کیطرف دعوت کریگا جس سے تم محض ناآشنا
ہوگے حضرت حلیمہ سعدیہ نے کاہن کی یہہ باتین سنکر فوراً حضور پرنور کو اوسکی
گود سے چھین لیا اور کہا کہ تو دیوانہ ہوگیا ہے اگر مجھے تیری یہہ حالت معلوم ہوتی
تو مین اپنے نور نظر کو تیرے پاس کبھی نہ لاتی یہہ بچہ تو معصوم اور بے گناہ ہے
مگر تو بے شک واجب القتل ہے جو صرف اپنے خیال باطل پر ایک نفس زکیہ
کے قتل کا فتوی دے رہا ہے پھر حضرت حلیمہ سعدیہ حضور پرنور کو گود مین لیکر
اپنے دولت خانہ پر تشریف لائین۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہین کہ جب یہہ
واقعہ ظاہر ہوا تو میرے شوہر نے کہا کہ اب اس بچہ کا یہان رکھنا مناسب وقت
نہین ہے فوراً عبد المطلب کے پاس پہونچانا چاہیئے ایسا نہو کہ اسکی جان کو
کوئی صدمہ پہونچے لہذا مینے اپنے نور نظر کو مکہ معظمہ پہونچا دینے کا مصمم ارادہ
کرلیا اوسی شب کو مینے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ قبیلہ بنی سعد سے
خیر و برکت جاتی ہے بطحا مکہ کے رہنے والے خوش ہون کہ اونکی زیب و زینت
کے دن آتے ہین وہ ہمیشہ حفظ و امان مین رہین گے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہین کہ

چراگاہ کیطرف دوڑین جب پہاڑ پر گئین تو دیکھا کہ حضور پُرنور صحیح وسالم بیٹھے ہین اور آسمانکی طرف دیکھہ رہے ہین لیکن چہرۂ مبارک متغیر ہے حضور نے اپنی عادت کریمہ کے موافق تبسم فرمایا حضرت حلیمہ سعدیہ نے پیشانی نورانی کا بوسہ لیکر عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا کیا معاملہ گذرا حضور نے ارشاد فرمایا کہ دو آدمی سفید کپڑے پہنے آے ایک کے ہاتھہ مین چاندی کی چھُری اور دوسرے کے پاس زُمرد کا طشت تھا جو برف سے بھرا تھا وہ دونون مجھے وہان سے اوٹھاکر یہان پہاڑ پر لے آئے اور ایک نے نہایت مہربانی سے لٹاکر میرا سینہ ناف تک چاک کر ڈالا مگر مجھے کچھہ درد یا الم محسوس نہوا پھر پیٹ مین ہاتھہ ڈالکر دوسے نکالے اور اوسی برف کے پانی سے دھوکر پھر اونہین اپنی جگہہ پر رکھدیا دوسرے نے دل کو نکالا اور چاک کیا اور نقطۂ سیاہ خون آلود نکالکر پھینکدیا اور کہا هٰذا حظّ الشيطان منك يا حبيب الله اور ایمان واثق وعرفان حق وایقان صادق سے دل مین بھرے پھر دل کو اوسی مقام پر رکھدیا اور ایک انگشتری نورانی نکالکر دل پر مُہر کردی بس میرا دل حکمت ونبوت کے انوار سے بھرگیا اور ایسی خنکی اور تازگی دل مین سماگئی کہ اوسکا اثر ہنوز جوڑ اور بند مین باقی ہے ؎

دلم خزانہ اسرار بود دست قضا	درش ببست وکلیدش بدلستانی داد

پھر اوسی شخص نے میرا سینہ برابر کردیا۔ اور اوسکا نشان باقی رہگیا حضور پُرنور فرماتے ہین کہ پھر وہ مجھے چھوڑکر پرواز کرگئے اوس خط مبارک کی صفت سراپاے رسول اکرم مین مولوی محسن صاحب کاکوروی یون فرماتے ہین ؎

خط مو سینہ سے تا ناف جو ہی مشک سیاہ	رشتۂ جان سے شیرازۂ مکتوب الٰہ
یا رُخ حور پہ ہے گیسوی مشکین سیاہ	یا مصلے پہ رکھا سُبحہ ہے سبحان اللہ
جسکے ہر دانہ سے دانای جہان ہی آگاہ	یا شب تار مین ہی وادی ایمن کی راہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ مینے اوس زخم کا نشان
شکم مبارک پر دیکہا تو ایک نشان لنبا باریک خط سا تہا۔ الغرض جب حضرت تمام
شق صدر فرما چکے تو حلیمہ سعدیہ آپ کو گود مین لیکر گہر مین آئین وہان لوگون نے
کہا کہ انکو کاہن کے پاس لیچلو حلیمہ سعدیہ آپ کو کاہن کے پاس لیگئین اور پوری
سرگذشت کہنے کا سلسلہ شروع کیا اوسنے کہا کہ تم ٹہرو یہہ بچہ اپنا حال آپ ہی کہیگا
چنانچہ حضرت نے تمام واقعہ بتفصیل تمام ظاہر کیا کاہن نے حضرت کو گلے لگایا اور
چلایا کہ اے عرب آو اور اس بچہ کا کام تمام کرو یہہ وہی لڑکا ہے جو جوان ہوکر تمہارے
دین کو باطل اور علما کو جاہل کہیگا اور ایسے خدا کی طرف بلائیگا کہ جسکو تم نہ جانتے
ہوگے نہ پہچانتے ہوگے اور ایسے دین کیطرف دعوت کریگا جس سے تم محض ناآشنا
ہوگے حضرت حلیمہ سعدیہ نے کاہن کی یہہ باتین سنکر فوراً حضور پر نور کو اوسکی
گود سے چہین لیا اور کہا کہ تو دیوانہ ہوگیا ہے اگر مجھے تیری یہہ حالت معلوم ہوتی
تو مین اپنے نور نظر کو تیرے پاس کبہی نہ لاتی یہہ بچہ تو معصوم اور بے گناہ ہے
مگر تو بیشک واجب القتل ہے جو صرف اپنے خیال باطل پر ایک نفس زکیہ
کے قتل کا فتویٰ دے رہا ہے پہر حضرت حلیمہ سعدیہ حضور پر نور کو گود مین لیکر
اپنے دولتخانہ پر تشریف لائین۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہین کہ جب یہہ
واقعہ ظاہر ہوا تو میرے شوہر نے کہا کہ اب اس بچہ کا یہان رکہنا مناسب وقت
نہین ہے فوراً عبد المطلب کے پاس پہونچانا چاہیئے ایسا نہو کہ اسکی جان کو
کوئی صدمہ پہونچے لہذا مینے اپنے نور نظر کو مکہ معظمہ پہونچا دینے کا مصمم ارادہ
کرلیا اوسی شب کو مینے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ قبیلہ بنی سعد سے
خیر و برکت جاتی ہے بطحاء مکہ کے رہنے والے خوش ہون کہ اونکی زیب و زینت
کے دن آتے ہین وہ ہمیشہ حفظ و امان مین رہین گے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہین کہ

پھر اگاہ کیطرف دوڑین جب پہاڑ پر گئین تو دیکھا کہ حضور پر نور صحیح و سالم بیٹھے ہین اور آسمانکی طرف دیکھہ رہے ہین لیکن چہرۂ مبارک متغیر ہے حضور نے اپنی عادت کریمہ کے موافق تبسم فرمایا حضرت حلیمہ سعدیہ نے پیشانی نورانی کا بوسہ لیکر عرض کی کہ میری جان آپ پر فدا کیا معاملہ گذرا حضور نے ارشاد فرمایا کہ دو آدمی سفید کپڑے پہنے آئے ایک کے ہاتھہ مین چاندی کی چھری اور دوسرے کے پاس زمرد کا طشت تھا جو برف سے بھرا تھا وہ دونون مجھے وہان سے اوٹھا کر یہان پہاڑ پر لے آئے اور ایک نے نہایت مہربانی سے لٹا کر میرا سینہ ناف تک چاک کر ڈالا مگر مجھے کچھہ درد یا الم محسوس نہوا پھر پیٹ مین ہاتھہ ڈالکر دوسرے نکالے اور اوسی برف کے پانی سے دھوکر پھر اونہین اپنی جگہہ پر رکھدیا دوسرے نے دل کو نکالا اور چاک کیا اور نقطۂ سیاہ خون آلود نکالکر پھینکدیا اور کہا ھذا حظ الشیطان منک یا حبیب اللہ اور ایمان واثق و عرفان حق و ایقان صادق میرے دل مین بھرے پھر دل کو اوسی مقام پر رکھدیا اور ایک انگشتری نورانی نکالکر دل پر مہر کر دی بس میرا دل حکمت و نبوت کے انوار سے بھر گیا اور ایسی خنکی اور تازگی دل مین سماگئی کہ اوسکا اثر ہنوز جوڑ اور بند مین باقی ہے ؎

دلم خزانۂ اسرار بود و دست قضا	درش ببست و کلیدش بدلستانی داد

پھر اوسی شخص نے میرا سینہ برابر کر دیا۔ اور اوسکا نشان باقی رہگیا حضور پر نور فرماتے ہین کہ پھر وہ مجھے چھوڑکر پرواز کر گئے اوس خط مبارک کی صفت سراپائے رسول اکرم مین مولوی محسن صاحب کاکوروی یون فرماتے ہین ؎

خط مو سینہ سے تا ناف جو ہے مشک سیاہ	رشتۂ جان سے شیرازۂ مکتوب اللہ
یا رخ حور پہ ہے گیسوئے مشکین سیاہ	یا مصلے پہ رکھا سبحہ ہے سبحان اللہ
جسکے ہر دانہ سے دانائی جہان ہے آگاہ	یا شب تار مین ہے وادی ایمن کی راہ

دور کردی اور رات کو نیند آئی اور آرام سے سوئی صبح کو میرے خاوند نے کہا کہ اے حلیمہ یہہ لڑکا تجھے مبارک ہو کہ اسکا تشریف لانا ہمارے لئے دفع عسرت کا سبب ہوا آخر چند روز کے بعد حلیمہ سعدیہ حضرت بی بی آمنہ خاتون سے رخصت ہوئین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنے آگے گود مین اٹھا لیا یا تو وہ مرکب نہایت لاغر اور کم رفتار تہا یا سب مرکبون سے آگے جاتا تہا۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہین کہ چپ و راست مجھے آواز آتی تہی کہ اے حلیمہ اب تو غنی ہو گئی اور جس منزل پر اوترتی تہی وہ منزل سرسبز ہو جاتی تہی حالانکہ قحط کے سبب سے صحرا مین سبزی کا نام بہی نہ تہا۔ جب اپنے گہر پہونچی تو ایک عجیب رونق اور آبادی ہو گئی اور حضور پر نور کے قدم مبارک کی برکت سے ہر چیز مین برکت پائی جاتی تہی اور بکریان بہت بہت ساد و دہ دیتین اور گانون کے لوگ اپنے اپنے چرواہون سے کہتے کہ جس چراگاہ مین حلیمہ کی بکریان چرتی ہین تم بہی اوسی چراگاہ مین اپنی بکریان چرایا کرو۔ الغرض برکت نے حضرت حلیمہ سعدیہ کے گہر مین ہمیشہ کے واسطے اپنا قیام مقرر کر لیا۔ پہر جب حضرت کو طاقت گفتار پیدا ہوئی تو مین نے سنا کہ اکثر آپ کی زبان مبارک پر یہہ الفاظ جاری ہوا کرتے تہے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ اور کبہی کپڑون پر بول و غایط نہ فرماتے تہے اور بول و غائط کا ایک وقت مقرر تہا۔ اور جب طاقت رفتار ہوئی تو آپ خرامان خرامان گہر کے دروازہ پر جاتے اور وہان لڑکون کو کہیلتے ہوے دیکہتے تو ارشاد فرماتے کہ انسان لہو و لعب کے واسطے مخلوق نہین ہوا ہے وہ کام کرو جسکے واسطے تم پیدا کئے گئے ہو اور خود حضور پر نور اونکے نہوسے مین شریک نہ ہوتے ہ

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

حضور پر نور کا نشو و نما اسطرح پر تہا کہ آپ ایک مہینے مین اتنا بڑہتے جتنا اور بچے سال بہر مین

اپنے وطن مین داخل ہوتا ہے اور یون داخل ہو کہ نہ کوئی پیشوائی کو آئے نہ شہر مین کسیکو خبر ہو اللہ تعالی شانہ کو یہہ بات پسند نہ آئی اس پیشوائی اور اطلاع عام کے واسطے حضرت کو ایک مقام محفوظ مین بٹھا دیا تاکہ تمام مکہ معظمہ کے اصاغر و اکابر یہین سلام کے واسطے حاضر ہون اور حضور باشان و شوکت تمام حرم محترم مین داخل ہون اور یہہ داخلی فتح تام کے دنکی داخلی کی فال تہی الحمد اللہ علی احسانہ شق صدر کے ساتھہ ہی بیان شرح صدر مناسب مقام معلوم ہوتا ہے لہذا ناظرین کتاب ہذا کے انشراح طبیعت کیواسطے ہدیۂ نذر ہے وھو ھذا ٥

کتاب وصف ترا آب بحر کافی نیست		کہ تر کنم سر انگشت و صفحہ بشمارم

شرح صدر نبی صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم بہی ایک خاص فضیلت ہے شاید کوئی نبی سوائے حضور پر نور صلی اللہ علیہ آلہ و اصحابہ وسلم کے اس فضیلت سے مشرف ہوا ہو اگرچہ بیان اوسکا نہایت طویل ہے مگر بطور اختصار نذر ناظرین ہے روایت تفسیر سورہ الم نشرح لک صدرک کے تحت مین مفسرین محققین رحمہم اللہ نے بہت سے نکات و لطائف بیان کئے ہین مگر پہر بہی وسعت قلب شریف کی حقیقت سمجہہ مین نہین آتی لیکن یہہ کج مج زبان متقدمین کی تصانیف سے خوشہ چینی کرتا ہے ٥

تمتع ز ہر گوشۂ یافتم		ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم	

شرح صدر کے معنی فراخی حوصلہ کے ہین اور ہر شخص کے حوصلہ کی فراخی فطرتاً اوسکی استعداد کے موافق ہوا کرتی ہے اور ہر شخص کے حوصلہ کی فراخی کا ادراک اوسیکو ہوتا ہے جو اوسکا ہم مرتبہ ہو جیسا کہ مشہور ہے لَا یَعْرِفُ الْوَلِیَّ اِلَّا الْوَلِیُّ پس ایک تو حضور کا حوصلہ فطرتاً فراخ تہا ہی مگر پیدائش کے بعد پہر فراخ کیا گیا اور یہہ فراخی کسی آدمی کو نہین دی گئی لہذا حضور کا ہم مرتبہ کوئی آدمی

خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی پیدا نہیں ہوا اسی قیاس سے یہہ بات سمجھ لی گئی کہ ادراک شرح صدر مصطفوی غیر ممکن ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ خاتم الانبیا ہین اور مرتبہ خاتمیت پر حضرت کے سوا کوئی نبی فائز نہین ہوا اور کوئی آدمی اس قلب کا نہ پیدا ہوا ہے نہ آیندہ کو ہوگا ؎

بصورت تو نگارے نہ آفرید خدا	ترا کشید ید دست از قلم کشید خدا

چنانچہ بیان ابدالان شام ہین حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے۔

روایت ہے کہ تین سو ابدال ہین کہ اونکے دل حضرت آدم علیہ السّلام کے مانند ہین۔ اور چالیس ابدال ہین کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا سا دل رکھتے ہین اور سات ابدال ہین جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا سا دل دئے گئے ہین۔ اور پانچ ابدالونکا دل حضرت جبریل علیہ السّلام کے دل کی مثل ہے۔ اور تین ابدالون نے حضرت میکائیل کا دل پایا ہے۔ اور ایک ابدال حضرت اسرافیل کے دل پہ مخلوق ہوا ہے۔ مگر نہین پیدا کیا گیا کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دل پر اسوجہ سے کہ کائنات ہین کوئی اسکی استعداد نہ رکھتا تھا کہ حضور پر نور کے دل پر پیدا کیا جاے پس کیونکر کوئی آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قلب شریف کی کیفیت تحریر کرسکتا ہے مگر تمثیلاً جیسے کہ اللہ تعالے شانہ اپنے نور کو شمع و چراغ سے ہمارے سمجھانے کے لئے تشبیہ دیتا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اسیطرح سنت اللہ کے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قلب شریف کی ایک مثال عرض کرتا ہون۔

مثال۔ حضور پر نور کے قلب شریف کو فضاے بے پایان اور میدان وسیع

سمجھنا چاہیے اوس مقدس میدان میں ایک عظیم الشان عمارت قائم ہے اور اس عمارت میں بارہ نشیمن ہیں اون میں سے بعض تو انتظام امور دنیاوی کے ساتھ متعلق ہیں اور بعض احکام دینی کے ساتھ اور کچھ ان دونوں سے جدا۔

نشیمن اول میں ایک بادشاہ عظیم الشان سریر سلطنت پر چار بالش حکومت بچھائے اجلاس فرما رہا ہے اور بادشاہان روے زمین دست بستہ اوسکے حضور میں حاضر ہیں اور آئین سیاست اور تدبیر مملکت کے اسرار و غوامض حل کر رہے ہیں چنانچہ توقیعات کسری اور تزک تیموری اور واقعات بابری اور آئین اکبری اور تزک جہانگیری اور کلمات طیبات عالمگیری اس دعوی کے شاہد ہیں کہ تمام ضوابط ملکی و مالی اور قواعد فوجی کتاب مستطاب شرع محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے انتخاب کرکے ان کتابوں میں درج کیے گئے ہیں۔

نظم

سلیمان قدر دارا الملک لولاک	جلیبنشتہ ران نہ میدان افلاک
فراز ہفت مسند چار طاقش	حریم حضرت عزت وثاقش

نشیمن دوم میں ایک حکیم ہمہ دان بیٹھا ہوا سیاست منزلی اور تہذیب اخلاق و آراستگی آداب بیان کر رہا ہے اور حکماے جہان و فیلسوفان زمان اوس سے مسائل حکمی استفادہ کر رہے ہیں اور جو قواعد وہ ارشاد کرتا ہے ابن سینا و ابن مسکویہ و نصیر طوسی و فخر رازی وغیرہم اوس سے علوم بیشمار استخراج کرتے ہیں اور اپنے فنون میں اوسکو صرف کرتے ہیں۔ **نشیمن سوم** میں ایک قاضی القضات مسند عدالت پر متجلس ہے اور طریقہ فیصلہ خصومات و رفع منازعا و رضامندی متخاصمین کیسے عمدہ طرق سے ارشاد کر رہا ہے کہ قضاۃ عالم اوسکو اپنی لوح دل پر اپنی آیندہ نسلوں کے لئے دستور العمل طیار کر رہے ہیں۔

نشیمن چہارم مین ایک مفتی متبحر وسادہ افتاد پر متمکن ہے اور ایک دریائے بیکنار الفاظ ربانی اوسکی زبان معجز بیان سے روان ہے اور ہر واقعہ و وقائع جدیدہ حکم الہی سے موافق کتاب و سنت و مطابق قواعد اصول رسالت استنباط کرکے واضح واضح بیان کر رہا ہے اور مفتیان جہان اور فتوی نویسان دوران گرداگرد اوسکے بیٹھے ہین اور ہر حرف لفظا اوسکا نقل کر رہے ہین اور اپنے واسطے کتاب کافی مرتب کرتے جاتے ہین نشیمن پنجم مین ایک محتسب منصب احتساب کی رونق افروز ہے اور پیادگان مطیع الحکم ارباب منکرات کو لیے حاضر ہین اور وہ ہر ایک پر حد اور تعذیر اور حسن تادیب کے احکام جاری کر رہا ہے اور محتسبان دنیا قواعد احتساب و تعذیرات و سیاست اہل بدعت اوس سے یاد کر رہے ہین۔ نشیمن ششم مین قاری آہنگ خوش نوائی و طیب الحانی ہفت قرات کو وجوہ و روایات کے ساتھ آواز بلند پڑھ رہا ہے اور قاریان عالم ظاہر اوس سے ہر وجہ اور ہر روایت کو تحقیق کر رہے ہین وہ ایک کو قاعدہ ادغام ارشاد کرتا ہے دوسرے کو طریقہ تخفیف ہمزہ تعلیم فرماتا ہے کسیکو قاعدہ مد بیان و اظہار و اخفا سکھا رہا ہے نشیمن ہفتم مین عابد اوراد خوان سجادہ طاعت پر مشغول وظائف و نوافل ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہین صبح سے شام اور شام سے صبح تک تلاوت قرآن و اذکار نووی و حصن حصین جزری و حزب الاعظم ملا علی قاری و اوراد شیخ الشیوخ مین مستغرق ہے اور بسبب کثرت انوار ملایکہ علوی و سفلی اوسکی مجلس نورانی مین حاضر ہوکر موانست قلبی اور تلذذ روحانی حاصل کرتے ہین جسکی وجہ سے لذات نفسانیہ کو خیرباد کہہ چکے ہین پس جو حضرات کہ شایق اوراد خوانی ہین وہ اوس سے اسناد انکی حاصل کرتے ہین نشیمن ہشتم مین عارف کامل صوفی واصل مصلائے تحقیق پر خرقہ فقر و فنا زیب بدن کئے ہوئے جلوہ گر ہے اور شرح نکات اسرار ذات و صفات

وافعال الٰہی کہ جو ہر ذرّے مین بحکم اَلاُصُولُ یَتَمَشّیٰ فِی الفُرُوعِ سرایت
کئے ہوئے ہے علوم بے انتہا کے ساتھہ بالسنہ مختلفہ ہر مذہب کی اصطلاحمین
زبان گوہرفشان سے بیان فرمارہا ہے اور صوفیانِ عالم فتوحات مکیہ۔ اور فصوص الحکم
عوارف المعارف وغیرہم اوس سے سنکر جمع کررہے ہین **نشیمن نہم** مین
واعظ فرشتہ صورت عمامہ اطلس اور عبائے محبت زیب تن نورانی کیئے منبر
عرش منزلت پر بیٹھا ہوا سرگرم وعظ ہے کہ کلمات طیبات کے سُننے سے تمام
قلوب زیروزبر ہو رہے ہین ہرکسیکو ثواب عظیم کے حاصل کرنیکا طریقہ تعلیم فرماتا
ہے اور کسیکو عذاب الیم سے ڈراتا ہے اور واقعات حشر ونشر وعبور پل صراط
وعقوبات دوزخ ومراتبات عالیات بصراحت تمام ارشاد کررہا ہے کہ جسکو سنکر
کفار زُنّار توڑتے ہین اور گنہگار تایب ہوتے ہین سنگ دلونکا جگر پانی ہوتا ہے
ناحق شناس اتلاف حق سے توبہ کرتے ہین **نشیمن دہم** مین ایک رسول صاحب
عزم ہے کہ تسخیر قلوب اُمّت کے واسطے رسول ونذیر بیرات کررہا ہے کہ گمراہون کو
ضلالت کی راہ سے روکے اور شاہراہ ہدایت پر لگا دے اور چند برگزیدہ لوگون کو
اس کام کے واسطے اپنا اصحاب اور رازدار بنایا ہے اور بقدر استعداد ہر ایک کو
تبلیغ رسالت ودعوت کے لئے ہر شہر وملک مین روانہ کیا ہے اور ہر قوم کے
معاملات اپنے رسول کی معرفت سُنتا ہے اور فکر صایب اور عقل سلیم کے ذریعہ
سے اونکا تدارک کرتا ہے **نشیمن یازدہم** مین مرشد کامل صاحب طریقت
سجادہ مشیخت پر جلوہ افروز ہے اور بے شمار طالبانِ خدا اوسکے آستانہ
فیض کاشانہ پر دست بستہ حاضر ہین اور بزبان حال یون عرض کررہے ہین

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

کوئی رفع حجاب ناسوتی کی التجا کرتا ہے کوئی ترقی مقامات کا خواہان ہے کسیکو

طریقۂ شکستِ نفس تعلیم ہوتا ہے کسیکو ترکیب نسخۂ کحل البصر خاکساری بتائی جاتی ہے

عیب است بزرگ ترکشیدن خودرا — وز جملۂ خلق برگزیدن خودرا
از مردمکِ چشم بباید آموز — دیدن ہمہ کس را و ندیدن خودرا

کوئی حصولِ مقام وصول الی اللہ کی تمنا مین مٹا ہوا ہے اور بچشم اشکبار عرض کر رہا ہے ؎ لمولفہ

یارب یہہ میرے دل کا مجھے مدعا ملے — تیری تلاش ہے مجھے تو اے خدا ملے

قسمِ دوازدہم مین ایک محبوب نازنین دلربائے ماہ جبین حسینِ سراپا ناز حبیب عاشق نواز ہمہ تن نور رشکِ صد جلوۂ طور مسندِ زرنگار اطلسِ قدس پر تکیہ لگائے رونق افروز ہے اور خود حُسن ازل مروحۂ گیسو حور ہاتھہ مین لئے منصب خواصی پر پس پشت باادب استادہ ہے اور خود جمال بہ نفس نفیس باایں ہمہ کمال بامید سرفرازی عہدۂ مشاطگی عرضداشت خون تمنا سے لکھکر گذرانے کو منتظر حکم کھڑا ہے اور ہزارون عشاق جان باختہ اویس رضہ کردار بے توقع منفعت شوق دیدار مین دور دور سے چلے آتے ہین - اور لاکھون مشتاق لقا مثل بلال رضہ آستانہ فیض کاشانہ پر پڑے سجدے کررہے ہین اور یون عرض کررہے ہین ؎

ز مہجوری برآمد جان عالم — ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی — ز محرومان چرا غافل نشینی
ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بہ تن درپوش عنبر بوے جامہ — بسر بربند کافوری عمامہ
ادیم طایفی نعلین پا کن — شراک از رشتۂ جانہاے ما کن

مگر یہہ وہ مقام ہے کہ کسیکو اسکی ہوا بھی نہین لگی ہے صرف دو تین اولیاء اللہ

بطفیل محبوب مقبول اس مقام کو فایز ہوئے ہین جیسے حضرت پیر دستگیر سیدنا
قطب عالم عبد القادر جیلانی اور حضرت سلطان الاولیا سیدنا نظام الدین زری
زر بخش محبوب الٰہی اور حضرت قطب دارین محبوب جل و علا سیدنا ابو العلا رضی اللہ
تعالیٰ عنہم **واقعہ شق صدر** مین کچہہ اختلاف نہین ہے مگر زمانہ عمر مین علما
رحمہم اللہ کو اختلاف ہے۔ **روایات صحیحہ** سے ثابت ہے کہ اول حضور پر نور
صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم دو برس قبیلہ بنی سعد مین جلوہ افروز رہے
اور مدت رضاعت کے تمام ہونے کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ آپ کو حضرت بی بی
آمنہ خاتون کے حضور مین پہونچا گئین مگر مکہ معظمہ کی آب و ہوا ان دنون کچہہ
خراب ہوگئی تہی لہذا باجازت حضرت بی بی آمنہ خاتون پہر حضور پر نور کو اپنے
گہر واپس لے آئین اور دو۲ برس یا تین۳ برس اور اپنے پاس رکہا حاصل کلام
حضور کا قبیلہ بنی سعد مین پانچ برس رہنا ثابت ہے بعد پانچ برس کے چہٹے برس
شروع مین حضرت حلیمہ سعدیہ کو شق صدر کیوجہ سے خوف ہوا کہ کہین پہر یہہ معاملہ
واقع نہ ہو آپ کو بی بی آمنہ خاتون اور خواجہ عبد المطلب کے سپرد کر گئین مخفی
نرہے کہ روایات شق صدر مختلف ہین ایک یہہ کہ قبیلہ سعد مین اول بار یا
دو بار واقع ہوا۔ اور ایک روایت مین ہے کہ جب حضور چہہ برس کے ہوے
اوسوقت شق صدر واقع ہوا اور بعض دس۱۰ برس کی عمر مین بیان کرتے ہین اور
سوا اسکے احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر شب معراج مین بہی
واقع ہوا پس جمع بین الروایات جس سے تعارض رفع ہوجاے یون ہوتا ہے کہ
یہہ معاملہ عجیب اور حادثہ غریب کئی مرتبہ واقع ہوا **فائدہ** بعض کہتے ہین
کہ مکتب اطفال جو ہندوستان مین چار برس چار ماہ چار روز مین مقرر ہے
اوسکی توجیہ یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا شق صدر

اسی عمر مین ہوا ہے مگر اس تقریر کو قوت نہین ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کی عمر شریف اوسوقت تین برس کی تھی شرح شرعۃ الاسلام مین بھی یہہ توجیہ
بیان کی ہے بعد اوسکے لکھا ہے والمشہور انہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کان عمرہ ثلث سنین اور حضرت مولانا محمد اسحق رحمۃ اللہ علیہ نے اربعین مین لکھا ہی
کہ یہہ طریقہ جو ہندوستان مین مکتب اطفال کے واسطے مقرر ہوا ہے یے اصل
ہے صاحب تفسیر حسینی سورۂ بنی اسرائیل کی آخر آیت کے نسبت لکھتے ہین کہ
جو لڑکا اولاد عبد المطلب سے باتین کرنے کے قابل ہوتا تو حضور اوسکو یہہ آیت
سکھاتے وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ
فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ○ ترجمہ
اور کہہ سراہئے اللہ کو جسنے نہین رکھی اولاد اور نہ کوئی اوسکا ساجھی سلطنت مین
اور نہ کوئی مددگار اوسکا ذلت کے وقت پر اوسکی بڑائی کر بڑا جانکر۔ تفسیر اور
نہین ہے اوسکے واسطے کوئی دوست یعنی ولی مِنَ الذُّلِّ مذلت کی راہ سے
کہ وہ رکھتا ہوتا کہ وہ اوس دوست کی دوستی کے سبب سے عزت دار بنجاے
یون سمجھئے کہ وہ خدا اسلئے کسیکو اپنا دوست نہین بنا تا کہ اوس دوست کے
سبب سے عزت دار سمجھا جاے جیسا کہ آدمیونکا دستور ہے کہ بادشاہون اور اُمرا
اور وزرا سے ملاقاتین پیدا کرتے ہین اور اوسکو اپنی عزت کا سرمایہ سمجھتے ہین
اللہ تعالے لا شانہ اپنے بندونکو دوست رکھتا ہے اونکی نکوکاری کے سبب سے
اور اپنے فضل وکرم کی وجہ سے ۱۲ المختصر حضرت حلیمہ سعدیہ کے تشریف لیجانیکے
بعد مسماۃ برکہ المشہور اُمّ ایمن حبشیہ کنیز خواجہ عبد اللہ کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو میراث والدین مین پہونچی تھین حضور پر نور صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہواداری وخدمت گذاری مین مصروف ہوئین ف

فرمائی ہین کہ مینے بچپن مین بہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہوکہہ پیاس کا کبہی شاکی نہ پایا بلکہ جب صبح ہوتی تہوڑا پانی نوش فرماتے تہے پہر جب دوپہر ہوتی اور مین کہانے کے واسطے کہتی تو ارشاد فرماتے مجہے حاجت نہین پہر جب چھ برس اور بروایتے سات برس کے ہوے تو حضرت بی بی آمنہ خاتون آپکو مع اُمّ ایمن مدینہ باسکینہ کو لیگئین اور قبیلہ بنی عدی مین اپنے ماموں کے گہر ایک مہینے کامل مقیم رہین اس اثنا مین یہود مدینہ آپ کو شواہد وعلامات سے پہچانتے اور کہتے کہ نبی موعود آخر الزمان یہی ہین پہر بعد ایک مہینے کے حضرت آمنہ خاتون مکہ معظمہ تشریف لیچلین اور موضع ابواء مین جو ما بین مکہ معظمہ اور مدینہ واقع ہے مقام فرمایا اوسی جگہہ اونکی وفات ہوئی اور وہین مدفون ہوئین اور بعض علمانے اونکی قبر ام القرا مین لکہی ہے اور جمع بین الروایتین یہہ ہے کہ اول ابواء مین دفن کیا تہا بعد اوسکے مکہ معظمہ مین لاکر دفن کیا فائدہ متقدمین کو عدم اسلام ابوین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین یقین واثق ہے اور متاخرین مین ابن حجر اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہی مسلک ہے مگر بعض متاخرین اہل حدیث نے اسلام ابوین رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بلکہ جمیع آبا وامہات کا اسلام حضرت آدم علیہ السلام تک ثابت کیا ہے اور اثبات اسلام کے تین طریق بیان کئے ہین۔ **اول** یہہ کہ والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر تہے۔ **دوم** یہہ کہ دونون زمانہ فترت مین تہے نہ زمانہ نبوت مین یعنی اونکو کسی نبی کی دعوت نہین پہونچی۔ **سوم** یہہ کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دعا سے دونون کو زندہ کیا کہ اسلام لائے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالیٰ شانہ سے سوال کیا کہ الٰہی میرے
ماں باپ کو زندہ کردے اللہ تعالیٰ شانہ نے زندہ کردیا اور اون دونوں نے تصدیق
الوہیت اور نبوت کی فرمائی اور پھر اپنی اپنی قبر میں آرام فرمایا اگرچہ بعض نے
اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن محققین نے اس حدیث کو اصول سے تقویت
بھی دی ہے اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث احیا اون احادیث سے ہے
جنکو متقدمین محدثین نے روایت کیا ہے اور یہہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ تھا
کہ متاخرین پر اللہ تعالیٰ نے کھولا۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء من فضلہ۔ اور
شیخ جلال الدین سیوطی نے اس باب میں رسالے تحریر کیے ہیں اور مخالفین کو
جواب دیئے ہیں کذا قال المحقق الدہلوی فی شرحہ للمشکواۃ۔ الغرض اُمّ ایمن
بعد وفات حضرت آمنہ خاتون حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مکہ معظمہ میں
لائیں اور خواجہ عبد المطلب آپ کی پرورش میں مصروف ہوے اور اپنی سب اولاد
سے زیادہ حضور پرنور کو دوست رکھنے لگے۔ ایک مرتبہ خواجہ عبد المطلب کو سفر
یمن کا اتفاق پڑا اور قریش بھی ہمراہ تھے جب وہاں سے واپس آئے تو قریش پر
قحط مستولی تھا اور اوس قحط کے زمانہ کو بہت طول ہوا اور کئی برس تک رہا آخر
عبد المطلب کو غیب سے آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے استسقا
کراؤ لہذا خواجہ عبد المطلب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنی کندہو پر چڑھایا اور پہاڑ پر لیگئے اور
دعا کرائی اوسیوقت پانی برسا اور اتنا برسا کہ قحط سالی دور ہوگئی جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
آٹھہ برس دو ماہ دس روز کے ہوے اور بروایتے آمنہ خاتون کی وفات سے دو برس گذرے تو خواجہ
عبد المطلب نے وفات پائی عمر خواجہ کی ایکسو بیس برس کی تھی اور اوسی سال نوشیروان
اور حاتم طائی نے وفات پائی اور نوشیروان کا بیٹا ہرمز بادشاہ ہوا۔
اُمّ ایمن سے روایت ہے کہ جب خواجہ عبد المطلب کا جنازہ باہر نکلا تو حضور پرنور

جنازیکے پیچھے روتے ہوئے جاتے تھے بالجملہ بعد وفات خواجہ عبد المطلب **ابوطالب** نے حضور پر نور کی پرورش اپنے ذمہ لی اور یہہ نعمت غیر مترقبہ ابوطالب نے قرعہ ڈالکر حاصل کی تھی اور حضور نے بھی اپنے اعمام مین سے آپ ہی کو قبول فرمایا اور ابوطالب آپ سے نہایت محبت کرتے تھے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے ایک دم بھی جدا نکرتے اور آپ کی مدح مین اشعار کہا کرتے اور بخوبی بہترین وجہ اونپر یہہ بات تھی کہ بنی موعودیہی ہین ابن عساکر اپنی تاریخ مین عرفطہ بضم الغین وسکون الراے المہملہ وضم الفاء واہمال الطاء سے روایت کرتے ہین کہ مین ابوطالب کے زمانہ کفالت مین داخل مکہ ہوا تو وہان قحط سالی تھی قریش عبد المطلب کے زمانہ مین قحط کا پڑنا اور حضرت سرور کائنات کی دعاسے مینہ کا برسنا دیکہہ چکے تھے ابوطالب سے کہا کہ تم اپنی بھتیجے سے دعا کراو کہ پانی برسے ابوطالب گہر سے نکلے اور اطفال قریش کا ہجوم اونکے ساتہہ ہوا اون مین ایک لڑکا ایسا نورانی تہا کہ جس طرح آفتاب ابوطالب نے اوسکو اوٹہا کر بٹہیہ اوسکی دیوار کعبہ سے لگا دی اوس نے آسمانکی طرف اونگلی سے اشارہ کیا تو چارون طرف سے بادل گہر آیا اور پانی برسنے لگا اور ایسا برسا کہ جنگل بہر گئے حالانکہ حضرت کی اونگلی اوٹہانیکے پیشتر کہین ابر کا نشان بھی نتہا۔ **حضرت کی عمر کا نوان برس** جب عمر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نوبرس کی ہوئی تو حضرت اسرافیل ملازمت مین حاضر ہوتے اور تین برس تک اکثر حاضر ہوا کرتے تھے پہر حضرت جبریل علیہ السلام انتیس ۲۹ برس تک حضرت کی خدمت بابرکت مین اکثر حاضر رہتے تھے بطریق پوشیدہ۔

حضرت کی عمر کا بارہوان برس جب بارہ برس دو مہینے دس روز کی عمر ہوئی تو ابوطالب نے شام کا سفر کیا حضور پر نور بھی اوس اپنے چچا ابوطالب کے ساتہہ تھے جب شہر بصریٰ پر پہونچے تو بصریٰ کے چہہ میل اسطرف موضع کفر مین

ایک صومعہ تہا اوس مین ابوعُداس الملقب بہ بحیرا المشہور بہ جرجیس زاہد نصرانی رہتا تہا اور مدت دراز سے اوسکی سکونت وہان تہی لہذا وہ قریہ دیر بحیرا کے نام سے مشہور تہا اوس نے علامات مندرجہ کتب آسمانی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خوب پڑہا تہا اور وہ زیادہ تر تائید علامات وشواہد یہہ ہوئی کہ اوسنے قریش کے قافلہ پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ کئے ہوے دیکہا تو اوسے یقین کامل ہوا کہ اس قافلہ مین پیغمبر آخرالزمان رونق افروز ہین اور یہہ بحیرا راہب مدت سے حضور کا منتظر تہا ہر قافلہ کو نظر غور سے دیکہا کرتا اوس نے اس پورے قافلہ کی دعوت کی چنانچہ ابوطالب مع اہل قافلہ وہان گئے اور حضور پرنور کو وہین ایک درخت کے نیچے چہوڑ گئے لہذا وہ ابر جو قافلہ پر سایہ کئے ہوئے تہا وہ بہی قافلہ سے جدا ہوکر اوسی درخت پر ٹہیر گیا بحیرا نے پوچہا کہ تمہارے ساتہیون مین سے کوئی شخص فرودگاہ پر رہ تو نہین گیا ہے ابوطالب نے کہا ہان میرا یتیم بہتیجا رہ گیا ہے اور اوسی وقت حضور پرنور کو طلب کیا تو وہ ابر آپ پر سایہ کئے ہوے چلا آیا بحیرا نے آپ کو دیکہکر پہچان لیا اور ابوطالب پر تاکید کردی کہ انکو شام مین ہرگز نہ لے جانا یہود انکے دشمن ہین لہذا ابوطالب نے مال تجارت بصرے مین فروخت کیا اور پلٹ آئے۔

روایت ہے کہ بحیرا نے حضرت کو سوکہی روٹی اور خرمے دیئے تہے اور ترمذی نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ موٹی روٹی اور روغن زیتون ہمراہ کردیا اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ بحیرا نے دست مبارک پکڑکر کہا کہ یہہ شخص رسول رب العالمین ہے اہل قافلہ نے کہا کہ تو نے کسطرح جانا اوس نے کہا کہ جب تم لوگ دو پہاڑ کے بیچ مین سے نکل کر یہان آئے ہو تو ہر ایک شجر وحجر انکو سجدہ کرتا تہا اور یہہ دونون سجدہ نہین کرتے مگر پیغمبر کو یہہ روایت ہے

ابو موسی اشعری کی الغرض ابوطالب نے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو بخوف یہود مکہ معظمہ کو روانہ کردیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی
قافلہ مین تھے حضرت کے ہمراہ گئے۔

ترمذی اور **حاکم** نے **روایت** کی ہے کہ اس عرصے مین سات آدمی روم
کے رہنے والے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے
آئے تھے **بحیرا** نے اون سے پوچھا کہ تم کیون آئے ہو اون لوگون نے کہا کہ
پیغمبر آخرالزمان ان دنون باہر نکلنے والا ہے اوسکی تلاش مین پھرتے ہین کہ اگر
ملجائے تو قتل کرین۔ بحیرا نے اون سے کہا کہ جو امر خدا نے مقدر کیا ہے اوسکو
تم پھیر سکتے ہو وہ بولے کہ کسی بشر کا مقدور نہین کہ اللہ کے حکم کو پلٹا دے بحیرا
نے کہا پھر اس کوشش بے فائدہ کا کیا حاصل ہے تمہارے واسطے یہی بات
بہتر ہے کہ تم اوسپر ایمان لاؤ اور اوسکے ہاتھہ پر بیعت کرو وہ بیشک خاتم المرسلین ہے
اور تم اوسکو ضرر نہ پہونچا سکو گے۔ **روایت** ہے کہ بحیرا نے ابوطالب سے
تخلیہ مین پوچھا کہ یہہ لڑکا تمہارا کون ہے ابوطالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہے
بحیرا نے کہا کہ بالکل غلط ہے اسکی علامات سے ایک علامت یہہ بھی ہے
کہ وہ یتیم ہوگا ابوطالب نے کہا کہ یہہ بھتیجا ہے بحیرا نے کہا یہہ سچ ہے پھر بحیرا
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمکو لات وعزی کی قسم مجھکو
خبر دو کہ تمہارے دونون شانون کے درمیان اس شکل کا نشان ہے حضور نے
فرمایا کہ میرے نزدیک لات وعزی کی کوئی عزت نہین ہے جیسے اور حجر ہین
ویسے ہی یہہ بھی ہین مین انکی قسم کو نہین مانتا تو بحیرا نے کہا کہ تمکو اوس اللہ کی
قسم ہے جو تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے سچ کہو کوئی اس شکل کا نشان ہے
آپ نے فرمایا کہ تو جیسا چاہتا ہے بیشک ہے بحیرا نے اوسے دیکھا اور بوسہ دیا

اور کہا اشہد انک رسول اللہ حقاً **فائدہ** اہل تحقیق کے نزدیک بحیرا بت پرست
نہ تھا اوسنے لات وعزی کی قسم امتحاناً دی تھی - پھر حضور پر نور مکہ معظمہ مین تشریف
لائے اور حضرت سترہ ۱۷ برس کے ہوے **حضور پر نور کی عمر گرامی کا سترہوان**
برس ۱۷ - **روایت** جب حضور کی عمر شریف سترہ برس کی ہوئی تو زبیر - خواہ
عباس ابن عبدالمطلب حضور کو باسید یمین و برکت ابی طالب کی اجازت سے ملک یمن
کولے گئے اونکو بھی اکثر خوارق عادات حضور پر نور کے نظر آے - **حضور کی عمر**
گرامی کا بیسوان ۲۰ برس - جب عمر شریف حضور پر نور کی بیس برس کی
ہوئی تو ظہور ملائکہ اور واقعات عجیبہ دیکھے گئے جو کتب تواریخ و احادیث مین
موجود ہین - اسی سال مین حلف الفضول واقع ہوا اور حقیقت اوسکی یہہ ہے
کہ زبید یمنی نے اپنا اسباب عاص ابن وایل کے ہاتھہ بیچ کیا عاص نے
قیمت ندی زبید نے کوہ بوقبیس پر چڑھ کر عاص کے ظلم کی شکایت مین ایک
شعر پڑھا اسپر قریش جمع ہوے اور **دار الندوہ** مین اس بات پر عہد ہوا
کہ ظالم کا ظلم دفع کرین زبیر بن عبدالمطلب اس مین سرغنہ ہوے بعد اوسکے
ایک گروہ نے عبداللہ ابن جدعان کی حویلی مین ہوکر اختلاف کیا اور کہا
ہذا حلف الفضول مجلس اول مین حضور پر نور بھی جلوہ فرما تھے لیکن عہد و پیمان
مین کسی کے شریک نہ تھے - **عمر شریف حضور پر نور کی بیس ۲۰ برس**
سے متجاوز ہوئی جب عمر شریف بیس برس سے متجاوز ہوئی تو حضرت نے
کوہ اجیاد مین شبانی شروع کی اور جو کچھہ مزدوری مین ملتا مسکینون کو
عنایت کرتے اور اپنے واسطے ایک مقدار قلیل رکھہ لیتے - **حضرت کی عمر**
شریف کا پچیسوان ۲۵ برس جب حضرت کی عمر پچیس برس کی ہوئی تو
ابوطالب پر افلاس غالب آیا پر ایک دن اپنا حال کہکر ملتمس ہوئے کہ قریش کا

قافلہ بقصد تجارت ملک شام کو جاتا ہے اور سنا گیا ہے کہ **خدیجہ بنت**
خویلد کو ایک امین آدمی کی ضرورت ہے اگر اوسکا مال آپ لے جائین تو شاید
ہمکو نفع ہو دفعتہً یہہ خبر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو پہونچی حضرت خدیجہ نے
نہایت آرزو سے اسبات کی تمنا کی اور کہلا بھیجا کہ اگر آپ قبول فرمائین تو مین
دوچند اجرت دینے پر رضامند ہون ابوطالب نے قبول کیا حضرت خدیجۃ
الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بے تامل اجرت پیشگی بھیجدی لہذا حضور سرور عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت ام المومنین کے غلام کو جسکا نام میسرہ
تہا ہمراہ لیکر قافلہ کے ساتھہ ملک شام کو روانہ ہوے۔ جب شہر بصریٰ مین
پہونچے تو آپ ایک خشک درخت کے نیچے ٹھہرے وہان ایک نصرانی راہب
رہتا تہا جسکا نام نسطورا تہا اوس نے آپ کو درخت کے نیچے اوترا ہوا دیکھکر
کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے کوئی نہین اوترا لہذا وہ حضرت
کے حضور مین حاضر ہوا اور اسم شریف دریافت کر کے کہنے لگا کہ آپ خاتم النبیین
ہین اور میسرہ سے حضور کے خوارق عادات سنکر کہا کہ مین اس پیغمبر کے انتظار
مین تہا الحمدللہ کہ زیارت نصیب ہوئی اے میسرہ تجھے وصیت کرتا ہون کہ انسے
ہرگز جدا نہونا اور شام مین نہ لیجانا کہ یہود انکے دشمن ہین اسلئے کہ یہہ پیغمبر
آخر الزمان ہین میسرہ نے کہا کہ مینے شدت حرارت مین انپر دو مرغ سایہ
کرتے ہوے دیکھے ہین اور اونکے قدم کے نیچے سے پانی جاری ہوتا ہے
اور ایک آدمی کے لایق کہانا انکی برکت سے ستر آدمی کہاتے ہین اوس نے
اسکی تصدیق کی چنانچہ میسرہ نے اسباب تجارت دہین فروخت کرایا سہ چند
نفع ہوا۔ اور بعض اس معاملہ کو یون بیان کرتے ہین کہ جب حضرت صلعم کی
عمر شریف چوبیس برس نو مہینے چھہ روز کی ہوئی اور امانت و دیانت

آپ کی تمام ملک عرب میں مشہور ہوئی اور قوم قریش آپ کو امین کے لقب سے پکارنے لگی تو حضرت اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواہش اسباب کی ہوئی کہ حضور پر نور کو اپنے مال تجارت کا نگران قرار دیں اور آپ کیساتھ اپنا مال تجارت ملکوں میں روانہ کریں اور یہہ پیغام حضور میں روانہ کیا گیا اور ہمارے سرکار بلند اقتدار حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے عم مکرم خواجہ ابوطالب کے مشورہ سے قبول فرمایا۔ حضرت اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اپنے غلام میسرہ اور خزیمہ رشتہ دار کو ہمراہ رکاب حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کر کے شام کی طرف روانہ فرمایا یہہ معاملہ حضور پر نور کے نکاح سے دو مہینے چوبیس دن قبل ہوا بالجملہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بصرے میں اسباب فروخت کیا اور مراجعت فرمائی اور جب حرم مکہ معظمہ کے قریب پہونچے تو اُس وقت گرمی کی شدت تھی اور ایک اونٹ پر حضور سوار تھے اور دوسرے پر خزیمہ اور میسرہ اور حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کوٹھے پر اپنے غرفہ سے دیکھہ رہی تھیں اور چند عورات قریش بھی آپ کے پاس بیٹھی تھیں دفعتہً حضور پر نور کی سواری نظر آئی تو حضرت اُمّ المومنین نے دیکھا کہ دو مرغ کہ حقیقت میں دو فرشتے تھے اپنے پروں سے حضور پر نور پر سایہ کئے ہوئے ہیں اور خزیمہ اور میسرہ دونوں دھوپ میں ہیں حضرت ام المومنین اس واقعہ کو دیکھکر متحیر تھیں اور عورات قریش کو بھی تعجب تھا یہاں تک کہ خزیمہ اور میسرہ دونوں حضرت ام المومنین کے پاس پہونچے حضرت ام المومنین نے اونکی خیریت پوچھکر حضرت کا حال اور سایہ کی حقیقت کا سوال کیا اون دونوں نے نسطور راہب کا کلام بیان کر کے جو کچھہ خوارق عادات آپ کے ملاحظہ کئے تھے بیان کئے کتاب بہجۃ المحافل میں ہے

کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور میسرہ ملک شام سے
اسباب لیکر آے تو ام المومنین نے اوسکو فروخت کیا اور دونا فائدہ اوٹھایا
اور اُجرت بھی دونی دیکی اور اجرت کے چار اونٹ تھے جوان۔ حاصل کلام
یہہ ہے کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جب حضرت کے حالات سُنے تو آپکی
عظمت شان اور محبت آپکے دل مین گھر کرگئی اور آپ نے چاہا کہ مین حضرت کی
زوجیت کا شرف حاصل کرون لہذا آپ نے مسماۃ نفیسہ بنت منیہ کو بلاکر کہا کہ
تو حضرت سے دریافت کرکہ آپ کا میلان نکاح کیطرف ہے یا نہین چنانچہ مسماۃ مذکورہ
حضور مین حضرت ختم المرسلین کے حاضر ہوئی اور اپنا مافی الضمیر عرض کیا آپنے
فرمایا کہ نکاح کا ساز و سامان ہمارے پاس نہین ہے وہ بولی کہ اگر کوئی عورت
اپنی قوم کی شریف اور مالدار ایسی ملے کہ سامان نکاح کی بھی کفالت کرے جب تو
آپ کو کچھہ عذر نہوگا حضور نے فرمایا کہ ایسی عورت کہان مسماۃ نفیسہ نے کہا
خدیجہ بنت خویلد آپ کی تمنا رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ آپ سے نکاح کرون
اوس نے مجھے استمزاجاً بھیجا ہے حضور پرنور نے ارشاد فرمایا کہ خیر کیا مضایقہ
ہے چنانچہ نفیسہ بی بی خدیجہ کے پاس یہہ مژدہ لیگئین اور حضرت ام المومنین رضی اللہ
تعالی عنہا اونکی ممنون ہوئین اور بعض کا بیان ہے کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ
تعالی عنہا کے میسرہ غلام نے اس تقریب میمنت قریب کو انجام دیا۔ بہر تقدیر
جب حضرت بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالے عنہا کو معلوم ہوا کہ آپ کو نکاح
سے انکار نہین ہے تو آپ نے اپنے چچا عمرو ابن اسد کو کہ وہ خویلد کے مرجانے
کے بعد وارث اور ولی تھا بلایا اور حالات گذشتہ سے اطلاع دی اور بعض کے
نزدیک یہہ ہے کہ حضرت ام المومنین نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ ابن نوفل کو
بلایا تھا۔ الغرض دونون راضی ہوے۔ اب ہمارے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم

نے بھی اپنے اعمام سے یہہ حال بیان کیا وہ سب بھی رضامند ہوے چنانچہ حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور ابوطالب وغیرہم حضور پرنور کے ہمرکاب تھے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے گہر گئے پہر روسا قریش کے سامنے ابوطالب نے خطبہ پڑہا **ترجمہ خطبہ** حمد وسپاس اوس خدا کو ہے جس نے ہمکو اولاد ابراہیم واسمعیل سے گردانا اور بنیت نشوونما ہمارا اصل مضر ومعد بنایا اور اپنے حرم محترم کا نگہبان کیا اور صنادید عرب اور ارباب فضل وادب کا مقتدا اور پیشوا کیا اور بعد حمد میرا بہتیجا محمدؐ ابن عبداللہ وہ شخص ہے کہ اوسکا ہموزن مخلوق خدا مین سے کوئی نہین ہوسکتا بلکہ اگر موازنہ کیا جاے تو محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم راجح نکلین اگرچہ کیسہ مال اوسکا مشہور لقلت ہے لیکن مال کا اعتبار نہین ہے یہہ تو سایہ ہے معرض زوال مین اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہ ہے جسکی قرابت تمکو معلوم ہے حالانکہ اوس نے خواہش کی ہے خدیجہ بنت خویلد کی اور اوسکو نکاح مین لاتا ہے بعوض مہر جسکا موجل ومعجل میرے مال سے متعلق ہے اور خدا کی قسم کہ محمدؐ کو بعد اس معاملہ کے مرتبہ عظیم عطا ہوگا بعد اسکے ورقہ ابن نوفل نے یہہ خطبہ پڑہا **ترجمہ خطبہ ورقہ ابن نوفل** یہہ ام المومنین کے چچازاد بہائی تھے۔

ترجمہ خطبہ ورقہ ابن نوفل حمد وسپاس اوس خدا کو ہے جسنے ہمکو ان فضائل مین گردانا جو تم نے بیان کئے پس ہم سردار عرب ہین اور تم ان کمالات کے اہل ہو کوئی آدمی اور کوئی فرد افراد قبائل وعشائر عرب سے تمہارے فضل کا منکر نہین ہے اور نہ کوئی متنفس تمہاری شرافت کو رد کرسکتا ہے اور حقیقۃً مجھکو اس خطبہ کے قبول کرنے مین خوشی ہے۔

اسکے بعد ابوطالب نے کہا کہ اے ورقہ مین چاہتا ہون کہ عمرو بن اسد بھی تیرا شریک ہو تو عمرو ابن اسد نے کہا کہ اے گروہ قریش تم گواہ رہو کہ مین نے خدیجہ بنت خویلد کو

محمدؐ ابن عبداللہ کے نکاح مین دیا بالجملہ نکاح طرفین کی ایجاب وقبول سے منعقد ہوا۔ اور بعد تمامی قواعد عقد صحیح کے ابوطالب نے کئی اونٹ ذبح کر کے نحر کرا کے اشراف قوم کو کھانا کھلایا اور باہمرا سے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا لونڈیون نے دف بجا کے رقص کیا اور دوپہر کے وقت اوسی دن زفاف واقع ہوا **فائدہ** مہر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ایک روایت مین **چارسو مثقال طلا** تھا اور مثقال کا وزن ساڑہے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور ایک روایت مین پانچسو درہم اور درہم کا وزن ساڑہے تین ماشہ ہے اور ایک روایت مین بیس۲۰ اونٹ ہین یہہ جو کھانا ابوطالب نے کھلایا طعام **ولیمہ** تھا ولیمہ مشتق ہے التیام سے اور التیام کے معنے اجتماع کے ہین چونکہ اجتماع زوجین کے وقت یہہ کھانا کھلایا جاتا ہے اسلیئے اسکو ولیمہ کہتے ہین پس ولیمہ وہ طعام ہے جو نکاح مین کھلایا جاے اکثر علما اس کھانیکو سنت کہتے ہین اور بعض مستحب بتاتے ہین اور ایک جماعت واجب کہہ رہی ہے اور وقت ولیمہ کا بعد وصال زوجین ہے۔ بعض کا قول ہے کہ عقد کے وقت بہی اور بعد وصال بہی۔ اور اختلاف کیا ہے علما نے دعوت ولیمہ مین زیادہ دو دن سے اور ایک گروہ نے علما کے مکروہ کہا ہے اور مالکیہ نے ہفتہ تک اسے مستحب کہا ہے اور مختار یہہ ہے کہ ولیمہ بقدر حال شوہر کے ہونا چاہیئے **صاحب مجمع البحار** کہتے ہین کہ دعوت کی آٹھہ قسمین ہین۔ ولیمہ نکاح کے لئے۔ خرس وہ دعوت ہے جو لڑکا پیدا ہونیکی خوشی مین ہو۔ اعذار بچہ کے ختنے کی خوشی مین۔ وکیرہ تعمیر مکان کے واسطے جو خوشی کی جاتی ہے۔ نقیعہ مسافر کے آنیکی خوشی مین۔ وضیمہ مصیبت کے وقت احباب کو اور متقی لوگون کو کھانا کھلانا کہ اوسکی وجہہ سے اللہ تعالےٰ اوسکو دفع کردے۔ عقیقہ بچہ کے نام رکھنے اور موتراشی کی خوشی مین۔ مادبہ بالہمزہ وضم الدال وبائے موحدہ وہ کھانا ہے جو احباب کی

یا شفقی لوگونکی دعوت کی جاتی ہے بغیر کسی سبب کے اور یہہ سب اقسام مستحب ہین
مگر ولیمہ کہ یہہ بعض علما کی تحقیق مین واجب ہے اور صحیح یہہ ہے کہ سنت ہے اسلئے
کہ خود حضور پر نور نے ہر نکاح کا ولیمہ کیا اور صحابہ کیا کرتے تھے اور بعض علما کے نزدیک
ولیمہ مین جانا واجب ہے جو نجاوے وہ گنہگار ہے اور ایک جماعت کے نزدیک
مستحب ہے کہانا ضرور نہین اگر کچھ عذر ہو تو نکہاوے۔ **فائدہ** حضرت ام المومنین
خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اولاً ورقہ ابن نوفل ابن اسد سے منسوب ہوئی تہین
مگر کسی وجہہ سے نوبت نکاح کی نہین پہونچی پہر عتیق ابن عاید مخزومی نے خواہش کی
اوس سے اول نکاح ہوا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی پہر عتیق مرگیا تو نباش ابن زرارہ
تمیمی سے نکاح ہوا اوس سے بہی ایک بیٹا ایک بیٹی عالم وجود مین آئے اور ایک
روایت مین ہے کہ ہند و ہالہ و زینب پیدا ہوے پہر وہ بہی مرگیا تو آپ حضور
پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نکاح مین آئین تو حضور پر نور سے قاسم
وعبداللہ وطاہر تین فرزند پیدا ہوے۔ اور زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ
چار بیٹیان پیدا ہوئین مگر تینون صاحبزادے حالت شیرخوارگی ہی مین داخل بہشت
ہوے۔ اور زینب و رقیہ و ام کلثوم نے حضور پر نور کے سامنے ہی وفات فرمائی مگر
حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات شریف
کے چہہ۶ مہینے بعد رحلت فرمائی اور سب اولاد حضور کی حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ عنہا سے ہوئی جنکا ذکر اوپر ہوا ہے صرف حضرت ابراہیم آپکے فرزند ماریہ قبطیہ سے
تہے اور وہ بہی عالم صغرسنی ہی مین جنت کو تشریف لے گئے اور جب حضرت ام المومنین
خدیجۃ الکبریٰ حضور کے نکاح مین آئی ہین تو بعض کے نزدیک عمر حضرت ام المومنین کی
اٹہائیس۲۸ برس کی تہی اور حضور پر نور کی عمر شریف پچیس برس کی تہی۔ مگر مولانا
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خدیجہؓ کی عمر نکاح کے وقت

چالیس۴۰ برس کی لکھی ہے وہو الصحیح اور باقی حالات حضرت ام المومنین کی ازواج مطہرات کے حالات مین مفصل بیان ہونگے انشا اللہ اور ایک بہت بڑی فضیلت آپ کی اس مقام پر بیان کی جاتی ہے بعد نکاح حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت سرور عالم کے حضور مین عرض کی کہ پروردگار تعالے شانہ خدیجہ کو سلام فرماتا ہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اے خدیجہ یہہ جبرئیل امین ہین تیرے رب کا سلام تجھکو کہتے ہین حضرت ام المومنین نے فرمایا ان اللہ ہو السلام ومنہ السلام وعلی جبرئیل السلام وعلیک یارسول السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

جب عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پینتیس۳۵ برس کی ہوئی تو قریش نے بنائے کعبہ اور بقولے تعمیر کعبہ شروع کی اور چاہا کہ مسقف کرین قبل کی بنا خرابی کے قریب تھی اور بلندی دیوار کی قد آدم کے برابر تھی اسی عرصہ مین اتفاقیہ ایک کشتی کہ روم سے براہ دریا جاتی تھی تباہ ہوئی اوس کشتی کے آدمیون مین سے ایک شخص فن تعمیر مین اوستاد پختہ کار باقوم نام تھا اپنے ہمراہیون کے ساتھہ جدہ شریف مین مقیم ہوا قریش نے یہہ خبر سنی تو ولید ابن مغیرہ نے جدہ مین جا کر کشتی کی لکڑی خرید کی اور باقوم معمار کو حرم شریف مین لایا اور تعمیر کعبہ پر متعین کر دیا اور فہمایش کی مطابق بنائے ابراہیم علیہ السلام کے بنانا بدین شرط کہ اجزائے دیوار مین کسی طرحکا خلط نہو باقوم معمار نے کہا کہ یہہ بات حیز امکان سے خارج ہے دو باتین اختیار کرو یا تو اجازت دو کہ پتھر اور مٹی ملا کر بنایا جائے یا مقدار بیت سے کچھہ کم کیا جائے قریش نے شق ثانی اختیار کی اور موضع حجر کو بیت سے قطع کیا اسی موضع کو حجر اور حطیم اب کہتے ہین بعد اسکے چارون رکن قبائل قریش مین تقسیم ہوئے اور تعمیر شروع ہوئی اور سب مل کر پتھر لانے لگے ہمارے آقا ہمارے مولا ہمارے دستگیر ہمارے شفیع ہمارے مان باپ سے بڑھکر مہربان حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بھی پتھر

لانے مین اپنی قوم کے شریک تھے یہانتک کہ دیوارین تیار ہوئین اور آستانہ بیت کرام بلند کیا گیا تاکہ سیل آب سے بیت اللہ محفوظ رہے اور بغیر اذن بواب کوئی شخص بیت اللہ مین داخل ہونے نہ پائے جب حجر اسود کے رکھنے کی نوبت آئی تو بطون قریش یعنی بنو ہاشم و بنو امیہ و بنو مخزوم و بنو زہرہ وغیرہم مین مخالفت پیدا ہوئی بلکہ بنو عبد الدار نے اتفاق کیا کہ جب تک ہم سب قتل نہو جائینگے ہرگز دوسرے قبیلہ کو وضع حجر مین دخل نہ دینگے چنانچہ اسی سبب سے نام اس محمد کا عقد الدم قرار پایا جب یہ فساد ظاہر ہوا تو ولید ابن المغیرہ نے سب لوگون کو منع کرکے یہ بات قرار دی کہ جو شخص کل باب بنی شیبہ سے اول داخل ہووہی اس قضیہ کا فیصلہ کرے اور اوسکے حکم کو سب مانین چنانچہ اوس روز سب سے اول باب بنی شیبہ سے ہمارے دستگیر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم داخل ہوئے چنانچہ جملہ متخاصم حضرت کو دیکھکر خوش ہوئے کہ ضرور ہم سب اپنے اپنے مقاصد مین کامیاب ہونگے اور سب نے حضور سے عرض کی کہ اس قضیہ مین جو آپ ارشاد کرینگے وہ ہمین منظور ہے حضور نے اپنی چادر دوش مبارک سے اُتاری اور زمین پر بچھادی اور دست اقدس سے حجر اسود کو اوٹھا کر اوس چادر مبارک پر رکھدیا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی چارون گوشے چادر کے پکڑ کر اوٹھائے اور مقام حجر تک اوس چادر کو لائے تاکہ سعادت و برکت سے کوئی قبیلہ محروم نرہے بعد ازان سب لوگ حجر اسود کے رکھنے مین مجھے اپنا اپنا وکیل کردین قریش نے قبول کیا اور عتبہ ابن ربیعہ و ابو زمعہ و ابو حذیفہ ابن المغیرہ و قیس ابن عدی نے چارون کونے چادر کے پکڑے اور اُٹھاکر موضع حجر تک لے گئے اوسوقت حضور نے اپنے دست مبارک سے حجر کو اوٹھاکر موضع حجر مین رکھدیا اور بطون قریش اس سے رضامند ہوگئے اسی عرصہ مین یہ ہوا کہ بیت اللہ کے اندر ایک کنوان تھا اوسمین سے ایک بڑا سانپ طلوع آفتاب کے وقت نکلتا اور دیوار پر بیٹھتا تھا اور سب لوگ اوسے دیکھکر ڈرتے تھے مگر حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دعا کی برکت سے ایک دن اوسے عقاب اوٹھا کرلے گیا کہ سب لوگون کا خوف جاتا رہا **فائدہ۔ بیت اللہ شریف کی خرابی** کے مورخین نے دو سبب بیان کئے ہین کہ بیت اللہ کے اندر کنوان تھا حُکّامانِ ماضیہ نے چند زیور مع آہو رہ طلائی مکلل بجواہر جو اسفندیار فارسی نے بطور ہدیہ نذر کعبہ کئے تھے اوسمین دفن کر دیے تھے چند اوباشون نے اوسکو کھود کر نکال لیا اس سبب سے چار دیواری کم زور ہوگئی تھی بیت اللہ شریف قریب بہ انہدام ہوگیا تھا اور بعض کا یہ قول ہے کہ سیل کے صدمہ سے بنا ر کعبہ مین تزلزل پیدا ہوگیا اور جمع بین القولین یون ہے کہ اول اوباشون نے کھود کر وہ خزانہ نکال لیا اوسکے بعد سیل کے صدمہ نے اور زیادہ کمزور کر دیا انھین دونون صدمون نے خانہ کعبہ کی بنیاد ہلادی تھی کہ اوسے قریش نے پھر از سر نو بنایا حاصل کلام یہ ہے کہ اسی سال سے آثار خیر و برکت ام القریٰ مین ظاہر ہونے لگے۔ اور لوایح نبوت روشن ہو چلے اور اخبار راہبین اور کاہنین کی پیشین گویون کا ظہور شروع ہوا کہ وقت بعثت نبی قریب آگیا پس زید ابن عمرو ابن نفیل ورقہ ابن نوفل وعثمان ابن الحویرث وعبداللہ ابن جحش ملکر قوم قریش کو بت پرستی پر لعن وطعن کرنے لگے اور دین قویم ابراہیم علیہ السلام کی طلب مین مکے سے نکلے اور شہرون مین متفرق ہوئے چنانچہ زید ابن عمرو کو اطراف شام مین ایک عالم توریت ملا اوس سے زید ابن عمرو نے طریقۂ عبادت پوچھا اوس نے کہا جس شہر سے تو آیا ہی اوسی شہر مین خاتم المرسلین رسول رب العالمین جلد تر مبعوث ہونے والا ہے اوسیکے ہاتھ پر دین ابراہیمی از سر نو عروج پکڑے گا پھر زید ابن عمرو اوسی مقام سے کہ جو ارض بلقا سے تھا پھر اگر بلاد لخم مین دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا اور ورقہ ابن نوفل نصرانی ہوا اور کتابین بنی اسرائیل کی پڑھ کر صفات حضرت خاتم المرسلین سے بخوبی آگاہ ہوا اور اوسنے یہ جانا کہ نبی جلد تر مکہ معظمہ مین ظاہر ہونے والا ہے اور اسی انتظار مین عمر اپنی بسر کرتا اور حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کرتا کہ وہ حضرت کے صفات بیان کرتین

تو ورقہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھتا تو حضور کے چہرۂ مبارک پر بوسہ
دیتا اور کہتا کہ لاریب تمہین پیغمبر آخرالزمان ہونے والے ہو چنانچہ ابتدا سے نبوت تک یہ شخص
زندہ رہا پہر مرگیا بعض اوسکے ایمان سے کے معتقد ہین اور بعض محل تردد مین ہین
فقیر محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری عرض کرتا ہے جسنے خود حضور کو خاتم المرسلین ہونیکی
بشارت دی اوسکا دل حضرت کی رسالت کی تصدیق کرچکا تہا اور یہ تصدیق قوہ سے فعل
مین بہی آچکی تہی اور ایک بار نہین بلکہ بارہا یعنی جب وہ حضور سے ملتا تہا پیشانی مبارک
کو بوسہ دیتا تہا اور حضور پُرنور نے بہی ارشاد فرمایا ہے رَأَیْتُ وَرَقَۃَ ابنَ نَوفَل فِی الجَنَّۃِ اور جنتین
پس اگر وہ مومن نہ تہا تو بہشت مین وہ کیونکر پہونچا = اور عثمان ابن الحویرث روم مین جاکر
نصرانی ہوا = اور عبداللہ ابن جحش اول اسلام لایا پہر حبش مین جاکر مرتد ہوگیا اور حالت
ارتداد ہی مین مرا - اور اسی سال مین حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا علیہا
السلام پیدا ہوئین = حضرت کی عمر شریف کا اڑتیسوان ۳۸ سال اور انوار کا
مشاہدہ اور شوق خلوت نشینی اور کوہ حرا مین عزلت گزینی جب حضور
پرنور کی عمر مبارک کا اڑتیسوان برس شروع ہوا تو آپ کو انوار نظر آنے لگے اور غیب کی
آوازین کانون مین آنے لگین اور دل کو گوشہ گزینی اور خلوت نشینی کا شوق پیدا ہوا
کوہ حِرا پر تشریف لیجاتے اور بیت اللہ کو دیکہا کرتے اور ذکر حق مین مشغول رہتے
فائدہ یہ پہاڑ جسکو حِرا بکسر حا و فتح را ممدود کہتے ہین مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر
واقع ہے اور اسکو جبل نور بہی کہتے ہین اسمین ایک غار ہے چار گز لمبا اور ایک
تہائی گز چوڑا ہے اور وہان سے بیت اللہ شریف نظر آتا ہے اسلیے وہ مقام حضور پُرنور کو
پسند آیا = اور ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین تحریر کرتے ہین کہ ان دنون حضور والا
متشرع بشریعت ابراہیمی تہے وہو الصحیح اور جو بعض حضرات یہ فرماتے ہین کہ طریق عبادت
حضور کا کسی دین سے اخذ نہین کیا گیا تہا اوسکا مطلب یہ ہے کہ یا تو عقل سلیم جو انبیا کو دیجاتی

ہے اسکے ذریعہ سے طریقہ عبادت اخذ فرماتے تھے یا بہ الہام اسلئے کہ ابتک وحی کا نزول تو ہوا نہین تہا یا برؤیائے صادقہ وہو المختار = اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ مین متوقف ہین - اور عبادت مین اختلاف ہے بعض فکر کی طرف گئے ہین اور بعض ذکر کیطرف - ف ہو الصحیح لان الذکر اعلیٰ من الفکر = اور اس مسئلہ مین اتفاق ہے جملہ علما کو کہ حضور پرنور نے مادر و پدر کی کوئی جاہلیت اختیار نہین فرمائی بلکہ جمیع صغایر و کبایر سے معصوم تھے **الغرض** خلوت سے یہ بات پیدا ہوئی کہ شجر و حجر سے آپکو سلام کی آواز آتی تہی ان لفظون سے السلام علیک یا رسول اللہ چنانچہ حضرت فرماتے تھے کہ مین پہچانتا ہون جو مکہ مین مجکو قبل نبوت سلام کیا کرتا تہا **سفر السعادت** مین ہے کہ نزول وحی سے پہلے صرف یا محمد کی آواز آتی تہی لیکن آواز دینے والا نظر نہ آتا تھا = اور سات برس صرف انوار نظر آئے اور حضور پرنور اسی مشاہدہ مین مسرور رہتے تھے -

حضور کی عمر گرامی کا چالیسوان برس جب عمر گرامی حضور والا کی چالیس برس کی ہوئی یا ایک دن زیادہ تو **انوار وحی** کا مشاہدہ شروع ہوا اور بقول صحیح ظہور اس انوار کا تاریخ ہشتم یا سوم ربیع الاول یوم دوشنبہ ۴۱ عام الفیل کو ہوا **صحیح بخاری** مین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ علامات وحی مین رویائے صالحہ و صادقہ ہوے کہ جو کچہ حضور شب کو مشاہدہ فرماتے یعنی خواب مین وہ صبح بعینہ ہوتا اسکے بعد خلوت پسند آئی تو اوسکا یہ طریقہ مقرر فرمایا گیا کہ چند روز کا کہانا ہمراہ لیکر حضور غار ثور مین تشریف لیجاتے اور تسبیح و تہلیل اور حمد و ثنا مین مشغول رہتے جب کہانا ختم ہوتا تو آپ دولتخانہ پر تشریف لاتے اور دو چار روز آرام فرماکر پہر وہین تشریف لیجاتے اور غار کے قیام کی مدت ایک ماہ سے کم ہوتی تہی الغرض ایک دن حضور پرنور جسد مبارک کی شست و شو فرمانے کو غار سے باہر تشریف لائے تھے کہ دفعۃً حضرت جبرئیل امین نے ہوا سے آواز دی یا محمد حضرت نے دیکہا تو کوئی نظر نہ آیا پہر دوسری بار جبریل امین نے آواز دی -

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متحیر ہوکر دائین بائین دیکھا تو ایک نورانی شخص نورانی تاج
سر پر اور حلہ سبز پہنے ہوئے تشریف لائے اور ایک ٹکڑا حریر کا دیکر حضور سے کہا پڑھو
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مین پڑھا نہین ہوان تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے معانقہ
کیا اور حضرت کو دیر تک دبوچے رہے کہ حضور کو عرق آگیا پھر حضرت کو چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھو
پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مین پڑھا نہین ہون پھر حضرت جبریل نے اوسیطرح معانقہ قلبی
دیا اور چھوڑ دیا اور پھر کہا کہ پڑھو یہ تیسرا معانقہ تھا پھر سورہ اقرا مالم یعلم تک پڑھایا اور ایک
روایت مین ہے کہ اول تعوذ اور بسم اللہ کہلائی پھر یہ آیت پڑہائی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو یاد ہوگئی چنانچہ تفسیر واجدی مین ہے کہ اول تعلیم جبریل علیہ السلام کی یہ
ہوئی کہ یا محمد استعذ باللہ ثم قل بسم اللہ اور ایک روایت مین ہے کہ بعد تعلیم
آیات مذکورہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنا پاون زمین پر مارا کہ ایک چشمہ جاری ہوگیا پھر بطریق
استنجا اور مضمضہ اور استنشاق اور کل ارکان وضو تعلیم کئے یعنی وضو کرکے دکھادیا
اسلیئے کہ ایسے افعال مین تعلیم فعلی زیادہ تر مفید ہوتی ہے بعد اسکے جبریل علیہ السلام
نے ایک چلو پانی لیکر حضور کے روے مبارک پر چھینٹا دیا اور خود آگے بڑھکر دو رکعت نماز پڑھی
اور ہمارے حضور نے اقتدا جبریل علیہ السلام کی فرمائی بعد نماز جبریل علیہ السلام نے عرض کی
کہ یون وضو ہوتا ہے اور اسطرح نماز پڑھی جاتی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ روایت بعد نزول
سورۂ فاتحہ صحیح ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام بعد تعلیم آیات خود جانب آسمان
روانہ ہوگئے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اپنے دولت سرا کو تشریف لائے
راہ مین جو درخت یا پتھر ملتا تھا اوس سے السلام علیک یا رسول اللہ کی آواز آتی تھی اور حضرت
کا دل مبارک کانپتا تھا اوسی حالت مین داخل دولت سرا ہوئے اور حضرت نے ام المومنین
خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ یعنی مجھے چھپاؤ
مجھے چھپاؤ حضرت ام المومنین نے بالاپوش اوڑھایا اور ٹھنڈا پانی چھڑکا جب افاقہ ہوا تو آپ نے

نے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ خدا آپ کو ضائع نکرے گا اور آپ کے صفات حمیدہ بیان کرکے کہا کہ تم عزیزون کی مدد کرتے ہو اور محتاجون سے سلوک اور ایسے کامون مین جنسے حق کی تائید ہو اعانت کرتے ہو پھر تم مستحق رحمت الہی ہو نہ غضب الہی پھر آپ کو ورقہ **ابن نوفل** کے پاس لے گئین جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے برادر عم زاد تھے ورقہ نے حضور سے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے تمنے کیا دیکھا آپ نے تمام کیفیت بیان فرمائی ورقہ کتب سماوی پڑھے ہوئے تھے اونکو بہت بڑی معلومات تھی ورقہ نے کہا کہ یہ ناموس اکبر تھا جسے جبریل کہتے ہین یہی فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا تم اس امت کے پیغمبر ہو کاش مین جوان ہوتا اون دنون مین جب کفار تمہین نکال دینگے آپنے ورقہ سے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھے مکہ سے نکال دین گے ورقہ نے کہا کہ انبیا پر اونکی امت نے اکثر ظلم کیئے ہین اور آپ بھی نبی ہین آپ کی خبر عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے آپ اس بات سے خوف نکرین یہی امر آپ کی ترقی کا سبب ہوگا پھر اوسی زمانہ مین ورقہ نے انتقال کیا **فائدہ** حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایک دن حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ورقہ کا حال پوچھا یہ استفسار اوپر بھی گذر چکا ہے کہ حضور ورقہ کی نسبت کیا فرماتے ہین اوس نے آپ کی تصدیق کی تھی مگر زمانہ ظہور نبوت اور اتباع احکام اوسکو نصیب نہوا حضور نے ارشاد فرمایا کہ مینے ورقہ کو سفید کپڑے پہنے ہوئے دیکھا ہے اگر اوسکی نجات نہوئی ہوتی اور مسلمانون مین محسوب نہوتا تو سفید کپڑے پہنے نظر نہ آتا - یہ **حدیث** شریف اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مردہ مسلمان کو سفید کپڑے پہنے ہوئے خواب مین دیکھے تو یہ دلیل اوسکی نجات کی ہے اَللّٰھُمَّ نَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسْنَا لِبَاسَ الْاَخْیَارِ بِحُرْمَتِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم **فائدہ** جسطرح ورقہ ابن نوفل زمانہ نبوت سے پیشتر ایمان لاے تھے اسیطرح

حبیب نجار وغیرہ ایمان لائے تھے چنانچہ سعد ابن کرب الحمیری حضرت کی بعثت سے دو برس قبل ایمان لائے ہین اور انہین سعد نے اول کعبۂ شریف کو لباس پہنایا ہے اور قیس ابن ساعدہ ایادی حکیم العرب جسکی عمر سات سو برس کی کہی جاتی ہے اور زید ابن نفیل ابن عم حضرت عمر ابن خطاب اور امیہ ابن الصلت شاعر۔ اور بحیرا راہب اور نسطورا راہب وغیرہم قبل ظہور نبوت ایمان لا چکے تھے فائدہ نبوت اور رسالت محض عنایت اور موہبت الٰہی ہے اسمین کسب کو اصلا دخل نہین ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ریاضت و مجاہدے کا نتیجہ نبوت و رسالت ہے اس معاملہ مین حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کا کمال فراست واضح ہوا کہ حقایق امور کی معرفت تامہ اونکو حاصل تھی اور اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت اور جبریل علیہ السلام کے پہچاننے مین شک و شبہہ نہ تھا مگر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنی راے کے موافق ورقہ ابن نوفل کے پاس لیجانا مناسب سمجھا کہ حضور پرنور کو عین الیقین حاصل ہوا اور جو خود حقیقت حال مفصل بیان کرتین تو بیان نہو سکتا کیونکہ حالات کتب سابقہ اونکو معلوم نہ تھے = اور ورقہ نے جو حضرت کو برادرزادہ کہا تو یہ بات محاورۂ عرب کے موافق تھی اور ورقہ جناب عبد اللہ کے ہم عمر تھے اس قصہ مین کئی نکتے ہین اول یہ کہ بنی آدم کی تربیت و تعلیم مین طریق تدریج جاری ہے خصوصاً ایسے بار عظیم کے اوٹھانے مین تدریج واجبات سے ہے کیونکہ اگر اول ہی بار حضرت پر بذریعۂ وحی قرآن شریف نازل ہوتا تو از روے قاعدہ فطرت انسانی اوسکا تحمل دشوار تھا لہذا اول خواب مین علوم جزئیہ کی تعلیم شروع ہوئی تاکہ حضور مرتبہ بمرتبہ علوم عالم غیب سے خوگر ہون پھر بحالت بیداری و ہوشیاری خلوت کی محبت دل مین ڈالی کہ زن و فرزند کے تعلقات سے طبیعت یکسو ہو جاے اور عالم غیب سے اُنس پیدا ہو اور اس خلوت نشینی کے لئے ایک مکان بتا دیا گیا کہ وہان جنس بشر سے کوئی نہو تاکہ بروقت نزول وحی کسیکو گمان تلقین و تلمذ کسی بشر سے دل مین کبھی نہ گذرے

بوقت نزول وحی ایک صدمہ سخت قلب شریف پر ڈالا کہ دیکھنے والون کو توہم تلبیس اور تصنع پیدا ہو اور اس سے پہلے حضرت جبریل کو یہ ارشاد ہوا کہ تم حضرت پر ہوا دار رہا کرو اور تسلی دیا کرو تا کہ بمقتضائے بشریت بار نبوت سے گہبرا نہ جائین ۔ دوسرا یہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے معانقہ سے جو روحانی قوت سے تہا روح مبارک حضور پُر نور کی کامل ہو گئی اور فوراً طاقت قرات آگئی اسیکو معانقہ قلبی کہتے ہین اور حضرات صوفیہ کرام کے خاندان مین شایع ہے اور یہی معانقہ تہا جو حضور پُر نور نے حضرت عبد اللہ ابن عباس کو دیا تہا جسکی وجہ سے جتنا تفسیر کے بیان مین اونکو ملکہ تہا کسی اور صحابی کو بیان تفسیر قرانی مین یہ قوت حاصل نہ تہی ۔ اور **توجہ** کا طریقہ حضرات صوفیہ کرام کے خاندان مین چار طرح پر جاری ہے **اول** تاثیر انعکاسی مثلاً ایک شخص عطر لگا کر مجلس مین آئے اور اوسکی خوشبو سے اہل مجلس مستفید ہون یہ استفادہ اوسی وقت تک رہتا ہے جب تک وہ شخص مجلس مین ہے لہذا یہ طریقہ تاثیر مین ضعیف تر ہے ۔ **دوسری** تاثیر القائی مثلاً کوئی شخص تیل اور بتی ایک چراغ مین رکہکر لائے اور اور ایک اور آدمی آگ لئے بیٹہا ہے اوسکو روشن کر دے کہ چراغ جلنے لگے یہ طریقہ اوس اول طریقہ سے فی الجملہ تاثیر مین قوی ہے کہ صحبت کے بعد بہی اسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن ہوا سے تند کی تاب نہین لاسکتا فوراً بجہہ جائیگا اس صورت مین نفس کو تہذیب نہین حاصل ہوتی جسطرح بے روغن و فتیلہ شعلۂ آتش اصلاح نہین کر سکتا **تیسری** تاثیر اصلاحی مثلاً کسی دریا یا چاہ سے پانی لیکر کسی خزانہ مین جمع کرین اور فوارہ حوض تک راستہ بخوبی صاف کر دین اور پانی کو اوسی راہ سے جاری کر دین کہ فوارہ جوش و خروش سے چہوٹنے لگے اسکا اثر بہ نسبت تاثیر بالا کے قوی ہے اور اصلاح نفس و تہذیب و لطایف بہی ہوتی ہے لیکن بقدر استعداد و خزانہ و مسافت راہ نہ بقدر دریا و چاہ بانیہمہ اگر خزانہ پر کوئی آفت آجائے تو نقصان مین شک نہین **چوتھی** تاثیر اتحادی کہ مرشد کامل

اپنی روح پر کمال کو مسترشد کی روح سے ایسا ملادے کہ مرشد کی روح کا کمال مسترشد کی روح مین مل کر شیر و شکر ہوجاے اور یہ نسبت انواع تاثیر مین قوی تر ہے اور وہ دونون روحین واحد ہوجاتی ہین بار بار حاجت استفادہ کی نہین پڑتی اتحاد روحی اسیکا نام ہے اور اس قسم کی تاثیر نادر الوقوع ہے مگر اولیاے امت مصطفوی سے یہ بھی واقع ہوئی ہے اس نسبت کے صاحب اول تو حضرت یار غار صاحب لاتحزن ان اللہ معنا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور صدی ششم و ہفتم ہجری مین حضرت امیر خسرو و حضرت مولنا مظفر بلخی قدس اسرارہما گذرے ہین حاصل کلام تاثیر حضرت جبریل علیہ السلام حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مین اتحادی تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنی روح لطیف کو حضور کے جسد اطہر کے مسامات سے داخل بدن مبارک کیا کہ روح مبارک حضور پرنور سے مثل شیر و شکر کے ملگئی اور ایک عجیب حالت بشریت اور ملکیت کی پیدا ہوگئی ؎

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل ۔۔۔ سلماے حدوث تو و لیلی قدم را

اور شرح اس نسبت اتحادی کی بیان مین نہین آسکتی اگرچہ کہنے کو تو شہیدی نے کچھ کہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ کچھ نہ کہہ سکا ؎

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق کے شامل ۔۔۔ خواص اوس برزخ کبری مین ہے حرف مشدد کا

محققین فرماتے ہین کہ ورقہ ابن نوفل نے حضرت کی تشفی کی اور نزول وحی کی گواہی دی اور حضرت جبریل امین کو پہچان لیا اور خود نصرت و اعانت پر مستعد ہوگیا مگر خدا تعالی شانہ نے اوسکو بہت جلد اس عالم سے اوٹھا لیا کہ کسیکو یہ گمان نہو کہ اوسی سے قصص اوایل اور شرایع سابقہ سے حضرت کو مطلع کیا ہے اور یہی منظور الہی تھا کہ کسی اہل کتاب کے سبب سے نصرت حضور کی نہو اور ہر نوع استقلال رہے۔ اور ایسا کلام لسان جبریل علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ جس سے دغدغہ امی محض ہونے کا جاتا رہے یعنی ارشاد

سوا اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ترجمہ یعنی پڑہ اپنے رب کا کلام اوسی کے نام سے اور اوسی کی مدد سے اسواسطے کہ آدمی کلام قدیم کو اپنے نفس کے زور سے نہین پڑہ سکتا اور اگر اس بات کا دغدغہ ہو کہ ہمارا پڑہنا حادث ہے اور یہ کلام قدیم ہے تو خیال کرو اوسی پروردگار نے پیدا کیا ہے اشیا کو اپنے اسما کی صورت مین پروہی کلام قدیم کو حرف کی صورت مین تصویر کر کے خیال مین ڈالے گا کیونکہ دنیا کا انتظام اسی اسباب کے ساتھہ متعلق ہے اور اسی طریقہ سے اسماے قدیمہ کو صور حادثہ مین ظاہر کیا ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ کلام قدیم مرتبۂ عزت مین ہے اور یہ خاک کا پتلا مرتبۂ ذلت مین ہے تو ایسی چیز جو اسقدر عزت رکھتی ہو اوسکو اتنے پست مقام مین اوتارنا قیاس سے بعید ہے - یہ بات غور اور فکر کرنے سے سمجھہ مین آئیگی کہ انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا اور وہ خون بستہ اوس قطرۂ آب سے بنا جسپر نجاست کا شرعی حکم ہے اور رفتہ رفتہ اوسی خون بستہ سے صورت بنی اور اوس صورت مین روح پہونکی گئی اور جب اوس خون کے پتلے مین روح آئی تو اوسنے اپنی پرورش کے لئے غذا طلب کی ماں کے پیٹ مین کوئی باورچی خانہ تو موجود ہی نتہا وہی خون طمث جو ہزارون نجاست کی ایک نجاست سمجھی جاتی ہے اوس پتلے کی غذا قرار دی گئی لیکن یہ دہن جسسے اب ہم غذا کہاتے ہین اسکو اوسنے اپنا نام لینے کے لئے بنایا تہا اوسکو اوس نجس غذا سے پاک رکہا اور ناف کے ذریعہ سے اوس ناپاک غذا کو تمام بدن کی پرورش کا سبب کیا اور پہر اوسکو وہ عزت بخشی کہ اسرار حقہ کا حامل کیا انتہی یہ کہ اسی جسد مین ایک مکان بناکر اپنی تجلیون کے لئے خاص کیا اور اوس خلوت سرا کا نام دل رکہا ؎

کعبہ بنگاہ خلیل آذر است ‏ ‏ ‏ ‏ دل گذرگاہ جلیل اکبر است

اور اعضاے مختلفہ سے اپنے افعال ظاہر فرمائیے اور روح لطیف و الطف کو جسم

کثیف کے ساتھ وہ ربط بخشا کہ کچھ فرق باقی نہ رہا اور قدرت اسکو کہتے ہین کہ باوجود ایسے
وصل کے پھر فصل ایسا کہ لطافت روحیہ اپنے مقام پر اور کثافت جسمیہ اپنے مقام پر ؎

نہ جواہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور ان سب اعضا اور روح کو ایک ہی مادہ کثیف نجس و ذلیل سے پیدا کیا اور کچھ حصّہ کو تو طاہر و مطہر اور لطیف و الطف کر دیا اور کچھ حصہ کو نجس و کثیف و ذلیل ہی رکھا اور لطف یہ ہے کہ ایک ہی مقام مین دونون کی سکونت اور طرز معاشرت علیحدہ اور ایک ہی غذا سے دونون کی پرورش اور دونون کے مزاج مین آسمان و زمین کا تفاوت اور لطافت و کثافت کی یہ حالت کہ ایک جسم اور ایک جوہر ایک کا ہر جزو قابل قسمت اور ایک غیر منقسم بالکل ایک کے مزاج کی ماہیتین معلوم اور ایک کی حقیقت نامعلوم پھر اگر جس قادر مطلق نے ان اضداد کو جسم مین جمع کر دیا ہے تو کیا تعجب ہے کہ وہ اپنے کلام قدیمہ کو صوت و حروف کے ذریعہ سے قوت متخیلہ اور آلات نطقیہ مین القا فرمائے اور کلام کو بے تغیر اوسی لطافت پر قایم رکھے جیسے کہ جسم فانی فنا ہو گیا اور روح باقی رہ گئی اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ چونکہ حضور پر نور کو قبل حصول علم لدُنی اِقْرَأْ کا لفظ مشکل معلوم ہوتا تھا اور دشوار خیال فرماتے تھے ناموس اکبر کہہ رہے ہین کہ پڑھیے اور آپ فرماتے ہین کہ مین پڑھا ہوا نہین ہون اس سکوت کو دیکھ کر پھر ناموس اکبر نے کہا کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھیے اپنے پروردگار کے نام پاک کی استعانت سے وہ بڑا قادر و توانا ہے اوسکو امی کا عالم کر دینا اور جاہل کا عاقل بنا دینا سہل ہے کیونکہ امی کو مانع تحصیل علم یہ سبب ہے کہ اوسکے پاس اسباب تحصیل علم نہین اور یہ تمام افراد انسانی مین بہ نسبت بعض علوم کے موجود ہے باینہمہ وہ کریم محض اپنے فضل و کرم سے اون علوم کو بعض مخلوقات کے ذریعہ سے پہونچا دیتا ہے چنانچہ قلم کو کہ جو چیزین حواس و عقل کے وسیلہ سے دریافت نہین ہو سکتین لکھنے سے معلوم ہو جاتی ہین جیسے احوال قرون گذشتہ و کیفیات سنین ماضیہ و حالات انبیا و اولیا اور اس تاکید کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اوّل حضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و

واصحابہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ اپنے ثواب نفس کے واسطے قرآن پڑہو بیراورون کو پہونچاؤ
اسلیے کہ نبی کو تبلیغ ضروریات سے ہے جسطرح امت کو ثواب اور تزکیہ نفس کے واسطے
قرات لازمی امر ہے اور اگر نبی تبلیغ نفرماے توامت کو قرات میسر نہو لہذا خداے کریم
کو یہ منظور ہوا کہ ہمارا نبی اپنی امت کو اونکی استعداد کے موافق کارخانہ الوہیت کے اسرار
سے مطلع فرماے اور قلم کے ذریعہ سے تعلیم کرے جیسے سلاطین کی عادت جاری ہے کہ
اپنی رعایا اور ملازم کو اپنے احکام قلم کے ذریعہ سے پہونچاتے ہین اور زبانی گفتگو بہت کم
کرتے ہین یہی آداب سلطنت ہے کہ بادشاہ وزرا سے کلام کرے اور وزرا نوابون
سے اور نواب اپنے ماتحتون سے اور وہ ماتحت رعایا کو وہ احکام پہونچاتے ہین مثلاً اہل محل
شاہی کے لوگون کی فہرست اسما دفتر نظارت سے دستیاب ہوتی ہے۔ اور تعداد و کمیہ
یعنی مکانات قلم بیوتات سے۔ اور شمار ملازمین مواجب سفری قلم دفتر بخشی گری سے۔
اور حالات مستحقین اور وجوہ خیرات دفتر صدارت سے۔ اور عرض وطول بلاد و شہور
و قریات قلم دفتر تقسیم سے۔ اور شمار جاگیر و خالصہ قلم دفتر وزارت سے۔ تعداد و قیدیان
و محبوسان قلم دفتر اطلاق سے۔ اور تعداد و خزانہ قلم دفتر بیر سامانی سے فائدہ یہ خیال
نکرنا چاہیے کہ حضرت تو امی تھے تو پہر حضرت کو تکلیف پڑہنے کی کیون دی گئی یہ تکلیف
تو مالایطاق ہے اسکو یون سمجہنا چاہیے کہ یہ حکم تکلیفی نہین ہے بلکہ تلقینی ہے جسطرح
استاد نے بچہ کو مکتب مین لیجا کر کہتا ہے کہ پڑہ حالانکہ وہ بچہ ابہی مکتب مین داخل ہوا
ہے وہ کیا جانے کہ قرات کیا چیز ہے اور کیونکر پڑہتے ہین حالانکہ استاد کا مطلب
یہ ہوتا ہے کہ مین پڑہتا ہون تو سن اور پڑہنے کے لیے آمادہ ہوجا نہ یہ کہ خواہ مخواہ پڑہ
اور اسیطرح لفظ اقرء اور چارون سورتون کی قُل داخل قران ہین ان سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا ہے جسطرح اور اوامر و نواہی سے بس یہ الفاظ بطور نامہ
فرمان و خطوط ہین جیسے بایدشناخت۔ وبدانند۔ وبشناسند۔ الغرض اسی عرصہ مین

ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام پہر درمیان آسمان وزمین کے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ حضور کو پہر وہی حالت پیش آئی زملونی زملونی فرمانے لگے جسطرح غار ثور مین واقع ہوئی تہی اور وحی ہوئی یَاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ یعنی اے لحاف مین لپٹے ہوئے کہڑا ہو پہر قوم کو ڈرا۔ بعضے علما فرماتے ہین کہ نبوت حضور پرنور کی رسالت پر مقدم تہی اسلئے کہ اہل حدیث کے نزدیک رسالت کیواسطے تبلیغ اور انذار ضرور ہے پس تکمیل و تزکیہ نفس کیواسطے اور نیز تعلیم و تلقین کے لئے سورۂ اقرأ نازل ہوئی اور تبلیغ و انذار کے واسطے سورۂ مدثر اول نبوت ہے اور دوسری رسالت ہے **فائدہ حضرت جبریل علیہ السلام** کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے کہ روح القدس اور روح الامین انکا خطاب ہے سب پیغمبرون کے پاس وحی لائے اور اللہ تعالیٰ شانہ کے وکیل رہے شرایع کا پہونچانا عابدون کا مددگار رہنا اور کافرون کو ہلاک کرنا اور فتح و شکست کا ظاہر کرنا انہین کا کام ہے۔ انکا احسان آدمیون پر زیادہ ہے مگر فضیلت مطلقہ نہین ہے بلکہ بالخصوص بلاحظہ کارہاے نافع نوع انسانی **مرتبہ حضرت اسرافیل** حضرت اسرافیل علیہ السلام اطلاع مکنونات لوح محفوظ اور قرب و منزلت مین پیش قدم بلکہ حضرت جبریل و میکائیل و عزرائیل پر حاکم و فرمان روا ہین **اقسام وحی** واضح ہو کہ نزول وحی حضور پرنور پر کئی طرح سے ہوتا تہا ایک یہ کہ حضور پرنور سچے خواب دیکہا کرتے تہے مکہ معظمہ مین اسکی ابتدا ہوئی یعنی جتنے خواب دیکہے اوسکا ظہور فی الفور ہوگیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اول بادی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ واصحابہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ فی النوم فکان لایری الا جاءت مثل فلق الصبح یعنی اول جو بات اقسام وحی ہین سے آپ پر ظاہر ہوئی وہ سچے خواب تہے پس رسول اللہ جو خواب دیکہتے تہے اوسکی تعبیر صبح کے وقت فوراً ہوجاتی تہی دوسری قسم یہ تہی کہ آپکے قلب شریف پر حضرت جبریل علیہ السلام احکام الٰہی القا کر دیتے تہے اور خود ظاہر نہوتے تہے اور نہ کوئی آواز آپ سنتے تہے کما قال اللہ تعالیٰ نزل بہ روح الامین علی قلبک اور اس قسم

کو نفث کہتے ہین - تیسری قسم یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام مرد کی صورت مین متمثل ہو کر آتے
اور حکم خدا پڑھکر سُناتے اور اکثر حضرت جبریل علیہ السلام دحیہ کلبی کی صورت مین حاضر ہوتے
تہے چنانچہ گاہ گاہ بعض اصحاب نے اونکو اسی صورت مین دیکہا ہے - اہل تحقیق فرماتے ہین
کہ رویت جبریل علیہ السلام حالت نزول وحی مین بصارت کے زوال کا سبب ہے جیساکہ حضرت ابن عباس رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ واقعہ پیش آیا روایت ہے کہ حضرت ابن عباس نے ایک روز حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے پاس ایک شخص کو بیٹہا ہوا دیکہا جب وہ چلا گیا تو پوچہا کہ
یہ کون آدمی تہا حضرت نے فرمایا کہ کیا تو نے دیکہہ لیا آپ نے عرض کی کہ ہان مینے دیکہا
حضور نے فرمایا کہ وہ جبریل تہے اب تیری آنکہون کی روشنی جاتی رہیگی مگر حضور کی
صحبت سراپا برکت کے سبب سے ظہور اسکا آخر عمر مین ہوا اور حضرت ابن عباس فرماتے تہے
کہ اگرچہ میری بصارت ظاہری زائل ہوگئی ہے لیکن زبان و قلب مین روشنی ہے - اور
حضرت شیخ عبد الحق شرح مشکوٰۃ مین فرماتے ہین کہ جسنے جبریلؑ کو سواے پیغمبر کے دیکہا
اوسکی بینائی جاتی رہی اور بینائی تیری بہی جانے والی ہے لیکن تیرے وفات کے دن
یہ روشنی پہر آنکہون مین آ جائیگی کہتے ہین کہ جب حضرت ابن عباس کا انتقال ہوا اور اونکو کفن
مین لپیٹا تو ایک سفید جانور آیا اور کفن مین غایب ہوگیا ہر چند لوگون نے تلاش کیا مگر نہ ملا تو عکرمہ
حضرت ابن عباس کے غلام آزاد نے کہا کہ اے لوگو یہ اونکی بینائی چشم ہے جسکا وعدہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا تہا اور جب اونکو لحد مین رکہا تو ایک آواز
غیب سے آئی - يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً -
اگر کوئی اور شخص یہ شبہہ کرے اور صحابہ نے بہی حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکہا تہا کبہی اعرابی
کی صورت مین کبہی حضرت دحیہ کلبی کی صورت مین جیسا جلال الدین سیوطی نے تحقیق کیا ہے
کہ حضرت عایشہ صدیقہ اور ابی ابن کعب اور عبد الرحمن ابن عوف اور عرباض ابن ساریہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم نے بہی دیکہا ہے - اور ابی داود نے ابو جعفر سے روایت کی ہے کہ مناجات حضرت

جبریلؑ کی پیغمبر خدا کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی ہے پھر اونکی بصارت کیون نہ زایل ہوئی تو رفع اسکا یون ہوتا ہے کہ وہ وقت نزول وحی کا نہ تھا اس سبب سے زوال بصر ہوا۔ اور بعض علما فرماتے ہین کہ یہ ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا عام نہ تھا بلکہ خاص ابن عباسؓ ہی کیواسطے تھا کیونکہ یہ حضرت اوسوقت صغیر سن سے تھے اور امور غیبیہ کے مشاہدہ کی طاقت نہ رکھتے تھے لہذا صدمہ شدید پہونچا جب تک قوت رہی بصارت رہی جب انحطاط عمر کا شروع ہوا تو بصارت کو وہی صدمہ عارض ہوا لیکن یہ توجیہ رکیک ہے صحیح یہ ہے کہ برکت صحبت حضور پرنور نے اوسے روکا اور زمانہ پیری پرا وسے ہٹادیا اور جب حضرت ابن عباسؓ کی آنکھین محسوسات ظاہری کی طرف سے بند ہوئین تو اوسوقت صور خیالیہ اور اعیان مثالیہ سے مشغول ہوئین۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اور صحابہ نے جو حضرت جبریلؑ کو دیکھا تو اوسوقت اونکے چہرۂ مبارک پر ناسوتی انوار تھے جسکے وہ متحمل ہوئے اور جب حضرت ابن عباسؓ نے دیکھا ہے تو اوسوقت آپ کے روے مبارک پر ملکوتی انوار ہوگئے تھے لہذا نظر متحمل نہ ہوئی اس سبب سے زوال بصارت ہوا۔ علامہ ترمذی فرماتے ہین کہ حضرت ابن عباسؓ نے جبریل علیہ السلام کو دوبارہ دیکھا ایک مرتبہ تو دحیہ کلبی کی صورت مین چنانچہ سیوطی نے جوامع مین لکھا ہے کہ فرمایا ابن عباس نے کہ ایک مرتبہ گذرا مین پیغمبر خدا پر پارچہ سفید پہنے ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ کلبی سے کچھ باتین کررہے تھے سخنان راز کی طرح اور وہ دحیہ نہ تھے بلکہ جبریلؑ تھے تو حضرت جبریلؑ نے حضور پرنور سے کہا یہ ابن عباسؓ ہے اگر سلام کرتا تو ہم جواب دیتے اسکے کپڑے خوب سفید ہین اور بعد اسکے اسکی اولاد سیاہ کپڑے پہنے گی اور جب چڑھ گئے جبریلؑ آسمان پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کس نے منع کیا تھا تجکو سلام سے مینے عرض کی یا رسول اللہ آپ دحیہ کلبی سے باتین کررہے تھے مینے اس بات کو طریقۂ ادب کے خلاف سمجھا کہ اوسوقت آپکی توجہ کو اپنی طرف پھیرون فرمایا حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ وہ جبریل تھے روایت کیا اسکو ابن عساکر نے اور ترمذی
نے کہا کہ یہ قصہ دو بار ہوا کذا فی جامع الاصول معلوم ہوا کہ ایک بار عالم ناسوت کے انوار انکے
چہرہ پر تھے اور دوسری مرتبہ عالم ملکوت کے جسکا تحمل اونکو نہوا اور یہی رویت ثانیہ سبب فقدان
بصارت ہوئی۔ شرح سفر السعادت مین لکھا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا بشر
کی صورت مین نازل ہونا اسواسطے تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو انس پیدا ہو
جنسیت کی وجہ سے اہل تحقیق فرماتے ہین کہ جسوقت افادہ واستفادہ مین مناسبت
وجنسیت شرط ہے توجب کبھی بشریت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حضرت
جبریل علیہ السلام کی ملکیت پر غالب آتی تھی تو جبریل علیہ السلام صورت بشری مین ظاہر ہوتے
تھے۔ اور جب ملکیت حضرت جبریل علیہ السلام حضور پرنور کی بشریت پر غالب ہوتی تھی تو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وجود بشری سے غایب ہوکر عالم ملکوت مین جلوہ افروز ہوتے
تھے اور صورت اولی وحی کی بوعدۂ بشارت ہوتی تھی اور صورت ثانیہ بوعید ونذارت یعنی اومین
جنت اور نعماے جنت کی خوشخبری دی جاتی تھی اور دوسری مین بیان عذاب اور تخویف
ہوتی تھی۔ مواہب لدنیہ مین ہے کہ دحیہ کلبی نہایت حسین وجمیل وخوش اندام تھے
حتی کہ جب سفر سے پلٹ کر آتے تو مرد وعورت برادری اور غیر برادری کے دیکھنے کو آتے
تھے۔ صاحب تفریح الاذکیا فرماتے ہین کہ اسی مناسبت سے حضرت جبریل علیہ السلام
اکثر دحیہ کلبی کی صورت مین تشریف لاتے تھے کہ حسن صوری سبب مسرت وفرحت
روح انسانی کا ہے چوتھی صورت وحی کی یہ تھی کہ آواز مانند آواز جرس گوش مبارک مین
آتی کہ بجز حضور پرنور کے اور کوئی اوسکے الفاظ اور معانی نہ سمجھ سکتا تھا اور اسی وحی مین جبین
روشن پر عرق آجاتا تھا اور اگر آپ کسی مرکب پر اوسوقت سوار ہوتے تھے تو وہ بیٹھ جاتا تھا چنانچہ حضرت
ام المومنین عایشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ سردترین ایام زمستان مین جب
وحی حضرت پر نازل ہوتی تھی تو اوس موسم مین بھی جبین روشن پر عرق آجاتا تھا اور قطرات عرق

جہپکنے لگتے تہے اور گھوڑے یا اونٹ وغیرہ کی سواری کے وقت وحی کا نزول ہوتا تو وہ مرکب
گر پڑتا مگر ناقہ شتر جو خاص حضور کی سواری کی تہی عضبا - اور قصوا ان دونون کے ہاتھ پاؤن
تو خم ہوجاتے تہے مگر گرنے سے محفوظ رہتے تہے اور اگر کسی صحابی کی ران پر حضور تکیہ کرکے
بیٹھتے اور اوسوقت نزول وحی ہوتا تو ران کی ہڈی کے ٹوٹنے کا خوف ہوتا تہا اور حضور پُرنور
کا چہرۂ مبارک سرخ ہوجاتا تہا اور انفاس شریف کی آواز بلند ہوجاتی تہی کہ دور کے لوگ
سُن لیتے تہے - اور بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ ایک مرتبہ حضور پُرنور زید ابن ثابت رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی ران پر سر رکہے لیٹے تہے کہ دفعۃً وحی کا نزول ہوا تو اونکی ران گرانی سے ٹوٹنے
لگی - اور جب سورۂ مایدہ نازل ہوئی ہے تو حضور پُرنور ناقہ پر سوار تہے قریب تہا کہ اوسکا بازو
ٹوٹ جاے - اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ مطلق وحی کے نزول مین حضرت پر ایک نوع کی
شدت ہوتی تہی اور چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہوجاتا تہا کچہ صلصلۃ الجرس کی تخصیص نہین تہی
کما اشار الیہ تعالیٰ شانہٗ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلاً ثَقِیْلاً **پانچوین** صورت وحی کی یہ تہی کہ
حضرت جبریل علیہ السلام اصلی صورت مین تشریف لاتے تہے اور حکم خداوند تعالیٰ شانہٗ بیان
کرتے تہے جیسا کہ سورۂ نجم مین واقع ہے - وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ
الْمُنْتَہٰی عِنْدَہَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی ترجمہ یعنی اوسکو دیکہا ہے ایک دوسرے نزول مین بیری
یعنی سدرہ کی اوس حد مین اوسکے نزدیک ہے بہشت رہنے کی جگہہ - اس آیت سے صاف
ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اونکی اصلی صورت پر
دو مرتبہ دیکہا ہے - ایک بار اول نبوت مین جب وہ سورۂ مدثر لائے ہین اوسوقت کرسی
پر بیٹھے تہے اور آسمان کے دونون کنارے اون سے بہرے ہوے تہے - اور دوسری
بار شب معراج مین فلک ہفتم سے آگے سدرۃ المنتہیٰ پر اور اوسوقت اونکے چہہ سو بازو
تہے کذا حققہ الشیخ فی تکمیل الایمان - **انبیا علیہم السلام کے پاس جبریل
علیہ السلام کا آنا** - روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے

پاس بارہ مرتبہ آئے - اور حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس چار مرتبہ - اور حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پچاس مرتبہ - اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیالیس مرتبہ - اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے پاس چار سو مرتبہ - اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس دس بار اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت بابرکت مین چوبیس ہزار مرتبہ لیکن صورت اصلی مین دو بار - یوسف علیہ السلام کے پاس بھی چاہ کنعان مین جبریل ع کا آنا بیان ہوا ہے مگر صاحب تفریح الاذکیا نے اوسکا ذکر اپنی کتاب مین نہین کیا ہے -
چھٹی صورت وحی کی یہ تھی جو شب معراج مین حضور پر نازل ہوئی - ساتوین صورت یہ ہے کہ حضرت حق نے بیواسطہ جبریل ع اپنے حبیب سے کلام کیا - آٹھوین صورت یہ ہے کہ شب معراج مین بیواسطہ و بے حجاب حضرت حق سے کلام ہوا اور ظاہر ہے کہ وحی فوق السماوات اسی قبیل سے ہے نوین صورت وحی یہ ہے کہ حضور پر نور نے حضرت حق کو خواب مین دیکھا اور کلام کیا چنانچہ حدیث زہری مین وارد ہے جَآءَنِی رَبِّی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ وَقَالَ اَتَعْلَمُ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ یَخْتَصِمُوْنَ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی ترجمہ یعنی آیا میرا پروردگار میرے خواب مین اچھی صورت مین اور فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ کس چیز مین جھگڑتے ہین ملاء اعلیٰ دسوین وحی القائی کہ فیصلہ خصومات کے وقت جو حکم حضور پر نور کو حضرت حق کی طرف سے قلب شریف پر القا ہوتا تھا - گیارہوین طرح وحی کی یہ تھی کہ ایک آواز شہد کی مکھی کی آواز کی طرح گوش حق نیوش مین آتی تھی اوس سے حضور الفاظ اور مطلب سمجھ لیتے تھے بارہوین وحی استنشاق نفحات الہیہ تھی جیسا کہ حضور نے حضرت اویس قرنی کے حال سے خبر دی اِنِّیْ اَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْیَمَنِ تیرہوین طرح وحی کی بطریق ملامسہ ہوتی تھی چنانچہ حضور فرماتے ہین وَضَعَ اللہُ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - ترجمہ رکھا اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنی ہتھیلی کو میرے دونون شانون کے بیچ مین تو پائی مینے ٹھنڈک اوس مبارک

ھتیلی کی اپنی چہاتی کے بیچ مین پس حاصل ہوا مجھے وہ علم کہ جوکچھ آسمان وزمین مین ہے
سب مجھے معلوم ہونے لگا چودہتوین وحی بواسطہ حضرت اسرافیل علیہ السلام تھی
چنانچہ صحاح مین عامر شعبی سے روایت ہے کہ اول معین ہوے حضرت اسرافیل علیہ السلام
اور تین برس تک نظر آئے اور وحی لایا کئے پھر موکل ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور قرآن
شریف لائے - اور طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ نازل ہوئے مجھپر اسرافیل اور بولے کہ
مین رسول خدا کا ہون اور حکم خدا کا لایا ہون کہ آپ چاہے پیغمبری اختیار فرمایئے اور عبداللہ
ہوجیئے اور چاہے پیغمبری بادشاہی کے ساتھ اختیار فرمایئے تو مینے جبرئیل کی طرف دیکھا
تو اونسنے کہا کہ تواضع اور بندگی اختیار فرمایئے - اور اسی حدیث مین ہے کہ اسرافیل علیہ السلام
کسی پیغمبر اور نبی پر نازل نہین ہوئے کذا فی المواہب اور یہ بھی اسی کتاب مین ہے - کہ
حضور پر طریق نزول وحی چھیالیس ۴۶ طور پر تھا - اور ملا علی قاری نے فتح الباری مین لکھا
ہے چھیالیس ۴۶ طور وحی کے باعتبار اختلاف حامل وحی کے تھے فائدہ لغت مین
وحی کے معنی مخفی طریقہ سے آگاہ کرنے کے ہین جسطرح پر ہو خواہ کلام کے ذریعہ سے
یا کتابت کے طور پر یا رسالت و اشارت کے طریقہ پر - اور کبھی لفظ وحی سے اسم مفعول کے
معنی قصد کرتے ہین جیسا کہ خلق سے مخلوق اور یہ کلام الٰہی ہے کہ جوکچھ انبیا پر نازل ہوتا ہے
اوسمین سے ہمارے حضور پُر نور پر ہر قسم کی وحی ہوئی اور انبیاے سابقین پر بتوزیع یعنی بہ تفریق
کچھ کسی نبی پر کچھ کسی نبی پر ۔

آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری		حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری

فائدہ - نزول وحی کے تاریخ و ماہ مین اختلاف ہے محمد اسحٰق فرماتے ہین کہ نزول
وحی رمضان شریف مین ہوا اور اوسوقت چھہ ہزار تینتیس ۶۰۳۳ برس ہبوط آدم
علیہ السلام سے گذرے تھے - اور کتاب جامع الاصول مین اختلافات کے بیان کرنیکے

بعد تصحیح کی ہے کہ نزول وحی تیسری یا آٹھوین ربیع الاوّل کو ہوا اور عمر شریف حضور پُر نور کی بوقت اکتالیس برس کی تھی اور کتاب بہجۃ المحافل مین ہے کہ جبریل علیہ السلام اول بروز شنبہ شب کے وقت تشریف لائے - اور یکشنبہ کو بھی آئے اور پھر بروز دوشنبہ تاریخ ہشتم یا دہم ربیع الاوّل کو مخاطب بالرسالۃ کر گئے - اور اوسوقت قتل کسریٰ سے ساٹھ مہینے گذرے تھے ۵

بِلّٰہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست	آخر آمد ز پس پردہ تقدیر برون

الغرض حضور پُر نور نے اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے مجھے تشریف نبوت سے سرفراز فرمایا مین خدا کا پیغمبر اور خاتم الانبیا ہون سابق الایمان حضرات کا ذکر اوّل حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشرف بایمان ہوئین بعد ازان اوسی دن آخر وقت یا دوسرے روز اوّل وقت حضرت امیر المومنین یعسوب الدین والمسلمین علی ابن ابیطالب رضی اللہ ایمان لائے چنانچہ حضرت کا ارشاد ہے صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِی قَبْلَ النَّاسِ آپکے بعد زید ابن حارثہ پھر حضرت امیر المومنین امام المتقین بالتحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ - اور بعض کا قول ہے کہ جسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کوہ حرا سے تشریف لائے اور احوال وحی بیان فرمایا اوسی وقت حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائین قَدْ ذَھَبَتْ اِلَیْہِ جَمَاعَۃ من الصحابۃ والتابعین اور کچھ لوگ یہ کہتے ہین کہ اوّل حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے - اور ایک جماعت کا بیان یہ ہے کہ سب سے پہلے ورقہ ابن نوفل ایمان لائے - اور شیخ ابن الصلاح کے نزدیک احوط یہ ہے کہ طایفہ عورات سے اوّل حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائین اور گروہ اطفال سے اوّل علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور جوانون مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ - اور موالی مین زید بن حارثہ اور غلامون مین بلال حبشی رضی اللہ عنہم - اور ابن عبد البر نے دعویٰ کیا ہے کہ بالاتفاق

ثابت ہے کہ اوّل علیؑ ابن ابی طالب ایمان لائے ہین لیکن صغیر سن تھے اور ابوطالب کے خوف سے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔ اور صدیق اکبر نے فوراً بے تامل وتردد اپنا ایمان ظاہر کر دیا۔ اور دلیل اونکی یہ ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ مینے سُنا اپنے باپ سے وہ فرماتے تھے کہ صدیق اکبر مجھسے چار باتون مین سابق ہین ایک افشائے اسلام مین دوسرے ہجرت مین تیسرے مصاحبت غار مین۔ چوتھے اقامت صلوٰۃ مین اور مین براہ خوف اظہار اسلام اور ادائے صلوٰۃ مین اخفا کرتا تھا۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ آیہ کریمہ سورۂ احقاف حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْن شان مین حضرت ابوبکر صدیق نازل ہوئی ہے۔ اور قصہ اسکا یون ہے کہ جب عمر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیس۲۰ برس کی ہوئی تو ہمرکاب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم بقصد تجارت شام کو گئے اور ایک مقام پر بیر کے درخت کے نیچے نزول فرما ہوئے اوسکے قریب ایک درویش کتابی رہتا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ اوسکے پاس گئے اوسنے آپ سے پوچھا کہ بیر کے درخت کے نیچے کون ہے حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا محمدؐ ابن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ اوس راہب نے کہا واللہ یہ نبی ہین بعد عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے اس درخت کے سایہ مین کوئی نہین بیٹھا مگر محمدؐ نبی اللہ پس یہ کلام اوسی وقت سے حضرت صدیق اکبر کے دل مین جم گیا اور اوسی روز سے حضرت صدیق اکبر نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی یہانتک کہ چالیس برس کے ہوئے اور ابوبکر صدیقؓ اسلام لانے کے وقت اڑتیس۳۸ برس کے تھے **الغرض** حضرت صدیقؓ اکبر کے ایمان لانے سے **دعوت اسلام** شروع ہوئی اور آپ کی فہمائش سے اکابر عرب ایمان لانے لگے **حضرات سبّاق** چنانچہ حضرت عثمان ابن عفان رئیس بنی عبد الشمس۔ زبیر العوام سردار بنی اسد۔ عبد الرحمن ابن عوف۔ وسعد ابن ابی وقاص افسران بنی زہرہ۔ طلحہ ابن عبد اللہ امیر بنی تیم حضرت کے حضور مین حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور قبایل قریش کی شوکت

شکست ہوئی انہین بزرگوار کو سبّاق کہتے ہین- پہر دوسرے روز عثمان ابن مظعون
اور ابو عبیدہ ابن الجراح و ابو سلمہ ابن عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی- اور ارقم بن ابی الارقم-
اور عبداللہ ابن مسعود ہذلی ایمان لائے- کنیت ابن مسعود کی ابو عبدالرحمن ہذلی بضم ہا و
کسر ذال نسبت جانب قبیلہ ہذیل کے ہے اور یہ قبیلہ قبائل قریش سے جدا ہے بعض کی
تحقیق یہ ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چندروز بیشتر ایمان لائے ہین اور ایک
جماعت یہ کہتی ہے کہ یہ بعد پانچ آدمیون کے چہٹے شخص ہین- سفر مین حضور پرنور کی پاپوش
اور مسواک اور آب طہارت انہین کی حفاظت مین رہتا تہا اور آئمہ حنفیہ کے نزدیک بعد
خلفاے اربعہ کے ان سے زیادہ کوئی فقیہہ نہ تہا یہ نحیف البدن کوتاہ قامت گندمی
رنگ تہے ساٹہہ برس سے کچہہ عمر زیادہ ہوئی وفات سال سی و دوم ۳۲ہجری مین ہوئی
اور بقیع مین مدفون ہین- اور بعد ان حضرات کے سعید بن زید اور اونکی زوجہ فاطمہ بن خطاب
اور بلال اور خباب ابن الارت اور صہیب رومی ایمان لائے- یہ صہیب رومی بن سنان
غلام آزاد عبداللہ بن جدعان تمیمی کے ہین کنیت انکی ابو یحیی اور مسکن زمین موصل واقع میان
دجلہ و فرات اہل روم کی لوٹ مین ہاتہہ آئے تہے اس وجہ سے رومی کہلائے اور رومیون
سے قبیلہ کلب نے خرید کیا ان سے عبداللہ بن جدعان نے مول لیا اور آزاد کیا اور بعض
کہتے ہین کہ روم سے مکہ معظمہ مین بہاگ کر آئے تہے اور کم عمر تہے جب جوان ہوئے تو عبداللہ
بن جدعان سے ہم قسم ہوئے اور اسلام لائے عمر شریف آپکی ستر برس کی ہوئی سنہ ۸۰
ہجری مین وفات پائی بقیع مین مدفون ہوئے- اور انکے بعد عمار یاسر اور مسماۃ سمیہ عمار کی والدہ
اور ام سلمہ اور خولہ بنت حکیم ایمان لائین اور ان سب کے ایمان لانے مین حضرت صدیق اکبر محرک ہوئے
اور اللہ تعالی شانہ نے حضرت صدیق اکبر کی دعوت کو اثر بخشا- اور ابن سعد کہتے ہین کہ بعد
حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کے سب عورتون سے پہلے ام الفضل
زوجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما و اسما بنت حضرت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ ایمان لائین

حاصل کلام تین برس تک دعوت اسلام پوشیدہ اور مخفی طریقہ سے ہوتی رہی اور
ضُعفا و غربا ایمان لاتے گئے چوتھے برس دعوت اسلام کے واسطے
عام حکم ہوا - آیہ کریمہ نازل ہوئی فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ ترجمہ
یعنی ظاہر کرو اوس کام کو جسکا تمہین حکم ہوا ہے اور پھیر لو اپنا مُنہ مشرکون سے - بس حکم کی دیر
تھی علی رؤس الاشہاد دعوت اسلام شروع ہوگئی یہانتک کہ سورہ شعرا مین ارشاد ہوا -
انذر عشیرتک الاقربین واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین - ترجمہ
یعنی ڈرا اپنے قریب رشتہ دارون کو اور تواضع کر ایمان لانے والونکی جو تیری پیروی کرین -
جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے تمام قریش کو پکار کر سُنایا
اور اپنے چچا اور پھوپھی اور بیٹی سے فرمایا کہ اللہ کے یہان اپنی فکر کرو مین تمہارا خدا کے یہان
ایمان نہ لانے کی حالت مین کچھہ سامان نکر سکون گا جب دعوت اسلام عام ہوئی تو ولید بن مغیرہ -
اور عاص بن وائل اور زمعۃ الاسود بن المطلب اور اسود بن عبد یغوث اور حارث بن قیس
بن حنظلہ شرارت و خباثت باطنی سے بدگوئی کرنے لگے کہ ایک ہی دن مین اللہ تعالی اشانہٗ
نے پانچون کو جو حقیقت مین پنج عیب شرعی تھے کئی بیماریون مین مبتلا کرکے داخل جہنم کردیا -
بعض کا یہ قول ہے کہ عاص اور ولید ہجرت کے بعد مرے ہین - اسی عرصہ مین یہ معاملہ ہوا
کہ ایکدن وقاص چند آدمیون کیساتھہ کعبہ شریف مین نماز پڑہنے گئے تو مشرک آکر مانع ہوئے ایک
مشرک کو ان لوگون نے قتل کیا یہی پہلا خون ہے جو اسلام مین واقع ہوا - ابن اسحق فرماتے ہین
کہ اول چالیس آدمی مسلمان ہوئے پھر تو عورت و مرد اسلام کیطرف دوڑے اور دین اسلام
کا اظہار ہونے لگا قریش نے تعرض موقوف کیا مگر جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم
کی زبان مبارک پر بتونکی نکوہش ظاہر ہوئی تو مشرک اوسوقت درپے ایذا ہوئے اور آپس مین
یہ عہد کیا کہ جو اسلام لائے اوسے مارو ابوطالب اور دیگر بنی ہاشم سوا ابی لہب کے حضور
پُرنور کے کھُلکر معین و مددگار ہوگئے ایک روز اشرف قریش جمع ہوکر ابوطالب پر چڑھ آئے

اور کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہمارے بتون کو بُرا کہتا ہے اور ہمارے آباو اجداد کو عیب لگاتا ہے اور ہمارے دین کو باطل جانتا ہے اوسکو منع کرو اسلئے کہ تم بھی اوسی دین مین ہو جسمین ہم ہین ابوطالب نے ملایمت اور حلم سے اونکو سمجھا دیا اسی طرح دو تین مرتبہ وہ سب مجتمع ہو کر آئے پھر ایک روز عمارہ ابن ولید وابن مغیرہ کو لاکر کہا کہ یہ شخص محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا عوض ہے ابوطالب نے کہا سبحان اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ـ مجکو ہرگز منظور نہین پھر تو کفار قریش لڑائی پر آمادہ ہو گئے ابوطالب نے بنی ہاشم بنی مطلب وبنو عبد الشمس وبنی نوفل کو اعانت کے واسطے طلب کیا تو باستثنائے ابی لہب سب بنی ہاشم و بنی مطلب حاضر ہوئے مگر بنی عبد الشمس اور بنی نوفل نہ آئے لیکن فتنہ فرو ہو گیا **فائدہ** اسی باعث سے بنی مطلب ذوی القربی مین داخل ہین **بخاری** مین جبیر ابن مطعم سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے سہم ذوالقربی تقسیم کیا تو مین نے اور عثمان بن عفان نے کہا یا رسول اللہ ہم اور بنی مطلب قرابت وبزرگی مین برابر ہین آپ نے انکو حصہ دیا اور ہمکو نہ دیا حضور نے فرمایا کہ مطلب کی اولاد اور ہاشم کی ایک ہی چیز ہے **واضح ہو** کہ عبد مناف کے چار بیٹے ہاشم مطلب ـ عبد شمس ـ نوفل ـ تو نوفل سے جبیر اور عبد الشمس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما پس جسوقت حضور پرنور نے خیبر کا پانچوان حصہ تقسیم فرمایا اور بنی ہاشم اور مطلب کو دیا اور عبد شمس اور نوفل کی اولاد کو نہ دیا تو اون دونون نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ بنی ہاشم کی شرافت کے ہم قایل ہین لیکن کیا سبب ہے کہ مطلب کی اولاد کو آپ نے حصہ دیا اور ہم کو نہ دیا اگر برادری کی حالت پر نظر کی جاے تو ہم اور وہ برابر ہین اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا بَنُوْ ھَاشِمٍ وَبَنُوْ الْمُطَّلِبِ شَیْءٌ وَاحِدٌ وشبک بین اصابعہ خلاصہ یہ ہے کہ ان دونون کی اولاد کبھی جدا نہین رہی رنج وغم راحت والم کفر واسلام مین شریک ہی لہذا انکی خصوصیت کا یہ سبب ہے **اجتہاد حضرت امام شافعی** رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اجتہاد فرمایا

کہ بنو المطلب کو آل مین شمار کرتے ہین - الغرض حسب فرمان وانذر عشیرتک الاقربین حضور
پرنور کوہ صفا پر جلوہ فرما ہوئے اور اپنے اقارب کو ایک ایک کا نام لیکر پکارا اکثر سردار آئے
اور بعض نے اپنی طرف سے کسی آدمی کو بھیجا جب یہ لوگ مجتمع ہوگئے تو حضور پرنور نے فرمایا
کہ اے اہل قریش اگر مین تم سے کہون کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے نیچے اوترا ہوا ہے اور
تم پر تاخت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو تم اوسے سچ سمجھوگے یا جھوٹ مانوگے وہ سب کے سب
بولے کہ ہم بیشک آپ کی بات کو سچ مانینگے اسلیے کہ ہم نے کبھی تمکو جھوٹ بولتے ہوئے
نہین دیکھا اور نہ کسی سے سُنا تو حضور والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش مین تمکو
عذاب خدا سے ڈراتا ہون تمھین لازم ہے کہ تم میرا کہنا مانو کمبخت ناحق شناس ابولہب بولا
تبًا لَّکَ سائر الیوم الِھٰذا جَمَعْتَنَا یعنی تو ہلاک ہوجیو کیا اسی واسطے تو نے ہمکو
بُلایا تھا حضور پُرنور جو سراپا شان رحمت تھے ساکت ہوگئے اور اوسکی بیہودہ گوئی کا کچھ جواب
نہ دیا جواب جاہلان باشد خموشی مگر پروردگار تعالی شانہ کو اوسکی گستاخی پسند نہ آئی اور اپنے
حبیبؐ کی دل شکستگی پر خیال فرماکر اوسکے کلام کو اوسکی طرف پھیر دیا تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ
وَّ تَبَّ یعنی ٹوٹ جاوین دونون ہاتھ ابی لہب کے اور وہ ہلاک ہو - نام ابی لہب کا عبد العزیٰ مگر
اوسکے چہرے کا رنگ سرخ زیادہ تھا لہذا عبد المطلب نے اوسے ابی لہب کے لقب سے
پکارا - مردے کی اچھی بُری علامت جہان بیان کی ہین اوسمین نامحمود علامت مردے کے
چہرے کی سرخی ہے اور سبزی وزردی علامت محمود سے ہے لہذا وہ ناعاقبت اندیش
زندگی ہی مین دوزخیون کے زمرے مین شامل ہوچکا تھا اور اوسکی زوجہ کا نام ام جمیل تھا وہ بھی اپنے
شوہر کی طرح حضور کی دشمن جان تھی اور حضور عالی کے راستہ مین ببول کے کانٹے بچھا دیا
کرتی تھی وہ بھی بڑی خرابی سے مری اور حطب جہنم ہوئی اللہ تعالی شانہ نے اوسے حمالۃ الحطب
فرمایا ہے یعنی لکڑیون کا بوجھ اُٹھانے والی خست وبخل کے سبب سے جب سورہ تبت یدا
نازل ہوئی تو ایک دن حمالۃ الحطب ایک پتھر لیکر مسجد الحرام مین آئی جہان حضور پرنور اور صدیق اکبر

بیٹھے ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ شانہ نے حضور پُر نور کے جمال کے ملاحظہ سے اوسکی آنکھون
کو اندہا کر دیا اوسنے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور اون سے کہا کہ مینے
سنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے میری ہجو کہی ہے اگر مین اونکو پاتی تو یہی پتہر
اونکے سر پر مارتی - حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتے تھے حضور پُر نور
کہ مین دو ہمسایون کے بیچ مین تہا ایک ابولہب اور دوسرا عقبہ ابن معیط یہ دونون
گوبر جمع کرکے حضور پُر نور کے راستے مین بچہا دیا کرتے تہے کہ حضرت کو تکلیف ہو راستہ
چلنے مین اور حال حضرت کا یہ تہا کہ جب آپ دولتسرا سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے کہ
اے بنی عبد مناف یہ کیا حق ہمسایگی ہے جو تم ادا کر رہے ہو اور خود بنفس نفیس
اوس نجاست کو علیحدہ فرما دیتے کہ اور کسی راستہ چلنے والے کو اوس نجاست کا اثر نہ پہونچے
بڑون کی بات بہی بڑی ہوا کرتی ہے - اور قریش کا یہ حال تہا کہ جو شخص مکے مین داخل ہوتا
تو اوس سے کہتے کہ محمد کی نہ سننا اور سننا تو اوسکو مت ماننا ورنہ فتنہ مین پڑ جاؤگے اور کسی سے
کہدیتے کہ یہ شخص ساحر ہے اور کبہی کسی سے کہدیتے کہ یہ شاعر ہے یا کاہن اور کسی سے
کہدیتے کہ یہ مجنون ہے غرض جو جسکے دل مین آتا وہ کہتے مگر حضور کسی کا جواب نہ دیتے
چنانچہ ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ ولید ابن مغیرہ بڑا قابل اور طویل العمر تہا قریش سے کہنے لگا کہ
موسم حج مین کہ جسکا زمانہ اب قریب ہے قبایل عرب اطراف وجوانب سے سمٹ کر
زیارت بیت اللہ کو آئینگے اور آوازہ لیاقت محمد ابن عبد اللہ سن چکے ہین بے شبہہ
وہ لوگ ایمان لائینگے ایسی کوئی بات تجویز کرنی چاہیئے جسمین اونکے دل پہر جائین مگر
ایک ہی بات تجویز کرو اور وہ ایسی بات ہو کہ جسمین پہر اختلاف نہ واقع ہو رؤسائے قریش
نے کہا کہ اے عبد الشمس تو ہی کچہہ فکر کر ولید نے کہا تم لوگ اول تجویز کرو پہر مین بہی اپنی
عقل کے موافق بتلاونگا تو ایک شخص نے کہا کہ محمد کو کاہن کہنا چاہیئے اوسنے کہا کہ واللہ
مینے بہت کاہن دیکہے ہین مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کا کلام ہرگز کاہنون کے

سجع اور رمز دن سے مناسبت نہین رکھتا کیونکہ کاہن کبھی سچ کہتا ہے اور کبھی جھوٹ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہرگز جھوٹ نہین بولتے اگر یہ تجویز کروگے تو عرب کے لوگ تمکو جھوٹا کہینگے تو ایک دوسرا نامعقول بولا کہ اچھا تو یہ کہین کہ یہ مجنون ہین ولید ابن مغیرہ بولا کہ یہ اوس سے زیادہ کم فہمی کی بات ہے کہ ایک اعلی درجہ کے دانشمند کو دیوانہ کہدین کیا وہ لوگ اوس سے ہمکلام نہونگے سلسلہ کلام ہی تو وہ معیار ہے کہ عاقل ودیوانہ کا فرق ظاہر کردیتی ہے واللہ مین تو اسمین جنون کا کوئی شبہہ نہین پاتا یہ تو وہ شخص ہے کہ تمام دنیا کے عاقل اسکی صحبت سے فیض اوٹھاتین دیوانون کا کلام ہذیان ہوتا ہے اور سلسلہ کلام دیوانون کا جابجا سے منقطع اور ناتمام اور بے معنی ہوتا ہے ایک جملہ کو دوسرے جملہ سے ربط نہین ہوتا اسکا کلام تو وعظ ونصایح اور حکمی مسایل سے بھرا ہوا ہے - کچھ اور عقل کے اندھے بول اوٹھے کہ ہم شاعر کہین گے ولید ابن مغیرہ نے کہا کہ شاعر ہی نہین ہے مین نے عبد ابن الابرص اور اُمیہ ابن الصلت اور دیگر شعراے متقدمین کے اشعار سنے ہین اور خود بھی فن شعر سے خوب ماہر ہون اوسکے کلام کا سیاق اصلا شعرا سے مناسبت نہین رکھتا اور نہ اوس کو شاعری کی طرف توجہ ہے - کچھ اور مجانین مادرزاد یہ بڑبڑانے لگے کہ بس یہ بات تحقیقی ہے کہ اسکو ساحر کہین ولید ابن مغیرہ نے کہا کہ واہ یہ بات سب سے زیادہ مہمل ہے مینے بہت ساحرون کو دیکھا ہے اور اون سے ہم صحبت رہا ہون اسمین اونکی سی کوئی بات نہین ہے اسواسطے کہ کلمات سحر بے معنی اور مہمل ہوتے ہین اور ساحر ہمیشہ اپنے سحر کے ذریعہ سے کسب معیشت دنیوی کرتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کلام پُر از معنی ہے اور اسکو مال کی ہرگز پروا نہین ہے اس تقریر کے بعد اوسکو ایک سکوت ہوگیا اور بہت دیر تک وہ حالت اوسپر طاری رہی قریش اوسکی یہ حالت دیکھکر گھبرائے اور کہنے لگے کہ اچھا تو ہی بتلا کہ کیا کہین ولید ابن مغیرہ بولا - جو کلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بولتے ہین اوسمین عجیب حلاوت وفصاحت و نور وقبول ہے کہ کسی کلام مین یہ باتین نہین پائی جاتین اور وہ خود

بذات خاص ایسا نہین ہے کہ اوسے کوئی پہچانتا نہو کیونکہ نسب مین سب سے افضل ہے یعنی
عبد المطلب کا پوتا ہے اور فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہے پھر جو بات تم تجویز کروگے
وہ اوسکی ملاقات کے بعد بے اصل ثابت ہوگی مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ سحر بابل ہے جو محمدؐ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بسند صحیح کہین سے پہونچا ہے - اور سحر بابل اس سحر سے
جدا ایک چیز ہے اور دلیل قوی اوسکے سحر ہونے پر یہ ہے کہ محمدؐ صلعم کے کلام مین ایک خاص
تصرف ہے اور وہ ظاہر ہے کہ اوسکے حکم سے باپ بیٹے اور زن وشو مین جدائی ہوجاتی
ہے اس حیثیت سے فی الجملہ سحر سے مشابہت ہے ناگزیر اگر کچھ کہا چاہتے ہو تو ساحر ہی کہو
اگرچہ یہ بھی تمہارے مطلب کے واسطے کافی نہین ہے - غرضکہ اسی پر سب لوگ متفق ہوئے
اور تمام شہر مین منادی کروا دی کہ اب محمدؐ صلعم کو ساحر کہا کرو اور کوئی شخص شاعر اور مجنون اور
کاہن نکہے پھر موسم حج مین جو شخص حضور کے پاس آتا اوس سے یہی کہتے کہ محمدؐ صلعم ساحر
ہین چنانچہ اسی ولید کے حال مین سورۂ مدثر مین ارشاد ہوا ہے اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَهٗ ۝
فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ
وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝
اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝
لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ ترجمہ اوسنے سوچا اور دل مین ٹھیرایا
پس لعنت کیا گیا ہوجیو کیسا اندازہ کیا پھر ملعون ہوجیو (وہی ولید) کیسا اندازہ کیا - پھر نگاہ کیجیو -
پھر تیوری چڑہائی اور منہ تھوتھا یا پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا پھر بولا نہین یہ جادو ہے جو چلا آتا ہے ساحرون
مین سلسلہ بسلسلہ - اور نہین یہ آدمی کا سا - اب اوسکو مین ڈالونگا آگ مین اور تو کیا سمجھا کیسی
ہے وہ آگ - نہ باقی رکھے نہ چھوڑے نظر آتی ہے پنڈے یعنی بدن پر عجیب اتفاق
ہے کہ ولید ابن مغیرہ کے عناد کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن ولید مسجد مکہ مین بیٹھا تھا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بھی وہین رونق افروز تھے کہ سورہ حم سجدہ نازل ہوا آنحضرتؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حسب عادت شریف اوسکو بآواز بلند تلاوت فرمایا
تو ولید نے بھی توجہ سے اوسے سنا جب حضور نے دیکھا کہ یہ شخص بہت توجہ سے سن رہا ہے
تو دوبارہ اوسکی تلاوت فرمائی اوسنے تامل کر کے اپنی قوم سے کہا کہ انصاف تو یہ ہے کہ جو کچھ محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سنا ہے وہ ہرگز آدمی کا سا کلام نہین ہے اور اسمین
ایسی شیرینی ہے جو کسی کلام مین پائی نہین جاتی اور یہ کلام ضرور سب کلام پر غالب رہیگا
پھر جب وہ اوس مجلس سے اوٹھا تو یہ خبر ابوجہل کو پہونچی کہ ولید آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے کلام معجز نظام پر شیفتہ ہوگیا لہذا وہ مردود ازلی بہت گھبرایا اور قریش کے رئیسون کو
ہمراہ لیکر ولید کے گھر گیا اور اوس سے کہا کہ تجھسے سخت تعجب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کا اثر تجھپر پڑگیا اور تجھکو بھی رغبت اون کھانون کی ہوئی جو ابوبکر
رضی اللہ عنہ اپنے صاحب کے لیے لاتا ہے ولید اس بات پر نہایت برافروختہ
ہوا اور کہنے لگا کہ تو میرا عیش اور تنعم جانتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور پسر
ابوقحافہ اب تک میرے دروازے کے فقیر کے برابر بھی نہین ہین مجھکو اونکے کھانے
کی کیا پروا ہے۔ ابوجہل مردود نے کہا کہ اگر یہ بات ہے جو تو کہتا ہے تو مسجد حرام مین چلکر
قبایل قریش کو بلوا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے معاملات مین مشورہ کر۔ ولید
مسجد حرام مین آیا اور سب سردار قریش کے جمع ہوئے۔ ابوجہل۔ ابولہب۔ ابوسفیان۔ نضر
بن الحارث۔ امیہ ابن خلف۔ عاص ابن وایل سب کے سب ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور
کہنے لگے کہ سخت مشکل درپیش ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دعوی نبوت
کرتے ہین اور جو کلام وہ پڑھتے ہین اوسکو خدا کا کلام بتاتے ہین اور موسم حج قریب ہے
بہت آدمی جمع ہونگے اور جو اون سے ملیگا وہ اونکا کلمہ پڑھنے لگیگا لہذا کچھ انتظام کرنا چاہیے
ولید نابکار کفر مین بہت شدید تھا اسلیے کہ وہ حقیقت قرآن اور نزول قرآن اور اوسکی
فصاحت و بلاغت سے خوب واقف تھا یعنی یہ سمجھتا تھا کہ یہ فصاحت و بلاغت حد معجزہ

کو پہونچی ہوئی ہے اور خود اقرار کرتا تھا کہ بشر کا کلام نہین ہے اور باوجود اسکے ابطال حقیقت
مین کوششین کرتا تھا اور اس کا فرشدید الکفر کی بہت سی اولاد ذکور تہین لیکن سات آدمی
بہت مشہور ہین اوّل ولید ابن الولید دوم حضرت خالد ابن الولید سیف اللہ یا اللہ
تو پاک ہے اور تیری قدرت کاملہ تک عقل بشر کو رسائی نہین کہان ولید سا کافر اور اسکا بیٹا
خالد سیف اللہ۔ اے پروردگار تو قادر علی الاطلاق ہے جو چاہا وہ کیا اور جو چاہے گا وہ کریگا
تعالی اللہ شانہٗ سوم عمارہ ابن الولید چہارم ہشام ابن الولید پنجم عاص ابن الولید ششم
قیس ابن الولید ہفتم عبد الشمس ابن الولید انمین سے چار شخص مشرف باسلام ہوئے۔ ولید۔
خالد۔ عمارہ۔ ہشام اور تین شخص کافر رہے۔ لیکن عمارہ کا اسلام باسناد صحیح ثابت نہین
ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ انکی شجاعت کے کارنامون سے اسلامی فتوحات کی کتابین بہری ہوئی
ہین آفتاب نیمروز کی طرح انکی سچی روایتین مشہور عالم ہین۔ یہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وآلہ و اصحابہ وسلم ہی کے حکم سے منصب امیر الامرائی پر مقرر ہوئی اور حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے آپکو خطاب سیف اللہ سے مخاطب فرمایا اور بعد تشریف بری
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین بہی
یہ عہدہ آپ کی ذات پاک سے مشرف یا تارہا فتوحات شام و عراق کے فاتح آپ ہی ہین
اور بیشتر مہم مرتدین کو آپ ہی نے انجام دیا ہے۔ مسیلمہ کذاب کے قاتل اگرچہ وحشی ہین جو حضرت
امیر حمزہ رضی کے قاتل ہین زمانہ کفر مین مگر اوس لشکر کے امیر حضرت خالد ہی تہے ولید بن الولید
یہ حضرت خالد رضی کے دوسرے بہائی ہین انکو انکے باپ ولید بن مغیرہ نے اسلام لانے کی
خبر سنکر مکہ معظمہ مین قید کیا تہا اسلئے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے
حضور مین حاضر ہونے پائین حضور پر نور نے انکی خلاصی کے واسطے نماز صبح مین قنوت فرمائی
اور بآواز بلند کہ جملہ حاضرین نماز نے سُنا مگر انکی رہائی کے بعد اوسے حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے ترک فرمایا اور یہ شخصی دعائین اسلام کے اوّل مین تہین اور بعد

شیوع اور غلبۂ اسلام کے ثابت نہین اور وہ قنوت یہ ہے اَللّٰھُمَّ اَنْجِ الولید بن الولید و عیاش بن ابی ربیعہ و سلمۃ ابن ہشام و المستضعفین من المؤمنین یہانتک کہ یہ لوگ اون ظالمونکے ہاتھہ سے رہا ہوکر فیض یاب صحبت بابرکت ہوئے - **ولید ابن مغیرہ** کو اللہ تعالیٰ شانہ نے مال بہی بہت دیا تہا یعنی مآل زراعت - مال مواشی - مال تجارت - کہ ان قسمون کے مال سے جو کچھہ حاصل ہوتا خرچ سے بہت زیادہ بلکہ بےانداز ہوتا تھا اسکے سوا قابلیت اور لیاقت شعر و سخن و تبحر و کمال ہرفن اللہ تعالیٰ شانہ نے اوسے عنایت کیا تہا اسی جامعیت کے سبب سے وہ ریحانۂ قریش کہلاتا تہا باوصف ان امور کے ایسا ناشکر گذار تہا کہ کبھی کلمۂ شکر زبان پر نہ لایا اور سوا بت پرستی یعنی عبادتِ لات و عزیٰ کے کسی اچھے کام مین مصروف نہوا آخر کار یہ نوبت پہونچی کہ پے درپے نقصان مال و جاہ لاحق ہونے لگا یہانتک کہ فقیر ہوکر مرا اور آخرت مین کندۂ دوزخ بنا اور ان شبہات واہیہ کو اللہ جل شانہ نے رفع کیا ہے اس واقع کو سورۂ **ذاریات** مین اوس پاک پروردگار تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ یعنی اسیطرح ان سے پہلون کو جو رسول آیا ہے کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ آیا یہی کہہ مرے ہین ایک دوسرےکو کوئی نہین پر یہ لوگ شریر ہین اور سورۂ طور مین ارشاد ہوتا ہے فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ - **ترجمہ** یعنی اب تو سمجھا کہ تو رب کے فضل سے نہ کاہن ہے - نہ مجنون کیا کہتے ہین یہ شاعر ہے ہم راہ دیکھتے ہین اسپر گردش زمانہ کی تو کہہ کہ تم راہ دیکھو کہ مین بہی تمہارے ساتھہ تمہاری راہ دیکھتا ہون **روایت** صحیح ہے کہ عروہ ابن زبیر نے عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص سے پوچھا کہ مجھکو خبر دے اوس سخت تکلیف سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو قریش سے پہونچی تہی اوسنے کہا کہ ایک دن قریش صحن کعبہ مین تھے اور مین بہی وہین تھا

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ واللہ ہمنے کبھی ایسا صبر نہین
کیا جیسا اب کرتے ہین یعنی جو کچھہ چاہتے ہین محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہمکو ہمارے
باپ دادا کو کہتے ہین اور ہمارے دین کو برا جانتے ہین استنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم تشریف لائے اور طواف کعبہ مین مشغول ہوئے تو اثناے طواف مین قریش پر بہی گذر ہوا قریش نے
ایک بات سخت ایسی کہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کا چہرۂ مبارک مین نے متغیر دیکھا پہر دوسرے اور تیسرے
طواف مین بہی وہی کلام کیا تیسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کھڑے ہوکر ارشاد کیا کہ اے
قریش سنو اور خوب متوجہ ہوکر سنو مین تمپر ذبح لایا ہون اگر میرا کلام نہین سنتے اور میری متابعت نہین کرتے
تو مین تمکو بکری کیطرح ذبح کرونگا اور تم آگاہ ہوجاؤ کہ میری لڑائی مین تم سب برباد اور خانہ خراب ہوجاؤگے
اس کلام کے سنتے ہی سب کی آوازین بند ہوگئین اور بدن پر لرزہ پڑگیا آخر معذرت پیش آئے۔ دوسرے دن پہر سب
جمع ہوئے تو اوسوقت ہی مین موجود تہا پہر آنحضرت تشریف لائے اور طواف مین مشغول ہوئے کہ یکبارگی سب کافر ہلہ کرکے حضور
پرنور پر کتون کی طرح دوڑ پڑے اور کہنے لگے کہ تو ہی ہمارے اور ہمارے بتون کے
حق مین بدزبانیان کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ہان ہان وہ
مین ہی ہون اوسوقت ایک کافر نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک کا کنارہ پکڑا
اور گردن مبارک پر ڈالکر کھینچنے لگا کہ حضور پرنور کی سانس رکنے لگی حضرت سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھتے ہی دوڑ پڑے اور کافرون سے حضور پرنور کو چھوڑایا
وہ لوگ حضرت صدیق اکبر سے لپٹ گئے اور مارنے لگے یہانتک کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر
بیہوش ہوگئے اور آپ کے سر مبارک کے بال ٹوٹ گئے اور بہت چوٹ آئی تو بنو تمیم نے چھوڑایا
جب تھوڑی دیر مین ہوش آیا تو کہنے لگے اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ
جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ۔ یعنی تم ایسے شخص کو قتل کیا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب
اللہ ہے اور تمہارے پاس خدا کی نشانیان لایا ہے صحیح بخاری مین روایت ہے ابن عمر
سے کہ وہ کافر عقبہ ابن معیط تہا اور تکلیف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو غش آگیا

تہا اور حضرت صدیق نے حالت بیہوشی مین چھوڑ ایا ہے **فضیلت صدیق اکبر رضہ** ارباب **تحقیق** فرماتے ہین کہ مومن آل فرعون سے حضرت صدیق اکبر افضل تہے اس لیے کہ اوسنے زبان ہی سے حضرت موسی کی خدمت کی تہی اور حضرت صدیق اکبر نے زبان اور ہاتھ سے کی اور قول اور فعل سے نصرت کی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جو فوقیت کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے ساتھ تہی وہ انہین جان نثاریون سے ظاہر ہے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ یہی واقعات اپنی چشمان مبارک سے ملاحظہ فرماکر سیدنا صدیق اکبر کی اشجعیت کے قایل تہے۔ عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بیت اللہ کے نزدیک نماز مین مشغول تہے اور اس امت کا فرعون یعنی ابوجہل ملعون ایک جماعت قریش کے ساتھ بیٹہا ہوا تہا اوسنے قوم سے کہا دیکہو یہ کیا کر رہا ہے کوئی ایسا ہے کہ فلان مقام سے اونٹ کا شکنبہ یعنی اوجہ اوٹہا لائے اور جب یہ مرد سجدے مین جاے تو اسکے شانون پر رکہدے عقبہ علیہ اللعنۃ گیا اور اونٹ کا شکنبہ اوٹہالایا جب حضور پُر نور سجدے مین گئے تو اوس ملعون نے وہ شکنبہ حضور پُر نور کے دونون شانون کے بیچ مین رکہدیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سجدے ہی مین رہگئے اور سر مبارک نہ اوٹہایا اور جماعت قریش تمسخر کرنے لگی ایک دوسرے کو کہتا کہ یہ کام اسنے کیا ہے یہانتک کہ حضرت **خاتون قیامت** سیدۃ النسا فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خبر ہوئی وہ تشریف لائین تو اوسی حال مین حضور پُر نور کو سجدے مین پایا اور اوس آلایش کو جدا کرکے کافرون کو ملامت کی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اونکے واسطے دعاے بد فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ اس کلمہ کو حضور پر نور نے تین بار فرمایا پہر نام لیکر فرمایا اللھم علیک بابی جہل ابن ہشام و عتبۃ ابن ربیعہ و شیبۃ ابن ربیعہ و ولید ابن عتبۃ و امیۃ ابن خلف و عقبہ ابن معیط و عمارہ ابن الولید رواہ الشیخان عن عبداللہ ابن مسعود۔ پس عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہین کہ واللہ جس جس کا نام حضرت نے دعا مین لیا تہا

وہ جنگ بدر مین مارا گیا امیہ ابن خلف مردود حضور کے دست مبارک سے زخمی ہو کر مکے مین آیا اور مر گیا۔ عمارہ کے نام مین شک ہے۔ مؤلف مشارق الانوار کے نزدیک یہی شخص تھا جسکو راوی بھول گیا مگر اس قول پر وثوق نہین کیونکہ عمارہ بن ابو لیید کی موت مورخین نے حبش مین بیان کی ہے شاید کوئی اور کافر ہوگا جسکا نام حضور پر نور نے لیا مگر راوی بھول گیا **ابن اسحٰق** فرماتے ہین کہ جب قریش کو حضرت پر کچھ دست رس نہوئی تو باہم یہ عہد و پیمان کیا کہ جو کوئی مسلمان بے قوم و قبیلہ اور درماندہ و عاجز ہو اوسکو ایذائین دو تاکہ اورون کو عبرت ہو چنانچہ حضرت عمار ابن یاسر اور اونکی والدہ اور ہمشیرہ کی تکلیف دہی مین مشغول ہوئے ایک دن گرم ریت پر لٹائے مار رہے تھے اور وہ مظلوم آہ و بکا اور گریہ و زاری کر رہے تھے۔ اتفاقاً حضور پر نور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سیدنا و مولانا **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا گذر اوسطرف سے ہوا آپ کی خاطر مبارک بہت غمگین ہوئی آپ نے فرمایا **اِصْبِرُوْا یَآ اٰلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدُکُمُ الْجَنَّۃُ** آخرکار ابو جہل مردود نے یاسر و سمیہ کو مارتے مارتے مار ڈالا کہ ابتدائے اسلام مین درجہ شہادت انہین کو نصیب ہوا سمیہ دختر خیاط معتقہ ابو حذیفہ تہین اور مہاجرین اولین کے ساتھ حبش کو تشریف لیگئین تہین جب وہان سے مراجعت کی تو اس مردود نے ہلاک کیا۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ آپکے قُبُل یعنی پیشاب گاہ مین نیزہ مار لعنۃ اللہ علیہ وعلی من تبعہ۔ اور انکے سوا حضرت بلال رض کو بڑی تکلیفین دین۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے دردناک حالات

حضرت بلال رض عاشق خدائے ذو الجلال۔ امیہ ابن خلف کے غلام تھے اور مخفی طریقہ سے زیور ایمان اور لباس ایقان سے آراستہ و پیراستہ ہو چکے تھے اور عبادت حق حسب فرمودہ رسول برحق کیا کرتے تھے جستہ جستہ یہ خبر ابن خلف ناخلف کو پہونچی اوسنے اپنی خدمت سے آپ کو جدا کیا اور کلید خزانہ و بت خانہ آپ سے چھین کر دوسرے غلام کے سپرد کی اور بلال رض سے پوچھنے لگا کہ تو کس کی پرستش کرتا ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ مین حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے خدا پر ایمان لایا ہون وہ یہ سنتے ہی شعلہ آتش کی طرح بہڑک اوٹھا اور بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو اس مذہب سے دست بردار ہو نہین تو مارا جائیگا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مرنا گوارا ہے مگر یہ نہین ہوسکتا کہ مین اس پاک مذہب سے توبہ کرون پس پہر کیا تہا یہ جواب سنتے ہی حضرت بلال رضؓ کی تعذیب پر آمادہ ہوگیا اور غلامون کو حکم دیا کہ ہر صبح بلال رضؓ کو ببول کی خاردار چہڑیون سے خوب مارا کرو کہ تمام بدن اوسکا مجروح ہوجاے اور جب آفتاب خوب گرم ہوجاے تو اسکو دہوپ مین چت لٹا کر تمام بدن کو پتہر کے گرم ٹکڑون سے چہپا دو تا کہ زخم پر اوس کے چپکنے لگین اور گرداگرد آگ روشن کردیا کرو کہ حرارت بالاے حرارت پہونچتی رہے اور جب شام ہوجاے تو ہاتہہ پاؤن باندہ کر اندہیری کوٹہری مین بند کردیا کرو جب تک یہ اس نئے مذہب سے توبہ نکرے اسی عذاب مین مبتلا رکہو ؎

عاشقی رنج است ومردان را بسینہ راحتے	سلسلہ بند است شیران را گرون زیور است

یہان دل مین وہ حرارت عشق موجود ہے کہ سب حرارتین اوسکے سامنے برف آب سے زیادہ ٹہنڈی ہین حضرت بلال رضی اللہ عنہ پکار پکار کر فرما رہے ہین **اَحَد اَحَد** یعنی میرا معبود ایک ہے وہی تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اوسکے مثل کوئی شے نہین نہ کوئی تشبیہ اوس تک پہونچے نہ کوئی صفت۔ کچہہ عرصہ تک یہ ایذا دہی قایم رہی مگر عشق خدا سے لایزال اونکے دل مین ایسا جاگزین تہا کہ اوسنے اپنی جگہہ نچہوڑی وہ اپنے خدا کے عشق مین محو ہوتے کہان کی حرارت آتش اور کہان کی زخمون کی ایذا جسن قادر علی الاطلاق نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وہ آتش گلزار کردی تہی اوسی قادر توانا نے انکی آگ کو بہی انکے بدن پر سرد کردیا تہا ایک روز شب کے وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا گزر اوس گہر کی طرف سے ہوا جسمین حضرت بلال رضی اللہ تعالے عنہ بند تہے اور اَحَد اَحَد پکار رہے تہے آپکے گوش مبارک مین جو یہ آواز ایک سچے عاشق خدا

کی پہونچی تو اوسنے آپکے دل مبارک کو بیقرار کر دیا ایک تو سچے عاشق کی آواز دوسرا ایسے صدمہ کے وقت کی جو کچھہ اوسکا اثر ہوسکتا ہے ہر آدمی اسکو جانتا ہے آپ وہان ٹھیر کر اوس آواز کو سننے لگے اور لوگون سے پوچھا کہ اس گھر مین کیا ہوتا ہے جو واقف راز تھے اونہون نے **حضرت بلال رضی اللہ عنہ** کا دردناک واقعہ مفصل کہہ سنایا حضرت صدیق رضؓ سے عاشق کا دل اور بیتاب ہو جاے اسکے کیا معنی جتنی چیزین دنیا مین نازک پیدا کی گئی ہین اون سب سے بہت زیادہ **نازک عاشق کا دل** ہے اور اون نازک دلون مین اور سب سے زیادہ **حضرت صدیق اکبر کا دل** تھا رضی اللہ تعالی عنہ ایک عاشق کا شعر ہی اوس نے ایک مصرعہ اپنے واسطے کہا ہے اور ایک مصرعہ اپنے محبوب خوش اسلوب کے واسطے ہ

سراپا مین صعوبت کش مگر نازک ہے دل میرا	وہ سر سے پاون تک نازک مگر اک دل ہی ہے پتھر

اوسوقت تو آپ اپنی دولت سرا مین تشریف لاے مگر تمام رات حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ سے دس حصہ زیادہ بیقرار رہے صبح ہوتے ہی آپ اوس یہودی بے بہبود یعنی اُمَیّہ بن خلف کے مکان پر تشریف لائے اور اوس خدا ناشناس کو نصیحت فرمائی کہ او سنگدل خدا سے ڈر اور اللہ کے بندون پر ناحق ظلم نکر اوسنے سچا دین اختیار کیا ہے اسکو غنیمت سمجھہ اور اوسکے ساتھہ باحسان پیش آ اگر یہ احسان آخرت مین تیرے کام آئے گا اور قیامت کی سختیون سے بچائے گا اوس مردود نے یاوہ گوئی کی کہ آخرت کہان ہے اور کیونکر معلوم ہوا کہ یہ دین سچا ہے اور اگر ہم مان بھی لین کہ یہ دین سچا اور آخرت مین یہان کی نیکیون کا اجر ملے گا تو مجکو یہین کس چیز کی کمی ہے جو وہان کی محض خیالی وہمی چیزون پر فریفتہ ہو جاون حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ سُن ہر شے کے واسطے ظاہر و باطن ہے یہ مسئلہ مسلم ہے یا تجھے اسمین کچھہ اختلاف ہے اس حکیمانہ تقریر کا اوسکے پاس سوا اسکے اقرار کے اور کیا جواب تھا اوسنے کہا ہان ہے آپنے فرمایا کہ یہ عالم شہادت جو ہمارے پیش نظر ہے عالم ظاہر

ہے یا باطن اوسنے کہا کہ ظاہر ہے حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اسکا کوئی باطن ہونا چاہیئے یا نہین بس سکوت کے سوا کیا جواب تھا آپ نے فرمایا کہ تجھے اب یہ بھی ماننا پڑیگا کہ اوس عالم باطن کے بھی دنیا مین دیکھنے والے موجود ہین یہ باتین خیالی نہین ہین تو بلال رضی اللہ عنہ کی حالت کو دیکھ اور غور کر کہ اسکی عقل کا اندازہ کتنا ہے ایسا آدمی خیالی باتون پر فریفتہ نہین ہوا کرتا جب تک وہ کچھ نہ کچھ آنکھون سے دیکھ نہ لے اقرار نہین کرتا آخر کو جب وہ نامعقول معقول ہوگیا تو جل کر کہنے لگا کہ مجھے تیرے حکمی مسائل سے کچھ غرض نہین تیرا دل اسکے مصائب دیکھنے کا متحمل نہین ہے تو تو اسے خرید لے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اچھا مین طیار ہون اسکے عوض مین تو جو طلب کرے گا مین دونگا اوسنے کہا کہ تو اسکو نہ خرید سکے گا آپ نے فرمایا کہ اللہ میری مدد فرمائے انشاء اللہ تعالی مین اسے ضرور خریدون گا — اوسنے کہا کہ اچھا تو اپنا نسطاس غلام رومی جسکے پاس دو ہزار کا سرمایہ بھی ہے مجھے دو اور اس حبشی غلام کو لے لو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً رضامندی ظاہر کر کے بیع کامل کرلی کہ مبادا یہ اپنے قول سے پھر نہ جائے یا بلال رضی اللہ عنہ اوس قید و ضربات کے صدمہ سے مر نجائین جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لیکر چلے ہین تو وہ کافر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ صدیق رضی اللہ عنہ باوجود اس فطانت و زیرکی کے اس مقام پر دہوکھا کہا گیا مین تو بلال رضی اللہ عنہ کو ایک دانق کے بدلے بھی نہ لیتا دانق درم کا چھٹا حصہ ہے - اوسکا یہ کلام سنکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے بے وقوف اس غلام کا یہ رتبہ ہے کہ اگر تو اسکے بدلے مین تمام زمین کی بادشاہی مانگتا اور وہ میرے قبضہ مین ہوتی تو مین بے تکلف بے سوچے سمجھے دیدیتا اور اسے لیتا صدیق رضی اللہ عنہ اکبر کو اسی تصدیق نے صدیق اکبر کیا یہ بلال رضی اللہ عنہ کے ایمان کی تصدیق نہین ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہے اور آپکے ارشادات کا ایقان ہے ؎

•	تصدیق نخستین ز دل صدیق است	

الغرض حضرت صدیق اکبرؓ بلال رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر لائے اور تمام احوال گذشتہ عرض کیا اور پہر حضور پُرنور مین دست بستہ عرض کی کہ آپ گواہ رہیے کہ مینے بلالؓ کو اللہ تعالی شانہ کی رضامندی کے واسطے آزاد کیا -

بلال رضی اللہ عنہ کی آزادی اور حضور پُرنور کی مسرت جب حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین آکر آزاد کیے گئے مین تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہت خوش ہوئے اور بلال رضی اللہ تعالی عنہ فارغ البال ہوکر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت کرنے لگے سُبحان اللہ وَبِحمدِہٖ

مالدار ہو تو ایسا ہو اور مال ہو تو ایسا ہو - مکہ معظمہ کے دو مالدار آدمی اور اونکی دولت کا صرف مکہ معظمہ کے رئیسون مین سے دو آدمی بڑے مالدار تہے ایک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ - اور دوسرا آدمی اُمیّہ ابن خلف یہ وہی شخص ہے کہ حضرت بلالؓ جسکے غلام تہے ان دونون کا معاملہ مال کے صرف کرنے مین مختلف ہوا - اُمیّہ نے بارہ غلام لئے اور ہر ایک کو تربیت کرکے ایک ایک کام مین لگا دیا کسیکو کاشتکاری کی تعلیم کی اور کسیکو باغبان اور میوہ جات کی حفاظت اور کسیکو قیمتی اموال کی تجارت - کسیکو فن تعمیر - غرضکہ اسی طریقہ سے اوسنے بہت مال جمع کرلیا تہا مگر اس ثروت کے ساتہہ بہی محتاج اور فقیر کو ایک حبّہ بہی نہ دیتا تہا اور اگر اوسکا غلام کسی محتاج کو کچہہ دیتا تو وہ اوس سے ناراض ہوکر اوسکے عہدہ سے معزول کر دیتا - اور اگر قوم کا آدمی اوسے کچہہ نصیحت و پند کرتا اور آخرت کا ذکر آتا تو کہتا کہ اوّل تو آخرت کا وجود نہین ہے اور اگر بفرض محال ہے بہی تو مجہکو اوسکی ضرورت نہین لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **حضرت صدیق اکبرؓ کا مال اور اوسکا صرف** یا اللہ تو مجیب الدعوات ہے تیرے آگے کوئی مشکل مشکل نہین ہے اگر تو ہم مسلمانون کو دولت عنایت فرمائے تو ایسی ہی پاک دولت عطا فرما کہ جیسی حضرت صدیق اکبرؓ کو دی تہی اللہم آمین تاکہ اوس کا بہی صرف ایسا ہی ہو -

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتداے زمانہ اسلام سے کہ مسلمان نہایت ضعیفی اور شکستگی کی حالت مین تھی اپنے مال کو اللہ تعالیٰ شانہ کی رضا مندی مین صرف کیا یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مصارف مین اور مسلمانون کی آزادی مین یا اور کسی نیک کام مین صرف کیا اور ذخیرہ آخرت کا جمع کر لیا جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاملہ مین ظاہر ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور بعض کے نزدیک ابو عبداللہ کی اور بعض کے نزدیک ابو عبدالکریم ہی اور بلال رضی اللہ عنہ کے باپ کا نام رباح ہے اور انکی والدہ کا نام حمامہ ہے اور انھین کے ہاتھ امیہ بن خلف جمحی غزوہ بدر مین مارا گیا اور حضرت بلال رضی سخت گندمی رنگ طویل القامت اور کثیر الشعر تھے ساٹھ برس پر ا یتے ستر برس کی عمر مین سنہ ۲۰ بستم ہجری مین مقام دمشق مین وفات پائی انکے فضائل بہت ہین اور بڑی تعریف انکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ سابقین چار ہین۔ مین سابق عرب ہون اور بلال رض سابق حبشہ اور صہیب سابق روم اور سلمان سابق فرس اور یہی حضرت نے فرمایا کہ بلال رض کو مینے اپنے آگے بہشت مین دیکھا۔

حضرت مولانا ے روم قدس سرہ نے حضرت بلال رض کا واقعہ مثنوی شریف مین نظم فرمایا۔ ناظرین کتاب کے ملاحظہ کے لیئے یہان درج ہوتا ہے

مثنوی

تن فدا ے خار میکرد آن بلال	خواجہ اش میزد براے گوشمال
کہ چرا تو یاد احمد میکنی	بندۂ بد منکر دین منی
میزد اندر آفتابش او بخار	او احد میگفت بہر افتخار
تا کہ صدیق آن طرف میگشت تفت	ان احد گفتن بگوش او برفت
چشم او پر آب شد دل پر عنا	زان احد می یافت بوی آشنا
بعد ازان خلوت بدیدو پند داد	کز جہود ان خفیہ میدار اعتقاد

عالم السّر اوست پنہان دار کام ‌ گفتمت کردم تو پیشت اے ہمام

حضرت صدیق اکبرؓ کا دل مبارک جو اس واقعہ سے دردآگین ہوا تو آپ نے حضرت بلالؓ کو خلوت میں نصیحت کی کہ اے بلال اللہ تعالیٰ شانہ عالم السّر ہے وہ باطن کے حالات کو جانتا ہے جب تک تیرے واسطے کشود کار کا وقت نہ آئے تو اپنے اعتقاد کو مخفی رکھ حضرت بلالؓ نے آپکے ارشاد کو قبول کیا لیکن جب عشق عاشق کے دل کے پردوں میں گھر کر لیتا ہے پھر اس سے پردہ نشینی محالات سے ہے اگرچہ زبان حضرت بلالؓ کی اقرار کر چکی تھی مگر دل چپکے سے یہ کہہ رہا تھا ؎

عاشق سے بھی ہوتا ہے کہیں صبر و تحمل ‌ وہ بات تو کہتا ہے جو آتی نہیں مجھکو

روز دیگر از پئے صدیق تفت ‌ ؎ آن طرف از بہر کارے می برفت
باز آحد لبشنید و زخم ضرب خار ‌ بر فروزید از دلش شور و شرار
باز پندش داد و باز او توبہ کرد ‌ عشق آمد توبۂ او را بخورد
توبہ کردن زین نمط بسیار شد ‌ عاقبت از توبہ او بیزار شد
فاش کرد اسپرد تن را در بلا ‌ کاے محمدؐ اے عدوے توبہ ہا
اے تن من وے رگ من پر ز تو ‌ توبہ را گنجا کجا باشد درو
توبہ را زین پس ز دل بیرون کنم ‌ از حیات خلد توبہ چون کنم
عشق قہار است و من مقہور عشق ‌ چون قمر روشن شدم از نور عشق
برگ کاہم پیش تو اے تند باد ‌ من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد
گر ہلالم ور بلالم می دوم ‌ مقتدی بر آفتابت مے شوم
ماہ را با زفتی و زاری چہ کار ‌ در پئے خورشید پوید سایہ دار
کاہ برگے پیش باد آنگہ قرار ‌ رستخیزے آنگہانے فکر کار
گربہ و را بنام اندر دست عشق ‌ یکدمے بالا و یکدم پست عشق

اوہمی گرداندم برگرد سر — نے بزیر آرام دارم نے زبر

عاشقان در سیل تند افتادہ اند — بر قضاے عشق دل بنہادہ اند

باز آمد شاہ ما در کوے ما — باز آمد آب جان در جوے ما

می خرامد بخت و دامن میکشد — نوبت توبہ شکستن میرسد

توبہ را بارِ دگر سیلاب برد — فرصت آمد پاسبان را خواب برد

ہر خماری مست گشت و بادہ خورد — رخت را امشب گرو خواہیم کرد

زان شراب لعل دلعل جانفزا — لعل اندر لعل اندر لعل ما

باز خرم گشت و مجلس دلفروز — خیزد دفع چشم بد اسپند سوز

نعرہ مستانہ خوش مے آیدم — تا ابد جانان چنین مے بایدم

تنگ ہاے بابلاے یار شد — زخم خارِ او گل گلزار شد

گر ز زخم خار تن غربال شد — جان بجسم گلشن اقبال شد

تن بہ پیش زخم خارِ آن جہود — جان من مست و خراب آن ودود

بوے جانے سوے جانم میرسد — بوے یار مہربانم میرسد

المختصر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے بلال رض کی توبہ سے ہاتھ دہویا اوران کا سب مفصل حال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین عرض کیا اوراونکو اوس یہودی سے خرید کرکے آزاد کردیا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی مسجد مبارک کا موذن انکو مقرر فرمایا اوراونکے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا تھا جیسا کہ اپنی اولاد سے کرتے ہین مسلمانون کے مذہب مین یہ حکم بڑی تاکید کا ہے کہ غلامون کو تکلیف ندو اور غلامون کے آزاد کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے عرب بات بات مین لونڈی غلام آزاد کیا کرتے تھے جب اون غلامون کو جو حیوانی حالت مین خریدے جایا کرتے تھے مہذب ہوکر حیوان سے آدمی ہوئے تو آزاد کردیا یہ تو اونکے ساتھ کمال احسان ہوا کرتا تھا عرب کی غلامی سے ہزارون حبشی آدمی

ہو گئے ٥

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم		چشمۂ آفتاب را چہ گناہ	

الغرض اسی طرح کے سات نفر غلام وکنیز اور بھی مبتلا ے بلا تھے اونکو بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافرون سے خرید کرکے آزاد کردیا ازانجملہ **عامر بن فہیرہ** تھے کہ انکو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رطل سونا دیکر بنی جذعان سے مول لیا اور اللہ کے واسطے آزاد کیا یہ ہجرت کے روز حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہمراہ تھے اور بیر معونہ کے روز شہید ہوئے یہ بڑے اولیا اللہ سے تھے اور انہین مین سے زنیرہ تہین کہ بڑی ایمان داری بین کافرونکی تکلیف دہی مین بسر کرتی تہین جب انکو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مول لیکر آزاد کیا ہے تو انکی آنکھین جاتی رہین تو ان کے سابق مالکون نے طعنہ دیکر کہا کہ لات وعزیٰ کا کرشمہ دیکھ لیا آپ نے فرمایا کہ تمہارا خیال ہے اور غلط خیال ہے ان بتون کو نفع وضرر پہونچانے کی طاقت نہین ہے یہ تو اپنی جگہہ سے حرکت نہین کرسکتے انمین روح نہین ہے چل پہر نہین سکتے ہاتہہ پاون حرکت نہین کرتے جو انکو پوجتے ہین وہی جہان چاہین اوٹھا کر رکہدین آدمی کے ہاتہہ کے بنائے ہوئے ہین آدمی ہے جو ذی شعور ہے یہ بات کس قدر حیرت ناک ہے کہ ایک پتھر پر ہزارون چوٹین مار کر ایک صورت درست کرین اور پہر اوسکے آگے ناک رگڑنے لگین مین ان تراشیدہ پتھرون کی مورتونکی معتقد نہین ہون میرا خدا تو واحد لاشریک ہے پرستش کے قابل وہی ہے اوسکو بقا ہے اور تمام جہان فانی ہے خداوند تعالیٰ شانہ نے انکو صحت دی اور بصارت انکی عود کرآئی اور انہین مین سے نہدیہ اور اونکی بیٹی ہین یہ دونون بنی عبدالدار کی ایک عورت کی لونڈیان تہین وہ عورت ان دونون کو نہایت ایذا دیتی تہی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خبر سُنکر اوس عورت کے پاس گئے اور اوس کو بہت نصیحت کی اور کہا کہ جو کچھ قیمت ہو مجھسے لے اور ان دونون کو مجھے دیدے چنانچہ جو کچھ قیمت اوس نے مانگی آپ نے

بے عذر دیدی اور حضرت صدیق رض نے ان دونون عورتون سے کہا کہ خوشخبری ہو تمہین بیٹے
تم دونون کو مول لیکر اللہ کی راہ مین آزاد کیا اوٹھو چلو وہ آٹا پیس رہی تہین کہنے لگین کہ ہمنے
ایک مدت تک اس بی بی کا نمک کہایا ہے ہم اسکا کام اوہورا چھوڑینگے حضرت صدیق اکبر رض
نے اوسکی بہت تعریف کی اور اجازت دی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہٖ دنیا مین حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا سانبی پیدا نہوا اور حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کا سا جان نثار صحابی پیدا نہوا حق تو یہ ہے کہ ایسے نبی کو ایسے ہی صحابی کی
ضرورت تہی اے پروردگار تو سچا اور تو نے اپنے رسولون کو خصوصاً حضرت
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو سچا پیدا کیا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کو تو نے وہ آل پاک عنایت کی کہ جنکا سلسلہ نسب قیامت تک منقطع نہوگا
اور اصحاب وہ بخشے کہ جو آسمان اسلام کے روشن ستارے ہین خصوصاً حضرت صدیق اکبر رض
جنکی مردون مین تصدیق پہلے اور جنکے پاکیزہ مال نے اسلام کو ہر زمانہ مین مدد دی چنانچہ ابتدا
زمانہ اسلام مین جو مدد پہونچی وہ اسی مقام پر موجود ہے اور اکثر جہاد مین جو اپنی مالی مدد فرمائی ہے
پوشیدہ نہین تعمیر مسجد نبوی زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً کے وقت جو مدد فرمائی ہے وہ
بہی اسی کتاب کے پہلے حصہ مین موجود ہے انہین مین سے ایک عورت بنی مومل کی لونڈی
تہی یہ بہی بنی عدی کا ایک فرقہ ہے اوس عورت کو لوگ بہت اذیتین دیتے تہے حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اوسے بہی خرید کر کے آزاد کیا حضرت ابو عبیدہ کو بہی خرید
کر کے آزاد کیا اور سوا اسکے جنکا مذکور ہوا ہے اور بہی بہت غلامون کو آزاد کرایا ہے
روایت ہے کہ جب آپ کا بہت مال غلامون کے آزاد کرانے مین صرف ہوا تو آپکے
والد بزرگوار حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے ابوبکر ان لوگون کے
آزاد کرنے سے کیا فائدہ ہے اگر جیت وچالاک غلام لیکر آزاد کرتے تو کسی وقت ہماری یہ
معین ومددگار ہوتے حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ اِنَّمَا اُرِیْدُ مَا اُرِیْدُ ہٖ پہر آیہ

قرآن شریف مین نازل ہوئی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ
لِلْیُسْرٰی ترجمہ پس جس نے دیا اور ڈر رکہا اور سچ جانا بہلی بات کو تو ہم رفتہ رفتہ پہونچا دینگے
اوسکو آسانی مین اور یہ آیت بہی نازل ہوئی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰٓی اِلَّا
ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّہِ الْاَعْلٰی وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ترجمہ اور کسیکا نہین اسپر
احسان جسکا بدلا دے مگر رضامندی اپنے پروردگار کی جو سب سے اوپر اور آگے ہی وہ راضی
ہوگا۔ **تفسیر** پہلی آیت کی۔ پس جس شخص نے دیا اپنا مال راہ خدا مین اور پرہیز کیا
شرک اور کبیرہ گناہون سے اور بہت تصدیق کی نیک کلمہ کی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
سے مفسرین فرماتے ہین کہ یہ سورت کچہہ تو حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی شان
مین ہے اور کچہہ اُمیّہ بن خلف یا ابو جہل کی کیفیت مین ہے **کشف الاسرار** مین ہے
کہ دو آدمیون کی شان مین یہ سورت ہے ایک **اتقی** جو صدیقون کا پیشرو ہے اس
امت مین سے یعنی **ابو بکر صدیق** رضی اللہ تعالی عنہ۔ دوسرا **اشقی** یعنی بڑا
شقی کہ پیشوا زندیقون کا ہے اہل ضلالت مین سے یعنی ابو جہل اور ابتدا سے سورہ
مین خداوند تعالی شانہ نے جوراتِ اور دن کی قسم کہائی ہے اوسمین اشارہ ہے اشقی کی ظلمت
اور اتقی کی نورانیت کی طرف یعنی شب ضلالت مین کسی کو وہ گمراہی نہ تہی جو ابو جہل کذاب
شقی کو تہی۔ اور روز دعوت مین کسی کو وہ نور ہدایت ظاہر نہوا جو **خلیفہ اول صدیق**
اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو ہوا لکہا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُمیّہ بن خلف کے غلام
تہے وہ کافر انکو طرح طرح کی تکلیفین پہونچاتا تہا اور کہتا تہا کہ اسلام سے پہر جا مگر ہر وقت حضرت
بلال رضی اللہ عنہ کے دل مین محبت کی آگ بہڑکتی ہی جاتی تہی ایک روز خلیفہ اوّل صدیق اکبر
رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکہا کہ اُمیّہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو جلتی ہوئی ریگ پر ڈالدیا ہے
اور گرم پتہر اونکے سینۂ مبارک پر رکہہ دیے ہین اور وہ اس حالت مین بہی اَحَدٌ اَحَدٌ کہہ
رہے ہین یہ واقعہ دیکہکر حضرت صدیق اکبر بیقرار ہوگئے اور کہا اے اُمیّہ افسوس ہے

تجہپر اس خدا کے دوست کو کیا تنک عذاب کرے گا امیہ نے کہا کہ اے ابوبکرؓ اگر تمکو
اوس سے محبت اور دلسوزی ہے تو اوسکو مجھسے خرید لو آپ نے اوس سے پوچھا
کہ کتنے کو فروخت کرے گا اوس نے کہا کہ نسطاس رومی سے بدلتا ہون یہ شخص
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام تہا اور دس ہزار دینار قیمت مل سکتی تھی اور حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اوس سے کہہ دیا تہا کہ اگر تو ایمان لائیگا تو جو مال کہ تیرے
پاس ہے اور تو اوس سے تجارت کرتا ہے تجہے بخشدونگا مگر وہ مسلمان نہین ہوتا تھا
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل اوس سے رنجیدہ تہا جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
نے یہ کلمہ امیہ سے سُنا آپ نے فوراً نسطاس رومی کو مع اوسکے سب مال کے امیہ
کے حوالہ کیا اور حضرت بلالؓ کو لے لیا اور اوسیوقت اللہ کی راہ مین آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ
شانہ نے یہ سورت نازل فرمائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سیرت سے خبر دی -
بعض کفار کہتے تہے کہ بلالؓ کا کچھ حق ابوبکرؓ کے ذمہ تہا اس سبب سے حضرت صدیقؓ
نے اونکو خرید کرکے آزاد کیا اسکی پروردگار تعالیٰ شانہ نے نفی فرمائی کہ کافر جھوٹے ہین
اوسکے ذمہ کسیکا حق نہین ہے وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝ إِلَّا
ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۝ اور نہین کسیکا اوسپر احسان
جسکا بدلا دے مگر چاہکر موُنہہ اپنے رب کا جو سب سے اوپر اور آگے ہی وہ راضی ہوگا -
القصہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اکثر مال ایسے نیک کامون مین صرف ہو چکا
تو اب فقط چالیس ہزار درم سرمایہ رہا اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم اور دوسرے
مسلمانون پر حسب ارشاد فیض بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نثار کر دیا
اب بھی چھہ ہزار درم باقی رہے اوسکو سفر ہجرت اور تعمیر مسجد نبوی مین صرف کر دیا یہی
وجہ تھی کہ حضور پُر نور فرماتے تہے کہ جیسا ابوبکرؓ کے مال نے مجھے فائدہ دیا ایسا کسیکے
مال نے مجھے فائدہ نہین دیا کیونکہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب

اور عبدالمطلب کا مال تو حضرت کی خاص ضرورتون اور صلہ رحم اور مہمانون کی ضیافت اور محتاجون کی اعانت مین صرف ہوا اور حضرت ابوبکرؓ کا مال خاص شوکت اسلام اور اعانت خلائق اہل اسلام مین صرف ہوا پس ان دونون مصرف مین فرق بین ہے۔ **حضرت صدیق اکبرؓ کی فضیلت اور اونکا تواجد رضی اللہ عنہ سبحان اللہ وبحمدہٖ**

ایمان والے مالدار اس شان سے تہیدست ہوتے ہین جب سب مال حضرت صدیقؓ اکبر کا صرف ہوچکا تو اب کچھہ اونکے پاس نرہا تو ایک روز آپ کمل کا کرتہ پہنے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوے اوسوقت حضرت جبریل علیہ السلام حاضر مجلس تھے آپنے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا کہ صدیقؓ تو بڑا مالدار تھا اسکا کیا حال ہوگیا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ نے ارشاد فرمایا کہ اسنے اپنا سب مال مجھپر صرف کیا جبریلؑ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے ابوبکر کو سلام کہا ہے کہ ہم سے کیسی محتاجی مین بہی مجھسے راضی ہو حضرت صدیقؓ اکبر یہ کلام سنکر وجد مین آئے اور تواجد کیا اور بار بار یہ فرماتے تھے کہ آنا عن ربی راض انا عن ربی راض اسیکا اشارہ کلام پاک مین ہے وَلَسَوْفَ يَرْضٰی۔

یہ پہلا تواجد ہے جو اسلامی دنیا مین واقع ہوا ہے اور اس سے پہلے جو تواجد پایا جاتا ہے وہ **تواجد ابراہیمی** ہے فرشتے اللہ کا نام خوش الحانی سے پڑہتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تواجد فرماتے تھے جب فرشتے چپ ہوجائین تو فرمائش ہوکہ ایک بار تو میرے مالک کا نام ارشاد و فرشتے طالب انعام ہون اور ادہر بخشش کا دروازہ کھلجائے چند بار مین تمام گھر بار دیدیا اور تواجد کا سلسلہ کم نہوا آخر بڑی مشکل سے غریب فرشتے اپنی جان بچاکر بہاگے ورنہ **خلیل اللہ** کا سلسلہ تواجد تا بقیامت ساکن نہوتا خلیل اللہ کی سنت حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو پہونچی اور حضرت صدیقؓ اکبر کی سنت تمام اولیاے امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پہونچی اور انشاءاللہ تعالی یہ سنت تاقیام قیامت باقی رہے گی۔

الغرض جب کفار ناہنجار نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو حد سے

زیادہ تکلیف دی تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے حکم دیا کہ تم لوگ **حبشہ** کو
چلے جاؤ وہان کا سلطان مرد عادل ہے وہ تمہاری خاطرداری کرے گا **ہجرت اوّل**
جانب حبشہ چنانچہ ماہ رجب نبوت کے پانچوین سال گیارہ یا بارہ مرد اور چار عورتین پوشیدہ
روانہ ہوئے اونکی فہرست یہ ہے۔ حضرت عثمان[1] غنی رضی اللہ تعالے عنہ حضرت رقیہ[2]
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم۔ زبیر[3] ابن العوام۔ عبداللہ[4] ابن مسعود۔
عبدالرحمن[5] ابن عوف۔ مصعب[6] ابن عمیر۔ ابوسلمہ[7] ابن عبد الاسد۔ ام سلمہ[8] ابوسلمہ کی زوجہ۔
عثمان[9] ابن مظعون۔ عامر[10] ابن ربیعہ۔ لیلی[11] زوجہ عامر۔ حاطب[12] ابن عمر۔ سہل[13] ابن بیضا۔
ابوحذیفہ[14] ابن ربیعہ قرشی۔ سہلہ[15] بنت سہیل ابن عمر زوجہ اونکی مشہور یہ ہے کہ ابوحذیفہ کا نام
ہشام ہے ذوقبلتین اور ذوہجرتین ہین اور قبل دار ارقم اسلام لائے اور بدر مین حاضر ہوے
اور بروز یمامہ شہید ہوئے عمر چون ۵۴ یا ترپن ۵۳ برس کی ہوئی جب یہ لوگ حبشہ مین پہونچے تو اواخر
رمضان سال مذکور مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ مشرکون سے صلح ہوگئی تو مہاجرین نے
بہ مقتضائے حب وطن مراجعت فرمائی اور شوال مین ام القریٰ کے قریب آگئے وہان
ایک قافلہ ملا اوسنے اوس خبر کو غلط کہا نا چار مہاجرین بہ امان داخل ہوئے چنانچہ عثمان
ابن مظعون جوار ولید ابن مغیرہ مین اور سلمہ ابن برہ بنت عبد المطلب جوار ابیطالب مین اسیطرح
اور لوگ بھی اپنے اپنے شناسا کے امان مین داخل ہوئے مگر عبداللہ ابن مسعود بلا طلب
جوار خدمت حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مین حاضر ہوئے پھر دوسری مرتبہ
بعدم تحمل ایذائے قریش جانب حبشہ گئے اور اس بار اور اصحاب بھی ہمراہ مہاجرین اولین
کے ہوئے چنانچہ **جعفر ابن ابیطالب** رضی اللہ عنہ بھی اونہین مین تھے اور بروایات
صحیحہ ثابت ہے کہ اس ہجرت ثانیہ مین اسی ۸۰ نفر سے زیادہ مرد تھے اور گیارہ عورات قرشیہ
اور سات اور بھی لڑکون کے سوا۔ اور جو حبشہ مین پیدا ہوئے وہ اس سے علاوہ **فائدہ** یہ دونون
ہجرتین پہلی ہجرتین ہین انکے بعد **ہجرت کبریٰ** ہے جو مدینہ مطہرہ کی طرف ہوئی اور یہ حکم

باقی ہے اور یہ حکم اور اسکا ثواب قیامت تک باقی رہے گا جب اوسکی وجہ پائی جاتے
یعنی فرار بالدین یعنی از مفاسدت مشرکین وملحدین یعنی بھاگنا دین کی خرابی کے سبب سے
کہ دینی احکام جاری ہونے پائین نماز روزہ حج وزکات کے ادا کرنے مین روک ٹوک ہو
یا مشرکین وملحدین کے ہاتھون سے ایذا پہونچتی ہو اور مفصل وجوہ ہجرت کتب فقہ وحدیث
مین تحریر ہین شایقین ملاحظہ فرماوین **الغرض** مہاجرین حبشہ باامن وامان گذران کرنے
لگے یہ خبر قریش مکہ کو پہونچی - ابن اسحق کی روایت سے ثابت ہے کہ قریش مکہ نے
براہ حسد وبغض عمارہ ابن الولید - اور عمرو ابن عاص سہمی کو تحفہ وہدایا دیکر شاہ حبشہ کے پاس
اس غرض سے روانہ کیا کہ مہاجرین کو وہان سے نکلوا دین - عمارہ کے بارہ مین اختلاف ہے
بعضے بعض عمارہ کی جگہہ پر عبداللہ ابن ربیعہ کا نام لیا ہے اور کچھہ لوگ یہ کہتے ہین کہ یہ تینون گئے
تھے اور صحیح یہ ہے کہ ایک بار عبداللہ عمرو کے ہمراہ گیا اور دوسری بار عمارہ گیا اور وہان ایک
عورت سے تعلق پیدا ہو گیا نجاشی نے کسی طریقے سے اوسے ہلاک کروا ڈالا غرض جسطرح پر ہو عمارہ
وہین مرا جب یہ لوگ حبشہ مین داخل ہوئے تو اوّل **نجاشی** کو سجدہ کیا اور قریش کے تحایف
وہدایا پیش کئے اور وزرا کو بھی رشوتین دیکر اپنا سعی ومددگار کر لیا اور اون سے کہا کہ ہمارے
بنی اعمام اپنا وطن قدیم چھوڑ کر یہان آئے ہین اور عقیدہ اونکا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو غلام کہتے ہین اور یہ عقیدہ اونکے بادشاہ کا ہی ہے لہذا انکو ہمارے ساتھ کر دیجیے
نجاشی بادشاہ اگرچہ اوسوقت تک نصرانی تھا مگر اس تقریر سے نہایت ناخوش ہوا اور
قریش سے کہا کہ یہ امر میری شان کے لایق نہین ہے کہ جو لوگ میری پناہ مین آگئے ہین انکو
مین دشمنون کے حوالے کر دون پھر مسلمانون کو طلب کیا وہ سب حاضر ہوئے اور بہم اسلام
شاہ کو سلام کیا اہل دربار نے کہا کہ تم لوگون نے سلام کیا مگر آداب شاہی بجا نہ لائے کیونکہ
بادشاہ کو سجدہ کرنا تھا جیسا کہ دربار کا دستور ہے **جعفر ابن ابیطالب** رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ ہم لوگ سوائے اپنے معبود حقیقی کے کسی آدمی کو سجدہ نہین کرتے اور نہ ہم کسیکو اس

لائق سمجھتے ہین کہ اوسکو سجدہ کیا جاوے ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی یہ نصیحت ہے کہ سوا اللہ جل جلالہ کہ معبود بحق وہی ہے اور کسی کو سجدہ کرنا گناہ عظیم ہے بعد ازان اپنے دین مقبول یعنی اسلام کے اکثر احکام بیان کیے اور کفار قریش کی شرارتین اور خباثتین ظاہر فرمائین کہ ان لوگون نے اسطرح کی تکلیفین مسلمانون کو دی ہین کہ بیان اونکا بادشاہ کے دل کو بہت دردناک کرے گا اور ہمکو فی الحال کفار قریش سے مقابلہ کی طاقت نہین ہے اسی وجہ سے ہم بادشاہ کے شہر مین بھاگ کر آئے ہین اور آپ کو عادل اور با انصاف سمجھتے ہین نجاشی نے بہت خوف کھایا اور کہا اے جعفرؓ جو کچھ کلام الٰہی تمہارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر نازل ہوتا ہے اوسمین سے کچھ میرے سامنے پڑھو تاکہ مین اوسکی حقیقت سے آگاہ ہو جاؤن چنانچہ حضرت جعفر ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کا شروع پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کٓھٰیٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ترجمہ یہ مذکور ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندے ذکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چھپی پکار بولا اے میرے رب بوڑھی ہوگئین ہڈیان اور ڈہک نکلی سر سے بڑھاپے کی اور تجھسے مانگ کر اے رب مین محروم نہین رہا اور مین ڈرتا ہون بھائی بندون سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے تو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اوٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے آل یعقوب سے اور کر اوسکو اے رب مین مانتا نجاشی فصاحت کلام سے رونے لگا اور اوسکے آنسو اوسکی ڈاڑھی پر بہنے لگے اہل دربار متحیر ہوئے نجاشی نے کہا واللہ یہ کلام اور توراۃ کا کلام ایک ہی مقام کا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ہمکو اسی طرح پہونچا ہے مجھکو کسیطرح شبہ اور

شک نہین نجاشی کا ایمان مین گواہی دیتا ہون کہ محمد[٢٠] صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ
وسلم رسول برحق ہین اور عیسی[٢١] روح اللہ نے انہین کی خبر دی تہی بعد اسکے نقد وجنس
دہرایا قریش واپس کیا اور عمرو عاص اور عمارہ کو صاف جواب دیا کہ واللہ مین مسلمانون کو تمہارے
سپرد نکرونگا اور یہ امور بادشاہی اگر مجہسے متعلق نہوتے تو مین خود اونکی خدمت مین حاضر
ہوکر شرف نعلین برداری حاصل کرتا اور مسلمانون سے کہدیا کہ تم بخوشی خاطر یہان رہو کوئی
تمہارا مزاحم نہوگا کافرون نے کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کو برا کہتے ہین نجاشی نے
اہل اسلام سے پوچہا۔ جعفر ابن ابیطالب نے کہا کہ ہم حضرت عیسی علیہ السلام کے حق مین
یہ کہتے ہین کہ وہ خدا کے بندے ہین اور صرف کلمہ کُن کے ذریعہ سے حضرت مریم
علیہا السلام کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے بغیر باپ کے اور وہ پیغمبر والا قدر ہین
نجاشی نے کہا کہ انجیل مین صفت اونکی یہی ہے تم سچے ہو الغرض ایلچی قریش کے دربار
نجاشی سے مردود ہوے اور خائب وخاسر و روسیاہ پہر گئے اور اہل اسلام وہین رہے
جب حضرت سرور عالم صلی اللہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ کو رونق بخشی تو تینتیس[٢٢]
مرد اور آٹہہ عورتین داخل اُم القری ہوئین یعنی مکہ معظمہ مین ازانجملہ دو شخص فوت ہوئے
اور سات آدمی قید رہے اور چوبیس[٢٣] غزوہ بدر مین حاضر ہوئے اور بقایا ئے مہاجرین
بروز فتح خیبر ہمراہ حضرت جعفر ابن ابی طالب تشریف لائے اور حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین حاضر ہوئے روایت ہے کہ دوسری ہجرت مین حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہی شریک تہے مگر مالک ابن لدغنہ سردار قبیلہ قارہ برک الغماد
سے اپنی پناہ مین لیکر واپس لایا فائدہ دُغُنّہ اہل لغت کے نزدیک بضم دال مہملہ وغین
معجمہ وتشدید نون ہے وہو المشہور۔ اور بخاری مین بفتح دال مہملہ وکسر غین معجمہ ونون مفتوحہ
اور نام اسکا حارث ابن زید اور عند البعض مالک ہے اور دغنہ نام اسکی مان کا ہے اور
قارہ بفتح قاف اور تخفیف راے مہملہ ایک قبیلہ ہے قبا مضر سے اور برک الغماد بفتح با موحدہ

وسکون رائے مہملہ وکسر غین معجمہ ومیم خفیفہ ایک موضع ہے ام القریٰ سے پانچ میل کے فاصلہ پر یمن کی راہ پر اور بعض نے بکسر موحدہ وضم غین معجمہ بھی پڑھا ہے الغرض ابن دغنہ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو اپنی پناہ میں لیا اور اونکے مکان پر پہونچا دیا اور خبر اپنی پناہ دہی کی شرفائے قریش سے کہلا بھیجی اون لوگون نے کہا کہ ہمین اس شرط پر پناہ منظور ہے کہ یہ قرآن گھر سے باواز بلند نہ پڑھا کرین اسلیئے کہ اوسکو سنکر ہمارے لڑکے بالے فریفتہ ہوتے ہین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چند روز ایسا ہی کیا **اسلام کی تمام مسجدون سے پہلی مسجد دنیا بھر مین یہی ہے** پھر بیرون صحن خانہ ایک مسجد بنائی اور نماز تہجد اور دوسری نمازون مین بھی قرآن مجید باواز بلند پڑھنا شروع کیا اور عادت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ تھی کہ جب قرآن شریف پڑھتے تو بے اختیار روتے تھے ہمسایہ کی عورتین اور لڑکے مجتمع ہوکر سننے لگے کافرون نے ابن الدغنہ سے کہلا بھیجا اوسنے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ عہد کے خلاف کرتے ہین میری پناہ قایم نرہے گی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے سوائے خدا کے کسیکی پناہ مین رہنا منظور نہین ہے وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور حضرت صدیق اکبر بامان خدا محفوظ رہے **عینی شرح صحیح بخاری** مین ہے کہ اول مسجد اسلام مین یہ ہے کہ جسکو صدیق اکبر نے تعمیر کیا۔ جب **سال ششم نبوت** کا آیا تو **حضرت امیر حمزہ ابن عبدالمطلب** ایمان لائے لقب آپ کا **سید الشہدا اور اسد اللہ** بھی آیا ہے یہ حضرت بڑے شجاع اور بہادر وغیور قوی جوان تھے آپکی والدہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی والدہ بی بی آمنہ خاتون کی بہن تہین تو آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے چچا بھی ہین اور خالہ زاد بہائی بھی ہین آپکی والدہ ماجدہ کا نام ہالہ بنت وہب تہا **حضرت امیر حمزہ کا ایمان لانا** راویان راست گفتار یون بیان کرتے ہین کہ ایک دن ابوجہل ملعون نے حضرت سرور عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین بہت کچھ بے ادبانہ کلمات استعمال کرے مگر حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نہایت تحمل فرمایا اور کچھ جواب نہ دیا لیکن عبداللہ جذعان
کی لونڈی نے حضرت امیر حمزہ سے یہ واقعہ بیان کردیا کہ ابوجہل تمھارے بھتیجے کو بہت سخت
ودرشت کہہ رہا ہے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اوسوقت شکار سے آئے تھے اور طواف
کعبہ کررہے تھے سنتے ہی غصہ مین بھر گئے اور ابی جہل پاس آئے اور اس زور سے
کمان اوسکے سر پر ماری کہ سر اوس ملعون کا پھٹ گیا اور کہا کہ اے نامعقول تو محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو گالیان دیتا ہے تجھے معلوم نہین کہ مین اونکے دین مین ہون اور
اوسی وقت حضور اقدس مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے حضرت کو بڑی خوشی ہوئی
اور اب اونتالیس ۳۹ اہل اسلام حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ ہوئے
اوسوقت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ارقم کے گھر مین تھے اور اصحاب باصفا
بھی کفش برداری مین حاضر تھے مگر پوشیدہ رہتے تھے اور قریش مین دو آدمی بڑے سردار تھے
ایک ابوجہل یا ابن ہشام اور دوسرے عمر ابن الخطاب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے دونون کے لئے دعا فرمائی کہ یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر ابن الخطاب
یا ابوجہل ابن ہشام سے لہذا یہ دعا آپکی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے حق
مین قبول ہوئی **حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا** دعا حضرت کی حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے حق مین قبول ہوئی **راوی** یون بیان کرتا ہے کہ حضرت امیر حمزہ
رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے
ہین اور وہ نبوت کا شروع چھٹا سال تھا اور صورت اسلام لانے کی یون بیان کی ہے
کہ جب آیہ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ
نازل ہوا تو ابوجہل لعین نے ایک مجمع مین جسمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے متصل خانہ
کعبہ کے کھڑے ہوکر کہا کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا سر کاٹ کرلاوے

مین ستّو اونٹ اور چالیس ۴۰۰۰ ہزار درہم دون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کام
مین کرسکتا ہون ابوجہل نے لات وعزیٰ کی قسم کہائی اور کعبہ مین جا کر ہبل کو گواہ کیا
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی قصد سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے راہ مین ایک شخص نعیم ابن عبد اللہ
ابن النجام سے ملاقات ہوئی وہ مسلمان تھے اونہون نے پوچھا یا عمر کہان جاتے ہو آپ نے
کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کا سر کاٹنے نعیم نے کہا کہ بنی ہاشم کے قبیلہ سے
کیونکر بچو گے حضرت عمرؓ نے کہا کہ شاید تو نے اونکا دین اختیار کیا ہے اگر ایسا ہے تو پہلے
تیرا ہی کام تمام کردون نعیم نے کہا کہ مین آبائی دین پر ہون اور نیت یہ رکہی کہ دین براہیمی پر ہون
پہر دونون باہم ملکر چلے کہ آگے سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ ملے اونہون نے
کہا کہ یا عمرؓ کہان جاتے ہو اونکو بہی وہی جواب دیا حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص نے کہا
اونکی قوم سے کسطرح نجات ملےگی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کہینچی قریب تہا کہ
باہم محاربہ واقع ہو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہلے اپنی بہن فاطمہ خواہ آمنہ اور اپنے بہنوئی
سعید کو جو اسلام لاچکے ہین قتل کرلو پہر اورکو دیکہنا حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیونکر معلوم ہوکہ
وہ اسلام لاچکے ہین کہا کہ وہ تمہارے ہاتہہ کا ذبیحہ نہ کہا ئینگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمال
غضب کی حالت مین اپنی ہمشیر کے گہر مین گئے اوسوقت اونکے گہر مین خبابؓ ابن الارث
صحابی تہے اور سورہ طٰہٰ کہ اونہین دنون مین نازل ہوئی تہی سعید وفاطمہ کو پڑہا رہے تہے اور
کیواڑ دروازے کے بند تہے حضرت عمرؓ نے کان لگا کر سنا اور آواز دی خواہ دستک دی
خبابؓ صحابی تو مع صحیفہ چہپ رہے کیواڑ کہولدئے حضرت عمرؓ گہر مین آئے اور پوچہا کہ کیا
پڑہتے تہے اونہون نے کہا کہ باتین کرتے تہے پہر حضرت عمرؓ نے ایک بکری ذبح کی اور اوسکا
گوشت بہون کر بہن اور بہنوئی کو دیا اون لوگون نے نہ کہایا حضرت عمرؓ نے سمجہ لیا کہ سعد کی بات
درست ہے اور غصہ ہو کر بہن کو ایسا مارا کہ تمام سر اور منہ خون آلود ہوگیا اور بہنوئی کو بہی مار آخر کو
اون لوگون نے صاف کہدیا کہ چاہے ہمارے ٹکڑے کرڈالو ہم تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

واصحابہ وسلم پر ایمان لائے ہین اور اونکی نبوت کی تصدیق کر چکے ہین حضرت عمرؓ نے دین اسلام مین ان لوگون کو مضبوط پایا اور بہن کے سر اور منہ کو خون آلود دیکھکر رحم کیا اور الگ ہو بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ جو تم پڑہتے تھے میرے پاس لاؤ تو اوس صحیفہ کو جسمین سورہ طٰہٰ تھی نکالا حضرت عمر نے چاہا کہ ہاتھ مین لیکر پڑہین اونکی خواہر معظمہ نے فرمایا کہ تم نجاست شرک سے آلودہ ہو اور صحیفہ مقدس کے واسطے یہ حکم ہے لَا يَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ترجمہ نہین ہاتھ لگاتے اوسکو مگر پاکیزہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوٹھے اور غسل کیا محدثین علیہم الرحمہ فرماتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورہ طٰہٰ ہاتھ مین لیکر شروع سے پڑہا جب یہانتک پہونچے لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى تو بے طاقت ہو گئے اور بولے کہ جس خدا کا یہ کلام ہے اوسکی پرستش مین تقصیر کرنا گناہ ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اب حضرت **خباب** رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے ہوئے باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ مینے سنا تہا کہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَبِي الْحَكَمِ ابْنِ الْهِشَامِ اَوْ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَاللّٰهَ اللّٰهَ يَا عُمَرُ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے حضور مین لے چلو حضرت خبابؓ نے کہا کہ حضور پرنور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے گھر مین جلوہ افروز ہین **فائدہ** روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکے اصحاب کبار یا خود حضور پرنور کی شان مین کسی طرح کا کلمہ خلاف شان ایام جاہلیت مین استعمال نہین کیا اور نہ کسیطرح کی ایذا دی **ہے**

للّٰہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست	آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر برون

حضرت عمرؓ خباب صحابی اور اپنی بہن اور بہنوئی کے ساتھ بعزم اسلام حاضر ہوتے ہین اور اللہ تعالیٰ شانہ کی رحمت آپ کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے حضور پرنور کی اجابت دعا حضرت عمرؓ ابن الخطاب کا مبارک ہاتھ پکڑے ہوئے ہے اور آپ حضرت

امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ فیض کاشانہ پر پانچون ہتیار سے آراستہ حاضر ہین
کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے دروازے کے شگاف سے آپ کو مسلح دیکھکر کہا کہ عمرؓ مسلح آئے ہین یہ سنکر
سب ڈر گئے مگر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اگر باراد خیر آئے
ہین تو چشم ما روشن دل ماشاد اور اگر دوسرے قصد سے آئے ہین تو ہم بنی ہاشم بھی تلوار کے
سایہ ہی مین پلے ہین چنانچہ دروازہ کھول دیا اور خود بنفس نفیس حضور سرور عالم خواجہ کائنات
مفخر موجودات شفیع المذنبین خاتم المرسلین حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بطور پیشوائی باہر تشریف لائے اور حضرت عمرؓ کو معانقہ سے
مشرف فرمایا اور خوب دبایا کہ اونکا یعنی حضرت عمرؓ کا بند بند ہل گیا اور فرمایا کہ یا عمرؓ
اگر بہ نیت خیر آیا ہے تو خیر ہے ورنہ جیتا نہ جائیگا حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ مین جان نثارون کی
فہرست مین نام لکھوانے آیا ہون اور تلوار اپنے ہاتھ سے ڈالدی اور بآواز بلند کہا
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ترجمہ مین اقرار کرتا ہون
اور اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ یہ تمام بت باطل ہین اور ہرگز سوائے اوس واحد لاشریک
کے جو سب کا خالق ہے پرستش کے قابل نہین ہین وہی اللہ ہے جو تمام جہان کا
مالک و خالق ہے اور لاشریک ہے اور بے شک و شبہہ آپ اوسکے برگزیدہ رسول ہین
اور آپ ہی کی ذات پاک پر نبوت کا خاتمہ ہوا۔ سب مسلمانون نے تکبیر بآواز بلند کہی حضرت
عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اب تک کتنے آدمی مسلمان ہوئے ہین حضور پر نور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یا عمرؓ تمسے چالیس کا عدد کامل ہوا ہے
حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب عمرؓ نے حضور کے جان نثارون کی فہرست مین
نام لکھوایا ہے تو مسلمان چھپ کر عبادت کیون کرین اوسیوقت حضور پر نور صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کو لیکر باہر نکلے داہنی طرف حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ اور بائین طرف حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آگے آگے

اسداللہ الغالب امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب کرم اللہ وجہٗ اور اونکے آگے
امیرالمومنین فاروق اعظم عمرؓ ابن خطاب مسلح اور تیار اور پیچھے پیچھے اور اصحاب
سید ابرار رضوان اللہ علیہم بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے اوسوقت مشرکین
قریش حضرت عمرؓ ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے انتظار مین حجر کے پاس بیٹھے تھے
کہ ناگاہ حضرت عمرؓ نظر آئے مشرکین نے پوچھا کہ تمہارے پیچھے کیا ہے آپ نے فرمایا
لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اگر کسی نے اس مقام سے جنبش کی تو تہ تیغ ہوگا چنانچہ
کفار ناہنجار فوراً وہان سے اوٹھے اور دبے پاؤن چلدیے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کعبہ شریف مین داخل ہوکر دو رکعت نماز پڑہی اوسی روز وحی آئی
یا ایُّھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین الغرض حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے دن سے غلبۂ اسلام شروع ہوا۔
صحیح بخاری مین عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر
ترجمہ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ہمیشہ باعزت
رہے جب سے عمرؓ اسلام لائے رضی اللہ تعالی عنہ اب جو اسلام کو غلبہ ہوا اور کفار
قریش نے جان لیا کہ حبشہ اصحاب کا ہجرت گاہ ہوا تو یہ مشورہ کیا کہ سب اہل مکہ اتفاق
کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر حملہ کرین مگر بنی ہاشمیون کے خوف سے
کوئی تدبیر اونکی کارگر ہوتی تھی وہ جانتے تھے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو
نصیب دشمنان کوئی چشم زخم پہونچا تو بڑا کشت وخون ہوگا اور ہزارہا آدمیون کے قتل پر
بھی اہل اسلام کا جوش فرو نہوگا تو آخرکار ایک روز جملہ کفار قریش نے جمع ہوکر خواجہ ابوطالب سے
کہا کہ اب ہم تمسے لڑینگے نہین تو اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو
ہمارے حوالے کردو خواجہ ابوطالب نے یہ بات قبول نکی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم کو اپنے ساتھ لیکر مع بنی ہاشم وبنی مطلب واصحاب ایک پہاڑ کی گھاٹی یا اپنے احاطہ

مین پوشیدہ ہو گئے اور بحفاظت رہنے لگے۔ کفار نے برادری قطع کر دی اور یہ کوشش
کی کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے کوئی شخص کسی طرح کا سلوک نکرے بلکہ بنیون اور
سوداگرون کو منع کر دیا کہ ان لوگون کو سودا سلف مدین اور کسی قسم کا لین دین نکرین اور بنی ہاشم
سے رشتہ وقرابت قطع کرنیکا ایک عہدنامہ لکھکر اور سب نے اوسپر دستخط اپنے اپنے کرکے
خانہ کعبہ مین آویزان کر دیا کاتب اسکا منصور ابن عکرمہ تھا اوسکے ہاتھ شل ہو گئے یہ سال
ہفتم نبوت کا واقعہ ہے اور جنگ بعاث بھی اسی سال مین واقع ہوئی بعاث ایک
قلعہ ہے جسکے مالک اوس تھے اون سے اور خزرج سے لڑائی ہوئی یہ لڑائی آخری تھی
پھر آٹھوین برس نبوت کے مابین فارس و روم عراق پر لڑائی ہوئی ۔

رومیون اور مجوسیون کی جنگ اور قرآن پاک کا معجزہ پیشین گوئی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ابی ابن خلف سے سواونٹ کی شرط جیتنا اور اونکو خیرات کر دینا

فارسی مجوسی تھے اور
رومی نصاریٰ تھے اہل اسلام نصاریٰ کی فتح چاہتے تھے اور قریش مجوسیون کی مگر خبر آئی کہ فارس
روم پر غالب آئے کافر خوش ہوئے مسلمان رنجیدہ کافر کہنے لگے کہ آج ہمارے بھائی
تمہارے بھائیون پر غالب ہوئے ہین کل ہم تم پر غالب ہو نگے خدا تعالیٰ شانہ نے یہ
آیت نازل فرمائی ۔ الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ ۝ فِيْ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ
وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ
هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ترجمہ دب گئے ہین روم لگتے ملک مین یعنی جس ملک کی سرحد
اونکے ملک سے ملتی ہے اور وہ اس دبنے کے پیچھے پھر غالب ہو نگے کئی برس مین
اللہ کے ہاتھ مین ہین کام پہلے اور پچھلے اور اس دن خوش ہو نگے مسلمان اللہ کی مدد سے
مدد کرتا ہے وہ جسکی چاہتا ہے اور وہی ہے زبردست رحم والا ۔ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ

اللّٰهِ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اللہ کا وعدہ ہوا لیکن بہت
لوگ نہین جانتے ۔ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ
غٰفِلُوْنَ ○ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ط وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ
لَكٰفِرُوْنَ ○ ترجمہ جانتے ہین ظاہری باتون کو دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سے
خبر نہین رکھتے ۔ کیا فکر نہین کرتے اپنے جی مین اللہ نے بنائے آسمان و زمین اور جو
کچھہ اونمین ہے مگر حق کے واسطے یعنی حکمت کے ساتھہ یعنی پروردگار نے انکو عبث
نہین پیدا کیا ہے ہر شئے کی آفرینش مین بڑی بڑی حکمتین ہین کہ عقل انسانی اونکے
سمجھنے سے عاجز ہے لیکن اوسیقدر کہ جتنا پروردگار نے سمجھا دیا ہے اور سمجھاوے
اور وہ سب ایک وعدے پر ٹھیرے ہوے ہین اور بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہین
مانتے ۔ تفسیر ابو الجوزا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ حروف
مقطعہ آیت ربانیہ ہین ہر حرف اشارہ ہے ایک صفت کیطرف کہ اوسکے ساتھہ خدا کی
ثنا کرتے ہین چنانچہ ان کلمات مین الف کنایہ ہے الوہیت سے اور لام لطف سے
اور میم مُلک سے اور بعض کے نزدیک الف اشارہ ہے نام پاک اللہ سے کہ اسم ذات
ہے واحد لاشریک کا ۔ اور لام طرف جبریل کے اور میم طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے یعنی اللہ تعالی شانہ نے وحی بھیجی جبریل ؑ کے واسطے سے طرف حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے غُلِبَتِ الرُّوْمُ مغلوب ہوے روم اور فارسی
اونپر غالب آئے فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ اوس زمین مین جو بہت نزدیک ہے عرب سے
زمین روم کی بہ نسبت اور وہ شہر اذرعٰت یا فلسطین تھا یا کشکر یا اذرعات اور بصرے کا
درمیان اور وہ غلبہ اسطرح پر تھا کہ خسرو پرویز نے شہریار اور فرخان کو کہ اوسکے دو امیر تھے
اونکو بڑے لشکر کے ساتھہ بھیجا اور ولایات روم مین سے ان دونون نے کچھہ فتح کر لیا اور روم

کی فوج کو شکست ہوئی اور بقول احسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مبعوث ہونیکے نوین ۹ برس یہ خبر مکہ معظمہ مین پہونچی کفار خوش ہوئے اور مسلمانون سے بدخواہی کے طور پر کہنے لگے کہ تم اور نصاریٰ دونون اہل کتاب ہو اور ہم اور فارسی دونون اُمّی ہین پس فارس جو روم پر غالب ہوا تو ہم اس سے یہ فال نکالتے ہین کہ ہم بھی تمپر غلبہ پاینگے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اوس آیت مین ظاہر کیا کہ وَهُمْ اور روم والے مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ بعد اپنے مغلوب ہونیکے سَيَغْلِبُوْنَ۝ قریب ہے کہ غالب ہونگے فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۵ تھوڑے برسون مین کہ تین ۳ اور نو ۹ برس کے درمیان ہوتے ہین حضرت صدیق رضہ اکبر نے بعد نزول اس آیت کے مشرکون سے کہا کہ تمہاری آنکھین روشن نہون قسم ہے خدا کی روم کے لوگ فارس پر غالب ہونگے چند سال مین اُبَیّ ابن خلف نے کہا ایسا نہین ہے اور ہم تمسے شرط کرتے ہین پس مدت تین ۳ سال کی مقرر کرکے دس ۱۰ جوان اونٹونکی شرط لگائی اور پھر حضرت صدیق رضہ اکبر نے یہ حال حضور مین عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ بضع سنین درمیان تین ۳ اور نو کے ہے تم جاؤ اور مال اور مدت بڑہاؤ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر گئے اور نو ۹ برس کی مدت مقرر کرکے سو اونٹ پر شرط کی اور باہم ضمانت کی جنگ بدر کے دن جب مسلمان کفار قریش پر غالب ہوئے تو فارسیون پر رومیون کے غالب ہونے کی خبر بھی پہونچی - اور بعض کا قول ہے کہ یہ خبر جنگ حدیبیہ کے دن تحقیق ہوئی ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سو اونٹ موافق قول اوّل کے اُبی ابن خلف سے لیے اور موافق قول ثانی کے اوسکے ضامن سے لیے کیونکہ اُبی جنگ اُحد مین مارا گیا تھا - حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق رضہ ان اونٹون کو صدقہ دیدو خدا کی راہ مین یہ آیت شریفہ معجزہ پیشینگوئی ہے جو اہل تاریخ کے سچے راویون اور صحیح اسناد سے ثابت ہے لِلّٰهِ الْاَمْرُ اللہ ہی کے واسطے ہے حکم اور فرمان

مِنْ قَبْلُ ؕ قبل غالب ہونے فارس کے روم پر وَ مِنْ بَعْدُ ط اور بعد غالب ہونے روم کے فارس پر یعنی ہر وقت حکم اوسکا جاری ہے اور سب کام اوسکے قبضۂ قدرت مین ہین

کشف الاسرار مین ہے کہ قبل سے مراد ازل ہے اور بعد سے مراد ابد ہے یعنی امر ازلی وابدی اوسی کے واسطے ہے کہ وہ خداوند تعالیٰ ازلی وابدی ہے وَ یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰہِ ط اور جب روم والے فارسیون پر غلبہ کرینگے تو خوش ہونگے مومن اللہ تعالیٰ شانہ کی مدد کے سبب سے کہ وہ اہل کتاب کو مدد دیگا اور فتح اوس قوم پر جو کتاب نہین رکھتے کیونکہ اس صورت مین اولٹ جانا فارس کی فتح کا نیک فال ہے مسلمانون کے واسطے اور ایمان والون کی دی ہوئی خبر کا صدق ظاہر کرتا ہے اور کی ہوئی شرط کا ظاہر لیتا ہے اور یقین صحابہ رضی اللہ عنہم کا زیادہ ہوتا ہے پس البتہ مومنین خوش ہون گے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق اور یقین۔ اسی یقین نے تو حضرت ابوبکر ابن ابو قحافہ رضی اللہ عنہما کو عام وخاص کی زبان پر **صدیق** رضی اللہ عنہ کر دیا اور پروردگار تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام مین فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ ترجمہ بے شک عزت اللہ کے ہان اوسیکی بڑی ہے جسکو ادب بڑا اللہ سب جانتا ہے اور سب سے خبردار تفسیر تحقیق کہ بہت بزرگ تمہارا اللہ کے نزدیک بڑا پرہیزگار تمہارا ہے اسواسطے کہ پرہیزگاری سے نفسون کو کمال رتبہ حاصل ہوتا ہے جو پرہیزگاری مین بہت بڑھکر ہو اوسکا قدم مرتبہ کمال مین بہت بڑہا ہوا ہے کہ الشرف بالعلم والادب لا بالاصل والنسب تحقیق کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے تمہاری اصل اور تمہارا نسب آگاہ ہے تمہارے علم وادب سے **مفسرین** کا مذہب یہی ہے کہ اتقی سے یہان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی مراد ہین جیسا سُوْرَۃُ الَّیْل مین وارد ہوا ہے وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى اور دور کیا جائیگا اوس آگ سے وہ بڑا پرہیزگار یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ دیتا ہے مال اپنا اور چاہتا ہے اوس سے پاکی اور نیکنامی چنانچہ اسکی مفصل تفسیر اوپر تحریر ہو چکی ہے غرضکہ ان دونون مقام مین

الاتقی سے مراد حضرت صدیق اکبر ہی کی ذات پاک ہے سورہ روم کی پانچوین
آیت کی تفسیر بِنَصْرِ اللّٰہِ ط یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ط وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○ اللہ کی
مدد سے وہ مدد کرے جسکی چاہے وہی ہے زبردست رحم والا غلبہ دیتا ہے ایک گروہ
کو دوسرے گروہ پر۔ وَعْدَ اللّٰہِ ط لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ
لَا یَعْلَمُوْنَ ○ وعدہ کیا ہے اللہ تعالی نے غلبۂ روم کا یا مسلمانون کی خوشی کا وعدہ
اور وعدہ خلاف نہین کرتا اللہ اپنا وعدہ کے لیئے جھوٹ اوسپر ممتنع ہے وہ ہمیشہ اپنا وعدہ سچ ہی کرتا ہے
ولیکن اکثر آدمی نہین جانتے اوسکے وعدے کی صحت اور سچائی کو یَعْلَمُوْنَ ظَاہِرًا مِّنَ
الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَھُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ ھُمْ غٰفِلُوْنَ جانتے ہین چیزین ظاہر کی دنیا
کی زندگانی سے یعنی دنیا کے مال ومتاع جاہ ودولت یا اسباب معیشت وتجارت اور
کتاب تیسیر اور وسیط مین لکھا ہے کہ دنیا سے مراد مکان بنانا ہے اور
کھیتی کرنا اور نہرین جاری کرنا اور کھیت اور باغ سے پانی لانا ہے کہ اکثر دنیا کے لوگ
اسکے قواعد جانتے ہین وَھُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ ھُمْ غٰفِلُوْنَ ○ اور وہ امور آخرت سے
کہ غایت مقصود ہے ھُمْ غٰفِلُوْنَ وہ غافل ہین یہان ھُمْ کی ضمیر جو مکرر واقع ہوئی
ہے تاکید کے لیئے ہے اور اسمین کمال فصاحت ہے اسکا لطف کچھ فصحاے عرب
ہی جانتے ہین سبحان اللہ جل جلالہٗ وہ پاک پروردگار غافل بندون کو ہوشیار
کرکے ارشاد فرماتا ہے اور وہ بات فرماتا ہے جو تزکیۂ نفوس کی جڑ ہے اور کس مہربانی سے
فرماتا ہے اے میرے مالک اے سب کے خالق میری جان تجھپر فدا
تو بڑا مہربان مالک ہے میری جملہ امیدون کو بر لا اور مجھے اپنا دیدار دکھا
یَا رَبِّ اَرِنِیْ ۔ یَا رَبِّ اَرِنِیْ ۔ یَا رَبِّ اَرِنِیْ ارشاد خداوندی اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا
فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ مَا خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ
وَاَجَلٍ مُّسَمًّی ط وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّہِمْ لَکٰفِرُوْنَ ۔

تفسیر آیا تفکر نہین کرتے اپنے دلون مین کہ مرایا سے ممکنات یعنی جو چیزین کہ نظر آتی ہین اور وہ آفاق ہین ہین اور اونکی نمود نفسون مین پا سکتے ہین یا یہ معنی ہین کہ اپنے کامون مین کیون تفکر نہین کرتے تاکہ اپنے پہلے پہل پیدا ہونے سے دوبارہ قیامت کے دن اوٹھنے پر دلیل پکڑین یعنی جو لوگ اسکے منکر ہین کہ قیامت مین آدمی اپنی قبرون سے کیونکر نکلینگے گوشت پوست سب سڑ کر نیست و نابود ہوگیا ہوگا استخوان ریزہ ریزہ ہو کر خاک کے ذرون مین مل گئے ہونگے پہر دوبارہ پیدا ہونے کی کیا صورت ہے اونکو اپنی پہلی خلقت پر نظر کرنی چاہیے کہ پہلے انکا مادہ کہان تہا اور اوس خالق نے انکو پیدا کیا اور کیسے تنگ و تاریک مکان مین یعنی شکم مادر مین نو مہینے رکہا اور ایسے آرام سے کہ نہ کبہی درد سر ہوا نہ بخار آیا نہ آنکہین دکہین نہ کسی قسم کی شکایت ہوئی اب تو کسیکو ایسے تنگ مکان مین بند کر دیجئے دیکہئے تو ایک منٹ مین مرجاتا ہے کہ نہین یہ باتین پیش نظر کرکے انہین فکر کرے اور اللہ پاک کے وعدون اور احکام کو سچا اور واجب الادا سمجہے اور یہ خیال کرے کہ اوسنے اتنا بڑا آسمان اور ایسی وسیع زمین جسمین ہزارون بڑے بڑے سربلند پہاڑ اور دریا اور سمندر اور سرسبز باغات اور ہرا بہرا جنگل پہر اوسمین طرح طرح کی خوبصورت مخلوقات کہ ہر مخلوق اپنے حسن و جمال مین ایک جدا شان رکہتی ہے پیدا کین کیا یہ کام کسی آدمی کا ہے پہر ستارون کی طرف نظر کرو اونکی روشنی اونکی رفتار اونکی تاثیرین پہچانو کیا یہ حیرت ناک مشاہدہ ہمکو یہ بات نہین بتاتا کہ بالیقین جسمین کسی طرح کا شک و شبہہ نہین ہے ضرور ان تمام مخلوقات کا ایک خدا ہے کہ دار اسے خلق اوسیکا نام پاک ہے اور عربی زبان مین اوسیکو اللہ کہتے ہین اور ہر چیز پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی قدرت کاملہ نے کیا کیا صناعیان کین ہین ابو العلائی طریقہ مین دو چیزین ہین اور اشغال و اکساب کے سوا ایک تو فکر ہے۔ اور دوسری چیز توجہ عینی ہے فکر کرنے کے اور توجہ عینی لینے اور دینے کے طریقے جدا جدا ہین توجہ عینی شب کے وقت نہایت

تخلیہ مین ہوتی ہے اور ہنگر ہوتی ہے اور بدن کو ایسا ساد ہنا ہوتا ہے کہ ذرا بھی جنبش نہو
توجہ دینے کے لئے اور لینے کے لئے تین روز پہلے سے تیار رہتا ہوتا ہے اور یہی حالت ہے
طریقہ کلمۃ الحق کی اور یہ طریقہ اتنا چھپا پایا گیا ہے کہ اسمین قدرت آگئی ہے
اور اسکو بھی ابو العلائی طریقہ والون نے بہت مشق کیا ہے اگرچہ روز بروز اسلام کو ضعف
ہوتا جاتا ہے مگر اللہ کا شکر ہے کہ کچھ تہوڑے سے لوگ ایسے باقی رہ گئے ہین کہ جنکی زبان
سے یہ تذکرے سنے جاتے ہین واللہ اعلم ان حضرات کے بعد پھران باتون کا زندہ کرنے والا
کون پیدا ہوگا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ تفسیر وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ط اور واسطے
نام رکھے ہوے وقت کے کہ جب وہ زمانہ آوے گا تو سب چیزین نہایت کو پہونچ
جاوینگی اس سے قیامت کا دن مراد ہے وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اور تحقیق کہ
بہت لوگ آدمیون مین سے یعنی کفار بِلِقَاۤئِ رَبِّهِمْ اپنے پروردگار کی لقا یعنی دیدار سے
منکر ہین لَكٰفِرُوْنَ یعنی نہین مانتے یعنی قیامت کے دن کہ وہ دیدار آلہی کا وقت
البتہ کافر سخت منکر ہین انتہی۔ الغرض۔ نبوت کا یہ نوان ٩ برس ہے۔
نبوت کے نوین ٩ برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے اہل کے ساتھ
محاصرے سے نکلے اور عہدنامہ توڑا گیا اور اوسکے ٹوٹنے کی یہ صورت ہوئی کہ ہشام
ابن عمر عامری - اور زہیر ابن ابی امیہ مخزومی - اور والدہ اوسکی مسماۃ عاتکہ
بنت عبد المطلب - اور مطعم ابن عدی نوفلی - اور ابو البختری ابن ہشام
اور زمعہ ابن اسود اسدی - یہ پانچون سردار قریش کے رات کو ایک جگہہ جمع ہوئے
اور باخود با مشورہ ہوا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب پر حد سے زیادہ تکلیف ہے حمیت قومی اسکی
مقتضی نہین کہ ہمارے خاص قرابتی ایسی سخت تکلیف مین رہین اور ہم راحت و آرام سے
گھر مین پاؤن پھیلا کر سوئین اور خوب آسودہ ہو کر کھانا کھائین اب اس عہدنامہ کو توڑ دینا چاہیے
غرضکہ یہ پانچون سردار باہم ہم قسم ہوے کہ صبح کے وقت عہدنامہ چاک کرینگے جب صبح ہوئی

تو زبیر ابن ابی امیہ بیت اللہ شریف مین آیا

عہدنامہ کا چاک ہونا اور ابوجہل سے اور ان پانچون سردارون سے مخالفت کا ہونا

زبیر ابن ابی امیہ بیت اللہ شریف مین آیا اور طواف کر کے کہنے لگا کہ ہم اہل مکہ عیش و نشاط کہانا کہائین اور بنو ہاشم ہلاک ہون واللہ مین یہان نہ بیٹھون گا جب تک وہ عہدنامہ نہ توڑا جاے اور عہدنامہ چاک نہ کیا جاے ابوجہل نے کہا واللہ تو کاذب ہے یہ عہد کبھی نہ ٹوٹے گا زمعہ ابن اسود نے کہا اے ابوجہل تو بڑا کاذب ہے یہ صحیفہ جسوقت لکہا جاتا تہا ہم رضامند نہ تہے پہر مطعم ابن عدی نے کہا کہ تم دونون سچے ہو جو شخص تمہارے خلاف ہے وہ جہوٹا ہے ہم بہی اس قول و قرار اور عہدنامہ سے بیزار ہین پس مطعم ابن عدی نے دوڑ کر وہ عہدنامہ اوتار لیا تو کیڑے اوسے سب کا سب کہا گئے تہے صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا تہا اوسنے اوس بقیہ کرم خوردہ کو مل دل کر پہینک دیا ابوجہل نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشورہ رات کو ہوا ہے اب قریش مین خصومت اور نزاع بڑی فائدہ قبل اس معرکہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از روے وحی ابوطالب سے فرمایا تہا کہ اس صحیفہ مین سواے اللہ کے نام کے جو باتین ظلم و جور کی لکہی ہین کچہ بہی باقی نہ رہینگی کیڑے کہا جائینگے چنانچہ جس دن وہ پانچون سردار کعبہ مین آے ہین اتفاقاً ابوطالب بہی کچہ احباب اپنے ہمراہ لیکر گہاٹی سے باہر نکلے تہے اور کعبہ مین آکر بیٹہے اور قریش سے کہا کہ اے قوم قریش یہ صحیفہ تمہاری ہے قریش نے کہا ہان تمہاری ہے ابوطالب نے کہا کہ مجہسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کہا ہے از روے وحی کہ اس عہدنامہ مین سواے اللہ کے نام کے اور کچہ باقی نہ رہے گا پس اس صحیفہ کو دیکہو اگر یہ قول اونکا سچ ہے تو مضمون سے صحیفہ کے درگذر و اور اگر اونکا قول غلط ثابت ہوا تو اونکو مین تمہارے سپرد کردونگا قوم کا ہر فرد اسپر متفق ہوا اور کہنے لگا کہ سخن انصاف یہی ہے جو ابوطالب نے کہا ہے چنانچہ جب عہدنامہ کہولا گیا تو حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر مین سر مو فرق نہ تہا کافر سر نگون ہوگئے یہان

ہو گئے مگر ابوجہل اور اوسکے ہمخیال ہمراہی اوسی عہد پر رہے خواجہ ابو طالب اون لوگون کے حق مین دعا سے بد فرما کر چلے آئے۔ الغرض اون پانچون سردارون نے وہ عہد توڑا اور مطعم ابن عدی نے عہدنامہ چاک کیا اور بنو ہاشم و بنو مطلب حصار سے باہر نکلے۔ اب عمر شریف حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کی اونچاس برس کی ہے۔

ابو طالب کا انتقال پر ملال اور ایمان

روایت ہے کہ نبوت کے دسوین برس بعد گذرنے نو مہینے اکیس روز کے ابو طالب نے وفات پائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بڑا غم ہوا پھر اس واقعہ کے تین دن بعد حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا نے سفر جنت اختیار فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ملال بالائے ملال ہوا آپ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا خواجہ ابیطالب کی عمر ستاسی ۸۶ برس کی ہوئی اور حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبری کی پینسٹھ ۶۵ برس کی ہوئی تھی آپ بعد نکاح پچیس ۲۵ برس زندہ رہین صحیحین مین سعید ابن مسیب سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کو مرض موت لاحق ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے۔ ابوجہل اور عبد اللہ ابن ابی امیہ دونون کافر وہان موجود تھے **کیفیت انتقال خواجہ ابو طالب** روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اے چچا ایک بار لا الہ الا اللہ کہہ لو اسکے ذریعہ سے قیامت کے دن مین تمہارے واسطے اللہ تعالی شانہ سے عرض معروض کرون گا اور شفاعت کو میری میرا مالک منظور کرے گا مجھے اوسکی ذات پاک سے امید ہے ابو طالب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے اگر مجھے قریش کی طعنہ زنی کا خوف نہوتا کہ وہ کہین گے کہ موت کے خوف سے کلمہ پڑھا تو مین بے تامل یہ کلمہ پڑھ لیتا اور تمکو خوش کر دیتا

اور وہ شقی ابوجہل اور عبد اللہ ابن ابی امیہ ابوطالب کو روک رہے تھے اور کہہ رہے تھے
کہ اے ابوطالب تو اپنے باپ عبد المطلب کے دین سے پھرے گا روایت ہے
کہ ابوطالب نے اوسوقت کچھ شعر پڑہے جنکے مضمون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کی رسالت کی تصدیق اور دین اسلام کا حق ہونا ظاہر ہوتا تھا اور یہ مضمون بہی
تھا کہ اگر مجھکو خوف طعنہ قریش کا نہوتا تو مین ضرور اس دین کو قبول کرتا یہ سنتا تھا کہ کفار قریش
چلائے کہ اے ابوطالب تو دین اباں سے پھر گیا ابوطالب نے کہا کہ نہین مین دین آبا ل
پر ہون خلاصہ یہ ہے کہ ابوجہل وغیرہ کے روکنے سے اونکے منہ سے یہ نکلا عَلٰی مِلَّۃِ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ
اوسوقت حضور پُر نور خاتم المرسلین شفیع المذنبین سیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ مین بخشش مانگونگا اگر منع نہ کیا گیا چنانچہ بعد موت ابوطالب کے حضرت
نے اونکے لئے استغفار کیا صحابہ کرام نے بہی اپنے آباواجداد کے لئے استغفار
کرنا شروع کیا اوسپر یہ آیت اوتری سورہ توبہ مین مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا
أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ
أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ترجمہ یعنی نہین پہونچتا ہے نبی کو اور ایمان والون کو کہ بخشش
مانگین مشرکین کی اگرچہ وہ ہون قرابتی جب کہل چکا اونپر کہ وہ دوزخی ہین تفسیر نظم الجواہر
مین مفتی ولی اللہ فرخ آبادی لکہتے ہین کہ سدی سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کی
وفات قریب ہوئی تو قریش نے مشورہ کیا کہ چلو اوس شخص سے درخواست کرین کہ اپنے
برادرزادے کو منع کردے اور ہمکو حیا آتی ہے کہ ابوطالب کی موت کے بعد اوسکو قتل
کرین اسلئے کہ اہل عرب کہینگے کہ جب ابوطالب کی حمایت نرہی تو مار ڈالا۔ چنانچہ ابوسفیان
وابوجہل ونضر ابن حارث وامیہ وابی پسران خلف وعقبہ ابن معیط وعمرو بن عاص
واسود بن بختری ابوطالب کے پاس آکر کہنے لگے کہ تو ہمارا بزرگ ہے اور محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہمکو اور ہمارے بتون کو ایذا دی بہتر ہے کہ اسکو فہمایش کر

کہ ہمارا اور ہمارے بتون کا ذکر نہ کیا کرے ابوطالب نے حضرت کو بلوایا اور کہا کہ یہ لوگ
تمہاری قوم اور ہجیرے بھائی ہین حضور نے ارشاد فرمایا کہ کیا چاہتے ہین حاضرین نے
کہا کہ تم ہمکو اور ہمارے بتون کو چھوڑدو اور ہم تمکو اور تمہارے خدا کو چھوڑدین - ابوطالب نے
کہا یہ بات تو انصاف کی ہے قبول کرو فرمایا کہ پھر کہو جب ادن لوگون نے مکرر کہا فرمایا کہ
اگر مین ایسا کرون تو مجکو تم ایک کلمہ کہدوگے ابوجہل نے کہا قسم تمہارے باپ کے دین کی اور تم بھی دو مانند اوسکے اور کہو وہ بات
فرمایا تم کہو لا الہ الا اللہ وہ سب کے سب بگڑ گئے ابوطالب نے کہا کچھہ اور کہو حضرت نے فرمایا کہ اگر لائین آفتاب
کو اور رکھین میرے ہاتھہ پر نکہون مین مگر یہی کلمہ - اور صحیحین مین عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہون
نے کہا اے محمد ابوطالب تمہارا چچا تھا تمہارے واسطے قریش سے لڑتا تھا اور تمہاری
حمایت مین سعی وافر بجا لاتا تھا تم بھی کچھہ اوسکو نفع پہونچاؤگے آپ نے فرمایا کہ وہ ضحضاح آتش
مین ہے کہ دونون ٹخنون تک پہونچتا ہے جس سے ام الدماغ کھولتا ہے اور جو مین نہوتا
تو وہ درک اسفل دوزخ مین ہوتا **فائدہ** - ضحضاح آب قلیل کہ زمین مغاک مین جمع ہو
اور ستا لنگ تک ہو یا اوس سے بھی قلیل **المختصر** اور روایات سے بھی ابوطالب کی موت
ملت آبائی پر ثابت ہے **فقیر محمد اکبر ابوالعلائی دانا پوری** عرض کرتا ہے کہ حضرت
عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین عرض
کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابوطالب تمہارا چچا تھا تمہارے واسطے قریش سے
لڑتا تھا تمہاری حمایت مین سعی وافر بجا لاتا تھا تم بھی کچھہ اوسکو نفع پہونچاوگے - حضرت کی اس
عرض پر قربان جواب تو وہی تھا جو کونین کے بادشاہ نے ارشاد فرمایا اس سے بڑھکر کوئی کیا
جواب دے سکتا ہے مگر مین بھی عرض کرتا ہون کہ خواجہ ابوطالب کے چھوٹے فرزند حضرت
سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو آپ نے اپنی دختر نیک اختر حضرت سیدۃ النسا خاتون قیامت
فاطمہ الزہرا علیہا السلام عنایت فرمائی اس سے زیادہ حسن سلوک کیا ہوسکتا تھا خود حضرت
کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دعا دی کہ اونکی اولاد مین سلطنت آگئی اور

کئی پشت تک قایم رہی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید الشہدا کا درجہ
پایا وہ کون تہا کہ جسنے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے تنکے کے برابر سلوک
کرکے ہزار گونہ اوسے زیادہ بدلہ نپایا ہو ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کے بعد درجہ
صحابہ کا ہے اور صحابہ کے بعد تابعی کا اور تابعی کے بعد تبع تابعی کا پہر اونکے بعد سب
امت برابر ہین ہمکو نہین پہونچتا کہ ہم صحابہ کے اقوال پر نظر کرین ایک بات تہی جو زبان قلم
پر آگئی بعض اہل تاریخ نے خواجہ ابوطالب کا ایمان بہی نقل کیا ہے چنانچہ ابن اسحاق
نے کہا ہے اِنَّہٗ اَسْلَمَ عِنْدَ الْمَوْتِ روایت ایک روایت مین یون
بیان ہوا ہے جب وفات ابوطالب قریب ہوئی تو عباس ابن مطلب نے دیکہا کہ
دونون لب ابوطالب کے ہلتے ہین تو لگا ے دونون کان اوسکی طرف اور کہا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ اے بیٹے میرے بہائی کے قسم خدا کی کہا
میرے بہائی نے اوس کلمہ کو جو تلقین کیا تہا تمنے کما فی المدائح لیکن اہل تحقیق اس قول
کی تضعیف کرتے ہین۔ اور ظاہرا یہ قول اوس قول کے خلاف ہے جو صحیحین سے
پہلے اسی قول کے اوپر بیان کیا گیا ہے اور روافض اثنا عشری کہتے ہین کہ ابوطالب مسلمان
تہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ جو کچہ عنایت وحمایت ومحبت وشفقت طرفداری وجان نثاری
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خواجہ ابوطالب نے کی ہے وہ سب کتب سیر
مین مفصل مذکور ہین اور جو کچہ نزع کے وقت خواجہ نے حضور کی شان مین اشعار پڑہے
ہین وہ بہی اون کتابون مین ہین ہمکو اس کے باب مین بحث کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا
اسکا کون انکار کرسکتا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جان نثار نہ تہے
اور ضرور تہے لَا شَکَّ فِیْہِ الغرض بعد وفات خواجہ ابوطالب کے کفار قریش
نے طرح طرح کی ایذائین دینی شروع کین کہ ابوطالب کی زندگی مین یہ نوبت کبہی نہ پہونچی
تہی چنانچہ ایک دن کسی کافر نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر مٹی ڈالی آپ نے

صبر کیا اور اپنی دختر پاکیزہ گہر کے گہر مین تشریف لے گئے اون جنت کی بی بی نے حضرت کو غسل کرایا اور پدر مہربان کی حالت پر بہت روئین آپ نے فرمایا کہ صبر کرا للہ تعالیٰ شانہٗ اونکی شرسے مجہے محفوظ رکہیگا جب تک ابوطالب زندہ رہے کسی نے حضرت کو علانیہ اسطرح ایذائین نہین دین بعد ابوطالب کے کچہہ دن ابولہب نے بہی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حمایت واعانت کی مگر کفار قریش نے ابولہب کو اپنی طرف ملالیا اوسنے اپنی حمایت واعانت اوٹہالی یہ عجیب اتفاق تہا کہ سب تکلیف دینے والے حضور کے جوار ہی مین رہتے اور کوئی اونمین سے مسلمان نہوا مگر حکم ابن ابی العاص اور وہ بہی مضطرب ہوکر **فائدہ** یہ سب ایذائین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوٹہاتے تہے اور صبر فرماتے تہے اور حکمت الہی یہ تہی کہ جو مرتبہ آپ کو عطا کیا جاسے وہ پورا ہو ناقص نہو تو نفس مبارک حضور کا صبر کا بہی خوگر کیا گیا لہذا جسقدر ایذائین قوم نے دین اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صبر فرمایا تو مرتبہ ومقام صبر کامل ہوتا گیا اور ایسا کامل ہوا کہ اپنی پوری حد کو پہونچ گیا چنانچہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جگر پارہ سیدنا حسین علیہ السلام نے جو ترکہ اپنے نانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے وراثتاً پایا تہا دنیا کو دکہا دیا کہ انبیا علیہم السلام کا ترکہ مال وزر - زمین وجائداد نہین ہے یہ ترکہ ہے جو ہمین ملا ہے اور یہ وہ مقام صبر تہا کہ کوئی **صا** براولیا اللہ مین سے ایسا نہین گذرا کہ جسنے اس استقامت کے ساتہہ اس مقام مشکل کو طے کیا ہو بے شک وشبہہ حضرت سیدنا امام حسین سید الصابرین والشاکرین ہین اللّٰھم صل وسلم علی سیدنا ومولٰنا محمد سید الصابرین وامام الکاظمین **الغرض** بعد وفات ابوطالب کے کئی طریقہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دعوت اسلام فرمائی لیکن کسی نے قبول نکی بلکہ بیلے انتہا ایذادی ناچار مجبور ہوکر حضور پُرنور نے یہ قصد فرمایا کہ اب بیگانون کو اسلام کی طرف بلاؤن گا چنانچہ ابوطالب کے انتقال کے تین مہینے بعد قبیلہ بنی بکر مین تشریف

لیجاکر دعوت اسلام فرمائی لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنے یہان
ٹھیرنے ندیا تو آپ نے قبیلہ قحطان کا قصد کیا یہ قوم بھی بہ شرارت پیش آئی پھر حضور
پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم طایف - اور ثقیف کی طرف متوجہ ہوئے اور زید
ابن حارثہ حضور کی خدمت مین تھے اوسوقت بنی ثقیف مین تین سردار تھے-
عبدیالیل - مسعود - وحبیب یہ تینون عمرو ابن عمرو کے بیٹے تھے انکو اور اس قوم کے
جملہ اکابر کو دعوت فرمائی ہر ایک بدسلوکی سے پیش آیا اور مہمان کے طریقے پر بھی کسی نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دعوت نفرمائی اور ایسی ایسی ایذائین حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دین کہ وہ دن حضور پرنور پر یوم احد سے زیادہ سخت تھا
صحیحین مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ مینے
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا یا حضرت یوم احد سے بھی سخت دن
کوئی آپ پر گذرا ہے آپ نے فرمایا سخت ترین ایام یوم عقبہ تھا جب مین نے ابن
عبدیالیل ابن کلال کو دعوت کی اوسنے قبول نکی لہذا مین رنجیدہ ہوکر چلا اور ہوش مین
نہ آیا مگر اوس مکان مین میرے حواس درست ہوئے جب موضع قرن الثعالب مین پہونچا
اور وہان مینے آسمان کی طرف سر اوٹھایا تو ایک ٹکڑا ابر کا مجھپر سایہ کیے ہوئے نظر آیا وہان
سے حضرت جبریل ع نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم اللہ تعالی شانہ نے
تمہاری قوم کے حالات ملاحظہ فرماکے ملک الجبال کو بھیجا ہے آپ جو حکم اوسے دینگے وہ بجا لائیگا ملک الجبال نے
سلام کرکے عرض کی کہ اگر آپ حکم فرمائین تو مین ان دونون پہاڑون کو جنکے بیچ مین مکہ ہے اس جفاکار قوم
پر لاکر ڈالدون کہ انکے استخوان تک پس کر سرمہ ہوجائین حضور پرنور نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات مجھے
منظور نہین مین اپنے مالک وخالق سے امید رکھتا ہون کہ انکی پشت سے ایسی اولاد کا ظہور
ہوکہ جو خدا سے لاشریک کو وحدہ لاشریک سمجھین اور یہی سمجھکر اوسکی عبادت کرین یہ ظلم کرین اور مین
صبر کرون کبھی تو یہ اپنی خطا کو خطا سمجھینگے باوجود سیکڑون تکالیف شاقہ کے آپ نے لہنا

رحم وکرم نہ چھوڑا اس آیت شریفہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ نے حضور پُرنور کے کرم ورحم کی غایت بتادی ہے

عذرخواہ چون محمد جرم بخش چون الٰہ		گر بترسند از گنہ روئے گنہگاران سیاہ

عُقْدَۃُ الرَّسُوْلِ خیرخواہ دشمنان اسی مقام سے حل ہوتا ہے تواریخ سے ثابت ہے کہ سرداران بنی ثقیف نے بڑی بڑی شرارتین کی ہین یعنی لڑکون اور شہدون اوباشون کو اشارہ کردیا اونہون نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو نازیبا باتین کہین اور پتہرون سے حضرت کی ساق مبارک کو مجروح کردیا مگر حضرت سید الصابرین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونکے واسطے بہی دعا سے بدنفرمائی علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت سید الصابرین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دس دن طایف مین رہے بعد اسکے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے پہرتے وقت آپ کو نہایت تشویش ہوئی اور زید ابن حارثہ اس سفر مین ہمراہ رکاب تھے اثنا سے راہ مین ایک باغ عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ کا ملا اوسمین حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ٹھہرے عتبہ وشیبہ دونو موجود تھے اون لوگون نے آپکو پریشان خاطر دیکھکر بلحاظ قرابت وخویشی رحم کہا کر عداس نام غلام نصرانی المذہب کے ہاتھ انگور کے خوشے طبق مین رکھہ کے بہیجے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہکر تناول فرمائے عداس غلام نے کہا کہ یہ کلمہ اس بستی مین آج کے سوا کبہی نہین سُنا حضور پُرنور نے فرمایا کہ تو کہان کا رہنے والا ہے اور کس دین مین ہے اوسنے عرض کی کہ مین نینوی کا رہنے والا ہون اور دین میرا نصرانی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو یونس ابن متی کے گانون کا ہے وہ بولا کہ آپنے یونس کو کیونکر جانا حضرت نے فرمایا کہ وہ میرا بہائی تھا یعنی وہ پیغمبر تہا اور مین بہی پیغمبر ہون اور جملہ انبیا آپس مین علاتی بہائی ہین عداس نے پوچھا آپ کا اسم شریف کیا ہے حضرت نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اوسنے کہا کہ مین زمانہ دراز سے انجیل مقدس مین حضرت کے اوصاف حمیدہ پڑہتا ہون اور
توریت مین لکہا ہے کہ آپ کو خداے تعالی پیغمبر کرے گا اگر قوم کے لوگ قبول نکرینگے
اور اپنے شہر سے ہجرت کرنے پڑے گی آخر کار نصرت الہی شامل حال ہوگی اور تمام
روے زمین پر آپ کا دین شایع ہوگا چونکہ فضل الہی عداس کے شامل حال تہا وہ حضرت پر
ایمان لایا اور قدمبوس ہوا عتبہ و شیبہ نے جو عداس کی یہ کیفیت دیکہی تو کہا اس شخص نے
تجہکو فریب دیا اوسنے کہا کہ نہین آپ پیغمبر ہین اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مکہ معظمہ
کی طرف روانہ ہوئے راہ مین ایک باغ یعنی بطن نخلہ ملا جو مکہ معظمہ سے رات بہر کی راہ
ہے وہین منزل فرمائی آدہی رات کو جب آپ نماز پڑہنے لگے تو اوسوقت سات نفر جن
اور بروایتے نو نفر جن آپکی قرات سنکر حضور پر نور کے پاس آئے اور پہچانا اور اپنی قوم مین جاکر اسکا
چرچا کیا۔ **مقام بطن نخلہ مین آدہی رات کو قوم جن کا نماز مین قرات**
سنکر آپ کو پہچاننا اور اپنی قوم مین جاکر اسکا ذکر کرنا اور ایمان
لانا۔ مورخ محتاط اس روایت کو تقریر کرکے یہ لکہتا ہے کہ روایت ابن اسحاق اور اوسکے
توابع کی ہے اور **صحیحین** سے ثابت ہے کہ یہ معاملہ **بازار عکاظہ** کا ہے
جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اصحاب کے ساتہہ نماز صبح پڑہتے تہے
اور کیفیت اوسکی یہ ہے کہ جب حضور طائف شریف سے پلٹے تو بازار مذکور مین جلوہ فرما ہوئے
اور یہ بازار ایسا تہا کہ اسمین ہر جنس کے تاجر موجود ہوتے تہے بیسوین شوال سے دسوین
ذیقعدہ تک وہان قیام کرتے تہے اسی سبب سے چند اصحاب حضور پر نور صلی اللہ علیہ
و آلہ و اصحابہ وسلم کو وہان مل گئے اونکے ساتہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم وہان
شب باش ہوئے وہ مقام مکہ معظمہ سے رات بہر کی راہ ہے جب صبح ہوئی تو حضور پر نور
اصحاب کے ساتہہ نماز مین مشغول ہوئے اوس حال مین نو نفر جن شہر نصیبین متعلقات
شام کے رہنے والے **فرقہ بنی شیصان** سے کہ سادات قوم مذکور سے تہے

اوس طرف گذرے اور قرات حضور پُرنور کی سُنی ازانجملہ ربیعہ و عمرو دو نفر سردار عظیم الشان تھے اونھون نے اپنی قوم کی دعوت اسطرح شروع کی کما قال اللہ تعالیٰ شانہٗ فی سورۃ الاحقاف یٰقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ یَھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ وَاٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَہٗ مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءُ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ترجمہ اے ہماری قوم ہمنے سُنی ہے ایک کتاب جو اُتری موسیٰؑ کے بعد سچا کرتی ہے سب اگلون کو سمجھاتی ہے سچا دین اور ایک راہ سیدھی اے ہماری قوم مانو اللہ کی طرف بلانے والے کو اور اوسپر یقین لاؤ کہ بخشے تمکو کچھ تمہارے گناہ اور بچادے تمکو ایک دکھ کی مار سے اور جو نہ مانے گا اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکے گا بھاگ کر زمین مین اور کوئی نہین اوسکو اوسکے مددگار وہ لوگ صریح گمراہ ہین۔ جب یہ باتین قوم جن نے سُنین اور بہت لوگ ایمان لائے مگر اس مرتبہ جنّون سے ملاقات نہین ہوئی جیسا مواہب لدنیہ اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ ملاقات ہوئی یہ بات ہے کہ قوم جن مین بھی مومن اور کافر ہین کافر کو عذاب نار ہے بالاتفاق مگر مومن مین اختلاف ہے مالک۔ و ابن ابی لیلیٰ و ابو یوسف۔ و محمد کہتے ہین جسطرح مسلمان آدمی کو جنت مین ثواب ملے گا اسیطرح جن کو بھی۔ قاضی۔ اور صاحب کشاف کا مختار یہی قول ہے۔ اور ضحاک کہتے ہین کہ جن بہشت مین کھاینگے پئین گے۔ مختار اکثر مشائخ کا یہی ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ جسطرح آدمی نعمت سے لذت پائینگے ویسے ہی قوم جن تسبیح و ذکر سے لذت اوٹھاوینگے۔ علما سے باخبر فرماتے ہین کہ کئی دن حضور پرنور نے اوس مقام مین اقامت فرمائی پھر عازم مکہ ہوئے زید ابن حارثہ نے عرض کی کہ یا حضرت جن لوگون نے آپکو نکالا ہے اونہین لوگون مین آپ پھر تشریف لئے جاتے ہین حضور پُرنور صلی اللہ علیہ و

آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ناامید نہو اللہ تعالی شانہ مدد کرے گا الغرض مکہ مکرمہ کے قریب جاکر ایک صحابی کو قریش کے پاس بطلب جواب روانہ فرمایا اور بلا تامل اس وجہ سے داخل نہو سکے کہ شاید اہل مکہ طائف کے حالات سنکر اوسی طرح پیش آوین۔ کسی مشرک نے حضور کا جوار پسند نکیا مگر مطعم ابن عدی نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کعبہ مین تشریف لائے اور طواف فرمایا اور حجر اسود کو بوسہ دیا اور دو رکعتین ادا کرکے دعا مانگی کہ یا مُسَبِّبَ الاَسْبَاب ایسا سبب کر کہ ایسی قوم ایمان لائے جو تیرے دین صادق کی مدد کرے بعد اوسکے باعانت ظاہری مطعم ابن عدی کی اپنی منزل خاص مین جلوہ فرما ہوے اور مطعم مع اپنے توابع ولواحق کے مشغول بحراست وحمایت ہوا اور لوگون کو بنا بر متابعت دین اسلام لانے لگا اور ابولہب اوسکے پیچھے ہوا ہر جگہہ کہتا جاتا کہ مطعم جھوٹا ہے اپنے دین آبائی سے پھر گیا ہے اُسی سال طفیل ابن عمرو دوسی کہ اشراف قوم سے تہا حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت کرون لیکن کوئی نشان ایسا ہو کہ اوسکے سبب سے قوم مین صورت امتیاز پیدا ہوجاوے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دعا فرمائی اللہ تعالی شانہ نے ایک نور چراغ کیطرح دونون آنکھون کے بیچ مین روشن کردیا یہ نشان لیکر طفیل دوسی قوم کیطرف روانہ ہوا پھر اوسکے دل مین یہ خطرہ پیدا ہوا کہ شاید اس علامت کو قوم کے لوگ کوئی بُری بیماری خیال کرین اور کہین کہ اسلام لانے سے اس بیماری مین مبتلا ہوا ہے لہذا دعا مانگی کہ یا اللہ یہ نشان متغیر ہوجائے اوس مجیب الدعوات نے اوس نشان کو اوس کے تازیانے کی نوک پر چمکا دیا وہ قندیل کیطرح چمکنے لگا طفیل اس نشان کے ساتھ قوم مین داخل ہوا اور دعوت اسلام شروع کی چند نفر ایمان لائے طفیل ناراض ہو کر حضور پُر نور مین حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میری قوم ہلاک ہونے کے قابل ہے آپ اوسکے واسطے دعاے ہلاکی فرمائے حضور نے دعا فرمائی الٰہی دوس کی قوم صراط مستقیم

اختیار کرے اور طفیل سے کہا کہ تو قوم مین نہایت نرمی اور تواضع سے بسر کر۔ طفیل رخصت ہوئے اوس دعا کی برکت سے ستر یا اسی خاندان کے آدمی ایمان لائے۔ اور بعد فتح خیبر اور بروایتے قبل فتح داخل مدینہ طیبہ ہوئے اور جب تین مہینے دخول مکہ پر گذرے تو نوے نفر جن شہر نصیبین و نینوا کے رہنے والے مع توابع بنابر ملازمت حضور پر نور بیرون مکہ حاضر ہوئے ازانجملہ زوبعہ سردار جن نے حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ مین حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ جنات ملازمت کو حاضر ہین جسوقت حکم ہو شرف پابوسی حاصل کرین فرمایا کہ **شعب الحجون** مین جمع ہون اگر یہان آوینگے تو شہر کے لوگ ڈرینگے چنانچہ زوبعہ نے اسی مقام مین سب جنات کو جمع کیا اور بعد ادائے صلوٰۃ عشا مع عبد اللہ ابن مسعود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لے گئے تو حضور پر نور کو ایک فوج نظر آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ کو **شعب حجون** کے دروازہ پر کھڑا کر دیا اور ایک خط محیط دور انکے گرد کھینچ دیا اور فرمایا اسی مین قایم رہ اور آنحضرت صلعم خود بنفس نفیس درہ کوہ مین داخل ہوئے اور جنات نے حضرت صلعم کے شوق دیدار مین ازدحام کیا حضرت عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہین کہ مین نے جنات کو دیکھا بعض بصورت کرگس اور بعض بصورت قط یعنی میمون - بوزنیہ جو متصل بصرہ کے رہتے ہین اور سب برہنہ سر اور برہنہ پا اور سیاہ رنگ اور ایک پارچہ سفید بطور لنگ ستر عورت کے واسطے باندھے ہوئے تھے اسی طرح اس فرقہ کے لوگ مختلف صورتون مین نظر آئے اونکی تلقین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تا سحر مشغول رہے۔ اوسی عرصہ مین قوم جن مین ایک قتل واقع ہو گیا اوس قوم نے اپنی رضا و رغبت سے آنحضرت صلعم کو حکم مقرر کر دیا حضور پر نور نے خدا کے حکم کے موافق فیصلہ کر دیا کہ سب قوم رضامند ہو گئی۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بارہ ہزار جن جزیرہ موصل کے رہنے والے جرا پہاڑ مین کہ جسکو اب جبل نور کہتے ہین جمع ہوئے اور حضور پر نور تن تنہا وہان

تشریف لے گئے اور تمام شب اوسی جگہہ مقیم رہے وقت صبح اصحاب رسول اللہ نے
آثار اونکے دیکھے اور جو کچھہ اسباب کی قسم مین سے چھوڑ گئے تھے ملاحظہ فرمائے یہ قصہ
صحیح مسلم مین موجود ہے۔ اسی طرح احادیث **صحیحہ** سے حاضر ہونا جنات کا کئی بار حضور پر
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ قوم جن
نے حضور سرور عالم سردار بنی آدم ہادی کونین رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
سے امور دینیہ مین تحقیقات کی ہے اسمین کچھہ شک نہین ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم جسطرح عالم انسان پر مبعوث برسالت ونبوت تھے اسی طرح عالم جنات پر بھی
تھے۔ اور دوسرے **حدیث صحیح** متواتر ثابت ہے کہ جب حضرت رحمۃ للعالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سورۂ رحمن فرقۂ جن پر تلاوت فرمائی تو اس قوم نے نہایت
ادب سے سنی اور آیت فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ بات کو سنکر عرض کرنے لگے کہ اے
پروردگار ہم تیری کسی نعمت کے ساتھہ ناشکری نہین کرتے **فائدہ** اول بار فرقۂ جنات
کے حاضر ہونے کا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین یہ سبب تھا کہ جب
حضور پرنور صلعم نبی ہوئے تو نزول وحی کا شور تمام عالم مین پڑگیا اور شیاطین وجنات کا آسمان
پر جانا اور اخبار غیبیہ کا سننا قطعاً بند ہوا ابلیس اور اوسکے توابع جو آدمیون کو گمراہ کرتے پھرتے
تھے سخت ذلیل وخوار ومجبور ہوئے اونکے سب مکر اور حیلے جو اونکے گمراہ کرنے کے ذرایع
تھے بیکار ہوگئے تو اوس قوم نے باہم یہ مشورت کی کہ تمام دنیا کی سیاحت کرو اور پتہ لگاؤ کہ دنیا
مین ایسی کون سی بات ظاہر ہوئی ہے جسکے سبب سے ہم اخبار غیبیہ کے سننے سے منع کردیے
گئے اگر کچھہ بھی معلوم ہو جائے تو درصورت امکان اوسکا تدارک کیا جاے چنانچہ قوم شیاطین
اور جنات نے عالم کا گشت شروع کیا۔ ازانجملہ نو نفر جن قبیلہ بنو شیصان کے جو قبایل جن
سے عمدہ قبیلہ ہے اور شہر نصیبین کے رہنے والے تھے وادی تہامہ سے پھرتے ہوئے
وادی نخلہ مین وارد ہوے تھے اور وہان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قرآن پڑھنا سنکر

یقین لائے کہ بے شک یہ کلام معجز نظام ملک علام کی طرف سے اوترتا ہے اسکی ہوشیاری
وخبرداری ہورہی ہے کہ اسکو کوئی چرانے نپاسے پہر اوس قوم نے اپنے لوگون مین اسکا
تذکرہ کیا اور اوس قوم کے اشراف جماعت کثیر کے ہمراہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم مین حاضر ہوئے اور ایمان لائے اور بے تامل یہ آواز بلند سنادی کہ اب
قوم جنات عہدہ خبر رسانی اور سفارت سے معزول ہوئی اور خاتم المرسلین پیغمبر اولوالعزم
پیدا ہوئے سب کے سب چلکر اونکی پیروی کرو چنانچہ اکثر جنات نے جو عرب کے جزائر مین
رہتے تھے یہی وتیرہ اختیار کیا کہ خود حاضر ہوکر ایمان لاتے تھے کہ اکثر حکایات انکی کتب
حدیث مین منقول ہے ازانجملہ صحیح بخاری وغیرہ مین حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین ایکدن اپنے بتون کے پاس
بیٹھا تہا اوسوقت ایک آدمی گاے کا بچہ لایا اور بت کی نذر کے واسطے ذبح کیا ایک نیکے پیٹ
سے آواز بہت سخت نکلی کہ ایسی آواز مینے کبھی نہین سنی تھی اور ہر خاص وعام نے اوس
آواز کو سنا - یاجلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الٰہ الا اللہ ترجمہ اے
زور آور آدمی ایک کام کی بات ہے ایک شخص پکار کر کہتا ہے لا الہ الا اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ جتنے لوگ وہان موجود تھے سب بہاگ گئے لیکن مین کہڑا رہا کہ دیکہون یہ آواز کسکی
ہے چنانچہ مین نے دوسری تیسری بار بہی وہی آواز سنی مجکو نہایت حیرت ہوئی اس بات کو
کچہہ تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا کہ حضرت کی نبوت کی خبر عام ہوئی اور لوگون کو حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کی تلقین فرمائی ہے - اور اسیطرح ایک بوڑہے آدمی سے
مجاہدؒ روایت کرتے ہین کہ وہ کہتا تہا کہ ایکدن مین ایک گاے ہانکنے کیلئے جاتا تہا دفعۃً مینے
ایک آواز سنی کہ یاذریح قول فصیح رجل یصیح ان لا الہ الا اللہ یعنی اے ذریح بات ابھی کُھلی ہے
کہ ایک شخص پکار کے کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ پہر مین مکہ مین آیا وہان سنا کہ ایک پیغمبر مبعوث ہوئے
ہین وہ یہ کلمہ فرماتے ہین فائدہ ذریح یعنی بدر قبیلہ لمجنی لپستہا دلہا بہی آتا ہے اسیطرح بہتی

نے سواد بن قارب سے روایت کی ہے کہ وہی کہتے تھے کہ ایام جاہلیت مین ایک جن میرا آشنا تہا کہ اخبار آیندہ سے وہ مجھے مطلع کرتا رہتا تہا اور وہی مین لوگون سے کہتا تہا اور نذر و نیاز بہی لیتا تہا ایک دن رات کو مین سوتا تہا وہی جن آیا اور کہنے لگا کہ اوٹھ اور سمجھ اگر عقل ہے ایک نبی لوئی بن غالب کی اولاد مین سے ظاہر ہوا ہے اور اسی بیان کے چند شعر پڑہے حاصل اون اشعار کا یہ ہے کہ ہمارے قوم کے سردار کے کو جاتے ہین ایمان لانے کو تو بہی چلکر مسلمان ہو سواد کہتا ہے کہ مین چونک پڑا اور تمام شب مشوش رہا پہر دوسری اور تیسری رات کو بہی یہی معاملہ گذرا بس خیال اسلام کا شوق میرے دل مین پیدا ہوا اور مین سامان سفر کرکے مکہ معظمہ کو روانہ ہوا وہان پہونچکر مجھے آپکا حال معلوم ہوا اور مین حضرت کے حضور مین حاضر ہوا آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا مرحبا سواد بن قارب مجھے معلوم ہے جو امر تیرے آنے کا سبب ہوا ہے مینے عرض کی یا رسول اللہ مینے چند بیتین آپکی مدح مین موزون کی ہین اول انکو سن لیجئے سوا نے قصیدہ بائیہ یعنی جسکے قافیہ کا حرف روی حرف ب ہے جیسے قارب کی ب پڑہا جسکا آخر شعر یہ ہے ؎

فکن شفیعا یوم لا ذو شفاعة	سوا بمغن عن سواد بن قارب

یعنی ہوجا سیرا شفیع اوس دن کہ نہوگا تیرے سوا کوئی کام آنے والا سواد ابن قارب کا ازانجملہ امام احمد نے جابر سے اور ابونعیم نے ضمیرہ سے روایت کی ہے کہ اول خبر آنحضرت صلعم کی بعثت کی مدینہ مین اسطرح ہوئی کہ ایک جن ایک عورت پر جو مدینہ ہی مین رہتی تہی عاشق تہا وہ جن شب کو اوسکے پاس آیا کرتا تہا ایک روز وہ آیا اور اوس عورت سے دور آکر بیٹہا اوسنے کہا تو میرے پاس کیون نہین آتا اوسنے کہا کہ اب ہماری تمہاری جدائی ہوئی اوس عورت نے سبب پوچہا جن نے جواب دیا کہ مکہ مین ایک پیغمبر پیدا ہوا ہے اوسنے زنا کو حرام کیا ہے اور بیہقی نے بطور ارسال حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے اور حضرت عثمان نے رضی اللہ تعالی عنہ اسی طرح کا ماجرا شام مین

دیکھا تھا چنانچہ ابونعیم نے اون سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ایک مرتبہ ملک شام کو گئے تھے وہان ایک کاہنہ فن کہانت مین سرآوردہ تھی ہم بہی اوسکے پاس اپنے سفر کا حال پوچھنے گئے اوسنے کہا کہ اب مجھے کچھ نہین معلوم ہوتا وہ جن جس سے مجھے رابطہ محبت تھا اور اوسکے ذریعہ سے اخبار آیندہ کی اطلاع ہوا کرتی تھی ایک دن میرے دروازہ پر آکر کہہ گیا کہ ہم رخصت ہوتے ہین مینے سبب پوچھا اوسنے کہا کہ ظاہر ہوئے محمدؐ مکہ مین جنکے مقابلہ کی طاقت ہم مین نہین ہے اور وہ حکم خدا کا لیکر آئے ہین اور وہ فوراً چلا گیا جب سے پھر نہین آیا ازانجملہ اسحٰق بن شاہین وغیرہ محدثین نے ذباب بن حارث سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھسے اور ایک جن سے ملاقات تھی اور رابطہ اتحاد بڑھ گیا تہا وہ مجھسے اخبار غیبیہ کہا کرتا تہا ایک دن وہ آیا مینے حسب معمول اوس سے خبر آسمانی دریافت کی اوسنے حسرت سے میری طرف دیکھکر کہا محمدؐ نبی موعود مکہ مین پیدا ہوئے ہین وہ صاحب کتاب ہین مخلوق کو اللہ کی طرف بلاتے ہین اور اونکی بات کوئی نہین سنتا ذباب کہتا ہے کہ مینے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اوسنے کہا تھوڑے دنون مین میری بات سمجھ مین آجائیگی اور یہ کہکر وہ چلا گیا چند روز کے بعد حضرتؐ کی پیغمبری کی خبرین متواتر مینے سنین ازانجملہ فاکہی نے تاریخ مکی مین عامر بن ربیعہ سے اور ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے ایک دن جبل بوقبیس پر ایک جن نے سخت آواز سے چند اشعار دین اسلام کی ہجو مین پڑہے اور یہ مضمون بہی تہا کہ اہل اسلام کو جلد قتل کرنا چاہیے اور شہر سے باہر نکال دو اور بت پرستی بدستور سابق جاری رکہو کفار مکہ اس مضمون کے شعر سنکر بہت خوش ہوئے اور مسلمانون سے کہنے لگے کہ دیکہو تمہارے قتل اور شہر بدر کرنے کا حکم غیب سے بہی آیا مسلمانون کو بہت رنج ہوا حضور پُر نور کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم سب مطمئن رہو یہ آواز ایک شیطان کی تہی کہ اوسکا نام مسعر ہے اوس کو بہت جلد اللہ تعالیٰ شانہ سزا دے گا تیسرے دن حضور پُر نور نے فرمایا کہ آج ایک جن

کہ جسکا نام تمیج ہے مسلمان ہوا اور بیٹے اوسکا نام عبداللہ کہا اوسنے مجھسے اجازت لیکر مشعر کو قتل کیا اور شام کے وقت اوسی پہاڑ سے ایک سخت مہیب آواز سنی گئی ان لفظون سے کہ مین وہ ہون کہ جسنے مسقر کو قتل کیا اسلیئے کہ اوسنے غرور کیا اور حق کی تکذیب کی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہجو کی ازانجملہ ابن سعد نے کتاب شرف المصطفے مین جندل بن ثعلبہ سے روایت کی ہے کہ جندل رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور پُر نور سے عرض کی کہ یارسول اللہ ایک جن میرا دوست تھا غیب کی خبرین مجھسے کہا کرتا تھا ایک رات کو وہ مضطرب الحال میرے پاس آیا اور مجھے سوتے سے جگایا اور آپ کے حضور مین حاضر ہونے کو موکد ہوا الغرض اس قسم کی بہت سی سچی روایتین کتابون مین درج ہین تطویل کتاب کے خیال سے وہ قلم انداز ہوئین۔ اسی سال کے ماہ شوال مین حضور پُر نور نے حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ اور حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا اور اسی سال مین کہ سال یازدہم نبوت تھا موضع عقبہ مین ایک جماعت خزرج مدینہ سے آئی اون مین سے چند مرد ایمان لائے۔ ابوامامہ[1] اسعد ابن زرارہ ۔ وعوف[2] ابن حارث ابن عفرا۔ رافع[3] ابن مالک ابن العجلان۔ قطبہ[4] ابن عامر۔ عقبہ[5] ابن عامر۔ جابر[6] ابن عبداللہ ابن رباب یہ چھ بزرگ اہالیان مدینہ سے ہین یہ حضرات سباق اسلام کہے جاتے ہین انہین کے سبب سے مدینہ مین ذکر حضور پُر نور کا مشہور ہوا اور ایسا مشہور ہوا کہ ہر گلی کوچہ مین اسلام کا چرچا ہونے لگا یہانتک کہ کوئی گھر باقی نہ تھا جسمین روزانہ حضور پُر نور کا ذکر شریف نہوتا ہو یہی لوگ انصار ہین اور اس بیعت کو بیعت عقبہ اولی کہتے ہین اسلیئے کہ عقبہ کے نزدیک جو منا کے متصل واقع ہے اوّل یہی بیعت واقع ہوئی ہے اب یہان ایک چھوٹی سی مسجد ہے ؎

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

زمین نے تو بے انتہا سرمایہ سعادت اور شرف عظمت حاصل کر لیا غریب و بیچارہ آسمان

اس غم مین ایسا غمگین ہوا کہ بار غم سے کمر خم ہو گئی پروردگار سے عرض کی کہ یارب تو تو اپنی کل مخلوقات کا کارساز ہے مخلوق ہونیکی حیثیت سے نظر مین سب برابر ہوتے چاہئین زمین کو تو نے یہ عزت بخشی کہ اپنے حبیب کو تونے وہین پیدا کیا اور جس شہر مین تیرا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیدا ہوا اوسکو یہ شرف حاصل ہوا کہ تونے اوسکی قسم کہائی لا اقسم بھذا البلد میری کیا تقصیر ہے کہ مین اس شرف سے محروم رکہا جاتا ہون التجائے آسمان قبول ہوئی۔

ذکر معراج شریف حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ

وسلم معراج شریف کی روایتین ہر قرن اور ہر زمانہ مین اسقدر کی گئی ہین کہ حد تواتر سے گذری ہوئی ہین اور معراج کی حدیث کے راوی بڑے بڑے ثقہ حضرات ہین اور صحابی جلیل الشان حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے سب سے پہلے معراج کی تصدیق فرمائی ہے ع

		تصدیق نخستین نزول صدیق است		
	راہ معراج شاہ باریک تراست	رباعی	پرسید ز صدیق کہ اوبا خبر است	
	ازمنزل غار تا مقامات دنی		واللہ کہ با صاحب خود ہمسفر است	
	از نکتۂ معراج عقول است جہول	رباعی	این عقدہ شد است حل لعشاق رسول	
	زین آمد و رفت ہست سالک آگاہ		چون شد بعروج و چون درآمد بنزول	
	گویند شب رفت برافلاک رسول	رباعی	زان سان کہ نیفتش فرو ماند عقول	
	گویم من آنکہ بہر معراج درس		خود عرش خدا سے اکبر آمد بہ نزول	

معراج اسم آلہ ہے یعنی بلندی پر چڑہنے کی شے جسے زبان فارسی مین کہتے ہین اور ہندی مین سیڑہی اوسکا نام ہے مگر اب محاورے مین اوس مبارک سفر کو کہتے ہین جو حضور پر نور

سرورعالم حضرت سیدنا و مولٰنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نبوت کے گیارہوین سال رجب شریف کی ستائیسوین تاریخ رات کے وقت مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک اور قدس شریف سے عرش تک گیا ہے اور اوسی رات کو مراجعت فرمائی چنانچہ خود پروردگار تعالےٰ شانہ اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے قال اللہ تعالیٰ شانہ سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ترجمہ پاک ہے وہ اللہ جسنے سیر کرائی اپنے بندے کو ایک شب مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف یہانتک کی سیر کا منکر تو کافر ہے اسلئے کہ یہ سفر تو آیت محکم سے ثابت ہے جسمین کوئی تاویل نہین ہے اور جو شخص بیت المقدس سے عرش تک جانے کا منکر ہے وہ فاسق ہے اسلئے کہ وہ احادیث صحیحہ کا منکر ہے۔ اور یہ نیچری معراج کے بالکل منکر ہین وہ کہتے ہین کہ ہماری عقل مین یہ بات نہین آتی کہ آدمی آسمان پر جاوے اور طرفۃ العین مین واپس آئے

	برین عقل و دانش بباید گریست	

واقعی عقل بہت تھوڑی اور بات بہت بڑی کیونکر سمجھ مین آئے یہ مسئلہ وہی آدمی سمجھے گا جسے اللہ تعالیٰ شانہ اپنی طرف سے سمجھ عطا فرمائے گا مین اون حضرات سے پوچھتا ہون کہ آفتاب زمین سے کتنی دور ہے لاکھون کوس کا شمار ہے مگر اوسکی روشنی روزانہ دنیا مین آسمان چہارم سے چند منٹ مین پہونچتی ہے جو قادر و توانا آفتاب کو زمین تک اتنی جلدی پہونچاتا ہے اوسی کا حکم زمین سے عرش برین تک آپ کو بھی لے گیا اسمین تعجب ہی کیا ہے یہ مسئلہ بھی مانا ہوا ہے کہ آسمان پر ایک مخلوق بستی ہے یعنی ملائکہ جو محض نوری ہے اور وہ فرشتے آسمان سے زمین پر آن واحد مین چلے آتے ہین اور طرفۃ العین مین چلے جاتے ہین وہی نوری فرشتہ اگر اللہ کے کسی برگزیدہ بندے کو وہان تک لیجاوے تو کیا تعجب ہے یہ خوب بات ہے کہ صاحب یہ بات ہماری عقل مین نہین آتی۔ مان کے پیٹ مین ایک قطرۂ آب سے اتنا دراز قد آدمی بنجاتا ہے اب اونکے بدن کی ساخت اعضا کا جوڑ بند رگون کا جال استخوان کی

ساخت اور آپس مین اونکا جوڑ توڑ کیونکر ہوا یہ نظم بدن بطن مادر مین درست ہولی کیا کسی آدمی کی سمجھہ مین آسکتی ہے ہرگز نہین پہر اسکا انکار کیونکر کروگے تم کیا تمہاری عقل کیا ابہی بے انتہا علوم ایسے ہین جنکا ظہور دنیا مین ابہی ہوا ہی نہین کسی زمانہ مین ضرور ہوگا- تار برقی - ریل - ٹیلیفون - فوٹوگراف - فانوگراف - جب تک یہ چیزین ایجاد نہین ہولی تہین کبہی عقل مین آنے کی قابل تہین اگر کسی سے کہا جاتا ایک منٹ مین دلی سے لندن کو خبر پہونچتی ہے اور تم ہندوستان مین بیٹھے بیٹھے لندن والون سے باتین کرلو تو اوسوقت کے لوگ یہی کہتے کہ بہئی انکی ذرا فصد کہلوادو انہین جنون ہوا چاہتا ہے اور اب تو بچہ بچہ کہہ رہا ہے کہ یہ بات کیا مشکل ہے یہ حیرت انگیز ایجادین اب حیرت انگیز ہین ہم اہل مذہب خصوصاً اہل اسلام کہتے ہین کہ اللہ تعالی شانہ ہمارے دلون کے حالات کو جانتا ہے تو لامذہب اس بات کو سنکر ہنستے ہین اب ایک آلہ اللہ کے بندے نے ایجاد کیا ہے کہ صندوق مین سیکڑون چیزین رکہدو اور اوسے مقفل کردو اور وہ آلہ لگاکر دیکہہ لو ایک ایک چیز نظر آجائیگی چنانچہ یورپ مین محکمہ چنگی اسی آلہ کے ذریعہ سے مال کے صندوقون کی تلاشی لیتی ہے سبحان اللہ جن لوگون نے یہ ایجادین ظاہر کین ہین اونہین کے سمجھہ مین خداوند تعالی شانہ کا علم اور قدرت نہین آتی یہانتک کہ وجود باریتعالی شانہ کے منکر العلم حجاب الاکبر دنیا مین جتنے آدمی بستے ہین انہین لامذہبون کی نسبت مذہبی آدمی بہت زیادہ ہین اونکو اس مسئلہ سے انکار نہین مذہبی عیسائی بہی بہت ہین وہ خود حضرت عیسی علیہ السلام کے مرفوع ہونے کو مان رہے ہین ہندو بہی ایسے محالات عقلی سے نہین جانتے جن اندہون کو خدا کی نشانیان نہین سوجہتین وہی گمراہیون کی باتین کرتے ہین لہذا ہمین اس قلیل جماعت کے انکار کی کچہہ پروا نہین ہے ہم خدا پرستون اور دوسرے مذہبی آدمیون کی بڑی جماعت ہے جس سے تمام دنیا بہری پڑی ہے وہ لوگ اپنے خدا کو اپنے اپنے لغت مین پکار رہے ہین ٥

ندانم آن گل خندان چہ رنگ و بو دارد	کہ مرغ ہر چمنے گفتگوے او دارد

آدمی اللہ تعالیٰ شانہ کی مخلوقات مین سب سے اعلیٰ و افضل ہے اور اشرف ہے جتنے علوم و فنون اسوقت تک دنیا مین ظاہر ہو چکے ہین وہ سب آدمی ہی کے دل سے نکلے ہین اور جو ایجادین آئندہ کو نکلین گی وہ بھی اس مشت خاک کے دل سے نکلین گی بجلی کی قوت کس نے ظاہر کی اسی آدمی نے ہوا کی قوت کو کسنے قید کیا اسی آدمی نے مقناطیسی قوت کا کسنے پتا لگایا اسی ادمی نے ہوا پر تخت کسکا اڑا اسی آدمی کا اتنا بھاری تخت بلقیس کا طرفۃ العین مین اسی آدمی کا علم لے آیا الغرض جتنی قوتین ہین سب انسان ہی مین ہین اور اس انسان کا دل ان قوتون کا خزانہ ہے اور پروردگار تعالیٰ شانہ نے اون قوتون کو دل انسان مین جمع کر رکھا ہے جب جس قوت کے ظہور کی ضرورت ہوتی ہے وہ اپنے کسی بندہ کے دل سے نکالکر اپنی مخلوقات مین اونکی رفع ضرورت کے لیئے ظاہر کر دیتا ہے حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مین وہی قوت موجود تھی جو جسم نازنین حضرت محبوب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو زمین سے آسمان اور آسمان سے عرش تک لیگئی لمولفہ غزل

آدمی جان جہان ہے مجھے معلوم ہوا	خاک مین گنج نہان ہے مجھے معلوم ہوا
جنے پہچانا اسے خاک کے پتلے تجھکو	لامکان تیرا مکان ہے مجھے معلوم ہوا
ہے شجر دانے مین مخفی تو شجر مین دانہ	یونہین ترکیب جہان ہے مجھے معلوم ہوا
کوئی ظاہر نہین ایسا نہو جس کا باطن	بے نشان کا یہ نشان ہے مجھے معلوم ہوا
پیرہن جسکا ہے یہ جسم وہ ہے اور کوئی	یار پردے مین نہان ہے مجھے معلوم ہوا
اوسی جانب سے سکون و حرکت ہے اپنی	وہی سر رشتہ جان ہے مجھے معلوم ہوا

شکل انسان مین نہ ڈھونڈون اوسے کیون ایے اکبر
معنی صورت مین نہان ہے مجھے معلوم ہوا

ایضاً ابیات

کیا کہوں مین کیا ہے اکبر آدمی
مظہرِ اسرار ہے ہر آدمی

آدمی ہے بادشاہِ کائنات
ہے پناہ خلق و عالم اسکی ذات

آدمی کا جلوہ ہے خورشید مین
لطفِ نظارہ ہے اسکی دید مین

شاہی اسکی ہے نبوت اسکی ہے
حسن اسکا ہے وجاہت اسکی ہے

ہے یہ دنیا مین شریفون کا شریف
نازپروردہ طبیعت ہے لطیف

آدمی ہے سب فرشتون کا امام
اس سے بڑھکر کون ہے عالی مقام

ہے جو مسجودِ ملک انسان ہے
خاک ہے لیکن سراپا جان ہے

دیکھہ لو تم ساکنِ افلاک کو
کر رہے ہین سجدہ مشتِ خاک کو

نورِ احمدؐ سے منور ہے یہ خاک
ذرہ ذرہ اسکا اب ہے تابناک

اب تو یہ اللہ کا محبوب ہے
سب سے بہتر ہے یہ سب سے خوب ہے

آدمی سرور ہے صلی اللہ کا
ہے یہ تمغا احمدِ ذیجاہ کا

چومے نعلین اوسکے عرشِ پاک نے
کیا ترقی کی ہے مشتِ خاک نے

معراج شریف

خوابِ نوشین مین تھے شاہ انبیا
پر ستمگر آپکا بیدار تھا

آئے جبریل امین لیکر براق
خوب یان تھین جتنی سب مین تھا وہ طاق

دست بستہ عرض کی جو مین زمین
ہو چکے بیدار خیر المرسلین

یا محمد مصطفیٰ بیدار ہو
یا نبی الانبیا بیدار ہو

یا شفیع المذنبین بیدار ہو
رحمۃ للعالمین بیدار ہو

صاحبِ جود و کرم بیدار ہو
ماحیِ ظلم و ستم بیدار ہو

صاحبِ صدیقؓ اکبر جا گئے
آپ پر سے ہے فضلِ داور جا گئے

مالکِ فاروقِ اعظم جا گئے
رات کم ہے جانِ عالم جا گئے

حضرتِ عثمانؓ کے مالک جا گئے
عرش کی منزل کے سالک جا گئے

مرتضیٰؑ کے مصطفیٰؐ بیدار ہو
خلق کے مشکل کشا بیدار ہو

آپ کا جبریلؑ ہون آیا ہون مین
آبِ کوثر غسل کو لایا ہون مین

حُلّۂ خلدِ برین موجود ہے
دیکھئے یہ خلعتِ معبود ہے

ہو گئے بیدار شاہِ انبیا
آبِ کوثر غسل کو حاضر کیا

غسل کر کے حُلّہ زیبِ تن کیا
پیکِ حق نے سامنے توسن کیا

کون سا توسن براقِ باد پا
دونون عالم جسکا جولانگاہ تھا

طے ہوئی دم بھر مین دوریِ فلک
اب ہوئے خدمت سے رخصت ملک

بیٹھے رفرف پر جنابِ مصطفیٰ
وہ وہان سے برق بنکر اوڑ گیا

پہونچے فوراً آپ عرشِ پاک پر
مرحبا کا شور تھا افلاک پر

حق کو دیکھا آپ نے پھر بے حجاب
کھل گئے علمِ لدن کے جملہ باب

علم جتنے تھے وہ حاصل ہو گئے
کاملون کے آپ کامل ہو گئے

مانگا جو کچھ آپ نے سب مل گیا
انتہی اس پہ ہوئی رب مل گیا

واہ امت کی بھی قسمت جاگ اُٹھی
اوسکو بھی معراجِ خمسہ مل گئی

تحفہ لائے پھر امت پہ نبیؐ
مومنون کے گھر مین شادی رچ گئی

پہونچا ہر مومن کو خالق کا سلام
مومنون کا گھر ہوا دار السلام

ہر نمازی کے لئے آیا سلام
مین ترے قربان اے میرے امام

اپنی امت کو نہ بھولا تو کہین
آفرین صد آفرین صد آفرین

معراج شریف کی روایتین

روایت ہے کہ جب بارہوان سال نبوت کا ہوا اور عمر شریف حضور پرنور کی اکاون برس نو ماہ کی ہوئی تو اکثر محدثین کے نزدیک حضور پرنور اُم ہانی کے گھر مین رونق افروز تھے اور وہ گھر صفا و مروہ کے بیچ مین واقع تھا نماز عشا ادا فرما کر آپ مصلے پر بیٹھے تھے اور آرام فرمانے کا تہیہ تھا کہ ناگاہ اوس مکان کی چھت شق ہوئی اور جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور بہت ادب سے عرض کی کہ حق تعالیٰ شانہ طلب فرماتا ہے چلئے شرف لقا سے پروردگار تعالیٰ شانہ سے سرفرازی حاصل فرمائیے آپ کو اللہ تعالیٰ شانہ وہ بزرگی دیا چاہتا ہے جو آج تک کسی نبی کو نہین ملی اور نہ کسیکے کانون نے سُنی نہ کسیکی آنکھون نے دیکھی نہ کبھی کسیکے دل مین اسکا خطرہ گذرا حضور والا ارشاد فرماتے ہین کہ مینے طہارت کی اور دو رکعت نماز پڑہی اور باہر آیا اور ایک **روایت** مین ہے کہ مینے طہارت کا ارادہ کیا تھا کہ رضوان بہشت دو ابریق یاقوت آب کوثر سے بہرے ہوئے لایا کہ اوس سے حضور پرنور نے غسل کیا بعد اسکے حُلّہ نور زیب جسم نازنین فرمایا اور عمامہ سر مبارک پر رکھا اور جبریل نے چادر نور اوڑہائی اور نعلین سبز زمرد کی پہنائی اور پٹکا یاقوت سرخ کا کمر سے باندہا اور تازیانہ زمرد کا دست مبارک مین دیا اور حضور پرنور کا ہاتھ پکڑ کر بیت الحرام مین لائے وہان حضور نے پہر تازہ وضو کیا آب زمزم سے اور سات مرتبہ طواف الوداع ادا فرمایا پہر مقام حجر مین کہ حطیم کے پاس ہے تھوڑی دیر توقف فرمایا یا آرام کیا وہان جبریل نے آپ کو لٹایا اور طشت سونے کا لائے جسمین اور انبیا کے دل دہوئے گئے تھے اور صدر مبارک کو ناف تک چاک کیا اور دل مطہر کو باہر نکالا اور میکائیل نے طشت زرین مین آب زمزم سے اوسکی شست و شو فرمائی اور دل مبارک کو شق کرکے اوسمین انوار حکمت و عرفان بہر دئیے پہر اوسے اپنے مقام پر جسطرح تھا اوسی طرح رکھدیا یونہین ہے صحیحین مین بعد اسکے

جبرئیلؑ دست مبارک تہام کر مسجد حرام سے لیجاے مکہ مین لاے وہان میکائیل و اسرافیل فرشتگان مقرب ایک بہت بڑی فوج کے ساتہہ کہڑے تہے حضور پُر نور ارشاد فرماتے ہین کہ انہون نے مجہپر سلام کیا اور تعظیم بجالائے مین نے جواب سلام کا دیا پہر اونہون نے مجہے انعام الٰہی سے بشارت دی وہان مینے ایک مرکب کہڑا ہوا دیکہا میانہ قد گہوڑے کے برابر اوسکے اعضا مختلف حیوانون کی صورت کے تہے مگر ایک حدیث مین بُراق کی تعریف اتنی ہے کہ ایک دابہ تہا گہوڑے سے چہوٹا خچر کے برابر اور رنگ اوسکا سفید تہا مگر نہایت رخشان کہ اوسکے دیکہنے سے نگاہ خیرگی کرتی تہی برق کی تصغیر براق ہے مینے وہ تعریف براق کی قلم انداز کی جو کتاب حیرت الانسان مین ہے وہ اس کتاب کے شان کے لایق نہین اوسکی پیشانی پر بخط نور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکہا تہا پہر جبرئیلؑ نے رکاب تہامی اور میکائیل نے بُراق کی باگ پکڑی اور حضور پُر نور کو سوار کرایا اور مسجد اقصیٰ کی طرف لیچلے اور بہت بڑی جماعت فرشتون کی حضور پُر نور کے یمین و یسار تہی روایتاً بیان ہے کہ آپ اوسکی دونون باگین کہینچتے تہے حضرت جبرئیل نے کہا یا حبیب اللہ اسکی باگین ڈہیلی رکہیئے یہ مامور ہے جہان جانا ہے اوس مقام کو جانتا ہے حضرت نے باگین ڈہیلی کردین وہ ایسا جلد چلا کہ حضرت نے فرمایا ان ترکتہا سارت ان حرکتہا طارت جب باگین چہوڑ دین تو زمین کو چشم زدن مین طے کرتا تہا اور جہان اوسے حرکت دی تو اوڑنے لگتا تہا اور حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی کہ یا محمدؐ اگر راہ مین کوئی پکارے تو التفات نہ فرمایئے گا اور نہ جواب دیجئے گا اور مین آگے چلتا ہون بیت المقدس مین ملونگا القصہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہین کہ جب مین تہوڑی سی راہ چلا تو کسی نے داہنی طرف سے آواز دی یا محمدؐ لاتعجل فانک اخطات الطریق یعنی اے محمدؐ جلدی نکرو تم راہ بہولے ہو ٹہرو تو مین رہبری کرون مین ملتفت نہوا پہر بائین طرف سے بہی آواز آئی مگر مین نے التفات نکیا پہر ایک عورت عمدہ لباس اور انواع زیور سے

آراستہ سامنے آئی اور بولی کہ یا محمدؐ ذرا ٹھیرو تو راز کی بات آپ سے کرون مینے نظر نہ ڈالی اور براق کو جلد آگے بڑھا دیا جب جبریلؑ سے ملے تو انکا حال پوچھا جبریل علیہ السلام نے کہا پہلا پکارنے والا تو یہود تھا اگر آپ جواب دیتے تو بعد آپکے امت یہود ہو جاتی اور دوسرا پکارنے والا نصرانی تھا اگر آپ اوسکو جواب دیتے تو امت آپکی آپکے بعد نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اوسکی طرف توجہ فرماتے تو امت آخرت کو چھوڑ کر دنیا اختیار کرتی -

روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول کریمؐ نے جبریل علیہ السلام سے کہ بعد اسکے مینے ایک پتھر دیکھا اوسمین ایک باریک سوراخ تھا اوس سے پانی نکلتا پھر وہ پانی اوسی سوراخ مین جانا چاہتا تھا مگر وہ جا نہ سکتا تھا جبریل علیہ السلام نے کہا اسکی یہ مثال ہے کہ جیسے آدمی کا مُنہ اور سوراخ آدمی کی زبان اور پانی نشانِ سخن اسمین یہ اشارہ ہے کہ جو بد بات آدمی کے مُنہ سے نکلی پھر بعد پشیمانی وہ ہٹ نہین سکتی - پھر فرمایا کہ تین شخص آگے آئے ایک جوان ایک بوڑھا ایک ادھیڑ عمر کا مینے جوان کی طرف دیکھا اور کُہل اور بوڑھے کو نہ دیکھا جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ افضت بمطلب رسیدی یعنی دولت و نجبت پر آپ نے نظر نہ فرمائی عاقبت کو اختیار کیا بہت خوب کیا دولت دنیا کی بے اعتبار ہے اور نجبت ناپائدار ہے اور عاقبت کو قرار ہے آپکو خوشخبری ہو کہ آپکی امت کو عاقبت ہی پسند رہیگی پھر فرمایا کہ دو پیالے آگے لائے ایک مین دودہ تھا اور ایک مین شراب مینے دودہ کا پیالہ اختیار کیا اور اوسمین سے کچھ مینے پیا جبریل علیہ السلام نے کہا آپنے راہ مستقیم بتائی اپنی امت کو اور شراب کو حرام کیا - پھر دو پیالے اور میرے سامنے لائے ایک مین پانی دوسرے مین شہد مینے دونون مین سے تھوڑا تھوڑا پیا - جبریل علیہ السلام نے کہا خوب کیا شہد مین شفا ہے اور پانی پائدار ہے امت کے واسطے قیامت تک اور پانی سبب امت کی طہارت اعمال بد کا آپ فرماتے ہین پھر مین تھوڑی دور آگے چلا تو جبریلؑ نے کہا کہ یا محمدؐ یہ یثرب یعنی مدینہ ہے آپکی ہجرت گاہ آپ یہان اوترکر نماز پڑھئے چنانچہ مینے

وان نماز پڑہی حضور فرماتے ہین کہ مین پہر سوار ہوا اور چلا اور مدین کے نواح مین مقام طور سینا جو تجلی گاہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے اور بیت اللحم جو مقام مولد عیسیٰ علیہ السلام ہے پہونچا تو وہان بہی جبریل علیہ السلام کے اشارہ سے نماز پڑہی پہر بیت المقدس مین پہونچا تو ایک جماعت ملائکہ کرام میرے استقبال کو حاضر تہی اوس جماعت نے مجہے ان لفظون سے سلام کیا السلام علیك یا اول یا آخر یا حاشر پہر جبریل نے مجہے براق سے اُتارا اور براق کو رسن حریر بہشت سے میدان مسجد اقصیٰ مین جہان اور انبیا کے مرکب بندہے تہے باندہ دیا ایک روایت کے موافق مسجد کے حلقہ در سے باندہا پہر جبریل مجہے مسجد مین لائے تو ارواح مقدسہ انبیا علیہم السلام کہ استقبال کے واسطے آئی ہوئی تہین شرف و ادب کے شرایط بجا لائین اور رسم تحیۃ و سلام ادا کی مینے دوگانہ شکرانہ ادا کیا اور انبیا اور ملائکہ مقتدی ہوئے مینے اوّل رکعت مین فاتحہ اور الم ترکیف اور دوسری رکعت مین فاتحہ اور لایلاف پڑہا جب نماز سے فراغت ہوئی تو خواص انبیا نے پروردگار کی ثنا کی اوّل حضرت آدم علیہ السلام نے کہا۔ الحمد للہ الذی اتخذنی صفیا وجعل خلیفۃ وللملائکۃ مسجوداً وجعل حوّا زوجتی صالحۃ وعفیفا واباح لنا الجنۃ انہاراً وقصوراً ونعیما طرد عنادی شیطانا رجیما۔ ترجمہ تعریف ہے اوس خدا کو جسنے مجکو برگزیدہ کیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور فرشتون سے سجدہ کروایا اور حوا نیک بخت پاکیزہ کو میرا جفت کیا اور مباح کیا مجہپر بہشت کی نہرون اور بہشت کے محلون کو اور مردود کیا میرے دشمن شیطان رجیم کو پہر حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ حمد و سپاس اوس خدا کو جسنے مجکو نبی کیا اور دعوت کی مینے اپنی قوم کو ہزار برس رات دن لیکن میرے بلانے سے وہ اور زیادہ بہاگتے رہے اور ایمان نہ لائے وہ قوم مجہپر اور اللہ پر مگر تہوڑے اور قبول کیا خدا نے میری دعا کو اور بہیجا اونپر طوفان اور غرق کر دیا اونکو پہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا حمد ہے اوس خدا کو جسنے مجکو اپنی دوستی مین قبول کیا اور پیشوا اور امام بنایا اور میری ذات واحد کو امت کیا اور ملک عظیم

ارزانی فرمایا اور نمرود کی آگ سے بچایا۔ پہر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا حمد و سپاس اوس خدا کو جسنے مجہے کلیم اپنا کیا اور سات معجزے ظاہر عطا فرمائے۔ ایک پتہر سے بارہ چشمے پانی کے نکالے۔ دوسرا میری امت پر من و سلوی بہیجا۔ تیسرا ابر نے سایہ کیا۔ چوتہا دریا نے راستہ دیا۔ پانچوان فرعون اور اوسکی قوم کو ہلاک کیا۔ چھٹا مجہپر توریت نازل فرمائی۔ ساتوان میری امت کے حق مین نازل فرمایا یھدون بالحق و بہ یعدلون۔ پہر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا حمد و سپاس اوس خدا کو جسنے مجکو علم زبور کا دیا اور احسانمند کیا اپنے کرم سے اور آواز خوش عطا فرمائی اور نرم کیا آہن سخت کو میرے ہاتہہ مین اور مسخر کیا میرا پہاڑون اور جانورون کو اور ہلاک کیا میرے ہاتہہ سے جالوت کو اور فضل و خلافت و حکومت اور خطاب عنایت کیا۔ پہر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ حمد و سپاس اوس خدا کو جسنے ہوا کو میرا مسخر کیا اور لشکر دیو و پری کو میرا فرمان بردار کیا اور زبان طیور مجہے سکہائی اور ملک عظیم عنایت فرمایا بے حساب۔ پہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ حمد و سپاس خدا کو جسنے مجکو کلمہ اپنا کہا اور روح اپنی فرمایا اور آدم کی طرح بے پدر پیدا کیا اور بطن مادر مین اپنی کتاب سکہلائی اور خزانہ حکمت جو توریت و زبور اور انجیل مین مخفی تہا مجکو دیا اور میرے دم مین تاثیر دی کہ جب مٹی سے صورت مرغ بنا کر اوسمین اپنا دم پھونکون جان پڑجاے اور میرے ہاتہہ مین شفا رکہی کہ میرے چہونے سے کوڑہی اندہے لنگڑے لولے اچہے ہوتے تہے اور مجکو آسمان پر بلا کر سب آلایشون سے پاک کیا اور میری مان کو اور مجہکو شر شیطان سے پناہ مین رکہا۔ پہر ہمارے حضور پر نور سرور عالم شفیع المذنبین خاتم المرسلین سیدنا و مولنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے اظہار احسانات خداوندی مین یون گہر افشانی فرمائی کہ جب سب انبیا محامد کبریائی جل شانہ و جل جلالہ سے فارغ ہوئے بیٹہے ہی حمد الہی اور ثنا سے پادشاہی اسطرح شروع کی۔ حمد و سپاس اوس خدا کو جسنے مجکو تمام عالم کا رحمت لکہا اور مجموع

خلایق کی ہدایت پر مامور فرمایا اور سب کے واسطے بشیر و نذیر کیا اور قرآن جسمین ہر چیز کا بیان
ہے مجھپر نازل فرمایا اور میری امت کو بہترین امم کیا اور سب کے لئے مجھے وسط عدل کیا
اول و آخر صفت میری بیان فرمائی سینہ میرا کھول دیا خطرات دل کے دور کئے۔
میرے نام کو بلندی بخشی مجھکو فاتح اور خاتم کہا اور سپاس خاص اوس جناب کبریا کو ہے
جسنے تمام زمین کے لیا اون کو میرے واسطے مسجد کیا اور تمام زمین کی خاک کو حکم پانی
کا دیا اور فتوحات و ہدایا و غنایم مجھکو کرامت فرمائی اور خواتیم سورہ بقر سے مکرم کیا اور سبع مثانی
یعنی سورہ فاتحہ ارزانی فرمائی اور مجھپر علم توحید اور بیان قرآن کا بہت آسان کیا اور ملایک میری
مدد کو بھیجے اور قیامت تک توبہ کا دروازہ میری امت پر کھلا رکھا اور حوض کوثر مجھے دیا مجکو
گناہ کبیرہ کی شفاعت مین ذخیرہ قبولیت دعا کا عنایت کیا۔ حضور پر نور نے فرمایا کہ جب مین
نے یہ خطبہ تمام کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور انبیا کی طرف اشارہ فرما کر کہا بھذا
افضلکم محمد آ۔ حضرت فرماتے ہین کہ پھر پیغمبرون نے مجھسے کہا اے محمد حق تعالی نے
آج کی رات تمکو وہ شرف دیا ہے کہ ہرگز انبیا سے اولین و آخرین کو نصیب نہین ہوا
اب آپ کو لازم ہے کہ جہان تک ہو سکے امت کیواسطے تخفیف و رفاہت
طلب کیجیئے گا پھر جبرئیل نے دست مبارک حضرت کا اپنے ہاتھ مین لیا اور صخرہ کے
پر لائے وہ ایک سنگ معلق مابین آسمان و زمین بیت المقدس ہے۔ ابوبکر ابن عربی
شرح موطا سے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ مین لکھتے ہین کہ یہ سنگ اعجوبہ قدرت
الہی سے ہے غبار و گرد آلود درمیان مسجد بیت المقدس بے سہارے معلق ادہر مین
ہے کسی طرف سے اوسکو علاقہ نہین ہے وہی اوسکو ٹھیرائے ہوئے ہے جسنے
آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے اومین اوپر کیطرف جانب جنوب نشان
قدم حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا ہے جب آپ معراج کی شب
مین وہان براق پر سوار ہوئے تھے اور وہ حضرت کی تعظیم کے واسطے جھکا تھا اور دوسری

طرف اوسکے فرشتون کی انگلیون کا نشان ہے کہ جھکتے وقت اوسکو تھام لیا تھا۔
سیرت حلبی مین لکھا ہے فقد اثر فی صخرۃ بیت المقدس لیلۃ الاسری وان ذالک الاثر
موجود الی الآن - اور اسیکے موافق حافظ شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے بھی معراج نامہ
مین تحریر فرمایا ہے اور فتح المتعال مین لکھا ہے - قد رایت حجر فیہ اثر قدم بقیہ
الصخرۃ الشریفہ بالبیت المقدس والناس یعظمونہ و یتبرکونہ یعنی مینے
دیکھا پتھر اوسمین نشان تھا آپکے قدم مبارک کا صخرہ شریفہ مین بیچ بیت المقدس کے
اور آدمی تعظیم کرتے تھے اوسکی اور تبرک سمجھتے تھے اوسکو المختصر حضور محبوب خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بروایت صحیحہ براق پر سوار ہوکر معراج کے راستے سے
آسمان پر تشریف لے گئے اور جبریل علیہ السلام ہمراہ تھے - فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جب مین معراج سے آگے بڑھا تو ایک دریا بہت گہرا جس کا
نام فاضہ تھا ہوا مین معلق نظر آیا ایک قطرہ اوس دریا کا زمین پر نہین گرتا اور رنگ اوس کا
بہت زیادہ گہرا ہونے کے سبب سے نیلا ہے اور اوسکے عکس سے آسمان بھی نیلا نظر
آتا ہے پہر وہان سے بڑھا تو خزانہ ہوا پر پہونچا وہان سے فلک پردہ ایک دریا ہے آسمان
پر کھنچا ہوا دامن اوسکا سراپردہ کے مانند زمین مین ہے اور ہر آسمان کا ایسا ہی ایک
فلک ہے ستارے اوسمین تیرا کرتے ہین کما قال اللہ تعالی شانہ کل فی فلک یسبحون
یعنی تیرتے ہین ستارے فلک مین - پہر فرمان آلہی پہونچا اوس فرمان کے پہونچتے ہی
میری تکلیف کے لیئے فلک حرکت دوری سے ٹھیرا تو براق اوس پر قدم رکھکر آگے چلا
یہانتک کہ آسمان دنیا کے دروازے پر جسکا نام باب الحفیظ ہے پہونچا اوس کے
دربان کا نام اسمٰعیل ہے اور ایک بہت بڑی فوج فرشتون کے لیئے ہوئے وہان مقیم
ہے اور یہ فوج صرف شوکت کی وجہ سے ہے کسی غنیم کے خیال سے نہین ہے اوس
مقام پر کسی غنیم کو کب دخل ہو سکتا ہے اور وہ دروازہ ایک دانہ یاقوت سرخ کا ہے اوسمیں مرواریدکا

قفل لگا تہا جبرئیلؑ نے پکارا اوسنے کہا کون جبرئیل علیہ السلام نے کہا مین جبرئیلؑ ہون اوسنے جبرئیلؑ سے پوچہا تیرے ساتہہ کون ہے اوسنے کہا محمد رسول اللہ اوسنے دروازہ کہول دیا اور کہا کیا خوب آئے آپ اور کیا ہی اچہا آنا ہے آئیے تشریف لائیے۔ اسمٰعیل اور توا یع اسمٰعیل کی تسبیح یہ ہے سبحان الملک الاعلیٰ سبحان العلی الاعلیٰ سبحان من لیس کمثلہ شئی **فائدہ** جبرئیلؑ کو اسمٰعیل نے پوچہا اور یہ کہا کہ تیرے ساتہہ کون ہین اسکا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے بہت دروازے ہین جبرئیل کے آنے جانے کا دوسرا دروازہ ہوگا اور یہ دروازہ خاص حضرتؐ ہی کے تشریف لانے کے واسطے ہوگا۔

روایت ہے کہ آسمان زمرد سبز کا ہے نام اسکا **رقیعا** ہے الغرض دروازہ کہولا گیا اور حضورؐ اوسمین داخل ہوئے تو حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضورؐ نے حسب ایما ے جبرئیل علیہ السلام رسم سلام وتحیۃ ادا کی حضرت آدم علیہ السلام نے کمال مسرت سے جواب سلام دیا اور شکر کیا اور کہا مرحبا یا ابن الصالح والنبی الصالح الحمد للہ الذی اکرمک وجعلک من نسلی اور تسبیح حضرت آدمؑ کی یہ تہی سبحان الجلیل الاجل سبحان الواسع الغنی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان العظیم وبحمدہ استغفر اللہ پہر آپ نے دروازے دیکہے ایک داہنی طرف دوسرا بائین طرف۔ حضرت آدم علیہ السلام جب داہنی طرف دیکہتے تہے تو ہنستے تہے اور جب بائین طرف دیکہتے تہے تو روتے تہے۔ حضورؐ فرماتے ہین کہ مینے جبرئیل علیہ السلام سے استفسار کیا کہ اس مسرت وحزن کا کیا سبب ہے جبرئیلؑ نے عرض کی دست راست کی طرف بہشت کا دروازہ ہے کہ آپ کی نیک اولاد کی روحین ادہر سے بہشت برین مین جاتی ہین جنکو دیکہکر آپ خوش ہوتے اور بائین ہاتہہ کی طرف دوزخ کا دروازہ ہے ادہر سے آپکی اولاد بدکردار کی روحین دوزخ کو جاتی ہین اون لوگون کو دیکہکر حضرت کو صدمہ ہوتا ہے اور آپ گریہ فرماتے ہین **فائدہ** حضرت آدم علیہ السلام آسمان اوّل پر اس سبب سے ہین کہ آپ انبیا مین سے پہلے شخص ہین

اور اول کو اول سے نسبت ہے یہ ظاہر ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس آسمان کا نام آسمان دنیا ہے اور دنیا مین آپکی اولاد بستی ہے اوسکی محبت نے آگے نہ جانے دیا۔ **سیر آسمان دوم** حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہین کہ جب مین آسمان **دوم** پر پہونچا تو اوسکو نہایت نورانی پایا **فقیر مولف** محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری عرض کرتا ہے ؎

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی
درنہ ہمچون چرخ سرگردان شوی

اسی دنیا مین مشاہدہ کر لو دور کیون جاؤ جو لوگ اللہ والے ہین اور دنیا کو ترک کر کے فرش خاک پر گرد و غبار مین بیٹھے ہین اونکے نورانی جمال کو دیکھیے کہ دیکھنے والون کی آنکھین خیرگی کرنے لگتی ہین اور نور جمال کے ساتھ جلالت کی وہ شان ہے کہ اون سے آنکھین نہین ملائی جاتین اور وہ بادشاہ جو لاکھون روپیہ کا تاج جواہرین سر پر رکھے ہوئے کروڑون روپیہ کے **تخت** پر جلوس کر رہا ہے اون خاک نشینون کی غلامی کر رہا ہے ؎

اسے ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے
بادشاہ آتے ہین پابوس گدا کے واسطے

(**اکبر بادشاہ** نور اللہ مرقدہٗ حضرت خواجہ ہندالولی غریب نواز اجمیری قدس سرہٗ کے مزار پر حاضر تھا اور بادشاہ کے ساتھ حضرت **شیخ سلیم چشتی** قدس سرہٗ بھی تھے اور فیضی بھی تھا اسنے اکبر بادشاہ سے کہا کہ حضور حضرت شیخ سے دریافت فرمائین کہ **حضرت خواجہ** کا کیا مرتبہ ہے آپ نے برجستہ جواب دیا کہ خواجہ کا مرتبہ ظاہری تو یہ ہے کہ اکبر سا بادشاہ جسکی خاک بوسی کے واسطے آگرہ سے پیادہ پا حاضر ہوا ہے اور باطنی مرتبہ یہ ہے کہ سلیم غریب اس تربت شریف کو اللہ تعالی شانہ کے حضور مین اپنی نجات کا واسطہ گردانتا ہے) لہذا آسمان دنیا کی شوکت بسبب قربت دنیا کم ہے اور آسمان دوم کی نورانیت دنیا کی دوری کی وجہ سے زیادہ ہے اور دوسری وجہ فقیر مولف کے خیال مین یہ بھی گذرتی ہے کہ آسمان دوم کو دنیا سے دوری ہے اور عرش سے نزدیکی ہے **المختصر** ایک روایت مین یہ ہے کہ یہ آسمان زر سرخ کا ہے اور نام اوسکا قیدوم ہے اور دربان اوسکا اسرافیل ہے دو لاکھ فوج ملایکہ کی اوسکی

مطلع ہے جبریل علیہ السلام نے بڑہکر دروازہ کہولا تو اوسی فرشتے نے جو دربان ہے کہا کون
ہے جبریل ع نے کہا مین جبریل ع ہون اور میرے ساتہہ محمدؐ ہین اوسنے پوچہا کہ محمدؐ پیدا ہو گئے
جبریل ع نے کہا کہ ہان دربانون نے کہا الحمد للہ مرحبا اہلاً وسہلاً آپ داخل ہوئے۔ حضرت صلعم
ارشاد فرماتے ہین کہ جب مین آگے بڑہا تو مجہسے دو جوان ملے یحییٰ ع و عیسیٰ ع اور یہ دونون
خالاتی بہائی ہین آپ نے بہ ایماے جبریل علیہ السلام انکو سلام کیا اون دونون نے
جواب سلام کا دیا اور کہا مرحبا یا ابن الصالح و نبی الصالح ایک روایت مین ہے کہ حضرت نے
فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مجہسے مصافحہ کیا اور خوشخبری سنائی اور تسبیح اونکی یہ تہی —
سبحان الحنان المنان سبحان الابد الابد سبحان المبید المعید **فائدہ** حضرت عیسیٰ ع اور
حضرت یحییٰ علیہما السلام دونون خالاتی بہائی ہین اور درحقیقت ایک ہی شعبہ سے ہین
اسی سبب سے ایک مقام مین دونون ملے اور چونکہ من حیث الزمان عیسیٰ علیہ السلام
حضورؐ سے قریب تہے اور بشارت یاتی من بعدی اسمہ احمد کی دی تہی اور زمانہ آخر مین
قواعد شریعت محمدیہ پر دعوت بہی فرماینگے اس لئے آسمان دوم پر ملے **فائدہ** حضرت
یحییٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام ایشاعہ ہے اور وہ دختر فاقودا کی ہین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی مادر محترمہ مریم ہین وہ بیٹی حنہ کی ہین اور حنہ بیٹی ہین فاقودا کی لہذا دونون حضرات
برادر خالاتی ہوئے **سیر آسمان سوم** فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے کہ وہان سے ہم آگے بڑہا مین اور آسمان سوم پر پہونچا حسب معمول سابق جبریل ع نے دروازہ کہلوایا اور مین
دروازہ مین داخل ہوا یہ آسمان آسمان دوم سے بہی زیادہ روشن اور تابان ہے اور مروارید درخشان
کا ہے نام اسکا زیلون ہے اور دربان اسکا نہایت مقتدر ہے اسکے تحت مین وہان سے
زیادہ فوج ہے مین لاکہہ فرشتے ہین تسبیح اونکی یہ ہے سبحان المعطی الوہاب سبحان الفتاح
العلیم سبحان المجیب لمن دعاہ حضرت ارشاد فرماتے ہین کہ وہان بہائی یوسف ع سے ملاقات
ہوئی اونکو ملا تہا پارہ حسن اور عابد اونکی امت کے اونکے ساتہہ تہے مینے اونکو سلام کیا

یوسفؑ نے جواب سلام دیکر کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح یعنی کیا ہی اچھا نیک بہائی اور نیک پیغمبر آیا - اور مجھسے معانقہ کیا اور کرامت الہی سے بشارتین دین تسبیح اونکی یہ ہے سبحان الجلیل الاجل سبحان الفرد الوتر سبحان الابد الابد ایک روایت مین ہے آگے بڑہکر حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام ملے اونہون نے میرے سلام کا جواب دیکر بشارتین دین اور کہا کہ آج کی رات امت کی شفاعت خواہی مین کوتاہی نکرنا تسبیح حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ تہی سبحان الخالق النور سبحان التواب الوہاب سبحان الشدید العقاب اور تسبیح حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ تہی سبحان المالک الملوک سبحان القاہر الجبار سبحان من الیہ تصیر الامور **روایت** ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب آگے بڑہا مین تو ایک دریائے عظیم ملا اسی کو **بحر النقم** کہتے ہین تہوڑا سا پانی اسکا زمانہ نوح علیہ السلام مین زمین پر پہونچا تہا طوفان برپا ہوا اور جب اوس دریا سے آگے بڑہا تو آسمان چہارم پر پہونچا -

سیر آسمان چہارم یہ آسمان مروارید سے زیادہ سفید ہے نام اسکا ازیلون ہے موکل عزرائیل - اور روایتے موصنیائیل و بروایتے سومیائیل ہے تسبیح اسکی سبحان الخالق الظلمات والنور سبحان الشمس والقمر الہیہ سبحان الرفیع الاعلی - چار لاکہہ فرشتے اوسکے تابع ہین اور کلید اوسکے تفویض ہین - اور یہ آسمان اتنا بڑا ہے کہ ہفت طبقہ اور ہر یہ آسمان اوسکے مقابلہ مین ایک طبقہ کے برابر ہین وہان ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اونکو مینے سلام کیا اونہون نے جواب دیکر کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح - اور بعض لوگون نے ملاقات موسی علیہ السلام بہی اسی آسمان پر بیان کی ہے **فائدہ** حضرت ادریس علیہ السلام کا محل ہوت بقول بعض آسمان چہارم ہے اسی سبب سے یہان ملاقات ہوئی بعد اسکے اسی آسمان پر حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبریلؑ نے کہا کہ یہ جدا کرتا ہے دوست کو دوست سے اور بیٹے کو باپ سے اور باپ کو بیٹے سے اور ویران کرتا ہے گہرون کو اور اوجاڑتا ہے شہرون کو روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ عزرائیل مجھے دیکہکر مسکرایا اور تعظیم کو

اوٹھا اور کہا مرحبا بک حق تعالیٰ نے تمہاری برابر کوئی بزرگ اور عزیز خلق پر نہین بھیجا اور امت
تمہاری بہترین امم ہے اور مین اونپر اونکے مادر و پدر سے زیادہ رحم کرتا ہون پھر بعد ملاحظہ
عجائبات چہارم مین آسمان پنجم پر آیا الیبانیقون اسکا نام ہے سیر آسمان پنجم دربان
اسکا سقطائیل ہے تسبیح اسکی قدوس قدوس رب الارباب سبحان ربی الاعلی الاعظم قدوس
قدوس رب الملائکۃ والروح اور پانچ لاکھ فرشتے اوسکے زیر حکم ہین اوسنے خوشخبری کرم حق
کی سنائی بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ اس آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام ملے اور بعض
روایت مین ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل اور حضرت اسحق اور حضرت لوط اور حضرت
یعقوب علیہم السلام کو بھی دیکھا حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا مرحبا بک اور دعاے خیر
کی - پھر آپ وہان کے عجائبات ملاحظہ کرکر آسمان ششم پر رونق افروز ہوئے - سیر
آسمان ششم فرمایا حضرت نے کہ دربان اسکا روحائیل ہے اوسسے مینے سلام کیا
اوسنے جواب دیا اور دعا دی - بارک اللہ فی حسناتک وزادنی کراماتک وبوزک فیک
مین نے آمین کہی چھ لاکھ فرشتے اوسکے فرمانبردار ہین تسبیح اوسکی یہ ہے سبحان اللہ الکریم سبحان
اللہ النور المبین سبحان اللہ من فی السموات ومن فی الارضین بروایت صحیحہ ثابت ہے
کہ فرمایا حضرت نے کہ جب مین اوسکے آگے بڑہا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
ملاقات ہوئی اونکو مینے پایا اسے جبرئیل ع سلام کیا موسیٰ ع نے جواب دیا اور معانقہ
کیا اور میری پیشانی پر بوسہ دیکر کہا - الحمد للہ الذی ارانی وجہک پھر کرامت الہی سے خوشخبری
دی اور کہا کہ آج کی رات اپنی امت کو نہ بھولنا اور جو کچھ خدمت امت پر فرض ہو اوسمین تخفیف
چاہنا اور تسبیح اونکی مینے یہ سُنی - سبحان اللہ یہدی من یشاء ویضل من یشاء وہو الغفور الرحیم
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب مین آگے بڑہا تو موسی علیہ السلام رونے لگے
اون سے رونے کا سبب ملائکہ مین سے کسی نے پوچھا تو کہا مین روتا ہون اس بات پر کہ
ایک کم عمر صاحبزادہ میرے بعد نبی ہوا یا یون کہا کہ ایک جوان کو نبی کیا اور پیدا کیا

میرے بعد اور داخل ہوگی اوسکی امت بہشت مین میری امت سے بہت زیادہ اور
ایک روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے سُنا مین نے کہ موسیٰ علیہ السلام کہتے تھے اکرمتہ
وفضلتہ بزرگ کیا اوسکو تو نے اور فضیلت دی اوسکو سب پر کہا مین نے کہ جبرئیلؑ موسیٰ علیہ السلام
کسپر غصہ اور عتاب کر رہے ہین جبرئیلؑ نے کہا آپ کے پروردگار پر آپکی بزرگی کے سبب
سے کہا مینے کہ جھڑک جھڑک کر بولتے ہین اسپنے رب سے کہا جبرئیل علیہ السلام نے
کہ خداوند تعالیٰ شانہ نے اسکو معاف کیا ہے اجتک انکو یہ گمان تھا کہ مین سب انبیا مین
بزرگ تر ہون اب انکو معلوم ہوا کہ آپ سب سے افضل ہین فائدہ گریہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام کا از روے حسد نہ تھا معاذ اللہ منہا اسلیئے پیغمبر صغیرہ اور کبیرہ سے پاک ہین
وہ معصوم ہین اونکو اپنی امت پر افسوس تھا اور یہ گریہ امت کی حالت پر کمال شفقت کا
سبب تھا جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ آپکی امت خیر امم ہے اور انکی عمرین تھوڑی ہین مگر
فضل آلہی جو انکے شامل حال ہے تو بہشت مین انہین کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور
حضور کو جو لڑکا کہا معاذ اللہ وہ از روے حقارت نہ تھا بڑے لوگ کم عمرون کو پیار کے
سبب سے یونہین کہا کرتے ہین اور فی الحقیقت یہ جملہ تعریف کا ہے کہ ایک کم عمر نبیؐ
اس مرتبہ بلند کو پہونچا کہ سب پیغمبرون سے افضل ہوا القصہ حضرت آسمان ششم کے
عجائبات ملاحظہ فرماکر آسمان ہفتم پر تشریف لے گئے سیر آسمان ہفتم فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ یہ آسمان پانچسو برس کی راہ ہے اور ہر ایک
آسمان کو دوسرے آسمان سے اتنا ہی تفاوت ہے یہ آسمان جوہر سفید یا نور تابان سے
بنا ہے نام اسکا اسحاقائیل ہے اور اسکے دربان کا نام روحائیل ہے تو ابع اسکے سات لاکھ
ہین تسبیح اسکی یہ تھی سبحان الذی بسط السموات فرفعہا سبحان الذی سطح الارض فرشہا
سبحان الذی اطلع الکواکب وازہرہا سبحان الذی ارسٰی الجبال فیہا۔ حضرت فرماتے ہین کہ
اوسکو مینے سلام کیا اوسنے جواب دیا اور خوشخبری کرامت کی سنائی اور لعبد معاینہ عجائبات

آسمانِ ہفتم جبریلؑ مجکو آگے لے گئے مینے ستر ہزار پردے طے کیے کہ جو آتشین تھے پھر
ستر ہزار حجاب سونے کے پھر ستر ہزار حجاب ابرق کے پھر ستر ہزار حجاب یاقوت سرخ کے
پھر ستر ہزار حجاب ظلمت کے اور ہر حجاب مین پانچسو برس کی راہ کا فاصلہ تھا پھر ستر ہزار
حجاب نور کے پھر ستر ہزار حجاب پانی کے طے کیے پھر داخل ہوا مین حجب سلطانی مین پھر
پہونچا حجب قربت مین پھر حجب عظمت مین پھر حجب کبریا مین پھر حجب ملکوت مین پھر حجب جلال
مین پھر حجب عزت مین پھر حجب فردانیت مین پھر سایہ سدرۃ المنتہی مین یعنی نشیمن جبریل مین

فائدہ۔ سدرہ ۔بیری کے درخت کا نام ہے یہ درخت نہایت بلند ہے اور بیر ایسے
بڑے ہوتے ہین جیسے حجر کے مٹکے عرب مین حجر ایک مقام کا نام ہے جسکے مٹکے
بہت بڑے بڑے ہوتے ہین اور اوسکے پتے ایسے بڑے ہوتے ہین جیسے ہاتھی
کے کان اور جڑ اوسکی آسمان ششم مین ہے وہی درخت تحت و فوق کی حد واقع ہوا ہے کہ
نیچے کی مخلوق اوپر نہین جاسکتی اور اوپر کی مخلوق نیچے نہین آسکتی اور اوس درختون پر
فرشتون کا ہجوم ہے جدا جدا سب کے آشیانے ہین اور اس کثرت سے ہین کہ شمار اونکا
سواے خدا کے کسیکو نہین معلوم اوسکے وسط مین حضرت جبریل کا آشیانہ ہے
اور اوسکو سدرۃ المنتہی اس سبب سے کہتے ہین کہ علوم خلق اللہ وہین تک پہونچتے ہین
اوس سے آگے کوئی نہین گیا سواے حبیب خدا حضرت سیدنا
و مولنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور اوسکے پاس بہشت ہے
اور بعض کا قول ہے جو تحت سے فوق کو جاتا ہے وہان منتہی ہوتا ہے ۔ اور بعض کا یہ قول
ہے کہ شہیدون کی روحین وہان تک پہونچتی ہین اور یہ مقام شہیدون کی ارواح کی سیر کا
منتہی ہے اور سدرہ کی وجہ تسمیہ شارع کے علم پر موقوف ہے ۔ کہا ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہ سدرہ ایک درخت ہے بیر کا کہ بیر اوسکے زر سرخ کے ہین اور شاخین مروارید
کی جڑ سے شاخون تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے ایک پتہ اوسکا سایبان تمام خلق پر

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اوس درخت کی جڑ مین چار ندیان ہین دو
ظاہر دو پوشیدہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ پوشیدہ نہرین سلسبیل وکوثر ہین کہ بہشت کو جاتی
ہین اور دو نہرین ظاہر ہین نیل مصری اور فرات کوفہ ان دونون نہرون کا پانی
اون دونون نہرون کا نمونہ ہے یہ دونون نہرین وہین سے بہکر دنیا مین آئی ہین یا یہ بات
ہے کہ فرات ونیل کو اون سے مدد پہونچتی ہے ہمکو نظر نہین آتا ۔ مسلم شریف مین روایت
ہے کہ چار نہرین دنیا کی بہشت سے ہین ۔ نیل ۔ فرات ۔ سیحان ۔ جیحان ۔ اور طریق جمع
یہ ہے کہ جڑ سدرہ کی بہشت مین ہے پھر جب نہرین اوس سے نکلین تو بہشت سے ہوکر نکلین
اور جو شریک نام راوی نے کہا ہے کہ آسمان دنیا مین حضرت کو دو نہرین ملین اور حضرت
جبرئیل ؑ نے کہا کہ یہ نیل مصر و فرات کوفہ ہین تو یہ امر بلحاظ کمال اشتہار اون نہرون کے
تہا اور سوا اسکے اور بھی نظر آئی ہین ۔ فرمایا حضرت صلعم نے ثم رفع الی البیت المعمور
یعنی پھر اوٹھایا گیا طرف بیت المعمور کے یہ گھر فرشتون کا کعبہ ہے کہ ہر لحظہ اون سے بہرا
رہتا ہے اور وہ مقابل کعبہ معظمہ کے آسمان ہفتم پر رکہا ہے اگر بیت المعمور اپنی جگہہ سے
نزول کرے تو ٹہیک کعبہ پر آکر ٹہیرے وہان حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور
سے تکیہ لگائی ہوئے بیٹہے تہے اور بعض روایت مین ہے کہ دروازۂ بہشت مین کرسی پر جلوہ فرما
تہے بینے اونکو سلام کیا آپ نے جواب سلام کا دیکر مصافحہ کیا اور فرمایا کہ اے محمد آج کی رات
امت کو یاد رکہیو اور جہانتک ہوسکے تخفیف طلب کیجیو اور تسبیح اونکی یہ تہی سبحان من لا یصف
الواصفون عظمتہ ونثاہ وسبحان من خضعت لہ الرقاب ذلت لہ للصواب ۔ بعد اوسکے
حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہت وصیتین فرمائین منجملہ اوسکے یہ
ہین کہ اے محمد زمین بہشت کی پاک اور قابل زراعت ہے اپنی امت سے فرماؤ کہ اوسمین
درخت بودین حضور نے پوچہا کہ کسطرح بودین حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم بہت پڑہا کرین ۔ روایت ہے کہ بیت المعمور کے پاس تین پیالے

لائے گئے ایک مین شراب دوسرے مین دودہ تیسرے مین شہد حضرت صلی اللہ علیہ آلہ
واصحابہ وسلم نے کسی قدر شہد پیا اور شراب کو نہ دیکھا اور دودہ کو اختیار کیا جسطرح پہلے دودہ
لیا تھا حضرت جبریل ع نے کہا دودہ پیدایشی دین اسلام کی صورت ہے جسپر آپ ہین اور
آپکی امت۔ بعض روایت مین چار پیالے بیان ہوئے ہین اونمین سے ایک پیالہ پانی
کا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دودہ کو اختیار کیا فرشتون نے بہت
آفرین کی اور کہا اگر آپ پانی اختیار فرماتے تو آپکی امت غرق ہو جاتی اور اگر شہد اختیار فرماتے
تو امت لذت دنیا مین مبتلا ہو جاتی اور اگر شراب آپ قبول فرماتے تو امت تمامتر نشہ باز
ہو جاتی دودہ کے اختیار کرنے مین آفات و بلیات سے بچی لیکن چونکہ تھوڑا دودہ حضور نے
چھوڑ دیا تھا اس سے امت پر تھوڑا گناہ باقی رہا تو حضور نے فرمایا کہ اب مین اسسے پی لون
جبریل علیہ السلام نے کہا تقدیر پلٹتی نہین چونکہ حضور کو اپنی امت سب کی سب پیاری ہے
نہایت رنج ہوا فقیر مولف عرض کرتا ہے وہ گناہ جو امت پر باقی رہا وہ نہایت بکار آمد
ہے حضور کو جو مرتبہ شفاعت عطا ہوا ہے اوسکا لفاذ کس پر ہوتا اور حضور کے اس مرتبہ سے
اہل حشر کو کیا خبر ہوتی دوسری بات یہ ہے کہ ارباب کرم کا دستور ہے کہ اپنے حصہ مین سے
اپنے خدام کے لئے جزو چھوڑ دیا کرتے ہین یہ حضور نے اپنی عادت کریمہ کے موافق عمل فرمایا
اور دستور ہے خواجگان بندہ نواز کا ؎

خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش

فائدہ دودہ کا اختیار کرنا فال نیک ہے اس بات کی کہ آپ کی امت علم وہدایت کو
کہ اوس سے اسلام مراد ہے اختیار کرے گی اس قیاس سے کہ عرب کو دودہ نہایت
مرغوب ہے اور وہ محبوب ترین اشیا سمجھتے ہین اونکو اسمین بہت نفع اور اونکی اولاد کی پرورش
اور مہمانون کی تواضع اسی پر منحصر ہے لہذا جو کوئی خواب مین دیکھے کہ اوسنے دودہ پیا ہے
تو از روے احادیث صحیحہ کے اوسکی تعبیر حصول علم وحکمت ہے الغرض حضور پرنور فرماتے ہین

کہ جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے مقام سے سدرہ پر لایا اور مجھے رخصت کیا مینے اسوقت کہا کہ مجھے تنہا کیون چھوڑتا ہے کہا یا رسول اللہ مجھے یہان سے آگے بڑہنے کی طاقت نہین ہے یہانتک مین آپکے ساتھ تہا اب آپ تشریف لیجائیے خواجہ عالم سیاح لامکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے اقرار کیا تہا میرے ساتھ رہنے کا اور کہا تہا انا حاملت الی اللہ پہر کیون یہان ٹھیرتے ہو یہ کہکر حضور پُر نور نے جبرئیلؑ کا ہاتھ پکڑا اور ایک قدم اپنی طرف کو کہینچا تو مشاہدہ تجلیات عظمت الہی سے متغیر اور بدن اونکا عصفور کی مانند چہوٹا ہو گیا اور وہ کمال مضطرب الحال ہوکر رونے لگے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ مجھکو میرے مقام پر رہنے دیجیے اگر مین یہان سے ذرا بہی آگے بڑہا تو جلال عظمت کبریائی سے جلکر خاکستر ہو جاونگا اور ایک روایت مین یون ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب سدرہ سے مین آگے بڑہا تو جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ آگے چلین مینے کہا کہ تم چلو جبرئیلؑ نے کہا کہ یا محمد تقدم فانک اکرم عند اللہ منی پس مین آگے بڑہا اور چلا اور جبرئیلؑ پیچھے پیچھے چلے پہر مین پہونچا حجاب زربفت تک پہر اوسکو ہلایا تو آواز آئی کون ہے کہا جبرئیلؑ نے کہ مین ہون جبرئیلؑ اور میرے ساتھ محمدؐ ہین فرشتہ نے حجاب کے اندر سے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر حجاب کے اودہر سے آواز آئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر۔ پہر فرشتہ نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا حجاب کے اودہر سے آواز آئی صدق عبدی انا اللہ لا الہ الا انا پہر فرشتہ نے کہا اشہد ان محمد رسول اللہ پہر حجاب کے اودہر سے آواز آئی صدق عبدی انا ارسلت محمداً پہر فرشتے نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حجاب کے اودہر سے آواز آئی صدق عبدی ودعا الی عبادی پہر سنا مینے کہ آواز آئی یا محمدؐ اکمل اللہ بک الشرف علی الاولین والآخرین پہر اُس فرشتے نے پردے کے اندر سے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اوٹھا لیا جبرئیلؑ وہین کہڑے رہگئے حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ تم ایسے مقام مین مجھسے کیون جدا ہوتے ہو جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ وما منا الا لہ مقام معلوم اس سبب سے کوئی فرشتہ اپنے مقام سے بڑہ نہین سکتا مگر آج کی رات آپکے سبب سے مین

یہان تک پہونچا ہون نہین نہین تو کبہی سدرہ سے آگے نہین بڑہا فائدہ جبریل کے قول سے معلوم
ہوا کہ ہر فرشتہ کے لئے مقام معلوم ومعین ہے لیکن افضل ترین لبشر کو مقام معین کی قید
نہین ہے اسلئے کہ حضرت سرور انبیا حبیب خدا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کو مقام معلوم پر حصر نہین رہا فرمایا حضرت نے پہر مین وہان سے تنہا روانہ ہوا
اور ہزارون حجاب نور وظلمت طے کئے اب براق بہی تہک کر رہ گیا اور رفرف نورانی سر آیا
اوسپر بیٹہکر مین عرش کے نیچے تک گیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ بعد جبریل کے
میکائیل آئے حضرت اونکے پرون پر بیٹہہ کر چلے اور کئی دریا میکائیل نے اپنے بازو کے زور
سے طے کئے پہر پردے آئے ہر پردہ پانچسو برس کی راہ تہا اونکو بہی طے کیا پہر حجاب
آئے ہر حجاب ہزار برس کی راہ تہا پہر میکائیل بہی تہکے یا یہ بات تہی کہ وہ اونکا مقام تہا اب
اسرافیل حاضر ہوئے اور اپنے پرون پر بٹہاکر حضرت کو لیچلے اسرافیل نے چند حجابات
طے کئے پہر حجاب قدرت آیا وہ بہی طے ہوا پہر حجاب عظمت آیا اور اسرافیل بہی تہکے
یہ اونکا مقام معلوم ہوتا ہے یہ بہی عذر شایستہ کرکے لوٹ گئے پہر ایک اور رفرف آیا حضرت
فرماتے ہین کہ وہ گوہر تابندہ ودرخشان سے بنا ہوا تہا اوسنے سلام کیا اور اوسکی تسبیح وتہلیل
کا آوازہ ملکوت مین پڑا ہوا تہا رفرف فرش کا نام ہے حضرت فرماتے ہین کہ مینے اوسپر
قدم رکہا اوسنے ایک حرکت مین ساق عرش پر پہونچادیا اور اُسنے حجاب زمرد ویاقوت ونور
وظلمت بہت سے طے کرائے اور پردہ داران عرش مین پہونچا یا وہان پردے دیکہے بعض
یاقوت کے بعض مروارید کے بعض اور جواہرات کے جب ایک پردہ رہگیا تو رفرف قدم
کے نیچے سے غایب ہوگیا اور ایک گہوڑا اسفید موتی کا نظر آیا مین اوسپر سوار ہوا اوسنے
وہ حجاب طے کرایا جب حجاب کبریا آیا تو وہ بہی غایب ہوا اب کوئی سواری میرے
پاس نرہی مین اوس نور کے میدان مین حیران تہا خطاب ہوا اے میرے حبیب آ
اور اس پردے کو طے کر اوس طرف نگاہ کی مینے وہ حجاب طے ہوا اور کئی قدم نیچے رہا

پھر خطاب آیا اُدْنِ مِنِّیْ میرے پاس آ ہر بار مین اسی خطاب سے مشرف ہوتا تھا اور قدم آگے رکھتا تھا جسقدر دوری زمین سے وہان تک تھی وہ دوری یہان ہر قدم مین طے ہوتی تھی حضرت فرماتے ہین کہ مین ہزار بار خطاب ادن منی سے مشرف ہوا **فائدہ** - اُدْنِ امر کا صیغہ ہے لہذا بکسر نون پڑہنا چاہیئے دنی سے ہے - حضرت فرماتے ہین کہ آخر مینے اوس مقام سے ترقی کی اور مرتبہ او ادنی پر پہونچا اور وہان سے فیاض ازل نے مجھے فتدلی کے مقام پر شرف عروج بخشا اور وہان خلوتخانہ وحدت کا شانہ فکان قاب قوسین او ادنی سے کامیاب ہوا - پھر محرم اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی سے شرف اختصاص حاصل ہوا **تنبیہ** اون فقرا کے لئے کہ جو اپنا شمار صف ارباب تصوف مین فرماتے ہین اتباع **شرع شریف** سے محروم ہین اسیے اس مقام بالاتر کوئی مقام نہین ہے یعنی جبریلؑ - میکائیلؑ - اسرافیلؑ سب کے سب تہک کر رہگئے تو جب ان حضرات کا وہان گذر نہین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سوا دوسرا کون اوس مقام پر پہونچ سکتا ہے مگر اس کتاب کے اس مقام کے سیر کرنے والے اس لفظ کو نہایت غور سے پڑہین اور سمجھین قال اللہ تعالیٰ شانہ فاوحی الی **عَبْدِہٖ** ما اوحی جل جلالہ وتعالیٰ شانہ اوس پروردگار نے اپنی شان سلطانی کا اظہار جیسا وہ بلند مقام تہا اوسی بلندی اور عظمت کے ساتھ ظاہر فرمایا الی عبدہ ما اوحی جب تک عبد کا مرتبہ ہے وہ دایرہ **شرع شریف** کے اندر ہے کوئی شرع کا حکم ایسا نہین ہے کہ عبد کی ذات پر جو صادق نہ آتا ہو اب **فقیر نیازمند محمد اکبر ابو العلائی داناپوری** عرض کرتا ہے کہ الی عبدہٖ تو مقام رسالت ہے اور ما اوحی مقام محبوبیت ہے اور یہ مرتبہ حضرت ہی کی ذات مبارک پر ختم ہوا اب باوجود اس مقام بلند **محبوبیت** کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے افعال پر نظر کی جائے کہ کبھی نماز حضرت کی فوت ہوئی ہرگز نہین تا دم وصال حضور نے اپنے یار غار صدیق اکبر رضی کی امامت سے نماز ادا فرمائی **اے مسلمان بھائیو** یہ جو مینے عرض کیا ہے اسکو

اسکو تحقیق کرلو اگر یہ صحیح نکلے تو مانلو اور نہین تو تمہین اختیار ہے میرے اعتقاد مین کوئی بے نماز مرد فقیر نہین ہو سکتا بے شک وہ جوگی یا راہب کے لقب کا سزاوار ہے میری اس عرض و معروض کا بُرا نمانو انصاف کرو قرآن پاک اسیواسطے نازل ہوا ہے کہ ہمکو اللہ کی سیدہی راہ بتاوے اور گمراہی سے بچاوے اور پیر او مرشدان طریقت اس واسطے ہین کہ ہمکو قرآن کے احکام کے غوامض و اسرار سمجھا دین اور وہ اسطرح سمجھا دین کہ جمہور کے خلاف نہو صرف ایک اونہین کی راے نہو بلکہ تمام صوفیہ کرام کی اور یہ مسلم الثبوت ہے کہ جو احکام فرض ہین اونپر سب کا اتفاق ہے علماے ظاہر اور دانندۂ اسرار باطن کسیکو اوس سے خلاف نہین اور جو فرض کی فرضیت کا منکر ہے وہ بالاتفاق جمہور کافر ہے جس فقیر نے اپنے شیخ کا شرف صحبت حاصل کیا انشا اللہ تعالی وہ ان گمراہیون سے محفوظ رہے گا اسلئے کہ اولیا اللہ معصوم تو نہین ہین مگر محفوظ ضرور ہین اللہ کا فضل اونکا حافظ ہے اور جو فقیر صورت اتباع شرع سے محروم ہے اوسکے ہاتھ مین ہرگز ہاتھ نہ دینا چاہیے مولانا ے رومی قدس سرہٗ فرماتے ہین ؎

اے بسا ابلیس آدم روے ہست ۔۔۔ پس بہر دستے نباید داد دست

مضمون تنبیہ کا تمام ہوا اب اصل مطلب معراج کیطرف عنان قلم پھرتی ہے روایت آخر حضور ایسے مقام پر پہونچے جہان جہات ستہ کا نشان تہا یعنی تحت و فوق جنوب و شمال مشرق و مغرب کا پتہ نہ ملتا تہا وہان اللہ تہا اور اوسی اللہ کے محبوب بندے جو شرف رسالت سے مشرف تہے اوس مقام مین جو ابین عبد و معبود کلمہ و کلام و حرف و حکایات واقع ہوئی اوسکا بیان نہ زبان سے ہو سکتا ہے نہ قلم لکہہ سکتا ہے فاوحی الی عبدہٖ ما اوحی حضور نے خواہش ظاہر فرمائی کہ اسی مقام پر مجھے مداومت ہو اور دنیا کی طرف میری مراجعت نہو حکم ہوا یا محمد تو اپنی امت کی غمخواری اور ہدایت کیواسطے واپس بہیجا جاتا ہے اور جب تجھے خلق سے ملال ہو پہنچے تو روے نیاز قبلہ گاہ نماز کی طرف کر

اوسوقت تو اسی مقام پر ہوگا چنانچہ جب کبھی حضور کو کچھ رنج ہوتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے یعنی صلواۃ خمسہ کے سوا **روایت** ہے کہ جب حضرت عرش معلی کے نیچے پہونچے تو کچھ خوف لاحق ہوا اوسی وقت ایک قطرہ شیرین بامزہ عرش سے آپ کے دہن مبارک مین ٹپکا کہ علم اولین وآخرین حضرت پر منکشف ہوگیا - **روایت** ہے کہ فرمایا حضرت فاطمہ علیہا السلام نے کہ مین نے ایک روز حضرتؐ سے پوچھا کہ اللہ تعالی شانہ نے آپ سے کیا کیا کلام فرمائے آپ نے ارشاد کیا کہ اللہ نے میری امت کی چند شکایتین کین کہ مین اونکے زرق کا ضامن ہون اور وہ میری اس ضمانت پر اعتماد نہین کرتے دوسری یہ کہ تیری امت کے واسطے مینے جنت بنائی ہے مگر وہ اسطرف رغبت نہین کرتی - تیسری یہ کہ دوزخ اونکے دشمنون کے واسطے ہے مگر وہ خود دوزخ مین جانے کی کوشش کرتے ہین - چوتھی یہ کہ خلوت مین گناہ کرتی اور مجھسے نہین ڈرتی اور بندون سے بخوف ملامت ڈرتی ہے - پانچوین یہ مین کل کا کام اون سے آج نہین لیتا اور وہ ہفتون اور مہینون اور برسون کا زرق مجھسے طلب کرتی ہے - چھٹی یہ مین اوسکی روزی دوسرے کو نہین دیتا اور وہ میری عبادت وطاعت غیر کو دیتی ہے یعنی ریا کے طور پر عبادت کرتی ہے اور میری بندگی و وطاعت مین دوسرے کو شریک کرتی ہے - ساتوین یہ تیری امت غیر سے عزت چاہتی ہے حالانکہ عزت دینے والا مین ہون - آٹھوین یہ نعمت دینے والا مین ہون اور یہ شکر اورکا کرتی ہے - نوین یہ مین انکی نافرمانی کی شکایت اپنے فرشتون سے نہین کرتا اور تیری امت ذراسا بھی رنج پہونچنے سے میری شکایت لوگون سے کرتی پھرتی ہے **روایت** ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا علیؑ کرم اللہ وجہہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سے التماس کیا کہ یارسول اللہ معراج کے سخنان پوشیدہ سے کوئی بات ارشاد فرمایئے حضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالی شانہ نے فرمایا کہ اے محمدؐ امت سابقہ جو گناہ کرتی تھی مین اُنپر عذاب نازل کرتا تھا اور تیری امت جو گناہ کرتی ہے تو مین اسکی پردہ پوشی کرتا ہون -

روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ شانہ نے اے محمد تیری امت دو قسم کی ہے مطیع اور عاصی مطیعون کی طاعت میری رضا سے ہے اور عاصیون کی معصیت تقضا سے ہے پہر جو میری رضا سے ہے مقبول ہے کہ مقتضا ے کرم یہی ہے اور جو قضا سے ہے وہ لایق عفو ہے کہ یہی مقتضا ے رحمت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اے محمد کچہہ طلب کر کہ مین عنایت کرون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے عرض کی الٰہی تو میرے مطلب سے واقف ہے فرمایا تو تقصیرات امت سے غمگین رہتا ہے لہذا تقصیرات فرایض مین تو شفیع ہے اور تقصیرات سنن مین مین شفیع ہون روایت بعض ثقات سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کہ مجھے وحی ہوئی کہ اے محمد مجہہ مین اور تیری امت مین کئی شرطین ہین۔ اوّل جو کوئی اطاعت کرے گا و سے رد نکرون گا اور بقدر استطاعت اوس سے اطاعت چاہون گا نہ اپنی شان کے لایق اور جزا اوسکی اپنے کرم کے موافق دون گا۔ دوسری جو کوئی گناہ سے توبہ کرے گا قبول کرون گا۔ تیسری ہفت اندام پر نظر کرون گا اگرچہ عضو گناہ سے ملوث ہونگے اور ایک مشغول بہ طاعت تو عضو مطیع کے طفیل سے سب کو بخشدونگا۔ چوتھی مین دل کو دیکھتا ہون اگر گناہ کرکے پشیمان ہوتا ہے تو عفو کرتا ہون۔ پانچوین جب میرا بندہ گناہ پر اصرار نہین کرتا اور نادم ہوتا ہے تو اوسکو درد و بیماری دیتا ہون تاکہ کفارہ گناہ ہو جاے۔ چھٹی تیری امت کے افعال کا شمار اپنے فضل سے کرتا ہون نہ عدل سے اگر طاعت زیادہ ہوتی ہے تو اوسکی جزا دیتا ہون اور جو معصیت زیادہ ہوتی ہے تو اوسکے ظلم کرنے والے پر رکہتا ہون۔ ساتوین تیری امت کا حساب کرم سے کرون گا اور گناہ اونکے اپنے فضل سے بخشون گا اور جنت مین رحم سے لیجاونگا روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم اپنی امت کو میرے پانچ پیغام پہنچا دو۔ پیغام اول اگر تم کسی کو کسی احسان کے سبب سے دوست

رکھنا تو مجھی کو دوست رکھنا کیونکہ مینے تمپر بہت احسان کئے ہین - دوسرا پیغام اگر کسی سے خوف کرو تو مجھی سے خوف کرو کہ مین اوس سے زیادہ قدرت رکھتا ہون تیسرا پیغام اگر کسی سے امید رکھو کہ تم اوسکی وجہ سے مراد کو پہنچو تو میری ہی امیدواری کرنا کہ مرادین دینے والا مین ہون اور حاجتین برلانے والا مین ہون اگر دعا مانگو تو مجھی سے مانگو اور التجا کرو تو مجھہ سے مین تمہاری سب حاجتین اور مرادین اور التجائین برلاؤنگا چوتھا پیغام اگر کسی سے شرم رکھو جفا کرنے مین تو بہتر ہے کہ مجھسے رکھو کہ تمسے جفا کاری ہوتی ہے اور مجھہ سے وفاداری پانچوان پیغام اگر کسی کی خدمت کرو جان و مال سے تو بہتر ہے کہ مال کو میری راہ مین صرف کرو اور جان و تن کو میری خدمت مین حاضر کرو کہ مین خلف و کذب سے منزہ اور طمع اور غرض سے مبرا ہون حدیث شریف مین وارد ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے دیکھا مینے اپنے اللہ کو نہایت اچھی صورت مین اور مجھسے حق تعالی نے پوچھا کہ کس بات مین ملائکہ جھگڑتے ہین مینے عرض کیا کہ یا الہ العالمین تو عالم الغیب ہے تو ہی جملہ آشکار و نہان سے خبردار ہے تو رکھی میری اللہ نے اپنی کف مبارک میرے دونون شانون کے درمیان مین یعنی بین الکتفین پس پھر پایا مینے اثر رحمت و راحت کا درمیان دونون پستانون کے اور جو کچھہ آسمان و زمین کے مغیبات تھے مجھپر کھل گئے پھر پوچھا مجھسے میرے خالق نے کہ اے محمد کچھہ جانتا ہے تو فرشتے کیا کہتے ہین مینے کہا کفارات یعنی عبادت مین کلام کرتے ہین فرمایا حق تعالی شانہ نے کیا ہین کفارات مین نے عرض کیا الکفارات اسباغ الوضوء فی المکارہ والمشی بالاقدام الی الجماعت و انتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ یعنی پوشیدہ کرنے والی گناہونکی تین چیزین ہین پہونچانا وضو کے پانی کا مقامات وضو مین جاڑون کے موسم مین اور شدائد نفس کے وقت اور مسجد مین جماعت کی شرکت کے لئے پا پیادہ جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا جو کوئی ان تین چیزون پر قیام کرے زندگانی اوسکی بوجہ احسن بسر ہو اور اس عالم ناپائدار سے

نیکنامی کے ساتھ عالم پایدار کو جائے اور گناہون سے بچے اور پاک رہے۔

تنبیہ - کیون بے نماز فقیر و کیا کہتے ہو ان روایتون کی نسبت یہ تو وہ باتین ہین جو شب معراج مین اللہ تعالیٰ شانہ سے اور اوسکے حبیب اکرم سے ہو رہی ہین یا اس روایت کے ملاحظہ کے بعد بہی **جوگی** اور راہب بنے رہو گے اگر تم حضرت محمد مصطفےٰ کو سچا رسول اللہ کا سمجہتے ہو تو اس ڈہکوسلے کی ساڑہی کو جو ہندؤنکی عورتین پہنتی ہین اوتار کر پہینکدو اور اہل اللہ جو مردان خدا کہے جاتے ہین اونکا لباس پہنو تا کہ جوانانِ بہشت کے ساتھ اوٹہائے جاؤ یا روکنا ہمارا کام ہے ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے خدا نے تمہین مرد بنایا ہے بڑے شرم کی بات ہے کہ تم عورت بنتے ہو اے بہادر و شیرون کا شکار کر و اس پردے مین عورتون کا شکار ست کرو۔ ایک اور روایت مین ہے کہ جب کف دست پروردگار تعالیٰ شانہ نے حضور کے بین الکتفین رکہدیے تو جملہ مغیبات ارض و سما حضور پر منکشف ہو گئے تو حضرت حق نے آپ سے پوچہا فیم یختصم الملاء الاعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عرض کی فی الکفارات والمنجیات والدرجات والمہلکات حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا صدقت یا محمد سچ کہا تمنے اے محمد پہر فرشتون کو خطاب ہوا کہ اے ملایکہ تمنے حلال مشکلات کو پا یا اب پوچہو اس سے جو مشکل ہو اسرافیلؑ نے پوچہا کہ اے محمد کیا ہین کفارات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اسباغ الوضوء الخ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے فرمایا حضرت حق نے سچ کہتے ہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ پہر میکائیلؑ نے پوچہا کیا ہین درجات یعنی جس سے بندون کے درجہ بلند ہوتے ہین جواب دیا حضور نے اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام یعنی کہانا کہلانا اور سلام ظاہر کرنا اور نماز تہجد پڑہنا کہ لوگ سوتے ہون حق تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد پہر جبریلؑ نے پوچہا کیا ہین منجیات یعنی نجات دینے والی چیزین عذاب الٰہی سے کہا حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ والقصد فی الفقر
والغناء والعدل فی الغضب والرضاء یعنی ڈرنا اللہ سے پوشیدہ اور ظاہر اور میانہ روی
درویشی و تونگری مین اور راستی غضب و خوشی مین یا یہ مطلب ہون کہ ظاہر و باطن مین اللہ
سے اور تنگی و فراخی مین رضامند رہنا اور غصہ مین حد سے تجاوز نکرنا فرمایا حق تعالیٰ نے صدقت
یا محمد۔ پہر عزرائیلؑ نے پوچھا کیا ہین مہلکات اے محمدؐ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے شح مطاع و ھواء متبع واعجاب المرء بنفسہ یعنی بخیلی
اطاعت کی گئی کہ جو کہے اوسپر عمل کرے یا شیطان کے کہنے پر چلنا اور ہواے نفس کی
پیروی کرنا اور اپنے نفس کو اچھا جاننا حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا صدقت یا محمدؐ نقل ہے کہ
مدت ہاے دراز سے یہ چار فرشتے ان چار مسئلون مین گفتگو کر رہے تھے اور درست
جواب نہ دے سکتے تھے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس شب ان چارون
کی تسکین کر دی۔ **حضور پر نور کا عرش مجید پر پہونچنا اور پروردگار کی ثنا
کرنا**۔ روایت ہے کہ جب حضور سید المرسلین عرش مجید پر پہونچے تو پروردگار تعالیٰ شانہ
نے فرمایا کہ اے محمدؐ میری ثنا کر حضرت نے عرض کی التحیات للہ والصلوات
والطیبات حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و
برکاتہ۔ پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عرض کیا السلام علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین جب ملائکہ ملکوت نے یہ رتبہ ملاحظہ کیا تو ایکبارگی سب کے سب
پکار اوٹھے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ
اوسوقت حضرت کا التحیات آخر تک کہنا گویا حضور بادشاہی مین تعظیمی سلام کرنا ہے اور خداوند
تعالیٰ کا سلام تا آخر ایسا ہے جیسے ایک مہربان بادشاہ اپنے مقرب بارگاہ کا سلام
نہایت مہربانی سے عزت کے لفظون مین لیتا ہے۔ پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم کا السلام علینا آخر تک فرمانا ایسا ہے جیسے عالی ہمت مقربان بارگاہ بادشاہی

جب حضرت سلطان کی مہربانی اپنے حال پر مشاہدہ کرتے ہین تو وہ اپنے خدام کو بہی
مورد مراحم سلطانی بنادیتے ہین اور ملایکہ کا اشہدان لا الہ کہنا گویا حضرت سلطان کے مراحم
خسروانہ کی تعریف ہے اور مقرب بارگاہ کے عالی حوصلگی کی تعریف ہے کہ وہ حضور سلطانی
کی توجہ کے وقت اپنے خدام کو نہ بہولا اور اسکا پڑہنا قعود نماز مین اسواسطے مقرر ہوا کہ یہ
رکن جملہ ارکان مین زیادہ عزت و توقیر کا رکن ہے اور ان خدام پر بہی نماز کی حالت مین
فیضان معراج طاری ہو - روایت ہے کہ پہر حضرت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور
پہر عرض معروض کے بعد پانچ وقت کی رہگئی مگر پروردگار تعالیٰ شانہ نے اپنے کمال فضل و
کرم سے فرمایا کہ اگرچہ نماز مین تخفیف ہوئی مگر اپنے بندون کو ثواب پانچ وقت مین پچاس ہی
وقت کا دونگا - مواہب صوفیہ مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کی تین صورتین تہین - بشری - ملکی - حقی کما قال اللہ تعالیٰ - انما انا بشر مثلکم
وقال علیہ السلام - انی لست کاحدکم ابیت عند ربی وھو یطعمنی ویسقینی
فلی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل - اور حق تعالیٰ
شانہ نے ہر صورت مین حضرت سے کلام کیا ہے - صورت بشری مین کلمات مرکبہ جیسے
قل ہو اللہ احد اور صورت ملکی مین بحروف مفردہ جیسے کہیعص اور حمعسق - اور صورت حقی مین بطریق
ابہام جیسے فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور دلیل صورت ثالثہ پر ایک یہ بہی ہے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے من رانی فقد راء الحق الحاصل
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم جبریل ع کے ہمراہ ام ہانی بنت ابی طالب ع کے گہر
تشریف لائے حضرت عمار کی روایت مین تین ساعتین اس سفر مین گذرین اور وہب ابن
منبہ و ابن اسحق کے قول پر چار ساعتین گذرین ارباب سیر فرماتے ہین کہ حضرت نے وقت
معاودت صحرا سے ذی طوی مین جبریل ع سے کہا کہ قریش اس واقعہ کا انکار کرینگے جبریل ع نے
کہا کچہہ ڈر نہین ہے ابوبکر صدیق رض تصدیق کریگا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی فضیلت اِس مقام سے اس بات کا پورا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے یہ
سب حالات صدیقؓ اکبر کو مشاہدہ کرا دیے تھے چنانچہ مواہب صوفیہ مین ہے
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی رب اول مین جلال کبریائی سے متوحش تھا
جب آواز ابوبکرؓ کی اسطرح آئی کہ قف یا محمد فان ربک یصلی تو مجھے اطمینان
ہوا اللہ تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ مینے اسی واسطے تجھے آواز ابوبکرؓ کی سنائی تھی کہ وہ تیرا بڑا
دوست ہے تو اوسکی آواز سنکر مطمئن ہوجائے گا - اور مراد صلواۃ سے اس جگہہ رحمت خدا
ہے روایت اُم ہانی سے روایت ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب کو میرے
گھر مین تھے صبح ہوئی تو ارشاد کیا کہ جبریلؑ رات کو مجھے بیت المقدس مین لے گئے وہان
سے افلاک پر اور صبح ہونے سے پہلے مجھے واپس لائے - اُم ہانی کہتی ہین کہ مینے کہا
یارسولؐ اللہ اس راز کو منکرون کے سامنے بیان نکیجیے گا وہ جھٹلا کر اور دشمنی کرینگے حضورؐ
نے فرمایا واللہ اے ام ہانی مین کہونگا - روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم موضع حجر مین جلوہ فرماتے تھے کہ ابوجہل
لعین آیا اور ازروے تمسخر و مضحکہ بولا کہ کچھہ نیا استفادہ ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ
وسلم نے فرمایا ہان رات کو مینے سفر کیا اوسنے کہا کہان کا سفر کیا حضرتؐ نے بالتفصیل
معراج کا حال بیان فرمایا اوسنے کہا رات کو گئے صبح پھر آئے بھلا اورون سے بھی بیان
کروگے حضرت نے فرمایا ہان سب سے کہونگا ابوجہل نے بنی کعب بنی لوی کو آواز دہی
وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسی تقریر
کو مفصل دوبارہ بیان کیا اون لوگون نے سر اپنے پیٹے اور ہاتھہ ملے بعد اسکے ابوجہل اور
بنی کعب و بنی لوی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور تمام احوال جو حضرتؐ کی زبان
مبارک سے سنا تھا بیان کیا حضرت صدیقؓ اکبر نے فرمایا کہ جو کچھہ حضرت نے ارشاد کیا ہے
سب سچ ہے سر مو تفاوت نہین خدا کی قدرت سے ہرگز بعید نہین ہے دیکھو جبریلؑ آسمان هفتم

سے چشم زدن مین آتے ہین اور پہر جاتے ہین وہ مردود شرمندہ ہوکر چپ ہورہا بعد اوسکے بعض قریش جوکہ بیت المقدس دیکہہ چکے تہے وہ وہان کے مقامات پوچہنے لگے حضرت نے باعانت حضرت رب العزت وہ تمام مقام بتفصیل بیان کردیے پہر قریش نے پوچہا کہ قافلے راہ مین ہین کسیکو دیکہا فرمایا حضرت نے کہ آیا مین روحا مین ایک قافلے پر گذرا تو اوسکا اونٹ کہو گیا تہا اوسے ڈہونڈتے تہے اور منزل پر پانی کا پیالہ بہرا رکہا تہا مین نے اوسکا پانی پیا جب وہ تلاش کرکے پہرے تو پیالہ ویسا ہی ڈہلا وہ سب آوین تو پوچہہ لینا - اور فرمایا کہ جب پہونچا مین ذی مر مین ایک قافلہ پر تو دو مرد ایک اونٹ پر سوار ملے اونکا اونٹ میرے براق کو دیکہکر بہڑکا ایک آدمی گر پڑا اوسکا ہاتہہ ٹوٹ گیا وہ آجائین تو اون سے دریافت کرلینا پہر قریش نے پوچہا کہ ہمارے گہر کا قافلہ کہان دیکہا فرمایا تنعیم مین اور جتنا اونکے پاس اسباب تہا اور جتنے آدمی تہے ایک ایک کا نام بتادیا اور فرمایا دو اونٹ خاکستری رنگ کے تہے مخطط غرارے لدے ہوے وہ دونون قافلے کے آگے آگے تہے - اور فرمایا کہ یہ قافلہ پرسون طلوع آفتاب کے وقت آجائیگا پہر وہ لوگ حضرت کے پاس سے گئے اور کہا واللہ لقد قص محمد شیئا بنیۃ یعنی قسم ہے خدا کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بیان کی ٹہیک بات مگر انہم دل مین پیچ وتاب کہاتے تہے اور کہتے تہے جہان تک ہوسکے ان سب باتون کو تحقیق کرنا ضرور ہے کوئی بات تو خلاف نکلے گی اوسی کو ذریعہ تکذیب ٹہیرائینگے چنانچہ بروز موعود بعض منکر فجر کے وقت گہر سے نکلکر راہ مین بیٹہے اور طلوع شمس کے منتظر ہوئے اور قافلے کو تاکنے لگے اور اپنے ٹہاکرون کے نام لیکر دعا مانگنے لگے کہ قافلہ نہ آوے استنے مین کسی نے آواز دی کہ وہ قافلہ آیا سامنے اودہر دیکہا تو قافلہ آرہا ہے جب پہونچ گیا تو وہ باتین پوچہین جو حضرت نے فرمائین تہین سب ٹہیک تہین قریش مغموم ہوئے لیکن پہر بہی اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور کہنے لگے ھذا سحر مبین -

تعلیم نماز روز اوّل

روایت ہے کہ جس شب حضور سفر مبارک معراج شریف سے واپس تشریف لائے ہیں علی الصباح جبرئیل علیہ السلام آئے اور صبح سے عشا تک پانچ وقت کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو تعلیم فرمائی اور جمہور صحابہ کے ساتھ اول وقت پہ امامت جبرئیلؑ ادا کی دوسرے دن پھر نماز کے آخر وقت آئے اور اسی طرح آخر وقت پہ امامت نماز پڑھی تو حضور کو اول و آخر وقت ہر نماز کا معلوم ہو گیا اور ہر نماز میں سوائے مغرب کے دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں پھر ظہر و عصر و عشا میں دو دو رکعتیں شکرانہ کی اور زیادہ ہوئیں اسی واسطے سفر میں قصر کا حکم آیا اور چونکہ مغرب میں تین رکعتیں فرض ہوئی تھیں وہ سفر میں اپنی حالت پر رہیں یعنی صبح کی فرض جو دو رکعتیں تھیں اونمیں بھی قصر نہیں ہے اور مغرب کی تین رکعتوں میں بھی قصر نہیں ہے ظہر اور عصر اور عشا انمیں فرض چار رکعتیں ہوئیں ان میں دو رکعتیں قصر کی گئیں **مسئلہ** جب کوئی مقیم کسی مسافر کا مقتدی ہو تو مسافر امام اپنی قصر کی دو رکعتیں پڑھکر سلام پھیر دے اور مقتدی مقیم اپنی دو رکعتیں پوری کر لے اور جب کھڑا ہو تو سورہ فاتحہ کے مقدار سے کھڑا رہے مگر سورہ فاتحہ نہ پڑھے اور رکوع و سجود اور قعدہ میں جو پڑھتا ہے وہ پڑھے۔ **فائدہ** حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر آیۃ کریمہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی - میں فرماتے ہیں کہ دنی یعنی نزدیک ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے پروردگار سے بے کیف - فتدلی - پس اوٹھا حجاب کو اور حضرت اوس حجاب کے اندر گئے پھر اوس حجاب کو بدستور چھوڑ دیا وہاں کسی ملک مقرب کی گنجایش نہ تھی اور حضرت کو پھر کسی نے نہیں دیکھا اور حضرت نے حجاب بے نہایت طے کیے حتیٰ کہ کان بین الحبیب والمحبوب قاب قوسین یعنی یہانتک کہ فرق تھا درمیان حبیب و محبوب کے بقدر دو قوس کے - اور شرح تعرف میں لکھا ہے کہ جب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبریلؑ سے جدا ہوئے تو سات مقام اور طے کیے کہ ان مقامات
مین سے جبریلؑ کو ایک مقام سے بھی خبر نہ تھی پس اس آیۃ کریمہ کے معنی مشکل ہین نکتۂ
ارباب اسرار- بعض ارباب حال فرماتے ہین کہ قوسین سے مراد حاجبین ہین
یعنی دونون ابرو جسطرح ابرو پیوستہ کو باہم اتصال ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ اور ادنی
سے عبارت ہے آنکھونکی سفیدی وسیاہی سے یعنی قرب حضرت کا جناب الٰہی مین ایسا
تھا جسطرح قرب دونون ابرون کا باہم بلکہ اس سے بھی نزدیک تر جسطرح آنکھ کی سفیدی و
سیاہی ملی ہوتی ہے اور بعض اہل اسرار نے کہا ہے- ترلت نفسه فی السماء
فتدلی- وترلت قلبه فی سدرة المنتهی- وترلت روحه- بقاب قوسین
او ادنی- فبقی سرلا و ربه ترجمہ یعنی چھوڑا آپنے اپنے نفس کو آسمانون پر پھر آگے
بڑھے اور چھوڑا دل مطہر کو سدرة المنتہی پر پھر آگے بڑھے اور چھوڑا روح مبارک کو قاب قوسین
اور ادنی کے مقام پر باقی رہا سر اوسکا اور پروردگار اوسکا- تو کہا نفس نے کہان ہے دل- اور
کہا دل نے کہان ہے روح- اور کہا روح نے کہان ہے سر- اور کہا سر نے کہان ہے
دوست- فرمایا پروردگار نے اے نفس تیرے واسطے نعمت ہے اور مغفرت- اور اے
دل تیرے واسطے عشق ہے اور محبت ہے- اور اے روح تجھکو بزرگی ہے اور نزدیکی
ہے اور اے سر تیرے واسطے مین ہون اور میرے واسطے تو فذالک قوله او ادنی
یہ اسواسطے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قرب دریافت ہو- حضرت
ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے معنی دنی فتدلی کے پوچھے آپ نے
فرمایا جسمین جبریلؑ کو گنجایش نہین ہے پھر بیچارہ نوری کی کیا حقیقت ہے اور کیا ہستی ہے نوری
کی جو اس سر کا انکشاف کرے پھر آپ یون گوہرفشان ہوئے سبحان اللہ وبحمدہ
دنی بُعد کے پیچھے ہوتا ہے وہان بُعد کہان اور تدلی مکان مین ہوتا ہے مکان کا
وہان کیا امکان- اور فکان زمانہ سے عبارت ہے زمانہ وہان کہان- اور قاب اشارہ

مقدار کا ہے مقدار کا وہان کیا شمار ہے - اور قوسین کنایہ ہے مثال سے وہان مثال کا کیا خیال - او کلمہ ہے شک کا شک خود وہان معدوم ہے - اور ادنی مبالغہ ہے دنو مین یعنی نزدیک تر یہان نزدیک تر کی کیا گفتگو ہے - یہ مقام اظہار و بیان سے دور ہے اور علم جمیع خلایق اس آیت کی تفسیر مین معترف بقصور ہے - اور بعض حضرات تفسیر اس آیتہ کی یون فرماتے ہین دنی عبداً یعنی گیا پروردگار تعالیٰ شانہ کے پاس حالت عبودیت مین - فتدلی فرداً آیا وہان سے مالک مقام فردانیت ہوکر دنی ملکیاً گم کا رہنے والا - فتدلی ملکیاً - دنی فرشیاً - فتدلی عرشیاً - دنی مجاهداً - فتدلی مشاهداً یعنی آیا وہان سے فرشتہ خو ہوکر - جاتی دفعہ فرشی تہا آتی دفعہ عرشی ہوا - گیا تو مجاہد تہا آیا تو مشاہد - دنی طالباً فتدلی واصلاً - یعنی گیا اہل طلب کی حالت مین اور آیا اہل وصل ہوکر دنی ومعہ الرحمة - فتدلی ومعہ الرحمة یعنی گیا تو اوسکے ساتہہ مشفقت تہی اور آیا تو اوسکے ساتہہ رحمت تہی - دنی افتقاراً فتدلی افتخاراً یعنی گیا حالت فقر مین اور آیا مفتخر ہوکر - دنی منادیاً فتدلی مناجیاً یعنی گیا ندا کرتا ہوا اور آیا بنجات پاکر - دنی مادحاً فتدلی ممدوحاً یعنی گیا مدح کرتا ہوا اور آیا ممدوح ہوکر - دنی شاکراً فتدلی مشکوراً گیا شکر کرتا ہوا اور آیا مشکور ہوکر - **حکمت ذکر قوسین** اہل عرب جب باخود ہا کسی سے اتحاد قایم کرتے تہے تو اونکا معاہدہ کرنے کا یہ طریقہ تہا کہ عہد باندہنے والے دونون آدمی اپنی اپنی کمانین لاتے اور کمانون کو ملاتے اور ایک دفعہ ایک ہی ساتہہ اونکے قبضے پکڑتے اور ایک ہی ساتہہ اونکے قبضے کہینچکر تیر چلاتے چونکہ عرب ہمیشہ سے ایک بہادر قوم ہے اونکے خیالات بہی بہادرانہ تہے اور باخود ہا عہد کرنیکا طریقہ بہی بہادرانہ طریقہ پر قایم ہوا کرتا تہا پس جب ان دونون نے ایک ساتہہ برابر تیر چلائے تو یہ بات مستحکم ہوگئی کہ تمہارا دوست ہمارا دوست اور تمہارا دشمن ہمارا دشمن پس یہ عہد پشت ہا پشت قایم رہتا تہا اور یہی لوگ حلیف یعنی ہم قسم ہین اور اس قسم کے بہی اقسام ہین

چنانچہ اس حصہ کے اول مین اسکا بیان ہوچکا ہے الغرض اس آیتہ کریمہ مین قوسین کا اشارہ اسی عہد کی طرف ہے یعنی خدا تعالیٰ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر قرب ہے بلکہ اس عہد سے زیادہ جسے رسول نے قبول کیا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی مقبول ہے اور جو بارگاہ رسالت کا مردود ہے وہ بارگاہ خداوندی کا بھی مردود ہے بعض اہل اسرار یون فرماتے ہین کہ دنیٰ اشارہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس کے مقام کا - اور فتدلیٰ اشارہ ہے مقام قلب سے - اور قاب قوسین اشارہ ہے مقام روح سے - اور او ادنیٰ اشارہ ہے سِرِّ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے - ان چار مقام پر ذات اور دل اور روح اور سِرّ ہر ایک اپنے مطلب کو پہونچے - مثلاً ذات مطہر آپ کی مقام خدمت مین - اور دل نورانی مقام محبت مین - اور روح شریف مقام قرب مین - اور سر لطیف مقام مشاہدہ مین -

بیان بعض عجائبات آسمان اوّل

جو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آسمان اول پر ملاحظہ فرمائے - اونمین سے ایک یہ ہے کہ ایک گروہ فرشتون کا نظر آیا صفین باندھے اور سر جھکائے ادب سے کھڑے ہوئے یہ تسبیح پڑھتے تھے - سبوح قدوس رب الملائکة والروح - مینے جبریل ؑ سے پوچھا کہ عبادت ان فرشتون کی یہی ہے جبریل ؑ نے کہا کہ ہان جس دن سے آسمان بنا ہے اوس دن سے قیامت تک انکی عبادت یہی ہے حق تعالیٰ شانہ سے آپ بھی سوال کیجیے تا یہ طریقہ آپکی امت پر بھی لازم ہو لہذا مینے سوال کیا خداوند تعالیٰ شانہ نے اوسی وقت یہ عبادت قیام بطور بخشش میری امت کو عنایت فرمائی اور قیام نماز مین فرض ہوا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ قیام کو نماز مین خوب اچھی طرح ادا کرے اور تعہد اسکا یاد رکھے یعنی آسمان اول کے فرشتون کی یہی نماز ہے حضرت نے جبریل ؑ سے پوچھا کہ یہ فرشتے شمار مین کتنے ہونگے جبریل ؑ نے کہا کہ انکا شمار اللہ ہی کو معلوم ہے وما یعلم جنود ربک الا ہو

یعنی نہین جانتا کوئی تمہارے رب کے لشکر کا شمار لیکن وہی اللہ - بعد اسکے حضرت آدمؑ سے ملاقات کرکے آپ آگے بڑھے تو ایک مرغ سفید عظیم الشان نظر آیا کہ ایک بازو اوسکا مشرق مین اور دوسرا مغرب مین پاون اوسکے تحت الثرا مین اور سر عرش سے لگا ہے سر یاقوت کا اور پر نور کے وظیفہ اوسکا حمد خدا ہے حضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے اوسکی نسبت سوال کیا جبرئیل نے اوسکا نام بتایا کہ یہ طاؤس الملائکہ ہے یہ وہ فرشتہ ہے کہ جب رات آخر ہوتی ہے تو یہ فرشتہ مرغ صورت پھڑپھڑا کر کہتا ہے سبحان الملک القدوس الکبیر المتعال لا الہ الا ہو الحی القیوم اسکی آواز سے تمام دنیا کے مرغ ہوشیار ہوکر آواز دیتے ہین **فائدہ** اس زمانہ مین جو اہل عقل کہے جاتے ہین وہ مذہب کے پابند نہین ہین لہذا مذہبی روایتون پر تمسخر کرتے ہین چنانچہ ایک صاحب فرمانے لگے اتنا بڑا مرغ بیٹ کتنی کرتا ہوگا پھر اوسے صاف کون کرتا ہوگا مینے عرض کیا کہ جناب من آپ کو اس مرغ کی روایت پر تعجب ہوا آسمان پر تو اور بہت سے جانور ہین - شیر ہے جسکے نام سے برج اسد مشہور ہے - سرطان ہے اسکے نام سے برج سرطان مشہور ہے بیل ہے جسکے نام سے برج ثور مشہور ہے علی ہذا القیاس اور بھی جانور ہین جو انکا فضلہ اور بول و براز صاف کرتا ہوگا وہی اسکی بیٹ بھی صاف کرتا ہوگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر حضرت نے ایک فرشتے کو دیکھا کہ وہ نصف بدن سے آگ کا ہے اور نصف بدن سے برف کا ہے آگ برف کو نہین گلاتی اور برف آگ کو نہین بجھاتی - میرے بھولے دوست کو اسپر بھی تعجب ہوا مینے عرض کی کہ یہ تو دو ہی چیز سے مرکب ہے اور آپکو اتنا تعجب ہے آپ کو اپنی ترکیب بدن سے خبر نہین اسمین تو چار عنصر ہین **قطعہ**

مردن ما چہ عجب زندگی ما عجب است	زانکہ جمعیت ما از سبب اضداد است
خانۂ خاکی ما بر سر آب است بنا	چون چراغ سحری منتظر یک باد است

دوست نے اس قطعہ کو پسند کیا اور لکھ لیا مینے بھی اسکے مسودہ کو جب صاف کیا تو اپنے

دوست کے خدشات اور اپنی ٹوٹی پہوٹی تقریر کو اسمین اضافہ کردیا الغرض جبرئیل نے کہا یارسول اللہ اس فرشتہ کا نام رعد ہے اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اسے ابر پر موکل کیا ہے جب یہ ابر کو چلاتا ہے اور وہ آپسمین ٹکرکہا جاتے ہین تو آواز مہیب پیدا ہوتی ہے جب اظہار غصہ کرتا ہے برق پیدا ہوتی ہے طبرانی اور براز نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور پُرنور آگے بڑہے تو ایک جماعت کہیتی کرتی ہوئی نظر آئی وہ اُسیوقت تخم افشانی کرتے ہین اور فوراً کاشت اونکی پیدا ہوئی اور سرسبز ہوکر پختہ ہوئی اور کہیتی کرنے والون نے کاٹ لی اور ایک ایک دانے مین سات سات سو دانے حاصل ہوئے جبرئیل علیہ السلام نے حضور سے عرض کی کہ یہ لوگ مجاہد فی سبیل اللہ ہین اور منفقین للہ ہین کما ورد فی القرآن العظیم فی سورۃ البقرہ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ یعنی مثال اونکی جو خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی راہ مین جیسے ایک دانہ اوس سے اوگین سات بالیان ہر بالی مین سو سو دانے پہر کچہہ لوگ نظر پڑے کہ فرشتے اونکے سر پتہرون سے کچلتے تہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ نماز مین سستی کرتے تہے اور رکوع و سجود کو باطمینان ادا نہین کرتے تہے اور نماز بیوقت پڑہتے تہے قال اللہ تعالیٰ شانہٗ فویل للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون یعنی پہر خرابی ہے اون نمازیون پر جو اپنی نماز سے بیخبر ہین - پہر حضور ایک اور جماعت پر گذرے کہ بہوکے پیاسے ننگے دوزخ کے کہانے پینے کی طرف چارپایون کی طرح جاتے ہین فرشتے اونکو ہانک رہے ہین جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہین جنہون نے زکوٰۃ نہین دی فقیر پر رحم نہین کہایا اور صدقہ فطر اور قربانی سے انکار کیا کما ورد فی القرآن العظیم والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یعنی جو لوگ جمع کرتے ہین سونا اور چاندی اور نہین خرچ کرتے اللہ کی راہ مین پس بشارت دے اونکو عذاب سخت کی - پہر حضور ایک اور جماعت پر گذرے

کہ اونکے آگے اچھی اچھی نعمتین رکھی ہین وہ نہین کہاتے ایک دیگ مین گوشت پختہ اور لطیف رکھا ہے اور دوسری دیگ مین گوشت خام اور مردار ہے وہ اوسی مردار گوشت کو کہاتے ہین جبریلؑ نے حضور سے عرض کی کہ یہ وہ مرد ہین کہ اپنی منکوحہ بی بی کو چھوڑ کر غیر منکوحہ عورات کی طرف رغبت کرتے ہین اور یہ وہ عورتین ہین کہ اپنے شوہرون کو چھوڑ کر غیر مردون سے تعلق پیدا کرتی ہین یہ وہ ہین کہ باوجود اسکے کہ مال حلال انکے پاس موجود ہے مگر خیانت پر کمربستہ ہین الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات یعنی گندی عورتین گندے مردون کے لیئے ہین اور گندے مرد گندی عورتون کے لیئے ہین روایت ہے کہ ایک عورت حضورؐ کو نظر آئی کہ زبان اوسکی نکلی ہوئی ہے اور وہ اوسی سے بندھی لٹک رہی ہے اور ایک عورت چھاتی سے بندھی ہوئی ہے اور ایک عورت کے ہاتھ بندھے ہین اور ایک کے پاون اور وہ لٹک رہی ہین حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ اول عورت زبان دراز ہے اور دوسری وہ کہ جسنے بغیر حکم شوہر کے کسی کے بچہ کو دودہ پلایا۔ اور تیسری وہ ہے کہ جسنے اپنے شوہر کا مال اپنے ہاتھون سے بے ضرورت تلف کیا اور چوتھی وہ کہ جو بغیر حکم اپنے شوہر کے کسیکے گھر مین گئی۔ پہر اور ایک شخص نظر آیا کہ جسکی پشت پر اسقدر بوجہ رکھا تھا کہ ہل نہ سکتا تھا مگر وہ کہتا تھا کہ اور بوجہ لاکے رکھدو جبریلؑ نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو امانت مین خیانت کرتا ہے اور باوجود اسکے کہ لوگونکے حقوق اسکی گردن پر ہین گر ظلم کیئے جاتا ہے۔ پہر اور ایک قوم نظر آئی کہ ایک آگ کی قینچیون سے اونکے لب و زبان تراشی جاتی ہین اور پہر فوراً وہ بدستور سابق درست ہوجاتی ہین اور پہر تراشی جاتی ہین جبریلؑ نے کہا کہ یہ لوگ خطیب فتنہ پرداز ہین۔ اور ایک روایت مین ہے کہ یہ وہ لوگ ہین جو دربارشاہی مین جاتے ہین اور اونکی جہوٹی باتون کی تصدیق کرتے ہین اور امر بالمعروف نہین کرتے اور منکرات سے روکتے نہین سورہ ہود مین فرمایا پروردگار تعالیٰ شانہ نے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار یعنی مت جھکو اونکی طرف جو حد سے گذر گئے

ہین کہ چہوٹے نکو آگ - پہر ایک چہوٹا سا پتہر نظر آیا اوسمین سی ایک گائے نکلی جو بہت بڑی تہی پہر اوسنے پتہر مین جانے کا قصد کیا جسمین سے نکلی تہی مگر اوس پتہر مین نہ داخل ہوسکی جبریلؑ نے کہا یہ وہ آدمی ہے جسنے بڑی بات مُنہ سے نکالی اور اوسکی وجہ سے پشیمان ہے اب چاہتا ہے کہ اوس بات کو پہر دل مین چہپا رکہے مگر اب وہ دل مین نہین جاسکتی جو نکلی سو نکلی - پہر ایک جنگل مین گذر ہوا وہ جنگل نہایت خوش آیند خوشبو سے معطر ہے اور نہایت دلکش آوازین وہان سے آرہی ہین حضرت جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہ بوے خوش اور آواز دلکش جنت کی ہے وہ کہہ رہی ہے یا الٰہی اپنا وعدہ وفا کر اور اپنے نیک بندون کو میرے قصرون مین رہنے کو اور میرے باغات مین سیر کرنیکو بہیجدے اونکے واسطے مینے ہر طرح کی عمدہ عمدہ نعمتین مہیا کرکہی ہین پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے کہ اے بہشت تیرے ہی واسطے ہین مسلمان مرد اور مسلمان عورتین - بہشت کہتی ہے یا اللہ مین راضی ہوئی تجہسے ارشاد پروردگار تعالیٰ شانہ - انا اللہ لا الٰہ الا انا اخلف المیعاد وقد افلح المومنون وتبارک اللہ احسن الخالقین - پہر ایک اور جنگل ملا وہان بوے بد اور آوازہاے ناخوش محسوس ہوئی جبریلؑ نے کہا کہ یا حبیب اللہ یہ دوزخ کی آواز ہے وہ کہہ رہی ہے کہ پروردگار تعالیٰ اپنا وعدہ وفا کر اور اون نافرمانون اور اشقیا لوگون کو بہیج جن لوگون نے تیرے حکم کی عزت نہین کی اور تیری توحید سے انکار کیا تیرے برگزیدہ بندے سے جو تیری طرف سے اونپر رسول ہوکر گئے تہے اونکی تکذیب کی اور اون سے استہزا اور تمسخر کیا اونکے لئے عذاب الیم موجود ہے اوسکے سوال کے جواب مین پروردگار تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ تیرے ہی واسطے ہے ہر مشرک اور مشرکہ اور ہر کافر وکافرہ اور وہ جبار جو منکر قیامت ہے دوزخ نے کہا پروردگار مین راضی ہوئی - بعض روایات مین ہے کہ بوے بہشت ودوزخ حضرت کو آسمان ششم پر معلوم ہوئی تہی - رسالہ معراجیہ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک جماعت پر گذرے

کہ وہ لوگ آگ کی سولیون پر چڑہے ہین اور وہ سولیان ایسی ہین جیسے خاردار درخت کہ راہ
چلنے والون کے دامن جیسے اولجہکر پہٹ جاتے ہین جبرئیل ع نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو
راہون مین بیٹہکر مسافرون کو ایذا ئین پہونچاتے ہین اور اشارون اور کنایون مین گالیان
دیتے ہین کما قال اللہ تعالیٰ شانہ نے ۔ ویل لکل ھمزۃ یعنی عذاب ہے واسطے
ہر سخن چین اور بدزبان کے اور فرماتا ہے پروردگار تعالیٰ شانہ ۔ و لا تقعدوا بکل صراطٍ
توعدون وتصدون عن سبیل اللہ یعنی مت بیٹہو ہر راہ مین ڈراتے ہوا ور
باز رکہتے ہو خدا کی راہ سے اور واذا مروبھم یتغامزون یعنی جب مسلمان کافرون
کے پاس نکلتے ہین تو کافر اونکی طرف بحقارت ابرو سے اشارہ کرتے ہین روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک جماعت ایسی دیکہی کہ اونکے منہ سیاہ
اور آنکہین ازرق اوپر کے ہونٹہ سرون پر اور نیچے کے ہونٹہ پانون پر اور پیپ لہو اون سے
بہہ رہا ہے اور گدہون کی طرح چیخ رہے ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ حضور کی امت کے
مے خوار ہین پہر ایک گروہ پر گذر ہوا کہ زبانین اونکی سرون کی طرف کہنچتی ہین اور صورت
مانند خوک کے ہے اوپر سے عتاب نیچے سے عذاب ہو رہا ہے جبرئیل ع نے کہا یہ لوگ جہوٹی
گواہی دینے والے ہین ۔ اور بیہقی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ
ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دیکہی جنکے پیٹ پہولے ہوئے رنگ زرد
ہتکڑیان ہاتہون مین طوق گردنون مین اوٹہتے ہین تو اونکے منہ گر پڑتے ہین جبرئیل ع نے
کہا یہ لوگ سود خوار اور مرتشی ہین یعنی رشوت لینے والے ہین کما قال اللہ تعالیٰ
شانہ الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان
من المس یعنی جو لوگ سود کہاتے ہین نہین کہڑے ہوتے مگر جیسا کہڑا ہوتا ہے وہ شخص
جسکو دیوانہ کر دیا ہے شیطان نے مسلط ہوکر فائدہ اس آیت سے تسلیط شیاطین اور
تصرف قوم جن بدن آدمی مین روح ہوا پر جایز و ممکن ہے اسیکو صرع الجن اور آسیب عرف

مین بولتے ہین اور نزدیک اہل سنت وجماعت کثرہم اللہ۔ زیادہ کرے اللہ تعالے اونکی جماعت کو بلکہ نزدیک اکثر فرق اسلام کے مسلم ہے بلکہ تفسیر نیشاپوری وغیرہ مین اسی آیت کی تفسیر مین مذکور ہے کہ فاکثر المسلمین علی ان الشیطان قادر علی الصرع والقتل والایذاء بتقدیر اللہ تعالی اور سواے فرقہ معتزلہ کے کوئی مخالف نہین اور معتزلہ نے کچھ رکیک سی توجیہین اپنی تفسیرونمین لکھی ہین اونکا ذکر کرنا اس مقام پر بیفائدہ ہے اور اناجیل اربعہ مین دس پندرہ قصے آسیب جن کے لکھے ہین اور احادیث مین قدر کثیر اس مقدمہ کا مذکور ہے ہرگز مجال انکار نہین مگر علماے اہل سنت اس باب مین مختلف ہین کہ آدمی بعد مرگ یہ کام کرسکتا ہے یا نہین اکثر اہل تحقیق قائل بجواز ہین اور بعض منع کرتے ہین دلیل صاحبان انکار کی یہ ہے کہ انسان تین حال سے خالی نہین یا صالح ومتقی ہے یا فاسق وفاجر یا کافر ہے پس اگر انسان صالح ومتقی ہے تو توایذا واضرار کی اوس سے توقع نہین کہ خلاف صلاح وتقوی ہے۔ اور فاسق وکافر ہے تو موکلین عذاب کے ہاتھ سے اونکو فرصت کہان کہ یہ عمل کرسکین واسنئے مجوزین کے دوگروہ ہوگئے۔ ایک جماعت اسطرف گئی ہے کہ یہ بات از باب انقلاب نہین ہے بلکہ از قسم مسخ اخروی ہے کہ اصل اوسکی آخرت مین وما بعد الموت احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور جب یہ معاملہ از قسم مسخ اخروی ہوا تو خلاصی عذاب سے نسبت فاسق وکافر کے کسطرح لازم آتی ہے بلکہ یہ بھی از قسم تعذیب ہے کہ اوسمین گرفتار رہے علماے ماتریدیہ کا یہی مسلک ہے ملا معین شرح برزخ مین فرماتے ہین کہ انسان کیون جن ہوجاتا ہے عالم برزخ مین بالمسخ اور یہ تعذیب وغضب ہے خدا کی طرف سے جسپر وہ جاہے جسطرح کرے امم سابقہ وقرون ماضیہ مین سور اور بندر ہو جاتے تھے مگر اللہ تعالی نے عالم شہادت مین اس عذاب سے امت مرحومہ محمدیہ کو محفوظ رکھا ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دعا کی برکت سے لیکن یہ ثابت ہے کہ

قیامت کے قریب اس امت مین بھی مسخ وخسف واقع ہوگا فقیر محمد اکبر ابو العلائی دانا پوری مولف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ بے شک آثار قیامت مین سے یہ بات ثابت ہے مگر یہود و نصاریٰ کا وجود باقی رہے گا معدوم نہوگا اوسی قوم مین سے وہ لوگ ہونگے جو مسخ ہوجاینگے یا اسی امت کے بعض لوگ ایسے گنہگار ہونگے جو اپنے شامت اعمال کے سبب سے اُس امت سے خارج ہوجاینگے لہذا وہ اس امت مرحومہ مین شمار نکیے جائینگے جسطرح بعض روایت سے ثابت ہے کہ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے سبّ کی وجہ سے بعض آدمی بندر کی صورت مین مسخ کردیے گئے یا یہ **قوم نیچری** جو آپ کو مسلمان ظاہر کرتی ہے مگر وہ حقیقت مین مسلمان نہین ہے جو اُنکی زندگی کا اصول ہے وہ صرف اتباع خواہشات نفسانی پر مبنی ہے وہ شرم کی وجہ سے اپنے عقاید کا اظہار نہین کرتے ورنہ اُنکا اصول زندگی بہایم کی مطلق العنانی سے کم نہین ہے اگر کوئی ایسا ملک ہوکہ اس قوم کے سوا دوسرے مذہب کا کوئی آدمی نہو تو یہ کسی حلال وحرام مین فرق نکرین اور بالکل وہی طرز معاشرت ہوجو حیوانون کا ہے اگرچہ بعض مصلحت سے اپنے آپ کو یہ مسلمان کہین مگر فی الحقیقت مسلمان نہین ہین اور کیا عجب ہے کہ رفتہ رفتہ یہ کھلے بندون ویسے ہی آزاد ہوجائین جیسے بعض یورپین ہین۔ **الغرض** اسکے بعد فرماتے ہین کہ انسان کا عالم برزخ مین جن کی صورت مین مسخ ہونا غالباً کفار کے واسطے ہویا جو مومنین ظالمین اور زانیین ومغلمین مرے ہون مارے گئے ہون حالت جنابت مین اسی طرح مرتدین غیر تائبین یعنی جن لوگون نے توبہ نہین کی مگر یہ ضروری امر نہین ہے اسلیے کہ اسکی کہین خبر نہین ہے کہ ایسے لوگ ضرور مسخ کیے جائینگے۔ اور صلحا اور اولیا مین مسخ کو دخل نہوگا اگرچہ وہ کسی وجہ سے ناپاک مرے ہون رحمت حق اُنکی طہارت فرمائیگی مگر یہ ثابت ہے کہ مسخ قیامت مین ہوگا ضرور۔ چنانچہ روایت ہے کہ اصحاب کہف کا کُتا بلعم باعور کی صورت مین داخل بہشت ہوگا اور بلعم باعور سگ اصحاب کہف

کی صورت مین داخل دوزخ ہوگا - اور یہ روایت ہے کہ جو نمازی سجدے کی حالت مین اپنا
سر امام سے پہلے اٹھائے قیامت مین اُسکا سر گدہے کا ہوگا - اور اسی قبیل سے رشوت
لینے والون کا اور جہوٹی احادیث بنانے والون کا مسخ انتہی - اور **دوسری جماعت**
اسطرف گئی ہے کہ یہ صورت نہ از باب انقلاب ہے نہ قسم مسخ اخروی سے ہے بلکہ بطور
تشبیہ کے ہے اور ہر قوم کی بلاغت و فصاحت اُسکے طریقہ علم ادب یعنی انشا پردازی پر منحصر
ہے جس آدمی کی حرکات و سکنات جس حیوان سے ملتی ہوتی ہے اُسکی تشبیہ اُسی سے
دی جاتی ہے جیسے مرد قوی و دلیر کو شیر کہتے ہین اور آدم بسیار خوار کو بیل سے نسبت کرتے
ہین اور انسان کم عقل کو گدہا کہتے ہین انتہی - **الغرض** منجملہ عجائبات آسمان اول کے
ایک قوم حضور پر نور کو ایسی نظر آئی کہ لب اُنکے اونٹون کے سے ہین اور آگ اُنکی غذا
ہے جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ یہ وہ لوگ ہین جنہون نے یتیمون کا مال ناحق
کہایا ہے یہ بیہقی کی روایت ہے ابی سعید خدری سے - ازانجملہ ایک اور قوم دیکھی گئی کہ
اُنکے بدن کا گوشت کاٹ کر اُنکو کہلاتے ہین جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ یہ
چغلخور اور نمام اور غماز اور غیبت گو اور عیب جو ہین **حدیث شریف** میں ان باتون کی
مذمت بہت آئی ہے پروردگار تعالی شانہ کتاب مجید و فرقان حمید مین فرماتا ہے ایۃ شریفہ
سورۃ الحجرات ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ یعنی تم لوگون مین سے
کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے برادر مردہ کا گوشت کہاوے اور پہر اسکو برا جانے -
ازانجملہ ایک قوم نظر آئی کہ مابین دنیا و آخرت کے قید تھی اور معلق ہوا مین لٹک رہی تھی جبریل
علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ منافق ہین کما قال اللہ تعالی شانہ
ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار - بعد حساب و کتاب جہنم مین بہیج دئے جاینگے
اور منافقین کے لئے دوزخ مین جو طبقہ سب طبقون کے نیچے ہے اور اُسمین سب سے
زیادہ عذاب ہے وہ ہے **ازانجملہ** ایک گروہ حضور کو نظر آیا دوزخ کے جنگل مین اونپر

ایسا شدید عذاب ہوتا تھا جسکے صدمے سے اُنکی روح فنا ہو جاتی تھی اور پھر وہ از سرِ نو زندہ کیے جاتے تھے اور اُسی عذاب میں مبتلا کیے جاتے تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ مان باپ کے نافرمان ہین - ازانجملہ ایک گروہ عورتون کا نظر آیا کہ اُنکے مُنہ سیاہ اور آنکھین کرنجی آگ کا لباس پہنے ہوئے ہین اور گرز آتشین سے وہ ماری جاتی ہین اور اور مانند سگ وخوک کے وہ شور کرتی ہین جبرئیل ع نے کہا یہ وہ عورتین ہین جو اپنے شوہرون کی نافرمان بردار ہین اور اُنکو ایذائین دیتی ہین - ازانجملہ ایک گروہ نظر آیا کہ اُنکو فرشتگان عذاب آگ کی چھریون سے مار رہے ہین اور خون سیاہ اُنکے بدن سے جاری ہے اور پھر بار مرتے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جنھون نے خون ناحق کیے ہین اور مسلمانون کو قتل کیا ہے بغیر کسی بدلہ کے - **فائدہ** یہ امور عجیبہ جو حضور نے ملاحظہ فرمائے ہین اُنکا ذکر کتب تاریخ مین ہے مگر احادیث مین مذکور نہین ہے - **کتاب الرویا مشکوٰۃ المصابیح** مین بروایت بخاری ایک احادیث ہے جس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ مشاہدات خواب ہین جنکا کسی وجہ سے بعض نے شب معراج مین ذکر کر دیا ہے -

عجائبات آسمان دوم

ازانجملہ ایک جماعت ملائکہ کی نظر آئی کہ صف بستہ رکوع مین مشغول تھی اُنکی تسبیح یہ تھی - سبحان الوارث الوسع سبحان الغنی الذی یدرکہ الابصار ولا یدرکہ الابصار سبحان العظیم العلیم جبرئیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ آپ بھی طلب کیجیے حضرت نے دعا کی تو رکوع نماز مین فرض ہوا - ازانجملہ ایک فرشتہ نظر آیا کہ اُسکے ستر سر ہین اور ستر مُنہ ہین اور ہر مُنہ مین ستر زبانین ہین اور ہر زبان سے اللہ تعالیٰ شانہ کی تسبیح پڑھ رہا تھے - سبحان الخالق العظیم سبحان العظیم لا عظم جبرئیل نے کہا کہ اس

فرشتہ کا نام قاسم ہے اسکو اللہ نے بندونکی رزق رسانی پر معین کیا ہے ہر ایک کو رزق پہونچاتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ جس بندے کو رزق کی تنگی ہو وہ اس تسبیح کو نماز فجر کی فرض و سنت کے درمیان مین پڑھ لیا کرے ایک تعداد مقرر کر کے اللہ تعالی شانہٗ اُسکے رزق مین کشایش و فراخی عطا فرمائے گا۔

عجائبات آسمان سوم

اس آسمان کے عجائبات بھی بہت ہین منجملہ اُنکے یہ ہے کہ متعدد صفین فرشتون کی نظر آئین کہ سب سجدہ مین اور یہ تسبیح پڑھ رہے ہین سبحان الخالق الذی لا مفر ولا ملجاء الا الیہ سبحان العلی الاعلی جبریل ع نے عرض کی کہ انکی ازل سے ابد تک یہی عبادت ہے یا رسول اللہ آپ بھی اللہ تعالی شانہ سے یہ عبادت طلب کیجیے آپ نے درخواست فرمائی اللہ تعالی شانہ نے قبول کی سجدہ نماز مین فرض ہوا اور چونکہ ان فرشتون نے جواب سلام کا سر اُٹھا کر حضرت کو دیا تھا اور پھر سجدہ مین گر پڑے تھے اسلیے دوسرا سجدہ فرض ہوا۔

عجائبات آسمان چہارم

اس آسمان کے عجائبات بھی بہت ہین اُنمین سے بعض بیان کیے جاتے ہین منجملہ اُنکے یہ ہے کہ حضور نے ایک گروہ فرشتون کا دیکھا کہ سب کے سب قعدہ مین تھے اور یہ تسبیح اُنکی تھی سبحان الروف الرحیم سبحان النور المبین سبحان الذی لا یخفی علیہ شی سبحان رب العالمین جبریل ع نے حضرت سے کہا کہ ان فرشتون کی یہی عبادت ہے آپ بھی اپنی امت کیواسطے طلب کیجیے حضور نے یہ عبادت بھی مانگی اور مل گئی قعدہ نماز مین فرض ہوا۔ از انجملہ حضرت بی بی مریم پاک و امن والدہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام - اور حضرت نوخاندیروا ستے نوخاندا در موسیٰ علیہ السلام - اور حضرت آسیہ
بنت مزاحم زوجہ فرعون اُنہون نے استقبال کیا حضرت مریم کے ستر ہزار محل مروارید سفید کے
تھے - اور بی بی نوخاندا در موسیٰ علیہ السلام کے ستر ہزار محل زمرد سبز کے تھے - اور آسیہ
خاتون کے ستر ہزار محل یاقوت سرخ کے تھے اور ستر ہزار مرجان کے تھے حضور نے ایک
فرشتہ کو کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا نہایت غمگین اور آزردہ اُس کرسی کے چار گوشے تھے
اور ساٹھ لاکھ پاے اور اُسکے گرداگرد فرشتے کھڑے ہوئے تھے داہنی طرف کے فرشتے
نہایت خوبصورت اور لباس سبز پہنے ہوئے اور بائین طرف کے فرشتے بدصورت اور خشم آگین
گرز آتشین ہاتھ مین لیے کھڑے ہوئے تھے اور ایک دفتر عظیم اُسکے سامنے رکھا
تھا اور ایک لوح اُسکے ہاتھ مین تھی اُسی پر نظر جماے ہوئے تھا اور سامنے کرسی کے ایک
درخت تھا نہایت عظیم الشان اور اُسمین بے شمار پتّے تھے اور ہر ایک پتّے پر نام لکھا ہوا تھا
اور ایک طشت سامنے رکھا ہوا تھا وہ کرسی نشین فرشتہ بہت جلد جلد اُس طشت کیطرف
اپنا ہاتھ دراز کرتا تھا اور کچھ اُسمین سے لے لیتا تھا کبھی داہنے ہاتھ سے نورانی فرشتون کو دیدیتا
تھا اور کبھی بائین ہاتھ سے ظلمانی فرشتون کو دیدیتا تھا جبریلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ کرسی نشین
فرشتہ عزرائیل ہے جو موکل قبض ارواح ہے پھر اُسنے حضرت کی تعظیم کی حضور نے پوچھا
کہ تو مغموم اور اندوہگین کیون ہے اُسنے کہا یا رسولؐ اللہ خدا نے مجکو قبض ارواح کا عہدہ
دیا ہے لہذا مین سیاست کبریائی سے نہایت مخوف ہون حضور نے پوچھا کہ یہ طشت کیا ہے
کہا یہ مثال تمام دنیا کی ہے اس سرے سے اُس سرے تک میرا تصرف ہے پھر حضور نے
پوچھا کہ یہ لوح کیسی ہے اُسنے کہا اسمین سب کی اجل لکھی ہے اور یہ دفتر روزنامچہ ہے بندون
کا پھر حضور نے استفسار فرمایا کہ یہ درخت کیا ہے کہا کہ یہ نشان ہے نیک و بد کی زندگی کا اسکے
پتّون پر ایک طرف نام لکھا ہے اور دوسری طرف سعادت و شقاوت لکھی ہے جب کوئی بندہ
مرض الموت مین مبتلا ہوتا ہے تو اُسکے نام کا پتّہ زرد ہوجاتا ہے اور جب اجل آپہونچتی ہے

تو وہ پتہ درخت سے جہڑکر لوح پر گر پڑتا ہے اور نام اُسکا لوح سے مٹ جاتا ہے یہان سے مین ہاتہہ بڑہاکر روح اُس بندہ کی قبض کر لیتا ہون اگرچہ وہ کسی مقام پر ہو جو نیک بخت ہے اُسکی روح تو ابعین اہل رحمت کو دیتا ہون اور جو بدبخت ہے تو اُسکی روح فرشتگان عذاب کے حوالہ کرتا ہون پہر حضور نے پوچہا کہ کتنے فرشتے تیرے ماتحت ہین اُسنے کہا کہ مین نہین جانتا اللہ کو اسکا علم ہے حضرت نے پوچہا کہ اے ملک الموت تو خود جاکر روح قبض کرتا ہے یا تیرے توابع اُسنے کہا کہ مین اپنے توابع کو بہیجتا ہون جب وہ روح قبض کر کے حنجرۂ حلق تک لاتے ہین تو مین یہین سے ہاتہہ بڑہاکر اُس روح کو قالب سے باہر لاتا ہون پہر حضور پُر نور نے ملک الموت کا ہاتہہ پکڑا اور اپنی امت کیواسطے سفارش فرمائی -

حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ العزیز نے فتوحات مکیہ مین لکہا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ ایسا کوئی گہر نہین جسمین موت کا فرشتہ دن مین پانچ وقت نہ آتا ہو جسکی موت آتی ہے اُسکی روح کو قبض کرتا ہے اور اُسکے گہر والے روتے ہین اور واویلا کرتے ہین اور وہ موت کا فرشتہ کہتا ہے کہ افسوس ہے تمہاری گریہ وزاری پر مینے تمہارا رزق نہین کم کیا اور کسیکو اُسکے عوض نہین مارا اور بغیر حکم خدا یہان نہین آیا اور یاد رکہو کہ مین پہر آؤن گا پہر آونگا پہر اونگا یہانتک کہ کسیکو نچہوڑون گا - پہر آپ نے دریاے برت ملاحظہ فرمایا اسکا ذکر اور بحر النقم کا ذکر اوپر معراج مین گذر چکا ہے - ازانجملہ آپ نے آفتاب کو ملاحظہ فرمایا ابن عباس سے روایت ہے کہ میدان آفتاب کا اسّی ہزار برس کی راہ ہے - اور بعض مفسرین نے قرارگاہ خورشید زیر عرش لکہی ہے کذافی العرایس

فائدہ عجایب آسمان پنجم

آسمان پنجم کے عجائبات بہی بہت ہین منجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ ملایکہ کا بہت بڑا گروہ مصروف عبادت نظر آیا کہ وہ قیام مین ہین اور پشت پا پر نظر جمی ہوئی ہے اور تسبیح اُن کی یہ ہے

سبحان القاضی الاکبر سبحان العدل الذی لا یجور حضرت جبریل نے کہا انکی عبادت یہی ہے یا رسول اللہ آپ بھی اپنی امت کیواسطے طلب کیجئے تو آپ کو اور آپکی امت کو عنایت فرمائی جاوے حضرت نے دعا مانگی اور ملی لہذا نماز مین حضور قلب اور عجز و نیاز لازم ہوا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے۔ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب۔ از انجملہ حضور نے ایک دریا آگ کا ملاحظہ فرمایا اور گرد اگرد اسکے فرشتگان تندخو و بدمزاج تھے جبریل نے کہا یہ بحر الصعق ہے کہ برق سوزندہ و جہندہ اسی سے نکلتی ہے۔

عجائبات آسمان ششم

جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے مشاہدہ کیے بے انتہا ہین منجملہ اُنکے کچھ بیان کیے جاتے ہین ایک گروہ فرشتون کا حضور نے ملاحظہ کیا کہ کمال عجز و نیاز سے عبادت مین مشغول تھے اور اُنکی تسبیح یہ تھی سبحان من یسبح لہ اللہ امر فی امکنہ سبحان من یسبح لہ الانعام فی صحاریھا سبحان من یسبح لہ الوحوش فی سرا سیمہا سبحان من یسبح لہ اللہ یان فی ضیفہا و فنکہا۔ از انجملہ ایک دروازہ کافور کا نہایت عظیم الشان نظر آیا اسمین دو کیواڑ تھے اسمین قفل لگا تھا جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم یہ باب الامان ہے اور وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ جب دوزخ کو باریتعالے شانہ نے پیدا کیا تو ایک دن اُسکی آگ بھڑکی کچھ پتنگے اُس آگ کے جھڑے تو جو مخلوق کہ اُسوقت دنیا مین بستی تھی وہ سب جلکر خاک ہوگئی ملایک افلاک اور باقیماندگان ساکنان کرۂ خاک مین الامان الامان کا شور برپا ہوا اُسوقت پروردگار تعالیٰ شانہ نے اس دروازے کو درمیان دوزخ اور کائنات کے کھڑا کر دیا بس کائنات مین امن ہوگیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک کے اشارے سے اُسے کھولا جب دروازہ کھلا تو دھوان اور اندھیرا اور غبار دوزخ کا ظاہر ہوا پھر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے

دوزخ مین نظر کی تو دیکھا کہ ایک فرشتہ نہایت طویل القامت عظیم الجثہ سیاہ لباس پہنے ہوئے
لوہے کے منبر پر بیٹھا ہے اور اُسکی صورت نہایت خوفناک ہے اور اُسکے سامنے بہت سے
فرشتے ویسے ہی ترش رو اور ہیبت ناک گرز آتشین ہاتھون مین لئے کھڑے ہین اور وہ
سر جھکائے یہ تسبیح پڑہ رہے ہے۔ سبحان الذی لا یعجو رھو ملات جبار سبحان
المنتقم من اعدائہٖ سبحان المعطی من یشاء سبحان من لیس کمثلہ شئی
اور اُسکے مُنہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین اور ناک کے دونون نتھنے بھی آتش بار
ہین اور دونون آنکھون سے بھی آگ بھڑک رہی ہے جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
اس فرشتے کا نام مالک ہے اور یہ نگہبان دوزخ ہے یہ جس دن سے پیدا ہوا ہے
کبھی ہنسا نہین نہ کبھی خوش ہوا ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُسے
سلام کیا اُسنے کچھ جواب ندیا اور وہ اپنی تسبیح مین ایسا مشغول تھا کہ اُسے بالکل خبر نہوئی جبریل علیہ السلام
نے کہا کہ اے مالک یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہین اُسوقت اُسنے سر اُٹھایا اور جواب
سلام کا دیکر تعظیم کو اُٹھا اور حضرت صلعم کا دست مبارک پکڑا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیک وسلم اللہ
جل جلالہٗ وتعالیٰ شانہٗ کے کرم و رضا کی آپ کو بشارت ہے اور آتش دوزخ آپ پر حرام
کی گئی ہے۔ جو شخص آپکی اطاعت کرے گا آتش دوزخ سے پناہ مین رہے گا۔ حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوزخ کے فرشتے ہزار برس دوزخ کی پیدایش سے
پہلے پیدا ہوئے ہین اور ہر روز اُنکی قوت بڑہتی رہتی ہے۔ از انجملہ ایک فرشتہ کرسی
پر بیٹھا ہوا نظر آیا اور اُسکے سامنے بہت بڑی ترازو استادہ ہے اور اعمال نامے بے شمار اُسکے
پاس رکھے ہوئے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون فرشتہ ہے
جبریل علیہ السلام نے کہا یہ میکائیل علیہ السلام ہے حضرت نے اُسے بڑھکر سلام کیا اُسنے جواب دیا اور
معانقہ کیا اور کہا زادک اللہ کرامتہ وفرحا پھر کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آپ کو
بشارت ہو کہ آپکی امت کی برابر خیر و برکت کسی امت کو نصیب نہین ہوئی اور اُسکے

عمل کا پلہ سب اُمتون کے پلہ سے بھاری ہے زہے نصیب اُسکے جسنے آپکی شریعت
کی پیروی کی اور آپ کا حکم مانا اور دوستدار ہوا اور افسوس ہے اُسپر جسنے آپ کی اتباع نکی
اور آپ کی نافرمانی کے سبب سے آپ کا دشمن قرار پایا اور میکائیلؑ کے بہت خادم تھے اُسنے
عرض کی یا رسولؐ اللہ یہ سب آپ کے خادم ہین آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پچیس
ہزار برس پہلے سے آپ پر درود بھیج رہے ہین اُنھین خادمون میں سے ایک فرشتہ
موکل ہے مینہ کی بوندون پر اور برف پر اور گھاس پر جو زمین سے اُگتی ہے اور تسبیح میکائیلؑ
کی یہ ہے سبحان رب کل مومن و کافر سبحان من یضیع من ھیبتہ
مافی البطون الحوامل از انجملہ ایک دریا نظر آیا کہ اُسمین بے شمار فرشتے ہین اور اُنکی
تسبیح یہ تھی سبحان القادر المقتدر الکریم الاکرم سبحان رب الجلیل الاعظم
جبریل علیہ السلام نے کہا یہ بحر اخضر ہے۔ از انجملہ پھر ایک اور دریا نظر آیا کہ اُسکا پانی نہایت
سیاہ اور تاریک تھا اور اُسمین بھی بہت فرشتے تھے اور وہ یہ تسبیح پڑھ رہے تھے۔ سبحان
من علی قصر سبحان المطلع علی من ضاقت وجھہ جبریلؑ نے کہا کہ مین نہ ان فرشتون
کو جانتا ہون نہ اس دریا کو اسکی حقیقت خدا ہی کو معلوم ہے از انجملہ ایک میدان نظر آیا
جو نہایت معطر تھا جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ یہ سب خوشبو جنت کی ہے
اور بہشت سے آواز آتی تھی۔ یا رب آتنی بما عدتنی فقد کثر عبقری و استبرقی
و حریری و سندسی یعنی اے پروردگار میرے عنایت کر مجکو جسکا تو نے وعدہ فرمایا ہے
بڑھ گئے ہین فرش نفیس میرے اور لباس دیبا و حریر کے جو نیک اور نازک ہین جبریل علیہ السلام
نے کہا یا حبیب اللہ یہ آواز بہشت کی ہے پھر اُسکا جواب پروردگار تعالی شانہ نے دیا ھو لک
لکل مسلم و مسلمۃ و مومن و مومنۃ یعنی تیرے لئے ہین سب ایماندار زن و مرد نہین
ہے خدا سوا میرے اور مین جھوٹا وعدہ نہین کرتا بہشت نے عرض کی قد رضیت
از انجملہ ایک صحرا حضور نے ملاحظہ فرمایا نہایت بدبو اُسمین تھی جبریلؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ

یہ جہنم کی بو ہے اور اُسمین سے یہ آواز آتی تھی کہ یا خدا جو شخص میرے لایق ہے اور جسکا تونے وعدہ کیا ہے اُسکو میرے پاس پہونچا میری زنجیرین میرے طوق میرا گرم پانی میری خار ار گھاس وغیرہ طیار ہین۔ پروردگار نے جواب مین ارشاد کیا تیرے واسطے ہین سب مشرک ومشرکہ وکافر وکافرہ دوزخ نے عرض کی مین راضی ہوئی۔

عجائبات آسمان ہفتم

بہت ہین کتاب مختصر مطالب کثیر اکثر عجائبات قلم انداز ہوئے ازانجملہ ایک عظیم الشان کمال نورانی فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا تسبیح اُسکی یہ تھی سبحان المتحجب من خلقہ سبحان السمیع العلیم۔ سبحان ربنا وتعالی۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یہ اسرافیل عم صاحب صور ہے۔ ازانجملہ ایک گروہ عابدون کا نظر پڑا کہ باادب کھڑے ہوئے پکار پکار کر پڑھ رہے تھے۔ سبحان الجلیل الکریم الحلیم من لا یصف الوصفون کنہ عظمتہ وصفتہ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً۔ ازانجملہ ایک فرشتہ نظر آیا کہ اُسکے بہت سے سر تھے اور ہر سر مین بہت سے چہرے اور ہر چہرے مین بہت سے مُنہ اور ہر مُنہ مین بہت سے زبانین اور ہر زبان مین جدا گانہ لغات اور ہر لغت مین یہ تسبیح پڑھ رہا ہے سبحان ما اعظم شانک سبحان یا سیدی ما اعلی مکانک سبحان یا سیدی ما ارحم بخلقک۔

غرایب سدرۃ المنتہی

سدرۃ المنتہی کے عجائبات بھی بے شمار ہین ازانجملہ ایک یہ ہے کہ حضور نے ایک نہر دیکھی جسکے کنارے پر یاقوت ومروارید وزمرد کے خیمے کھڑے تھے اور سبز پرندون کا جسکے گرداگرد خوشنما جھرمٹ تھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حوض کوثر یہی ہے جو آپ کو

ملا ہے اسکے سنگ ریزے یاقوت وزمرد کے ہین پانی اسکا جیسا سفید ہے ویسا ہی
شیرین ہے شہد سے بہت زیادہ شیرین اور لطیف ہے اور اسپر جو بے شمار ستارے
چمک رہے ہین یہ آبخورے ہین ہر مومن کے نام پر جُدا جدا رکھے ہین حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک آبخورہ اُٹھایا اور اُس مبارک حوض سے جو آپ کو
پروردگار کے حضور سے عطا ہوچکا تھا پانی لیکر پیا واقعی وہ ایسا ہی تہا جیسی اُسکی تعریف
حضرت جبریل علیہ السلام نے کی تھی **ازانجملہ** اُسی سدرۃ المنتہی کی جڑ سے نکلا ہوا ایک اور
چشمہ حضور نے ملاحظہ فرمایا جسکا نام **سلسبیل** تھا **فائدہ** وہ عجائبات آسمانی جو حضور نے
معراج سے مراجعت کے وقت ملاحظہ فرمائے ہین کتب حدیث مین مفصل مذکور ہین مگر یہان
بطور مختصر بیان ہوتے ہین **ازانجملہ** فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جبریلؑ مجکو
بہشت مین لے گئے منازل ودرجات بہشت کے دکھلائے حور وقصور وغلمان ودرخت
ومیوہ وباغ وسبزہ ونہر وحوض اور جو کچھ بہشت مین ہے مینے دیکھا حضرت فرماتے ہین
کہ جب مین بہشت کی سیر کرچکا تو جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مالک کے پاس لایا اور
کہا اپنے قیدیون کو دکھلاو اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کی کہ آپ
اپنے قدم مبارک کے نیچے نظر کیجیے حضور فرماتے ہین کہ مینے نظر کی تو آسمان وزمین شق
ہوے اور بیت المقدس نظر آنے لگا وہان ایک شخص ہیبت ناک نظر آیا مالک نے اُسکو پکارا
اُسنے باواز سخت لبیک کہا حضرت جبریلؑ نے عرض کی کہ یہ خازن دوزخ ہے اس کا
نام صرحائیل ہے دوزخیون پر سختی کرنا اور اُنکو سزا دینا اسکا کام ہے پہر اُسنے درکات دوزخ
کے دکھلائے مفصل بیان اسکا کتب احادیث مین ہے طوالت کا خیال مانع تفصیل ہے
اوّل طبقہ دوزخ پر لکھا ہے فویل للمصلین الذین ہم عن صلوٰتہم ساہون
اے **تارک الصلوٰۃ مسلمانون** یہ حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ
وسلم کی چشمان خدابین کا مشاہدہ ہے اب آپ حضرات نماز کے نسبت کیا کہتے ہین اب

بھی نماز آپ پر فرض ہوئی یا نہیں ٥

سرنوشت واژگون را راست میسازد نماز
عکسِ معکوسِ نگین در سجدہ میگردد درست

طبقہ دوم دوزخ پر لکھا ہے ویل للمشرکین طبقہ سوم دوزخ پر لکھا ہے ویل للمکذبین طبقہ چہارم دوزخ پر لکھا ہے ویل للمطففین۔ طبقہ پنجم دوزخ پر لکھا ہے ویل للقاسیۃ قلوبھم عن ذکر اللہ طبقہ ششم دوزخ پر لکھا ہے ویل لکل ھمزۃ لمزۃ طبقہ ہفتم دوزخ پر لکھا ہے ویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ویقولون ھذا من عند اللہ **فائدہ** معراج اسم آلہ ہے عروج سے مراد اس سے نردبان ہے کہ اُسکے ذریعہ سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عروج کیا اور ساتون آسمانون سے گذر گئے اُس معراج کے دو عارض تھے یعنی بانس جو دو بڑے بڑے بانس ہوتے ہین جنپر زینہ قایم کیا جاتا ہے ایک یاقوت سرخ کا اور دوسرا زمرد سبز کا اور اُسکے پرتے زمرد سبز کے بہت عریض و طویل یہ معراج راستہ ہے اُن فرشتونکا جو آسمان سے زمین پر آتے ہین اور جاتے ہین۔ روایت ہے کہ حضرت عزرائیل کے توابع اسی راہ سے انسانون کی قبض ارواح کے لئے آتے جاتے ہین الغرض یہ معراج وہ ہے کہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عروج فرمایا اور مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک تو براق زمین پر گیا اور بیت المقدس سے اسی معراج پر براق پر سوار حضرت تشریف لے گئے۔ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک کے مبارک سفر کا نام **اسرا** ہے جو شخص اسرا کا منکر ہے وہ کافر ہے لنزول القرآن فیہ اسلئے کہ قرآن اسپر ناطق ہے اور بعض محققین یون فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک جنت الماوی اور عرش و کرسی تک حضور کا تشریف لیجانا قرآن سے ثابت ہے اور وہ آیت کریمہ قال فما خطبکم کے چوتھے رکوع مین ہے محقق علام صاحب تفریح الاذکیا فرماتے ہین کہ میرے نزدیک اس سفر مبارک کا منکر بھی کافر ہے اور جو کچھہ اس باب مین احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اُسکا منکر مبتدع اور خیال ہے اور جو کچھہ احادیث غریبہ مین وارد ہے

اُسکا منکر جاہل ہے۔ **تنبیہ** بعض عیسائی کہتے ہین کہ **مسجد بیت المقدس** چھہ سو برس پیشتر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے نیست ونابود ہو چکی تھی پہر وہان حضرت کسطرح تشریف لے گئے **جواب** اُسکا یہ ہے کہ نہ تو کسی تفسیر اور نہ حدیث اور نہ تاریخ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بیت المقدس نیست ونابود کیا گیا تہا عمارت موجود تہی مگر خاک سے مٹی بھر دی گئی تہی اور بیت المقدس کی یہ بیحرمتی اوّل تو بخت نصّر مجوسی نے بنی اسرائیل کے مقابلہ کے وقت کی تہی مگر کورنش ہمدانی نے بعد اس خرابی کے تیس ہزار معماروں سے ولایت ایلیا کو آباد کیا اور عمدہ طرح سے اُسکی ترمیم کی بعد اسکے پہر طِطوس رومی نے اس مبارک مقام کی تخریب کی اور بنی اسرائیل کو قتل کیا اور لوٹا مگر عمارت مسجد کا نیست ونابود کرنا کہین ثابت نہین ہوتا اور نہ یہ ثابت ہے کہ عرصہ چھہ سو برس ہین پہر اس مسجد کو کسی نے باوصف اسکے کہ قبلہ سلاطین اور امراے بنی اسرائیل تہی درست نہین کیا اور یہ بہی ظاہر ہے کہ بیت المقدس مکہ معظمہ سے بہت دور کے فاصلہ پر نہ تہا عرب تجارت کے ذریعہ سے ہمیشہ آتے جاتے رہتے تہے اور پہر جب معجزہ معراج شریف واقع ہوا تو وہ تمام شکوک رفع ہو گئے اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ بیت المقدس موجود تہا کفار مکہ کو اسکا بڑا خیال تہا جو قافلہ شام سے آتا تھا وہ بیت المقدس کے آثار وعلامت اُن سے پوچھتے تہے اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیان کے مطابق پاتے تہے اور بعض نے تو مزید تحقیق کے لئے اپنے اپنے قاصد روانہ کئے تہے جس سے اُنکا اطمینان ہوگیا تہا۔ ولیم پیل انگریز کی ایک کتاب ہے جس کا نام مفتاح التواریخ ہے اور وہ فارسی زبان مین ہے اُسکی عبارت یہ ہے۔

مسجد اقصیٰ در شہر اورسلیم است کہ آنجا بیت المقدس در ایام سلف استادہ بود چون یکے از قیاصرہ روم کہ اصنام پرست بود در سنہ ہفتاد عیسوی بیت المقدس را از بیخ وبن برکندہ مسمار ساخت بعد ازین سہ سال قیصر روم بسبب آنکہ آن مکان مولد حضرت عیسیٰؑ است مسجد اقصیٰ را تعمیر ساختہ بود حضرت عمر بن خطاب در ایام خلافت خود ۶۳۷ عیسوی آن شہر را تسخیر نمود

انتہی بلفظہ اس عیسائی مورخ کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ بناے جدید مسجد اقصی تین سو برس معراج شریف سے پہلے ہوئی ہے **بعض حضرات** نے یہ بیان کیا ہے کہ واقعہ معراج شریف نبوت کے بارہوین سال واقع ہوا اور سال و ماہ و یوم و تاریخ مین بہی کچہہ اختلاف ہے مگر مین اُن اختلافات کو چہوڑتا ہون کہ ناظرین کتاب ہذا کی طبیعت پریشان نہو اُسی قول کو لکہتا ہون کہ جسپر اب علماے حرمین شریفین کا عمل ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح سفر السعادت شب بست و ہفتم ماہ رجب حسب قول مشہور لکہی ہے اور یون معراج کی نسبت ابن دحیہ کا قول ہے کہ انشاء اللہ شب دو شنبہ ہی ہوگی تاکہ موافق مولد و بعثت و ہجرت و وفات کے پڑے اور بعض نے شب جمعہ بہی بیان کی ہے۔ کچہہ لوگ شب شنبہ کی روایت بہی کرتے ہین۔ اس مقام پر بہت ضروری بات یہ ہے کہ کن کن بزرگون نے معراج کی روایت کی ہے اُنکے اسماے گرامی کیا ہین اور یہ اسما یاد رکہنے کے قابل ہین۔

راویان معراج کے اسماے گرامی

[۱] مُصدق اول حضرت خلیفہ اول خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ [۲] حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ [۳] حضرت جامع القران سیدنا عثمان ابن عفان ذی النورین رضی اللہ عنہ [۴] حضرت مشکلکشا سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ [۵] حضرت عبداللہ ابن عباس [۶] عبداللہ بن عبد المطلب۔ [۷] عبداللہ بن عمر ابن الخطاب [۸] عبداللہ بن زہیر۔ [۹] عبداللہ ابن مسعود [۱۰] عبداللہ بن اوفی۔ [۱۱] عبداللہ بن عامر [۱۲] ابو ہریرہ انصاری۔ [۱۳] انس ابن مالک [۱۴] جابر ابن عبداللہ انصاری۔ [۱۵] بلال ابن سعید۔ [۱۶] بلال حبشی مولاے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ [۱۷] مالک ابن صعصعہ [۱۸] حذیفہ بن الیمان۔ [۱۹] ابو سلمہ [۲۰] ابو ایوب انصاری۔ [۲۱] ابو امامہ باہلی [۲۲] عمران ابن الحصین [۲۳] اسامہ ابن زید [۲۴] ابوذر غفاری [۲۵] ابی ابن کعب ۔

ابو سعید خدری[۲۶] ابو درداء[۲۷] عبد الرحمن بن عوف[۵۸] حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا[۲۹]
ام ہانی بنت ابی طالب[۳۰] - ام کلثوم بنت رسول اللہ[۳۱] صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم —

حضرت مولنا شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو دو معراجین علم ازلی مین مقدر تھین ایک معراج علوی دوسری معراج سفلی معراج علوی مین تن تنہا تشریف لے گئے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی آواز سے مانوس ہوئے اور معراج سفلی مین جو غار ثور ہے اپنے یار غار کی رفاقت مین رہے اور وہ مکہ معظمہ سے ڈھائی کوس کے فاصلہ پر ہے معراج علوی مین براق پر سفر کیا اور اس معراج مین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دوش پر اللہ تعالی شانہٗ نے صدیق اکبر کو کیسا خوش قسمت پیدا کیا تھا سبحان اللہ و بحمدہٖ یہ معراج حضرت کو چہارشنبہ کے دن ماہ صفر کی انتیسوین تاریخ کو حاصل ہوئی اُسی دن مہتاب ظاہر ہوا اور صبح غرہ ربیع الاوّل قرار پایا **رویت باری تعالی شانہ** تفسیر شاہی مین ہے کہ آیتہ لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار یعنی نہین دیکھ سکتین اُسکو آنکھین اور وہ دیکھتا ہے آنکھون کو اس آیت سے نفی ادراک ہے رویت کی نفی نہین ہے ادراک کے معنی ہین واقف ہونا اور جوانب و حدود شئے مرئی کے اور رویت صرف دریافت کرنا ایک شئے کا بینائی کے ذریعہ سے نفی ادراک سے نفی رویت لازم نہین آتی اور ابصار سے کافرون کی آنکھین مراد ہین جو یہان اور وہان دونون جگہہ رویت حق سے بے نصیب ہونگی - انسؓ اور ابن عباسؓ اور حسنؓ اور عکرمہ رضی اللہ عنہم اس مسئلہ کے قائل ہین کہ حضرت محمدؐ نے اپنے رب کو اپنی چشمان مبارک سے دیکھا چنانچہ ترمذی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ دیکھا محمدؐ نے اپنے پروردگار کو چشم سر سے مین نے کہا کہ لاتدرکہ الابصار کے کیا معنی ہین ابن عباس نے کہا کہ افسوس ہے تجھپر یہ اوسوقت فرمایا ہے کہ جب حضرت حق بنور ذات تجلی فرمائے اور حضرت ابن عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہلا بھیجا کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ نے معراج مین اپنے رب کو دیکھا یا نہین آپ نے کہا کہ ہان دیکھا اور یہ فرمایا کہ اللہ تعالی شانہ نے خُلّت ابراہیم علیہ السلام کو دی اور کلام موسی علیہ السلام کو اور **رویت** حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو - **قاضی عیاض** نے شفا مین لکھا ہے

کہ نقاش نے امام احمد سے حکایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے مین بلحاظ حدیث ابن عباس
کہتا ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو چشم سر سے دیکھا اور اس کلام کو اتنا تکرار سے
فرمایا کہ انکی سانس رکنے لگی - اور امام ابو الحسن اشعری اور امام حسن بصری سے منقول ہے
کہ قسم کھائی اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اکثر صحابہ
اس پر متفق ہین اور یہی مذہب ہے عروہ ابن زبیر اور کعب احبار اور زہری اور صحابہ وتابعین
اور تبع تابعین کا رضوان اللہ علیہم - اور مسلم نے ابو العالیہ سے اور اسنے ابن عباس سے
تفسیر آیت کریمۂ ما کذب الفواد ما رای آ مین بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت حق کو دو مرتبہ دیدۂ دل سے اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ ایکمرتبہ دیدۂ دل سے اور
دوسری مرتبہ چشم ظاہر سے دیکھا - لیکن سعید ابن جبیر کہتے ہین کہ اس مقام مین توقف اولی
ہے اسلیئے کہ دلائل فریقین باہم متعارض ہین اور یہ عملیات مین نہین ہے کہ دلیل ظنی پر اکتفا
کیجاے فافہم الغرض بعد اس واقعۂ عجیبہ کے اسی سال **یعنی نبوت کے بارہوین**
سال بیعت عقبہ ثانیہ واقع ہوئی بارہ آدمی قبیلۂ اوس وخزرج کے ان چھ نفر مسلمانون
کے ساتھ آئے جو **عقبہ اولی** مین بیعت کر گئے تھے اور اسی مقام مین حاضر ہو لے انکے
اسماے گرامی یہ ہین - اسعد ابن زراہ وعوف ومعاذ پسران عفرا ورافع ابن العجلان
وذکوان ابن عامر وعبادہ ابن صامت ویزید ابن ثعلبہ وعباس ابن عبادت وعقبہ ابن عامر
از قبیلۂ خزرج وابو الہیثم ابن التیہان وعویم ابن ساعدہ اور ایک شخص اور جسکا نام کتب احادیث
وسیر مین صحیح سے اختلاف نہین ملتا یہ قبیلۂ اوس سے تھے ان حضرات نے اس طریقہ
سے بیعت کی کہ ہم کسیکو اللہ تعالی شانہ کا شریک نہ ٹھیرائینگے اور چوری اور زنا نکرینگے اور اولاد
کو قتل نکرینگے اور کسی پر بہتان نہ باندہین گے یعنی کسی پر جھوٹا دعوی نہ کرینگے اور جھوٹی گواہی
ندینگے یا کسی معاملہ مین جھوٹی قسم نہ کھائین گے اور آپکی نافرمانی نکرینگے اور اسی طریقہ پر عورات
مومنات کی بیعت واقع ہوئی جسکا ذکر پروردگار تعالی شانہ نے سورہ ممتحنہ مین فرمایا ہے اور اس

اور اس بیعت مین اقرار جہاد اس سبب سے نہین لیا گیا کہ اس وقت تک جہاد فرض نہین ہوا تھا بیعت کے بعد ان حضرات نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ایک شخص ہمارے ساتھ کردین جو ہمین قرآن کی تعلیم کرے اور احکام شرع بتلاے حضورؐ نے مصعب ابن عمیر عبدری کو رخصت کرتے وقت اونکے ہمراہ کر دیا انہین لوگون نے مصعب کا نام مقری یعنی قرات سکہانے والا رکہا تہا اور انہین مصعب نے اول مدینہ طیبہ مین نماز جمعہ پڑہی اور انہین نے دعوت اسلام مدینہ منورہ مین جاری کی اور کلمہ اسلام انہین کے سبب سے بعنایت حق مدینہ باسکینہ مین شایع ہوا کہ اشراف و اکابر سب ایمان لائے اور سب نے اپنے اپنے بت توڑ ڈالے اور ہر گہر مین کوئی نہ کوئی مرد یا عورت مسلمان ہو گئے۔ **بیان وعظ مصعب ابن عمیر** ایک دن مدینہ پاک مین مصعب ابن عمیر بنی عبد الاشہل کے باغ کے دروازہ پر قرآن شریف پڑہ رہے تہے کہ سعد ابن معاذ کو جو اسعد ابن زرارہ کے خالاتی بہائی تہے خبر ہوئی وہ نیزہ لیکر غصہ کی حالت مین آئے اور کہا کہ یہان سے چلے جاؤ نہین تو مین تمکو بہت سخت سزا دون گا مصعب ابن عمیر وہان سے اوٹہہ گئے دوسرے دن پہر اسعد ابن زرارہ کے ساتہہ اوسی جگہہ آکر وعظ فرمانے لگے پہر کسی نے یہ خبر معاذ کو پہونچائی وہ پہر آ پہونچے مگر بہ نسبت روز اول کے کچہہ نرمی سے گفتگو کی سعد ابن زرارہ نے کہا کہ اے بہائی یہان بیٹہہ کر سنو تو کہ یہ کہتے کیا ہین اگر انکا کلام تمہین پسند نہ آئے تو تم اس سے بہتر کہکر ہمین سناؤ اور جو انکے کلام مین ہدایت ہو تو مانو سعد ابن معاذ نے مصعب ابن عمیر سے کہا کہ اچہا آپ کیا فرماتے ہین مصعب نے کہا کہ یہ جو مین پڑہتا ہون اللہ تعالیٰ شانہٗ کا کلام ہے آپ بیٹہہ جائین اور اطمینان سے سنین وہ بیٹہہ گئے حضرت مصعب نے سورہ حم کی اول آیت اونکو پڑہ کر سنائی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم حم والکتاب المبین انا جعلنا قرانا عربیا لعلکم تعقلون وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم ؀ آخر تک سعد ابن معاذ سنکر کمال محظوظ ہوئے اور متغیر الحال ہو گئے اگرچہ اونہون نے اوسیوقت کلمہ شہادت

نہایت اچھا لگا اونکا دل نور ایمان سے روشن ہوگیا اور اپنی قوم مین آکر بنی عبد الاشہل کو بلایا اور خود مسلمان ہوکر اونکو دین اسلام کی دعوت کی اور کہا کہ اے صغیر و کبیر جسکو اس امر مین شک ہو وہ اس سے بہتر کچھہ کہے آے بنی عبد الاشہل تم لوگون مین میرا مرتبہ کیا ہے اون لوگون نے جواب دیا کہ انت سیدنا وا فضلنا فرمایا کہ مجھے تمسے کلام کرنا حرام ہے جبتک تم ایمان نہ لاؤ گے چنانچہ اوسیوقت سب کے سب ایمان لائے۔

یہ عبارت جو مینے اوپر تحریر کی ہے تفریح الاذکیا کے مصنف علام کی ہے اور یہ جواب لکھتا ہون بتحقیق محقق کامل ابن الاثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے وہ یون تحریر فرماتے ہین۔

مدینہ والون کا مکہ معظمہ مین آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے اپنے ملک لیجانے اور حمایت کرنے کے واسطے بیعت کرنا

جب انصار مین اسلام پھیل گیا تو کچھہ لوگون نے جمع ہوکر یہ ارادہ کیا کہ اسطرح چھپ کر حضور رسالت پناہ مین حاضر ہون کہ کسیکو خبر نہو۔ چنانچہ یہ پاک جماعت موسم حج یعنی ذی الحجہ کے مہینے مین اپنی قوم کے کفار کے ساتھہ مکہ کو آئی اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مین حاضر ہوے اور آپ سے وعدہ کیا کہ ایام تشریق کے وسط مین ہم آپکے جمال باکمال کی زیارت عقبہ کے مقام پر کرینگے جب اوس وعدہ کی شب ہوئی تو دو ثلث شب گذرنے کے بعد ایک ایک آدمی فرداً فرداً اپنی جماعت سے نکلا اور عقبہ مین جاکر سب جمع ہوگئے یہ سب ستر آدمی تھے اور اون مین دو عورتین تھین نسیبہ بنت کعب۔ عمارہ کی ماں اور اسماء عمرو بن عدی کی ماں جو بنی سلمہ سے تھی۔ حضور پر نور بھی وہان رونق افروز ہوئے

اور آپ کے ہمراہ حضرت عباس آپکے چچا تھے اگرچہ اوسوقت تک آپ ایمان نہین لائے تھے مگر حضرت کے ساتھہ عہد و پیمان کی توثیق کرنے کو گئے تھے - اور اسی وجہ سے اوس مجلس مین سب سے اوّل حضرت عباس ہی نے کلام کیا اور کہا - یا معشر الخزرج - (عرب کا قاعدہ تھا کہ جب ان دونون قبیلون کے آدمی ایک مجلس مین جمع ہون تو خزرج ہی کا نام لیکر خطاب کیا کرتے تھے اور مخاطب دونون سمجھے جاتے تھے) اسی واسطے خزرج ہی کے نام سے خطاب کیا حالانکہ اونمین اَوس بہی شریک تھے) جیسا کہ تم جانتے ہو محمدؐ ہم مین بعزت و بحفاظت تمام رہتے ہین مگر تمہاری خوشی کیواسطے یہ چاہتے ہین کہ تمہارے پاس چلے جاوین اسلئے اگر تم اوس وعدہ کو پورا کرو جو اون سے کرتے ہو اور آپ کی حمایت اچھی طرح کرو تو تم اور وہ خوش رہو فہو المراد بس یہی ہمارا مقصد ہے اور اگر تم اونہین کسیوقت چھوڑ دو تو اسی وقت چھوڑ دو کہ وہ ہمارے پاس بعزت و حرمت رہین گے اور ہم بہت اچھی طرح حفاظت کرین گے - مگر انصار نے انکی باتون پر بہت توجہ نہ کی بلکہ کہا کہ ہان ہان جو تمنے کہا وہ ہمنے سُن لیا اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ ارشاد فرمایئن جو آپ چاہتے ہین اور جو حکم خدا کا ہے اوس سے ہمین مطلع کیجئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے گفتگو فرمائی اور قرآن سُنایا اور اُنہین اسلام کی ترغیب دی پھر ارشاد فرمایا کہ میری ایسی حفاظت کرنا جیسے تم اپنی عورتون اور بچون کی کرتے ہو - پھر براء بن معرور نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا دست مبارک پکڑا اور کہا قسم ہے اوس ذاتِ پاک کی جس نے آپ کو سچا نبیؐ کر کے بھیجا ہے آپ کی ایسی حفاظت کرینگے جیسی ہم اپنی بچون کی کرتے ہین یا رسولؐ اللہ ہمسے آپ بیعت لیجئے ہم لوگ اہل حرب ہین اور جنگ و جدال کے عادی ہین - اسی اثنا مین ابو الهیثم بن التیهان درمیان مین بول اوٹھا اور کہا یا رسولؐ اللہ ہمارے قبیلے سے اور دوسرے قبایل سے رسیون کے سے بندہن بندہے ہوئے ہین اور اون سے یعنی یہود سے معاہدے ہین آپ سے بیعت کر کے

بعد اون سب کو توڑنا پڑے گا اگر اللہ تعالیٰ آپ کو فتح عنایت فرماے اور اوسوقت آپ
اپنی قوم کی طرف پھر تشریف لیجائین تو پھر ہم لوگون کو سخت دقتین پیش آئین گی اوسکا چارہ کار
کیا ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور متبسم ہوکر فرمایا بل الدم الدم
والهدم الهدم انتم منی وانا منکم اسالم من سالمتم واحارب من
حاربتم یعنی ایسا ہرگز نہو گا بلکہ میرا خون تمہارا خون ہے اور میرے کپڑے تمہارے کپڑے
ہین تم میرے ہو مین تمہارا ہون جس سے تم صلح کروگے مین بھی صلح کرونگا جس سے تم لڑوگے
اوس سے مین بھی لڑونگا ۔ پھر حضور پُرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا کہ
تم اپنے لوگون مین سے بارہ نقیب منتخب کرو کہ وہ اپنی قوم کی نگرانی کرین اسلیئے اون سبنے
نو آدمی تو خزرج سے اور تین آدمی اوس مین سے نکالے ۔ عباس بن عبادہ بن نضلۃ الانصاری
نے کہا یا معشر خزرج تمہین معلوم ہے کہ آپ سے جو تم بیعت کرتے ہو وہ بیعت احمر واسود
یعنی عرب و عجم کی لڑائی کے لئے ہے اگر تم اوسوقت جب تمہارے اموال پر مصیبت آئے اور
تمہارے اشراف قتل ہو جائین تو آپ کو چھوڑ دو تو ابھی چھوڑ دینا بہتر ہے کیونکہ اوس وقت چھوڑ دینا
دنیا و آخرت کی خرابی ہے ۔ اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم اپنے عہد و پیمان کو پورا کرینگے تو بیشک
آپ کا ہاتھ پکڑلو اور آپ کو اختیار کرلو یہی دنیا و آخرت کی سب سے اچھی نعمت ہے ۔ اون سبنے
کہا کہ کچھ ہو ہمارے اموال جائین ہماری جانین جائین ہمنے آپ کو لے لیا ۔ پھر حضور
سے مخاطب ہوکر عرض کی یا رسول اللہ ہمین اسکے عوض مین کیا ملے گا ۔ حضور پُرنور نے
ارشاد فرمایا جنت ۔ سب نے بالاتفاق التجا کی کہ دست مبارک ہماری طرف دراز فرمایئے
اور ہماری بیعت قبول کیجئے ۔ یکے بعد دیگرے سبنے اوس جلسہ واحد مین بیعت کرلی ۔ عباس
بن عبادہ کی تقریر نہایت پُرمعنی تھی اوسکا مقصد تھا کہ عہد و پیمان کمال استحکام کے ساتھ
ہو گویا قوم کو اوسنے عہد و پیمان کے استحکام پر تشویق دلائی تھی اور بعض نے کہا ہے
کہ وہ یہ چاہتا تھا کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول بھی آجائے تاکہ قوم کو اوسکے آنے سے قوت زیادہ

حاصل ہوجاوے - اسمین اختلاف ہے کہ ان لوگون مین سے سب سے اول کس نے بیعت کی بعض تو ابوامامہ اسعد بن زرارہ کا نام لیتے ہین اور ایک جماعت ابوالہیثم بن التیہان کو لکھتے ہین تیسرا گروہ براء بن معرور کی اولیت کا مقر ہے آنکی بیعت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اب آپ لوگ اپنی منازل مین چلے جائین - عباس بن عبادہ نے عرض کی یا رسول اللہ اگر آپکی مرضی ہو تو ہم صبح ہی اہل منا پر اپنی تلوارین کھینچین حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی مین مامور بالجہاد نہین ہون لہذا سب کے سب اپنی اپنی جگہون مین چلے گئے اور مجلس برخاست ہوئی -

براء کا کعبہ شریف کی طرف نماز پڑہنا اور قریش کا مسلمانون کو ایذائین دینا

جب یہ پاک جماعت بیعت کے بعد اپنے اپنے مقام پر گئی اور اوس مبارک شب کی صبح ہوئی تو دو آدمی قریش کے مدینہ والون کے پاس آئے اور کہا ہمنے سُنا ہے کہ تم لوگ ہمارے آدمی کے پاس آئے ہو کہ تم اوسکو ہمارے شہر سے اپنے ہمراہ لیجاؤ اور تمنے اوس سے ہماری لڑائی کے واسطے بیعت کی ہے جتنے قبایل عرب کے ہین اونمین سے کسی کی لڑائی ہمکو اس قدر بُری نہین معلوم ہوتی جتنا ہم تم سے لڑنے کو بُرا سمجھتے ہین وہان انصار کے ساتھہ کچھہ مشرکین بھی تھے اون لوگون نے کہا کہ یہان تو اس قسم کا کوئی معاملہ نہین ہوا - جب انصار مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ مین واپس ہو کر پہونچے تو براء بن معرور نے کہا کہ اے بنی خزرج میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ مین اپنی نماز مین کعبہ کی طرف پشت نکرون لوگون نے کہا کہ رسول اللہ تو شام کی طرف مُنہ کیا کرتے ہین ہم آپ کے خلاف نہین کر سکتے مگر براء نے نہین مانا اور کعبہ ہی کی طرف نماز پڑہتے رہے

جب وہ مکہ مین آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ ہان وہی قبلہ تھا تو اوسی پر صبر کرتا تو بہتر ہوتا پھر وہ رسول اللہؐ کے قبلہ کی طرف نماز پڑہنے لگے مگر آخر کار کعبہ ہی قبلہ ہوگیا اور عین نماز مین آپ کو کعبہ کیطرف پھر جانے کا حکم ہوا جب آپؐ کعبہ کیطرف پھر گئے تو اور لوگ متوقف ہوئے مگر دس اصحاب آپ کے ساتھ فوراً پھر گئے وہی عشرہ مبشرہ ہین یعنی یہ دس اصحاب قطعی جنتی ہین حضرت ابوبکرؓ[1] حضرت عمرؓ[2] حضرت عثمانؓ[3] - حضرت علیؓ[4] - حضرت زبیر[5] - حضرت طلحہ[6] - حضرت ابوعبیدہ[7] - حضرت سعد[8] - حضرت سعید[9] - حضرت عبدالرحمن ابن عوف[10] رضی اللہ عنہم الغرض جب انصار نے آپؐ سے بیعت کرلی اور مدینہ کو لوٹ گئے تو ذی الحجہ ہی کے مہینے مین وہان پہونچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بقیہ ایام ذی الحجہ اور محرم و صفر تک مکہ مین رہے اور ربیع الاول کے مہینے مین مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اور بارہوین تاریخ ربیع الاول کو داخل مدینہ طیبہ ہوئے - جب قریش کو یہ امر بہ تحقیق معلوم ہوگیا کہ انصار مسلمان ہین تو انکی عداوت اہل اسلام سے بہت بڑہ گئی اور جو مسلمان مکہ معظمہ مین رہتے تھے اونپر انتہا سے زیادہ جفائین کرنے لگے اور طرح طرح کی ایذائین دینے لگے اور اس ایذادہی سے قریش کا مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ گھبرا کر اسلام سے پھر جائین لیکن یہ حضرات تو آفتاب نبوت کی روشنی اپنی آنکھون سے دیکھ رہے تھے بھلا تاریکی کفر مین کب آنے والے تھے ہر طرح کی تکلیف برداشت کی اور رسولؐ اللہ کا دامن مبارک ہاتھ سے نچھوڑا یہ غریب مسلمانون کے لئے آخری فتنہ تھا اور اُنکی مصیبت کی راتون کی صبح صادق تھی اور پہلا وہ فتنہ تھا کہ جسمین بعض اصحاب نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی - یہ جو عقبہ ثانیہ کی بیعت تھی اسکی وہ شرطین نہ تھین جو عقبہ اولیٰ کی شرطین تھین عقبہ اولیٰ کی بیعت عورتونکی سی بیعت ہوئی تھی اور بیعت عقبہ ثانیہ احمر و اسود عرب و عجم کی جنگ کے لئے ہوئی تھی

اصحاب رسول اللہ کی ہجرت مدینہ منورہ کیطرف

جب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بے انتہا جفائین ہونے لگین تو
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت
کرجانے کا حکم دیا اصحاب نے ہجرت کا ارادہ مصمم کرلیا سب سے اول **ابوسلمہ** بن عبدالاسد
روانہ ہوے یہ اس بیعت سے ایک سال پہلے ہی چلے گئے تھے انکے بعد **عامر**
بن ربیعہ حلیف بنی عدی نے اپنی زوجہ مسماۃ لیلی بنت ابی حثمہ کے ساتھ ہجرت کی
پھر **عبداللہ** بن جحش اور اونکے بھائی ابواحمد اور اونکا کنبہ کا کنبہ ہجرت کرگیا انکے بعد
پے درپے یکے بعد دیگرے اصحاب رسول اللہ مدینہ کو روانہ ہونے لگے۔ پھر حضرت
عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی روانہ ہوگئے **صاحب**
تفریح الاذکیا رحمۃ اللہ علیہ واقعہ ہجرت حضرت **عمر** رضی اللہ عنہ یون تحریر فرماتے ہین
کہ اسی سال یعنی **نبوت کے تیرہوین سال** بعض اصحاب جانب مدینہ روانہ
ہوئے شل عمر[1] ابن الخطاب زید[2] ابن خطاب عیاش[3] ابن ربیعہ حمزہ[4] ابن عبدالمطلب۔
عبدالرحمن[5] ابن عوف طلحہ[6] ابن عبداللہ عثمان[7] بن عفان زید[8] بن حارثہ عمار[9] بن یاسر۔
عبداللہ[10] ابن مسعود صہیب[11] رومی بلال[12] حبشی سعد[13] ابن ابی وقاص مصعب[14] بن عمیر رضی اللہ عنہم
اب کبار صحابہ مین سے حضور پرنور کے ساتھ سوا سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت
علی مرتضی کے اور کوئی باقی نہ رہا **صاحب معارج** تحریر کرتے ہین کہ اکثر اصحاب کی
ہجرتین پوشیدہ ہوئین مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یون ہجرت کی کہ آپ مسلح ہوکر کعبہ مین
آئے اور سات طواف کئے اور مقام ابراہیم مین دو رکعتین واجب الطواف کی ادا فرمائین اور
باواز بلند فرمایا کہ اونکے اوقات ضایع ہون جو تیرہ سو نکے ٹکڑون کو خدا جانتے ہین اور قریش
مجتمع تھے کسی نے کچھ جواب ندیا۔ اسی سال حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
حضور باریتعالی شانہ مین ہجرت کی اور ہجرت کے مقام دریافت ہونے کی التجا کی تو تین مقام
آپ کو دکھا دئے گئے ایک مقام بلاد بحرین سے دوسرا مقام ارض شام مین سے تیسرا

مقام یثرب زمین حجاز مین مگر یہی تیسرا مقام پسند خاطر شریف ہوا لیکن تعین وقت اور میعاد
تشریف بری مین تامل رہا اب جو پے درپے صحابہ کی ہجرتین ہونے لگین تو قریش نے
سمجھ لیا کہ یہ پروانے شمع حرم قدس سے جدا ہوکر جس طرف گئے ہین اونکا جاذب عشق
شمع کو بھی اپنے ہی پاس بلا لے گا اونکو معلوم ہوگیا کہ بہت جلد سرزمین مکہ مکرمہ فراق
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین ہجرت زدہ ہوکر صف ماتم قایم کرنے والی ہے
اس خیال سے کفار قریش ابوجہل وغیرہم نے دار الندوہ مین جو خانہ کعبہ کے پاس
عرب کے مشورہ کرنے کا ایک گھر بنا ہوا تھا نشست کی اور اونکے سربرآوردہ اشخاص
جمع ہوئے اور دروازہ مکان کا بند کرکے مشورہ کرنے لگے ایک شخص جو نجد کے شیخ
کے لباس مین تھا اور کہا جاتا ہے کہ وہ شیطان علیہ اللعن تھا اور اس لباس مین متمثل ہوکر
آیا تھا اوس مکان مین داخل ہوا وہ لوگ اوسے دیکھکر متعجب اور مشوش ہوئے اور اوسے
اپنی انجمن کا مخالف سمجھے اوسنے ان لوگون کو تشفی دی اور کہا کہ تم پریشان نہو مین بھی تمہاری
ہی جماعت اور خیال کا آدمی ہون اور نجد کا رہنے والا ہون جو بات میری سمجھ مین آئیگی
مین بھی کہونگا اگر تمہین اچھی معلوم ہو قبول کرنا وسمجھے یہ آدمی ہمین مشورہ دینے کیلئے غیب سے آیا ہے
اور اوسکا شکریہ ادا کرکے اوس انجمن مین داخل ہونے اور راے دینے کی اجازت دی
اور بڑی گرمجوشی سے مرحبا واہلاً وسہلاً کہہ کر بٹھایا - قریش نے اوسکے سامنے تقریر کی کہ
ہمین محمدؐ نے بہت تنگ کیا ہے ہمنے اسکے واسطے کوئی بات سوچنے کو یہ انجمن قایم کی
ہے ہمارے معبودون نے ہمپر بڑی عنایت کی کہ آپ کو ہمارے پاس مشورہ دینے کو بھیجدیا
ہم آپ کے شکریہ کے ساتھ اپنے معبودون کا بھی شکریہ ادا کرتے ہین اب آپ ہمین مشورہ
دیجیے کہ ہم اس شخص کو کیونکر اپنے ملک سے جدا کرین اوسنے کہا کہ تمہاری جماعت مین
بھی بڑے دانشمند لوگ ہین پہلے آپ اپنی راے ظاہر کیجیے اگر وہ ماننے کے قابل ہوگی
تو بیشک وہ مانی جاے گی نہین تو اوسکی اصلاح کیجائیگی پہلے قریش مین سے جسنے کلام کیا اور

شاید وہ ہشام بن عمر تہا یون اوس موذی نے زہر اگلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ایک تنگ وتاریک مکان مین قید کرو شیخ نجدی نے کہا کہ آخر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تنہا نہین ہین اونکا جتہا ہے اونکے ہمراہ مطیع اور فرمان بردار لوگ ہین وہ بغیر جدال وقتال کے کیونکر تمہارے ہاتہہ مین قید ہو نے دینگے ایک آدمی کے قابو مین کرنیکے لئے اتنی خونریزی قرین مصلحت نہین ہے۔ پہر دوسرا شخص بولا اس مین بہی راوی کو شک ہے کہ شاید وہ ابو البختری تہا کہ انکو یہان سے دوسرے ملک مین پہونچا دو کہ اس شہر کے لوگون کو تو پناہ ملجائیگی نجدی نے جواب دیا کہ یہہ راے بہی پسندیدہ نہین ہے یہہ بات سب کو معلوم ہے کہ یہہ سحر بیان آدمی ہین جس ملک مین جائینگے وہین لوگ انکے دام تقریر مین اسیر ہوکر انکا کلمہ پڑہنے لگین گے پہر انکو بہت قوت ہوجائیگی پہر یہہ ایک بڑی فوج لیکر تمپر چڑہ آئینگے اور تمکو ان سے مقابلہ کرنیکی قوت نہوگی آخر ابو جہل مردود نے تقریر کی کہ عرب کے جتنے قبیلے ہین ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی لے لیا جاے اور وہ سب ملکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو قتل کرین **بنی ہاشم** کو تنہا سب قبیلون سے لڑنیکی قوت نہوگی ناچار یہہ لوگ دیت پر راضی ہوجائینگے بس دیت دیدی جائیگی شیخ نجدی نے اسی راے کو پسند کیا اور یہی راے قایم رہی چنانچہ پانچ قبیلونکے پانچ نوجوان ہر اس کام کے واسطے مقرر ہوے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام **آستانہ** **ملایک** **آشیانہ** حضرت محبوب رب العالمین پر حاضر ہوے اور یہہ سب سرگذشت عرض کردی جیسا کہ قرآن پاک مین وارد ہوا ہے واذ یمکر بك الذين كفروا ليثبتوك او يقتلوك او يخرجوك ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين یعنی جب فریب بنانے لگے آپس مین مشورہ کرکے

کہ تجھکو نظر بند کرین یعنی قید کر کے اپنے نگرانی مین رکھین یا قتل کرین یا شہر مکہ سے
جدا کر دین اور مکر یعنی داؤن کر رہے ہین اور اللہ ان مکارون کے مکر کو خوب سمجھتا
ہے ۱۲ اور یہہ بھی حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ آپ **مدینہ منورہ** کو ہجرت فرمائین
صحیح بخاری شریف اور **مسلم شریف** مین ہے کہ جب سب اصحاب ہجرت
کر گئے تو حضرت **صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اجازت چاہی حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ٹھہر جاؤ جلدی نکرو مین امید رکھتا ہون کہ
مجھے بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے لہذا حضرت **صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہمرکابی کے منتظر رہے اور آپ نے
دو اونٹ چار ماہ پہلے سے خوب اچھی طرح سے کھلا پلا کر طیار کر رکھے تھے چنانچہ
حضور پر نور کو بھی اجازت ہوئی آپنے اوسی روز دوپہر کے وقت حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کو مطلع فرمایا حضرت صدیق اکبر نے عرض کی کہ مین بھی ہمرکابی کی
دولت سے بہرہ اندوز رہون حضور نے اجازت دی اور حضور پر نور نے بھی ایک
ناقہ جسکا نام قصویٰ تھا چار سو درم کو مول لیا اور عبد اللہ اریقط دیلی کو نوکر رکھا
تا کہ تین روز بعد دونون اونٹ ہمراہ لیکر **جبل ثور** مین حاضر ہو یہہ شخص اگرچہ امام
نووی کی تحقیق مین مسلمان نتھا مگر امین تھا۔

بیان ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو ہشتم ربیع الاول وبقول صحیح بست وہفتم صفر بروز دوشنبہ سنہ چہار دہم نبوت کو واقع ہوئی

الغرض جب ابو جہل کی راے پر شیخ نجدی متفق ہوا تو اور لوگون نے بھی یہی

راے پسند کی رات کے وقت ابوجہل ابن ہشام حکم ابن ابی العاص عقبہ ابن معیط نضر ابن حارث امیہ ابن خلف طلحہ بن عدی حکیم ابن خزام وغیرہ ہم سب کے سب ہتھیارون سے مرتب ہوکر آستانہ فیض کاشانہ پر حاضر ہوے۔ جبرئیل علیہ السلام آپ کو ان واقعات سے مطلع کر گئے تھے اور یہہ بھی عرض کر دیا تھا کہ آج شب کو آپ اپنے بستر پر آرام نفرمایئن لہذا حضور پرنور نے اپنی رداے مبارک جو سبز رنگ کی تھی حضرت شیر خدا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمائی اور کہا کہ تم اسکو اوڑہکر سورہنا کافر تمکو کچہہ ایذا نہ پہونچا سکینگے اور تم سب اسباب امانت جن لوگون کے میرے پاس رکہے ہین وہ سب اون لوگون کو سپرد کر کے مدینہ کو چلے آنا حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ وہ چادر مبارک اوڑہکر سو رہے اور حضور پرنور بہ نفس نفیس ایک چادر اوڑہکر دروازے سے باہر آئے اور سورہ یسین شریف کا پہلا رکوع لایبصرون تک پڑہ کر ایک مٹھی خاک اوٹھا کر کفار کی جماعت پر پہینک ماری وہ خاک ہر کافر کے سر اور منہہ اور آنکھونپر پڑی اور حضور پرنور وہان سے تشریف لے گئے جب حضور اونکی حد نظر سے بہت دور نکل گئے اور ان کفار نے حضور پرنور کو ندیکہا اور رہنوز منتظر تھے کہ ایک شخص قریش کے پاس آیا اور اوسنے پوچہا کہ تم کسکے انتظار مین کہڑے ہو وہ بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اوسنے کہا کہ تمہین خدا غارت کرے وہ تو تمہارے سامنے سے ابہی ابہی چلے گئے ہین کیا تم نے نہین دیکہا اوسنے اونکی طرف دیکہکر کہا کہ تمہارے سرونپر خاک کیسی پڑی ہوئی ہے اون لوگون نے دیکہا تو واقعی اونکے سر اور چہرے بالکل خاک آلودہ ہورہے تھے جب وہ لوگ حضرت کی دولتسرا مین داخل ہوے تو ایک شخص کو سبز چادر اوڑہے ہوے سوتا پایا جب اوٹھانے گئے تو کہنے لگے یہہ تو علی ابن ابیطالب

ہین پہر اون لوگون نے حضرت علیؓ سے پوچہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہان ہین آپ نے کہا مجہے معلوم نہین مگر اون لوگون نے حضرت علیؓ کو پکڑا اور بہت سخت تکلیفین دین آخر کو چہوڑ دیا اسطرح اللہ تعالی شانہ نے اپنے حبیب کو دشمنون سے بچایا پہر حضرت علیؓ نے وہ سب امانتین جو آپ کے پاس لوگون کی رکہی ہوئی تہین جُون کی تون جیسی تہین اونکو پہونچا دین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتہہ لیکر ہجرت کرنا اور غار ثور مین تین روز رہکر مدینہ طیبہ کو روانہ ہونا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم صبح یا شام کیوقت روزانہ میرے باپ کے مکان پر ایک مرتبہ تشریف لایا کرتے تہے لیکن جس روز آپ کو ہجرت کا حکم ہوا ہے تو آپ دوپہر کو تشریف لائے میرے باپ نے آپ کی تشریف آوری خلاف عادت دیکہکر عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون اسوقت کسوجہ سے تشریف لانا ہوا جب آپ مکان کے اندر تشریف لائے اور چوکی پر بیٹہے تو فرمایا کہ اگر یہان کوئی غیر آدمی ہو تو اوسے جدا کر دو میرے باپ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہی میری دونون لڑکیان ہین انکے سوا کوئی اور دوسرا آدمی نہین ہے حکم ہو تو انکو جدا کر دون۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالی شانہ نے مجہے ہجرت کا حکم دیدیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ مجہے کیا حکم ہوتا ہے فرمایا کہ تم بہی میرے ساتہہ چلو۔ حضرت ام المومنین

عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہین کہ میرے باپ کو اسقدر خوشی ہوئی کہ فرط مسرت سے
رونے لگے اور عبد اللہ بن اریقط کو جو قبیلہ بنی الدیل بن بکر سے تہا اور وہ
مشرک تہا اوسے اُجرت پر راستہ بتانے کے لئے ہمراہ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہجرت فرمانیکا حال سوائے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
کے اور اونکی آل یعنی دختر ونکے اور کسیکو معلوم نہتہا۔ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ
تعالی عنہ کے مکان کی کہڑکی سے جو اوس مکان اُنکی پشت کی طرف واقع تہی تشریف
لے گئے تاکہ کسیکو خبر نہو اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہمراہ تہے دونون خادم
ومخدوم **جبل ثور** کے غار مین رونق افروز ہوے اس ایک برج مین آفتاب
وماہتاب کا قران ہوا ہمارے علامہ ابن اثیر نے اکثر مقامات مین اختصار کیا
ہے لہذا مجہے اور کتابونکی طرف بہی رجوع کرنی پڑی **روایت** معتبر روایتوں سے
ثابت ہے کہ جو خاک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سورۂ یسین کا
پہلا رکوع پڑہکر اون کافرونکی طرف پہینکی تہی اور وہ اون لوگون کے سرونپر
اور چہرون پر پڑی تہی اوسکا یہہ معجزہ ہوا کہ جس جس کافر پر وہ خاک پڑی وہ
غزوہ بدر مین بحالت کفر مارا گیا سوائے حکیم ابن حزام کے کہ وہ مشرف باسلام
ہوے اور ایک سو بیس برس زندہ رہے ساٹہہ برس کافر رہے اور ساٹہہ
برس اسلام کی حالت مین یہہ صحابی ہین اور اونکا بیٹا تابعی ہے حزام بکسر
حاء حطی وفتح زاء معجمہ **روایت** ہے کہ جب حضور پرنور اپنی دولتسرا سے حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے گہر پر تشریف لائے جیساکہ اوپر گذر چکا ہے
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے پانچ ہزار دینار لئے اور حضور کے
ہمراہ ہوے اور دونون خادم ومخدوم پاپیادہ روانہ ہوے نعلین بہی حضورؐ
نے پاے مبارک سے نکال ڈالین تہین تاکہ زمین پر نشان رفتار معلوم نہو

اونگلیون کے بہل حضور چلتے تہے جب پاے مبارک پر اثر جراحت کا پہونچا
تو حضرت صدیق اکبر نے حضور پرنور کو اپنے دوش پر سوار کرلیا اور غار ثور تک
لیگئے یہہ سیدنا صدیق اکبر کی معراج تہی۔ یہہ غار مکہ معظمہ سے تخمیناً دو کوس
کے فاصلہ پر ہے۔ چونکہ پہاڑون کے غار مین اکثر حشرات الارض کا مسکن ہوتا
ہے لہذا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت کو اوسمین داخل ہونیسے
روکا اور خود اوسمین داخل ہوے اور اوسے خوب صاف کر ڈالا اور اوسمین
کئی سوراخ تہے اپنی چادر کو پہاڑ پہاڑ کے سب سوراخ بند کر دیئے صرف
ایک سوراخ باقی رہگیا تہا اوسمین اپنے پاون کا انگوٹہا لگادیا اور بعض روایت
مین ایڑی ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالی عنہ کے زانو پر سر رکہکر سوگئے جس سوراخ مین حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کی ایڑی یا انگوٹہا لگایا ہوا تہا اوسمین سانپ تہا اوسنے انگوٹہے
مین کاٹا مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ حضرت بیدار
نہو جائین جس سے آپکے آرام مین خلل واقع ہو اپنے پاون کو ذرا جنبش ندی
لیکن شدت تکلیف سے آپکے آنسو نکل آے اور کچہہ قطرے اشک کے حضور
کے رخسار مبارک پر ٹپکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آنکہین
کہول دین حضرت صدیق اکبر نے عرض کی کہ میرے پاون مین سانپ نے کاٹ لیا
حضور نے آب دہن مبارک اوس مقام پر مل دیا جسکے سبب سے اثر زہر رفع ہو گیا
تین شبانہ روز حضرت نے اسی غار مین قیام فرمایا۔ القصہ کفار حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے در دولت سے پلٹ کر حضرت صدیق اکبر
کے گہر پر آئے دروازہ پر حضرت اسماء یعنی حضرت صدیق اکبر کی دختر کہڑی تہین
اونسے مردود ابوجہل نے پوچہا کہ تیرا باپ کہان ہے آپ نے کہا کہ مین نہین

جاتی اوس شقی نے ایک طمانچہ زور سے حضرت اسما کے چہرہ پر مارا کہ جسکے صدمہ سے آپکے کانون کے گوشوارے نکل پڑے پہر اون کفار نے ایک راہبر کو اپنے ساتہہ لیا اور نشان قدم پر چلے اور جبل ثور تک پہونچگئے راہبر نے کہا کہ تمہارا مطلوب یہان سے آگے نہین گیا ہے اور یہہ لوگ غار کے کنارہ پر کہڑے تہے حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر یہہ لوگ اپنی قدم پر نظر ڈالینگے تو ہمین دیکہہ لینگے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا ابا بکر ماظنک باثنین اللہ ثالثہما یعنے اے ابابکر تو کیا گمان کرتا ہے اون دو کی نسبت جنکا تیسرا خدا ہے یعنی ہم دونون تنہا نہین ہین ہمارے ساتہہ خدا ہے جو تیسرا ہے وہ ہمین انکے شر سے محفوظ رکہیگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا یعنی غمگین نہو اللہ ہمارے ساتہہ ہے اوس غار کے منہ پر کبوتر نے انڈے رکہے تہے اور وہ بیٹہا ہوا انڈے سے رہا تہا کہ ان لوگون کو دیکہہ کر کبوتر اوڑا اور مکڑی کا جالا بہی اوس غار کے منہ پر اون کافرونکو نظر آیا اون لوگون نے کہا یہان ہرگز کوئی آدمی نہین آیا اگر کوئی شخص اسمین داخل ہوتا تو مکڑی کا جالا بالکل ٹوٹ جاتا اور یہہ جنگلی کبوتر بہی یہان نہ ہوتے بعض کفار نے کہا کہ ہمنے یہہ مکڑی کا جالا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پیدائش سے پہلے دیکہا ہے ناچار کفار نگونسار بے نیل ومرام وہان سے واپس گئے سبحان اللہ وبحمدہ اللہ کے خاص بندے جو صرف اوسی پر بہروسا کر لیتے ہین وہ ہر طرح اونکا معین اور مددگار ہوتا ہے اور اون کو کسیطرح کسی آفت مین مبتلا نہین ہونے دیتا یہہ لوگ تو دنیا کے منتخب لوگون مین ہین انکا تو ذکر ہی کیا اگر آپکی ذات پاک محفوظ نرکہی جاتی تو اوس

پاک پروردگار تعالیٰ شانہ کے کلمہ پڑھنے والون کا زمین پر نشان نرہنے پاتا
خیر جو فضائل اور بزرگیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہین
وہ تو ہم کیا جانتے ہین ؎

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی		خدا سے پوچھیئے شان محمدؐ

ہمین صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے دنیا اور ما فیہا کو تو حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے واسطے پیدا کیا اور آپ کی ذات پاک کو
اپنے واسطے پیدا کیا پھر جسقدر حفاظت وہ پاک پروردگار آپکی فرماتا وہ کم ہی
وہ مالک حقیقی اون گناہگارون کی جان و مال و ایمان و آبرو کی حفاظت کرتا
ہے جو اوس پر پورا بھروسا کر لیتے ہین چنانچہ اسی سنہ ۱۳۲۲ ہجری کا واقعہ
ہے جو مجھپر اس شہر اکبر آباد مین گذرا ہے اور میرے مالک نے میری مدد کی
ہے ۱۲ فقیر محمدؐ اکبر ؎

پوچھنا کیا ہے جو ہی مرتبہ ابرار ونکا	سامنا ہوگا پر اک روز گنہگار ونکا
اپنی معصومی پہ افسوس ملک کرتے ہین	ناز اوٹھاتا ہے جب اللہ گنہگار ونکا
یہہ وہ ہین جنکے سبب سے ہی نزول رحمت	ایک عالم پہ ہے احسان گنہگار ونکا
ہوگی گلگونہ رخسار شفاعت اکدن	کیون ہوا جاتا ہی منہ زرد گنہگار ونکا
ہاتھہ مین لیکے وہ گیسوی رسا کہتا ہون	یہہ وسیلہ ہی قیامت مین گنہگار ونکا
جابجا ذکر ہی قرآن مین انکا واعظ	بے وضو ہو تو نہ لی نام گنہگار ونکا
جتنے اوصاف ہین سب تجھہ مین ہین لیکن اکبر	دل ہی دیدے تجھے اللہ گنہگار ونکا
حشر مین پوچھی گئے پہلے ہین ای اکبر	حق مقدم ہی رہا سب سے گنہگار ونکا

پھر وہی ہجرت کا بابرکت واقعہ اس ہجرت کے واقعہ مین اللہ
جل جلالہ و تعالیٰ شانہ نے اس اُمت مرحومہ مین سے دو بزرگون کو وہ فضیلت

عنایت فرمائی کہ سوائے اونکے اور کسیکو یہہ شرف حاصل نہوا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غار ثور مین تین دن ملے اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو ایک شب جو آپنے بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر استراحت فرمائی ہے اور مرتبہ وقدر مین یہہ دونون شرف برابر ہین زیادتی وکمی کا ذکر نہین ہے اگرچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان مین بہت وضاحت کے ساتھہ نزول اس آیت کا ہے اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی شان پاک مین جو آیت نازل ہے اوسکو بھی مفسرین نے آپ ہی کی شان مین سمجھا ہے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد۔ ترجمہ اور بعض آدمی بیچتے ہین اپنی جان خدا کی رضامندی کی تلاش مین اور اللہ بہت مہربان ہے اپنے بندون پر ۱۲ **حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ** نے اس سفر ہجرت مین جو حق رفاقت ادا کیا ہے کسیطرح وہ شایگان خدمت نظرانداز کرنیکے قابل نہین ہے یہہ ضرور ہے کہ کہنے والا یہہ کہیگا کہ یہہ خدمت جو آپ بجالائے تو کسی پر احسان کیا جو کچھہ کیا اپنی ذات کے واسطے کیا اور اوسکا فائدہ اوٹھایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوگئے بعد وفات حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آپ کے خلیفہ ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پہلو مین دوش بدوش دفن ہوئے بے شبہہ ہر انسان جو کوئی نیک کام کرتا ہے اوسکی غرض یہی ہوتی ہے کہ مجھے اسکا اچھا بدلہ ملے اور ضرور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی خواہش تھی مگر یہہ تفصیلی حالات اونکو نہین معلوم تھے کہ اس خدمت کے صلہ مین مین حضرت کا خلیفہ ہوجاونگا اور بعد انتقال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پہلوے مبارک مین دوش بدوش مجھے جگہہ ملجائیگی کوئی شخص کوئی نیک کام کرے اوسکو کیا معلوم ہے اللہ تعالی شانہ نے وہ نیکی اوسکی قبول کی یا نہین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو خدمت حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بجالائے وہ اوس سبب سے تھی کہ جو اللہ تعالیٰ شانہٗ
نے روز ازل سے تخم محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اونکی مزرعۂ دلین
بو دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عنایتون نے جب اوس مزرعۂ
دل کی آب پاشی فرمائی تو اوس نخل مبارک نے یہہ برگ و بار پیدا کئے الحمد للہ

اے عشاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

دل خوش رکھو کہ عشق رسول اللہ زینہ ہے اللہ کی عشق کا اور عشق مرشد زینہ ہے عشق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اور ان تینون عشق کی معیار یعنی کسوٹی
شریعت غرا ہے اگر کوئی سالک اپنے مرشد کے عشق کا دعوی کرے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فرمان مبارک یعنی **شریعت** مصطفوی اوسکے
پاس نہو تو دعوی عشق مرشد غلط اور یہہ دعوی اوسکا گمراہی ہے اور جس سالک نے
دعوی عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کیا اور **اللہ جل جلالہ
وعم نوالہ** کے احکام کی بجا آوری کا اوسے خیال نہین ہے تو دعوی عشق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم غلط ہے **مرید - سالک - صوفی** - وہی
سمجھا جائیگا جو ان اصول کا پابند ہو اب یہہ بات رہی کہ پیر کون اور کیسا ہونا چاہیئے
مولانائے روم فرماتے ہین ؏

پیر تابستان وخلقان تیر ماہ	خلق مانند شب اند و پیر ماہ
کردہ ام بخت جوان را نام پیر	کوز حق پیر است نہ از ایام پیر
ہر کہ در رہ بے قلاوزی رود	ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود
پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر	ہست بس پر آفت وخوف وخطر

بعض حضرات یہہ کہتے ہین کہ پیر کے حکم کی اطاعت ہمپر واجب ہے ہمنے
اپنے پیر کو نماز پڑہتے نہین دیکھا نہ ہمین ہمارے پیر نے نماز کا حکم دیا جن باتو نکا

حکم دیا ہے وہ کر رہے ہین شریعت غراے مصطفوی اسکا جواب دیتی ہی کہ تمہارا پیر پیر نہین ہے اسلیئے کہ دفتر رسول اللہ صلعم مین اوسکا کہین نام نہین ہے اور نہ تمہارے پیر کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ٹھری فرمان ہے لہذا تمہاری بیعت اوسکے ہاتھہ پر درست نہوئی نہ تم اوس کے مرید نہ وہ تمہارا پیر ہے

پس بہر دستے نباید داد دست		اے بسا ابلیس آدم روے ہست

پھر وہی ہجرت کا بابرکت واقعہ مشکوٰۃ شریف مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہہ روایت ہے روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر ابو بکر صدیق رض میری ساری عمر کی اعمال حسنہ لے لین اور اوسکے بدلے مین ایک شب اور ایک دن اپنا مجھے دیدین مین بہت راضی ہون رات تو شب ہجرت کی اور دن حضور کی وفات کا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اصحاب رسول اللہ صلعم کی یہہ بزرگوار ایک ہی گلبن کے پھول ہین جو انکی رنگت وہی اونکی جو انکی خوشبو ہے وہی اونکی مگر اپنی بزرگی اور فضیلت کا کوئی مقر نہین ہر صحابی اپنے سے اچھا دوسرے کو سمجھہ رہا ہے جب تو اللہ تعالی شانہ نے یہہ مرتبہ بلند انکو عنایت فرمایا کہ بڑے بڑے اولو العزم اور فاتحان ملک کے نام ونشان مٹگئے مگر انکے نام پاکیزہ کتابون مین اور قبرین طاہر ومطہر زمینو نمین باقی ہین اور قیامت تک یہہ نام ونشان باقی رہینگے انشاء اللہ تعالی راویان پاک سرشت بیان کرتے ہین کہ ابو جہل بدبخت نے منادی کرادی کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو زندہ یا مردہ گرفتار کر کے لائیگا اوسے دو سو۲ اونٹ انعام مین ملینگے اور جوان دونون مین سے کسی ایک کو لائیگا اوسے ایک سو اونٹ ملینگے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تین روز

غار مین رونق افروز رہے عامر بن فہیرہ تو آپ کو دودہ پلا جاتے تہے اور حضرت اسما بنت ابی بکر کہانا کہلا جاتی تہین اور عبد اللہ ابن ابی بکر کہ اوسوقت جوان تہے شب کو آتے تہے اور قریش کے اخبار بیان کرجاتے تہے جب تیسری رات کی صبح ہوئی تو پنجشنبہ کا دن تہا اور صاحب مدارج النبوۃ کے قول کے موافق غار مین تشریف آوری تو بست ہفتم صفر کو ہوئی اور تشریف بری یکم ربیع الاول کو عبد اللہ ابن اریقط دیلی دونون اونٹ موافق قرارداد روز وتاریخ کے لایا **ناقہ قصوا** پر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سوار ہوے اور دوسرے اونٹ پر عبد اللہ اور عامر سوار ہوکر سواحل کے راستہ سے تاریکی مین روانہ مدینہ منورہ ہوے اثنا راہ مین ایک سنگ کلان کے سایہ مین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا پوستین بچہا کر حضرت کو بٹہایا اور خود صحرا مین گشت کرنے لگے قریش کا ایک چرواہہ جو حضرت صدیق اکبرؓ کا شناسا تہا ملگیا وہ دودہ کے دو پیالے بہرلایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پانی ملا کر تہوڑا سا دودہ نوش فرمایا اور وہان سے روانہ ہوے اور منزل قدید مین ام معبد عاتکہ خزاعیہ بنت خالد کے خیمہ پر پہونچے

معجزہ آپ نے اُم معبد سے کہا کہ تہوڑا دودہ چاہیئے ام معبد نے کہا کہ خیمہ مین ذرا بہی دودہ نہین ہے جو بکریان دودہ دیتی ہین وہ چرنے کو گئی ہین اوس خیمہ کے گوشے مین ایک بکری بندہی ہوئی تہی حضور نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو ہم اسکا دودہ لے لین اُم معبد نے عرض کی کہ یہہ بکری تو بہت بوڑہی ہوگئی ہے اسکا دودہ خشک ہوگیا ہے حضور نے فرمایا کہ ہم اسمین سے دودہ نکال لینگے اوسنے عرض کی بہت خوب بکری حاضر ہے حضور نے بسم اللہ کہکر اوسے دوہنا شروع کیا حضور کے ہمراہ جو ظروف تہے وہ سب بہر گئے اُم معبد کے گہر مین

جو برتن تھے وہ سب بھر گئے **مشکوٰۃ شریف** مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم غار مکہ سے مع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وعامر ابن فہیرہ اور عبداللہ لیثی جانب مدینۂ باسکینہ تشریف لیچلے راہ مین خیمہ اُم معبد خزاعیہ پر گذرے یہہ عاقلہ کہن سالہ قویہ عورت تہی اور اپنے خیمہ مین تکیہ لگاکر بیٹھتی اور فقیرون کو کہانا دیتی تہی جس روز حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہان پہونچے ہین تو وہ اپنے دستور کے موافق وہان بیٹھی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکو دیکھکر فرمایا کہ اگر تیرے پاس گوشت اور خرمے ہون تو ہم کو بقیمت دے اوسنے قحط سالی کا عذر کیا تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک بکری اوسکے خیمہ مین بندہی ہوئی دیکھی اوسسے ارشاد فرمایا کہ اس بکری کا کیا حال ہے کیون چراگاہ مین نہین گئی اوسنے کہا یہہ بہت لاغر ہے اس سے چلا نہین جاتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پوچھا کہ یہہ دودہ دیتی ہے اُم معبد نے کہا اسکے تھن تو سوکھے پڑے ہین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اگر تو اجازت دے تو مین اسکے تھنون سے دودہ نکالون اوسنے کہا میرے مان باپ آپ پر فدا اگر اسکے تھنو نمین دودہ ہو تو آپ نکال لین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دعا فرمائی اور اپنا دست مبارک اوسکے تھنون سے لگا دیا بکری نے دودہ دینا شروع کیا ایک بڑا برتن لبریز ہو گیا آپنے اُم معبد کو پلایا پہر اپنے ہمراہیونکو اور سب کے پیچہے آپ نے نوش فرمایا پہر دوبارہ اوسی دوہا اور اُم معبد کی سب برتن بہر دئے اور بیعت اسلام لی اور وہان سے جانب مدینہ تشریف لیچلے **کذا فی شرح السنۃ البغوی** روایت ہے کہ تہوڑی دیر کے بعد اکثم ابن ابی الجون ابو معبد شوہر اُم معبد کا آیا اور گہر کے برتنو نمین دودہ بہرا ہوا دیکھکر حیران ہوا اور اپنی عورت سے پوچھا کہ اسقدر دودہ کہان سے آگیا اوسنے وہ تمام قصہ بیان کرکے رسول صلعم کی اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ بھی ظاہر

اور کہا کہ اونکے ہاتھہ کی برکت سے اس بکری کے دودہ پیدا ہوا ہے اوس نے
کہا کہ واللہ یہہ مرد قریش کا صاحب تھا جسکو وہ تلاش کرتے ہین اور جسکا شہرہ
تمام عالم مین ہو رہا ہے اگر مین اوسوقت ہوتا تو اونکی ہمراہی کی درخواست کرتا
بعد اوسکے ابو معبد اور اُمّ معبد نے ہجرت کی اور اپنا اسلام اوسے دن سے شمار کیا
روایت ہے کہ وہ بکری اٹھارہ برس جیتی رہی اور صبح و شام دودہ دیتی تھی
زمانہ قحط مین کہ ایک بڑا قحط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین ہوا تھا
صبح و شام دودہ دیتی تھی اور تمام عرب کے شیر دار جانوروں کے تھن سوکھہ گئے
تھے۔ الغرض جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُمّ معبد کے خیمہ سے
تشریف لیچلے تو سُراقہ ابن مالک کا معاملہ پیش آیا روایت صحیح سے یہ
واقعہ یون بیان کیا گیا ہے بخاری مین عبدالرحمن ابن مالک مُدلجی سے روایت
ہے کہ سراقہ ابن مالک ابن جعشم کا بھتیجا تھا کہا اوسنے کہ میرے باپ نے مجھسے
تذکرہ کیا کہ سراقہ کہتا تھا کہ قریش کے ایلچی ہمارے قبیلہ مین آسے اور حضرت
کی تشریف بری مدینہ منورہ سے ہمکو مطلع کیا اور کہا کہ جو شخص اونکو گرفتار کرے
اوسکو اتنا انعام ملیگا چنانچہ اس معاملہ کو مُستند المحدثین جناب مفتی محمد عنایت احمد
رحمتہ اللہ فی زمرۃ الصالحین اپنی کتاب تاریخ حبیب الہ مین یون تحریر
فرماتے ہین سراقہ بن مالک کا واقعہ۔ سراقہ بن مالک بن جعشم سرداران
عرب مین سے ایک شخص تھا اوسکا گھر ایک جھیل کے کنارے پر تھا اوس نے
مضمون شہرہ کفار قریش سنا تھا کسی نے اوسسے جاکر کہا کہ ابھی چند آدمی اونٹون پر
سوار ادھر سے گئے ہین شاید یہہ وہی ہون جنکی قریش کو تلاش ہے سُراقہ
نے بطمع انعام قریش ارادہ اونکے تعاقب کا کیا اور اس خیال سے کہ کوئی اور
انکی گرفتاری مین پیش قدمی نکرے قوم کے دھوکا دینے کو کہا کہ یہہ لوگ

وہ نہین ہین فُلان قبیلے کے آدمی ہین بعد اسکے گہوڑا طیار کراکے ایک ٹیلے کے نیچے منگوایا اور کمان و ترکش سے مسلح ہوکر روانہ ہوا اور گہوڑا جہپٹا کر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قریب پہونچا حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حفاظت کے خیال سے ہر طرف نظر کرتے ہوے جارہے تہے آپکی نظر مبارک سُراقہ پر پڑی عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک ولک واصحابک وسلم ایک سوار آپہونچا آپ نے اوسے دیکہا اور سراقہ کے لئے بد دعا کی فورًا زمین نے سراقہ کے گہوڑیکو اوسکے پیٹ تک نگل لیا گہوڑا چارون پاؤن سے زمین مین گہس گیا سراقہ نے کہا کہ مین سمجہہ گیا کہ آپ دونون صاحبونکی بد دعا سے میرے گہوڑیکا یہہ حال ہوا ہے آپ مجہے اس بلا سے بچاوین اب مین عہد کرتا ہون کہ جو شخص مجہے آپ کی تلاش مین آتا ہوا ملیگا مین اوسے پہیر دونگا تاکہ وہ آپ تک نہ پہونچے آپ نے دعا کے لئے اپنے دست مبارک بلند فرماے زمین نے فورًا گہوڑیکو چہوڑ دیا سُراقہ کہتا ہے کہ مجہے اوسیوقت یہہ خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ شانہ آپکو غلبہ اور ظفر عنایت فرمائیگا مین آپ کے قریب گیا اور مینے عرض کی کہ آپ مجہے امان نامہ لکہدیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ شانہ آپ کو قوم پر فتحمند کرے تو مین محفوظ رہون آپنے حضرت عامر بن فہیرہ کے ہاتہہ سے امان نامہ لکہوا دیا سُراقہ اگرچہ اوسوقت مسلمان نہوے لیکن اسکے بعد وہ ایمان لاے اور اصحاب کے زمرہ مین داخل ہوے سراقہ نے جب مراجعت کی تو حسب وعدہ جو شخص اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تلاش مین جاتا ہوا ملا اوسکو پلٹا دیا اوس سے کہا کہ مین دیکہہ آیا ہون اب تمہارے جانیکی ضرورت نہین ہے **معجزہ** یہہ معجزہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا معجزہ **موسوی** کا ہم پہلو ہے

فرق دونون معجزون مین رحمت و غضب کا ہے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا معجزہ سراپا رحمت ہے کہ وہ سراقہ کے لیے سبب ایمان کا ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ قارون کے واسطے سبب ہلاکت کا ہوا اور باوجود اقرار اسلام اوسکا اسلام رد کر دیا گیا۔

ببین تفاوتِ رہ از کجا ست تا بکجا + ہم گنہگاران دل شکستہ عرض کرتے ہین یہ اللہ تعالےٰ شانہ کا قول ہے اور ہم اسی قول محکم کو اپنا ذریعہ شفاعت قرار دیتے ہین۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

یا رسول اللہ انظر حالنا	یا حبیب اللہ اسمع قالنا
انّنی فی بحر غم مغرق	خذ یدی سہل لنا اشکالنا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آپ رحمۃ للعالمین ہین ہم گنہگار ہین اور گنہگارونکی صفت مین اپنے قصور طاعت پر ماتم نشین ہین اگر آپ کی شانِ رحمت نے دستگیری نفرمائی تو ہمارا کہین ٹھکانا نہین آپکا معبود و مقصود اور ہمارا خالق و رازق فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

نظم

ز مہجوری برآمد جانِ عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم +
نہ آخر رحمۃٌ للعالمینی	ز محرومان چرا غافل نشینی
ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز	چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
ادیم طایفی نعلینِ پا کن +	شراک از رشتۂ جانہاے ما کن
برون آور د سر از برد یمانی	کہ روے تست صبح زندگانی
شبِ اندوہِ ما را روز گردان	ز رویت روز ما فیروز گردان
بہ تن در پوش عنبر بوے جامہ	بسر بر بند کافوری عمامہ

فرود آویز از سر گیسوان را | فگن سایه بپا سروران را
جهانی دیده کرده فرش راهند | چو فرش اقبالِ پابوس تو خواهند
ز حجره پای در صحنِ حرم نه | بفرقِ خاکِ ره بوسان قدم نه
بده دستی زپا افتاده گان را | بکن دلداری دل داده گان را
اگرچه غرق دریای گناهیم | فتاده خشک لب بر خاک راهیم
تو ابر رحمتی آن به که گاهی | کنی بر حالِ لب خشکان نگاهی
خوشا کز گردِ ره سوئیت رسیدیم | بدیده گرد از کوئیت کشیدیم
بمسجد سجدهٔ شکرانه کردیم | چراغت را ز جان پروانه کردیم
بگردِ روضه‌ات گشتیم گستاخ | دلم چون پنجره سوراخ سوراخ
زدیم از اشک ابرِ چشم بیخواب | حریم آستانِ روضه‌ات آب
گهی رفتیم زان ساحت غباری | گهی چیدیم زو خاشاک و خاری
ازان نور سوادِ دیده دادیم | وزان بر ریشِ دل مرهم نهادیم
بسوی منبرت ره برگرفتیم | ز چهره پایه‌ات در زر گرفتیم
ز محرابت بسجده کام جستیم | قدم گاهت ز خون دیده شستیم
بپای هر ستون قد راست کردیم | مقام راستان درخواست کردیم
ز داغ آرزوئیت با دلِ خوش | زدم از دل بهر قندیل آتش
کنون گر تن نه خاکِ آن حریم است | بحمد الله که جان آنجا مقیم است
بخود در مانده ام از نفسِ خودرای | به بین در مانده چندین به بخشای
اگر نبود چو لطفت دستیاری | ز دستِ ما نیاید هیچ کاری
قضای افگند از راه ما را | خدارا از خدا درخواه ما را
چو هول روز رستاخیز خیزد | به آتش آبروی ما نریزد

کند با اینہمہ گمراہی ما	ترا اذن شفاعت خواہی ما
چو چوگان سر فگندہ آور ہی رو	بمیدان شفاعت امتی گو
بجُستن اہتمامت کار جامی	طفیل دیگران یابد تمامی

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اللہ تعالیٰ شانہٗ

قرآن شریف مین ارشاد فرماتا ہے وما ارسلناك الا رحمة للعالمين اے رسول اے حبیب ہمنے تمکو دنیا مین تمام عالم کیواسطے رحمت مجسم کر کے بہیجا ہے یہہ خطاب تو حضور پر نور کیطرف ہے اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کے مرتبہ سے آپ کو اسی آیت کے ذریعہ سے مطلع فرمایا کہ آپ خود بہی اپنی بزرگی وشرافت سے مطلع ہوجاوین کہ آپکی کیا شان ہے جل شانہ وجل جلالہ وعم نوالہ اور اپنی امت کو بہی آگاہ فرماوین پہر اُمت پر یہہ بات واجب ہے کہ وہ اپنے اون بہائیون کو جو اس بشارت سے مطلع نہین ہین اطلاع بخشین اور یہہ امت مرحومہ بہی اپنی بزرگی وشرافت سے واقف ہوجاے اور اس نعمت کا شکریہ بطور وجوب بجا لایا کرے چنانچہ جیسا خطاب مستطاب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیطرف ہے ویسا ہی حکم اظہار احسان امت مرحومہ کیطرف ہے قال اللہ تعالیٰ شانہ فی القران العظیم لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم آيته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلل مبين اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اپنے مومنین بندونکو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ بہ تحقیق احسان کیا اللہ نے مومنین بندون پر جبکہ اوٹہایا اون مین سے ایک رسول ﷺ کہ جو اونہین کے قبیلہ مین سے ایک نہایت برگزیدہ بندہ ہے اور وہ کیسا برگزیدہ بندہ ہے کہ تلاوت کرتا ہے

ہمارے مومنین بندون پر ہماری آیتین اور سکہاتا ہے کتاب اور حکمت اور
اونکے قلوب کا تزکیہ کرتا ہے اور اونکے نفوس کو اخلاق رذیلہ سے پاک کرتا ہے
اور آراستہ کرتا ہے اوصاف حمیدہ سے اور یہہ لوگ اسّے پہلے نہایت گمراہی
کی حالت مین پہنسے ہوے تہے **احسان کا بدل بجز احسان کے**
نہین چنانچہ یہہ ارشاد فیض بنیاد موجود ہے احسن کما احسن الله
الیك نیکی کر جیسی نیکی اللہ نے تیرے ساتہہ کی اللہ تعالی شانہ نے مومنین
بندونکے ساتہہ یہہ احسان کیا کہ اونکے آراستہ کرنے کے لئے اپنا رسول ص بہیجا
اوس رسول ص نے اپنی جان مبارک کو ہزارون خطرونمین ڈالا بڑی بڑی مصیبتین
اوٹہائین قوم سے ناگوار باتین سنین قوم کی جفا سہی دندان مبارک شہید ہوگیا
ایسی پتہر برسائے طایف کے نخلستان مین وہان کے لوگون نے کہ ساق مبارک
خون آلود ہوگئی اور وہان کے باغ مین ٹہرنے ندیا پہر وطن سے جدا کیا اعوان
وانصار کو طرح طرح کی ایذائین دین مگر اوس اولعزم رسول ص نے سوائے اسکے
اور کچہہ نہ فرمایا کہ یا اللہ اس قوم کی ہدایت فرما اور انکے صلب سے ایسی اولاد
پیدا کر کہ جو تیری توحید کا اقرار کرین ۔ لہذا ہمکو ایسے رحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کے احسان کا **شکریہ واجب ہے** اور وہ شکریہ
یہہ ہے کہ ہم ہمیشہ اپنی قوم کو کسی پاک گہر مین جمع کر کے جو کچہہ ماحضر موجود ہو اوسّی
اونکی دعوت کرین پہر اوس برگزیدہ رسول ص کے سچے سچے حالات جو ہمارے
بُرے اخلاق کو سنوارین اوس جماعت اخوان الصفا کے سامنے پڑہین اور
جس مبارک روز و ماہ مین لبطن مادر سے زمین پر اوس نے قدم ناز رکہا ہے
اوس سے اپنے بہائیون کو مطلع کرین کہ ایمان اونکا تازہ ہوتا رہے اور اوس
رسول ص مکرم کی امانت دیانت تقوی اور اخلاق کریمہ کے بیان ہمارے

کانون مین پڑے رہین تاکہ وہ ہمکو بُری باتون سے ہمیشہ بچایا کرین اور یہہ بہی اللہ جل جلالہ کے کلام مین موجود ہے کہ انبیا کی زندگی اور موت اور مصایب کا بیان سب ہمارے واسطے سلامتی اور رحمت کا سبب ہے کما قال اللہ تعالیٰ شانہ فی سورۃ المریم ؛ والسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیًّا یہہ قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے جو اپنے قوم کے سامنے فرمایا تہا کہ میرے واسطے وہ دن سلامتی اور مبارکی کا ہے جسدن مین پیدا ہوا اور وہ دن بہی میرے سلامتی اور مبارکی کا ہے جس دن مین دنیا سے رحلت کرونگا اور وہ دن بہی جسدن مین اپنی آرامگاہ سے پہر زندہ ہوکر اوٹہونگا سلامتی کا ہے پروردگار تعالیٰ شانہ نے یہہ قول حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا اپنی کتاب کریم مین بیان فرمایا اور پہر اوسکی تصدیق فرمائی کہ یہہ قول سچا ہے جسکو شبہ ہو وہ سورہ مریم مین اس مسئلہ کو دیکہہ لے ہمارے میلادخوان اس آیت کو اپنی نظر کے سامنے رکہین مگر اسکا خیال ضرور ہے کہ ایسی پاک مجلس مین جہوٹی مَن گڑہت روایتین نہ پڑہی جائین اور جب ولادت کا بیان ختم ہوجاے اور سلام پڑہ چکین تو حضور کے اخلاق کریمہ اور اوصاف حمیدہ کا بیان کیاجاے جو سیر کی معتبر کتابون سے اور علماے متقدمین کی تصنیفات سے منتخب کئے ہوے ہون اور مجلس کو بہت طول نہ دین کہ جو سننے والونکی گرانی طبیعت کا سبب ہو اور اگر سننے والے شوقین ہون اور وہ فرمایش کرین تو مضایقہ نہین جبتک اہل مجلس کا دل نگہبراے پڑہین اور جب دیکہین کہ اب لوگون کو بیٹہنا گران ہے فوراً بیان کو تمام کرکے فاتحہ پڑہ دین پروردگار تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین عرب اور ملک عرب کی آپکی تشریف آوریکے پہلے جو حالت تہی اہل تاریخ پر مخفی نہین ہے

کعبہ شریف کے اندر تین سو ساٹھہ بت رکھے ہوے تھے اور جو بت کہ فضای
حرم مین تھے وہ اسکے علاوہ تھے اور جو بت کہ اپنے گھرون مین تھے وہ فضای
حرم کے بتون سے جدا تھے غرض یہہ کہ عربستان جو اب ملک اسلام ہے حضور
پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی رونق افروزی سے پہلے ہندوستان
سے بہت زیادہ وسیع ٹھاکر دوارہ تھا اوسکو ملک اسلام اوسی برگزیدہ نبی
نے بنایا جسکو اوسی برگزیدہ نبی کے خدا نے رحمۃ للعالمین کہکر پکارا
اہل انصاف اپنے اپنے دلونمین انصاف فرمایئن کہ ایام جہالت مین عیسی
علیہ السلام کے مرفوع ہونیکے بعد سے آپکے ظہور تک کسی اور کی بہی صدا
توحید اور نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا تہا تمام دنیا اللہ کو اسطرح بہول گئی تہی
کہ جیسے کبہی کسی نے یہہ نام پاک سنا ہی نتہا تمام دنیا کو اپنے اپنے ہاتہون کے
ترشے ہوے بتون سے سروکار تہا معاذ اللہ منہا اونکے خیال مین وہی اونکی
ہاتہون کی گڑہی ہوئی مورتین قاضی الحاجات تہین معاذ اللہ منہا مارین وہ
جلایئن وہ پانی وہ برسایئن قحط وہ ڈالین غرض یہہ کہ ہر شے پر وہی پتہر کی
مورتین جنکو اونکے پوجاری ادہر سے اودہر اوٹہا کر رکہدیا کرتے تھے قادر
تہین اونکو سجدے ہوتے تھے اونپر قربانیان چڑہائی جاتی تہین اوس
اللہ کے پہچاننے والے لئے بہت تہوڑے دلون مین اللہ
کو پہنچادیا اور پہر صرف عرب نے ہی نہین پہچانا تمام دنیا نے پہچان لیا دیکہلو
دنیا کے اس کنارے سے اوس کنارے تک کونسا ملک ایسا ہے جس مین کسی
خداشناس کا گہر نہین ہے پہر آپ رحمۃ للعالمین نہین ہین تو کون ہے
قتل نفس ہر مذہب مین اس سے بڑہ کر کوئی گناہ نہین عرب اور ہندوستان
وغیرہ مین یہہ گناہ عام طور پر شایع تہا کہ لوگ اپنی دخترون کو قتل کرڈالتے تہے

اسلام کی برکت نے اس بلا کو تمام دنیا سے دفع کر دیا عہد شاہجہانی مین اسکا انتظام ہو گیا تہا اور ستی ہونیکا جو ہندون مین دستور تہا اوسکا بہی انتظام شاہجہان بادشاہ نے کر دیا اکثر عیسائی مرد و عورت کوارے رہا کرتے تہے اور اب بہی عیسائیون مین ایک قوم کیتہولک ہے جو اس شعار سے باز نہین آئی مگر اسلام نے اونکی برائیان اونپر ثابت کر دین مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرما دیا کہ اسلام کی پاک وصاف چادر مین رہبانیت کا داغ یا دہبا نہین ہے شراب جوام الخبائث ہے اسلام نے اوسکی برائیون کو روز اول ہی سمجہہ لیا تہا اور عیسائیت نے اب اٹہارہ سو برس بعد اوسے سمجہا ہے پہر بہی ویسا نہین سمجہا جیسا اسلام نے روز اول سمجہا تہا اور یہہ بہی اسلام ہی کی برکت ہے جتنا کچہہ سمجہا ہے سبحان اللہ وبحمدہ کیا سچا قول ہے حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا الاسلام یعلوا ولا یعلی یعنی اسلام خود بلند شان رکہتا ہے کسیکے بلند کرنے سے وہ بلند نہین ہوتا یا اللہ ترا شکر ہے کہ تو نے ہمین مسلمان پیدا کیا الحمد للہ اب مین اس کتاب کے اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون یعنی بیان ہجرت جب حضور پر نور مدینہ منورہ کے قریب پہونچے تو بریدہ بن الخصیب اسلمی ستر سوارونکی جماعت سے آپ کو ملے آپنے اون سے پوچہا کہ تم کون ہو اونہون نے جواب دیا بریدہ بن الخصیب آپ نے تفاول کیطرح فرمایا برد امرنا خنک اور ٹہنڈا ہوا کام ہمارا اور اونکے قبیلہ کا نام اسلم سنکر حضور نے ارشاد فرمایا سلمنا سلامت رہے ہم پہر حضور نے دریافت کیا قبیلۂ اسلم مین سے کس قوم کے ہو اونہون نے کہا بنی سہم کی قوم سے آپ نے فرمایا خرج سہمک یعنی حاصل ہوا حصہ

تیرا یعنی اسلام سے تجھے حصہ ملا بریدہ آے تو تہے دوسرے ارادہ سے کہ حضرت کو مکہ معظمہ کفار قریش کے پاس لیجایئن اور انعام موعودہ اون سے حاصل کرین لیکن جمال مبارک سے جو مشرف ہوے خود اسیر کمند الفت ہوگئے اور گویا بزبان حال یون عرض کرتے تہے ؎

غلام نرگس مست تو تاجداران اند	خراب بادۂ لعل تو ہوشیاران اند
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من	پیادہ میروم وہمرہان سواران اند

بریدہ نے عرض کی کہ میرا اور میرے ہمراہیونکا اسلام قبول ہو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر لیجیے کس کام کو آئے تہے اور کیا ہو گئے پہر بریدہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ مین داخل ہونیکے وقت آپکے آگے نشان ہو بریدہ نے اپنے عمامہ مین سے کپڑا پہاڑ کر ایک نیزہ مین باندہ کر نشان بنایا حضور نے اونہین کو نشان برداری کا حکم دیا حلیمہ رض سعدیہ کے گہر سے جب آپ مکہ معظمہ آے تہے تو شہر مین داخل ہونیکی دوسری شان تہی جیسا کہ اسی کتاب مین اوپر بیان ہو چکا ہے شائقین کتاب ہذا مین ملاحظہ فرمالین **مدینہ منورہ** مین داخل ہونیکی شان ہے آپ ہین بہی تو خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم **مدینہ طیبہ** کے لوگون کو جو حضور کی تشریف آوری کی خبر پہونچ چکی تہی تو روزانہ بخیال استقبال مکہ معظمہ کے راستہ پر آتے اور دوپہر تک انتظار کرکے واپس چلے جاتے چنانچہ رونق افروزی مدینہ کے روز بہی ایک جماعت کثیر استقبال کو حاضر ہوئی تہی دیر ہو جانیکے سبب سے واپس ہونیکا ارادہ کر رہے تہے کہ ایک یہود کی نظر جو ایک ٹیلہ پر سے دیکہہ رہا تہا پرچم نشان رسالت پر پڑی جو بریدہ کے ہاتہہ مین تہا چلایا اور واپس ہونے والی جماعت کو روکا اور کہا

یا معاشر العرب ھذا جدکم یعنی اے گروہ عرب یہہ مطلب تمہارا ہے
یہہ سنتے ہی وہ جماعت مشتاقان لقاے حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ
وسلم کمال جوش مسرت مین یکبارگی پلٹ پڑی اور گویا بزبان حال اون مشتاقان
جمال کی زبان پر یہہ ترانہ تہا غزل

سایہ رحمت گیسوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جان جہان یہہ نور کی صورت صلی اللہ علیہ وسلم

فرض ہے ہمپر عشق نبی کا شغل ہی یہہ ہر ایک ولی کا
آپکی الفت عین عبادت صلی اللہ علیہ وسلم

سرو کی ہستی کیا ہو وہان پر خاک قدم طوبیٰ ہو جہانپر
عرش سے اونچی رفعت قامت صلی اللہ علیہ وسلم

جلوہ موسیٰ نام ہے جسکا حال ہمین معلوم ہی اسکا
تہا وہ فروغ عارض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حسن محمد حسن ازل ہے آپکی الفت حسن عمل ہے
پڑہ یہہ وظیفہ تا ہو زیارت صلی اللہ علیہ وسلم

یہہ مرا سر ہے پاے نبی پر کہتی ہین عاشق اسکو مقدر
کیون نہ پڑہو نین آپکی مدحت صلی اللہ علیہ وسلم

کہتے ہین سب دنیا کو ضعیفہ نام ہی اس مردار کا جیفہ
پڑہ تو اسے چہوڑ اُسکی محبت صلی اللہ علیہ وسلم

عشق نبی نے کام کیا ہی گرتے ہوی کو تہام لیا ہی
سید ہی ہی اکبر اب تو یہہ قسمت صلی اللہ علیہ وسلم

سب کے سب حضور کے ہمراہ مدینہ باسکینہ مین داخل ہوی انصار

کی لڑکیاں حضور کی جلوہ افروزی کی خوشی مین یہہ شعر گا رہی تہین اور دف بجا رہی تہین حضرت نے اون لڑکیون سے کہا واللہ مین تمکو دوست رکھتا ہون یہہ دختران بنی نجار یعنی انصار کی تہین شعر

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ	وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

ترجمہ چودہوین رات کا چاند طالع ہوا ہم لوگون پر ثنیات الوداع کی طرف سے ❊ واجب ہوا شکر ہمپر جبتک دعا کرے اللہ سے کوئی دعا کرنے والا ❊ **فائدہ** ثنیات الوداع کے معنی ہین رخصت کرنیکی گہاٹیان اہل مدینہ کا یہہ دستور تہا کہ مکہ جانے والے مسافر کو ان گہاٹیون تک پہونچانیکو جایا کرتے تہے اور جو کسی مکہ سے آنے والے کی خبر ہوتی تو اوسکے لینے کو یہانتک آیا کرتے تہے ❊ قاموس مین یونہین ہے اور بعض اہل لغت اور محدثین نے لکہا ہے کہ ثنیات الوداع مدینہ سے شام کیجانب ہے نہ مکے کی جانب اور یہہ شعر مدینہ کی لڑکیون نے اوس وقت گایا ہے جب آپ نے غزوہ تبوک سے معاودت فرمائی تہی اور صحیح بخاری سے ثنیات الوداع کا شام کی ہی جانب ہونا ثابت ہے فقیر محمد اکبر عرض کرتا ہے کہ گہاٹیان پہاڑونکی مکہ معظمہ کے ہرطرف ہین مسافر اس طرف سے بہی پہاڑیون کی گہاٹیون تک پہونچانے جاتے ہین اور اوسطرف سے بہی

رونق افروزی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدینہ طیبہ مین

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم **بارہوین ربیع الاول دوشنبہ** کے دن دوپہر ماہ ایلول رومی سنہ ۹۳۳ اسکندری مین رونق افروز مدینہ طیبہ ہوئے اور **محلہ قبا** منازل بنی عمرو بن عوف مین ٹہرے اور بخانۂ سعد بن خثیمہ قوم بنی عمرو بن عوف بن کلثوم بن الہدم کہ والدہ عبدالمطلب اسی قوم سے تہین جلوہ فرما ہوئے اور حضرت **ابوبکر** رضی اللہ تعالی عنہ عوالی مدینہ محلہ

شیخ قبیلہ بنی الحارث بن الخزرج بن حبیب بن لنساف مین فروکش ہوئے روایت صحیحہ ہے کہ حضرت ایک درخت کے سایہ مین خاموش بیٹھے تھے اور حضرت صدیق اکبر آنے جانے والونکی تعظیم کے لئے کہڑے تھے وہ انصار جن لوگون نے حضرتؐ کا جمال جہان آرا اسّے پہلے نہین دیکھا تھا اونکی آمد شروع ہوئی اونکو حضرت صدیق اکبر پر رسول اللہؐ کا دہوکہا ہوا وہ حضرت صدیق اکبرؓ کو سلام علیک کرتے تھے اور جانتے تھے کہ رسول اللہؐ آپ ہی ہین جب درخت کا سایہ ڈہلا اور دہوپ آگئی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی چادر آپ پر تان دی اور دہوپ کا بچاو کیا اب انصار نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پہچان لیا سبحان اللہ اس ادب کے قربان خدام باادب آقا اور مالک کو یون پہچنوایا کرتے ہین ؎

گردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست
عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب است

بے ادب را بسموات لقا منزل نیست
بسموات لقا منزل پاکان ادب است

چند روزے تو درین خانۂ تن مہمانی
با ادب باش کہ خاصیت مہمان ادب است

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو صدیق اکبر کا خطاب کسنے دلوایا اسی ادب نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرتبہ صحابیت کسنے بخشا اور ممدوح بمدح لا تحزن ان اللہ معنا کسنے کیا اسی ادب نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ اول رسولؐ مقبول کسنے کیا اسی ادب نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعد وفات رسولؐ اللہ کے پہلو مین کسنے جگہہ دی اسی ادب نے ؎

ادب تاجے است از فضل آلہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

کتب معتبرہ مین یون مرقوم ہے کہ پہلی نصیحت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انصار کو فرمائی وہ یہہ ہے ظاہر کرو اسلام کو اپنے اوپر بیگانون

اور کہانا کہلاؤ یعنی مواسات فقرا کرو۔ اور صلہ رحم ادا کرو یعنی پیوند کرو اہل قرابت سے
اور رات مین نماز پڑہو یعنی کثرت کرو نوافل کی جسوقت آدمی سوتے ہون داخل
ہوگے جنت مین سلامتی کے ساتہہ **کیون بے نماز بہائیو** کیا ارشاد فرماتے ہو
یہہ وہ نصیحت ہے کہ جب آپ مدینہ طیبہ مین داخل ہوے ہین اوسوقت جو کلمات
طیبات آپکی زبان مبارک سے پہلے نکلے ہین وہ یہہ ہین راوی فرماتے ہین کہ
عبداللہ ابن سلام بہی اس نصیحت کے سامعین مین سے تہے اس جگہہ
حضور نے چودہ روز قیام فرماکر **مسجد قبا** باعانت خلفاے راشدین
رضی اللہ عنہم تعمیر کراکے اسمین **نماز پڑہی** نماز کے جو اسرار ہین وہ تو مجہپر کہلے
نہین ہین مگر مجہے یہہ تعلیم روز اول ہوئی جب مینے اپنے **پیر و مرشد**
حضرت مولنا سید شاہ محمد قاسم قدس سرہٗ داناپوری
کے حضور مین بتاریخ ۱۹ شعبان المعظم ۱۲۷۱ھ حاضر ہوکر غلامی کا شرف حاصل
کیا ہے **ارشاد فیض بنیاد** حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ اسے نور نظر نماز
معراج المومنین ہے جس صوفی فقیر سالک نے نماز کی حفاظت نکی خوب سمجہہ لو کہ
نور ایمان اوسکے دل مین نہین ہے اسوقت تمہاری استعداد کے مناسب یہہ بات
ہے کہ نماز پنجگانہ تمہارے مہربان مالک کے دربار کا پنج وقتی سلام ہے اگر تم
چاہتے ہو کہ تمہارے مالک کے دربار مین تمہاری حاضری پانچون وقت ہو
پنجگانہ نماز کا اہتمام کرو اور اگر یہہ چاہتے ہو کہ **شاہی دربار** مین اُمرا و وزرا
کی صف پر کہڑے ہو **تہجد** ناغہ نکرو والحمد للہ علی احسانہ **یا اللہ** نہ مجہے اپنی
نماز پر بہروسا ہے نہ تہجد پر مجہے اگر امیدواری ہے تو تیرے **فضل** کی اور
فی الحقیقت یہی چیز بہروسے کی ہے

بر کریمان کارہا دشوار نیست

لینے اپنے ایمان کی بہٹی پرانی چادر کے کونے مین کوئی چیز گرہ باندہ کر رکہی ہے
اور وہ یہی تہے ہے یعنی تیرا **افضل** یا اللہ مین تیرے **عدل** کے سامنے
لرزہ براندام اور سربسجود ہون مجہے تو تیرا **افضل** درکار ہے جو میرے ایمانکی
چادر کے کونے مین بندہا ہوا ہے **یا اللہ** اس چادر کے کونے کی گرہ قیامت
کے دن تیری سامنے کہلے اور تو اپنے ہاتہہ سے کہولکر نقد فضل وکرم مجہے عطا فرماکر
یہہ ارشاد کرے کہ ہمارے فضل نے تجہے بخشا اللہم آمین اللہم آمین اللہم
آمین **الغرض** یہہ آیت سورہ توبہ کی اسی **مسجد قبا** کی شان مین نازل ہے
لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ **ترجمہ** یعنی
بے شک وہ مسجد جسکی بنیاد ہوئی تقوی پر پہلے ہی دن سے لایق ہے اسبات کے
کہ تم اوسمین نماز پڑہو۔ قبا مین یہہ مسجد شریف بنی اور جب تک آپ وہان رہے
اوسمین نماز پڑہتے رہے۔ اسی مسجد قبا کی تعریف ہے فیہ رجال یحبون
ان یتطہروا یہہ **اول مسجد ہے کہ عہد اسلام مین بنائی گئی**
اسکے فضائل احادیث مین بہت ہین اور بڑی فضیلت یہہ ہے کہ حضور پرنور
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دوشنبہ اور پنجشنبہ کو وہین نماز پڑہتے تہے
اسی مسجد کے مقابلہ مین منافقین نے ایک مسجد بنائی تہی جسکی مذمت سورہ **توبہ**
مین ہے قصہ اوسکا یہہ ہے کہ ابوعامر راہب ایک بڑا مفسد قوم خزرج مین سے
تہا اوسنے پچہلی کتابین پڑہی تہین اور وہ نصرانی ہوگیا تہا اوّل حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خبر اہل مدینہ سے بیان کرتا تہا جب آپ
رونق افروز مدینہ ہوے تو اوسکا مادہ حسد جوش زن ہوا جسنے اوسے ایمان
لانے سے روکا اب وہ سرگرم عداوت ہوگیا وہ **غزوہ بدر** کے بعد مدینہ سے
بہاگ گیا اور قریش کے ہمراہ **جنگ احد** مین آیا اور سب سے پہلے تیر

لشکر ظفر پیکر اسلام پر اوسنے چلایا غزوہ حُنین مین شریک قوم ہوازن رہا پھر روم کو چلا گیا کہ لشکر روم کو چڑہالاوے یہہ اوسکا خیال خام خام ہی رہا پکنے نہ پایا اوسنے پھر مدینہ مین آنیکا قصد کیا اور منافقان مدینہ کو کہلا بھیجا کہ ایک مسجد مسجد قبا کے قریب بنادین مین اوسمین بیٹھہ کر تعلیم وتلقین کرونگا اور مشورت کے لئے بھی ایک خاص جگہہ ہوجائیگی چنانچہ ۱۲ منافقون نے مسجد قبا کی قریب مسجد ضرار بنائی اور نفاق کے چھپانے کے لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین حاضر ہوکر مستدعی ہوئے کہ آپ اوسمین چلکر نماز پڑہین آپ نے فرمایا کہ ابتو ہم تبوک کیجانب جہاد کو جاتے ہین جب وہان سی مراجعت کرینگے تو دیکھا جائیگا جب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مراجعت فرمائی تو کچھہ لوگ حاضر خدمت ہوے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ والصحابہ وسلم مین عرض کرین اور مسجد ضرار کی رونق کے لئے اوسمین لائین اللہ تعالی شانہ نے یہہ آیت نازل فرمائی والذین اتخذوا مسجداً ضراراً اور اون کے فریب سے حضور کو مطلع فرمایا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یعنی حضور نے اوس مسجد کو کھد واڈالا اور جلا دیا۔ اس مقام سے علمار حمہم اللہ نے استنباط کیا ہے کہ جس مسجد کی بنا مین ریا وسمعہ یا اور کوئی غرض اللہ تعالی شانہ کی خواہش کے سوا یا مال حرام مثل سوا د اور رشوت وغیرہم سے تعمیر کی گئی ہے وہ مسجد ضرار مین داخل ہے اوسمین نماز پڑہنا درست نہین ہے حضرت موللنا شاہ **عبد العزیز محدث دہلوی کا فتوی** ہے کہ **مسجد زن رقاصہ** مین نماز ذمہ سے ساقط ہوجاتی ہے مگر مسجد کا ثواب نہین ہوتا اسلئے کہ وہ مسجد مال حرام سے تعمیر کی گئی ہے اور آیتہ کریمہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا سے علما نے استنباط کیا ہے کہ استنجا کرنا پانی سے افضل ہے مگر اوّل

کلوخ سے کرنا چاہیئے کیونکہ مسجد قبا کے لوگ اسی طرح کرتے تھے کہ ممدوح
حق ہوے علماے اصول نے اخذ کیا ہے کہ مسّ ذکر سے وضو نہین جاتا اسواسطے
کہ اللہ تعالی شانہ نے مستنجی بالما کو موصوف طہارت سے فرمایا اگر مسّ ذکر
ناقض وضو ہوتا تو طہارت سے کبھی موصوف نہوتا **الغرض** حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم محلہ قبا مین تشریف فرما تھے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ
تیسرے دن بروایت صحیحہ تشریف لاے اور چودہ روز محلہ قبا مین قیام فرما کر
شہر کے اندر اقامت کا ارادہ فرمایا شہر کے لوگ اسبات کی تمنا کرتے تھے کہ
آپ ہماری محلہ مین ٹھرین جب آپ سوار ہوے تو ہر قبیلہ کے لوگ ہمراہ رکاب
تھے اور یہی درخواست زبان پر تھی آپنے فرمایا کہ میری اونٹنی مامور ہے جہان
وہ بیٹھے گی وہین ٹھرونگا اونٹنی جب وہان پر پہونچی کہ جو مقام مسجد نبوی
کے دروازہ کے محاذی ہے اور وہان خانقاہ شہامہ ہے اور صحیح یہہ ہے
کہ منبر مسجد شریف کی جگہہ بیٹھہ گئی پہر حضرت نے اوٹھایا پہر اوٹھی چند قدم
چلکر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی پہر اوٹھی
اور مقام اول پر آکر بیٹھہ گئی اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
فرمایا ہذا المنزل انشا اللہ **فایدہ** یہہ ابوایوب انصاری آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دادی صاحبہ سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور **تبع**
حمیری بادشاہ یمن کا مکتوب بنام حضور جو ایمان نامہ تھا وہ ابوایوب
انصاری ہی کے گھر مین پشت ہا پشت سے چلا آتا تھا قصہ مختصر حضرت ابوایوب
انصاری نے حضرت کا اسباب اوتارا اور گویا بزبان حال یون فرماتے جاتے
تھے ؎ **شعر**

ہمای اوج سعادت بدام ما افتد	اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہی چاہتے تھے کہ مین یہی بنجار مین اوترون تو اللہ تعالی شانہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خواہش کے موافق آپکے ناقہ کو یہین بیٹھنے کا حکم دیا حضرت اونکے گہر مین اوسوقت تک جلوہ افروز رہے جبتک مسجد نبوی اور حجرات شریفہ تعمیر ہوے **درج الدرر** مین ہے کہ حضرت سات مہینے اونکے گہر مین رہے اور صحیح یہہ ہے کہ اوّل ابوایوب رضی اللہ عنہ نے حضور پر نور کو نیچے کے مکان مین اوتارا اور خود مع اہل وعیال بالاخانہ مین رہنے لگے پہر سوء ادب کا خیال ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بالاخانہ پر لے گئے اور آپ نیچے اوتر آے

حال آبادی مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

بنااس بقعہ متبرکہ کی یون واقع ہوئی ہے کہ بعد طوفان حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اہل کشتی نواح بابل مین اوترے اور اولاد احفاد کی کثرت ہوئی **نمرود** ابن کنعان بن حام بن نوح نے اپنی ذات کو یعنی اپنے تئین امیر اور رئیس قرار دیا اور اپنی شوکت وحشمت ظاہر کرنے لگا نہایت ظلم خلق اللہ پر کئے کفر وفسق کا بازار گرم ہوا۔ اولاد سام بن نوح کی ایک جماعت اس ظلم وستم سے تنگ دل ہوکر وہان سے جدا ہوئی اور وہ اس زمین مین آکر آباد ہوئی اور اس مقام کے اطراف وجوانب مین اپنا تصرف کیا اور زراعت کرنے لگے اسی گروہ کو عمالقہ کہتے ہین یعنی عملاق بن ارفخشد بن سام بن نوح ہین اور جبابرہ شام اور فراعنہ مصر انہین سے ہوے ہین انکے بعد یہود زمین مدینہ پر متصرف ہوے اسکی دو صورتین ہوئین ایک صورت یہہ کہ ابن زبالہ نے عبداللہ ابن حنظلہ اور عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین

نقل کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ مع طوایف بنی اسرائیل حج بیت اللہ کو تشریف لائے تو مراجعت کیوقت زمین مدینہ طیبہ پر اونکا گذر ہوا تو علمائے توریت نے اس بلدہ شریفہ کو اون علامات اور نشانات سے متصف پایا کہ جو پیغمبر ذیشان آخرالزمان کی ہجرت گاہ کے واسطے کتب سماویہ مین بیان کئے گئے تھے وہ لوگ حضرت کلیم اللہ کی رفاقت ترک کرکے اس پاک زمین مین بس گئے دوسری صورت یہہ ہے کہ ابن زبالہ نے عروہ ابن زبیرؓ سے روایت کی ہے کہ جب عمالقہ کا جور و ستم حد سے متجاوز ہوا تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا و علیہ السلام کو خبر پہونچی اوسوقت آپ فرعون کی تنبیہ مین مصروف تھے لہذا توقف فرمایا جب اس مہم سے فراغت حاصل ہوئی تو ایک لشکر عظیم الشان عمالقہ کے استیصال کے لئے روانہ کیا اوسنے بادشاہ عمالقہ کو جسکا نام ارقم ابن الارقم تھا قتل کیا اور اوسکی قوم کو باستثناے صبیان و نسوان تہ تیغ کیا جب اس لشکر نے مراجعت کا ارادہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کی خبر پہونچی تو سرداران لشکر نے مدینہ منورہ ہی مین قیام کیا اور **تاریخ طبری** کا مولف لکھتا ہے کہ یہود کا تسلط مدینہ مین بخت نصر کے عہد مین ہوا ہے مگر تعارض روایات یون رفع ہوجاتا ہے کہ اول جماعۂ یہود یہان رہی اور لشکر کے آنے پر متسلط ہوئی پھر جب بخت نصر نے یہود کو شام سے نکالا تو بعض یہود یہان آئے اور بعد یہود کے انصار نے اس بلدہ مبارک مین قیام فرمایا اور معاملہ انکے قیام کا یون ہوا کہ ایک قوم نسل یعرب ابن قحطان سے ارض سبا مین آباد تھی اور جس شہر مین رہتی تھی اوسکا نام بلدہ طیبہ تھا یہہ لوگ عیش و عشرت مین غرق تھے چونکہ کفران نعمت لازمہ بنی آدم ہے ایکدن دعا مانگنے لگے کہ یا الٰہی آبادی ویرانہ ہوجائے تو ہم سفر کرین اور دوسرے شہرونکی

ہوا کہا ئین خدا نے ایک فوج بہیجی اوسنے آکر شہرون کو ویران کیا اور بانی الیسا برسا کہ
تمام مکانات گر گئے یہان تک سد لقمان اکبر عادی بہی ٹوٹ گئے سب لوگ ڈوب کر
مر گئے صرف چند آدمی نسل سبا سے اور ایک عمرو ابن عامر رئیس اولاد گیلان کا اپنی
تیرہ ۱۳ بیٹیون سمیت بچا سو یہہ بہی قبل نزول عذاب شہر سے نکل گیا تہا اور اوسنے
اپنی اولاد سے کہا کہ جس جگہہ تم چاہو سکونت اختیار کرو **ازانجملہ** ثعلبہ عمرو ابن عامر کا
بڑا بیٹا جو اوس اور خزرج کے قبیلہ کا مورث اعلی ہے کہنے لگا ہمکو زمین حجاز پسند
ہے وہ اپنی اولاد و اتباع کو لیکر یثرب مین آیا کہ اسوقت یہہ نام **مدینہ طیبہ** کا تہا
اون دنون قوم یہود یہان رہتی تہی اونہین کے پاس یہہ بہی مقیم ہوا اور اللہ تعالے
شانہ نے اسے ثروت عطا کی تہی یہود تو قدیم سے حاسد قوم ہے وہ اسکی ثروت
کو دیکہہ نہ سکے آتش رشک مشتعل ہوئی اور باخودہا مقدمہ جنگ قایم ہو گیا یعنی
بنو قریظہ و بنو نضیر کہ قبائل یہود سے تہے لوٹ مار کرنے لگے اور یہہ مرتبہ جور و ظلم کا
پہونچا کہ ہرگز کوئی عورت نوعروس اپنے شوہر کے پاس نہ جانے پاتی جبتک یہہ
کمبخت قوم اوسکو بے آبرو نہ کرلیتی ناچار اوس و خزرج نے **ابوجبلہ** سلطان
شام کو لکہا اور استغاثہ کیا اوسنے ایک لشکر غدار بہیج کر اونکو اس سرزمین سے
نکلوا دیا اور اونکا سب مال و متاع اور خانہ باغ و زراعت اوس و خزرج کے ہاتہہ
آیا چند روز یہہ دونون بہائی میل جول کے ساتہہ رہے آخر بمقتضائے اصول
زمانہ انمین بہی نزاع و فساد کی بنیاد پڑ گئی اور آپس مین ایک سو بیس ۱۲۰ لڑائیان ہوئین
جنکے مقتولین کی لاشون سے سادی زمینین جو آباد ہو کر ہزارون من میوہ جات
اور غلہ پیدا کرتین مردون کی بستیان بنگئین مگر **عہد کرامت عہد حضرت**
سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مین یہہ بیسون ۲۰
برس کی اولجہی ہوئی گتہی سلجہہ گئی اور وہ خونخوار و خونریز قبائل باخودہا شیر و شکر ہو گئے

انہین کی اولاد انصار رضی اللہ عنہم ہین اور بعض اہل تاریخ لکھتے ہین
جب تبع بادشاہ یمن تسخیر ممالک مشرقیہ کے قصد سے نکلا تو مدینہ منورہ
مین گذر اوسکا ہوا اور اپنے بیٹے کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے مدینہ مین چھوڑا اور
خود شام و عراق کیطرف روانہ ہوا اوسوقت جو قوم مدینہ مین بسے ہوئی تھی اون
لوگون نے سلطان کی روانگی کے بعد اوسکے خلیفہ کو قتل کر ڈالا جب سلطان کو
یہہ دردناک خبر پہونچی تو وہ غضبناک ہوکر انتقام کے لئیے پلٹا اور یہان پہونچکر
قتل عام کا حکم دیا اتفاق سے اوسیوقت اوسکی سواری کا گھوڑا جو اوسے بہت
محبوب تھا مار اگیا اوسنے قسم کہائی کہ جبتک اس شہر کو غارت نکرلونگا آگے
نہ بڑہونگا علما سے یہود نے کہا کہ یہہ شہر پیغمبر آخر الزمان کا
دار الہجرت ہے تیرا حکم اسپر ہرگز جاری نہوگا ناچار تبع اپنے ارادے سے
باز رہا اور یمن کیطرف چلا گیا اوسوقت چارسو عالم توریت جو بادشاہ کے ہمراہ
تھے بامید ملازمت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدینہ مین رہگئے
اور تبع نے ہر شخص کے واسطے گھر بنادئے اور اونکی خدمت کے واسطے لونڈی
غلام دئے اور گھرون کو ضروری اسباب وسامان سے مرتب کر دیا اور بہت کچھہ
زر نقد اونکو عنایت کیا اور اپنی طرف سے ایک خط لکھکر شامول یہودی کو
دیا اور وصیت کی اگر تجھسے پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
سے ملاقات ہو تو یہہ میرا خط اونکو دینا اور اگر تیرے زمانہ مین اونکا ظہور نہو تو یہہ
خط تیری اولاد کے پاس رہے تیری اولاد مین سے جس سے ملاقات ہو وہ یہہ
خط میری طرف سے اونکی خدمت بابرکت مین گذرانے اور ایک پر تکلف
دولتخانہ تعمیر کراکے وصیت کی کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
وقت نزول مدینہ باسکینہ اسی مکان مین تشریف فرما رہینگے چنانچہ حضرت

ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالے عنہ اوسی عالم کی اولاد مین سے تھے اور آپ ہی نے تبع بادشاہ یمن کا عریضہ حضور مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے گذرانا تھا اور نامہ شریف مین یہہ شعر بھی لکھا ہوا تھا شعر

شهدت علی احمد انه رسول من الله باری النسم

فلو مد عمری الی عمره لکنت وزیرا له وابن عم

ترجمہ یعنی مین گواہی دیتا ہون احمد پر کہ وہ خدا کے رسول ہین ایسا خدا کہ وہ پیدا کرنے والا ہے آدمیون کا + پس اگر دراز ہوتی میری عمر اونکی عمر تک تو مین اونکا وزیر ہوتا اور ابن عم معارج النبوۃ مین ہے کہ یہہ نامہ شریف حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ نے ابی لیلی کے واسطہ سے اوسوقت حضور مین پیش کیا ہے کہ جب آپ قبیلہ بنی سلیم مین جلوہ فرما ہوئے ہین اور عبارت اوس نامہ مبارک کی یہہ تھی۔

ایمان نامہ تبع ابن حمیر بادشاہ یمن کا بنام گرامی حضور پرنور سرور عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو اس بادشاہ نے حضور پرنور کی بعثت سے ہزار برس پہلے حسب ہدایت علمائی توریت لکھا تھا اور وہی نامہ مبارک پشت بہ پشت ابوایوب انصاری کے گھر مین چلا آتا تھا

اما بعد یا محمدؐ فانی آمنت بك وبکتابك الذی انزل الله علیك

وانا علی دینك وسنتك وامنت بربك ورب کل شئ وبکل ماجاء من ربك من شرایع الایمان والاسلام وانا قبلت ذالك فان ادرکتك فیها وان لم ادرکلك فاشفع یوم القیامة ولا تنسی فان من امتك الاولین وبایعتك قبل مجیبك وقبل ارسال الله تعالی ایاك وانا علی ملتك وملة ابیك ابراهیم خلیل الله علیه السلام اور اوس نامہ پر اپنی مہر کی اور مہر مین یہہ کندہ تہا لله الامر من قبل ومن بعد یومئذ یفرح المومنین۔ تفسیر حسینی مین سورہ دخان کی تفسیر کی تحت مین ہے کہ جب حضرت ابو ایوبؓ نے نامہ تبع پیش کیا تو حضرت نے تین مرتبہ فرمایا مرحبا بالاخ الصالح اور یہہ نامہ لکہا ہوا ایکہزار چالیس برس قبل نبوت کا تہا درج الدرر سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے اس مقام سے ظاہر ہوتا ہے کہ انصار رضی الله عنہم اولاد اونہین عالمونکی ہین جو تبع کے ساتہہ سے مدینہ مین بس گئے تہے اور اوسنے بہت خوشی سے اون علما کو مدینہ مین بسنے کی اجازت دی تہی مکانات رہنے کو بنوا دیئے خرچ کافی دیا جیسا کہ ہم اسکے اوپر لکہہ چکے ہین۔ **تفسیر معتبرہ** سے ثابت ہے کہ تُبّع حمیری کا نام اسعد بن ملکی کرب ہے اور کنیت اوسکی ابو کرب ہے کثرت توابع کے سبب سے تُبّع اسکا لقب ہوگیا جیسا کہ تفسیر ابن عباس مین ہے بعض تبع کو نبی کہتے ہین اور بعض مرد صالح جیسا کہ تفسیر جلالین مین بحث کریمہ اهم خیرٌ ام قوم تبع سورہ الدخان مین لکہا ہے۔ اوسکا اسلام مشکوک نہین ہے **موضح القران** مین ہے کہ تبع بادشاہ یمن تہا اوسکی قوم بت پرست تہی اوسکو توریت پر یقین آیا اپنی قوم کے سامنے آزمایا کہ سچا دین کونسا ہے آگ جلوائی دو عالم توریت اپنی کتاب توریت کو بغل مین لیکر اور دو بت پرست اپنے بتون کو لیکر آگ مین گہسے عالم توریت آگ کے اندر سے

سلامت نکلے بت پرست جل گئے یا آگ کی سوزش کی تاب نہ لا سکے اولٹے قدم بہاگ آئے **فائدہ** پہلا نام مدینہ طیبہ کا یثرب۔ اثرب۔ اثارب تہا حضور پر نور نے اسکا نام مدینہ رکہا بعضے لکھتے ہین یثرب نام اوس زمین کا ہے جو احد کے غربی سمت کیطرف واقع ہے اور وہان نہرین اور نخلستان بکثرت ہین **ابن زبالہ** جو اصحاب امام مالک سے ہین اور اہل تاریخ کے سر حلقہ سمجہے جاتے ہین روایت کرتے ہین کہ اب مدینہ کو یثرب کہنا منع ہے۔ اور امام بخاری اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ جو شخص ایک مرتبہ یثرب کہے تو ادا ے کفارہ کے لیئے دس بار مدینہ کہہ لے اور امام احمد و ابو یعلی اسے روایت ہے کہ استغفار کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے اسکا نام طائبہ و طابہ رکہا ہے اور اس نام کی کراہت کی وجہ یہہ ہے کہ یثرب مشتق ہے یثرب سے کہ بمعنی فساد لغت مین آیا ہے یا تثریب کہ بمعنی عقاب ہے یا نام ایک کافر کا ہے اولاد نوح علیہ السلام سے کہ اول وہی اسجگہہ رہا تہا جب اللہ تعالی شانہ نے عہد اسلام مین اسے خس و خاشاک کفر و فساد سے پاک کر دیا تو اب یہہ نام اوسپر صادق نہین آتا اور کلام الٰہی مین جو یا اهل یثرب لا مقام لکم وارد ہے وہ بطریق حکایت ہے جیسے اکثر کفار کے نام قرآن مین آے ہین اور جو حدیث مین آیا ہے وہ قبل از نہی ہے کذا فی جذب القلوب القصہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ابو ایوب انصاری کے گہر مین رونق افروز ہوے تو **عبداللہ ابن سلام** سب سے پہلے حاضر خدمت ہوئے اور کلمات ہدایت آیات سنکر چلے گئے چونکہ اسلام کا ذائقہ زبان پر آچکا تہا تخلیہ کے وقت پہر آئے اور عرض کی یا حضرت میرے تین سوال ہین اور سوا ے پیغمبر کے کوئی اوسکا جواب نہین دے سکتا اوّل یہہ ہے کہ علامت قیامت کی کیا ہوگی دوسرا بہشت مین اول طعام کیا ملے گا

نیسرا کیا سبب ہے کہ لڑکا کبھی باپ کی صورت پر پیدا ہوتا ہے اور کبھی ماں کی صورت
پر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہین کہ اوسنے پوچھا جو کچھ
پوچھا اور مجھکو علم نتھا لیکن اللہ تعالیٰ شانہ نے علم دیا پھر فرمایا اول علامت قیامت کی
آگ ہوگی جو لوگون کو شرق سے غرب کو لائیگی۔ اور بہشتیون کو اول مچھلی کے کلیجہ
کا گوشت ملیگا۔ اور جب منی مرد کی غالب ہوتی ہے لڑکا باپ کی صورت پر ہوتا
ہے اور اگر ماں کی منی کو غلبہ ہوا تو بچہ ماں کی صورت قبول کرتا ہے۔ **عبداللہ**
ابن سلام کا اسلام یہہ جواب سنکر عبداللہ بن سلام نے کہا **اشہد ان**
لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ ۵

مدتے بود کہ مشتاق لقایت بودم	لاجرم روے ترا دیدم واز جا رفتم

عبداللہ ابن سلام نے عرض کی یا رسول اللہ قبل اسکے کہ میرے اسلام لانیکی
خبر کو شہرت ہو آپ یہودیون کو بلا کر اونکی اعتقاد کا امتحان لیجئے کہ آپ کی نسبت
اونکا خیال کیسا ہے مین علحدہ ایک گوشہ مین ہوجاونگا چنانچہ حضور نے یہود کو
بلایا اور فرمایا کہ تم خوب جانتے ہو اور اچھی طرح پہچانتے ہو کہ مین رسول خدا
ہون پھر ایمان کیون نہین لاتے وہ کمبخت کہنے لگے کہ واللہ ہم آپ کو رسول نہین
جانتے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگون مین عبداللہ
بن سلام کا کیا رتبہ ہے یہود نے کہا ہو سیدنا وابن سیدنا واعلمنا وابن اعلمنا
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوجاے اور
میری رسالت ونبوت پر گواہی دے تو تم اسلام قبول کروگے یا نہین یہود کہنے لگے
خدا نکرے کہ وہ مسلمان ہو اللہ اوسکو اسلام سے بچاتا رہے تین بار حضور پر نور
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہی کلام فرمایا اور وہ اپنی شقاوت ازلی سے
ایک ہی جواب دیتے رہے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن سلام کو

آواز دی وہ کلمہ پڑہتے ہوئے نکل آئے اور اپنی قوم کے لوگون سے متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ تم خوب جانتے ہو کہ آپ رسول برحق ہین کیون انکار کرکے ہاویہ شقاوت مین داخل ہوتے ہو وہ بولے کہ تو جہوٹا ہے ہم انکو کاہنون مین کا ایک شخص جانتے ہین پہر کہا ہوا شرنا وابن اشرنا واجہلنا وابن اجہلنا پہر یہہ معاملہ اتنا بڑہا کہ رد و بدل کی نوبت آگئی اور عبداللہ بن سلام کے دشمن ہوگئے اور حضرت سے نہایت دشمنی اس قوم کو ہوگئی نصاری سے پہلے اللہ تعالی شانہ نے انپر لعنت فرمائی ہے ابن سلام نے عرض کی یارسول اللہ انکو دفع کیجئے مجھے ان سے ڈر معلوم ہوتا ہے حضرت نے اونکو نکلوا دیا۔ **تفسیر ابن جریر وابن حاتم** وکتب طبرانی وبیہقی ومسند امام احمدؒ ومسند ابن حمید مین **روایت** ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدینہ طیبہ مین جلوہ فرما ہوے تو عبداللہ ابن صوریا جو احبار فدک سے تہا مع ایک جماعہ یہود حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین حاضر ہوا اور بطور امتحان حضور سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین عرض کی کہ آپ اپنے خواب سے مجہکو مطلع فرمائین کہ ہم نے پیغمبر آخر الزمان کی علامات اپنی کتاب مین دیکہی ہین حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکہین سوتی ہین اور میرا دل جاگتا ہے اگر یہی علامت ہے تو مجہہ مین موجود ہے اوس نے کہا سچ ہے پہر اوس نے کہا کہ اور کئی سوال ہم کرتے ہین انکا جواب وہی دیگا جو پیغمبر ہوگا آپ نے کہا کرو لیکن وہ اقرار کرو جو یعقوب نے اپنے بیٹون سے کیا تہا کہ اگر مین تمہارے سوالات کا جواب دون تو بیعذر تمہین ایمان لانا ہوگا اور میری متابعت اختیار کرنی پڑیگی سب نے کہا کہ ہمین یہہ شرط منظور ہے اوسنے پوچہا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ بچہ کبہی باپ سے مشابہ ہوتا ہے اور

کبھی مان سے آپنے اسکا وہی جواب دیا جو عبد اللہ ابن سلام کو دیا تھا پھر اوسنے
پوچھا کہ کون عضو مرد کی منی سے بنتا ہے اور کون عضو عورت کی منی سے حضرت
نے فرمایا کہ استخوان و پٹے یعنی پٹھے وغضروف باپ کی منی سے بنتے ہین اور
گوشت وخون و بال و ناخن مان کی منی سے یہود نے کہا بہت درست ہے
پھر سوال کیا کہ اہل جنت کی مہمانی جنت مین داخل ہونیکے وقت کس کھانیسے
ہوگی حضرت نے فرمایا کہ مچھلی کے دل کی کباب سے اوسنے کہا درست ہے پھر
سوال کیا کہ حضرت یعقوب اسرائیل نے کونسا کھانا اپنے نفس پر حرام کیا تھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کا دودھ اور
گوشت اور اسکا سبب یہہ ہوا کہ آپ کو مرض عرق النسا عارض ہوا تو آپنے
نذر مانی کہ اگر مجھے صحت ہوجای تو جو کھانا مجھے مرغوب ہے اوسکو مین اپنی
ذات پر حرام کر دونگا اللہ تعالی شانہ نے آپ کو صحت عطا فرمائی تو آپ نے
یہہ دونون چیزین جو آپ کو مرغوب تھین ترک کر دین بعد اسکے آپ کی اولاد پر بھی
حرام ہوگئین اوسنے کہا بہت درست ہے آپ نے فرمایا اب ایمان کیون
نہین لاتے اوسنے کہا کہ ایک بات اور باقی ہے یہہ فرمائیے کہ آپ پر وحی کون
فرشتہ لاتا ہے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل جو ہر نبی اور پیغمبر کے پاس وحی لاتے
تھے تو وہ بدبخت جماعت کہنے لگی کہ ہمین آپکی متابعت منظور نہین اگر کوئی اور فرشتہ
وحی لاتا تو ہم آپ پر ایمان لاتے یہہ فرشتہ تو ہمارا دشمن ہے اسنے بخت نصر کو
بچا لیا تھا **فائدہ** قوم یہود دنیا بھر کی قومون مین نہایت **شقی** اور خبیث
قوم ہے جب تو انکے لئے حضرت موسی علیہ السلام سے صاحب جلال پیغمبر
بھیجے گئے تھے وہ چند روز اس قوم سے جدا ہوے اور اپنے بڑے بھائی
حضرت ہارون کو اپنا وصی کر گئے تھے بس یہہ ناپاک قوم گوسالہ پرست ہوگئی

جب موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو قوم کا یہہ حال دیکھکر غضب ناک ہو گئے جب ایک دن مین اسّی ہزار آدمی قتل ہو گئے تو توبہ و فریاد ہونے لگی آخر اللہ جل جلالہ نے توبہ قبول کی چندروز کچھہ ٹھیک طور پر رہے اور پھر اکڑ گئے یہہ لوگ اچھی طرح حضرت کو جانتے تھے کہ آپ نبی ہین مگر اونکا حسد اتنا بڑھا ہوا تھا کہ راہ ہدایت پر آنے نہ دیتا تھا **الغرض** ایسی ایسی شرارتین اور خباثتین یہود نا بہبود کی بہت ہین حق پوشی انکا خلقی شعار ہے **واضح** ہو کہ مشاہیر مہاجرین رضی اللہ عنہم یہہ حضرات ہین مصعب ابن عمیر عبدری عبد اللہ ابن ام مکتوم۔ ابو عبد الرحمن بلال ابن رباح۔ سعد ابن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ مین سے ہین۔ عمار ابن یاسر عمر ابن خطاب۔ عثمان ابن عفان۔ غراب۔ بنو جحش۔ زبیر ابن العوام۔ اسما بنت ابی بکر زوجہ زبیر۔ عبد الرحمن ابن عوف۔ طلحہ ابن عبد اللہ۔ ابو سلمہ ام سلمہ زوجہ ابو سلمہ۔ عیاش ابن ابی ربیعہ۔ عثمان ابن مظعون۔ زوجہ عثمان مذکور زید ابن خطاب۔ حمزہ بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید ابن حارثہ ابو بکر صدیق۔ عتبہ ابن غزوان۔ عبیدہ ابن الحارث ابن المطلب۔ طفیل حصین برادر طفیل۔ مسطح ابن اثاثہ۔ علی ابن ابیطالب۔ غزوان پدر عتبہ۔ انہین حضرات کے فضائل مین یہہ آیہ کریمہ قرآن مین نازل ہوئی للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم و اموالہم تا اولئک ہم الصادقون اور انہین حضرات کو انصار نے اپنی حویلیون مین رکھا چنانچہ اوس ابن ثابت برادر حسان ابن ثابت نے حضرت عثمان رض کو اپنے گھر مین اوتارا اور نہایت خاطر کی اور تا زیست اونسے ویسی ہی محبت رکھی بہجۃ المحافل مین ہے کہ بعد شہادت حضرت عثمان اوس ابن ثابت اونکے وارث بھی ہوئے۔ غراب رضی اللہ تعالے عنہ سعد ابن خیثمہ کے گھر مین رہے اور بنو جحش عاصم ابن ثابت کی حویلی مین ٹھہرے

زبیر مع اسما بنت ابی بکر سفیان ابن حارث کے گھر مین اوترے۔

عبد اللہ ابن زبیر کی ولادت مہاجرین کے بچون مین یہہ پہلی ولادت ہے جو مدینہ مین ہوئی

وہین عبد اللہ ابن زبیر پیدا ہوئے انہین کے منہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ڈالا ہے اور یہہ مہاجرین کی اول اولاد ہین جو مدینہ مین پیدا ہوے اور سب مسلمانون کو نہایت خوشی ہوئی اسلیئے کہ یہہ بات مشہور ہوئی تھی کہ یہودی نے سحر کیا ہے ان مہاجرین کے کوئی اولاد نہوگی۔ اور مصعب ابن عمیر اسعد ابن زرارہ کے پاس فروکش ہوے۔ اور عبد الرحمن ابن عوف سعد ابن ربیع کے گھر مقیم ہوے۔ اور سعد ابن ابی وقاص سعد یمانی کے پاس اوترے۔ اور طلحہ ابن عبد اللہ عمیر ابن معبد کے گھر مین رہے۔ اور ابوسلمہ مع اپنی زوجہ ام سلمہ کے عیادت کے مکان مین سکونت پذیر ہوے۔ اور عیاش نے ابولبابہ کے مکان مین قیام کیا۔ اور عثمان ابن مظعون معہ زوجہ خود ابن جبیر کی حویلی مین رہے۔ اور عمر ابن خطاب مع زید اور اپنی توابع کے ساتھہ رفاعہ ابن رافع انصاری کے گھر مین جلوہ فرما رہے۔ اور حمزہ و زید ابن حارثہ مع توابع ولواحق کلثوم ابن الہدم کے پاس اوترے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ مع توابع خارجہ ابن زید کے گھر مین رہے علی مرتضی عویم ابن ساعدہ کی حویلی مین رونق افروز رہے۔ اور عتبہ ابن غزوان معہ پدر عباد ابن بشر کے گھر مین رہے۔ عبیدہ بن الحارث مع طفیل وحصین برادران اور مسطح ابن اثاثہ وغیرہ عبد اللہ ابن سلمہ کے مکان مین رہے انہین انصار کی شان مین یہہ آیۃ جلیل الشان سورہ حشر مین نازل ہوئی ہے

والذین تبوء الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویوثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ یعنی جو گھر پکڑ رہے ہین اس گھر مین اور ایمان مین ان سے پہلے محبت کرتے ہین اوس سے جو وطن چھوڑ آئے اونکے پاس اور نہین پاتے اپنے دل مین غرض اوس چیز سے جو اونکو ملا اور مقدم رکھتے ہین اونکو اپنی جان پر اگرچہ وہ خود بھوکے ہون - حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس قوم کا نام دین کی نصرت دہی کے سبب سے انصار رکھا اور یہہ حدیث انکی شان مین فرمائی

انصار رضی اللہ عنہم کی فضیلت حدیث شریف کا ترجمہ

انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور نفاق کی علامت انصار کی دشمنی ہے بخاری ومسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور مسلم نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے الٰہی بخش انصار کو اور اونکے بیٹون اور پوتون کو چنانچہ پہلے درجہ والے اصحاب ہوے اور دوسرے درجہ والے تابعین اور تیسرے درجہ والے تبع تابعین لفظ حدیث کے یہ ہین اللھم اغفر للانصار ولابناء ابناء الانصار بعید نہین ہے کہ مراد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اولاد ابنار انصار ہو قیامت تک -

فضیلت مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

یہہ جو اوپر کی آیت انصار کی شان مین ہے وہ انصار کی علوی شان اسلامی دنیا کے بسنے والون کو دکھا رہی ہے اس آیت کے اوپر کی ایک اور آیت ہے

اس سے نہایت مفصل فضیلت مہاجرین کی ظاہر ہوتی ہے اسپر بھی اگر کوئی شخص
ان حضرات کی فضیلت کا خیال نکرے تو ایسا خیال اوسیکے واسطے مبارک رہے
وہ آیت کریمہ یہہ ہے للفقرآء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارھم
واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ
اولئک ھم الصدقون ترجمہ از تفسیر حسینی قسمت براے یتیمان ومسکینان
وابناے سبیل است ودرویشان ہجرت کنندہ آنانکہ بیرون کردہ شدہ اند
از سراہاے ایشان کہ در مکہ داشتند ودور افتادند از مالہاے خود می طلبند
بخشش وبخشایش از خداوند خود وخشنودی حضرت او یعنی ہجرت ایشان براے
تجارت واغراض دنیوی نبودہ بلکہ طلب رحمت ورضاے حق بود وبدوستی
خدا ورسول ترک دیار واموال خود نمودند ویاری میکنند دین خداے را
بنفس ومال خود ونصرت می نمایند پیغمبر اورا بیاری وہواداری آن گروہ مہاجران
ایشانند راستان در دین اسلام ہم بقول وہم بفعل فقیر محمد اکبر ابو العلائی
غفر اللہ ذنوبہ عرض کرتا ہے مہاجرین کے سر دفتر حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالی عنہ ہین آپ کو سر دفتر اسلیئے کہا گیا ہے کہ ایک تو آپنے ہجرت کا
ثواب پایا دوسرا بہت بڑا شرف اور ثواب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم کی شرف ہمرکابی کا حاصل کیا پروردگار تعالے لشانہ نے جملہ مہاجرین
کی شان مین یہہ آیت نازل فرمائی ہے جنمین بروایت صحیحہ حضرت عمر اور حضرت
عثمان رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہین انکی ایمان کی تصدیق مین شہادت اللہ
کافی ووافی ہے۔ ھ

آنکس کہ شد متابع راے تو قد نجا	وانکو خلاف امر تو ورزید قد ہلک

یا اللہ مین تیری شہادت پر ایمان لایا اور مہاجرین وانصار کی بزرگی اور

اور اونکے ایمان کی دل سے اور زبان سے تصدیق کرتا ہون جیسا تو نے ارشاد
فرمایا ہے بیشک وشبہ یہہ حضرات ایسے ہی ہین انکی قبرین ہمیشہ تیری رحمت
کے باغ کے پھولون سے بھری رہین یا اللہ اوسی باغ رحمت کے پھول
میرے پیران طریقت اور اجداد کرام کے مزارون پر بھی برسادے رضی اللہ عنہم
فائدہ اوپر والی آیت شریفہ مین جو جملہ تبوؤ الدار والایمان واقع ہے یعنی
جگہہ پکڑی اون مہاجرین نے سراے ہجرت اور دار ایمان مین یعنی **مدینہ**
مین صاحب تفسیر حسینی سورۂ حشر کی تفسیر مین تحریر کرتے ہین کہ تفسیر امام ابی بکر
نقاش مین ہے کہ مدینہ کا نام **ایمان** ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے یہہ نام رکھا ہے پس معنی اس آیت کے یہہ ہوے کہ اقامت
اختیار کی مہاجرین نے مدینہ مین **فائدہ** حضور پرنور کی **ہجرت** کی مصلحتون
مین سے ایک بات فیاض ازل نے اس گنہگار کے دلپر یہہ بھی کھول دی کہ
اگر اللہ کے پاس ہی اوسکے محبوب کا گھر ہوتا تو ایک ہی سفر مین دو دلون برکتین
حاصل ہوجایا کرتین زایرین کو وہ شوق اور ولولہ نہوتا جو اب پیدا ہوتا ہی
اور ایک ہی مقام پر دونون سلام ہوجاتے اور اب پہلا سلام تو خالق ومالک
جو تمام شاہان روے زمین کا پیدا کرنے والا ہے اوسکے دربار مین حاضر ہوکر
بجالاے یہان اوس سلام کے صلہ مین کیا درجہ اور کیا انعام ملا کہ پروردگار نے
کہا مرحبا تمہاری حاضری لکھی گئی اب ہماری خوشنودی کی سند تمکو ہمارے محبوب
کی سرکار سے ملیگی اگر بندے اپنے مالک کے محبوب کے دربار مین حاضر ہوکر
اپنی سند کو طغراے قبولیت سے مسجل کرلاے بس پروانہ خوشنودی ونجات
حاصل ہوگیا اب سے قیامت تک سب راہین نجات کی اوسپر کھلی ہوئی ہین
اور توفیق ازلی ہر جگہہ اس کے ساتھہ ہے وہ **توفیق ازلی** کیا ہے

اتباع شرع اب بندہ سچا نمازی بھی ہوگیا اور پہ ریا روزہ دار بھی اپنے
مالک سے ڈرنے لگا کہ اب اسسے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہی نہین ہر وقت اوس مالک
الملک کی جلالت پیش نظر ہے جہان خطرات نفسانی نے کسی گناہ کی جرات دلائی
اور مالک کی جلالت نے تنبیہ فرمائی اور یہہ بندہ ہوشیار ہوگیا اور اسکی سند مین
کوئی دہبہ نہ لگنے پایا بس معلوم ہوگیا اس بندہ کو کہ میری سند محکمہ وزارت کے
طغرا سے مسجل ہے الحمد اللہ علی احسانہ مہاجرین والانصار کے ملے جلے
فضایل قال اللہ تعالی شانہ ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما
اوتوا ترجمہ اور نہین پاتے اپنے دلون مین حسد یا حقد یا دغدغہ اوس سبب سے
جو انپر بخشش کی گئی۔ مراد اس سے یہہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے انصار کو طلب فرمایا اور اونکی اعانت وامداد اور احسان واسعاد کا
ذکر فرمایا یعنی جو انصار نے مہاجرین کے ساتھہ حسن سلوک کئے تھے حضور پر نور
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ انصار تم چاہتے
ہو کہ بنی نضیر کی غنیمت تم سب لوگون کو مین تقسیم کردون اور اگر وہ مہاجرین اوسی
دستور کے موافق تمہارے گہرون مین رہین۔ یا تم اس مین راضی ہو کہ یہہ سب
مال مہاجرین کو دیدیا جاوے اور وہ لوگ تمہارے گہرون سے باہر آجاوین
اور اپنے امور معیشت مین مشغول ہون۔ بیان کرو سعد ابن وقاص سعد بن معاذ
سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم نے جو پیشوایان اہل مدینہ تھے عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہمارا دل یہہ چاہتا ہے کہ اموال غنیمت تو
حضور مہاجرین کو تقسیم فرماوین اور یہہ بزرگوار حسب دستور سابق ہمارے گہر مین
رہین کہ انکے سبب سے ہمارے گہر کی رونق اور برکت ہے حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انصار کے واسطے دعاے برکت فرمائی اللہ تعالی

شانہ انکی شان مین فرماتا ہے کہ ایثار کرتے ہین اور مقدم رکھتے ہین مہاجرین کو اپنے نفس پر یعنی خود نہین لیتے اور اونکو دیتے ہین اگرچہ یہہ خود محتاج ہین قال اللہ تعالےٰ شانہ ویوثرون علیٰ انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یون بیان کیا ہے کہ ایک شخص بکری کا بھنا ہوا سر کسی صحابی کے واسطے کہ جو مساکین صحابہ مین سے تھے لایا اون صحابی نے ایک دوسرے صحابی کو جو اون سے زیادہ حاجتمند تھے وہ سر بریان بھیجدیا اون حضرت نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تیسرے صحابی کیخدمت مین پیش کیا اسی طرح اوس بریان کو نو صحابی نے ایک دوسرے پر ایثار کیا لہذا پروردگار تعالیٰ شانہ نے اس آیت شریفہ مین اونکا ذکر فرمایا حکما اسبات پر متفق ہین کہ وہ چہ خصلتین کہ مشتاجر ہین اون مین سے صفت ایثار اکمل و افضل ہے - ایثار یہہ ہے کہ کوئی شخص کسی شے کا حاجتمند ہوا اور وہ شے اوسے حاصل ہوگئی اور ہنوز اوسکے صرف مین نہین آئی کہ اوسنے دوسرے شخص کو اوسی شے کا محتاج پایا اور فورًا اوسے دیدیا یعنی اوسکی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھا قطعہ

کریم کامل آنرا میشناسم اندرین دوران	کہ گرنانے رسد از آسیائی چرخ گردانش
زاستغناے ہمت باوجود فقر و بی برگی	زخود واگیرد و سازد نثار پیے نوایانش

پروردگار تعالےٰ شانہ اب جملہ مومنین کو انصار و مہاجرین کے طریقہ تعلیم فرماتا ہے اے سالکان راہ طریقت اس تعلیم کو سمجھو اور اسپر عمل کرو نور چشم محمد محسن مدّ اللہ عمرک تمہارے سمجھنے اور عمل کرنیکی یہہ بات ہے قال اللہ تعالیٰ شانہ ومن یوق شح نفسہ اور جو شخص کہ نگاہ رکھا جاے نفس اوسکا بخل سے ہم المفلحون وہی گروہ ہے جسنے فلاح

پائی اس آیت میں جو مَنْ کا لفظ واقع ہے عمومیت کے واسطے ہے جو شخص
ان افعال حسنہ کا عامل ہوا زمرہ مہاجرین و انصار میں داخل ہوگیا یہہ نہ
سمجھا کہ باب فیض بند ہوگیا ۵

ہنوز آن ابر رحمت دُرفشان است	خم و خمخانہ با مُہر و نشان است

والذین اور وہ لوگ جو آے اور آئینگے من بعدھم مہاجرین اور انصار کے
بعد مراد اس سے تابعان صحابہ ہین قیامت تک یقولون کہتے ہین ربنا
اغفرلنا اے پروردگار بخش ہمکو ولاخوننا اور ہمارے بہائیون کو جن
لوگون نے دین مین ہم سے سبقت کی ہے ایمان لانے مین الذین سبقونا
بالایمان وہ لوگ جو سبقت لے گئے ہین ہمپر ایمان مین ولاتجعل اور نہ رکہہ
فی قلوبنا ہمارے دلون مین غلاً کینہ وحسد و خیانت للذین امنوا اون
لوگون کو کہ ایمان لاے ہین ہمسے پہلے یعنی اصحاب پیغمبر ربنا اے ہمارے
پیدا کرنے والے انک رءوف بے شک تو مہربان ہے ہماری دعاون کو قبول فرما
رحیم تو ہمارا بخشنے والا ہے اپنی رحمت سے ہمکو زمرۂ سابقین مین داخل فرما
علماء رحمہم اللہ علیہم فرماتے ہین کہ جبکو کسی صحابی سے بغض اور کینہ
ہے وہ اس آیت کا اہل نہین ہے اور اس دعا سے محروم ہے صاحب انوار
فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے مومنین کے تین درجہ کئے ہین مہاجرین و
انصار و تابعین اور یہہ موصوف ہین سادگی دل اور پاکی طینت کی صفت سے
پس جو شخص کہ ان صفات سے متصف نہین ہے وہ مومنین کے زمرہ سے
خارج ہے بیان مہاجرین کا جن لوگون نے پہلے ہجرت
کی ہے مدینہ کی طرف صحیح بخاری شریف مین براء ابن عازب رضہ سے
روایت ہے کہ اول ہمارے گہر مصعب ابن عمیر و ابن ام مکتوم آئے پہر بلال رضہ

وسعد و عمار ابن یاسر اور انکے آنے سے بیس۲۰ دن بعد حضرت عمرؓ ابن خطاب آے اور انکے بعد جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم رونق افروز ہوے تو بینے اہل مدینہ کو کبھی ایسا خوش نہ دیکھا تھا جیسا اوس دن دیکھا الحاصل بعد تشریف فرما ہونے رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے ہوا مدینہ منورہ کی ردی ہوگئی جس کی وجہ سے اکثر مہاجر بیمار ہوگئے بلکہ حضرت صدیق اکبر اور عامر بن فہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہم کو اتنا ضعف ہوگیا کہ نماز مین قیام نہ کرسکتے تھے یہہ حال دیکھکر حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالی شانہ نے ہوا کی روایت کو مدینہ سے جحفہ مین بدل دیا۔ جحفہ ایک موضع ہے مدینہ سے چھ۶ کوس وہان یہود رہتے تھے اوسی دن سے مدینہ طیبہ ہواے وبائی سے آجتک محفوظ ہے مصابیح مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم مکہ سے مدینہ مین آئے تو بلال اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما عارضہ تپ مین مبتلا ہوے اور بلالؓ مکہ جانیکے اشتیاق مین اشعار پڑہنے لگے یہہ حال بینے حضرتؐ سے عرض کیا حضرتؐ نے یہہ دعا فرمائی اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اللھم صححھا و بارك لنا فی مدھا وصاعھا وانقل حماھا فاجعلھا بالجحفۃ ترجمہ یا اللہ محبوب کردے ہمارے مدینہ کو جسطرح مکہ کو دوست رکھتے ہین یا اوس سے زیادہ اللہ صحت بخش کردے مدینہ کی ہوا کو اور برکت عطا کر ہمارے لئے اوسکے مُد اور صاع مین اور بدل اوسکی تپ کو یہان سے جحفہ مین **فائدہ** آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی ہجرت کرنے کے بعد کسیکا اسلام بے ہجرت قبول نہوا مگر اونکا جو معذور تھے عیاش ابن ابی ربیعہ کہتے ہین کہ مین مع والدہ کے معذورین مین

معدود تہا چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قنوت مین یون
فرماتے تہے اللہم انج عیاش ابن ابی ربیعہ والولید وسلمہ
ابن ہشام اللہم انج المستضعفین من المومنین مگر جب مکہ فتح
ہوا تو یہہ حکم منسوخ ہوگیا اور ارشاد ہوا۔ لا ہجرۃ بعد الفتح لیکن مہاجرین
کو رخصت رجوع نہ دی بلکہ یون فرمایا کرتے تہے اللہم امض لاصحابی
ہجرتہم ولا تردہم علی اعقابہم عیاش مانکی طرف سے ابوجہل ملعون
کے بہائی تہے قدیم الاسلام اور مہاجرین حبشہ اور مدینہ مین انکا شمار ہے جب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتہہ مدینہ مین آئے تو ابوجہل انکو منانے آیا اور
کہا کہ تیری مان نے قسم کہائی ہے کہ مین سایہ مین نہ بیٹہونگی جب تک عیاش کو
نہ دیکہون عیاش مکہ کو اوسکے ہمراہ گئے جب یہہ مکہ مین پہونچے تو ابوجہل مردود
نے اونکو قید کرلیا پہر بہاگ کر مدینہ مین آگئے اور جنگ یرموک مین شہید ہوے
ولید ابن الولید۔ خالد ابن ولید کے بہائی ہین قوم مین قریشی مخزومی ہین
انکو عبداللہ ابن جحش نے جنگ بدر مین گرفتار کیا تو خالد اور ہشام دونون
بہائی چار ہزار درہم فدیہ دیکر مدینہ سے چہڑا لیگئے پہر وہ بلا دعوت مسلمان
ہوگئے لوگون نے ان سے کہا کہ تم قبل ادائے فدیہ کیون نہ ایمان لائے
فرمایا کہ تم لوگ کہتے کہ بے صبری سے ایمان لایا ہے چنانچہ اسلام لانیکی وجہہ سے
انکے دونون بہائی یعنی خالد بن الولید اور ہشام بن الولید انپر ظلم کرنے لگے
یہانتک کہ انکو قید کردیا جب حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
انکے واسطے دعا کی اللہ تعالی شانہ نے اپنے پیغمبر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور انکو حضور کے پاس بہیجدیا۔ سلمہ
یہہ ابوجہل ملعون کے برادر حقیقی تہے قدیم الاسلام اور اخیار صحابہ مین انکا شمار ہے

ان کو بہی کافرون نے قید کیا تہا وہ بہی بہاگ کر حضور پر نور صلے اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم سے آملے اور خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ مین جہاد
ملک روم مین شہید ہوے۔

سال اول ہجری کے وقایع مین سے تعمیر مسجد مدینہ منورہ ہے

حدیث شریف مین وارد ہے۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی شانہ نے مجکو حکم دیا ہے کہ مین ایک عریش حضرت
موسیٰ کے عریش کی مثل بناؤن کہ اوسکی بلندی سات گز سے زیادہ نہو عریش
اوس مکان کو کہتے ہین کہ جسکی پوشش کہجور کے پتون اور لکڑی سے ہوا وراس عریش
مبارک یعنی مسجد نبوی کی طیاری کے قبل یہہ دستور تہا کہ جس مقام پر نماز کا وقت
کسی نمازی کو ہوجاتا تہا وہ وہین نماز پڑہ لیا کرتا جب حکم الٰہی تعمیر عریش کیواسطے
جاری ہوا تو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکی تعمیر اوس
مقام پر تجویز فرمائی جہان ناقہ حضور پر نور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کا پہلی بار بیٹھا تہا اور پہر اوٹہا اور چند گام چلا اور پہر پلٹ کر اوسیجگہہ پر آیا وہ
مقام ایک روایت کے موافق مشرکین کا گورستان یا خرابہ نخیل کا تہا اور دوسری
روایت یہہ ہے کہ ایک میدان تہا محوط قبیلہ بنی نجار کا مالک اوسکے دو یتیم
تہے اون لوگون نے اوسکو مربد بکسر میم وباے موحدہ مفتوح جاے نشانیدن
شتر وجاے جمع کردن خرما ابنا یا تہا مربد وہ مقام ہے جہان خرما کا خرمن
ہوتا ہے یعنی خرما خشک کرکے تمر بناتے ہین الغرض حضور پر نور صلے اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے اون دونون یتیمون سے جنکا نام سہیل اور سُہیل تہا اور

اونکی پرورش کرنے والون سے جنکا نام اسعد ابن زرارہ اور دوسری روایت کے موافق معاذ ابن عفرا ہے کہا کہ اگر تم یہہ زمین بیچو تو ہم خرید لین اور اسمین مسجد بنالین وہ بولے کہ ہم بغیر قیمت کے یہہ زمین نذر کرتے ہین حضرت نے انکار فرمایا مگر بہت کچھہ عرض و معروض کے بعد وہ زمین دس اشقال طلا پر بکی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے وہ قیمت اپنے خاص جیب سے ادا کی بعد اسکے درخت کہود کر زمین کو ہموار کیا اور گورستان کو پست کر دیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ اینٹین طیار کرو اصحاب نے حکم کی تعمیل کی وہ جانب بقیع ابتک موجود ہے پہر دیوارین کچی خشتون سے بنائین اور چہت خرمے کی شاخون اور ستون چوب خرما سے مرتب ہوئے **فائدہ** اس مقام سے معلوم ہوا کہ تعمیر مسجد کے واسطے قبرستان کو ہموار کر دینا جائز ہے **شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ** فرماتے ہین کہ یہہ حکم مشرکین کی قبرون کیواسطے مخصوص ہے صاحب تفریح الاذکیا کا قول ہے کہ یہہ تاویل اوسوقت کرنی پڑتی ہے کہ اوس مقام کو خرابہ اور گورستان قرار دین جب اوسے مزید قرار دیا جاوے تو اس تاویل کی ضرورت نہین بلکہ صاحب بہجۃ المحافل نے اس مقام کو میدان یا نخلستان روایت کیا ہے۔

بیان قبلہ سابق جو شمال کی طرف تھا

جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدینہ طیبہ مین رونق افروز ہوے تو نماز **بیت المقدس** کیطرف پڑہتے تہے تو اوسوقت خرمے کی لکڑیون سے ایک بلند مقام عرش کی مانند بنالیا تہا پندرہ یا سولہ مہینے کے بعد جب تحویل قبلہ کا حکم جناب احدیت جل جلالہ سے صادر ہوا تو اوس مکان کو بطور خود

چھوڑکر اوسکے مقابلہ مین جنوب کی جانب مسجد تعمیر فرمائی اوس مکان کا نام صُفّہ ہوا اوس مکان مین اصحاب بے خانمان جو دن کو فکر قوت مین بسر کرتے اور شب کیوقت استراحت کرتے تھے اور بعد تشریع جہاد اکثر غازیونکے ساتھہ تشریف لیجاتے تھے یہی بزرگوار اصحاب صفہ کے لقب سے مشہور تھے بعض راویونکی نزدیک یہہ شمار مین ستر ہین اور باختلاف روایت زیادہ بہی شمار کیئے گئے ہین اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ بہ تحقیق ثابت ہوا ہے کسیوقت **اصحاب صُفّہ** کی تعداد چار سو تک ہوجاتی تھی اور کبہی کم اور پہر کبہی زیادہ ہوجاتی تھی چنانچہ غزوہ معونہ مین ستر آدمی ان مین سے شہید ہوے بالجملہ اصحاب صُفّہ کی تعداد پر بخوبی اطلاع نہین ہوئی چند اسما تفسیر **نظم الجواہر** مین ہین وہ اس مقام پر درج کیئے جاتے ہین۔

اسماے گرامی اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم

۱ اوس بن اوس ثقفی ۲ براء بن مالک انصاری ۳ بشیر بن سعید اسلمی ۴ ابو برزہ اسلمی ۵ ثابت بن ضحاک خزرجی ۶ ثابت بن ودیعہ جزبیجی ۷ ابو ثعلبہ انصاری ۸ حارثہ بن جمیل اشجعی ۹ جعیل بن سراقہ ضمیری ۱۰ حذیفہ بن اسید غفاری ۱۱ حبیب بن زید انصاری ۱۲ حارثہ بن نعمان انصاری ۱۳ حازم بن حرملہ غفاری ۱۴ حنظلہ بن عامر غسیل ملائکہ ۱۵ حکم بن عمر یمانی ۱۶ حرملہ بن اناس نمیری ۱۷ خنیس بن حذافہ قرشی ۱۸ خالد بن زید انصاری ۱۹ حرم بن مالک اساری ۲۰ خریم بن اوس طائی ۲۱ حدیب بن اساف انصاری ۲۲ دکین بن سعید مزنی ۲۳ رفاعہ بن عبداللہ انصاری ۲۴ ربیعہ بن کعب اسلمی ۲۵ ابوذر بن عقلی ۲۶ ابوکبیشہ مولی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ۲۷ زید بن خطاب عدوی ۲۸ سفینہ مولی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ۲۹ سعید بن مالک

ابوسعید خدری سالم بن عبید اشجعی سالم بن عمیر بن ثابت سائب بن خلاد انصاری
شقران مولی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم شداد بن اسید
صفوان بن بیضا فہری طخفہ بن قیس غفاری طلحہ بن عمرو بصری عبداللہ بن اسود
سدوسی عبداللہ بن حوالہ ازدی عبداللہ بن ام مکتوم عبداللہ بن عمرو بن خرام
سلمی عبداللہ بن حبشی خثعمی عبداللہ ابن انس جہنی عبداللہ بن بدر جہنی
عباد بن خالد غفاری عمرو بن عوف انصاری عمرو بن طلق سلمی عمرو بن ثعلبہ
انصاری عویم بن ساعدہ عبید مولی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم عکاشہ بن محصن اسدی عرباض بن ساریہ سلمی عیینہ بن المنذر سلمی عبادہ
بن قرص لیثی عیاض بن حمار مجاشعی ابوعبید مولی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابوعیب قرات بن حبان عجلی فضالہ بن عبید انصاری
ابوفراس اسلمی قرہ بن ایاس مزنی کنانہ بن حصین غنوی ابوکبیشہ مولی رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم معاویہ سلمی مسعود بن الربیع قاری
مسطح بن اثاثہ قرشی ابومویہبہ مولی رسول مقبول صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ
وسلم بلال مولی مغیرہ بن شعبہ ابوہریرہ دوسی واثلہ بن شفع لیثی وابصہ بن
معبد جہنی یسار مولی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم روایت ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وقت تعمیر مسجد نبوی فرماتے تھے اللھم فارحم
الانصار والمہاجرہ یا اللہ رحم کر انصار اور مہاجرین پر الغرض بلندی مسجد شریف کی
اوسوقت سات گز کی تھی اور طول قبلہ سے شمال تک چودہ گز اور مغرب سی مشرق
تک تریسٹھ گز مسجد نبوی کا ابتدا مین اتنا عرض وطول تھا
جو اوپر تحریر ہوا اور اوسمین کسی طرح کا تجمل وتکلف نتھا یہانتک کہ ستون
بھی چوب خرما کے تھے اور چھت کا پٹاؤ بھی اوسیکی لکڑی سے تھا جب پانی برستا تھا

چہت ٹپکتی تہی اور پانی سے ملی ہوئی مٹی گرتی تہی اور تین در تہے فتح خیبر تک
اسی قدر طول مسجد رہا بعد اسکے از سرنو تعمیر ہوئی تو آن حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اور زمین لیکر داخل مسجد فرمائی کہ دونون
طرف سے صد در صد ہوگئی الحاصل ابتدا تو اسمین تکلف نتہا حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے عریش کے مثل تہی اور یہہ وہ زمین ہے جسکو حضرت
عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ نے دس ہزار درم کو خریدا تہا اور
قصر جنت کے بدلہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہاتہہ
فروخت کیا طبرانی نے یہہ حدیث نقل کی ہے ایک انصار مسجد کے ہمسایہ
تہے اون سے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ
تو اپنا گہر دیسکتا ہے کہ ہم اسے مسجد مین داخل کردین اور اسکے بدلہ مین اللہ
تعالیٰ شانہ تجہے جنت مین ایک قصر عنایت فرماے وہ انصار بہت غریب تہے
اور عیالدار تہے اونکی محتاجی نے اونکو اس سعادت کے حاصل کرنے سے
روکا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ کی قسمت مین یہہ سعادت تہی آپنے
فورًا دس ہزار درم کو یہہ زمین خریدی اور حضور پرنور مین بطور نذر پیش کی حاصل
کلام اس مسجد مبارک مین اول اینٹ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے رکہی پہر حضرت ابوبکر صدیق پہر حضرت عمر فاروق پہر حضرت عثمان غنی رضی
اللہ عنہم نے۔ امام احمد ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مینے دیکہا کہ
حضرت کے آگے بہت سی اینٹین رکہی ہین مینے عرض کیا یارسول اللہ آپ
مجہے دین تو مین پہونچادون حضور نے فرمایا تو بہی لا یہہ میرے واسطے چہوڑ
یا اباھریرہ لاعیش الاعیش الاخرۃ۔ کتب حدیث مین وارد
ہے کہ مسجد شریف کی تعمیر مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک

پتھر رکھکر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ سے ارشاد کیا کہ ایک پتھر تم بھی اس
پتھر سے ملاکر رکھدو اور ایک پتھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے حضرت ابوبکر
رضی اللہ تعالی عنہ کے پتھر کی برابر رکھوایا اسیطرح ایک پتھر حضرت عثمان رضی
اللہ تعالے عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے پتھر کے برابر رکھوایا
اور فرمایا ھؤلاء الخلفا من بعدی **بیان قبلہ سابق** بعد بنا مسجد ۱۶ سولہ
یا سترہ مہینے قبلہ بیت المقدس کیطرف رہا جب **تحویل قبلہ** کا حکم ہوا تو جبریل
علیہ السلام نے جبال و اشجار جو مسجد شریف اور بیت اللہ کے بیچ مین مدینہ سے
مکہ معظمہ تک حایل تھے اونہین دور کر دیا اور بنا مسجد جانب میزاب رحمت
ٹھیک درست کر دی اور ۱۴ چودہ یا ۱۵ پندرہ روز تک حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ
و اصحابہ وسلم امامت کیواسطے مختلف اسطوانہ کے پیچھے قیام فرماتے تھے کہ جسکو
اب **اسطوانہ عایشہ** رض کہتے ہین پھر وہان محراب قرار دی لیکن محراب کی کوئی
علامت نہ تھی ابتدا اسکی عمر ابن عبدالعزیز کے وقت مین ہوئی اور ممبر شریف
ہجری کے سال ہفتم یا ہشتم مین رکھا گیا اس سے پہلے حضور پرنور صلے اللہ
علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم غربی جانب سے ملے ہوے محراب کے قریب کھڑے ہوتے
تھے۔ **استن حنانہ کا بیان** اوسی مقام پر ایک لکڑی گڑی تھی جب
طول کے قیام کے سبب سے حضور کو تکلیف ہوتی تو اوس سے ٹیک لگا لیا
کرتے تھے ایک روز کسی مدنی نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہان منبر بنجاے
حضور نے قبول فرمایا اوسنے تین درجہ کا منبر طیار کیا اور اوسپر خطبہ فرمانے لگے

گریہ وزاری استن حنانہ کی فراق نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مین

روایت ہے ایک روز وہ لکڑی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اوسوقت رونق افروز منبر تھے اور خطبہ فرمارہے تھے یہہ صدائے حزین ایسی دردناک تھی کہ تمام صحابہ سنکر بیقرار ہوگئے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم منبر شریف سے اوترے اور اوسپر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ اگر تیری مرضی ہو تو تجھے اسیطرح اپنی مسجد مین رہنے دون اور اگر پھلنا پھولنا منظور ہو تو تجھے بہشت برین مین جگہہ اللہ تعالی شانہ سے عرض کرکے دلوادون اوسے اس دنیاے فانی کی آب وہوا پسند نہ آئی جنت کے باغ مین رہنا پسند کیا اور باغ ارم کے پیڑون مین ملگیا قاضی عیاض کہتے ہین کہ یہہ حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے کہ صحابہ کی جماعت کثیر نے اسکی روایت کی ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب اس حدیث کو سنتے تو بہت روتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے خدا کے بندو چوب خشک تو فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین شق ہوگئی اور شور گریہ وزاری اوس سے بلند ہوا یہانتک کہ صحابہ کی ایک جماعت کثیر نے سنا تم انسان ہوکر اوس چوب خشک سے معرکۂ عشق مین بازی ہارے جاتے ہو۔

حکایت ستون حنانہ

استن حنانہ از ہجر رسول	نالہ میزد ہمچو ارباب عقول
درمیان مجلس وعظ آنچنان	کز وے آگہ گشت ہر پیر وجوان
در تحیر ماند اصحاب رسول	کز چہ مینالد ستون با عرض وطول
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون	گفت جانم از فراقت گشت خون
از فراق تو مرا چون سوخت جان	چون ننالم بیتو اے جان جہان
مسندت من بودم از من تاختی	بر سر منبر تو مسند ساختی

پس رسولش گفت کای نیکو درخت / اے شده با سرّ تو همراز بخت
گر همیخواهی ترا نخلے کنند / شرقی و غربی ز تو میوه چنند
یا دران عالم حقت سروی کند / تا تر و تازه بمانی تا ابد
گفت آن خواهم که دایم شد بقاش / بشنو اے غافل کم از چوبی مباش
آن ستون را دفن کرد اندر زمین / تا چو مردم حشر گردد یوم دین
تا بدانی هر کرا یزدان بخواند / از همه کار جهان بیکار ماند
هر کرا باشد ز یزدان کار و بار / یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار
وانکه او را نبود از اسرار داد / کے کند تصدیق ناله از جماد
گوید آرے نے ز دل بهر وفاق / تا نگویندش که هست اهل نفاق
گر نیندے واقفانِ امر کن / در جهان رد گشته بودی این سخن
صد هزاران ز اهل تقلید و نشان / افگندشان نیم وهمی در گمان
گر بظن تقلید و استدلال شان / قایم است و جمله پر و بال شان
شبهه می انگیزد آن شیطانِ دون / در فتند این جمله کوران سرنگون
پاے استدلالیان چوبین بود / پاے چوبین سخت بے تمکین بود
غیر آن قطبِ زمان دیده ور / کز ثباتش کوه گردد خیره سر
پاے نابینا عصا باشد عصا / تا نیفتد سرنگون او بر حصا
آن سوارے کو سپه را شد ظفر / اهل دین را کیست سلطان بصر
با عصا کوران اگر ره دیده اند / در پناهِ خلق روشن دیده اند

یعنی خلق رسول الله صلی الله علیه وسلم

گر نه بینایان بدندی و شهان / جمله کوران خود بمردندی عیان

لے زکورا کشت آید نہ درود — لے عمارت لے تجارتہا وسود

گر نکردے رحمت و افضال شان — در شکستی چوب استدلال شان

این عصا چہ بود قیاسات و دلیل — آن عصا کہ داد شان بینا جلیل

او عصاتان داد تا پیش آمدید — آن عصا از خشم ہم بروی زدید

چون عصا شد آلت جنگ و نفیر — آن عصا را خورد بشکن ای ضریر

حلقہ کوران بچہ کار اندرید — دیدہ بان را در میانہ آورید

دامن او گیر کو دادت عصا — در نگر کا آدم چہا دید از عصی

چون عصا شد مار و استن باخبر — معجز موسیٰ و احمد در نگر

از عصا ماری و از استن حنین — پنج نوبت میزنند از بہر دین

گر نہ نامعقول بودی این مزہ — کے بدی حاجت بچندین معجزہ

ہر چہ معقول است عقلش میخورد — بے بیان معجزہ بے جزر و مد

این طریق بکر نامعقول بین — در دل ہر مقبلی مقبول بین

آنچنان کز بیم آدم دیو و دد — در جزائر در رمیدند از حسد

ہم ز بیم معجزات انبیا — سر کشیدہ منکران زیر گیا

تا بناموس مسلمانی زیید — در تسلس تا ندانی کہ کیند

ہمچو قلابان بر آن نقد سیاہ — نقرہ می مالند و نام بادشاہ

ظاہر الفاظ شان توحید و شرع — باطن آن ہمچو در نان تخم صرع

فلسفی را زہرہ نی تا دم زند — دم زند دین حقش برہم زند

دست و پای او جماد و جان اوست — ہر چہ گوید آن دو در فرمان اوست

با زبان گرچہ کہ تہمت می نہند
دست و پاہاشان گواہی میدہند

معجزہ دیگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ سنگ ریزون نے ابوجہل کے ہاتھہ مین حضرت کی رسالت کی شہادت دی اور وہ کافر پہر بہی دولت ایمان سے بے نصیب رہا

حکایت

سنگہا اندر کف بوجہل بود — گفت ای احمد بگو این چیست زود
گر رسولی چیست در دستم نہان — چون خبر داری ز راز آسمان
گفت چون خواہی بگویم کان چہاست — یا بگویند آن کہ ما حقیم و راست
گفت بوجہل آن دوم نادر تراست — گفت آری حق ازان قادر تراست
گفت شش پارہ حجر در دست تست — بشنو از ہر یک تو تسبیحی درست
از میان مشت او ہر پارہ سنگ — در شہادت گفتن آمد بید رنگ
لا الہ گفت و الا اللہ گفت — گوہر احمد رسول اللہ سفت
چون شنید از سنگہا بوجہل این — زد ز خشم آن سنگہا را بر زمین
گفت نبود مثل تو ساحر دگر — ساحران را سر توئی و تاج سر
چون بدید آن معجزہ بوجہل تفت — گشت در خشم و بسوی خانہ رفت
رہ گرفت و رفت از پیش رسول — اوفتاد اندر چہ آن زشت سفول
معجزہ آن دید و شد بدبخت و زفت — سوی کفر و زندقہ سر تیز رفت
خاک بر فرقش کہ بد کور و لعین — چشم او ز ابلیس آمد خاک بین

روایت ہے کہ وہ شاخ باذن آنجناب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوسی جگہہ دفن کردی گئی حضرت شیخ عبدالحق محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سفرالسعادت مین اور کتاب جذب القلوب مین تحریر فرماتے ہین کہ منبر شریف کا طول بقول صحیح دو گز تہا اور عرض ایک گز اور ہر درجہ ایک بالشت کا یہہ منبر تا زمان حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اوسی مقام پر رہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اوس منبر شریف کو جامہ قبطیہ پہنایا تہا آثار باقیہ سے یہہ ہے کہ امیر معاویہ رضؓ نے اپنی امارت وسلطنت کے زمانہ مین چاہا تہا کہ اوس منبر شریف کو شام مین لیجائین جب اوسے اپنے مقام سے جنبش دی تو آفتاب منکسف ہوا یہانتک کہ ستارے نظر آنے لگے آپ نے اوسی جگہہ اوسکو رہنے دیا آخرکار چہہ درجہ اوسکے اور زیادہ کرکے اوسکو اون درجو نکے اوپر رکہدیا بعد اسکے خلیفہ مہدی نے اوسے اور زیادہ کرنا چاہا حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا پہر ۶۵۴ھ مین یہہ منبر جل گیا تہا بادشاہون نے منبر بنا ئے حتی کہ سلطان مراد ابن سلطان سلیم نے ۹۹۸ ہجری مین کہ حضرت محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہان موجود تہے پتہر کا منبر بنوایا بروایت صحیح ثابت ہے کہ بنا ئے مسجد نبوی کے ساتہہ ہی دو حجرے بہی بنائے گئے ایک حجرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کا پہر جب حضور پر نور نے اور ازواج طیبات سے نکاح فرمایا تو اونکے لئے جدید حجرے تعمیر ہوے

فائدہ اکثر نا واقفان فن تاریخ یہہ بات کہتے ہین کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وفات اور قبہ مبارک کا مقام نہین معلوم ہے

لہذا اس مقام پر اوسکا درج کرنا بطور اختصار مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مزار اور تاریخ وفات اور مختصر حالات ناظرین کتاب ملاحظہ فرمائین

جب حضرت صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عمر شریف چھہ ۶ برس کی تھی تو آپ کو محبوب خدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا شرف زوجیت حاصل ہوا پانچسو درہم دین مہر قرار پایا اور حضور پر نور نے اوسیوقت قرض لیکر ادا کیا مگر قول صحیح یہہ ہے کہ مہر ساڑہے بارہ اوقیہ تھا جسکو حضرت صدیق اکبر نے خود حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیطرف سے ادا کیا اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو شرف ہم بستری سال اول یا دوم ہجری مین واقع ہوا اوسوقت عمر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی نو ۹ برس کی تھی جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات مدینہ مین ہوئی ہے تو حضرت ام المومنین رضہ کی عمر شریف اٹھارہ برس کی تھی حضرت ام المومنین رضہ نے شب سہ شنبہ ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ ہجری مین پینسٹھہ ۶۵ یا چھیاسٹھہ ۶۶ برس کی عمر مین مدینہ منورہ مین رحلت فرمائی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑہی اور محمد ابن قاسم ابن ابی بکر اور عبداللہ ابن عبدالرحمن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے قبر شریف مین اوتارا البقیع شریف مین جو قبہ ازواج ہے اوسی مین آپکا مزار ہے آپ اجلہ فقہا مین شمار کی جاتی ہین اور نہایت فصیحہ و بلیغہ تہین بعض سلف سی

منقول ہے کہ احکام شرع کا چہارم حصہ آپ سے معلوم ہوا ہے حضرت
عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مینے حضرت ام المومنین عائشہ
صدیقہ رض سے زیادہ عالمہ معانی قرآن اور حافظ احکام حلال وحرام کسیکو
نہین پایا۔ کتب صحاح مین دو ہزار حدیثین آپ سے مروی ہین اور اونمین
سے متفق علیہ ایکسو چوہتر ۱۷۴ ہین اور فرد بخاری مین چون ۵۴ اور فرد مسلم مین
اٹھائیس اور باقی دوسری کتابون مین ہین **روایت صحیحہ** سے ہے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ دوست
ترین مردم آپ کے نزدیک کون ہے فرمایا **عائشہ** رضی اللہ عنہا پھر
سایل نے سوال کیا مردون مین آپ نے ارشاد کیا اوسی کا باپ ان دونون
قولونکی تصدیق یون ہوتی ہے کہ آپ نے مرض موت کی حالت مین جو آپ کا
آخری وقت دنیا مین تشریف رکھنے کا تھا یعنی وفات سے دو روز قبل آپ
کسی دوسری بی بی صاحبہ کے حجرہ مین رونق افروز تھے پوچھا کہ مین کل کسجگہہ
رہونگا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا کہ مقصود آپکا حجرۂ عائشہ رض
صدیقہ مین آرام فرمانیکا ہے ازواج مطہرات نے متفق ہوکر عرض کیا کہ کل
آپ حجرۂ عائشہ رض مین ہونگے چنانچہ آپ وہین رونق افروز ہوے اور قیامت
تک وہین رونق افروز رہینگے اور اوسی حجرہ شریف سے میدان قیامت مین
تشریف فرما ہونگے اور دوسرے قول کی تصدیق یون ہوتی ہے کہ آپ نے
اپنی آخری نماز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقتدا مین ادا فرمائی
اور عملی طریقہ پر اپنا جانشین کردیا اور اس صحیح جانشین کو پورا اختیار دیدیا کہ
اب وہ اپنا جانشین جسے چاہین اوسے کردین **افسوس افسوس**
ہزار افسوس کہ وحشی قومین مہذب ہوتی جاتی ہین مگر یہہ تہذیب

یافتہ قوم جیسکے اکابر نے تیرہ و تار زمانہ مین تہذیب کی شمع کافوری روشن کرکے دنیا بھر کو تہذیب کے راستہ پر لگا دیا اب خود اوسی قوم کے اخلاف جہالت کی میدان مین سرگشتہ و پریشان ہین اور خانہ جنگیون کے بازار گرم ہین انا للہ و انا الیہ راجعون

مذہب اور۔ اکابر قوم کی نذر و نیاز دشنام مغالطہ پر۔ مسلمان قوم اور اونکی عید مین ابولولو مجوسی کا سانگ اور۔ دوسرا نا گفتہ بہ مرثیہ یعنی ہرثیہ

اللھم اھدنا الصراط المستقیم آمین مین دست بستہ بادب تمام عرض کرتا ہون کہ اگر کوئی قوم سزاوار عذاب۔ پروردگار کے علم مین ہے تو کیا آپ کا عذاب اللہ تعالیٰ شانہ کے عذاب سے سخت تر ہے اور اگر جسکو آپ خطاکار اور غاصب سمجھ رہے ہین اور وہ اللہ کے علم مین ان جرمون سے بری اور پاک ہے تو پھر اونکی بدگوئی کے مکافات کدھر جائینگے رسول ؐ اللہ کی پیاری بی بی اوسکا سانگ بنایا جاے

صلاح کار کجا و من خراب کجا	ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اونکی روحین جنت مین ہم لوگ دنیا کے دوزخ مین جو آپکا دل چاہے فرمایئے نہ اونکا دل دکھتا ہے نہ کچھ ایذا پہونچتی ہے آپکی پاک زبان مفت بے فائدہ آلودہ ہوتی ہے اور اگر آپ کو دشنام دہی کی عادت ہی ہوگئی ہے تو اونتی دور جانیکی کیا ضرورت ہے غریب خانہ پر تشریف لایئے آپکی جوتیان میری آنکھون پر میرے سر پر مین اچھے اچھے شربت پلاؤن اچھی اچھی مٹھائیان

آپکے غلامون کو کھلاؤن اور کلمات طیبات خوش ہوکر سنون اور آپکے نیک چلن نیک دل بچون کو دعائین دون

دشنام بمن وادی شکر بدہان تو		از ناز بدم گفتی قربان لبان تو

بعض حضرات یہہ فرماتے ہین کہ ہم اونکی خلافت اور سلطان عبد الحمید خان سلطان روم کی خلافت کو برابر مانتے ہین سبحان اللہ وبحمدہ کیا خوب فرماتی ہین تو اونکو یہہ بہی ماننا پڑیگا کہ جہان اصحاب ثلاثہ کے دوش بدوش یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے سلطان عبد الحمید خان کہڑے ہین تو حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کب سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ کی مساوات سے علیحدہ رہ سکتے ہین **خلافت کی عزت** وقیمت تو حضرت مولی علیہ السلام نے ہی بڑہادی ستر ہزار مسلمانون کے خون بہاکر خریدی ہے خلفاے ثلاثہ کی خلافت نشینی مین توکسیکو خبر بہی نہوئی کہ کون خلافت سے جدا ہوا اور کون بیٹہا حضرت مولی علیہ السلام نے تو دنیا بہر کو پہچنوا دیا کہ خلافت ایسی گران بہا شے ہے اور خود اوسی قضیہ مین آپ نے اپنی جان مبارک جو دو عالم کی قیمت سے زیادہ گران تر تہی نذر کردی **کون کہتا ہے** کہ خلفاے ثلاثہ کی خلافت کو امور باطنیہ سے کوئی تعلق نہین حضرت مولی کی امامت تو درجہ اول مین مسلمہ فریقین ہے پہر جو **اول درجہ کا امام** اور نفس نبی ہو وہ بقول اعدا پست درجہ کی خلافت کے لئے اپنا گوہر جان اوسپر نثار کردے اگر یہہ خلافت اتنی گران قیمت نہوتی تو آپ اسکے حاصل کرنے مین اتنی جان فشانی کیون فرماتے چنانچہ اوسکا بین ثبوت حضرت امام حسن علیہ السلام کی دست برداری بعد تمام ہونے عمر خلافت کے موجود ہے آپ نے خطبہ مین فرما دیا کہ اس خلافت کی عمر

تئیس برس تہی ساڑہے اونتیس برس خلفاے اربعہ نے اوسکی بزرگی حاصل کرلی چند مہینے باقی رہے تہے یہہ شرف اللہ تعالیٰ شانہ نے مجہے بخشا آج کے دن وہ بقیہ عمر بہی خلافت کی تمام ہوئی دو اماموںکی شہادت کیا خلافت کی بزرگی پر کافی نہین ۱۲

ناظرین کتاب ہذا اس مقام کو ملاحظہ فرمایئن اور سوچین کہ خلفاے ثلاثہ کے زمانہ مین کوئی اِس خلافت کی بزرگی سے اتنی معرفت رکہتا تہا اگر جانتے تہے تو خلفاے ثلاثہ ہی جانتے تہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کوشش نے اوس پردہ کو جو اسکی عظمت پر پڑا ہوا تہا اوٹہا دیا اور تمام عالم نے جان لیا کہ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایسی گران قیمت شے ہے **الحمد اللہ ثم الحمد اللہ**

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز	ورنہ در مجلس رندان خبری نیست کہ نیست

الغرض مسجد نبوی کے پچہم طرف کوئی گہر نہ تہا البتہ اکثر دروازے مسجد کی جانب تہے اور کچہہ گہر بہی تہے جو خرما کی لکڑیون سے بنے ہوے تہے مگر بعض مکان خشت خام سے بنے ہوے تہے جنکی بلندی قد آدم سے ایک ہاتہہ زیادہ تہی اوسی جگہہ حضرت سیدۃ النسا علیہا السلام کا مکان بہی تہا اوسکی کہڑکی حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گہر سے ملی ہوئی تہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوسی راہ سے آتے جاتے تہے اور مزاج پرسی حضرت بتول زہرا اور جناب علی مرتضیٰ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کی فرماتے تہے۔

فضایل مسجد شریف مدینہ طیبہ

اس مسجد کی بزرگیان بہت ہین بخاری مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ ایک نماز اس مسجد مین ہزار نمازون سے
افضل ہے جو اور مسجدون مین پڑہی جاے مگر مسجد حرام - اور صحیحین مین
ہے ما بین بیتی ومنبری روضۃٌ من ریاض الجنۃ اور یہہ بہی
فرمایا ہے منبری علی حوضی - اور طبرانی معجم کبیر مین نقل کرتا ہے کہ ارقم
بیت المقدس کو جانے لگا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے
پاس رخصت ہونیکو آیا تو حضور نے اوس سے پوچہا کہ تجارت کا قصد ہے
یا کوئی اور خیال ہے اوسنے عرض کی کہ نماز پڑہنے کی غرض سے حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز میری مسجد مین بہتر ہے وہان کی
ہزار نمازون سے اور بعض حدیثون مین ہے کہ ایک نماز مسجد بیت المقدس
مین ہزار نمازونکی برابر ہے پس نماز مسجد مدینہ لاکہہ نمازون کے برابر ہوئی جو
اور مساجد مین ادا کی جاے اور استثنا ے مسجد حرام یا بنا بر مساوات ہے
جیسا بعض علما قائل ہین یا بنا بر زیادتی کہ اسکا قایل کوئی نہین ہے
یا بنا بر قلت عدد ہے کہ حضرت امام مالک اسی کو منظور کر کے فرماتے ہین
کہ فضل نماز مسجد مدینہ سایر مساجد پر بہ تعداد ہزار ہے اور مسجد مکہ پر کم از ہزار
ہے - اور تشبیہ اس بقعہ شریفہ کی بہشت سے درباب نزول رحمت ہے
یا من قبیل اطلاق سبب بر مسبب یعنی یہہ موضع کثرت عبادت سے سبب
وصول جنت ہے - مگر صحیح یہہ ہے کہ فرمودہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم محمول بر حقیقت ہے یعنی یہہ موضع ایک قطعہ ہے بہشت برین کا کہ
آخرت مین جب تمام دنیا فنا ہو جائیگی تو یہہ قطعہ بہشت مین ملا دیا جاے گا
جس جگہہ سے خدا کر کے یہان لایا گیا ہے جسطرح مقام ابراہیم - **فرضیت**
نماز صبح وظہر وعصر ومغرب وعشا اور اوسکے اسرار

اور اسی سال کے ربیع آخر میں رکعات نماز فرض مغرب و فجر کی بدستور رہین اور ظہر اور عصر اور عشا حضر مین چار رکعتین فرض ہوئین اول مین دو ہی تہین اور سفر مین دو رہین دو قصر ہوئین مگر سنت و نفل اپنی حالت پر رہین اوسمین قصر نہین حلبی نے حاشیہ شرح وقایہ مین لکہا ہے کہ صلوٰۃ فجر اول حضرت سیدنا آدم علیہ السّلام نے ادا فرمائی ہے یعنی حضرت آدم علیہ السّلام جب زمین پر آئے تو اندہیرا تہا اور تمام دنیا تیرہ و تار تہی اور پہر شب ہوئی تو تیرگی اور بڑہگئی آپ چونکہ عالم انوار سے اس عالم خاک مین تشریف لائے تہے اسکی کثافت اور ظلمت دیکہہ کر ڈرنے لگے جب صبح ہوئی تو اس دنیا کے نظام کے موافق کچہہ روشنی معلوم ہوئی آپ نے اوسی روشنی کو غنیمت سمجہکر دو رکعت نفل شکرانہ ادا فرمائی وہی نماز صبح اوسی مقدار سے ہمپر فرض ہوئی صلوٰۃ ظہر اول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بعد زوال شمس ادا کی جب قربانی فرزند کا حکم ہوا اول رکعت برائے شکرانہ رفع الم ذبح فرزند رکعت دوم برائے نزول فدا رکعت سوم برائے شکرانہ رضائے حق جیکہ ارشاد ہوا قد صدقت الرویا رکعت چہارم برائے صبر اسمعیل یہہ چاروں رکعتین نفل تہین اس امت پر فرض ہوئین۔ صلوٰۃ العصر اول حضرت یونس علیہ السلام نے ادا کی جب ظلمات اربعہ سے نکلے ہین ایک ظلمت زلت یعنی لغزش قدم کی تاریکی اوسکے شکرانہ مین ایک رکعت دوسری تاریکی شب سے نکلنے کے شکرانہ مین دوسری رکعت تیسری پانی کی تاریکی سے نکلنے کے شکرانہ مین تیسری رکعت۔ چوتہی ظلمت لطن حوت یعنی شکم ماہی سے باہر آنے کے شکرانہ مین چوتہی رکعت فرض ہوئی اور نیز یعنی حضرت یونس کی نفل تہی جو ہمپر فرض ہوئی۔ صلوٰۃ المغرب اول حضرت عیسی علیہ السلام

نے ادا فرمائی بعد غروب آفتاب جب خطاب ہوا اغفر لنت قلت اول برائے
نفی الوہیت اپنی ذات سے اس شکرانہ مین پہلی رکعت دوم نفی الوہیت اپنی
والدہ مکرمہ کی ذات سے تیسرے برائے شکرانہ اثبات الوہیت خداوند تعالے
شانہ یہہ تینون رکعتین مغرب کی اونکی نفل ہمپر فرض ہوئین **صلوٰۃ العشا**
اول حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ادا فرمائی جسوقت مدین سے نکلے اور
اندہیرا ہوا اور غم والم زوجہ و ہارون و فرعون لاحق تہا نجات پائی ان چارون سے
پہر ارشاد ہوا یا موسیٰ انی انا ربك فاخلع نعليك انك بالواد ی
المقدس طوی اوسوقت چار رکعت نفل ادا فرمائی وہی ہمپر فرض ہوئی۔

وظیفہ بعد ہر نماز کے

عبادات مین نماز سے بڑہکر قرب خدا کسی عبادت مین نہین ہے پس بندے
کو چاہیئے کہ جب ایسے قرب مین اللہ تعالے شانہ اوسے جگہہ عنایت فرما کے
تو بندہ کچہہ عرض و معروض بہی کرلے وہ بندہ نواز ہے نکتہ نواز ہے ضرور
یقین ہے کہ وہ قبول فرمائیگا مگر دعا ایسی ہو کہ جسمین جائز طریقہ پر دنیا کے
واسطے بہی مفید ہو اور دین کیواسطے **روایت** حضرت معاذ رضی اللہ
تعالی عنہ سے بطریق مرفوع روایت ہے یعنے انحضرت صلے اللہ علیہ آلہ
واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ ہمیشہ اللہ کا
ہاتہہ پہیلا ہوا ہے اس امت پر جبتک کہ نرمی نکرین اونکے نیک آدمی
بدون پر اور نہ تعظیم کرین اونکی نیک آدمی بدکارونکی اور بد دنکرین اوکے
قاری اونکے امرا کی اللہ تعالی شانہ کے گناہ پر اور اگر یہہ لوگ ایسا کرین تو
کہینچ لیگا اللہ تعالے شانہ اونکی طرف سے اپنا ہاتہہ مغیرہ بن شیبہ سے

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک وله الحمد وھو علی کل شی قدیرٌ اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد ترجمہ نہین کوئی معبود مگر اللہ جو واحد لا شریک ہے اوسیکے واسطے ہے بادشاہی اور وہی شایان ہے ہر تعریف کا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے - یا اللہ اوسے کوئی روک نہین سکتا جسکو تو عطا فرمائے اور اوسے کوئی دینے والا نہین جسکو تو نہ دے اور کوئی دولتمند بچ نہین سکتا تیرے عذاب سے اپنی دولتمندی کے سبب سے ۱۲

الغرض اسی سال مین جب مسجد مطہرہ ومنورہ نبوی کی بنا شروع ہوئی ہے تو زید ابن حارثہ اور ابو رافع بندگان آزاد مکہ کو روانہ کیے گئے کہ حضرات فاطمہ وام کلثوم وسودہ وعائشہ رضی اللہ عنہن کو مع اسامہ ابن زید وام ایمن وعیال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو مدینہ مین لاے طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہمراہ آئے اسی ضرورت سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پانچسو درہم اور دو اونٹ بھیجے تھے اگرچہ طلب توفی الحال حضرت کی صاحبزادیونکی اور ام المومنین حضرت سودہ کی تھی مگر عبد اللہ ابن ابی بکر بھی مع ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چلے آئے اسی زمانہ مین حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر سے اپنی دولت سرائے اقبال مین چلے آئے

اسلام حضرت سلمان فارسی

اسی سال اول کی جمادی الاولی مین **حضرت سلمان فارسی** حسب

وصیت عموریہ راہب مدینہ مین آکر اسلام لاے۔

عقد مواخات بین المہاجرین والانصار

اسی سال مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عقد مواخات یعنے مہاجرین اور انصار کے درمیان قایم کردیا پینتالیس مہاجر اور پینتالیس انصار تھے اور ایک روایت مین ڈیرہ ڈیرہ سو دونون کی تعداد تھی اور توریث بھی آپسمین قایم کردی مگر یہہ میراث بعد غزوہ بدر منسوخ ہوگئی۔ اسی طرح مہاجرین مین بھی خاصتہً سعہ اخات قرار دی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مین اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر مین اور حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن مین اور حضرت حمزہ اور حضرت زید بن حارثہ مین رضی اللہ عنہم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ باقی تھی حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونسے ارشاد فرمایا کہ تیرا بھائی مین ہون۔

حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رونق افروزی کاشانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین

حضرت نے اسی سال کے شوال مین حضرت صدیقہؓ کا ولیمہ دیا مگر کھانا نہین پکایا صرف ایک کاسہ دودہ کا حضرت سعد ابن عبادہ کے گھر سے آیا تھا اوسمین سے کچھ حضرت نے نوش فرمایا اور باقی حضرت عایشہ صدیقہ کو دیا اوس وقت عمر حضرت ام المومنین کی نو برس کی تھی حضرت صدیقہ فرماتی ہین کہ حضرت نے

مجھسے عقد کیا شوال مین اور گھر مین داخل فرمایا شوال مین اور کوئی عورت حضرت کو مجھسے زیادہ محبوب نتھی۔

اذان کا بیان

اسی سال مین اذان شروع کی گئی اور وجہ اسکی یہہ ہوئی کہ جب جمعہ اور جماعت قایم ہوئی تو اہل اسلام علامت کے خواستگار ہوے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا کسی نے صداے بوق تجویز کی کسی نے آگ جلانا حضرت نے ان تجویزون کو رد کیا اول تجویز مین اتباع یہود پائی گئی دوسری تجویز سنکہ کی تھی یہ نصاری کا فعل ثابت ہوا تیسری تجویز آگ روشن کرنیکی تھی یہہ مجوس کا شعار تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ صرف یارسول اللہ کوئی پکار دیا کرے بس معلوم ہو جائیگا کہ نماز کا وقت آگیا ہے یہہ بات قبول فرمائی گئی اور حکم ہوا کہ بلال رض ندا کر دیا کرین یارسول اللہ الصلوٰۃ جامعۃ بعد چندے حضرت عمر و عبد اللہ بن زید انصاری نے خواب مین اذان واقامت سنی پھر حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لاے اور طریقہ اذان تعلیم کیا اس تقریر سے صیغہ اذان امور توقیفیہ مین تھی کیونکہ اول عبد اللہ کو فرشتہ نے خواب مین تعلیم کیا پھر حضرت عمر رض رضی اللہ تعالی عنہ نے خواب مین سُنا اور حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا انہا رویاء حق پس یہہ حکم وحی مین داخل ہوا پھر چند اشارات قرآنیہ سے حکم تنزیل مین در آیا اور آخر اذان مین دعاے تامہ کی صفت فرمائی پس یہہ ترتیب خالی از حکمت نہوگی بلکہ کوئی نکتہ معتمد ہوگا اور کلمہ الصلوٰۃ خیر من النوم اسطرح زیادہ ہوا کہ ایک دن صبح

صبح کے وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے حجرہ شریفہ کے دروازہ پر
ندا کی کہ الصلوۃ یا رسول اللہ لوگون نے کہا حضور آرام مین ہین بلال رضی اللہ
تعالی عنہ نے باواز بلند پکارا **الصلوۃ خیر من النوم** حضور بیدار ہوی
اور اس کلمہ کو بہت پسند فرمایا **فائدہ** فیض صحبت کیا چیز ہے اگر اچھی صحبت
ہو تو آدمی فرشتو نکا ہمنشین ہوجاتا ہے یہہ وہی **بلال** رضی اللہ تعالی عنہ
ہین جو ایک ناپاک یہود کے غلام تہے اور اوسنے انکو آب کشی وغیرہ کی خدمت
مین رکہا تہا اوسکے غلامون مین نہایت ذلیل غلام تہے انکو دنیا کا کوئی کام
نہ آتا تہا اب انکو صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے خریدا اور آزاد کر دیا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی صحبت نے انکو بزرگ اور
مقدس بنادیا کہ انکے کلمہ کو وحی کے پہلو مین جگہہ ملی سبحان اللہ وبحمدہ

میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید

نکات متعلقہ اذان۔ اسلامی دنیا مین جو شے کہ مقصود اصلی اور راس الطاعات والعبادات ہے وہ توحید ہے

اسکی دو قسمین ہین توحید فی العبادت یعنی جتنی عبادتین ہین اوسی یکتا اور
یگانہ کے واسطے سزاوار ہین دوسری توحید فی الاستعانت یعنی سوای اوس
ذات پاک کے اون امور مین جو خاص اوسکی ذات پاک کے واسطے ہین کسی
دوسرے سے امید حاجت روائی نرکہے خاص اپنے خالق اور مالک اور
خداوند نعمت سے عرض کرے اور ایک وقت نہین بلکہ پانچ وقت اور عرض

مختصر نہین نہایت اطمینان کے ساتھ جسقدر چاہو اور جو کچھ چاہو کہو اوس دربار عالی شان کی حاضری کی ندا اور اعلان **اذان** ہے **موذن** اوس دربار باجلالت وشان کا **نقیب** ہے جو مشتاقان دربار کو ندا کر رہا ہے کہ مالک الملک دربار مین جلوہ فرما ہے اور اذن عام ہے کہ **سلام کرنیوالے حاضر ہون** المختصر اذان مین جو پہلے ارشاد ہوا اوسکو یون سمجھنا چاہیئے اللہ اکبر علماً یعنی اللہ تعالی شانہ بڑا ہے از روے علم کے علم اوسکا ایسا وسیع ہے کہ تمام کائنات کے ہر ذرہ کا علم حضوری اوسکو ہے اسی طرح سمجھنا چاہیئے اللہ اکبر قدرۃً۔ اللہ اکبر رحمۃً اللہ اکبر شرفاً پھر نقیب نے ندا کی۔ اشہد ان لا الہ متصرفاً فی الوجود الا اللہ۔ اشہد ان لا الہ مستحقاً للعبودیۃ الا اللہ

پھر جب عابد نے اپنے معبود کو بصفت علم وقدرت ورحمت وشرف بخوبی پہچان لیا تو اوسکو یقین ہو گیا کہ ایسے معبود جلیل الشان کے دربار مین بغیر اوسکے دربار کے آداب یاد کیے ہوے حاضر ہونا آداب کی شان سے نامناسب معلوم ہوتا ہے یہہ خیال آتے ہی بندہ درگاہ مالک الملک تعالی شانہ مین متوقف ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیئے اور اس آداب کی تعلیم کس سی حاصل کرنی چاہیئے کہ جس سے مرضی ونامرضی معبود برحق دریافت ہو اور اوسکے احکام کی بجا آوری کا طریقہ مفصل اور صحیح طریقہ سے معلوم ہو جاے کہ نقیب باادب نے ہدایت فرمائی اشہد ان محمداً رسول اللہ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تمہارے معبود برحق جسکے دربار مین تم سلام کرنیکو حاضر ہوے ہو اوس صاحب دربار کا رسول ہے ابلاغ کے قواعد بتادیے گئے ہین اوس سے سیکھ لو یہہ حکم عوام کے واسطے ہوا۔ اشہد ان محمد رسول اللہ

ایصالاً وہ رسول طالبان وصال کے لئے بھی مامور ہے اونکو بھی اوسی رسول ؐ سے وصل معبود کے آداب سیکھنے چاہئین اور اس کی تعلیم کیواسطے اوسکی طرف رجوع کرنی چاہیئے۔ وصل یعنی قرب کے مقامات ؎

قرب اورا وصال میگویند

جب ان عوام وخواص کو سمجھا دیا گیا اور یہہ لوگ اوس آداب سے مطلع ہوکر سلام کے لئے طیار ہوگئے تو نقیب یا رب نے پکارا حی علی الصلوٰۃ بابسا مکم یعنی اوٹھو عبادات بدنی کے واسطے حی علی الصلوٰۃ بقلوبکم اوٹھو اور مستعد ہوجاؤ عبادت قلبی کے لئے یعنی حضوری دل سے بعد اوسکی ثمرہ عمل بیان کیا تاکہ طالب وسالک خلوص علم وعمل مین اخلاص کے پیدا ہونیکی کوشش کرے وہ کیا تعلیم ہے حی علی الفلاح فی الدنیا بعصمۃ النفس والمال۔ للعوام یہہ عوام الناس کے واسطے حکم ہوا حی علی الفلاح للذۃ المناجات والمشاہدات للخواص وفی العقبیٰ بتیسیر کرب العرصات والنجات من الدرکات والفوز بنعم الجنات ورویۃ فاطر السموٰت والارض اب طالب کو فیض نبوی حاصل ہوا اوران مراتبات سے آشنائی پیدا ہوگئی لہذا میدان ترقی مین اوس سالک کے قدم مردانہ وار بڑھنے لگے اور معاملات سری کچھہ اور سے اور ہوگئے اول حالت مین طلب حاجات تھی اور اب خواستگاری خلوص واتحاد ہے اب سالک کے گوش دل مین یہہ آواز آئی اللہ اکبر علوا فی ذاتہ من حیث کونہ فی اعلی طبقات الوجود اکملھا۔ اللہ اکبر فی احاطہ ظہورہا من جہۃ سریان کمالاتہ فی المظاہر المعقولۃ والمشہودۃ باسرھا اور خلاصہ اس معرفت کا نفی حجبت اور محو ظلمات کثرت وجہہ قدیم سے

ازراہ انکشاف قیومیت ہے اسلئے نقیب باادب لئے تاکیدًا ارشاد فرمایا
لا الٰہ الا اللہ یعنی کوئی موجود نہین نہ خارج مین نہ باطن مین بحیثیت الحقیقۃ
اور نہ ظاہر مین بجمیع کمالات بالاصالۃ مگر **اللہ جل جلالہ وتعالیٰ**
شانہٗ وعم نوالہٗ کہ محیط ہے جملہ کمالات ومراتب کو

بدریاے شہادات چون نہنگ لا برآرد سر ۔۔۔ تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

بلکہ اس سے بہی زیادہ آب وخاک وآتش وہوا کسیکا بہی وجود باقی نہ ہے

موجود بہر وجود وہ ہے ۔۔۔ ہر شئے کی ہی جس سے بود وہی

مگر اللہ کہ محیط بجمیع کمالات ومراتب ہے اور اس مقام مین وسایط ووکلا کی گنجایش نہین ہے اس لئے اذان کے آخر کلمہ مین ذکر رسالت کی حاجت بخلاف توحید فی العبادت کے نہوئی کہ انتظام اوسکے سلسلہ کا بواسطہ رسالت ہے اور اسی لئے لفظ **اشہد** کہ حکایت نفس متکلم سے باظہار شہادت تہا متروک ہوا اس ترتیب سے کلمہ اذان وتر ہوا **اللہ وتر ویحب الوتر** اور فردیۃ بکلمہ توحید متحقق ہوئی تاکہ لفظ ومعنی مطابق ہون اور انقطاع کلام اسم ذات پر ہوا کہ المبتدا ہو المنتہی اگرچہ کلمہ محمد رسول اللہ مین بہی ظاہرًا آخر مین اسم ذات ہے لیکن بحیثیت معنی مجموع رسولؐ اللہ ہے فافہم اور تفسیر احمدی مین ہے کہ صیغہ اذان نص قرانی سے ثابت ہے صرف حدیث خواب ہی سے اذان ثابت نہین ہے بلکہ قرآن ناطق ہے کما قال اللہ تعالیٰ شانہ **واذا نادیتم الی الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوًا ولعبًا ذالک بانھم قومٌ لا یعقلون** ترجمہ یعنی جسوقت پکارو نماز کے لئے تو اوسکو مذاق اور تمسخر قرار دیدیتے ہین اور یہہ فعل اونکا اونکی بیوقوفی کی علامت ہے روایت ہے کہ ایک نصرانی جب اذان مین کلمہ اشہد ان

محمد رسول اللہ سنتا تو وہ کہتا کہ جلادے اللہ جھوٹے کو ایک روز رات کیوقت
اوسکا غلام آگ لایا اور گھر کے سب آدمی خواب غفلت مین تھے ہوا نے آگ
کی چنگاری کو اڑا کر اون لوگو نپر ڈالدیا تمام گھر اور گھر کے سب آدمی جلکر خاک کا
ڈھیر ہوگئے۔ **تفسیر ابو طالب مین ہے** کہ جب حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بلالؓ کو اذان کا حکم دیا اور اذان قبل الصلوۃ ہونے
لگی تو ایک روز حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بستم محرم بروز
جمعہ پیش از نماز مسجد مین تشریف لائے اور ستون سے ملکر بیٹھ گئے مین بیٹھے اور
بلالؓ اذان دینے لگے **اذان مین انگوٹھو نکے چومنے کی
حدیث** روایت ہے کہ جب کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ پر پہونچے تو
حضرت **صدیق** اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی آنکھو نپر اپنے دونون ہاتھو
انگوٹھے پھیرے اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ جب اذان تمام
ہوگئی تو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اے
ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ جو کوئی اسطرح انگوٹھے آنکھو نپر پھیرے اور یہہ
کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ شوق ومحبت سے جسطرح تو نے کہا
اور کہا اللہ تعالی شانہ اوسکے قدیم وجدید سب گناہ بخشے گا عمدا وخطاءً سرا
وعلانیۃً اور مین اوسکا شفیع ہونگا یہہ روایت ابن عیینہ نے کی ہے پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اور دوسرا راوی جسکا نام رویانی ہے
وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتا ہے کہ وہ بھی اسی طرح کرتے تھے
اور کہتے تھے رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا اور چومتے
تھے اپنے دونون انگوٹھو نکی پشت کو اور رکھتے تھے اپنی دونون آنکھون پر
اور فتوح الاوراد مین ملا فتح محمد محدث نے لکھا ہے کہ اسوقت دونون انگشت

اپنی دونون آنکھونپر رکھے اسلئے کہ علی علیہ السلام وقت شہادت ثانیہ یونہین کرتے تھے اور مقاصد حسنہ مین ہے **حدیث** من قبل عند سماعہ من المؤذن کلمۃ الشہادۃ ظفری ابہامیہ ومسہما علی عینیہ وقال عند المس اللہم احفظ حدقتی ونورہما ببرکۃ حدقتی محمد ونورہما لم یعم یعنی جو کوئی موذن سے اذان کہنے کیوقت کلمہ شہادت سُنے اور دونون ناخن اپنے دونون انگوٹھون کے اپنی دونون آنکھونپر ملے اور کہے اللھم احفظ الخ انشا اللہ وہ نابینا نہوگا۔ اور کتاب مفتاح السعادت مین ہے کہ جو ہمیشگی رکھے اس عمل پر محفوظ رہینگی اوسکی آنکھین ضعف بصر سے یعنی نابینا نہوگا انشا اللہ تعالی۔ اور **شیخ زادہ** نے **وقایہ کی شرح** مین لکھا ہے کہ یہہ فعل سنت ہے اور طریقہ ہے خلفا رکا اور انگوٹھونکو چومتے وقت کہے اللھم احفظ عینی ونورہما اور **مسعودی** اور **مضمرات** مین ہے کہ وضع الابہامین علی العینین سنۃ ہے اور **روایت** کی ہے حسن طیبی نے اپنی سند سے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابہامیہ علی عینیہ غفر اللہ ذنوبہ یعنے جسنے اذان مین میرا نام سُنا اور دونون انگوٹھے اپنے اپنی آنکھونپر رکھے بخشیگا اللہ تعالے لشانہ اوسکے گناہ۔ اور **کنز العباد** مین ہے کہ جو شخص اذان مین اشہد ان محمداً رسول اللہ سنے کہے صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور جو دوسری بار سنے کہے قرۃ عینی بك یارسول اللہ اور دونوانگوٹھے اپنی آنکھونپر پھیرے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر کذا فی المقدمۃ الصلوٰۃ۔ اور صلوٰۃ بخشی مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ واصحابہ وسلم من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابہامیہ علی عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیامۃ وقایدہ الی الجنۃ یعنی جسنے سنا میرا نام اذان مین اور رکھے دونون انگوٹھے اپنے ہاتھون کے اپنی آنکھونپر پس تلاش کرونگا مین اسکو صفوف قیامت مین اور لیجاؤنگا اوسکو جنت مین کتاب **احادیث قدسیہ** مین ہے روی ان ادم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ الیہ ھو من صلبک ویظھر فی آخر الزمان فاظھر اللہ تعالی صورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فی صفاء ظفری ابہامیہ فمسح علی عینیہ فصار اصلا لذریتہ فلما اخبر جبرئیل النبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ھذہ القصۃ قال من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ لم یعم یعنی **روایت** ہے تحقیق آدم مشتاق ہوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی لقا کے جن دنون بہشت مین تھے سو اللہ صاحب نے وحی کی آدم علیہ السلام کیطرف کہ یہہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تیری پشت سے پیدا ہوگا آخر زمانہ مین پس ظاہر کیا اللہ صاحب نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی صورت مبارک کو دونون انگوٹھونکے ناخن کی صفا پر پس ملا آدم علیہ السلام نے اون ناخنونکی صفا کو اپنی آنکھونپر وہی سنت ہوئی اونکی اولاد کیواسطے جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہہ قصہ بیان کیا حضور پر نور کے روبرو تو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے سنا میرا نام اذان مین اور چومے اپنے انگوٹھونکے دونون ناخن اور اپنی آنکھونپر ملے

انشاء اللہ تعالیٰ وہ اندہا نہوگا چونکہ ہم پیروان حضرات صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ صاحبان صلح کل کے نعلین بردار ہین اور اونکی تصانیف ان روایتون سے مالامال ہین لہذا ہمارے عمل کے لئے یہہ اسناد کافی و وافی ہین ہم محبت کے لئے پیدا کئے گئے ہین لڑائی جہگڑے سے ہمین سروکار نہین ہے

ما قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم		از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

ملا علی قاری اپنی کتاب مختصر الموضوع مین فرماتے ہین کہ جو بات صحیح ہوئی عمل صدیق سے تو کفایت کرتا ہے ہم لوگون کے عمل کے واسطے بمقتضای علیکم بسنتی وسنتہ خلفای الراشدین اور اصول محدثین یہہ ہے کہ حدیث ضعیف فضایل نبوی مین مقبول ہے باتفاق علما باوجود اسباب کے کہ اسکو امتحان کیا ہے محدثین اور فقہا نے اور تجربہ قوت دیتا ہے حدیث کو باتفاق ایمہ معرفت اسی سال مین اسعد ابن زرارہ اور برا ابن معرور اور کلثوم ابن الہدم مسلمانان مدینہ منورہ نے اور عثمان ابن مظعون مہاجر نے سفر جنت الفردوس فرمایا۔ اور عاص ابن وایل سہمی اور ولید ابن مغیرہ کہ سرداران قریش سے تہے داخل نار ہوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے برا ابن معرور کی قبر پر اصحاب کے ساتھہ نماز جنازہ پڑہی۔

سال دوم ہجری کے منتخب واقعات

اسی سال دوم کے محرم مین بروز عاشورہ یعنی تاریخ دہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خود بنفس نفیس روزہ رکہا اور اصحاب کو

روزہ رکھنے کا امر کیا اور وجہ اسکی یہہ ہوئی کہ مدینہ کے یہود اوس دن روزہ رکھتے تھے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پوچھا کہ یہہ کون روزہ ہے یہود نے کہا آج کے دن اللہ تعالی شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اونکی قوم کو فرعون کے ظلم سے نجات بخشی اور فرعون اور اوسکی قوم کو دریا مین غرق کیا اوسکے شکرانہ مین حضرت موسیٰ علیہ السلام یہہ روزہ رکھتے تھے ہم بھی اونکی پیروی کرتے ہین حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا نحن احق واولی باختیار سنۃ اخی موسیٰ پھر جب روزے رمضان کی فرض ہوے تو اس روزے کا اہتمام نرہا صرف استحباب باقی ہے مگر آخر عمر مین حضور پر نور فرماتے تھے کہ اگر سال آیندہ کے محرم تک مین زندہ رہا تو دہم کے ساتھہ نہم کا بھی روزہ رکھونگا تاکہ یہود کی مخالفت ہوجاے لیکن اسکی نوبت نہ پہونچی۔ **اسی سال** مین بعد اطمینان کلی عقد مواخات وغیرہ امور لابدیہ سے حضور پر نور نے بحکم رب جلیل جل جلالہ وعم نوالہ اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ اب مشرکین سے اپنا انتقام لو اور اپنی محافظت کا انتظام کرو حکم **جہاد اور اوسکے مصالح** جو اللہ تعالے جلشانہ کو منظور تھے اونکو دیکھو کہ اپنے دشمنونکو قتل کرو مگر اپنی طرف سے جنگ مین سبقت یعنی پیش دستی نکرو اگر کوئی تم پر چڑھ کر آے تو اوسے دفع کرو لہذا ایک نشان عظیم الشان تیار کرایا اور تجہیز سرایا (یہہ سریہ کی جمع ہے) اور بعوث اور اہتمام لشکر اور درستی سامان حرب مین مشغول ہوے **جہاد جنگ مدافعت کا نام ہے** یعنی جو ہم سے لڑنیکو آے اوسکو ہم اپنی مجموعی قوت سے دفع کرین اگر ہمکو ایسہ اطمینان ہوجاے کہ یہہ اب ہم سے نہ لڑے گا تو اپنا ہر جہ لیکر اوس سے صلح کرلین اور اگر یہہ اطمینان نہو تو اوسکا پورا استیصال کردیا جاے اور یہہ لفظ جہاد جو ہندوستانی جاہلونکی زبان پر ہے

یہہ وہ جہاد نہین ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اون کے صحابہ نے کیا ہے یہہ جو ہندوستان کے غیر مقلد اور سرحد کے وحشی پٹھان بات بات مین جہاد کا نشان کھڑا کر دیتے ہین اسیکا نام فتنہ ہے جہاد تو امن عام کا حکم ہے جہاد کیواسطے امام کی ضرورت ہے اور وہ امام ایسا ہو کہ بہت بڑا گروہ علما کا اوسکی امامت اور اجتہاد کا مقر ہو اور وہ امام صرف اللہ کیواسطے موافق حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جہاد پر کمر بستہ ہو اور جس کافر بادشاہ کی وہ رعیت ہو گا اوسکے خلاف مین جہاد نہین کرسکتا ہان اوسکی حکومت سے نکلجای اور کم سے کم اوسکی قوت نصف قوت تو رکھتا ہو جب وہ اوس قوم سے جہاد کرسکتا ہی جو اوسپر چڑہکر آئی ہو ہندوستانکی جو خود مختار حکومتین انگریزونکی ماتحت ہوچکی ہین اگر اونکے پاس جہاد کو اسباب مہیا بہی ہو جائین تو میرے راے مین وہ انگریزون پر جہاد نہین کرسکتین آخر جو سچے اور بیریا علما تہے اون لوگون نے امیر کابل کو انگریزون پر جہاد کا حکم نہ دیا ہان کالے کافرونپر جہاد کا حکم دیا اون پر امیر نے جہاد کیا اور کامیاب ہوے۔ اسلام نے ہمکو فریب اور دغا کی تعلیم نہین دی ہے اسی سے اسلام کی شان بلند ہے الاسلام یعلو ولا یعلی۔ اسلام کی شان خود بلند ہے وہ کسیکی مدد سے بلند نہین ہوا ہے ہم کسی ہندو رئیس کے نوکر ہون اور کوئی مسلمان صاحب حکومت اوسپر جہاد کرے اپنی سچی شرطونکے ساتھہ تو ہمین کبہی زیبا نہین ہے کہ ہم اپنے رئیس جسکا ہمنے برسون نمک کہایا ہے اوس سے دغا کرین اسلیئے کہ ہمین اسلام نے دغا کا سبق نہین پڑہایا ہان جب وہ رئیس ہمین اپنے پاس سے جدا کردے اور جب تک ہم اوسکی سلطنت مین سفر کرتے رہین تو کوئی رازِ سلطنت اوسکا ہم فاش نکرینگے ہمین یہی اسلام کی تعلیم ہے اس فقیر مولف کتاب اشرف التواریخ کے پاس اکبر آباد کے

مقام مین کابل کے ایک بوڑہے ملا صاحب تشریف لاے اور مجہہ سے جہاد
کے مسئلہ مین کچہہ پوچہا مینے اون سے کہا کہ مین مفتی نہین ہون مگر میرے
خیال مین یہہ بات آتی ہے وہ اس تقریر کو جو مینے اس کتاب مین درج کی
ہے سنکر خاموش ہوگئے اور پہر اوٹہکر چلے گئے دوسرے روز وہ کچہہ میوہ
تر و خشک لیکر آئے اور کہنے لگے کہ میرے ساتہہ ایک اور ملا صاحب ہین
وہ تمہاری تقریر سے بہت خوش ہوئے واقعی اسلام کی شان یہی
ہے اسلام ہرگز دغاباز نہین ہرگز دغاباز نہین ہرگز دغاباز نہین یہہ جو کالی
گورے عیسائی فرماتے ہین کہ مسلمانونکا مذہب تلوار کے زور سے پہیلا ہی
وہ اپنے گریبانو نمین مُنہہ ڈالکر دیکہین کہ موسی علیہ السلام کے وقت سے
اسوقت تک کتنا قتل عام ہوا اور ہنوز روس وجاپان کی جنگ کا
محرک اول کون تہا وہ تہا جو یورپ مین تہذیب یافتہ بادشاہونکا سرتاج
سمجہا جاتا تہا لڑائی کس لیئے ہوئی ملک کے لیئے اسیکا نام عیسائیت ہی
حضرت عبد الحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ کی طرز سلطنت پر لحاظ کرو کہ باوجودیکہ
وہ تمام دنیا کے مسلمانون کے خلیفہ ہین اور خود بہی فوجی قوت مین کسی سے
کم نہین ہین اور ملک حجاز و عراق مین یورپین قوتین کیا کیا ریشہ دوانیان
کر رہی ہین مگر وہ کہانتک بندگان خدا کا خون بہا رہے ہین کیا وہ مسلمانون
کے بادشاہ نہین ہین کب سلطان روم خلد اللہ ملکہ نے تلوار سے
کام لیا مگر جب گلے گلے تک پانی آگیا مجبور ہوکر جنگ مدافعت کی
ملک عرب کے بہادرون نے بڑا شور مچایا کہ نشان جہاد بلند کیجئے مگر سبحان اللہ
سلطان کو اللہ تعالی شانہ نے کیسا صلح کل مذہب عطا فرمایا ہے کہ جہانتک
ہوسکا اپنی ہی فوج سے کام لیا ابولو پادری صاحبو کون سی قوم خونخوار ہے

حضور پرنور جو اپنے سر لشکرون کو جہاد پر جانے کے وقت نصایح فرماتے تھے وہ یہہ ہین معترضین جہاد اسے غور سے ملاحظہ کرین کہین ظلم و ستم کا اثر ہے

سچے راویونکا بیان ہے کہ جب کسی قوم کا قصد حضرت پر ظاہر ہوتا کہ ہمپر یہہ لوگ چڑہ آوینگے اور ہمارے ملک کو پامال کر ڈالینگے تو پہلے اونکی حالت کے دریافت کرنیکو قوم مین سے دانشمندون کو چن کر خبر لانیکو روانہ کرتے اور جب اونکا قصد پایا جاتا کہ وہ ضرور ہمپر چڑہ آوینگے تو آپ خود اونکے روکنے کو آگے بڑہ جاتے اسمین مصلحت یہہ تھی کہ اپنا غلبہ دشمن پر ظاہر ہوتا اور یہہ بات بھی دشمن پر ثابت ہوجاتی کہ یہہ ہمارے ارادہ سے آگاہ ہو گئے لامحالا ارادہ پورا کرکے جنگ کے لئے آئے ہین یہہ اعلی درجہ کا طریقہ ہے جنگ مدافعت کے لئے اور جب دشمن اپنے ملک مین آپہونچا اور کہین روکا نگیا تو جنگ مدافعت والا کم زور سمجہا جاتا ہے اور یہہ قاعدہ دوسرا ہے کہ جب حملہ آور کو مدافعت والے نے خوب کم زور دیکھہ لیا تو اپنے ملک مین اوسے لگالائے تاکہ اوسکا سب سامان یہین رہجاے الغرض جب حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جہاد کا ارادہ کسی ملک پر فرماتے تو سب سے پہلے آپ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے مشورت فرماتے پہر لشکر کو آراستہ و پیراستہ کرکے روانہ فرماتے اور خود بنفس نفیس لشکر کے پیچھے

تشریف لیجلتے اور تمام لشکر کی نگرانی فرماتے اور خود بھی سلاح جنگ سے آراستہ
و پیراستہ ہوتے شمشیر آبدار حمایل فرماتے نیزہ دست مبارک مین ہوتا اور کمان
بازوے شریف مین لٹکاتے اور کبھی ایک زرہ بدن مبارک پر ہوتی اور کبھی
دو زرہین اور خود سر اقدس پر اور سپر پشت مبارک پر اور لشکر اعدا کے اخبار
دریافت کرنیکے لئے جاسوس مقرر فرماتے اور اونکی خبرین تنہائی مین آپ خود
سنتے اور لشکر کی تقسیم فرماتے اور مقدمات اور طالع بطلیل بنیل آدمی مقرر فرماتے
اور گرد لشکر کے پاسبان ہوشیار آدمی جو فن جنگ سے خوب ماہر ہوتی نگہبانی
کے لئے جابجا قایم کرتے اور ہمیشہ اپنے لشکر ظفر پیکر کو ملا ہوا اوتارتے کہ اگر
اونپر ایک چادر ڈالدین تو سب کے سب اوسمین چھپ جائین اور لشکر کی
صفین آپ خود بہ نفس نفیس آراستہ فرماتے اور جسوقت لشکر کا مقابلہ ہوتا
اور نوبت قتال و جدال کی پہونچتی تو اپنے لشکر کے بہادرون اور افسرون کو
جرات دلاتے اور مناسب موقع پر اونکو صف جنگ کی دیکھہ بھال کے لئے
معین فرماتے اور فوج اعدا کی نگرانی کے واسطے اپنے فوجی افسرون سے
آگے بڑہکر صف اعدا کے قریب ہوجاتے اور اوسکے انتظام اور مردمان
فوج کے بشرے کو دیکھکر اونکے استقلال اور عدم استقلال کی حالت
دریافت فرماتے اور اصحاب کو فوجی پہچان کی بولیان تعلیم فرماتے جسکے ذریعہ
سے معلوم ہوتا کہ یہہ لوگ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہین
اپنی فوج اپنے سپاہیون کو پہچان لیتی کبھی تو کلمہ **امت امت** مقرر
کردیا جاتا اور کبھی **یا منصور** اور حضرت کو جنگ گاہ مین چلنا پھرنا بہت
پسند تھا اور جب نوبت جدال و قتال کی پہونچ جاتی تو اللہ تعالیٰ شانہ
کے حضور مین **نصرت** کی دعا اپنی فوج کے لئے فرماتے اور یارون سے

جدا ہوکر ذکر حق مین مشغول ہوتے اور بآواز بلند پکار کر فرما دیتے تھے کہ
عورتون اور بچونکو قتل نکرنا اور مقتول کے کان ناک نہ کاٹنا اور جب کسی قوم پر
غالب آتے تو وہان تین روز سے زیادہ نہ ٹھہرتے اور غنیمت کو جمع کرواتے
اور جامہ ورخت مقتولون کا قاتلون کو عنایت فرماتے اور باقی ماندہ مین
اول پانچوان حصہ حق اللہ نکالتے اور اوسکو مصالح اسلام مین صرف کرتے
بعد اسکے تھوڑی مقدار عورتون اور لڑکون اور غلامون کو لطف فرماتے
اور بقیہ لشکر مین تقسیم کردیتے سوار کو تین۳ حصے اور پیادے کو ایک حصہ
کذا فی الاسفار المعتبرہ یہہ تو وہ صورت ہے جو حضور پرنور خود جنگ مین شریک
ہوئے اور جب حضور تشریف نہ لیجاتے اور کسی صحابی کی سرگروہی مین لشکر
اسلام روانہ ہوتا تو اوس لشکر کے سردار سے یون نصیحت فرماتے تھے کہ
بسم اللہ لڑو خدا کی راہ مین اور مارو جو خدا کو نہ مانے اور لوٹو تو غنیمت مین
چوری نکرو اور قول وقرار کو نہ توڑنا اور دشمن کے مقتولون کے ناک کان نہ
کاٹنا اور عورت اور لڑکون کو نہ مارنا اور جب دشمن سے مقابلہ ہوجاے تو
اوس سے تین باتون کی درخواست کرنا اوس مین سے دشمن جس بات کو
مانے اوسے قبول کرنا اور قتال سے باز رہنا ایک بات تو یہہ ہے کہ اونسے
اسلام کی درخواست کرنا اگر وہ مانین تو قبول کرنا اور قتال سے باز رہنا پھر
اون سے کہنا کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مہاجرین کے مقام مین یعنی مدینہ
مین آرہین اور یہہ اون سے کہدیجیو کہ اگر اسبات کو وہ کرینگے تو اونکو وہی
ملیگا جو مہاجرین کو ملتا ہے یعنی ثواب اور غنیمت اور اون پر واجب ہوگا
جو مہاجرین پر ہے یعنی جہاد اور اگر اس بات کو وہ قبول نکرین تو اون سے
کہدینا کہ وہ جنگلی مسلمانون کی طرح ہونگے اونپر حکم خدا جاری ہوگا جسطرح

مومنون پر جاری ہوتا ہے مگر غنیمت اور صلح کے مال سے کچھ حصہ نہ ملیگا
مگر اوس صورت مین کہ مسلمانون کے ساتھہ ہوکر جہاد کرین اور جو وہ لوگ اسلام
سے انکار کرین تو جزیہ دین اگر وہ جزیہ دینا قبول کرین تو اونکے قتال سے
باز رہنا اور اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نکرین تو اونپر تلوار اوٹھانا خدا سے
مدد مانگ کر **کفایہ** جزیہ موافق تصریحات علی اختلاف الروایات فی نفر چند
روپیہ سالانہ ہے حسب استطاعت یا سب سے جو بصلح مناسب ہو یا اونکی
رئیس سے مگر تیرہ روپیہ چند آنے سالانہ سے زیادہ نہین اور جو کسب و عمل
کی طاقت نہ رکھتا ہو اوس سے کچھہ نہین ۱۲ اور جب تو قلعہ والے دشمنون کو
محاصرہ کرے اور وہ چاہین کہ تو اونسے خدا اور رسول کا عہد کرے تو یہہ نکرنا
مگر اپنا قول اور اپنے لشکریون کا قول کر لینا کیونکہ اگر اپنی اور اپنے لشکریون کی
عہد شکنی ہو جائیگی تو خدا اور خدا کے رسول کی عہد شکنی سے گناہ مین کمتر
اور آسان تر ہے اور اگر وہ چاہین کہ تو اونکو خدا کے حکم پر اوتارے تو ایسا نکرنا
اپنے ہی حکم پر اوتارنا اسواسطے کہ تو اونکے مقدمہ مین خدا کی مرضی و نامرضی کو
نہ جان سکیگا یہہ جو تحریر ہوا لفظ بلفظ **حدیث مسلم** کا ترجمہ ہے کہ بریدہ
ابن حبیب سے مروی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ **اسلام** کی یہہ
غرض نتھی کہ کسیکو زبردستی مار مار کر مسلمان کرین اگر یہہ غرض اسلام کی ہوتی
تو اکثر یہود جو بلاد عرب مین بطور رعایا جزیہ قبول کرکے مسلمانون کے زیر
قناعت رہتے تھے مار مار کر مسلمان کر لیتے جیسا کہ یورپ کی شایستہ ترین سلطنت
روس نے یہود کی جان پر ظلم توڑ رکھا ہے العیاذ باللہ اور شاہان یورپ
مین سے کسیکے مونہہ مین زبان نہین ہے کہ ہمدردی کا اظہار کرکے اوسکا ہاتھہ
پکڑے اور سلطنت ترک کے مقابلہ مین ناشدنی باتونپر اعتراض کرنے کو

طیار ہین ارباب عقل متفق الرائے کہتے ہین کہ انصاف اگرچہ ہر فرد بشر کے واسطے ہے لیکن شاہان روے زمین سے بروز قیامت اول یہی سوال ہوگا خیر ہم اس معاملہ مین صرف اتنا ہی کہتے ہین کہ مسلمانون پر یہہ اعتراض عیسائی پادریونکا سراسر غلط ہے کہ مسلمانون نے اپنا مذہب بزور شمشیر پہلایا بلکہ مسلمانونکی اخلاق و صداقت نے کفار کا دل کفر سے ناخوش کر دیا اور وہ ایک سچے مذہب کی سچائی کو دیکھکر مسلمان ہو گئے دیکہہ لو آج بہی پادری مشن کتنے روپیہ خرچ کر رہی ہے مگر کامیابی جو کچہہ ہوئی وہ معلوم ہے ہان اگر ہندوستان کا قحط سلامت رہا تو دس بیس ہزار یتیم بچے عیسائی ہو کر مال غنیمت سمجہے جاینگے مگر عاقل و بالغ آدمی کا نام تو عیسائیونکی فہرست مین نہ پہلے نظر آیا نہ اب آیندہ نظر آئے اسلام کی **حقانیت** کا تو یہہ حال تہا کہ سیکڑون کافر صرف حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا جمال جہان آرا دیکہکر اسلام لائے اور اپنے خویش واقارب مال و دولت گہر بار چہوڑ کر خدمت بابرکت مین حاضر رہے وطن کی محبت بہی بڑی سخت محبت ہے مگر وطن بہی چہوڑ دیا بعض صحابہ کو تو کفار نے گرفتار کر لیا اور بڑی بڑی ایذائین دین مگر اسلام سے منہہ نہ موڑا اسلام کی برکت سے اونکو ایسا روحی حظ حاصل ہوا کہ فاقون پر فاقے کئے پیٹ پر پتہر باندہے مگر وہ قدم جو راہ خدا مین جما ہوا تہا اوسے لغزش نہوئی اور خود حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو وہ وہ ایذائین دین کہ سننے والیکا حال متغیر ہو جاے آخر کو آپنے مجبور ہو کر وطن چہوڑا اور مدینہ مین ہجرت فرمائی مدینہ کے لوگون نے حق خدمت و رفاقت جیسا چاہیئے ویسا ادا کیا لہذا اللہ تعالی شانہ نے اونکو انصار کے لقب سے مشرف فرمایا جب مکہ کے کفار نے یہان بہی چین سے نہ بیٹہنے دیا تو پروردگار تعالی شانہ نے

آپ کو مامور بالجہاد کیا اول مشرکین عرب سے مقابلہ کی نوبت آئی کسی جنگ مین
تو حضرت خود تشریف لے گئے اور کسی جنگ مین کسی صحابی کو سر لشکر کرکے روانہ
فرمایا **غزوات اور سرایا وغیرہ کی تفصیل** جس جنگ مین حضور پر نور
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خود بنفس نفیس شریک رہے اوسکا نام غزوہ
ہے اور جسمین کوئی صحابی لشکر کے سردار ہوکر گئے اوسے سریہ اور بعث کہتے
ہین اور قید عدد مین اختلاف ہے اور معتبر نہین مگر یہہ امر باعتبار اصطلاح
ہو سکتا ہے ورنہ از روے لغت عدد کا بھی اعتبار رہے جیسا کہ قاموس مین
ہے کہ سریہ پانچ نفر سے پانچسو تک کو کہتے ہین اور مجمع البحار مین چار سو تک
بیان کیا ہے اور صاحب مواہب نے لکھا ہے کہ سریہ لشکر یعنے جیش کے ایک
قطعہ کا نام ہے جو لشکر سے نکلے ایک سو سے پانچسو تک اور پانچسو سے زیادہ ہو تو
اوسے منسرہ کہتے ہین اور اگر زیادہ ہو جاے اٹھہ سو سے تو اوسکا نام جیش ہے
اور اگر چار ہزار سے زیادہ ہو تو وہ جحفل بتقدیم جیم بر حاے حطی بروزن جعفر کہا جاتا
ہے اور جیش اوس لشکر عظیم کو کہا کرتے ہین جسمین پانچ تفرقین ہون مقدمہ
وقلب ومیمنہ ومیسرہ وساقہ اور کتیبہ وہ لشکر ہے جو مجمع ہوا ور منتشر نہ ہو اور صاحب
تفریح الاذکیا یہہ کہتے ہین کہ کبھی سریہ کا اطلاق اوسپر بھی ہوتا ہے جسمین حضور
پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خود بنفس نفیس شریک رہے ہین جیسا کہ
مشکوٰۃ شریف مین بروایت احمد ابن امامہ جہاد کے باب مین وارد ہے کہ ہم
نکلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھہ سریہ مین اور سریہ
مشتق ہے شے سری سے یعنی نفیس اسلئے کہ اہل سریہ لشکر کے منتخب لوگ
ہوتے تھے۔ سید جمال الدین محدث روضۃ الاحباب مین بیان فرماتے ہین
کہ مجموع غزوات جسمین حضور پر نور بنفس نفیس شریک رہے ہین بعض اہل سیر کے

نزدیک اکیس ۲۱ اور بقولے چوبیس ۲۴ اور بقول صاحب مواہب لدنیہ ستائیس ۲۷
ہین اور صحیح بخاری سے بروایت زید ابن ارقم انیس ہی معلوم ہوتے ہین اور
سرایا و بعوث پنجاہ و شش کم یا بیش اور بقولے چہل و ہفت اور صاحب تفریح
الاذکیا تحریر فرماتے ہین کہ ملاحظہ کتب سیر و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرایا
اور بعوث کا حصر نہین ہے چنانچہ وہ کہتے ہین کہ مین اپنی کتاب مین ساٹھ بعث
اور اٹھائیس غزوات لکھونگا انشا اللہ تعالی واضح ہو کہ نصف آخر سال اول
یا اول سال دوم ہجرت مین حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو
خبر پہونچی کہ قریش اور قبیلہ بنی حمزہ مقام ابوا مین جمع ہوے ہین اور ارادہ رکھتے
ہین کہ مسلمانون کو ایذا پہونچا ئین لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے سعد ابن عبادہ کو مدینہ باسکینہ مین خلیفہ فرمایا اور بذات خاص با جماعہ صحابہ
رضوان اللہ علیہم موضع ابوا مین کہ مدینہ منورہ کے اطراف مین واقع ہے تشریف
لیگئے تو مخشی ابن عمرو ضمیری نے ہیبت و جلالت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم مشاہدہ کر کے بمقتضاے وقت صلح کی استدعا کی حضور پر نور نے
صلح منظور فرمائی اور مدینہ منورہ مین واپس تشریف لائے اور نوبت قتال و
جدال کی نہ پہونچی اسی غزوہ کو غزوہ ودان کہتے ہین اسواسطے کہ ابوا اور
ودان قریب قریب واقع ہین محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اس
غزوہ کو غزوہ اولی اور بواط کو غزوہ ثانیہ اور عُسیرہ کو غزوہ ثالثہ کہتے ہین اور
حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے حاصل کلام اس واقعہ
کے بعد ماہ ربیع الاول مین حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو معلوم
ہوا کہ ایک جماعت کفار قریش کی مکہ معظمہ سے مسلح ہو کر نکلی ہے اور عکرمہ ابن
ابی جہل یا ابوسفیان ابن حرب یا مکرز ابن حفص اس جماعت کا سردار ہے

حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہہ خیال فرمایا کہ ایسا نہو کہ مدینے
مین غفلت پڑے اور کفار فرصت وقت پاکر اہل اسلام پر دست اندازی کرین
یا کسی طرحکا گزند پہونچائین لہذا عبیدہ ابن الحارث ابن المطلب ابن عبد
مناف کو سردار کیا اور ساٹھہ یا اسّی مہاجرین کے ساتھہ کہ اونمین کوئی انصار
نتہا روانہ فرمایا اور ایک نشان سفید بہی طیار فرماکر عنایت کیا چنانچہ کفار
نگونسار سے زمین حجاز مین مقابلہ ہوا پر نوبت مقاتلہ کی نہین پہونچی مگر سعد
ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک تیر جانب کفار چلایا یہہ پہلا
تیر تہا کہ اہل اسلام نے کفار قریش پر چلایا تہا الغرض جماعت کفار نگونسار
نے دوسو سواروں کی تعداد سے ہیبت وجلالت شان اسلام دیکہہ کر راہ گریز
اختیار کی اہل اسلام نے بہی اونکا تعاقب نہین کیا فائدہ اس سریہ کا یہہ ہوا
کہ مستضعفین مکہ سے دو شخص ایک مقداد ابن اسود عمر البنہرانی اور دوسرے
عتبہ ابن غزوان المازنی کہ برسم تجارت مکے سے نکلے تہے فرصت وقت
غنیمت جان کر لشکر اسلام مین آکر ملگئے بعض کہتے ہین یہہ سریہ اوسوقت ہوا
ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے غزوہ ابوا سے مراجعت
فرمائی ہے اور ہنوز مدینہ باسکینہ مین داخل نہوے تہے اور بعضے کہتے ہین کہ
قبل غزوہ ابوا واقع ہوئی بالجملہ عبیدہ ابن حارث ہنوز مدینہ مین نہ آئے تہے
کہ دفعتاً یہہ خبر آئی کہ ابوسفیان باجماعہ قریش شام سے پلٹا ہوا مکہ کو جاتا ہے
تو مسلمانون نے اپنی پہلی ایذائین یاد کین جو قریش نے دی تہین اور بدلہ لینے
پر مستعد ہوگئے اسوقت حضرت رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانب سیف البحر کہ ناحیہ عیص
مین واقع ہے سردار کرکے روانہ فرمایا اور تیس نفر مہاجرین اونکے ہمراہ گئے

اور ایک نشان سفید آراستہ فرماکر ابو مرثد غنوی کو عنایت فرمایا۔ ابو جہل کہ جماعہ
کفار مین تہا اور تین سو ۳۰۰ سوار اوسکے ساتھہ تہے ساحل دریا پر ملاقی ہوا اہل اسلام
باوصف قلت جماعت مدد خدا پر توکل کرکے جدال وقتال پر مستعد ہوگئے مجدی
ابن عمرو جہنی کہ حلیف فریقین تہا درمیان مین آگیا اور باخود ہا صلح کرادی کہ نوبت
جدال وقتال کی نہ پہونچی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ پلٹ کر مدینہ طیبہ کو چلے
آئے اور کفار قریش مکہ کو چلے گئے۔ پہر سعد ابن ابی وقاص کو آٹھہ یا بیس نفر
مہاجرین کے ساتھہ قریش کے دوسرے کاروان پر بہیجا اور علم مقداد ابن اسود
کو عطا ہوا اور ارشاد ہوا کہ موضع خرّار تک جانا یہہ جماعت وہان تک گئی تو مگر
قافلہ آگے جاچکا تہا پہر آخر ماہ ربیع الاول مین **غزوہ بواط** ہوا اور سبب یہہ
ہوا کہ امیہ ابن خلف جمحی دو ہزار یا پانسو ۵۰۰ اونٹ لئے جاتا تہا آپ کو اندیشہ ہوا تو
سائب ابن عثمان ابن مظعون کو خلیفہ کیا اور سعد ابن ابی وقاص کو علمدار کیا اور
خود بنفس نفیس معہ دو سو صحابی حضور پر نور روانہ ہوئے اور موضع بواط مین
کہ ناحیہ رضوی ہے اور مدینہ طیبہ سے تین منزل ہے پہونچے مگر ملاقات نہوئی
لہذا حضور پر نور اسی مقام سے بے جدال وقتال مدینہ منورہ مین واپس تشریف
لائے اور لقبیہ ایام ماہ ربیع الثانی اور جمادی الاول تہوڑے دنون تک مدینہ
منورہ مین رونق افروز رہے پہر خبر پہونچی کہ ابو سفیان تیس اونٹ غلہ کے لئے
ہوئے مع جماعت کثیرۂ قریش برسم تجارت شام کیطرف جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حمزہ ابن مطلب کو علمدار کیا اور ابو سلمہ مخزومی کو خلیفہ
کیا اور دو سو ۲۰۰ اصحاب اور بیس ۲۰ اونٹ ساتھہ لئے اور موضع عشیرہ تک کہ اسے
دار العشیرہ بہی کہتے ہین اور متعلقات بنی مدلج سے ہے اور مدینہ سے اٹھارہ
فرسخ ہے تشریف لے گئے وہان دریافت ہوا کہ قافلہ نکل گیا حضور نے وہان

کئی دن توقف فرمایا اور بنی مدلج اور بنی حمزہ سے معاہدہ فرماکر مدینہ مین تشریف
فرما ہوے **فائدہ** صحیح بخاری مین زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ اول غزوہ
عشیرہ واقع ہوا ہے اگرچہ یہہ سخن خلاف مشہور ہے لیکن طریق جمع یہہ ہے کہ اول
غزوہ جسمین زید ابن ارقم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھہ تھے
یہی تہا پھر خبر پہونچی کہ کرز ابن جابر فہری لٹے اونٹ حضور پرنور کے نواحی مدینہ
سے از راہ بغض وعداوت نکال دیئے اگرچہ اوسکا ارادہ تہا کہ ساربانون سے
چھین لے مگر اور لوگون نے ساتھہ نہ دیا اوس مردود نے وہان اون اونٹون کو
چرنے نہ دیا لہذا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے زید ابن
حارثہ کو مدینہ کا خلیفہ مقرر کیا اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو علمدار کیا اور
خود موضع صفوان تک کہ ناحیۂ بدر مین واقع ہے کچھہ لوگ اپنے اصحاب سے
ہمراہ لیکر تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ کرز ابن جابر فہری بھاگ گیا لہذا حضور
پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہان سے واپس تشریف لاے اگرچہ مال
ومتاع از قسم شیر وغیرہ وادی مین اوس موذی کا بہت کچھہ تہا اہل اسلام چاہتے
توسب لوٹ لیتے مگر منشار غزوہ یہہ نہ تہا اسی غزوہ کو بدر اولی اور صغری کہتے ہین
اور اوس شخص کا نام تہا جسنے اوس سرزمین مین کنوان بنایا تہا اوسی کے نام سے
یہہ موضع مشہور ہوگیا بعد اسکے جمادی الثانی مین عبد اللہ ابن جحش اسدی کو
کہ حضور عالی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پہوپی زاد بھائی تھے بارہ یا
آٹھہ نفر اصحاب کے ساتھہ جسمین سعد ابن عتبہ ابن ابی وقاص اور عکاسہ ابن
محصن اسدی اور عتبہ ابن غزوان اور ابو حذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ اور عامر ابن
ربیعہ اور سہیل ابن بیضا اور واقد ابن عبد اللہ تمیمی اور خالد ابن بکر بھی تھے
بطن نخلہ کیجانب امیر المومنین کا لقب عنایت کر کر روانہ فرمایا اور ایک فرمان عنایت

کیا اور تاکید فرمائی کہ اسے دو دن بعد کہولنا اور اوسپر عمل کرنا چنانچہ عبداللہ
روانہ ہوے اور دو دن کے بعد فرمان شریف کو کہول کر پڑہا تو اوسمین تحریر تہا کہ
بطن نخلہ مین مابین طائف اور مکہ اوترنا اور کاروان کے انتظار مین ٹہرجانا اور
کسی آدمی کو جبر و اکراہ سے اپنے ساتہہ نہ لیجانا اس سے صاف ثابت ہے کہ
صرف خبر لانے کو بہیجا تہا نہ کہ لڑنیکی غرض سے عبداللہ بطن نخلہ مین پہونچے
اور سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ ابن غزوان کے پاس ایک اونٹ تہا جسپر
دونون نوبت بنوبت سوار ہوتے تہے وہ گم ہو گیا تو یہہ دونون عبداللہ سے
اجازت لیکر اوسے تلاش کرنے چلے گئے اور دفعۃً قافلہ قریش طایف سے
مویز طایفی وغیرہ لیکر وارد ہوا اور اوس قافلے مین عمرو ابن الحضرمی اور حکم
ابن کیسان اور عثمان ابن عبداللہ ابن مغیرہ اور نوفل ابن عبداللہ مخزومی
بہی تہے ان لوگون نے اہل اسلام کو دیکہکر جانا کہ عمرے کے واسطے یہان
ٹہرے ہوے ہین لہذا اطمینان سے اونٹ اپنے جنگل مین چہوڑ دئے اور
کہانا پکانے مین مصروف ہوے تو مسلمانون نے قافلہ پر ریزش کی اور واقد
ابن عبداللہ نے عمرو ابن الحضرمی کو تیر سے مارا اور حکم اور عثمان کو قید کر لیا اور
نوفل بہاگ گیا اور سارا سامان اونکا لے لیا یہہ اول قتل اور اول غنیمت اور
گرفتاری مشرکون کی ہے اور یوم واقعہ تاریخ اول رجب ہے اور مسلمانون نے
سلخ جمادی الثانی سمجہی تہی یعنی یہہ معاملہ نادانستگی مین واقع ہوا نہ بقصد
جب مدینہ مین لوٹ کر آئے تو مشرکون نے مکہ مین مسلمانون کو طعنے دئے کہ محمد
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ماہ حرام بہی حلال کر دیا حضور نے اس
واقعہ سے عبداللہ پر عتاب فرمایا اور تقسیم غنیمت مین بہی تامل ہوا اور اسیرونکے
حق مین کچہہ حکم نہ دیا غریب اصحاب سریہ سخت پریشان ہوے لہذا پروردگار

تعالیٰ شانہ نے انکی تشفی فرمادی اور یہہ آیت نازل فرمائی یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر حاصل اسکا یہہ ہے کہ ان مہینون مین ناحق کی لڑائی اشد گناہ ہے اور جن کافرون نے مسلمانون کو ایذا دیکر دین اور جنگ کی اونسے لڑنا منع نہین ہے اوسوقت عبداللہ اور اونکے ہمراہی خوش ہوے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم فرمایا اور خمس بہی مقبول ہوا اور اہل مکہ نے دونون قیدیونکے واسطے فدیہ بہیجا حضور پرنور نے فرمایا کہ جب تک سعد اور عتبہ خود نہ آئینگے فدیہ منظور نہوگا آخر وہ دونون حاضر ہوے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حکم کو دعوت اسلام فرمائی وہ ایمان لایا اور بروز بیر معونہ شہید ہوا اور عثمان حالت کفر مین جانب مکہ معظمہ روانہ ہوا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکا فدیہ قبول فرمایا پہر وہ بے ایمان مرا یہہ واقعہ کتب سیر و تاریخ مین مختلف طرق پر بیان ہوا ہے **فائدہ** اس سریہ مین جو عبداللہ ابن حجش **امیر المومنین** کہلاتے تہے اور مشہور یہہ ہے کہ اول یہہ خطاب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پایا ہے اوس سے مراد یہہ ہے کہ خلفا مین اول یہہ خطاب حضرت عمر ہی کو ملا ہے۔ **اسی سال** کے رجب مین اور دوسرے قول کے موافق رمضان مین **حضرت سیدۃ النسا خاتون قیامت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا** اوسوقت عمر شریف حضرت خاتون قیامت رضی اللہ عنہا کی سولہ برس کی تہی اور ایک روایت کے موافق اٹھارہ برس کی تہی اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی عمر مبارک اکیس ۲۱ برس پانچ مہینے کی تہی انشاء اللہ تعالیٰ ابفصل حال حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا ذکر اولاد

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین کیا جائیگا اسی سال کے
نصف شعبان مین اور بقول صحیح نصف رجب روز دوشنبہ حضور پر نور صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مسماۃ اُم بشر کے گھر کہ منازل بنی سلمہ مین واقع تھا تشریف
فرما ہوے اوسنے آپ کے واسطے کھانا پکایا ہنوز خاصہ تناول فرمانے کی نوبت
نہ پہونچی تھی کہ نماز ظہر کا وقت آگیا تو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
بنی سلمہ کے لوگون کی مسجد مین اپنے یار و نکے ساتھہ نماز مین مشغول ہوے ایک
رکعت پڑہ چکے تھے دوسری رکعت کے رکوع مین تھے کہ حکم تحویل قبلہ
بیت الحرام کیطرف ہوا اور یہہ آیت نازل ہوئی قد نرئ تقلب
وجھك فی السماء فلنولينك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد
الحرام ترجمہ ہم دیکھتے ہین بار بار تیرے مونہہ کا پھر جانا آسمانکی طرف تو بیشک
پھیر ینگے ہم تجھکو جس قبلہ کیطرف تو راضی ہے اب پھیر تو مُنہ اپنا مسجد حرام کیطرف
حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوسیوقت نماز کی حالت مین کعبہ شریف
کیطرف پھر گئے اور سب مقتدی بھی پھر پھر پڑے کہ مرد عورتونکے مقام پر ہو
اور عورتین مردونکی جگہہ ہو گئین اور بقیہ نماز ظہر اوسی طرف ادا فرمائی اس مسجد کا نام
جامع القبلتین ہوا اور اہل قبا کو نماز صبح کے وقت خبر ہوئی وہ بھی
جس حال مین تھے جانب کعبہ پھر گئے بعد اوسکے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم قبا مین تشریف لے گئے اور دیوار مسجد متغیر فرمائی اور قبلہ اوسکا کعبہ
کی سمت درست فرمایا اور اپنے دست مبارک سے اوسکی بنیاد ڈالی اسی مقام
سے شافعیہ نے یہہ مسئلہ نکالا ہے کہ ایک نماز جہات متعددہ مین بالاجتہاد
درست ہے اور یہہ تحویل قبلہ ہجرت سے سترہ مہینے کے بعد ہوئی ہے اسکے
بعد صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ تو زندہ ہین اون نمازون کی قضا

جانب کعبہ کر سکتے ہین اون لوگون کا کیا حال ہوگا جو انتقال کر گئے ہین حضور پر نور
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے مردے اور زندے
اون نمازون مین جو بیت المقدس کیجانب پڑھ چکے ہین مثاب ہین ارشاد ہوا وَمَا
کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیعَ اِیمَانَکُم کیونکہ حکم منسوخ اپنے وقت مین حق تہا جسطرح حکم
ناسخ اپنے وقت مین حق ہے اور حقیقت یہہ ہے کہ ترتب ثواب ایمان پر ہے
کہ صورت عمل مین ظاہر ہوتا ہے نہ صرف صورت عمل پر اور اوسوقت حکم استقبال
بیت المقدس ہی بمقتضاے ایمان تہا اور اب استقبال کعبہ اور بعض ضعیف
العقاید مسلمان یہود کے بہکانے سے شبہ مین پڑ گئے کہ بیت المقدس سب
پیغمبرون کا قبلہ تہا اور حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بہی سوا برس
اوسی طرف نماز پڑہی اب کیا باعث ہوا جو اوسکو ترک کیا کیا وہ گمراہی تہی مگر پروردگار
تعالی شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پہلے ہی سے مطلع
فرمادیا تہا کہ سَیَقُولُ السُّفَہَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰہُم عَن قِبلَتِہِمُ الَّتِی
کَانُوا عَلَیہَا ترجمہ یعنی بیوقوف لوگ کہینگے کہ کس سبب سے پہر گئے مسلمان
اپنے قبلہ سے جسپر یہہ تہے اوسکا جواب پروردگار تعالی شانہ خود دیتا ہے۔
لِلّٰہِ المَشرِقُ وَالمَغرِبُ یعنی اللہ ہی کا پورب ہے اور اللہ ہی کا پچہم ہے
وہ جسطرف چاہے اپنے بندونکو جہکادے رسول صلعم تو اللہ کے فرمانبردار بندے
ہین اونکو تو حکم بجالانے سے مطلب ہے مالک سے سبب پوچہنے کی ضرورت
اور مالک بہی کون جو تمام جہان کا خالق خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین
ہم جانتے نہین ہین ای درد کیا ہی کعبہ — جیدہر پہرین وہ ابرو اودہر نماز کرنا
اور کفار عرب یہہ کہتے تہے کہ یہہ قبلہ ہے انبیا کا تو کیا اونکو یہہ بات نہین
معلوم تہی کہ بیت المقدس تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام ہے اور کعبہ تعمیر حضرت

ابراہیم علیہ السلام سے دوسری بات یہہ ہے دنیا مین بہی ایک مقام تو ہے جو اللہ کا گہر بننے کی عزت پا چکا تہا یعنی وہی مقام آدم علیہ السلام کے لئیے مسجد بنا تہا پہر طوفان نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا گیا اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے ملکر اللہ کا گہر فرشتونکی مدد سے تیار کیا بیت المقدس کے معمار اگر دیوزاد ہین تو اسکے معمار پیغمبر اور اللہ کے فرشتے ہین پہر کفار عرب کو تعجب کیون ہوا کہ کعبہ قبلہ کس سبب سے قرار پایا ان سب وجہون پر غالب اللہ کا حکم ہے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا انما الهدىٰ ما امر الله به والضلالة ما نهى عنه یعنی ہدایت وہ ہے کہ جو اللہ کا حکم ہو اور ضلالت وہ ہے کہ جو اللہ کی مرضی کے خلاف کام کیا جاے کفار قریش بولے کہ قبلہ سابق سے کیون پہرے آیا اوسمین کچہہ نقصان تہا اور اس نئے قبلہ مین کچہہ اوس سے زیادہ بزرگی ظاہر ہوئی اگر یہہ بات تہی تو پہلے ہی سے اس قبلہ کو اختیار کیا ہوتا یہہ تو نا عاقبت اندیشی تہی اور اگر یہود کے تعصب سے قبلہ سابق کو ترک کیا یا اہل مکہ کی محبت سے اوسے قبلہ بنایا ہی تو تعصب وجانب داری مقدمات دین مین نہین چاہیئے جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے گوش مبارک تک یہہ سخنان ناموزون پہونچے تو حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ یہہ باتین اس امر کا سبب نہین ہوئی ہین ہمارا مذہب تو فرمانبرداری مالک الملک جل جلالہ وتعالیٰ شانہ ہے اس قبلہ کے اختیار کرنیسے اوس قبلہ کی بزرگی تو ہمارے دل سے گئی نہین جتنی تہی اوتنی ہی موجود ہے پہر تعصب کہان باقی رہا ہم جسکے بندے ہین جب تک اوسنے ہمین ادہر جہکایا ادہر جہکے رہے اب اوسنے ادہر کا حکم کیا ہم در و دیوار کو سجدہ نہین کرتے ہمارا مسجود تو وہ مالک ہے اوسکے حکم پر ہمارا سجدہ ہے وہ ذات پاک کسی جہت اور مکان کی

محتاج نہین فاینما تولوا فثم وجہ اللہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسکی وجہہ پوچھنی دلیل سفاہت ہے جب بیت المقدس مین قبلہ مقرر کیا گیا تہا تو کسی نے اوسوقت کے نبی سے پوچہا تہا کہ خاص اسی سمت کے قبلہ مقرر ہونیکی کیا وجہہ ہے اور سمتون سے اس سمت مین کیا بزرگی ہے جو جواب اونکا ہوگا وہی جواب ہمارا ہے اور یہہ امور اسراری ہین تم اتنا ہی سمجہہ لو کہ خداوند تعالے شانہ نے تمکو ایک سمت بتادی تاکہ سبکی ہمت مجتمع ہوکر ایک ہی مالک کی طرف متوجہہ ہو اور اتحاد دل سب کا ایک ہو اور اگر ایسا نہوتا تو دس بیس تو مشرق کیطرف جہکے پڑے ہوتے اور دس بیس مغرب کیطرف کچہہ لوگ شمال کیطرف سجدہ مین ہوتے اور کچہہ لوگ جنوب کیطرف یکتائی اور یکجہتی کا لطف باقی نرہتا اللہ تعالے شانہ کی مخلوق مخلوق ہونیکی حیثیت سے سب برابر ہین اور سب کو اپنی اپنی ترقی کرنیکا خیال ہے اس نئے قبلہ کو بہی تمنا ہوتی ہوگی کہ مین بہی ترقی کرون اور وہ اللہ کا گہر پہلے ہی سے قرار پاچکا تہا اوسکی التجا قبول ہوئی اسمین قباحت کیا لازم آئی مین عرض کرتا ہون کہ کیا عجب ہے کہ اس دنیا کے فنا ہونیکے بعد اگر پہر کوئی نئی دنیا قائم ہوئی تو اور بقیہ سمتونکی بہی آرزو پوری ہوجاے اور کعبہ کے اندر داخل ہونیکے بعد تو اسی دنیا مین چارون سمتونکی امیدین پوری ہوجاتی ہین اور یون بہی جو کعبہ سے پورب ہین وہ مغرب کیطرف سجدہ کرتے ہین اور جو کعبہ سے پچہم بستے ہین وہ پورب کو سجدہ کرتے ہین چنانچہ مدینہ طیبہ مین دکن کیطرف سجدہ ہوتا ہے خاص بیت اللہ کے صحن مین گول دایرہ مین جماعت ہوتی ہے یہہ سب جہگڑے قریش کے کفار کے بد باطنی کے سبب سے تہے بنظر اختصار اسقدر بیان ہوا ہے اس سے بہت زیادہ اور مقدس مصنفین نے اپنی اپنی کتابونمین بیان کیا ہے شایقین کتب سیر مین ملاحظہ فرمائین مگر یہان ایک مختصر سی تقریر عوام الناس کے ملاحظہ کے لئے لکہے

دیتا ہون ملاحظہ فرمائین۔ تحویل قبلہ کی حقیقت بطور اختصار
حقیقت اس تبدیل و تحویل کی اول یہہ ہوئی تہی کہ اکثر توابع حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قریشی نژاد تہے اور پشت ہاپشت سے وہ لوگ تعظیم کعبہ شریف کے خوگر ہورہے تہے اور اوسی بُقعہ متبرکہ کو قبلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تہے اور اوسکی مجاورت کو اپنا فخر سمجہتے تہے بلکہ تمام عرب کے لوگ جو غیر قریشی تہے وہ بہی کعبہ کی عظمت اور اعتقاد مین کسیطرح قریش سے کم نتہے اور اس مکان کی تعظیم مین جان و دل سے مصروف تہے پس ترک استقبال اس مکان کا اور امر استقبال بیت اللہ شریف کا گویا امتحان تہا تاکہ مخلصین اون لوگون سے جو متردد دین ہین علحدہ ہوجائین ہرچند علم الٰہی تو ازل سے جمیع وقایع کلیہ وجزیہ کا محیط ہے حاجت امتحان مخلوق کے لئے تہی جیسے ملایکہ وغیرہ کہ کارخانہ عالم اونسے متعلق کیا گیا ہے وہ اس ظہور اور امتیاز کے محتاج تہے تاکہ بحسب مرتبہ ایمان اور درجہ امتحان ہر آدمی کو سمجہین اور اوسکے ساتہہ اوسکے حال کے مناسب معاملہ کیا کرین حاصل کلام یہہ ہے تحویل قبلہ بحکم حق واقع ہے اور مالک الملک سے مخلوق کو ذرا ذرا بات مین سبب کا دریافت کرنا آداب بندگی سے بہت دور ہے تم مالک کے بندے ہو تمکو اوسکے حکم مین کیا دخل ہے کیا تم یہہ چاہتے ہو آسمان و زمین چاند سورج ہزارون کرورون تارونکا پیدا کرنے والا ذرا ذراسی بات مین تم سے مشورہ لیا کرے اور تمام دنیا کے اسرار تمپر کہولدے تم بندے ہو یا اوسکے شریک وسہیم ہو اگر بندہ بنکر رہنا ہے تو رہو نہین تو اپنا چلتا دہندہا کرو جب بادشاہ کوئی حکم اپنے وزیر کے معرفت جاری کرتا ہے تو کیا رعیت اوسسے ہر حکم کو پوچہا کرتی ہے دنیا کے بادشاہون کے ہزارون احکام ایسے جاری ہوتے ہین کہ رعایا پر اونکی وجہہ مخفی رکہنی ضرور ہے جو وزراے سلطنت تمہارے سوال کرنے سے پہلے تمہین کسی

حکم کے جاری ہونیکی وجہ بتادین تم سن لو اور اوسپر عمل کرو اور اگر وہ کچہہ نہ بتایئن توسکوت کرو اور سمجہہ لوکہ اس حکم کیوجہہ دریافت کرنا تمہارے حال کے مناسب نہین ہے ٥

بدرد وصاف ترا حکم نیست دم درکش	ہر آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

محمد اکبر سن اور سمجہہ اگر تجہکو اللہ تعالی شانہ کے ملک مین اہل نجات کی طرح زندگی کرنا منظور ہے تو ان آنکھون سے اوسکی **قدرت کا ملاحظہ** کر اگر اوسکی صنعت بقدر طاقت واستعداد بشری تیری سمجہہ مین آجاے تو اوس سے لطف اوٹھا اور عشاق خدا کی طرح سے بے اختیار ہو کر اوسکی طرف دوڑجا اور اگر فہم اور قوت درک قصور کرے تو اوسی عالم الغیب کے حضور مین سر بسجدہ ہو کر بزبان بیزبانی عرض کر اور سجدہ مین پڑا رہ اگر تیرے حال کے مناسب ہو گا تو تیری عقل روشن کر دیجائیگی اور اگر تیرے حال کے مناسب نہین ہے تو **شکر گذاری** کے ساتہہ سر کو اوٹھالے کوئی بندہ کسی امر مین مالک پر جبر نہین کرتا اے **محمد اکبر** اگر تو بادشاہ ملک دل بنا چاہتا ہے تو کم سے کم **ایاز** کی استعداد تو پیدا کرلے پہر تو **محمود** کے لئے ہے اور **محمود** تیرے لئے ہے ٥

عشق است کہ ہم بندہ و ہم بندہ نواز است	این حاصل افسانہ محمود و ایاز است

جو شخص بادشاہ ہونیکی تمنا مین ہے وہ پہلے آداب غلامی سے آراستہ و پیراستہ ہو اگر مالک نے اوسکی بندگی پسند فرمائی تو اوسے ہر ذرہ کائنات بادشاہ ہونیکی مبارکباد دینے لگتا ہے یہانتک کہ ان خطابات بیحد و نہایت کے نشہ مین سرشار ہو کر اوسکی روح پکارنے لگتی ہے کیا پکارنے لگتی ہے **بندگان فرمان بردار سنین اور اپنے مقام سے ترقی کرکے**

آگے بڑہین اور بڑہتے جائین جہانتک بڑہ سکین

مگر مین اپنی ہی زبان مین نغمہ سنجی کرونگا سننے والے چاہے جو مطلب لگائین (میری نغمہ سنجی) قال اللہ تعالیٰ شانہ مین کچہہ نہین کہتا میرا خالق میرا مالک فرماتا ہے مگر اسوقت میری زبان کہہ رہی ہے اور وہی کہہ رہی ہے جو اوسنے فرمایا ہے آیت اللہ ـ کلام اللہ رسول کا فرمایا ہوا رسول کا لایا ہوا رسول کا پہنچایا ہوا برادران طریقت سنو اور سمجہو اور اپنے قبلہ کیطرف سجدہ کرو اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری

خدا وہی ہے بتایا رسول نے جسکو ۔۔۔ رسول وہ ہی جو اکبر ہمین خدا نے دیا

اے اکبر پہلے قیس ہو کر اپنی معرفت حاصل کر غایت مقصد تیرا لیلیٰ بننا ہی لہذا عشق کے زینہ پر قدم رکہہ اوسوقت مجنون ہو جائیگا یہانتک کہ تو اوس بام بلند کے سب زینے طے کرلیگا اور بام کے صحن مین خرام ناز کرنے لگیگا اوس بام پر ایک آئینہ خانہ ہے جسے خلوت محبوب کہتے ہین خلوت محبوب کے یہہ معنی نہین ہین کہ کسی محبوب نازنین کے آرام کرنیکی خلوت بلکہ محبوب بننے کا مقام جو اوسمین داخل ہوا محبوب بنگیا فقیر مولف کے موزون الفاظ ـ ؎

دیکہہ کر آئینہ سجدے شکر کی کرتا ہی قیس ۔۔۔ یعنی کل مجنون تہا مین اور آج لیلیٰ ہو گیا

دیگر

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش ۔۔۔ حسن این قصۂ عشق است در دفتر نمیگنجد

فائدہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بحکم الٰہی جانب کعبہ پہرے تو حجاب ناسوتی آپ کی نظر مبارک کے سامنے سے دور کردئے اور میزاب رحمت آپکو بے حجاب نظر آگیا اور سمت کعبہ درست ہو گئی ـ اسی سال کے شعبان

مین روزے ماہ رمضان کے فرض ہوے اور سورۂ بقر کی یہہ آیت نازل ہوئی یا
ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم
تتقون ایاما معدودات ترجمہ اے ایمان والو حکم ہوا تمپر روزے کا جیسے
حکم ہوا تہا تم سے اگلونپر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ کئی دن ہین گنتی کے تفصیل اس
اجمال کی یہہ ہے کہ اے ایمان والو مقتضاے ایمان یہہ ہے کہ اپنے نفس کے
مرنے کرنے مین کوشش کرو اور روح کے زندہ رکھنے کا طریقہ اختیار کرو کیونکہ
نفس سخت موذی ہے اور روح بیگناہ ہے راہ دین کے موذی کو مارنا اور بیگناہ
کی زندگی مین سعی کرنا بہت بڑی نیکی یہہ ہے اور ترکیب قتل نفس کی یہہ ہے کہ
یہہ کہانے پینے اور صحبت نسا سے روکا جاے دن کے وقت اور رات کا
آخر حصہ عبادات مین بسر کیا جاے اور مسائل صوم فقہ کی کتابون مین موجود ہین
شائقین اونمین ملاحظہ فرمائین۔

اسی سال دوم ہجری مین روز جمعہ یا دوشنبہ ۱۷ رمضان کو غزوہ بدر کبریٰ واقع ہوا

سبب وقوع اس واقعہ کا اہل سیر یون بیان فرماتے ہین کہ پہلی بار مدینہ منورہ
مین خبر پہونچی کہ ابوسفیان ابن صخر اور عمرو عاص مخرمہ ابن نوفل چالیس آدمیونکی
جماعت سے تجارت کی غرض سے شام کو جاتے ہین لہذا خود حضور پرنور صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بنفس نفیس بموضع عشیرہ تک تشریف لے گئے لیکن اون
لوگون کا مقابلہ نہوا وہ آگے جا چکے تہے لیکن جب وہ جماعت شام سے واپس
ہوئی تو حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو یہہ خبر ہوئی کہ وہ جماعت آتی
ہے آپ نے طلحہ ابن عبید اللہ اور سعید ابن زید قریشی عدوی کو بطور جاسوس

مقرر کرکے روانہ فرمایا تاکہ قافلے کا حال دریافت کرکے خبر کرین یہہ دونون
موضع خیار مین کہ اراضی حورا مین واقع ہے کشد جہنی کے گھر مین پوشیدہ ہورہے
اور یہہ خبر ابوسفیان کو بہی پہونچی اوسنے ضمضم ابن غفاری کو اجرت دیکر مشرکین مکہ
سے کہلا بہیجا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس قافلہ کی واپسی کے منتظر
ہین مالکان اسباب تجارت یہان آئین اور اپنے مال کی حفاظت کرین نہین تو
بڑا نقصان اوٹہانا پڑیگا الغرض قافلہ موضع خیار مین آکر گذر گیا اور طلحہ اور سعید
راتون رات چلکر مدینہ طیبہ مین داخل ہوے یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم اون دونونکی روانگی کے دس روز بعد واپسی قافلہ کی خبر پاکر مدینہ
سے تشریف لیجا چکے تہے اور حال یہہ ہوا کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے عبداللہ ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور تاریخ دوازدہم یا ہشتم رمضان
شریف چاہ ابوعقبہ پر کہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے خیمہ ڈالا اور
عبداللہ ابن عمر و زید ابن ثابت اور برا ابن عازب وغیرہ اصحابون کو بسبب
خوردسالی کے واپس فرمایا اور حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کو
بعذر علالت اونکی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے
پاس حضور نے مدینہ مین چہوڑ دیا اور دو مہاجر اور پانچ انصار وہ بہی کسی عذر کے
سبب سے حسب الحکم حضور مدینہ مین رہے اور طلحہ ابن عبداللہ و سعید ابن
زید جاسوسی کے واسطے شام کیطرف گئے تہے اور عاصم عجلانی کو اہل عالیہ پر خلیفہ
فرمایا اور ابولبابہ کو موضع روحا سے بجاے عبداللہ ابن ام مکتوم خلیفہ مدینہ کیا
اور اونکو یعنی عبداللہ ابن ام مکتوم کو امام مسجد مقرر فرمایا اور اس مقام سے حارث
ابن حاطب کو عمر ابن عوف کی مہم پر بہیجا تہا اور عازب ابن الصمہ اور خوات ابن
جبیر راہ مین گر پڑے اور بہت چوٹ لگی کہ وہ راہ سے واپس گئے روایت ہے

کرتے لشکر حضرت سید البشر صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین ستر یا اسی اونٹ اور دو یا تین گھوڑے تھے ایک گھوڑا مقداد ابن عمرو کندی کا بلا اختلاف اور دوسرا ابی مرثد غنوی کا اور تیسرا زبیر کا اور چھہ زرہین اور آٹھہ تلوارین اور دو دو تین تین آدمیونمین ایک ایک اونٹ کہ نوبت بنوبت سوار ہوتے تھے اور حضرت کے شریک حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوتے تھے اور زید ابن حارث اور جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیادہ ہوتے تو اصحاب عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آپ سوار ہون ہم پیادہ چلینگے تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ارشاد فرماتے کہ تم مجھسے قوی نہین ہو اور مین تم سے اجر مین بے نیاز نہین یعنی مین اجر اس کا خدا سے چاہتا ہون جیسا تم چاہتے ہو اور اس غزوہ مین سب **تین سو تیرہ آدمی** تھے اونمین سے ستر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار اور ایک روایت مین تراسی مہاجر اور باقی انصار اور انمین آٹھہ آدمی حاضر نتھے جنکے نام اوپر ذکر کردئے گئے ہین جو شریک جنگ تھے وہ تین سو پانچ تھے یہہ اول سفر انصار کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھہ تھا چونکہ عزم بالجزم نتھا اس سبب سے فراہمی لشکر مین کوشش نہین ہوئی تھی اور تعداد لشکر مشرکین کی ایک ہزار تھی اور دوسری روایت مین نو سو پچاس اور اسی یا سو گھوڑے تھے اور بڑے بڑے سردار قریش مثل ابو سفیان ابن صخر ابن حرب اور ابو جہل وغیرہ ہمراہ تھے **فائدہ** واضح ہو کہ اہل بدر کی تعداد مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک تین سو پندرہ چنانچہ ابی داؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے اور ایک جماعت نے تین سو تیرہ اور کچھہ لوگون نے تین سو سترہ کہے ہین اور تین سو چودہ کی بھی روایت ہے چنانچہ برا ابن عازب سے صحیح بخاری مین روایت ہے کہ اصحاب بدر شمار مین اصحاب طالوت کے برابر تھے اسی مہاجرین اور باقی انصار منجملہ اونکے قبیلہ اوس ابن خارجہ کے اکسٹھہ

اور بطون خزرج کے ایک سو ستره اور وه بهی اصحاب بدر تهے جنکو حضرت نے حصه دیا اگرچه وه لڑائی مین شریک نتهے چنانچه **استیعاب** مین اس قول ثالث کو ترجیح دیگئی ہے اور صاحب تفریح الاذکیا نے جو اسماے اصحاب بدر اپنی کتاب مین تحریر فرماے ہین وه استیعاب سے لکھے ہین مین اپنی کتاب مین وہی اسما نقل کرتا ہون وبالله التوفیق وهو الرفیق۔

اسماء اصحاب بدر رضی الله عنهم

بسم الله الرحمن الرحیم اسالك (1) بسیدنا محمد ن المهاجرهی صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم و(2) بسیدنا عبدالله ابن عثمان ابی بکر ن الصدیق القریشی و(3) بسیدنا عمر بن الخطاب العدوی و(4) بسیدنا عثمان بن عفان القرشی خلّفه النبی صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم علی ابنته وضرب له بسهمه و(5) بسیدنا علی رض بن ابی طالب الهاشمی و(6) بسیدنا ایاس بن البکیر و(7) بسیدنا بلال بن رباح مولی ابی بکر الصدیق القرشی و(8) بسیدنا حمزة بن عبد المطلب الهاشمی و(9) بسیدنا حاطب بن ابی بلتعة حلیف القریش و(10) بسیدنا ابی حذیفه بن عتبه بن ربیعة القرشی و(11) بسیدنا حارثة بن ربیع الانصاری قتل یوم بدر وهو حارثة بن سراقة وکان فی النظارة و(12) بسیدنا خنیس بن حذافة السهمی رض و(13) بسیدنا رفاعة بن رافع الانصاری و(14) بسیدنا رفاعة بن عبد المنذر ابی لبابة الانصاری رض و(15) بسیدنا الزبیر بن العوام القرشی رض و(16) بسیدنا سعید ابن زید بن سهل ابی طلحة الانصاری و(17) بسیدنا ابی زید الانصاری و(18) بسیدنا سعد بن مالک الزهری و(19) بسیدنا سعد بن خولة القرشی و(20) بسیدنا ظهیر بن رافع الانصاری واخیه رض و(21) بسیدنا عبدالله بن مسعود الهذلی رض و(22) بسیدنا عتبة بن مسعود الهذلی رض و(23) بسیدنا عبدالرحمن بن عوف الزهری و(24) بسیدنا عبیدة بن الحارث القرشی رض

وبسیدنا[۲۵] عبادة بن الصامت الانصاریؓ وبسیدنا[۲۶] عمرو بن عوف حلیف بنی عامر
بن لویؓ وبسیدنا[۲۷] عقبہ بن عمرو الانصاریؓ وبسیدنا[۲۸] عامر بن ربیعۃ العنزیؓ وبسیدنا[۲۹] عاصم
بن ثابت الانصاریؓ وبسیدنا[۳۰] عویم بن ساعدة الانصاریؓ وبسیدنا[۳۱] عتبان بن مالک
الانصاریؓ وبسیدنا[۳۲] قدامہ بن مظعونؓ وبسیدنا[۳۳] قتادة بن النعمان الانصاریؓ وبسیدنا[۳۴]
معاذ بن عمرو بن الجموحؓ وبسیدنا[۳۵] معوذ بن عفراء واخیہ مالک بن ربیعہؓ وبسیدنا[۳۶] ابی اُسید
الانصاریؓ وبسیدنا[۳۷] مسطح بن اثاثۃ بن عباد بن المطلب بن عبد منافؓ وبسیدنا[۳۸] مرارة
بن ربیع الانصاریؓ وبسیدنا[۳۹] معن بن عدی الانصاریؓ وبسیدنا[۴۰] مقداد بن عمرو الکندی
حلیف بنی زہرة وبسیدنا[۴۱] ہلال بن امیۃ الانصاریؓ وبسیدنا[۴۲] ابی عمرو بن سعد بن معاذ
الاشہلی الانصاریؓ وبسیدنا[۴۳] اُسید بن حضیر الانصاری الاشہلی وبسیدنا[۴۴] اُسید بن ثعلبۃ
الانصاریؓ وبسیدنا[۴۵] اُنیس بن قتادة الانصاریؓ وبسیدنا[۴۶] انس بن معاذ البخاریؓ وبسیدنا[۴۷]
بن اوس الانصاری الاشہلیؓ وبسیدنا[۴۸] اوس بن ثابت البخاری الانصاریؓ وبسیدنا[۴۹]
اوس بن خولی الانصاریؓ وبسیدنا[۵۰] اوس بن الصامت الخزرجیؓ الانصاری وبسیدنا[۵۱]
اسعد بن زرارة البخاری الخزرجیؓ وبسیدنا[۵۲] اسود بن زید بن غنم الانصاریؓ وبسیدنا[۵۳] ایاس بن
ودفۃ الانصاری من بنی سالم بن عوف الخزرجیؓ وبسیدنا[۵۴] الارقم بن ابی الارقم الہاشمیؓ
وبسیدنا[۵۵] براء بن عازب الخزرجی الانصاریؓ وبسیدنا[۵۶] بشر بن البراء بن معرور الانصاری الخزرجیؓ
وبسیدنا[۵۷] بشر بن سعد الخزرجی الانصاریؓ وبسیدنا[۵۸] بشر بن ابی زید بن الانصاریؓ وبسیدنا[۵۹]
بُجَیر بن ابی بجیر الجہنی البخاری وبسیدنا[۶۰] بشعث بن عمرو الخزرجی الانصاریؓ وبسیدنا[۶۱] بحاث
بن ثعلبۃ الانصاری الخزرجیؓ وبسیدنا[۶۲] تمیم بن یعار الانصاریؓ وبسیدنا[۶۳] تمیم الانصاری
مولی بنی غنم وبسیدنا[۶۴] تمیم مولی خراش بن الصمۃؓ وبسیدنا[۶۵] ثابت بن الجذع الانصاری
الاشہلیؓ وبسیدنا[۶۶] ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری العوفیؓ وبسیدنا[۶۷] ثابت بن عمرو بن
زید البخاری الانصاریؓ وبسیدنا[۶۸] ثابت بن خالد بن عمرو بن النعمان البخاری الانصاریؓ

وسیدنا[۶۹] ثابت بن خالد بن عمرو بن النعمان النجاری الانصاریؓ وسیدنا[۷۰] ثابت بن خنساء
النجاری الانصاریؓ وسیدنا[۷۱] ثابت بن اقرم انصاری حلیف بنی عمرو بن عوفؓ وسیدنا[۷۲]
ثابت بن زید الاشہلی الانصاریؓ وسیدنا[۷۳] ثابت بن ربیعۃ الانصاری الخزرجیؓ وسیدنا[۷۴]
ثابت بن عامر الانصاریؓ وسیدنا[۷۵] ثابت بن عبید الانصاریؓ وسیدنا[۷۶] ثابت بن الحارث
الانصاریؓ وسیدنا[۷۷] ثعلبۃ بن غنیمۃ الانصاریؓ وسیدنا[۷۸] ثعلبۃ بن ساعدۃ الساعدی
الانصاریؓ وسیدنا[۷۹] ثعلبۃ بن عمرو النجاری الانصاریؓ وسیدنا[۸۰] ثعلبۃ بن حاطب الانصاریؓ
وسیدنا[۸۱] ثقف بن عمرو اسلمیؓ وسیدنا[۸۲] جابر بن خالد بن مسعود انصاری النجاری الاشہلیؓ
وسیدنا[۸۳] جابر بن عبداللہ الحرامی الانصاریؓ وسیدنا[۸۴] جبار بن صخر الانصاریؓ وسیدنا[۸۵]
جبیر بن ایاس الانصاری الزرقیؓ وسیدنا[۸۶] حارثۃ بن النعمان النجاری الانصاریؓ وسیدنا[۸۷]
حارثۃ بن مالک الانصاری الزرقیؓ وسیدنا[۸۸] حارث بن حمیر الاشجعی الانصاریؓ وسیدنا[۸۹]
حارثۃ بن حمیر الانصاریؓ وسیدنا[۹۰] حارث بن ہشام المخزومی القرشی وسیدنا[۹۱] الحارث
بن عتیک النجاریؓ وسیدنا[۹۲] الحارث بن قیس الانصاریؓ وسیدنا[۹۳] حارث بن اوس
الانصاریؓ وسیدنا[۹۴] الحارث بن انس الاشہلی الانصاریؓ وسیدنا[۹۵] الحارث بن النعمان
القیسیؓ وسیدنا[۹۶] الحارث بن النعمان بن خزمۃ الخزرجی الانصاریؓ وسیدنا[۹۷] حریث
بن زید الخزرجی الانصاریؓ وسیدنا[۹۸] الحلم بن عمرو الثمالیؓ وسیدنا[۹۹] حبیب مولی الانصاریؓ
وسیدنا[۱۰۰] الحصین بن حارث المطلبیؓ وسیدنا[۱۰۱] حاطب بن عمرو الاوسیؓ وسیدنا[۱۰۲] حرام بن
ملحان النجاریؓ وسیدنا[۱۰۳] الحباب بن المنذر الانصاری الاسلمیؓ وسیدنا[۱۰۴] خالد بن البکیرؓ
وسیدنا[۱۰۵] خالد بن العاصی قتل یوم بدرؓ وسیدنا[۱۰۶] خالد بن قیس الانصاریؓ العجلانی
وسیدنا[۱۰۷] خلاد بن سوید الانصاری الخزرجیؓ وسیدنا[۱۰۸] خلاد بن عمرو الانصاری السلمیؓ وسیدنا[۱۰۹]
خزیمۃ بن ثابت الانصاریؓ وسیدنا[۱۱۰] خارجۃ بن زید الانصاری الخزرجیؓ وسیدنا[۱۱۱] خارجۃ بن
حمیر الاشجعیؓ وسیدنا[۱۱۲] خباب بن الارت الخزاعیؓ وسیدنا[۱۱۳] خباب مولی عتبۃ بن غزوانؓ

[114] وبسیدنا خزیم بن فاتک الاسدی رض [115] وبسیدنا خراش بن الصمۃ الانصاری السلمی رض [116] وبسیدنا خولی
بن خولی العجلی والجعفی رض [117] وبسیدنا خلیب بن اساف الانصاری رض [118] وبسیدنا خوات بن جبیر الانصاری رض
[119] وبسیدنا خلیفۃ بن حارث الانصاری رض [120] وبسیدنا خلیفۃ بن عدی الانصاری رض [121] وبسیدنا
خلیدۃ بن قیس الانصاری [122] وبسیدنا ذکوان بن عبد قیس الانصاری رض [123] وبسیدنا ذی مخبر الحبشی رض
[124] وبسیدنا ذی الشمالین الخزاعی [125] وبسیدنا رافع بن مالک الانصاری رض الخزرجی [126] وبسیدنا رافع
بن الحارث الانصاری رض [127] وبسیدنا رافع بن المعلی الانصاری رض [128] وبسیدنا رافع عنجدۃ الانصاری
العوفی رض [129] وبسیدنا رافع بن سہل الانصاری رض [130] وبسیدنا رافع بن زید الانصاری رض [131] وبسیدنا
رافع بن سہل الانصاری رض [132] وبسیدنا رافع بن زید الانصاری رض **واضح ہو** کہ یہ دو نام
جو مکرر لکھے گئے ہین **قرۃ العیون شرح سرور المحزون** مین یونہین لکھے ہوئے ہین
جس کو نواب محمد علیخان مرحوم والی ٹونک نے مطبع مفید عام آگرہ مین طبع کرایا ہے
اور کتاب تفریح الاذکیا مین بھی اس مقام پر اسما مین اختلاف ہے ضیق وقت نے
زیادہ تحقیق کرنے کی مہلت نہ دی بجنسہ کتاب سرور المحزون کی نقل کر دی گئی -
[133] وبسیدنا رفاعۃ بن عمرو الانصاری رض [134] وبسیدنا رفاعت بن رافع الانصاری رض [135] وبسیدنا
رفاعۃ بن الحارث الانصاری رض [136] وبسیدنا رفاعۃ بن عمرو الجہنی رض [137] وبسیدنا ربیعۃ بن اکثم
الانصاری رض [138] وبسیدنا ربیع بن ایاس الانصاری رض واخیہ رض [139] وبسیدنا رحیلۃ بن ثعلبۃ
الانصاری البیاضی رض [140] وبسیدنا زید بن الخطاب العدوی رض [141] وبسیدنا زید بن حارثۃ الکلبی رض
[142] وبسیدنا زید بن اسلم العجلانی الانصاری رض [143] وبسیدنا زید بن الدثنۃ الانصاری البیاضی رض
[144] وبسیدنا زید بن عاصم المازنی الانصاری رض [145] وبسیدنا زیاد بن لبید الانصاری رض [146] وبسیدنا
زید بن عمرو الانصاری رض [147] وبسیدنا زیاد بن کعب الانصاری رض [148] وبسیدنا زیاد بن حرام
الاشجعی رض [149] وبسیدنا طلیب بن عمرو القرشی رض [150] وبسیدنا الطفیل بن الحارث المطلبی واخیہ
قتل یوم بدر رض [151] وبسیدنا الطفیل بن مالک الانصاری رض وبسیدنا کعب بن عمرو الانصاری رض

السلمی و[١٥٣]سیدنا کعب بن زید النجاری الانصاری رض و[١٥٤]سیدنا کعب بن جماز الانصاری رض
و[١٥٥]سیدنا کناز بن حصن الانصاری رض و[١٥٦]سیدنا محمد بن مسلمة الانصاری رض و[١٥٧]سیدنا معاذ بن
عفراء الانصاری رض و[١٥٨]سیدنا عوف بن العفراء قتل یوم البدر رض و[١٥٩]سیدنا معوذ رض و[١٦٠]سیدنا معاذ
بن ماعص الانصاری رض و[١٦١]سیدنا مالک بن عمیلة العبدری رض و[١٦٢]سیدنا مالک بن قدامة
الانصاری رض و[١٦٣]سیدنا مالک بن رافع العجلانی رض و[١٦٤]سیدنا مالک بن عمرو السلمی رض و[١٦٥]سیدنا
مالک بن امیة بن عمرو السلمی رض و[١٦٦]سیدنا مالک بن ابی خولی العجلانی رض و[١٦٧]سیدنا مالک بن
نمیلة الانصاری رض و[١٦٨]سیدنا معمر بن الحارث الجمحی رض و[١٦٩]سیدنا محرز بن فضلة الاسدی رض
و[١٧٠]سیدنا محرز بن عامر الانصاری رض و[١٧١]سیدنا معن بن یزید السلمی رض و[١٧٢]سیدنا معبد بن قیس
الانصاری رض و[١٧٣]سیدنا المنذر بن عمرو الانصاری رض الخزرجی و[١٧٤]سیدنا المنذر بن اوسی الانصاری رض
و[١٧٥]سیدنا المنذر بن قدامة الانصاری رض و[١٧٦]سیدنا معصب بن الحمراء الانصاری رض و[١٧٧]سیدنا
معتب بن بشیر الانصاری رض و[١٧٨]سیدنا مصعب بن عمیر القرشی رض و[١٧٩]سیدنا مبشر بن عبد المنذر
الاوسی رض و[١٨٠]سیدنا ملیل بن وبدة الانصاری رض و[١٨١]سیدنا مهجع بن صالح مولی عمر بن الخطاب رض
و[١٨٢]سیدنا مدلاج بن عمرو السلمی رض و[١٨٣]سیدنا نوفل بن ثعلبة الانصاری رض و[١٨٤]سیدنا النعمان
بن عبد النجاری رض و[١٨٥]سیدنا النعمان بن عصر الانصاری رض و[١٨٦]سیدنا النعمان بن عمرو الانصاری رض
و[١٨٧]سیدنا النعمان بن ابی خزمة الانصاری رض و[١٨٨]سیدنا النعمان بن سنان الانصاری رض و[١٨٩]سیدنا
نضر بن الحارث الانصاری الظفری و[١٩٠]سیدنا نجاث بن ثعلبة الانصاری رض و[١٩١]سیدنا نعمان
بن عمر النجاری رض و[١٩٢]سیدنا صهیب بن سنان الرومی رض و[١٩٣]سیدنا صفوان بن امیة بن عمرو السلمی
واخیه مالک بن امیة رض و[١٩٤]سیدنا الضحاک بن حارثة الانصاری رض و[١٩٥]سیدنا الضحاک بن
عبد الانصاری النجاری رض و[١٩٦]سیدنا عبد الله بن ثعلبة الانصاری رض و[١٩٧]سیدنا عبد الله بن
جبیر الانصاری رض و[١٩٨]سیدنا عبد الله بن الحمیر الاشجعی رض و[١٩٩]سیدنا عبد الله بن رواحة الانصاری رض
و[٢٠٠]سیدنا عبد الله بن رافع الانصاری رض و[٢٠١]سیدنا عبد الله بن ربیع الانصاری رض و[٢٠٢]سیدنا

عبداللہ بن الطارق الانصاریؓ وسیدنا [٢٠٣] عبداللہ بن کعب الانصاریؓ وسیدنا [٢٠٤] عبداللہ
بن مظعون الجمحیؓ وسیدنا [٢٠٥] عبداللہ بن النعمان الانصاری وسیدنا [٢٠٦] عبداللہ بن عبداللہ
بن سلول الانصاریؓ وسیدنا [٢٠٧] عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاریؓ وسیدنا [٢٠٨] عبداللہ بن
عامر الانصاریؓ وسیدنا [٢٠٩] عبداللہ بن عمیر الانصاریؓ وسیدنا [٢١٠] عبداللہ بن عبس الخزرجیؓ
وسیدنا [٢١١] عبداللہ بن سلمۃ العجلانیؓ وسیدنا [٢١٢] عبدالرحمن بن کعب المازنیؓ وسیدنا [٢١٣]
عبدالرحمن بن جبیر الانصاریؓ وسیدنا [٢١٤] عبدالرحمن بن عبداللہ الانصاریؓ وسیدنا [٢١٥] عبدالرحمن
بن سہل الانصاریؓ وسیدنا [٢١٦] عبید بن اوسؓ وسیدنا [٢١٧] عبید بن زید الانصاریؓ
وسیدنا [٢١٨] عبد ربہ بن حق الانصاریؓ وسیدنا [٢١٩] عبید یا لیل بن ثابت اللیثیؓ وسیدنا [٢٢٠]
عباد بن عبید التیہانؓ وسیدنا [٢٢١] عباد بن قیس الانصاریؓ وسیدنا [٢٢٢] عمیر بن حرام الانصاریؓ
وسیدنا [٢٢٣] عمرو بن قیس الانصاریؓ وسیدنا [٢٢٤] عمرو بن ثعلبۃ الانصاریؓ وسیدنا [٢٢٥] سفیان
بن بشیر الانصاریؓ وسیدنا [٢٢٦] سالم بن عمیر الانصاریؓ وسیدنا [٢٢٧] سنان بن سنان
الاسدیؓ وسیدنا [٢٢٨] سماک بن خرشتہ الانصاریؓ وسیدنا [٢٢٩] سہل بن عتیک الانصاریؓ
وسیدنا [٢٣٠] سہل بن رافع الانصاریؓ وسیدنا [٢٣١] السائب بن مظعون الجمحیؓ وسیدنا [٢٣٢] ابی
کعب الانصاری البخاریؓ وسیدنا [٢٣٣] ابی سعاذ البخاریؓ وسیدنا [٢٣٤] اسیرۃ بن عمرو الانصاریؓ
وسیدنا [٢٣٥] عبداللہ بن عامر الانصاریؓ وسیدنا [٢٣٦] عائذ بن ماعص الانصاریؓ وسیدنا [٢٣٧]
عبس بن عامر الانصاریؓ وسیدنا [٢٣٨] عکاشہ بن محصن الاسدیؓ وسیدنا [٢٣٩] عتیک بن التیہان
الانصاریؓ وسیدنا [٢٤٠] عنترۃ السلمیؓ وسیدنا [٢٤١] عاقل بن البکیرؓ وسیدنا [٢٤٢] قرۃ بن عمرو
الانصاریؓ وسیدنا [٢٤٣] غنام بن اوس الانصاریؓ وسیدنا [٢٤٤] الفاکہ بن بشر الانصاریؓ
وسیدنا [٢٤٥] قیس بن مخلد الانصاریؓ وسیدنا [٢٤٦] قیس بن محصن الانصاریؓ وسیدنا [٢٤٧]
قیس بن ابی صعصعۃ الانصاریؓ وسیدنا [٢٤٨] قطبۃ بن عامر الانصاریؓ وسیدنا [٢٤٩] سعد بن
خیثمۃ الانصاریؓ وسیدنا [٢٥٠] سعد بن الربیع الانصاریؓ وسیدنا [٢٥١] سعد بن عبادۃ الانصاریؓ

۲۵۲ وسیدنا سعد بن عثمان الانصاری الزرقی رض ۲۵۳ وسیدنا سعد بن زید الانصاری الاشہلی رض ۲۵۴ وسیدنا
سفیان بن بشر الانصاری رض ۲۵۵ وسیدنا سالم بن عمیر العوفی رض ۲۵۶ وسیدنا سلیم بن عمرو الانصاری رض
۲۵۷ وسیدنا سلیم بن الحارث الانصاری رض ۲۵۸ وسیدنا سلیم بن قیس بن فہدی الانصاری رض
۲۵۹ وسیدنا سلیم بن ملحان الانصاری رض ۲۶۰ وسیدنا سلمۃ بن سلامۃ الانصاری الاشہلی رض ۲۶۱ وسیدنا
سلمۃ بن ثابت الانصاری الاشہلی رض ۲۶۲ وسیدنا سہیل بن عمرو الانصاری رض ۲۶۳ وسیدنا سہیل
بن بیضاء القرشی الفہری رض ۲۶۴ وسیدنا سوید بن مخشی الطائی رض ۲۶۵ وسیدنا سلیط بن عمرو العامر
القرشی رض ۲۶۶ وسیدنا سلیط بن قیس الانصاری رض ۲۶۷ وسیدنا سراقہ بن کعب الانصاری النجاری رض
۲۶۸ وسیدنا سراقۃ بن عمرو الانصاری النجاری رض ۲۶۹ وسیدنا سبیع بن حاطب الانصاری رض ۲۷۰ وسیدنا
سواد بن غزیۃ الانصاری السلمی رض ۲۷۱ وسیدنا سعید بن سہیل الانصاری الاشہلی رض ۲۷۲ وسیدنا
شماس بن عثمان المخزومی رض ۲۷۳ وسیدنا شجاع بن ابی وہب الاسدی حلیف عبد شمس رض
۲۷۴ وسیدنا ہانی بن نیار الانصاری رض ۲۷۵ وسیدنا ہمام بن الحارث رض ۲۷۶ وسیدنا وہب بن
ابی شرح الفہری القرشی رض ۲۷۷ وسیدنا ودیعۃ بن عمرو الانصاری رض ۲۷۸ وسیدنا یزید بن الحارث
الانصاری رض ۲۷۹ وسیدنا یزید بن ثابت الانصاری رض ۲۸۰ وسیدنا ابی ایوب الانصاری رض ۲۸۱ وسیدنا
ابی الحمراء مولی آل عفراء رض ۲۸۲ وسیدنا ابی خالد الحارث بن قیس الانصاری رض ۲۸۳ وسیدنا ابی
خزیمۃ بن اوس الانصاری رض ۲۸۴ وسیدنا سلیم ابی کبشہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
واصحابہ وسلم دوسی رض ۲۸۵ وسیدنا ابی ملیل الضبعی رض ۲۸۶ وسیدنا ابی المنذر بن یزید بن عامر الانصاری رض
۲۸۷ وسیدنا نملۃ الانصاری رض ۲۸۸ وسیدنا ابی عبیدۃ بن الجراح الفہری القرشی رض ۲۸۹ وسیدنا ابی
عبد الرحمن یزید بن ثعلبۃ الانصاری رض ۲۹۰ وسیدنا ابی عیش الحارثی الانصاری رض ۲۹۱ وسیدنا
یزید بن الاخنس السلمی رض ۲۹۲ وسیدنا ابی اسید الساعدی رض ۲۹۳ وسیدنا ابی اسرائیل الانصاری رض
۲۹۴ وسیدنا ابی الاعور بن الحارث الانصاری النجاری رض ۲۹۵ وسیدنا سعد بن سہیل الانصاری رض
۲۹۶ وسیدنا سعد بن خولۃ من المہاجرین الاولین رض ۲۹۷ وسیدنا سعد بن خولی مولی حاطب بن

ابی بلتعةؓ وسیدنا [۲۹۸] سالم مولی ابی حذیفهؓ وسیدنا [۲۹۹] سلمة بن حاطب الانصاریؓ وسیدنا [۳۰۰] ابی مرثد الغنویؓ وسیدنا [۳۰۱] ابی مسعود الانصاریؓ وسیدنا [۳۰۲] ابی فضالة الانصاریؓ وسیدنا [۳۰۳] عمار بن یاسر المهاجریؓ وسیدنا [۳۰۴] طلحه بن عبید اللہ القرشیؓ وسیدنا [۳۰۵] سماک بن سعد الخزرجی رضی اللہ عنہم اللّٰھم لا تدع لنا ذنوبنا الاّ غفرتہٗ ولا ھماً اِلاّ فرجتہٗ ولا دیناً الاّ قضیتہٗ ولا حاجۃً من الحوائج الدنیا والآخرۃ الاّ قضیتہا یا ارحم الراحمین۔ حضور نے جب اس غزوہ سے مظفر ومنصور معاودت فرمائی تو مدینہ شریف میں سات روز رونق افروز رہے اس کے بعد غزوہ بنی سلیم کو تشریف لے گئے جس کا ذکر اس غزوہ بدر مین ہو گا۔

حالات جنگ بدر کتاب قرۃ العیون شرح سرور المحزون

مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ

یہ اسماے مبارک جو اوپر تحریر ہوئے ہین ان کی تعداد مین کچھ اختلاف ہے صرف دو چار نامون کا ان اسما کے ساتھ اہل حاجت کو توسّل کرنے کا بہت بڑا فائدہ ہے بزرگان دین نے ہمیشہ ان اسماے گرامی کے توسل سے دعائین مانگی ہین اور اللہ تعالیٰ شانہ نے قبول فرمائی ہے چنانچہ برہان حلبی نے اپنی سیرت مین ذکر کیا ہے۔ اور دوانی کہتے ہین کہ سنا گیا ہے مشائخ حدیث سے کہ اہل بدر کے اسما کے توسل سے دعا قبول کی جاتی ہے۔ اور تجربہ کیا گیا ہے اور شیخ عبد اللطیف نے اپنے رسالہ مین ذکر کیا ہے کہ اکثر صلحاے المسلمین کو ان کے اسما کی برکت سے مرتبہ ولایت حاصل ہوا ہے اور بے شبہ اکثر مریض ان اسماے مبارک کے توسل سے شفایاب ہوئے ہین۔ اور کہا ہے بعض عارفین نے کہ جب ہین نے کسی مریض کے سر پر ہاتھ رکھکر یہ اسماے گرامی پڑھے تو ضرور اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس مریض کو شفا عنایت فرمائی۔ اور بعض عرفا فرماتے ہین کہ ہین نے ان اسماے مبارک کا تجربہ کیا ہے کہ جب کسی امر اہم کے واسطے ان اسما کو

لکھا یا پڑھا تو قادر مطلق نے اُس مشکل کو آسان کر دیا۔

روایت کی گئی جعفر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے ہین کہ وصیت کی مجھے میرے والد نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اصحاب کی محبت کی اور امور مہمہ مین اصحاب اہل بدر کے اسما کے ساتھ توسل کرنے کی اور کہا مجھ سے کہ اے میرے بیٹے جب کوئی مصیبت زدہ اللہ تعالیٰ شانہٗ اہل بدر کے نامون کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے تو وہ دعا قبول کی جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ شانہٗ کی مغفرت اور رحمت اور برکت اور رضا اور رضوان اوس مصیبت زدہ کو گھیر لیتے ہین اور اس کے آداب مین سے یہ ہے کہ ہر نام کے بعد رضی اللہ عنہ کہے انشاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہوگی۔

ہجرت کے سنہ ۲ ، ۱۷ رمضان مبارک کو غزوۂ بدر واقع ہوا

اس غزوہ کو بدر کبریٰ کہتے ہین اور یہی غزوہ ہے جو مشرکین عرب کی ذلت اور اسلام کی عزت کا سبب ہوا ابو جہل لعین خود اور اُس کے ساتھ ستر سردار قریش کے مارے گئے اور ستر آدمی اسیر ہوئے اور عباس ابن عبد المطلب اور عقیل بن ابی طالب بھی اسیرون مین سے تھے مگر ابو لہب مکے کو بھاگ گیا وہان پہونچکر سات دن کے بعد مرض عدسہ سے واصل بجہنم ہوا عدسہ ایک قسم کے دانون کا نام ہے جو بطور چیچک نکلتے ہین۔

لشکر اسلام مین سے آٹھ انصاری اور پانچ مہاجر شہید ہوئے اور لشکر اسلام مین تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمی تھے ستر مہاجرین اور دو سو چھتیس ۲۳۶ انصار اور ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور چار زرہین آٹھ تلوارین اور مشرکین کی تعداد نو سو پچاس ۹۵۰ تھی اور اُن مین سو گھوڑے تھے اور بروایت مدارج النبوت سات سو اونٹ تھے اور یہ دنیا مین کفر و اسلام کا پہلا مقابلہ ہے اور اسی مقابلہ سے حق و باطل کا فرق ظاہر ہوگیا **لشکر خدا** ہمیشہ کم ہی ہوتا ہے

مگر اُسی کو غلبہ ہوتا ہے اور لشکر کفار مین سے جس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا اُس مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے واسطے **ذوالفقار** کو پسند فرمایا اور اُسی روز جو روز فتح بدر تھا رومیون کو فارسیون پر فتح ہوئی ہے اہل اسلام کو دو چند خوشی ہوئی - بدر ایک کنوئین کا نام ہے یہ مدینہ سے تین منزل ہے - اسے بدر بن قریش نے کھدوایا تھا - اور مواہب اور مدارج کی روایت ہے کہ بدر بن حارث نے اس کنوئین کو کھدوایا تھا دوسرے سال ہجرت مین اوّل لڑائی اسلام کی کفار قریش سے وہان ہوئی سبب اس کا یہ ہوا کہ ایک قافلہ قریش کا مکّہ سے شام کی طرف سوداگری کے واسطے جاتا تھا اُس کا سردار ابوسفیان تھا جب یہ خبر آپ کو پہونچی آپ نے اس قافلہ کا قصد فرمایا اور اُس کے واپس ہونے کے منتظر رہے جب قافلہ کے واپسی کے دن قریب ہوئے تو آپ نے غزا کا قصد فرمایا اور تین سو کئی آدمی مہاجرین اور انصار سے حاضر خدمت ہوئے اور یہی پہلا غزوہ ہے کہ جس مین انصار رضی اللہ عنہم حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہمراہ ہوئے - القصّہ ابوسفیان نے یہ خبر شام مین سنی تو فوراً ایک قاصد مکّہ کو روانہ کیا اور قریش کو لکھا کہ اگر اپنے مال کی سلامتی چاہتے ہو تو جلد انتظام کرو ورنہ سب متاع قافلہ مال غنیمت ہوجائیگا جب قریش کو یہ خبر پہونچی تو یہ لوگ بھی ایک پوری فوج مہیا کرکے آمادہ پیکار ہوگئے - اودھر ابوسفیان قافلہ لیکر شام سے روانہ ہوا اور اُس راستہ کو جدھر سے آنا مقصود تھا چھوڑدیا اور دوسرے راستے سے قافلہ کو صحیح وسلامت لیکر مکہ معظمہ مین پہونچ گیا یہان سے قریش کو کہلا بھیجا کہ یہ فوج کشی قافلہ کی حفاظت کی غرض سے تھی قافلہ تمہارا سلامتی کے ساتھ اپنے مقام پر پہونچ گیا ہے میرے خیال مین اب جنگ کا کوئی فائدہ نہین ہے مگر ابوجہل لعین کے پاس تو اجل کا پیادہ حکم قضا و قدر لیکر آچکا تھا کہ اپنے اتباع کو لیکر بدر کے مقام پر حاضر ہو تیرے واسطے وہین سے دوزخ کا ایک راستہ کھول دیا گیا ہے بہت جلد

جہنم مین داخل ہو فرشتگان عذاب نے تیرا مقام اسفل السافلین مین درست کر رکھا ہے یہ ملعون ابوسفیان کا پیام سنکر بہت خفا ہوا اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ ہم ہرگز نہ پھرین گے جب تک بدر کے نزدیک جا کر چند روز مقام نہ کرین اور داد عیش و عشرت نہ دین اور ہمین تمام ملک پر اپنا دبدبہ بٹھا لنا مقصود ہے ہماری قوم مین سے جس کو ہمارا ساتھ دینا منظور ہو وہ آئے اکثر نے تو خوشی سے اس بات کو قبول کیا اور بعض کسی مصلحت سے مجبور ہو کر شریک ہوئے جیسے عباس ابن عبد المطلب اور عقیل ابن ابی طالب اور ابوسفیان بھی شریک ہوا مگر ان کی قسمت ویسی بُری نہ تھی زخمی ہو کر وہان سے رفو چکر ہوئے اور پھر فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور عباس و عقیل دونون اسیران بدر مین تھے فدیہ دیکر رہا ہوئے اور ایمان لائے۔ الغرض حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مدینہ منورہ سے تین سو تیرہ ۳۱۳ اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے جب یہ خبر مکہ مین پہونچی تو وہان سے ساڑھے بارہ سو ۱۲۵۰ آدمی قافلہ کی حفاظت کے واسطے چلے پھر جب اون لوگون نے اپنے قافلہ کو سلامت پایا تو تین سو ۳۰۰ آدمی اُن مین سے واپس ہوئے اور نوسو پچاس ۹۵۰ آدمی جنگ کے واسطے بدر پر آ لئے پھر جب مقابلہ ہوا بھگا دیا اللہ تعالے شانہ نے مشرکون کو اور فتح دی اپنے فرمان بردار بندون کو اور مارے گئے مشرکون سے ستّر آدمی اور قید ہوئے ستّر آدمی۔ روایت ہے کہ جب حضرت حسن بصری سورہ انفال کی تلاوت فرماتے تو ارشاد کرتے طُوبیٰ لِجَیْشٍ قَائِدُھُم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم وجاسوسھم امین اللہ تعالے ومُبَارزھم اسد اللہ تعالے و جہادھم طاعۃ اللہ تعالیٰ ومددھم ملائکۃ اللہ تعالیٰ وثوابھم رضوان اللہ تعالیٰ ترجمہ یعنی خوشی ہو اُس لشکر کو کہ پیشرو جس کے رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم تھے اور جاسوس اُن کا امانت دار اللہ تعالیٰ کا

تھا یعنی جبرئیل علیہ السلام اور شجاع اُن کا شیر خدا کا یعنی علی ابن ابی طالب اور جہاں
اُن کا فرمان برداری اللہ تعالیٰ کی اور مددگار اُن کے فرشتے اللہ تعالیٰ کے اور ثواب
اُن کا رضامندی اللہ تعالیٰ کی تھی۔ مواہب لدنیہ مین ہے کہ علما رحمہم اللہ علیہم فرماتے
ہین کہ فرشتون نے جنگ بدر کے سوا اور کسی جنگ مین قتال نہین کیا اور صرف حاضری
ملائکہ کی اور جنگ مین بھی ثابت ہے اور اس کی تصریح کی ہے عماد بن کثیر نے اپنی تفسیر
مین بعد اُس کے نقل کیا ہے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ کہا اُنہون نے کہ قتال
نہین کیا فرشتون نے سوائے بدر کے اور اسی طرف گئے ہین ابن مرزوق وغیرہ۔
اور نہایت البیان فی تفسیر القرآن مین یَوْمَ حُنَيْنٍ کی تفسیر کے تحت مین بیان کیا ہے
کہ اس مین اختلاف ہے کہ فرشتون نے قتال کیا ہے یا نہین۔ یہان پر دو قول ہین جمہور کا
قول تو یہ ہے کہ قتال نہین کیا انتہیٰ۔ اور رد کیا ہے قول منکرین قتال ملائکہ کو غیر جنگ
بدر مین حدیث مسلم نے کہ روایت کی اُنہون نے اپنی صحیح مین سعد بن وقاص رضی اللہ
عنہ سے کہ دیکھا اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے یمین و
یسار دو مردون کو سفید کپڑے پہنے ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی نہین دیکھا تھا اُن کو
اُحد کے روز اور نہ پھر بعد اس کے کبھی دیکھا اور وہ جبرئیل ومیکائیل تھے علیہما السلام
اور وہ سخت جنگ کر رہے تھے۔ حضرت امام نووی فرماتے ہین کہ اس حدیث مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اکرام کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے
آپ کے ساتھ ہو کر کفار سے ملائکہ کو قتال کرنے کے لیے نازل فرمایا۔ اور بیان اس کا
کہ قتال فرشتون کا مخصوص ساتھ بدر کے نہین ہے اور کہا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے
کہ یہی ٹھیک ہے بخلاف اوس شخص کے کہ گمان کیا اُس نے اختصاص اُس کا ساتھ
بدر کے اور اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ فرشتون کا دیکھنا انبیا علیہم السلام
ہی کے واسطے مخصوص نہین ہے بلکہ بعض صحابہ نے بھی ملائکہ کو دیکھا ہے اور اسی طرح

اولیاء اللہ نے بھی ملائکہ رحمت کو دیکھا ہے۔ اور انوار ملائکہ رحمت جو مجالس صلحا و اتقیا مین نظر آتے ہین اس کا بیان تو اکثر بزرگان دین سے سُنا ہے اور یہ نزول ملائکہ صرف حضرت کی تعظیم کے واسطے تھا نہ اس لئے کہ لشکر کفار کا بڑا سخت جنگ جو تھا اور مسلمان اُس کے مقابلہ کرنے سے معذور تھے۔

آغاز جنگ بدر علما فرماتے ہین کہ جب لشکر اسلام جمع ہوا تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بہ نفس نفیس لشکر کی صفون کو برابر آراستہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب تک مین نہ کہون لشکر کفار پر حملہ نہ کرنا۔ **عجب بات ہے ایک ذات واحد ہے** جو پیغمبری کا کام بھی کر رہی ہے اور واعظ بھی ہے اور حکیم بھی اور فوج کی سردار بھی اور شعراے عرب کی مسکت بھی اور غربا و مساکین کی ملجا و ماوی بھی اور بڑے اشرار قوم کی سرشکن بھی اور صفت تو یہ ہے کہ دونون جہان کے بادشاہ مگر بوریا نشین۔ فقیر محمد اکبر داناپوری مولف کتاب ہذا ؎

تخت زرین بادشاہون کے لئے
بوریا عالم پناہون کے لئے

محتاجون کی غنی کرنے والی مگر خود خالی ہاتھ ؎

دیتے ہین اورون کو اپنے پاس کچھ رکھتے نہین
دو جہان کی نعمتین ہین اُن کے خالی ہاتھ مین

بھوکون کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے والی اور خود تین تین دن کی فاقہ کش اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ؎

تو بدین جمال و خوبی سر طور اگر خرامی
ارنی بگو ید آنکس کہ بگفت لن ترانی

ہمہ شہر پر ز خوبان منم و خیال ماہے
چکنم کہ چشم بد خو نہ کند بہ کس نگاہے ؎

الغرض لشکر اسلام کی صفین بھی آراستہ ہو گئین بہشت برین سے حورین غازیان شیر دل اور شہیدان گلگون قبا کے جمال کے نظارے کے لئے فرش خاک پہ آ کر بیٹھ گئین پہلے لشکر کفار اشرار سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ صف

آگے بڑھے اور اپنے ہم نبرد طلب کئے لشکر ظفر پیکر اسلام سے تین بہادر بحکم حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم باہر آئے۔ عوف اور معاذ دونون بیٹے حارث کے اور عبداللہ بن رواحہ۔ اُن سے کفّار نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اُنہون نے کہا ہم انصار ہین کفار نے کہا کہ ہم تم سے کچھ کام نہین رکھتے ہم اپنے چچازاد بھائیون کو بُلاتے ہین پھر ایک نے اُن مین سے آواز دی کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہمارے کفو کے لوگون کو ہمارے لئے بھیجو یہ عرب کی غیرت تھی کہ اگر ہم مارے بھی جائین تو ہماری قوم کو یہ ننگ نہ ہو کہ ہمارے بہادر غیر قوم کے ہاتھ سے مارے گئے چنانچہ بحکم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث اور حضرت علی رضی اللہ عنہم میدان مین آئے۔ عبیدہ رضہ کہ مرد دیرینہ سال تھے غنیم عتبہ کے ہوئے اور حمزہ رضہ غنیم شیبہ کے ہوئے اور علی رضہ غنیم ولید کے ہوئے پہلے حمزہ اور علی رضی اللہ عنہما نے اپنے دشمنون کو قتل کیا اور عبیدہ رضہ نے اپنے دشمن کو زخمی کیا اور خود وہ بھی زخمی ہوئے اُن کی ساق پر زخم کاری لگا پھر یہ دونون مرد میدان جرأت یعنی حمزہ رضہ اور علی رضہ نے عبیدہ رضہ کی مدد کی اور اُن کے دشمن کو قتل کیا اور عبیدہ رضہ کو اُٹھا لائے اُن کی پنڈلی کی ہڈی کا گودا نکل آیا تھا ابو عبیدہ رضہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا کہ حضور مین شہید نہین ہون حضور نے فرمایا کہ تو شہید ہے اور عبیدہ رضہ نے جنگ بدر سے مراجعت کے وقت مقام صفرا وادی یا روحا مین انتقال فرمایا اور وہین دفن ہوئے حضور پرنور نے اُن کو شہید فرمایا ہے اور اُسی میدان مین عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے دو انصاریون نے پوچھا کہ وہ دونون عفرا کے بیٹے تھے اور نام ان دونون کا معاذ و معوذ تھا کہ ابوجہل کو جانتے ہو وہ کون ہے عبدالرحمن بن عوف رضہ نے کہا کہ ہان مین جانتا ہون مگر تمہارا مطلب اُس سے کیا ہے اُن دونون بھائیون نے کہا ہمنے سُنا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہت ایذا دیا کرتا تھا

ہمنے قسم کھائی ہے کہ اگر اُس کو ہم دیکھین گے تو اُس سے جدا نہ ہونگے جب تک کہ ایک دوسرے کو مار نہ ڈالے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ناگاہ ابوجہل ظاہر ہوا اپنے اونٹ پر سوار اُسے جولان کرتا ہوا۔ عبدالرحمن بن عوف رضؓ نے کہا کہ دیکھو یہ ہے ابوجہل بس وہ دونون اُس کی طرف دوڑے اور تلوارین مارنے لگے اور اُسے اونٹ سے گرادیا اور پاؤن اُس کے قلم کر ڈالے پھر عکرمہ نے کہ ابوجہل کا بیٹا تھا ایک تلوار معاذ کے ہاتھ پر ماری ہاتھ اُن کا کندھے سے لٹک گیا اور یہ اُسی طرح ایک ہاتھ سے لڑتے تھے آخر تنگ ہو کر اُس ہاتھ کو اپنے پاؤن کے نیچے دبا کر جدا کر دیا پھر معاذ نے ابوجہل کے ایک تلوار اور ماری اُس وقت اُس مین کچھ حیات باقی تھی پھر یہ دونون حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور ابوجہل کے قتل کی خبر سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ تم دونون مین سے کس نے اُس کو مارا ہے ہر ایک نے اپنا دعوی بیان کیا آپ نے پوچھا کہ تم نے اپنی تلوارین پاک کی ہین یا نہین پھر حضرت نے اُن کی تلوارین دیکھین اور فرمایا کہ تم دونون نے اُس کو مارا ہے اور سلب یعنی کپڑے اور ہتھیار اُس کے معاذ کو ملے۔ مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف مین یہی ہے کہتے ہین کہ معاذ باوجود ایسے زخم کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے اور معوذ اُس روز اتنے لڑے کہ شہید ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ مَاتَ فرعون هٰذه الامة یعنی اس امت کا فرعون مرا

منقول ہے کہ لشکر اسلام مین تین نشان تھے ایک اُن مین سے بڑا تھا وہ مہاجرین کا تھا وہ مصعب بن عمیر کو دیا گیا تھا وہ اُسے اُٹھائے ہوئے تھے۔ اور دوسرا نشان خزرج کا تھا جس کو حباب بن المنذر اُٹھائے ہوئے تھے۔ اور تیسرا نشان قبیلۂ اوس کا تھا وہ سعد بن معاذ کو عطا ہوا تھا اور بدر کے دن کا مہاجرین کا شعار یعنی لقب بنی عبدالرحمن تھا۔ اور خزرج کا شعار بنی عبداللہ تھا اور قبیلہ اوس کا شعار بنی عبید اللہ تھا۔

اور ایک روایت مین ہے کہ سب کا شعار منصور است تھا اور مشرکون کے ساتھ
بھی تین نشان تھے۔ ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس تھا۔ اور دوسرا ابوعزیز بن عمرو کے
پاس تھا اور تیسرا النضر بن الحارث کے پاس تھا اور یہ تینون بنی عبدالدار سے تھے
مدارج النبوۃ مین روایت کی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے صحابہ کی
صفین سیدھی فرما رہے تھے اور آپ کے دست مبارک مین ایک لکڑی تھی سواد بن
غزیہ ایک صحابی خوش مزاج اور ظریف الطبع تھے آپ اُن کے پاس پہونچے تو وہ صف
سے آگے نکلے ہوئے تھے آپ نے وہ لکڑی اُن کے سینہ پر ماری اور فرمایا استو یا سواد
یعنی صف کے برابر ہو جا اے سواد۔ سواد نے عرض کی یارسول اللہ آپ نے بڑی
دردناک چوٹ مجھے ماری اور اللہ تعالے شانہ نے آپ کو حق کے واسطے بھیجا ہے
مجھ کو عوض اس چوٹ کا دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جامۂ مبارک
سینہ نورانی سے جدا کیا اور فرمایا کہ اپنی چوٹ کا بدلہ لے سواد نے فوراً اپنے لب اور
آنکھین سینہ مبارک سے ملین اور عرض کی کہ جو حال اس وقت پیش نظر ہے حضور
ملاحظہ فرما رہے ہین مین اپنے مارے جانے سے بیخوف نہین ہون اس لئے مین نے
چاہا کہ آخر وقت میرا بدن آپ کے جسد اطہر سے ملجائے جو میری نجات کا سبب ہو آپ نے
اُن کے واسطے دعاے خیر کی اور سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جب تک مین حکم نہ دون
اعدا پر حملہ نہ کرنا اور اگر وہ تم سے نزدیک ہو جائین تو تیر مارنا مگر تھوڑے تھوڑے کہ
ترکش تمہارا خالی نہ ہو جائے پھر حضور اپنے عریش یعنی کھجورون کے پتون کے چھپر مین
تشریف لے گئے۔ اور حضرت ابوبکر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما انصار کی ایک جماعت
ہمراہ لئے ہوئے باہر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حفاظت مین سرگرم تھے
روایت ہے کہ جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے لشکر ظفر پیکر
کی قلت پر نظر فرمائی تو عریش مین روبقبلہ ہو کر اور دست مبارک بلند فرما کر اپنے پروردگار

تعالیٰ شانہ کے حضور مین دعا کی کہ اے اللہ اپنا وعدہ پورا کر جو تو نے مجھ سے کیا ہے اور
تین بار اس کی تکرار فرمائی۔ پھر عرض کیا اے اللہ ہلاک کر اُس گروہ کو اہل اسلام کے
ہاتھ سے جو تیری عبادت نہین کرتے اور اس عرض والتجا مین اتنا مبالغہ فرمایا کہ ردائے
مبارک آپ کے دوش مبارک سے گر پڑی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور پرنور
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے لپٹ کر عرض کی کہ میرے مان باپ آپ پر قربان
کافی ہے جو کچھ کہ طلب کیا آپ نے اپنے پروردگار سے بہت جلد وہ اپنا وعدہ آپ پورا
کریگا۔ اسی حالت مین حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر خواب طاری ہوا
اور پھر جلد بیدار ہوئے اور فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ دیکھا مین نے کہ جبرئیل ع آئے
اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے اور اُن کے اگلے دانتون پر غبار چھا ہوا تھا اور لشکر
اسلام کے لئے اللہ تعالےٰ شانہ کی طرف سے مدد پہونچی اور یہ آیت پڑھتے ہوئے
سیہزم الجمع و یولون الدبر آپ عریش سے باہر تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا مین تین بار معرکۂ جنگ سے نکل کر عریش مین گیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خبر دریافت کرون ہر بار آپ کو
سجدے ہی مین پایا اور آپ یہ فرما رہے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ
تیسری بار کے بعد مین نے فتح کے آثار دیکھے۔ ابوجہل لعین اپنی قوم کے دل بڑھا رہا
اور کہہ رہا تھا کہ عتبہ اور شیبہ اور ولید کے مرنے سے اندیشہ نہ کرنا یہ اپنی رائے پر
مغرور تھے لڑائی مین بے موقع جلدی کر گئے قسم ہے ہم کو ہم یہان سے نہ پھرین گے
جب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اُن کے یارون کو رسی مین نہ باندھ لین
تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اُن کے یارون سے قتال نہ کرو بلکہ اُن کو زندہ
پکڑ لو پھر ہم اُن کے ساتھ وہ معاملہ کرین گے کہ تمام دنیا کو جس سے عبرت ہو یہ خلاصہ
ہے اُس کا جو کچھ مواہب لدنیہ اور معارج النبوۃ اور مدارج اور روضۃ الاحباب مین ہے

منقول ہے کہ جب لڑائی شروع ہوئی ہے تو عاصم بن عوف بھی صف قتال مین درندون کی طرح پھر رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے معشر قریش ہرگز اُس شخص کو نہ چھوڑنا جو قاطع ارحام اور توڑنے والا جماعت کا ہے مین نجات نہ پاؤن گا اگر وہ نجات پائیگا مراد اُس کی اس بیان سے ذات پاک حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تھی وہ مردود اپنی اسی ہذیان سرائی مین تھا کہ ابو دجانہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ نے اُس کو واصل جہنم کیا اور وہ چاہتے تھے کہ اُس کے کپڑے اوتار لین کہ معبد نے آکر ایک تلوار ابو دجانہ پر چلائی ابو دجانہ نے گھٹنے کے بل بیٹھ کر اُس کا وار بچایا اور اُٹھ کر کئی ہاتھ اُس کو مارے مگر کوئی وار اُس پر کارگر نہ ہوا پھر وہ ابو دجانہ کے سامنے سے بھاگا اور ایک گڑھے مین جا کر گر پڑا ابو دجانہ نے وہان جا کر اُسے ذبح کیا - زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ نوفل بن خویلد لشکر قریش مین ہے تو آپ نے اُس کو دعاے بد کی اَللّٰھُمَّ اَکْفِنِیْ نوفل بن خویلد یعنی اے اللہ تو کافی ہے میرے لئے نوفل بن خویلد کے شر سے اُس روز وہ معرکہ مین ہر طرف نعرہ مارتا پھرتا تھا کہ اے قریش آج کا دن مردون کے لئے عزت و رفعت کا ہے جب کفار بھاگے تو فریاد کرنے لگا کہ اے انصار تم کو ہمارے مارنے سے کیا فائدہ ہے کیا تم کو قیدیون کی حاجت نہین ہے یعنی ہم کو قید کر لو اور فدیہ لے لو آخر الامر جبار بن صخر بن امیہ انصاری اُسے قید کر کے اپنے مکان پر لاتے تھے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ راہ مین ملے اور اُس کے مارنے کو متوجہ ہوئے اُس نے جبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ کون ہین جبار نے کہا کہ ان کا نام علی ہے وہ کہنے لگا کہ کوئی آدمی اپنی قوم کے مارنے مین مین نے ان سے زیادہ حریص نہین دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے ایک تلوار ماری وہ اُس کے سر مین گڑ گئی پھر آپ نے تلوار اُس کے سر سے نکال کر پنڈلیون پر ماری پنڈلیان قلم ہو گئین تیسری تلوار مار کر اُس کا کام تمام کیا پھر جب حضور پر نور

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مین آپ حاضر ہوے تو حضور پُرنور سلے دریافت فرمایا کہ نوفل کی کچھ خبر معلوم ہے آپ نے عرض کی کہ مین نے اُسے قتل کیا حضور پرنور نے فرمایا الحمد للہ الذی اجاب دعوتی ترجمہ سب تعریف ہے اللہ کے واسطے جس نے میری دعا قبول کی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارے ہوئے قریش کے چوبیس ۲۴ آدمی تھے منجملہ اُن کے زمعہ بن اسود اور حارث بن زمعہ اور عمر بن عثمان بن کعب اور مالک وعثمان دونون بھائی طلحہ کے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ امیہ بن خلف سے میری دوستی تھی اور لوگ مجھے عبدعمرو کہتے تھے جب مین مشرف باسلام ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے میرا نام عبدالرحمٰن رکھا بعدازان اُمیہ نے ایک روز مجھ سے کہا کہ جو نام تیرے باپ نے رکھا تھا اُس سے تو نے اعراض کیا مین تجھ کو عبدالرحمٰن نہ کہونگا اس لیے کہ یمامہ مین مسیلمہ کو رحمٰن یمامہ کہتے ہین مین تجھ کو اَور نام سے پکارونگا تو مجھے جواب دینا مین نے کہا اے ابا علی جس نام پر تیری خاطر قرار پکڑے اُس نام سے پکار لیو اُس نے کہا کہ مین تجھ کو عبداللہ کہونگا مین نے اُسے قبول کیا وہ اس وقت سے مجھے عبداللہ کہنے لگا تقدیر الٰہی سے جب بدر مین مشرکون کو ہزیمت نصیب ہوئی تو مین دو زرہین غنیمت کی لئے ہوئے آتا تھا اُمیہ کی نگاہ وہان مجھ پر پڑی اور اُس کا بیٹا علی بھی اُس کے ساتھ تھا اُس نے مجھے عبدالرحمٰن کہکر پکارا مین نے جواب نہ دیا پھر اُس نے مجھ کو عبداللہ کہکر پکارا تو مین نے اُسے جواب دیا اُس نے کہا مجھ کو اپنی امن مین لے لے اور مارنے سے بچا کہ مین ان زرہون کی قیمت سے زیادہ مال دونگا مین نے اُن زرہون کو ہاتھ سے ڈال دیا اور اُن دونون باپ بیٹون کا ہاتھ پکڑ لیا اور لیچلا یکایک بلال رضی اللہ عنہ کی نظر مجھ پر پڑی چونکہ امیہ نے اُن پر بڑی جفائین کین تھین اِس لیے کہ وہ دین اسلام سے پھر جائین چلا کر بولے کہ اے انصار اللہ واے انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہ رئیس المشرکین اُمیہ

بن خلف زندہ رہا جاتا ہے اگر اس نے رہائی پائی تو مین اس سے رہائی نہ پاؤنگا کئی مسلمان بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنکر دوڑ پڑے مین نے ہرچند کہا کہ یہ میرے قیدی ہین مگر کچھ مفید نہ ہوا آخر الامر امیہ کو اوندھا گرادیا مین نے اپنے تئین اُس کے اوپر ڈال دیا حباب بن منذر نے تلوار سے اُس کی ناک کاٹ لی اُس وقت اُمیہ نے کہا کہ اب مجھ کو چھوڑ دے مجبور ہین اُس کی حمایت سے باز رہا۔ حبیب بن یساف انصاری نے تلوار کے ایک وار سے اُسے واصل بجہنم کیا اور حباب بن منذر نے اُس کے بیٹے کا پاؤن تلوار سے کاٹ ڈالا اُس وقت اُس نے ایسی مہیب اور سخت آواز کی کہ مین نے کبھی ایسی آواز نہین سُنی تھی۔ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی تلوار مارکر اُسے فی النار والسقر کیا۔ عبدالرحمن بعد اس واقعہ کے کہتے تھے کہ رحمت نازل کرے اللہ تعالےٰ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کہ میری زرہون کو ضایع کیا اور میرے قیدی بھی مروا ڈالے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسی جنگ مین اپنے مامون عاصم بن ہشام بن مغیرہ کو مارا کذا فی معارج النبوۃ ۔ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ ابوالیسر انصاری رضی اللہ عنہ نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو قید کیا تھا حالانکہ ابوالیسر بہت دبلے پتلے آدمی تھے اور حضرت عباس بہت قوی و توانا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابوالیسر سے پوچھا کہ تو نے عباس کو کیونکر پکڑا اُنھون نے کہا کہ اس کام مین ایک ایسے آدمی نے میری مدد کی کہ اُسے مین نے کبھی نہین دیکھا تھا وہ ایک مہیب صورت کا آدمی تھا حضور نے فرمایا کہ وہ اللہ کا فرشتہ تھا کہ اُس نے تیری مدد کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے یارون سے فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ مشرکین مکہ بنی ہاشم کے بعض لوگون کو زبردستی اپنے ساتھ لائے ہین جو کوئی تم مین سے بنی ہاشم خصوصاً عباس کو پائے تو قتل نہ کرے ۔ ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہم تو اپنے باپ بھائیون کو قتل کرین اور عباس کو چھوڑ دین قسم اللہ کی اگر مین

اُس تک پہونچون تو اُس کے مُنہ پر تلوار مارون یہ اُن کا کہنا تھا کہ حضور پُر نور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مزاج مبارک متغیر ہو گیا۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابو حفص سنتا ہے تو کہ ابو حذیفہ کیا کہتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین ابھی اِسے قتل کرون یہ منافق ہو گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ یہ پہلی بار تھی کہ حضور پُر نور نے مجھے کنیت سے مخاطب فرمایا۔ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین اپنے اس قول سے ہمیشہ پشیمان ہوتا ہون اور مین نے سمجھ لیا ہے کہ اس گناہ کا کفارہ اگر ہے تو شہادت ہے چنانچہ وہ جنگ یمامہ مین شہید ہوئے۔

منقول ہے کہ مسلمانون نے بدر کے قیدیون کو بند کیا رات کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ چلاّتے تھے اس لئے کہ اُن کی قید بہت شدید تھی بند نہایت سخت بندھے ہوئے تھے حضور رحمۃ للعالمین محب الفقرا انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے رونے کی آواز سُنی بیقرار ہو گئے آپ کو نیند نہ آتی تھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیخوابی کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے چچا عباس کی صداے دردناک نے بیخواب کر دیا ہے۔ ایک صحابی نے جا کر اُن کے بند ڈھیلے کر دئے عباس رضی اللہ عنہ سو گئے پھر حضرت سرور عالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اب میرے چچا کے رونے کی آواز نہین آتی اُن صحابی نے عرض کی کہ مین نے اُن کے بند سبک کر دئے ہین آپ نے فرمایا کہ سب قیدیون کی قید سبک کر دو۔

کہدو مجنون سے کہ بیتا ہے یہی لیلی رات تیری زنجیر کی جھنکار نے سونے ندیا

اور چوبیس صنادید قریش جو مارے گئے تھے اُن کے واسطے حکم ہوا کہ بدر کے کسی کنوئین مین ڈال دو۔ اُمیہ بن خلف کو بھی چاہتے تھے کہ کنوئین مین ڈال دین وہ زرہ پہنے ہوئے

تھا اور نعش اُس کی پھول گئی تھی اُٹھ نہ سکتی تھی اُس کو وہین گڑہا کھود کر دبا دیا جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مشرکون کی لاشون کو کنوئین مین ڈالنے کا حکم فرمایا تو عتبہ بن ربیعہ کو پکڑ کر خاک پر گھسیٹتے تھے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اُس کے بیٹے تھے یہ اُن کو مکروہ معلوم ہوتا تھا حضور پرنور نے اُن سے پوچھا کہ تیرے دل مین تیرے باپ کے حال سے کیا خیال گزرا ہے ابو حذیفہ نے عرض کی یارسول اللہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اسلام مین کچھ شک نہین ہے مگر میرا باپ مرد ذی راے تھا اور حکمت و فضیلت اور آداب و اخلاق اچھے رکھتا تھا مین اُمیدوار تھا کہ اُن صفتون کے سبب سے شاید مسلمان ہو جاے اب دیکھتا ہون کہ اس دولت سے محروم رہا۔ آپ نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعاے خیر کی۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر کے روز لشکر اسلام کی تین تقسیمین تھین ایک گروہ دشمن سے مقابلہ کرتا تھا اور ایک گروہ قیدیون کو گرفتار کر رہا تھا اور مال و متاع اور سلاح جنگ اور اونٹ گھوڑے جمع کر رہا تھا۔ اور ایک گروہ عریش کے گرداگرد حضور پرنور کی حفاظت مین سرگرم تھا اور اس گروہ مین اخص الخاص لوگ تھے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر وغیرہم رضی اللہ عنہم اس مین تھے اور بہادران شیر دل اوّل گروہ مین تھے مثل حضرت سید الشہدا حمزہ و سیدنا علی وغیرہم کے رضی اللہ عنہم یہ جتنے صحابہ تھے مرتبہ صحابیت مین سب کا مرتبہ برابر تھا جیسے کہ اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے کہ رسول من حیث رسالت سب برابر ہین لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۔ مگر صفتین اُن کی جدا جدا ہین ۔ کوئی خلیل ہے ۔ کوئی کلیم ہے کوئی حبیب ہے ۔ تفضیل صحابہ مین ہمین بحث کرنی منظور نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جتنے آثار ہین عمامہ جُبّہ تہبند نعلین ہمارے واسطے سب کی تعظیم یکسان ہے ہر ایک کا ان تینون گروہون مین سے مدعا یہ تھا کہ ہمارے اندر تقسیم ہو

جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم منزل صفرا وادی مین ایک ٹیلے پر اُترے تو مال غنیمت کو تمام حضار بدر پر اور اُن آٹھون آدمیون پر کہ عذر کی وجہ سے حسب حکم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدینہ منورہ مین رہ گئے تھے برابر تقسیم فرمایا اور اُن آٹھ آدمیون مین تین مہاجر اور پانچ انصار تھے ایک حضرت عثمانؓ بن عفان تھے کہ اپنی زوجہ رُقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بیماری کے سبب سے حسب الحکم حضور پر نور رہ گئے تھے۔ دوسرے طلحہ اور تیسرے سعید رضی اللہ عنہما کہ جاسوسی کے واسطے گئے ہوئے تھے۔ اور انصار مین سے ایک ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن کو مدینہ کا خلیفہ کرکے راہ سے لوٹا دیا تھا ابن اُمّ مکتوم کی جگہ پر۔ دوسرے عاصم بن العجلانی تھے کہ اہل عوالی مدینہ پر اُن کو خلیفہ کیا تھا۔ اور تیسرے حارث بن حاطب تھے کہ اُن کو روحا کی منزل سے کسی کام کو بنی عمر بن عوف مین بھیجا تھا۔ چوتھے حارث بن علقمہ اور پانچوین خوات بن جبیر کہ یہ دونون گر پڑے تھے اور بدن مین کسی جگہ سخت چوٹ آگئی تھی ان دونون کو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جنگ کے قابل نہین سمجھا اُن کو بھی راستہ سے لوٹا دیا۔ اور مال غنائم سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے **ذوالفقار** کو کہ منبہ بن حجاج کی تلوار تھی اور ابوجہل کی سواری کا اونٹ خاص اپنے واسطے اختیار فرمایا حضور کی وفات شریف کے بعد یہ ذوالفقار حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو پہنچی۔ یہ عام مین مشہور ہے کہ ذوالفقار عرش سے آئی تھی اُس کی کچھ اصل نہین ہے جو اُس کی روایت ہے وہ ناظرین کتاب کے ملاحظہ کے واسطے موجود ہے **مروی ہے** یہ فتح جمعہ کے دن سترھوین رمضان مبارک کو ہوئی تھی۔

خبر فتح بدر جو بتاریخ ۱۷ ماہ مبارک رمضان روز جمعہ سنہ ۲ ہجری مین واقع ہوئی اور اہل عوالی وسوافل مدینہ کو بھیجی گئی

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحہ کو اہل عوالی یعنی مدینہ کی بلند زمین کے رہنے والون کے پاس یہ خبر فتح لیکر بھیجا اور زید بن حارثہ کو اہل سوافل یعنی مدینہ کی نشیبی زمین کے رہنے والون کے پاس روانہ کیا کہ اُن کو مفصل یہ خبر سنا دین اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ یہ خبر ہمارا باپ اُس وقت ہمارے پاس لایا ہے کہ جب حضرت قرۃ العینین جناب رسول الثقلین بی بی رقیہ بنت محمد صلعم یعنی زوجہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین سے فراغت پا چکے ہین۔ اہل مدینہ اُن سے حالات جنگ دریافت کرتے تھے اور وہ بیان کرتے تھے اور سامعین تعجب کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے اور اہل مدینہ آپ کی پیشوائی کے واسطے حاضر ہوئے اور صنادید قریش کو اسیرون مین دیکھا جب اِس فتح کا یقین ہوا اور بدر سے مراجعت کے وقت حضور پر نور نے حکم فرمایا کہ اسیرون مین سے دو کافرون کو قتل کر ڈالین ایک نضر بن حارث کو کہ مکہ مین اس نے حضور کو بڑا رنج دیا تھا اور ہمیشہ جھگڑتا تھا اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کو کہ وہ بھی آپ کو ایذا دیا کرتا تھا اونٹ کی اوجھڑی اسی نے ابوجہل مردود کے حکم سے نماز کی حالت مین حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پشت مبارک پر رکھ دی تھی **منقول** ہے ایک کافر جنگ بدر سے بھاگ کر مکے مین پہونچا اُس سے مکے کے لوگون نے پوچھا کہ کیا خبر ہے اُس نے بیان کیا کہ فلان

فلان سرداران قریش مارے گئے وہ لوگ یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت متحیر ہوئے اُس مجمع مین ابوسفیان بھی اُس طرف سے بھاگا ہوا آیا اُس سے ابولہب نے وہان کا حال پوچھا اُس نے کہا جب ہم مسلمانون کے مقابلے مین پہونچے تو نہایت عاجز اور بے بس ہوگئے ہمنے دیکھا کہ ہمارے سلاح چھینتے تھے اور مشکین باندھ لیتے تھے اور زمین و آسمان کے درمیان سفید پوش آدمی ابلق گھوڑون پر سوار نظر آتے تھے اُن کے مقابلے کی ہم مین سے کسی کو جرأت نہ تھی۔ ابورافع حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا غلام بھی اُس مجمع مین تھا وہ بول اُٹھا کہ واللہ وہ فرشتے تھے ابولہب یہ سنکر نہایت خشمناک ہوا اور اُسے ایک گھونسا مارا کہ وہ چت گر پڑا یہ کافر اُس کے چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور لاتون سے مارنے لگا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بی بی یہ خبر سنکر گھر مین سے آئین اور ابولہب کے سر پر ایک ڈنڈا رسید کیا اور غلام کو اُس سے چھڑا لیا بعد اس واقعہ کے اُسی ہفتہ مین ابولہب عارضہ عدسہ سے ایک قسم کا دانہ گردن پر ہوتا ہے مرگیا اور چونکہ وہ نہایت خوفناک عارضہ ہوتا ہے لہذا کوئی آدمی اُس کے پاس نہ گیا مزدورون نے اُٹھا کر گڑھے مین ڈال دیا اور مٹی سے چھپا دیا تین روز تک لاش اُس کی پڑی سڑا کی صاحب روضۃ الاحباب نے یہ واقعہ اسی طرح لکھا ہے۔

مروی ہے کہ بعد فتح حضور پُرنور نے فرمایا کہ کوئی ابوجہل کی خبر لادے کہ اُس کا کیا حال ہوا عبداللہ بن مسعود نے عرض کیا کہ مین جاتا ہون۔ پھر وہ گئے اور اُس کو مُردون مین پایا کچھ جان اُس مین باقی تھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُس کے سرہانے بیٹھے اور اُس کی ڈاڑھی پکڑی اور کہا کہ اے ابوجہل تو وہی ہے اور آج اس ذلت و خواری کے ساتھ پڑا ہوا ہے اخزاك الله يا عدو الله ابوجہل نے کہا کیا اچھا ہوتا جو دہقان کے سوا کوئی اَور آدمی مجھ کو قتل کرتا۔ یہ تعریض اُس کی انصار کی طرف تھی کہ وہ لوگ زراعت پیشہ تھے پھر اُس نے پوچھا کہ فتح کس کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ

نے کہا فتح اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی ہے اور کہا کہ تو فرعون سے بھی بدتر ہے کہ وہ جب ڈوبنے لگا تو اُس نے اپنے دل مین انصاف کیا اور اپنی خطا کا مقر ہوا اور موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ مین تمھارے رب پر ایمان لایا مگر تو نے اب تک گمراہی سے مُنہ نہ موڑا۔ ابن مسعود کہتے ہین کہ مین نے اپنی تلوار اُس پر ماری مگر اُس نے کام نہ کیا تو مین نے اُسی کی تلوار اُس کی کمر سے نکالکر اُس کا سر کاٹا اور خاک مذلت پر گھسیٹتا ہوا حضور پُرنور کے روبرو لاکر ڈال دیا۔

ابوجہل کا سر ابن مسعود کاٹ کر حضور مین لائے ہین سنہ ۲ھ ہجری کا واقعہ ہے مین نے اس کی تاریخ سر بوجہل سے نکالی ہے

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور مین سجدۂ شکر ادا کیا **فقیر محمد اکبر عرض کرتا ہے** کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم کو ابوجہل کے قتل کی خوشی نہ ہوئی کیونکہ ہر شخص جس کو تھوڑی سی عقل ملی ہے وہ بھی سمجھتا ہے کہ ایک دن میرے لئے بھی فنا ہونے کا مقر رہے۔ حضرت نے اُس کے مال ومتاع مین سے کچھ نہ لیا اُس کے باغات وزمین وخزائن مین سے کچھ نہ لیا آپ جس کام کے واسطے اللہ تعالےٰ شانہ کے حضور سے بھیجے گئے تھے اُس کا یہ سدّ راہ تھا وہ کفر کا پہاڑ سرزمین عرب سے دور ہو گیا وہ صحابی جو بالکل محتاج اور مفلس تھے اُن پر جو ظلم وستم ہو رہے تھے اُن کو اُس سے نجات ملی اور دوسرون کے واسطے راستہ صاف ہو گیا جیسے بادشاہ کسی ظالم غنیم پر لشکر کشی کرتا ہے اور اُس کی فوج کا افسر اُس ظالم غنیم پر غالب ہو جاتا ہے تو وہ افسر دل مین کتنا خوش ہوتا ہے حالانکہ اُس نے

ظالم کے مال سے کچھ نفع نہین اُٹھایا اُس کا سب ملک و مال بادشاہ کا ہے یہ افسر صرف اپنے فرض منصبی کے ادا ہونے پر خوش ہوا ہے ویسی ہی خوشی حضرت کو ہوئی کہ خدا شناسی کا راستہ کانٹون سے جو بھرا ہوا تھا صاف ہوگیا اب طالبانِ خدا کو اس مرحلہ مین کچھ کھٹکا نہ رہا اس غزوہ مین ستر مشرک مارے گئے اور ستر اسیر ہوئے اور مسلمانون مین سے چودہ آدمی شہید ہوئے - آٹھ انصار مین سے اِن مین چھ خزرجی اور دو اوسی تھے کذا فی روضة الاحباب - اِن شہداے بدر کے حق مین جب کہ کفار نے طعن کی کہ وہ بغیر لذت اُٹھائے دنیا سے مر گئے تو اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ یعنی نہ کہو جو کوئی مارے جاوین اللہ تعالیٰ کی راہ مین کہ یہ مردہ ہین نہین بلکہ یہ زندہ ہین تم کو ان کے مرتبہ اور مقام سے خبر نہین ہے کہا حسن نے کہ شہدا زندہ ہین اپنے رب کے پاس پیش کیے جاتے ہین اُن کی روحون پر رزق وہ کھاتے ہین اور اُس سے اُن کو فرحت و تازگی حاصل ہوتی ہے اور کہا مجاہد نے کہ رزق دیا جاتا ہے اُن کو یعنی جنت کے میوے اور جنت کے پھولون کی خوشبو سونگھتے ہین اور حال یہ ہے کہ وہ جنت مین نہین ہین حاصل کلام یہ ہے کہ وہ ایسے مقام مین ہین کہ جہان جنت کی ہوا آتی ہے اور جنت کے میوے اُنہین پہنچتے رہتے ہین یہ بات نص سے ثابت ہے - اور **قاضی بیضاوی** کے نزدیک یہ امر متحقق ہے کہ روح ایک جوہر ہے جو قائم بالذات ہے اور وہ موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور اُس کو ادراک ہوتا ہے اور اُن کو خصوصیت ہے قرب و منزلت مین اپنے پروردگار تعالیٰ شانہ کے ساتھ - کہا **امام زاہد** نے کہ بے شک شہدا کو لذت حاصل ہوتی ہے رزق کی جیسا کہ فرمایا يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ اور روحین اُن کی پرندون کے جسمون مین ہین چرتی پھرتی رہین گی جنت مین

قیامت تک انتہیٰ۔ یہ بیان جنگ بدر کا کیا گیا ہے قرۃ العیون شرح سرور المحزون سے
اگرچہ مضمون مکرر ہوتا ہے مگر شوقین ناظرین کی نظر پر بار نہوگا
مختصر طریقہ سے لکھتا ہون۔ میری بائین آنکھ ساتھ چھوڑنے
پر آمادہ ہے دائین آنکھ کو اللہ تعالےٰ قائم رکھے لکھے جاؤنگا
شاعری چھوٹ گئی اب تو یہی ذریعہ نجات ہے اللھم آمین
صاحب تفریح الاذکیا لکھتے ہین کہ بروایت صحیحہ ثابت ہے اس جنگ مین ابوجہل
وغیرہ ستر کافر قتل ہوئے اور ستر آدمی گرفتار ہوئے اور ابو لہب فتح بدر سے ساتوین دن
عارضہ عدسہ مین مبتلا ہو کر مر گیا چونکہ مرض مہلک اور متعدی تھا تین دن تک بے گور و کفن
پڑا رہا آخر کار مزدورون نے گڑھا کھود کر تھپر سے پاٹ دیا۔ چلو خس کم جہان پاک کہنے کو تو
قریش اور بنی ہاشم سب کچھ اُس کے نام کے ساتھ لگا ہوا تھا مگر کسی لقب نے عزت
نہ بخشی اللہ تعالیٰ شانہ تو خالق کُل مخلوقات ہے مگر انتظام دنیا بھی کوئی چیز ہے اگر آدمی
بھی مطلق العنان کردئے جاتے حیوانون کی طرح تو پھر ان مین اور حیوانون مین کیا
فرق باقی رہتا۔ کچھ بھی نہین سب کے سب ایک ہی صحرا مین چلتے پھرتے نظر آتے۔
اللہ تعالیٰ شانہ نے جب انسانی مخلوق کو پیدا کیا تو اسے تمغائے شرافت عطا فرمایا
اور پھر اس تمغا یافتہ مخلوق کو بادشاہ کائنات مقرر کیا چونکہ انسان اشرف المخلوقات اور
بادشاہ قرار پایا تو اس کو رعایا کے امن وامان کے واسطے قوانین بنانے کی قوت
بخشی گئی تاکہ اپنی رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے اور کوئی غالب کسی مغلوب کا
حق نہ تلف کرے ایک دوسرے کی عزت کی نگرانی کرتا رہے حیوانون کی طرح آزاد
نہ ہونے پائین انہین انسانون مین سے ایک شخص کو پروردگار تعالیٰ شانہ نے رسالت
کا اعزاز بخشا اور نبوت کا خلعت عنایت فرمایا اب نبی منتظم امور بندگان خدا ہے

پہلا فرض منصبی اس کا یہ ہے کہ یہ بندگان خدا کے ذہن نشین کر دے کہ تم اس سے پہلے
کہ جو اَب ہو کچھ بھی نہ تھے نہ تم نہ تمہارے باپ دادا دیکھو سورۂ ھل اتیٰ کی پہلی آیت
جس کا ترجمہ یہ ہے کہ انسان پر ایک زمانہ ایسا گذرا ہے کہ وہ کوئی شئے نہ تھا۔ پروردگار
تعالیٰ شانہ اُس معدوم شئے کو وجود مین لایا اور اُس کا نام انسان رکھا اور اس انسان
کے پیدا کرنے سے غرض اُس کی یہی تھی کہ میری بندگی کرین اور جتنی مین نے انہین عقل
دی ہے اُس کے موافق مجھے پہچانین لہذا حضرت آدم علیہ السلام کو پروردگار تعالیٰ
شانہ نے **روشن دماغ** بناکر دنیا مین بھیجا اور اپنی معرفت کے اصول انہین تعلیم
کردئے یہ دنیا مین آئے اور تعلیم الٰہی کے موافق اپنی اولاد کو معرفت حق تعالیٰ شانہ کی
راہ دکھاتے رہے جو اُن کی اولاد مین فرزند رشید ہوا وہ اُن کا جانشین اور وصی
قرار پایا اور دوسری اولاد اُس فرزند رشید کی تبع یعنی پیرو ہوئی اُن کا نام **نبی** اور
اُن کے دوسرے بھائیون کا نام **امت** ہوا نبی کو پروردگار تعالیٰ شانہ کی طرف سے
یہ اختیار ملا کہ ان کو ہماری معرفت کے طریقے تعلیم کرو ہماری صنعتون کے ملاحظہ کرنے کی
ترکیب بتاؤ اتحاد بین الاقوام کے فوائد سکھاؤ تاکہ ایک کو دوسرے سے فائدہ پہونچتا رہے
اور یہ سلسلہ ابدالآباد تک قائم رہے جس سے دین کے پیرو دین مین اور دنیا کے دلدادہ
دنیاوی امور مین ترقی کرتے رہین۔ الحمد للہ کہ رفتہ رفتہ وہ زمانہ آیا کہ نوبت حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پہونچی اُس وقت یہ **باغ دنیا** جو کسی زمانے مین
گل وریحان کا چمن تھا یعنی خداپرستون کا دور وہ سرسبز چمن پھولون سے بالکل
خالی تھا سوا ئے خس وخار کے ایسے ہرے بھرے باغ مین کچھ بھی نہ تھا جدھر جائے
جنگل کے جنگل کریل اور ببول کے کانٹون سے بھرے پڑے ہین بیت اللہ بتون کا
گھر اور بت پرستون کا ٹھاکردوارا ہے **عرب کی جان بلکہ جان جملہ جہان**
عرب کے ایمان بلکہ ایمان ملائکہ وانسان ساری مخلوق کے محبوب بلکہ محبوب خالق مخلوق

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ملک عرب مین پیدا ہوئے اور حکم کیے گئے کہ تمام دنیا کو ہماری بندگی نئے سر سے تعلیم کرو اور اگر تمہارا حکم نہ مانین تو جو طریقہ مناسب سمجھو عمل مین لاؤ جب آپ نبی ہوئے تو آپ نے قوم کو اللہ تعالےٰ شانہ کی طرف بلایا جن کی تقدیر مین دولت ایمان تھی روز اوّل لبیک پکار اُٹھے یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ع

تصدیق نخستین زدلِ صدیق است

پھر کیا تھا آفتاب اسلام کی کرنین مطلع کے کنارے سے چمکنے لگین مگر جو بدقسمت لوگ تھے اُن کو قضا میدان بدر مین لے آئی اور وہ کور باطن بدر کے کنوئین مین گرا دئے گئے

؎ للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردۂ تقدیر برون

فقیر محمد اکبر کا مضمون تمام ہوا اب مقدس اور پاکیزہ کتابون کی روایتین تحریر ہوتی ہین۔

روایت ہے کہ جب اشراف قریش بقصد امداد قافلہ مکّہ سے برآمد ہوئے تو بنی عدی نے اُن کا ساتھ دینے سے انکار کیا اور ابولہب نے عاصی ابن ہشام بن عدی خواہ ہشام بن المغیرہ کو باجرت اپنے بدلے مین ہمراہ قریش کیا اور اُمیّہ ابن خلف نے بخوف قتل اوّل تو انکار کیا مگر ابوجہل نے باصرار تمام ہمراہ لے لیا۔

فائدہ امیہ بن خلف کے انکار کا سبب یہ تھا کہ سعد بن معاذ بعد ہجرت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مکّہ مین آئے چونکہ حضرت سعد بن معاذ سے اور اُمیہ سے دوستی تھی اُسی کے مکان مین ٹھیرے ایک دن حضرت سعد بن معاذ اُمیّہ کے ساتھ طواف بیت اللہ کر رہے تھے ابوجہل نے جو دیکھا تو پکار کر اُمیّہ سے کہا کہ تم کیون اُن سے دوستی کرتے ہو اُنھون نے تو دین بدلنے والون کو اپنے گھر مین ٹھیرایا ہے۔ مراد ابوجہل کی اس تقریر سے یہ تھی کہ سعد قوم انصار سے تھے اور انصار حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مدینہ لے گئے اور اپنے گھر مین حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ و

آلہ واصحابہ وسلم کو رکھا حضرت سعد بن معاذ نے جو ابوجہل کا یہ کلام سنا تو جھڑک کر
اُس سے کہا اگر تم ہمارا یہان کا آنا بند کرو گے تو ہم تم کو ایسے مقام پر روکین گے کہ
تم کو مشکل پڑ جائیگی یعنی تمہارے تجارتی قافلے شام کے ملک مین نہ جاسکین گے۔
اُمیہ نے حضرت سعد بن معاذ سے کہا کہ اے سعد ابوجہل سردار قوم ہے تو اُس سے
اس سختی سے کلام نہ کر حضرت سعد نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم سے سنا ہے کہ ابوجہل ہی تیرے قتل کا سبب ہوگا جب ابوجہل نے ترغیب و
تحریص قتال قضیہ بدر مین شروع کی تو اُمیہ کو حضرت سعدؓ کا مقولہ یاد آیا اور ڈر کر جنگ
بدر کی شرکت سے انکار کیا یہان تک کہ ابوجہل ایک سرمہ دان اُس کے پاس لے گیا
اور کہا کہ تو مرد نہین ہے یہ سرمہ دان لے اور عورتون کی طرح اپنی آرایش کر اور گھر مین
بیٹھا رہ اور اس کے سوا بہت سے طعنے دئے شرما شرمی اُمیہ نے اُس سے شرکت کا
وعدہ کیا اور جنگ بدر مین آیا اور مارا گیا جیسا کہ اُس کے بیٹے اور خود اُس کے
قتل کا واقعہ اوپر گذر چکا ہے یہ بھی حضرت نبی صادق صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کا ایک معجزہ تھا۔

بالجملہ مردود ابوجہل بڑے سازوسامان سے بدر کی جانب روانہ ہوا اور ابوسفیان
نے اپنے جاسوسون کے خبر دینے کے سبب سے بدر کی راہ چھوڑ دی ساحل کے
راستے سے قریب مکہ پہونچکر سرداران قریش کو اطلاع دی کہ قافلہ بہمہ وجوہ محفوظ
یہان تک پہونچ گیا ہے اب تم لوگ پھر چلو ابوجہل نے کہایا اُس کے سر پر جو اجل کا
پیادہ سوار تھا اور کشان کشان لئے جاتا تھا اُس نے کہا کہ ہم ہرگز نہ پھرینگے اور مقام
بدر مین تین دن قیام کرینگے اونٹون کے کباب کھائین گے عمدہ قسم کی انگوری شرابین
پئین گے اور اچھی طرح داد عیش دینگے تاکہ ہماری شوکت قبائل عرب پر خوب ثابت ہوجائے
وہ مردود ازلی تو اس لشکر کا پیشوا بنا ہوا ابوجہل کی صحبت مین داخل ہی تھا اُسنے بھی

اپنے پاؤن کے جوتے سے جھوٹے مردود ابوجہل کی خوب پیٹھ ٹھونکی اور اپنے ارادے
مین اُسے اچھی طرح مضبوط کردیا اجل کا پیادہ بھی جو اُس کے سر پر سوار تھا اُس نے
بھی اُس کے مصاحب سے کہا کہ شاباش پٹھے (یعنی الو کے پٹھے) اس کو پلٹنے نہ دیجیو
اسی لشکر کی شکست پر اسلام کی دوامی فتح منحصر ہے الغرض اُخنس بن شریق سردار
بنی زہرہ نے اپنے گروہ سے کہا کہ تم پھر چلو یہ بدخو ابوجہل ناحق کی لڑائی مول لیتا
پھرتا ہے لہذا بنی زہرہ اُسی مقام سے پلٹ آئے یہ خبر ابوسفیان کو ہوئی اُس نے
افسوس کے ساتھ ابوجہل سے کہا کہ تو نے اپنے جہل سے کام لیا ہے ضرور تو قوم
قریش کو تباہ کریگا ابوسفیان کی مرضی اس لشکر کشی کی نہ تھی مگر ابوجہل کی خودرائی
نے ابوسفیان کی رائے کو دبالیا ناچار اُس کا ساتھ دینا پڑا اور اصل سخن تو یہ ہی کہ
امر تقدیری جس ساعت مین جس آدمی کے واسطے مقدر ہے اُسی ساعت مین ہوگا
اُس کے واسطے ایک ساعت کی بھی تقدیم و تاخیر نہین ہے عقیل حضرت سیدنا علی
کے بڑے بھائی اور عباس حضرت حمزہ سیدالشہدا کے بھائی یہ دونون لشکر ابوجہل
مین موجود ہین اور حضرت سیدنا علی اور حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما لشکر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین سلسلہ سخن یہ تھا کہ ابوسفیان بجبیر لشکر ابوجہل
کے ساتھ بدر مین داخل ہوا اور حبیب زخمی ہو کر راہ گریز اختیار کی ہے تو وقت فرار
کہتا تھا کہ ایسا خوفناک مقام مین نے نہین دیکھا خدا کی قسم ابوجہل مردنا مبارک ہی
یہ جملہ معترضہ تھا جو ابوسفیان اور ابوجہل کے حال مین لکھا گیا ہے اگرچہ یہ سیاق تحریر
اس زمانہ کے ادب کے موافق نہین ہے مگر مجھے اُس کی اصلاح کرنے کی جرأت
نہ ہوئی۔ الغرض جب لشکر ابوجہل وادی صفرا یا رو حا مین پہونچا تو حضرت جبرئیل امین نے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خبر دی کہ قریش ساز و سامان سے چڑھے آتے
ہین حضرت سید الشاکرین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اصحاب سے مشورت کی

تو یاروں نے اللہ اُن سے راضی ہو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آپ نے قتال کا ذکر نہ کیا کہ ہم اُس کا سامان درست کرتے حضرت نے فرمایا کہ قافلہ نکل گیا یہ ابوجہل آیا ہے بعض اصحابؓ نے عرض کیا کہ قتال کو چھوڑ کے جانب قافلہ روانہ ہوں اس بات پر حضرت سید المتوکلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ناراض ہوئے تو حضرت سیدنا **صدیق اکبر** اور حضرت سیدنا **عمر فاروق** رضی اللہ عنہما نے جو اُس وقت اُس مجلس کے مناسب حال تھی وہ تقریر کی اور وہ تقریر نہایت شائستہ اور برمحل تھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُن کی تقریر سے بہت خوش ہوئے اور اُن کے واسطے دعا فرمائی پھر مقداد بن عمرو الاسود نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے بجا لایئے ہم جانبازی کے واسطے حاضر ہیں ہمارا مقولہ یہ نہیں ہے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ترجمہ آپ جایئے اور آپ کا رب جائے ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے حضور ہم تو یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے لڑیں گے اور جہاں تک آپ ہمیں لیجائیں گے ہم جائیں گے اور کچھ عذر نہ کرینگے اگرچہ برک العماد تک ہو۔ چونکہ انصار نے بیعت عقبہ کے وقت یہ عہد کیا تھا کہ جو کوئی آپ پر مدینہ میں چڑھکر آویگا اُس سے ہم لڑینگے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ مدینہ سے باہر بھی نکل کر لڑینگے آپ نے ایسی تقریر کی جس سے انصار سمجھ گئے کہ آپ کو اُس معاہدے کے موافق یہ خیال ہے کہ شاید ہم مدینہ کے باہر کی جنگ میں آپ کے شریک نہ ہوں گے لہذا انصار نے عرض کیا کہ ہرچند ہمارا معاہدہ مرافقت کا وہی تھا جیسا حضور پرنور کے خیال میں ہے لیکن ہم نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ہے ایمان لائے ہیں آپ کو نبی برحق جانتے ہیں ہماری جان آپ کی نعلین پر

فدا ہے آپ کہین جائین ہم آپ کے ساتھ ہین آپ اگر ہمین سمندر مین گھس جانے کا
حکم دین تو ہم ضرور اُس مین کود پڑین گے اور کسی طرح ہمین آپ کے دشمن سے لڑنے
مین عذر نہ ہوگا اور انشاءاللہ تعالیٰ آپ جنگ کے وقت ہماری جان نثاری سے
رضامند ہونگے اس گفتگو سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہت خوش
ہوئے اور کہا چلو اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر کے مین اُن کے قتل ومقتل کو اس طرح
دیکھتا ہون گویا پیش نظر ہے بعض کے نزدیک یہ التماس سعد بن عبادہ کا ہے
مگر ان کو اہل اسحٰق اور ابن عقبہ نے بدریون مین شمار نہین کیا ہے اور مدائنی اور
کلبی نے اہل بدر مین لکھا ہے وہو الصحیح مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے بیان کیا ہے اہل بدر کے حال مین کہ ہمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے ایک ایک کافر کی جائے قتل جو بدر مین قتل ہوئے ایک دن پہلے دکھادی
تھی اور فرمایا تھا کہ کل اس جگہ فلان قتل ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ اور اس جگہ فلان
قتل ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی
جس نے جناب رسولؐ خدا کو دین حق پر نبی کر کے بھیجا کسی کافر نے اُس جگہ سے تجاوز
نہین کیا وہین اُس کی نعش پڑی ہوئی تھی **یا اللہ تو سچا اور تیرا رسولؐ سچا**
الغرض جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یون فرمایا تو اصحاب رضی اللہ
عنہم کو قوت ہوئی اور حضور کے ہمراہ رکاب ہوے جب حضور پرنور مقام بدر مین مانند
ماہ شب چہار دہم کے جلوہ افروز ہوے تو اپنے لشکر ظفر پیکر کو عدوہ دنیا پر اُتارا اور
مشرکین نے عدوہ قصوے پر جیسا کہ پروردگار تعالیٰ شانہ نے سورۂ انفال
مین فرمایا ہے اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصویٰ
والرکب اسفل منکم یعنی جس وقت تم تھے ورے کے ناکے اور وہ پرے کے
ناکے اور قافلہ اُتر گیا نیچے تم سے ۔ اور حال یہ تھا کہ مابین دونون لشکرون کے جنگل

حائل تھا کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی اوّل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم مع ایک صحابی کے سوار ہوئے اور جنگل مین پھرنے لگے تو ایک شخص بڑی عمر کا
ملا حضرت نے اُس سے پوچھا کہ تجھ کو محمدؐ اور قریش کی کچھ خبر ہے اُس نے کہا کہ یہ
بات مین کہین جب بتلاؤنگا کہ پہلے تم کہدو کہ ہم فلان مقام کے ہین حضرتؐ نے
فرمایا کہ جب تک تو نہ کہیگا ہم نہ کہین گے اُس نے کہا کہ سنا ہے محمدؐ مع اصحاب
فلان روز مدینہ سے نکلے ہین اگر یہ خبر راست ہے تو آج فلان مقام پر ہونگے
یعنی بدر وہ دیا پر اور یہ بھی سنا ہے کہ قریش فلان روز مکے سے نکلے ہین اگر یہ بات
سچ ہے تو وہ فلان مقام پر ہونگے یعنی جہان لشکر کفار تھا اُس پیرمرد نے کہا کہ
اب تم بتاؤ کہ کہان سے آئے ہو آپ نے فرمایا نَحْنُ مِنَ الْمَآءِ اُس نے یہ سمجھا
کہ یہ لوگ اہل عراق ہین اس لئے کہ اہل عرب کے محاورے مین عراق کو اہل الماء
کہتے ہین بسبب سیرابی ملک کے وہان نہرین اور چشمے بہت ہین اور حضور پر نور نے
توریہ فرمایا غرض یہ تھی کہ ہماری آفرینش پانی سے ہے یعنی نطفہ سے پھر آپ اپنی
منزل پر تشریف لائے جب رات ہوئی تو حضرت علی مرتضےٰ اور زبیر بن العوام و
سعد بن ابی وقاص کو روانہ فرمایا کہ تم خبر لاؤ وہ گئے تو قریش کے پانی بھرنے والون
سے ملے وہ بھاگے صرف اسلم غلام بنی الحجاج کا اور عریض غلام بنی العاص سعید
بن سعد کا ہاتھ لگا اُن دونون کو پکڑ لائے اُس وقت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نماز مین تھے اصحاب نے پوچھا کہ تم کون ہو اُن دونون نے کہا کہ
ہم بہشتی ہین اصحابؓ نے اس کو جھوٹ سمجھ کر ڈرایا تو اُنہون نے کہا کہ ہم
ابو سفیان کے غلام ہین جب حضور سرور عالمؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے
فرمایا کہ تم نے سچ کو جھوٹ جانا اور جھوٹ کو سچ - واللہ یہ دونون قریش کے غلام
ہین پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن غلامون سے

پوچھا قریش کہان ہین اُن دونون سے کہا عدوۂ قصویٰ پر پوچھا کتنے ہین اُنہون نے
کہا یہ نہین معلوم حضور پرنور نے پوچھا کہ کتنے اونٹ روز نحر ہوتے ہین اُن دونون
نے کہا کہ ایک روز نو اور دوسرے روز دس حضور پرنور نے فرمایا کہ ہزار سے کم
نوسو سے زیادہ پھر اُن سے پوچھا کہ اشراف قریش کون کون ہین غلامون نے کہا
عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ ابو البختری حکیم بن حزام حارث بن عامر طعیمہ بن عدی
نضر بن حارث زمعہ بن الاسود ابن الحنظلہ ابو جہل امیہ بن خلف نبیہ اور منبہ پسران
حجاج سہیل بن عمرو عمرو بن عبدود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
ان کے اسمار سنکر فرمایا کہ مکے نے اپنے جگر گوشے یہان بھیج دئیے ہین الغرض قریش کا
حال اس طرح معلوم ہوا اور بھاگے ہوے لوگون ہین سے ایک شخص مجز نامی نے
لشکر اسلام کی خبر قریش کو پہونچائی تھی کہ قریش مین اضطراب تھا پھر عجیب اتفاق
ہوا کہ شب کو بعض مسلمانون کو احتلام ہو گیا اور موقع ایسا تھا کہ لشکر اسلام
پانی سے دور اور کفار نزدیک اب غسل اور وضو کی مشکل پڑی اور زمین ریتے کی
کہ جس پر پاؤن نہ ٹھیرتے تھے صبح کو لڑائی کا سامنا تھا اس سبب سے اہل اسلام
کو تردد لاحق ہوا اور نہایت فکر پیدا ہوئی کہ یہ تو شکست کے آثار ہین طرح طرح کے
وسوسات شیطانی پیدا ہونے لگے حضور پرنور نے جب یہ باتین معلوم کین تو جناب
عالم پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور مین رجوع فرمائی اور راز و نیاز کی عرض و معروض
ہونے لگی فوراً باران رحمت کو حکم ہوا اُس نے زمین پر چھڑکاؤ بھی کر دیا اور مسلمانون کا
حمام بھی درست کر دیا پس بندگان خدا اپنے خداوند کا شکر ادا کر کے دست بہ قبضہ
ہو گئے اور تمام وسوسات شیطانی دور ہو گئے اور کافرون پر یہ مشکل پڑی کہ جہان وہ
پڑے ہوئے تھے وہ زمین سخت تھی پانی جو برسا کیچڑ ہو گئی کفار چلنے پھرنے سے مجبور و
معذور اُن لوگون نے سمجھ لیا کہ بس کفر کی گرما گرمی سرد ہو چکی اسی معجزہ کا اشارہ

سورۂ انفال مین ہے وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ بس شب
کی اندھیری نے آفتاب عالمتاب سے رخصت حاصل کی اور اذان بلال رضی اللہ
عنہ نے زمین سے آسمان تک کے بسنے والون کو بیدار و ہوشیار کردیا بعد ادائے فریضہ
صبح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جنگ کی طیاری کردی اور سعد بن
معاذ نے عریش عرش نظیر کی طیاری شروع کردی جناب بن المنذر نے کنوان طیار
کرنے کی تجویز کی چنانچہ فوراً ایک عریش حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عریش کے مثل
بنالیا گیا جس کی پوشش کھجور کے پتون کی تھی تا اینکہ لشکر کفار غازیان اسلام پر
چڑھ آیا اور یہ چھیڑ نکالی کہ ایک جماعت پانی پینے کے بہانے حوض پر آئے اہل اسلام
نے روکا حضور پرنور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ یہ
پیاسے ہین ان کو پانی پینے دو مگر اسود بن عبد الاسد مخزومی نے قسم کھائی تھی
کہ مین پیونگا اور حوض کو ناپاک بھی کردونگا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اُسے
بہت نرمی کے لفظون مین سمجھایا کہ ایسا قصد نہ کر اگر پیاسا ہے تو خوب آسودہ
ہوکر پانی پی لے مگر وہ اجل گرفتہ نہ مانا اور سخت کلامی سے پیش آیا ناچار حضرت
سید الشہدا رضی اللہ عنہ نے اُسے اُسی مقام پر ٹھنڈا کردیا پہلے وار مین اُس کے
دونون پاؤن قلم ہوگئے اور وہ زمین پر گر پڑا پھر وہ پہلو اور سینے سے سرکتا ہوا
بخیال ایفائے قسم حوض کی طرف بڑھا دوسرے وار مین سرندارد اُس ہزل گو
کی غزل حیات بغیر مطلع و مقطع کے اور جتنے اشعار اُس کی غزل حیات کے تھے
بے معنی ہوگئے اب یہ سمجھیے کہ جنگ کا شعلہ بھڑک گیا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم رونق افروز عریش ہوئے اور حضرت صدیق و عمر و غیرہما
عریش کے گرداگرد حفاظت مین مشغول ہوئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم نے عریش مین داخل ہوکر دو رکعت نماز ادا فرمائی اور کمال الحاح و

زاری سے دعائے نصرت کی صحیح مسلم مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ
سجدہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جناب باری تعالیٰ شانہ کے
حضور مین عرض کیا کہ یاالٰہی تونے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا کر الٰہی کہان ہے
وہ فتح جس کا تونے مجھ سے وعدہ کیا ہے یاالٰہی اگر تونے اس جماعت اسلامیہ کو
مارڈالا تو پھر روے زمین پر کوئی آدمی تیری عبادت کرنے کے لئے باقی نہ رہیگا۔
اگر تیری مشیت اس بات کی مقتضی ہوئی کہ مشرک غالب ہون اور ہم فنا ہو جائین
تو پرستش تیری بالکل موقوف ہوجائیگی اور تجھے سب باتون کا علم ہے اور اس عرض
معروض کی حالت بہت دراز ہوگئی یہان تک کہ چادر شریف دوش مبارک سے
گر پڑی صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چادر شریف دوش
مبارک پر ڈالی اور بازوے شریف بغل مین لیکر ملتمس ہوے کہ یارسول اللہ بس
کیجئے اللہ جل جلالہ نے جو فتح کا وعدہ آپ سے کیا ہے تو بے شک فتح آپ کو دیگا
آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور زرہ پہنے ہوے عریش سے باہر آئے اور یہ آیت پڑھی
سیھزم الجمع ویولون الدبر بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھیٰ
وامر یعنی اب شکست کھائیگا اتفاق اور بھاگین گے پیٹھ پھیر کر بلکہ وہ گھڑی ہی
اُن کے وعدہ کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی چنانچہ یہ
پیشین گوئی ظاہر ہوگئی یعنی اس آیت مین اللہ تعالےٰ شانہ نے خبر دی کہ مشرکین مکہ
کو جناب رسولؐ مقبول کے مقابلہ مین شکست ہوگی اور یہ لوگ بھاگ جائین گے
چنانچہ بدر کے روز یہ معجزۂ قرآنی ظاہر ہوگیا مسلمانون کی بہت تھوڑی جماعت سے
کفار کا بڑا لشکر بھاگ گیا۔ اسلام کے لشکر مین صرف تین سو تیرہ آدمی تھے مگر وہ
ایسے آدمی تھے کہ سواے اُس وحدہٗ لاشریک کے کسی پر بھروسا نہ تھا اور لشکر کفار
قریش مین ساڑھے نو سو آدمی تھے اور وہ سب اپنے ساز و سامان سے پورے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو اپنے لشکر کی بے ساز وسامانی ملاحظہ فرمائی تو اپنے مالک کے حضور مین دست دعا بلند کیا کہ یا اللہ یہ تیرے بندے ننگے ہین انہین لباس عطا فرما۔ یا اللہ یہ تیرے بندے بھوکے ہین انہین کھانا دے۔ یا اللہ یہ تیرے بندے پیادے ہین انہین سواریان دے۔ راوی حدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ فتح بدر کے دن ہم مین سے کوئی آدمی ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس سواری اور کپڑے اور نقد وجنس زیادتی کے ساتھ موجود نہ ہون اس حدیث کو ابوداؤد نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مشکوٰۃ کے باب المعجزات فصل دوم مین موجود ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ اُس دعا کے قبول کرنے والے نے بہت تھوڑی دیر مین اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی فوج کو جو حقیقت مین اللہ ہی کی تھی مالامال کردیا۔ جب یہ فوج بدر مین آئی ہے توسب صحابہ باستثنائے چند نفوس طیبات کے محض غریب اور بے سامان تھے اور جب بعد فتح بدر پھرے ہین تو کوئی ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس ایک اونٹ یا دو اونٹ نہ ہون اور سب نے کپڑے پائے اور سب کا پیٹ بھرا الحمد للہ علی احسانہ۔

آراستگی لشکر اسلام بروز جنگ بدر

جب کفار فجار نابکار اپنی شرارت سے باز نہ آئے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بہ نفس نفیس لشکر ظفر پیکر اسلام کی صفین آراستہ فرمائین اور سب سے ارشاد کیا کہ جب تک مین حکم نہ دون تم حملہ نہ کرنا اور اگر کفار قریب آجائین تو تیرباران نہ کرنا کہ ترکش تمہارے خالی نہ ہو جائین یہ وہ زمانہ ہے جسے اس وقت کے مہذب اور تعلیم یافتہ اُس زمانہ کو اندھیرا زمانہ سمجھتے ہین یہ دو باتین جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی فوج سے آراستگی لشکر کے وقت فرمائین اس کا لطف اور

فائدہ وہی لوگ اُٹھائین گے جو علم جنگ سے ماہر ہین یہ ایک ذات واحد ہے جو پیغمبر
بھی ہے اور رحیم بھی ہے اور اپنی قوم کی خادم بھی ہے اور حکیم بھی ہے اور اپنی فوج
کی نگران بھی ہے اور اعدا کی فوج کی خبر لانے والی بھی ہے اور صفون کو اصول
جنگ کے موافق آراستہ کرکے لڑانے والی بھی ہے اور عین معرکہ کارزار مین جنگ
کی گرماگرمی کے وقت گشت کرنے والی بھی ہے اور فتح کی حالت مین فوجی قیدیون کی
اسیری کی سختی مین اُن کی دردناک آواز سنکر اُن پر مہربانی کرنے والی بھی ہے اور
پھر واجب القتل قیدیانِ جنگ کو نئے سر سے زندگی کا خلعت بخشنے والی بھی ہے
اور اپنے مالک اور خالق کے سامنے باوجود وعدہ فتح پہرون سجدے مین خاک پر سر
رکھنے والی بھی ہے کیون یار و اتنی باتین کس نبی کی ذات مین جمع تھین الغرض
لشکر اسلام مین تین علم تھے ایک علم مہاجرین کا تھا اس کے علمدار مصعب ابن عمیر تھے
اور دوسرا علم قبیلہ خزرج کا تھا اس کے علمدار جناب ابن المنذر تھے۔ تیسرا علم قبیلہ
اوس کا تھا اس کے علمدار سعد ابن معاذ تھے اس غزوہ مین شعار مہاجرین یا بنی
عبدالرحمٰن تھا اور شعار اُس کا یا بنی عبداللہ تھا اور شعار خزرج کا یا بنی عبیداللہ تھا
اور بعض روایت مین ہے کہ جملہ مہاجرین کا اور انصار کا شعار یا منصور امت تھا
اور کفار کی بھی تین ہی علمدار تھے ایک طلیحہ بن طلحہ دوسرا ابوعزیز ابن عمیر اور
تیسر نضر ابن حارث اور اس حالت مین حضرت صدیق اکبر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر تھے اور یہ خاص خدمت محافظت آپ ہی
کے متعلق تھی مع ایک جماعت انصار کے اب جنگ کا آغاز ہوتا ہے
لشکر کفار سے عتبہ وشیبہ پسران سعد اور ابن عتبہ تین آدمی نکلے اپنا ہم نبرد طلب کیا
لشکر اسلام سے اول عوف ومعاذ پسران حارث اور عبداللہ ابن رواحہ برآمد ہوئے
کافرون نے پوچھا تم کون ہو ان لوگون نے کہا کہ ہم انصار ہین کفار نے کہا کہ ہمکو

تم سے کچھ کام نہین ہے ہم تو اپنے چچازاد بھائیون کو طلب کرتے ہین لہذا حضرت سید الشہدا حمزہ و حضرت سیدنا علی و حضرت عبیدہ ابن حارث میدان جنگ مین تشریف لائے اور مقابلہ ہوا اہل سیر کی روایت کے موافق حضرت حمزہ نے شیبہ کو قتل کیا اور حضرت علی نے ولید کو قتل کیا اور عبیدہ سے عتبہ کہ اسّی برس کی عمر کا تھا مقابل ہوا اور محاربت واقع ہوئی کہ حضرت حمزہ اور حضرت علی نے باعانت عبیدہ اُس کو بھی قتل کیا اور عبیدہ کو کہ بہت زخمی تھے میدان جنگ سے اُٹھا لائے اُن کی ساق کی ہڈی کٹ گئی تھی اور اُس سے مغز اُستخوان ساق نکل آیا تھا اُنہون نے حضور مین حاضر ہو کر نہایت مایوسی سے عرض کی کہ حضور کیا مین شہید نہین ہون حضور پر نور نے فرمایا کہ تم شہید ہو وہ واپسی لشکر کے وقت موضع صفرا یا روحا مین شہید ہوے اور وہین زیر زمین آرام فرمایا مگر اہل حدیث کے نزدیک قاتل شیبہ علی مرتضیٰ ہین اور قاتل عتبہ امیر حمزہ اور قاتل ولید عبیدہ۔

فائدہ عتبہ و شیبہ نے جو اس جنگ مین سبقت کی اُس کا سبب یہ تھا کہ فوج کشی کفار کے وقت یہ اُس فوج کشی کے مخالف تھے مگر غلبہ آرا کی وجہ سے ان دونون کی راے کو شکست ہوئی اور ان پر اس جنگ سے جی چرانے کا الزام قائم کیا گیا عرب کی غیرت تو مشہور ہے یہ اُس الزام کے رفع کرنے کو سب سے پہلے میدان مین کود پڑے اگرچہ اُس الزام کو تو رفع کیا مگر مارے گئے اور وجہ اس جنگ سے کنارہ کشی کی یہ تھی کہ ان دونون کا ایک نصرانی غلام تھا جس کا نام عداس تھا وہ اُس زمانہ مین حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دست مبارک پر ایمان لایا تھا جب آپ طائف تشریف لے گئے تھے اور وہان سے مراجعت کے وقت ایک باغ خرما مین چند ساعت آرام فرمایا ہے اُس پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کی حقیقت ثابت ہو چکی تھی جب اس فوج کشی کا اہتمام ہونے لگا تو اُس نے

کہاکہ اس فوج کوشکست ہوگی اوراس کے سربرآوردہ لوگ قتل ہونگے عتبہ وشیبہ
نے جو یہ بات اپنے غلام سے سنے تو وہ سخن اُن کے دل مین جگہ پکڑ گیا یہ اُس فوج
کی شرکت سے انکار کرنے لگے جب ان کو نامردی کے طعنے دئے گئے تو شرماشرمی
اُن کا ساتھ دینا پڑا جب یہ دونون قتل ہوے تو ان کے خویش و اقارب نے ابوجہل
سے کہاکہ یہ سارا فساد تیرا ہی برپا کیا ہوا ہے اور بسبب تو نے اس جنگ مین
پھنسادیا ہے ہم اپنے گھرون کو واپس جاتے ہین مگر وہ تو گیا دا اور زبان دراز تھا
ایسا کچھ اپنی تقریر کا جادو اُن پر ڈالا کہ وہ واپسی سے باز آئے اور لڑنے کو تیار ہوگئے
اور اُس کی زرہ اُس سے عاریت مانگی اور یہ بات مشہور تھی کہ اُس کی زرہ اس
صنعت کی بنی ہوئی ہے کہ جس پر تلوار اور تیر کا اثر نہین ہوتا ہے مگر اُس معرکہ مین تو
جو اُسے پہن کر گیا وہ مارا ہی گیا آخر کو متواتر تجربون کے بعد اُسے کسی نے نہ پہنا
روایت ہے کہ تین منکرون نے وہ زرہ پہنی اُس مین سے دو تو حضرت شیر خدا
علی مرتضےٰ کے ہاتھ سے مارے گئے اور ایک حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ
عنہما کے ہاتھ سے مارا گیا پھر خود ابوجہل معرکہ مین ایک اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور
اُسے معاذ اور معوذ نے مارا جس کا قصہ اوپر مفصل بیان کیا گیا ہے بطور اختصار
یہان پر بھی بیان کئے دیتا ہون اسی معرکہ مین دو جوانان انصار نے عبدالرحمن
ابن عوف سے پوچھا کہ آپ ابوجہل کو پہچانتے ہین وہ کہتے ہین کہ مین نے کہاکہ ہان
مین پہچانتا ہون تمھین اُس سے کیا کام ہے یہ دونون کہنے لگے کہ ہم کو اُس سے
نہایت دشمنی ہے ہم نے سنا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہت
تکلیفین دیا کرتا تھا ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ ہمین جہان ملجائیگا ہم اُس سے ہرگز جدا
نہ ہونگے جب تک اُسے قتل نہ کرلین - عبدالرحمن ابن عوف فرماتے ہین کہ مجھے معاذ
اور معوذ کی باتون سے تقویت ہوئی اس تقریر کے تھوڑی دیر کے بعد ابوجہل

جوانان جنگی کے ساتھ میدان کارزار مین اپنے اونٹ کو جولان کرتا ہوا نظر آیا مین نے
اُن دونون بہادرون سے کہا کہ جسے تم پوچھتے تھے وہ یہی ہے بس وہ دونون
شیر غرندہ اُس سگ ناپاک پر دوڑ پڑے اور لشکر قریش مین گھس گئے اور ابوجہل
کے پاس پہونچ کے اول معاذ نے ایک تلوار اُس کی ساق پر ماری کہ وہ کٹ کر
جدا ہو گئی اور عکرمہ بن ابی جہل نے ایک تلوار معاذ کے ہاتھ پر ماری کہ ہاتھ اُن کا
شانے سے جدا ہو کر لٹک گیا اور وہ اُسی حالت مین لڑتے رہے - پھر معوذ نے
اونٹ پر سے ابوجہل کو زمین پر کھینچ لیا مگر کچھ رمقے جان اُس مین باقی تھی اور یہ
دونون بہادر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مبارک مین
حاضر ہوے اور اس واقعہ کی خبر پہونچائی یہ عبارت مدارج کی ہے اور صحیح یہ ہے کہ
معوذ شریک قتل نہ تھا دونون معاذ ہی تھے ایک معاذ بن عمرو بن الجموح اور
دوسرے معاذ بن حارث عفرا کے بیٹے اور معوذ بھی اسی عفرا کا بیٹا ہے اور معاذ
بن حارث کا بھائی ہے مگر یہ شریک قتل ابوجہل نہ تھا مشکوۃ شریف مین صحیحین سے
حدیث متفق علیہ یون ہے والرجلان معاذ بن عمرو بن الجموح ومعاذ بن عفرا اور
مرقات شرح مشکوۃ مین یون ہے وہما اخوان امہما واحدۃ وابوہما مختلف - اور
قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ معاذ کے ہاتھ کے زخم پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے اپنا آب دہن مبارک لگا کر اُن کا ہاتھ باندھ دیا بحکم خدا وہ چسپیدہ ہو گیا اور
وہ تا زمانہ خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زندہ رہے الغرض بعد قتل ابوجہل لعین
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے عریش سے غازیون کے مجمع
مین تشریف لائے اور تحریص کے کلمات فرمانے لگے اور ایک مٹھی خاک اور کنکریون کی
لشکر کفار کی طرف پھینک ماری اور فرمایا شاہت الوجوہ یعنی بُرے ہوے یہ مُنہ اور وہ
خاک اور کنکریان کافرون کے چہرون پر جا لگین اور فوراً اُن کی نگاہ کی تیزی کُند ہو گئی

اور تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ لوگ بھاگ گئے اور اسی معجزہ کا ذکر قرآن شریف مین یون ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی نہین پھینک مارا تو نے جس وقت کہ پھینک مارا لیکن اللہ نے پھینک مارا اللہ اکبر یہ قوی تاثیر کہ ایک مشت خاک نے لشکر کے لشکر کا منہ پھیر دیا اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے کہ یہ زور طاقت بشری سے باہر ہے یہ فعل ہمارا ہی ہے ہماری قدرت تمہارے ہاتھون سے ظاہر ہوئی اس کلام مبارک کے سیاق سے ہم یہ سمجھتے ہین کہ قرآن پاک کی بلاغت ہمین یون سبق پڑھاتی ہے کہ ہم اپنے فرمان بردار اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مطیع بندون کی ہمیشہ یونہین مدد کیا کرینگے **عریش** کا سجدۂ طولانی اللہ تعالےٰ شانہ کو پسند آیا اُس کا اثر یہ تھا ایک تو دعا کہ خود وہ بندگان گنہگار کی دستگیری کے لئے پیدا کی گئی ہے دوسرے نبی کی زبان کی دعا اور وہ بھی سجدہ کی حالت مین اور نبی بھی کون خاتم الانبیا الصلوٰۃ السلامُ علیک یارسول اللہ الصلوٰۃ السلام علیک یا حبیب اللہ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حملہ کرنے کا حکم دیا تو **صاحب مواہب** کے نزدیک ظہور اس معجزہ کا اور نزول اس آیت کا جنگ بدر مین ہوا ہے اگرچہ بروز حُنین بھی یہ معجزہ واقع ہوا ہے۔

روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حملہ کرنے کا حکم دیا تو اوّل عمر بن سجام تلوار میان سے باہر کرکے فوج کفار مین داخل ہوئے کئی کافرون کو مار کر خود شہید ہوگئے اور ابن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ عکاسہ کی تلوار اس لڑائی مین ٹوٹ گئی تو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے دست مبارک کی چھڑی یعنی لکڑی اُن کو دی کہ اس سے کافرون کو مارو وہ چوب اُن کے ہاتھ مین عمدہ تلوار کا کام کرنے لگی عکاسہ اُسی سے لڑتے رہے یہان تک کہ لشکر اسلام مظفر و منصور ہوا اور اُس تلوار کا نام عون قرار پایا اور ہمیشہ وہ عکاسہ کے

ہاتھ مین رہی یہان تک کہ وہ کسی جنگ مین شہید ہوے احادیث سے واضح ہے کہ بعد فتح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ کون ابوجہل کی خبر لاے گا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کام کے واسطے روانہ ہوئے میدان جنگ مین اُسے پڑا ہوا پایا اور کچھ جان اُس مین باقی تھی حضرت ابن مسعود اُس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے اُس نے اُن کو آنکھین کھول کر دیکھا اور کہا اے بکریان چرانے والے تو بہت اونچی جگہ بیٹھا ہوا ہے پھر اُس نے کہا میرا تو حال جو کچھ ہوا وہ ہوا یہ تو کہہ کہ فتح کس کی ہوئی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے جل شانہ نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کو شکست ہوئی پھر وہ اُس کا سر کاٹنے لگے تو اُس دنیا پرست نے کہا کہ میرا سر کاندھے کے اتصال سے کاٹو تاکہ اور سرون سے اونچا رہے قوم کو معلوم ہو کہ یہ سردار قوم کا سر ہے اللہ اللہ حب جاہ بھی کیا چیز ہے کہ دم نکل رہا ہے اور سر کٹ رہا ہے مگر وہ سر سے نہین نکلتی یا اللہ دنیا کی عزت کا خیال جتنا اس مردود کو تھا اُس سے بہت زیادہ مجھے تو اپنی محبت اور اپنے برگزیدہ نبی کی پیروی کا خیال میرے سر مین قیامت تک کے لئے عنایت فرما اللھم آمین ثم آمین۔ یا پروردگار تعالے شانہ جب تک مین زندہ رہون ایک ساعت تیری یاد سے میرا دل غافل نہ رہے پروردگار تعالی شانہ اپنا ٹوٹا پھوٹا مطلع تیرے حضور مین عرض کرتا ہون اپنی ذات و صفات کا صدقہ قبول فرما اور میری التجاؤن کو رد نہ کر اللھم آمین یارب العالمین ثم آمین مطلع فقیر محمد اکبر

اس ناتوان جسم مین جب تک کہ جان رہے
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے

الغرض ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُس کا سر کاٹا اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے لاکر ڈال دیا۔ تفسیر کشاف مین ہے کہ فدیہ قیدیان بدر کا فی نفر بیس اوقیہ تھا اور فدیہ عباس کا چالیس اوقیہ تھا اور محمد ابن سیرین

کہتے ہین کہ فی نفر سنو اوقیہ تھا اور ایک اوقیہ چالیس درہم اور چھ دینار کے برابر ہوتا ہی
یعنی اوقیہ کے درہم تو چالیس ہوتے ہین اور دینار چھ ہوتے ہین - تفسیر زاہدی
مین ہے کہ فدیہ ہر اسیر کا چالیس اوقیہ بحساب درہم تھے مگر فدیہ عباس چالیس اوقیہ
دینار کے حساب سے تھے اور فدیہ جعفر کا ایک روایت مین اور فدیہ عقیل کا دوسری
روایت مین عباس نے اپنے ذمہ لیا تھا - بعض کا قول ہے کہ فدیہ اقل از ہزار اور اکثر
چار ہزار سے نہ تھا اور بعض مفلسون کو حضور پرنور نے اُن پر احسان کیا اور بغیر فدیہ
چھوڑ دیا اور جو لوگ لکھنا جانتے تھے اُن کے واسطے یہ حکم ہوا کہ ہر آدمی انصار کے دس
دس لڑکون کو لکھنا تعلیم کرے جب وہ کتابت مین ہوشیار ہوجاوین تو یہ آزاد ہین
ابو عزہ شاعر اس شرط سے رہا کیا گیا کہ پھر کبھی مشرکین کے ساتھ خروج نہ کرے اور
سہیل کے ایمان لانے پر عبداللہ ابن مسعود نے گواہی دی لہذا وہ بھی رہا ہوا اور
ابو العاص زوج زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس طرح رہا ہوا
کہ اُس نے حضرت زینب رض کو لکھ بھیجا کہ تم فدیہ بھیجو آپ نے اپنا چندن ہار جو اُن کی
والدہ مکرمہ رضی اللہ عنہا کی میراث سے ملا تھا اور کچھ نقد ملا کر بھیجدیا آنحضرت صلعم نے اُسے
پہچانا تو آپ کو رنج ہوا اصحاب رسول اللہ نے اُسے واپس کیا اور ابو العاص کو بغیر
فدیہ لیئے رہائی دلوائی مگر یہ شرط اُس سے کر لی کہ مکہ مین جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا
کو مدینہ مین بھیجدے چنانچہ اُس نے مکہ پہونچکر فوراً آپ کو مدینہ بھیجدیا جب حضرت
زینب مدینہ مین آئین تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مفارقت کرادی
پھر بعد چند سال کے جب ابو العاص مدینہ مین آکر مسلمان ہوا تو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بنکاح جدید حضرت زینب کو اُس کے سپرد کر دیا اور بقولے
بنکاح اولی - اور حضرت زینب اس طرح مکہ سے تشریف لائین کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے زید ابن حارثہ اور ایک مرد انصار کو مکہ معظمہ روانہ کیا اور اُن

دونون سے ارشاد فرمایا کہ تم مکہ مین داخل نہ ہونا بلکہ بطن وادی ناجح مین ہوتن وجیم وحا مہملہ ایک مقام بیرون مکہ پیش مسجد عائشہ رض واقع ہے اور وہان سے احرام عمرہ کرتے ہین وہان قیام کرنا زینب وہین تمھارے پاس آجاوین گی اُن کے ساتھ مدینہ کو چلے آنا چنانچہ زید ابن حارثہ نے اُسی پر عمل کیا اور دو برس یا چھ برس کے بعد ابوالعاص مکے سے تاجران مکہ کا مال تجارت لیکر برآمد ہوا وقت مراجعت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قافلے کے سراغ مین نکلے اور ابوالعاص سے ملاقی ہوئے چاہتے تھے کہ مال لوٹ لین اور ابوالعاص کو قتل کرین یہ خبر حضرت زینب کو ہوئی وہ عرض کرنے لگین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو امان دے تو درست ہے یا نہین حضور پر نور نے ارشاد کیا درست ہے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ آپ گواہ رہین مین نے ابوالعاص کو امان دی جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس بات سے مطلع ہوئے تو ابوالعاص اور اُس کے مال سے متعرض نہ ہوئے اُسے دعوت اسلام کرنے لگے اور یہ بھی کہا کہ یہ مال سب تجھ کو حلال ہوگا ابوالعاص نے کہا کہ مجھ کو شرم آتی ہے کہ اپنے دین کو مال دنیا کی پلیدی سے ناپاک کرون پھر ابوالعاص داخل مکہ ہوا اور مال تجارت جن لوگون کا تھا اُن کے سپرد کر کے اُن کو گواہ کیا اور اقرار کیا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ پھر جانب مدینہ ہجرت کی اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بنکاح سابق یا جدید ابوالعاص کے سپرد فرمایا اسی مقام سے علما کو اختلاف ہے کہ اسلام احد الزوجین موجب فسخ نکاح ہے یا نہین۔

روایت ہے کہ ابوالعاص کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہت دوست رکھتے تھے اور نہایت شفقت وعنایت اُس کے حال پر فرماتے تھے یہ ابوالعاص

ابن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس بن عبد مناف ہے اور ماں اُن کی ہند بنت خویلد
اُخت حضرت اُم المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھی اور نام ابو العاص کا لقیط
یا مقسم بکسر میم ہے اور ابو العاص کنیت ہے۔ بالجملہ جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اخذ فدیہ پر راضی ہوئے اور لینے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ
السلام سورۂ انفال کی یہ آیت لائے۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى
حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَاۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ
الْاٰخِرَةَؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝ ترجمہ یعنی کیا چاہیے نبی کو کہ اُس کے
ہاں قیدی آویں جب تک کہ نہ خون کرے ملک مین تم چاہتے ہو دنیا کی جنس اور اللہ
تمہارے لئے آخرت کو پسند کرتا ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے کہ غالب کرتا ہے
دوستوں کو دشمنوں پر **فایدہ** کفر نہایت متعدی مرض ہے جہاں مادہ فاسد جمع
ہوا اور اس کی خبر نہ لی گئی تو تمام بدن مریض کا سڑ جائیگا اور پھر اُس کا زہر اور لوگوں کو
اسی عارضہ مین مبتلا کریگا لہذا اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کو سمجھایا کہ پیغمبروں کو جہاد سے مال جمع کرنا مقصود نہیں بلکہ کافروں کی تنبیہ
منظور ہے وہ بات اسی مین ہے کہ کفار قتل کئے جائین جس طرح مادہ فاسد نشتر کے
وسیلہ سے خارج کیا جاتا ہے یا بہت زیادہ مادہ سے تو عضو کے قطع کرنے سے
اُس کی اصلاح ہوتی ہے یہی اصول اہل کفر کے واسطے قرار پایا ہے ان کی صحبت
بری ان کی ہوا زہریلی ان کا قتل تمام دنیا کے لئے صحت و تندرستی کا سبب ہے
اس آیت کا نازل ہونا تھا کہ ایمان والوں کے دل کانپ گئے اور مال غنیمت کے چھونے
سے ڈرنے لگے لہذا اُن کے قلوب کی حالت ملاحظہ فرماکر پروردگار تعالیٰ شانہ نے
اُن کی تسلی فرمائی اور ارشاد ہوا فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا یعنی جو غنیمت
تم کو مل چکی ہے کھاؤ وہ تمہارے واسطے حلال ہے مگر یہ خیال رکھو کہ جہاد سے مال

(موافقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ)

حاصل کرنا مراد نہین ہے بلکہ اللہ تعالی شانہ کی توحید پھیلانا مقصود ہے اسی اثنامین حضرت **عمر رضی اللہ عنہ** حضور کی خدمت مبارک مین حاضر ہوئے دیکھا کہ حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رو رہے ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آپ کی اشک فشانی کا کیا سبب ہے ارشاد ہو اگر مجھے رونا آجائے تو مین بھی اس گریہ رحمت کی سعادت حاصل کرون حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ مین روتا ہون اپنے اصحاب پر کہ اُن لوگون نے فدیہ اختیار کیا اور ان کا عذاب مجھ پر ظاہر کیا گیا قریب تر اس درخت سے یعنی اشارہ فرمایا آپ نے ایک درخت کی طرف جو بہت نزدیک تھا۔

روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو کوئی اُس عذاب سے نجات نہ پاتا مگر عمر رضی اللہ عنہ اور سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اسی اضطراب مین یہ آیت کریمہ سورہ انفال مین نازل ہوئی لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنی اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ آگے سے تو تم کو پڑتا اس لینے مین عذاب یعنی اکثر کی قسمت مین مسلمان ہونا لکھا تھا اس سبب سے بچاؤ ہوا **حضرات علماء رحمھم اللہ** اس آیت کی تفسیر سے استدلال کرتے ہین کہ حضرات انبیا علیہم السلام بھی کبھی اجتہاد کرتے ہین اور اُس مین بطریق شاذ خطا بھی ہو جاتی ہے لیکن پروردگار تعالی شانہ اُن کو اُس خطا پر رہنے نہین دیتا فوراً صواب پر ہدایت فرماتا ہے لیکن جب پیغمبر نے از روے اجتہاد ایک حکم جاری فرمایا اور اُس کے اجرا کے بعد اُس کے خلاف مین نص نازل ہوئی تو عمل بالاجتہاد ساقط نہین ہوتا اور عمل بالنص واجب نہین اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جب فدیہ لینے کا حکم

صادر فرمایا بالاجتہاد اور اُس کے بعد اُس حکم کے خلاف نص نازل ہوئی تو حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے قتل کی طرف رجوع نہین فرمائی بلکہ اُسی فدیہ
پر قایم رہے بخلافِ مجتہد کہ اگر اُس کو بعد اجتہاد کوئی نص ملجائے تو رجوع کرنا
لازم آئیگا اور مراد کتاب سے عدم مواخذہ ہے خطاے اجتہادی پر یا عدم
توریث اہلِ بدر اور بعض علما کا قول ہے کہ پروردگار تعالیٰ شانہ کسی قوم پر عذاب
نہین نازل فرماتا بسبب اُس فعل کے جس کی صریح نہی نہ کی ہو۔ اور بعض
کہتے ہین کہ اس آیت سے وہ فدیہ جو مسلمانون نے اس معرکہ مین لیا حلال ہوا
شیخ ابن حجر نے صحیح بخاری کی شرح مین بیان کیا ہے کہ ترمذی و نسائی و ابن
حبان و حاکم نے باسناد صحیح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب
اصحاب باصفا نے فدیہ لیکر اسیرون کی رہائی منظور کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل و فدا میں
مخیر فرمائیے بدین شرط کہ سالِ آیندہ مسلمان شہید ہونگے مثل اسیرون کے تو
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے اصحاب کو بین القتل والفدا اختیار دیا
اس سے معلوم ہوا کہ اختیار فدا تخییر الٰہی تھا لیکن عتاب اس واسطے ہوا کہ
وجہ مرجوح اختیار کی۔ اور قاضی ابو بکر کہتے ہین کہ عتاب اخذ فدیہ پر نہین ہوا
کیونکہ سریہ عبد اللہ ابن جحش مین بھی فدیہ لیا گیا تھا بلکہ اختیار وجہ ضعیف
پر عتاب ہوا ہے اسی پر ستر مسلمان جنگ احد مین شہید ہوئے اسی مقام سے
حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اگر جہاد مین کافر پکڑے ہوئے آئین تو
اُن کو مال لیکر چھوڑ دینا جائز نہین اور مفت چھوڑنا بھی درست نہین ہے اس لئے
کہ پھر کافرون مین جاکر مل جائینگے بلکہ غلام بناکر رکھنا یا چھوڑنا اس شرط پر کہ ذمی
ہوکر ملک اسلام مین رہین جائز ہے اور امام شافعی کے نزدیک چھوڑنا بھی جائز

اور دلائل جانبین کتب اصول فقہ مین مذکور ہین ۔

فائدہ اصحاب بدر کی بڑی بزرگی ہے اور خلفائے اربعہ اُن کے سرگروہ ہین چنانچہ حاطب ابن بلتعہ سے یہ خطا ہوگئی تھی کہ اُنہون نے اہل مکہ کو عام الفتح مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی آمد کا حال خفیہ لکھ بھیجا تھا یہ خبر ظاہر ہوگئی توحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اگر حکم ہو تو مین اِسے قتل کرون حضرت نے فرمایا کہ بدر والے صحابیون کے ایمان اللہ تعالی شانہ نے جانچ لئے ہین اُن کے گناہ پر گرفت نہین ہے تو کیون اُس کے قتل کا ارادہ کرتا ہے اس غزوہ کا نام قرآن مجید مین یوم الفرقان و یوم اللزام و یوم التقی الجمعان و یوم البطشۃ الکبریٰ ہے اور یہ فتح مسلمانون کی اوّل فتح ہی اس فتح سے مشرکین کی ہمتین ٹوٹ گئین حوصلے پست ہوگئے اور کافرون پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کی صداقت بخوبی ثابت ہوگئی جو مرا وہ یقین جانکر مرا گو تعصب نے اظہار اسلام نہ کرنے دیا اور جو جیتا رہا وہ کبھی دبی زبان سے اقرار رسالت کرتا رہا کفار پر ایسا رعب اسلام طاری ہوا کہ عبداللہ ابن ابی سلول سا کافر منافقانہ طریقہ سے ایمان لایا اپنے تمام توابع کے ساتھ جس تاریخ غزوہ بدر واقع ہوا ہے اُسی تاریخ روم فارس پر غالب آیا تو مسلمانون کو دوہری خوشی ہوئی **اسی سال** دوھم مین صدقہ فطر کا حکم ہوا مگر تعیین ماہ مین اختلاف ہے بعض شعبان کہتے ہین اور بعض رمضان **اسی سال** دوھم مین بتاریخ یکم شوال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسجد مدینہ طیبہ مین نماز عید الفطر پڑھی **اسی سال** دوھم مین عصما بنت مروان یہودیہ کو جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور مسلمانون کی ہجو کیا کرتی تھی عمیر ابن عدی ابن خرشہ نے قتل کیا مگر یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچی ہوئی ہے کہ اس معاملہ مین

صراحتاً یا کنایتہً حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ایما واشارہ نہ تھا
عمیر اس عورت کا پہلا خاوند تھا وہی اُس کا قاتل ہے اسی سال دوم مین
غزوہ بنی قینقاع پندرھوین تاریخ شوال کو واقع ہوا۔ اس غزوہ کی وجہ یہ ہوئی
کہ ایک مسلمہ عورت سے کسی یہودی نے ظرافت کی اُس نے شور کیا اتفاقاً
ایک مسلمان وہان آگیا اُس نے اُس یہودی کو ملامت کی وہ یہودی غصہ ہوا
اور سب مسلمانون کو بُرا کہنے لگا اور اُس مسلمان کے مارنے کا قصد کیا وہ بھی دست
بقبضہ ہوا وہ یہودی مارا گیا چونکہ وہ محلہ یہود کا تھا بہت سے یہودیون نے جمع
ہو کر اُس مسلمان کو شہید کر ڈالا یہ خبر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو
پہونچی حضور پُرنور نے شرفائے یہود کو طلب کرکے فرمایا کہ بدعہدی نہ کرو اللہ تعالےٰ
شانہ کے غضب سے ڈرو ایسا نہ ہو کہ تم کو بھی وہی معاملہ پیش آئے جو قریش پر
گذرا اور تم یہ خوب جانتے ہو کہ مین اللہ تعالیٰ شانہ کا رسول ہون تم کو مجھ سے
بدعہدی کرنا روا نہین ہے اُن لوگون نے منافقانہ طریقے سے دست بستہ عرض
کی کہ ہم نے حسد نہین کیا آپ زنہار ایسا خیال نہ فرمائین حضور پرنور صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے سکوت فرمایا اس کے بعد جبرئیل امین علیہ السلام نے
خبر دی کہ ان لوگون نے آپ سے منافقانہ لجاجت کی ہے ان کا قلع وقمع کردینا
مناسب ہے لہذا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان کی طرف عزم
کیا اور ابولبابہ کو مدینہ کا خلیفہ فرمایا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو علمدار
لشکر کیا اور روانہ ہوئے جب لشکر ظفر پیکر قریب پہونچا تو یہودی قینقاع کے حصارون
مین پوشیدہ ہو رہے اور لشکر اسلام نے اُن کو گھیر لیا گیارہ یا پندرہ دن کے بعد
خود حصارون سے باہر نکلے حضور نے منذر ابن حذافہ اسلمی کو حکم دیا کہ ان کو قید
کرین مگر عبداللہ ابن ابی سلول منافق نے بہت منت وسماجت کی اور اُن کو چھڑا لیا

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حکم دیا کہ یہ لوگ وطن سے نکال دیے جائین
چنانچہ تین دن کے بعد عبادہ ابن صامت نے نکالا کہ موضع اذرعات مین جوار اقصی
شام سے ہے جا بسے بعد چندے اُن کے اسلحہ اور اسباب اہل لشکر کے ہاتھ آ گئے
اُن مین سے تین کمانین کتوم ۔ روحا ۔ بیضا اور دو زرہین تین تلوارین اور دو
نیزے کہ ان کے نام نہین معلوم حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
پسند فرمائے بعد اس کے پانچوان حصہ حق اللہ نکال کر تقسیم کیا اسی سال دوم
مین غزوہ سویق بتاریخ پنجم ذی الحجہ کو واقع ہوا ۔ وجہ اُس کی یہ ہوئی کہ ابوسفیان نے
یہ قسم کھائی تھی کہ جب تک کشتگانِ بدر کا عوض محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
سے نہ لونگا عورت سے ہم بستر نہ ہونگا اور غسل نہ کرونگا اُس قسم کے اُتارنے کو دو سو
سوارون کے ساتھ موضع عریض تک جہان سے مدینہ طیبہ تین میل ہے آیا اُس
مقام پر ایک انصاری اپنا مزدور لئے ہوئے کھیت مین کام کر رہا تھا بعض کا بیان ہے
کہ وہ سعید ابن عمرو تھا اُس کو شہید کر کے چلتا ہوا اور گھر اور درخت وغیرہ اُس مقام
جلا دیے اور اپنے خیال مین یہ بات سمجھ لی کہ ہماری قسم اُتر گئی جب یہ خبر حضور
پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے ابولبابہ کو خلیفہ مدینہ کا کر کے
دو سو غازیون کے ساتھ اُس مقام کا قصد کیا ۔ ابوسفیان روانہ ہو چکا تھا حضور پُرنور
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُس کے تعاقب مین قرقرۃ الکدر تک چلے گئے مگر وہ
نہ ملا صرف کچھ سامان رسد جو اضطراب کی حالت مین چھوٹ گیا تھا ہاتھ آیا اُس مین
کئی بورے سویق کے بھی تھے یعنی گیہون اور جَو کا ستو ۔ اسی وجہ سے اس کا
نام غزوۃ السویق ہوا ۔ الغرض حضور والا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پانچ دن کے
بعد مدینہ مین تشریف لائے اور دسوین ذی الحجہ کو صلوٰۃ عید الاضحیٰ ادا کی اور قربانی
فرمائی ۔ اس غزوہ کو بعض نے سال سوم مین لکھا ہے اور بعض نے قبل غزوہ سویق

لکھا ہے صاحب قرۃ العیون کا بیان ہے کہ اس غزوہ کو غزوہ غطفان اور
غزوہ ذی امر اور غزوہ انمار بھی کہتے ہین اسی سال دوم مین غزوہ قرقرۃ الکدر
واقع ہوا اور اُس کا سبب یہ ہوا کہ بنی سلیم اور غطفان کے جمع ہونے کی خبر بمقام موضع کدر
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو معلوم ہوئی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ وہ
لوگ اہل اسلام کی ایذادہی کا مشورہ کر رہے ہین لہذا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے عبد اللہ ابن اُمّ مکتوم کو مدینہ کا خلیفہ کیا اور لواے مبارک حضرت
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور دوسو اصحاب کی جماعت سے روانہ ہوئے جب
قرقرۃ الکدر مین پہونچے تو وہ وہان نہ ملے صرف چند چرواہے ملے جو اونٹ چرا رہے
تھے اُن مین یسار نام ایک غلام تھا اُس سے کفّار کا حال دریافت کیا اُس نے کہا
کہ مین نہین جانتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدینہ شریف کو واپس
تشریف لائے اور موضع صرار مین پہونچکر وہ اونٹ جو وہان ہاتھ آئے تھے اُن کی غنیمت
تقسیم فرمائی فی نفر دو دو اونٹ پڑے اور یسار غلام اور سو اونٹ حضور پر نور صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حصّہ مین آئے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے یسار غلام کو اس وجہ سے آزاد فرمایا کہ وہ نمازی تھا اس سفر مین حضور پر نور
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پندرہ شب مدینہ باسکینہ سے غیبت رہی اس کے
بعد غالب ابن عبد اللہ لیثی مع قبیلہ غطفان وسلیم پر بھیجے گئے وہان مقابلہ ہوا
تین اہل اسلام شہید ہوے اور باقی سلامت باغنیمت مدینہ کو لوٹ آئے یہ سریہ تھا
اسی سال مین امیہ ابن الصلت شاعر مرگیا یہ ایام جاہلیت مین خیال تدین دل
مین رکھتا تھا بعد ازان عیسائی ہوا اور بت پرستی سے تبرا کرکے علماے اہل کتاب
کی صحبت مین رہنے لگا اُن لوگون سے جو اخبار پیغمبر آخر الزمان اس نے سنے اور
انجیل و توریت کے مطابق پائے تو ازراہ حماقت اس کو اپنے فضائل نفسانیہ اچھے

معلوم ہونے لگے اور اس کے دماغ مین یہ خیال پکنے لگا کہ وہ نبی مین ہونے والا ہون جب طلوع آفتاب نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خبر اس کے کانون تک پہونچی تو یہ ایسا گھبرایا کہ شقاوت ازلیہ مین گرفتار ہوکر داخل نار ہوا جب اس کے اشعار حکمیہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے پڑھے جاتے تھے توحضور فرماتے تھے اٰمَنَ لِسَانُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ۔

اسی سال مین غزوہ نجد جس کو غزوہ ذی امر و انمار بفتح ہمزہ وسکون کہتے ہین واقع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سنا کہ بنی ثعلبہ ومحارب موضع نجد پر مجتمع ہین اور اُن کا ارادہ اطراف مدینہ مین تاخت کرنے کا ہے اُن کا افسر دعثور بفتح دال وسکون عین مہملہ وثاے مثلثہ فوقانیہ ابن محارلی ہے اور بروایتے غورث بفتح غین معجمہ وسکون واو پسر حارث ہے لہذا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا خلیفہ کرکے چارسو پچاس سوارون کے ہمراہ تشریف لے چلے اور موضع ذی القصبہ مین پہونچے زنگار کے پہاڑ کی کھائی مین چھپ رہے ایک ماہ اُسی جگہ اقامت فرماکر واپس تشریف لائے صرف ایک شخص بنی ثعلبہ سے ہاتھ آیا اور وہ مسلمان ہوا اور دعثور بھی اسلام لایا کذا فی المدارج۔ اور صاحب مواہب لدنیہ نے جو اس کا ذکر غزوات الرقاع مین لکھا ہے وہ اس سبب سے ہے کہ وہ بخاری کی حدیث سے دوسرا شخص معلوم ہوتا ہے

فائدہ۔ واضح ہو کہ غزوہ بنی قینقاع وسویق وبنی سلیم وذی امر حسب تحقیق صاحب بہجۃ المحافل **سال** دوم مین بعد جنگ بدر واقع ہوئی ہین اور رہا بین ان کے سریہ قردہ بفتح یا بکسر قاف وسکون را جس مین زید ابن حارثہ سو سوارون کے ہمراہ بھیجے گئے تھے واقع ہوا اور وجہ اس سریہ کی یہ ہوئی کہ مدینہ طیبہ مین

خبر پہونچی کہ قریش براہ عراق شام کی طرف تجارت کے واسطے جاتے ہین زید ابن حارثہؓ
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حکم کے موافق اپنے ہمراہیون کے
ساتھ اُس قافلہ پر جا پڑے اور اُن کو لوٹ لیا چاندی وغیرہ ہاتھ آئی کہ بیس ہزار
درم خُمس کے نکلے ابوسفیان وصفوان ابن اُمیہ وخویطب ابن عبد العزیٰ اور عبد اللہ
ابن ابی ربیعہ مع دیگر شرفاے قریش بھاگ گئے یہ سریہ حسب تحقیق صاحب مدارج
غرہ جمادی الاخریٰ مین واقع ہوا اور بعضے اہل سیر غزوہ نجد اور سریہ زید ابن حارثہؓ کو
سال سوم مین بیان کرتے ہین اسی سال مین بعد سریہ زید کعب ابن اشرف
یہودی مارا گیا یہ مردود بنی طے سے تھا مان اس کی یہود بنی نضیر سے تھی یہ شخص
بڑا مالدار تھا اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کمال دشمنی رکھتا تھا
محمدؐ ابن مسلمہ صحابی انصاری اُس کے قتل پر مستعد ہوئے اور بعض سخنانِ مصلحت
کی اجازت حاصل کر کے روانہ ہوئے اور اُس کافر سے اپنے ربط قدیم کے ذریعہ سے
جا ملے اُس نے پوچھا کہ کدھر آئے ہو محمدؐ ابن مسلمہ نے کہا قرض خواہ آیا ہون کیونکہ جب سے
یہ شخص آیا ہے اشارہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات مبارک کی طرف
کیا اُس وقت سے ہم لوگون پر بڑی زیرباری ہے اُس مردود نے یہ کلام سنکر کہا کہ
اُنہین نکال دو نہین تو اور زیادہ خراب ہو جاؤ گے محمدؐ ابن مسلمہ نے کہا کہ اپنی بات کا
خیال ہے ابھی خلاف عہد کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا چند روز اور دیکھتے ہین کعب
مردود یہ شکایت سنکر رضامند ہو گیا اور کہا کچھ رہن کے لئے لاؤ محمدؐ ابن مسلمہ نے
کہا شام کو ہتیار لاؤنگا چنانچہ وقت موعود پر محمدؐ ابن مسلمہ اور ابو نائلہ بنون قبل الف
وبعدہ یاے تحتانیہ یہ ابو نائلہ کی کنیت ہے اور نام ملکان ابن سلام ہے اور یہ
کعب بن اشرف کے برادر رضاعی ہین وہان پہونچے اور بخاری کی روایت ہے
کہ تین آدمی اور تھے ابو عبس ابن جبر وحارث ابن اوس عباد بن بشر جس وقت

یہ اُس کے مکان پر پہونچے کعب گھر مین تھا محمدؐ بن مسلمہ نے پکارا اُس نے آواز سنکر ارادہ باہر آنے کا کیا اُس کی عورت کاہنہ تھی اُس نے منع کیا کہ اس وقت باہر مت جا اس آواز سے خون ٹپکتا ہے کعب نے کہنے پر اُس کے عمل نہ کیا اور باہر چلا آیا اور اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا یہان قتل کی ترکیب کا مشورہ باخود ہا ہو چکا تھا کعب بہت تکلف کا لباس پہنے ہوے تھا اور بالون مین نہایت خوشبودار تیل ڈالے ہوئے تھا محمدؐ ابن مسلمہ نے کہا کہ تمہارے کپڑے تو نہایت عمدہ خوشبو سے بسے ہوئے ہین اور بال اس سے زیادہ معطر ہین اُس نے کہا میرے پاس عورتین بہت پاکیزہ صاحب جمال ہین وہ خود بھی بسی رہتی ہین اور مجھے بھی بسائے رکھتی ہین محمدؐ ابن مسلمہ نے کہا اگر اجازت ہو تو مین بھی ان گیسوان معطر کی خوشبو سونگھ لون بس پھر کیا تھا اُدھر اجازت ہوئی اور گیسوان کے ہاتھ مین تھے اور یارون نے بالون کی طرح سر تراش لیا اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قدم مبارک پر ڈال دیا۔ مدارج النبوۃ مین ہے کہ زمانہ اسلام مین یہ اوّل سر ہے جو کٹ کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین آیا ہے یہ واقعہ یازدہم ربیع الاوّل شب ماہ کا ہے۔ یہ کافر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے دشمنی رکھنے ہین ابوجہل سے کم نہ تھا۔ اہل سیر نے اس واقعہ کو سال سوم مین قبل غزوہ بنی نضیر بیان کیا ہے جب قبیلۂ اوس کے بہادرون نے اس موذی کو قتل کیا تو جانبازانِ قبیلہ خزرج نے مشورہ کیا کہ ہم کیون بہادران قبیلۂ اوس سے پیچھے رہین ہم بھی کسی دشمنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو سینت لین جو اسی ابن اشرف کا نظیر ہو تاکہ قبیلۂ اوس کو ہم پر ترجیح نہ ہونے پائے آخر کار یہ مشورہ قرار پایا کہ ابورافع تاجر یہودی جو خیبر مین رہتا ہے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دشمنی مین تیسرا ابوجہل ہے اُس مردود کو قتل کرنا چاہیئے چنانچہ بقول ابن اسحٰق اُسی سال مین وہ

قتل ہوا اور صورت واقعہ یون ہے کہ عبداللہ بن عتیک بروزن فعیل رضی اللہ عنہ
صحابی انصاری خزرجی کو چند انصار پر سردار کرکے روانہ کیا یہ جماعت شام کے وقت
خیبر مین پہونچی ابورافع سلام ابن ابی الحقیق برادر کنانہ ابی الحقیق زوج اوّل
اُمّ المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا بڑا مالدار تاجر تھا ایک گڑھی اُس نے تعمیر کی تھی
اور اپنی قوم کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دشمنی اور جنگ پر
آمادہ کیا کرتا تھا اور جو شخص اس بات پر آمادہ ہوتا اُس کی ہر امر مین مدد اور
اعانت کرتا یہ جماعت بہادرون کی اُس کی گڑھی کے متصل پہونچی تو عبداللہ نے
اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم یہین ٹھیرو مین اکیلا جاتا ہون اگر کوئی موقع ہوا تو مین
تنہا ابورافع کا کام تمام کرکے آتا ہون جب عبداللہ اُس کے مکان کے دروازے
کے پاس پہونچے تو معلوم ہوا کہ کسی کا گدھا گم ہو گیا ہے اُس کی تلاش مین کچھ لوگ
مشعلین لیکر نکلے ہین یہ اُسی جماعت مین شریک ہو گئے۔ جب وہ لوگ دروازے
مین داخل ہوئے تو یہ باہر دروازے کے بیٹھ گئے دربان نے جانا کہ یہ اسی جماعت
مین کا کوئی آدمی ہے اُس نے کہا کہ بندۂ خدا جلد آ مین کیواڑ بند کرتا ہون عبداللہ
ابن عتیک دروازہ مین داخل ہوئے فرماتے ہین کہ مین ایک گدھے کے تھان مین
پوشیدہ ہو گیا اور دربان نے جہان کنجیان رکھین تھین مین نے اُس جگہ کو اچھی
طرح خیال کر لیا جب وہ سو گیا تو مین نے کنجیان لین اور ابورافع کی طرف چلا وہ
بالاخانہ پر سوتا تھا اور قصّہ خوان دیر تک قصہ کہتا رہا جب وہ خاموش ہو گیا تو مین
بالاخانہ پر گیا اور جس دروازے کو کھولتا تھا اُس کو پھر اندر سے بند کر دیتا
تھا کہ اَور کوئی باہر سے آنہ سکے۔ ابورافع اپنے عیال مین سوتا تھا مجھے معلوم نہ ہوا کہ
وہ کہان ہے مین نے پکارا اے ابورافع وہ بولا مین نے آواز پر تلوار ماری مگر خالی
گئی ابورافع نے ایک چیخ زور سے ماری مین اُس مکان سے باہر نکل آیا پھر تھوڑا

توقف کرکے اندر مکان کے گیا اور آواز بدل کر کہا اے ابورافع تو نے کیون چیخ ماری اُس نے
کہا کہ تمہاری خرابی ہو ابھی مجھ پر کسی شخص نے حملہ کیا مین نے آگے بڑھ کر اُس کے
پیٹ پر تلوار ماری اور اُسے زور سے دبا دیا پیٹھ کی ہڈیون سے بھی گذر گئی اور مین
وہان سے دروازے کھولتا ہوا چلا زینے سے اُترتے وقت میرا پاؤن چھوٹا پڑا پنڈلی
کی ہڈی ٹوٹ گئی اُسی وقت عمامہ پھاڑ کر مین نے پنڈلی کو خوب کسکر باندھ لیا اور
دروازے سے نکلکر گڈھی کے قریب ٹھیرا کہ خوب تحقیق ہوجاے کہ ابورافع مردود
فی النار ہوا یا نہین - جب صبح ہوئی تو قلعہ کے برج پر نوحہ گر عورت نے پکارا کہ ابورافع
تاجر اہل الحجاز کی موت کی خبر سناتی ہون مین نے وہان سے آگے بڑھکر عبداللہ
ابن اُنیس وغیرہ ہمراہیون سے کہا کہ یہ خبر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے حضور مین پہونچا دو مین بھی آتا ہون مگر مین اپنے یارون سے جلد پہونچا اور
سب حالات حضور مین عرض کیے آپ نے میری پنڈلی کی چوٹ پر دست مبارک
پھیر دیا اللہ تعالے لے شانہ نے فوراً شفا بخشی - الحمد للہ علی احسانہ دشمن کے شر سے
جب اللہ تعالے لے شانہ نجات عطا فرمائے تو اُس بلا سے نجات پانے کا شکر کرے دشمن
کے مرنے کا شکر نہ کرے یہ اہل اللہ کا طریقہ نہین ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے جو شکر کیا وہ یہی شکر تھا -

ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا تیسرا سال

روایت ہے کہ جب تیسرا سال ہجری کا شروع ہوا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم اکثر ماہ ربیع الاوّل مدینہ منورہ مین جلوہ فرما رہے پھر بطرف نجران
تشریف لے گئے اور پورے دو ماہ یعنی ربیع الثانی وجمادی الاوّل وہین مقیم رہے مگر نوبت

محاربہ نہین پہونچی آخرکار مدینہ منورہ کو نہضت فرما ہوے اور ماہ شعبان مین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا اور حضرت بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنی دختر طاہرہ کا نکاح حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور یہ فرمایا کہ اگر میرے چالیس بیٹیان ہوتین تو ایک کو دوسرے کے بعد عثمان ہی سے عقد کر دیتا - اور ماہ مبارک رمضان مین حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا - اور پندرھوین ماہ شعبان مین حضرت امیر المومنین حسن مجتبی علیہ السلام پیدا ہوے **فائدہ** حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین غزوہ بحران اسی سال مین لکھا ہے لہذا اُن کے حساب سے یہ غزوہ دہم قرار پایا ہے اور مولف بہجۃ المحافل نے اس غزوہ کا ذکر ہی نہین کیا ہے اور غزوہ اُحُد کو غزوہ نہم قرار دیا ہے اُحُد بضمتین ایک پہاڑ ہے مدینہ منورہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر زبیر ابن بکار کے نزدیک قبر حضرت ہارون علیہ السلام کی اسی پہاڑ پر ہے **بیان غزوہ اُحُد** روایت ہے کہ بتاریخ پانزدہم شوال روز شنبہ وبروایتے پانزدہم وبروایتے ہفتم وبروایت حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ غزوہ بدر سے ایک برس بعد کہ اکتیسوان مہینا ہجرت کا شروع تھا کہ غزوہ اُحُد واقع ہوا اور سبب اس غزوہ کا یہ ہوا کہ جب مشرکین قریش بدر سے مراجعت کر کے مکہ معظمہ مین پہونچے تو اقارب وعشائر مقتولین بدر ابو سفیان سے ملنے کو آئے اور کہا کہ تمام منفعت مال تجارت جس کو تو شام سے لایا ہے لشکر آرائی مین صرف کر ہم کو محمد سے مقابلہ کرنا منظور ہے تو ہم کو اس مین کیا مشورہ دیتا ہے اُس نے کہا کہ جب تم سب لوگ اس بات پر اتفاق کر چکے ہو تو مین بھی اُس اتفاق سے جدا نہین ہون اور بنی عبد مناف بھی میرے شریک ہین جب یہ مشورہ باخود ہا

پختہ ہوگیا تو سب نے ملکر متاع تجارت جو دار الندوہ مین رکھی تھی نکالی اور بیچ ڈالی
چنانچہ ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار مثقال طلا اُس تجارت کا راس المال تھا
جب اُسے فروخت کیا تو برابر کا فائدہ ہوا راس المال تو مالکانِ تجارت نے گھر مین
رکھ لیا اور اُس کا نفع لشکر آرائی مین صرف کیا اور اطراف مین ایلچیون کو بھیجکر اپنے
ہم مشرب مشرکون کو بُلایا یعنی عمرو ابن العاص وہبیرہ ابن ابی وہب و ابن الزبعری
اور ابو عزہ جمحی شاعر نے یہ ایلچی گری کی تھی بعد اس کے یون صلاح ہوئی کہ ابکی مرتبہ
عورتین بھی ساتھ چلین اور وقت جنگ سرود لیکر اپنے اپنے مردون کو اور جو عزیز
و اقارب اُن کے ہون اور جن عورات کے بھائی باپ جنگ بدر کے قتل شدہ ہون
اُن کے نام اور اُن کے اوصاف ان لڑنے والون کو یاد دلا کر ان کی جرائت بڑہائین
اور نوحہ کرین تاکہ اہل فوج کمال استقلال سے جنگ کرین اس عرصہ مین عباس ابن
عبد المطلب مکہ مین مقیم تھے آپ نے ایک مرد قبیلہ بنی غفار کو قاصد اجورہ دار مقرر
کرکے مدینہ طیبہ کو روانہ کیا اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مفصل
حالات سے مطلع فرمایا جب وہ مدینہ منورہ مین پہونچا تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ملاقات نہ ہوئی حضور محلہ قبا مین جلوہ افروز تھے وہ
قاصد وہین پہونچا اُس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سوار ہو رہے تھے
اُس نے خط حضرت عباس کا دیا آپ نے لفافہ اُس کا چاک فرما کر اُبی ابن کعب
کو دیا اُنہون نے مضمون خط سنا دیا آپ نے اُن سے فرمایا کہ اس مضمون کو مخفی
رکھنا بعد اس کے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سعد ابن ربیع کے گھر
تشریف لے گئے اُن سے خلوت مین سب حال بیان کیا اور مدینہ کو تشریف لائے
سعد کی زوجہ نے یہ سخنان راز کسی طرح سُن لئے تھے اس وجہ سے یہ راز افشا ہوگیا
اور یہودیون اور منافقون مین سرگوشیان ہونے لگین کہ مکے سے آدمی آیا ہے

مگر وہ خوشی کی خبر نہین لایا ہے لہذا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُس کے
آنے سے مسرور نہین ہوئے۔ یہ خبر مشہور ہوگئی اور کفار قریش مکہ معظمہ سے
باہر نکلے۔ ابو عامر راہب اپنی قوم کے پچاس آدمی لیکر لشکر قریش کے ساتھ مل گیا
اب کفار قریش نے لشکر آراستہ کر کے ذوالحلیفہ مین خیمے نصب کئے اور وہان
تین روز کے قیام کا حکم دیا اور سب لشکر کا جائزہ لیا تو تین ہزار مردان جنگی شمار
مین آئے ان مین سات سَو مرد زرہ پوش تھے اور سامان لشکر یہ تھا۔ تین ہزار
اونٹ دوسو گھوڑے پندرہ ہودجین ہزار گانے والی عورتین اور جمیع روسا
وشرفا مثل ابوسفیان واسود ابن مطلب وجبیر ابن مطعم وصفوان بن اُمیہ
وعکرمہ بن ابی جہل وحارث ابن ہشام وعبداللہ ابن ربیعہ وخویطہ ابن عبدالعزیٰ
وخالد ابن ولید وابوعزہ شاعر جمجی مع خویش واقارب سب اس لشکر مین موجود
تھے اور سرداری اس لشکر کی ابوسفیان پر قرار پائی اور رسالداری خالد بن ولید
پر جب یہ سب اخبار حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دریافت
ہوئے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اَنَس ومونس پسران
فضالہ کو دریافت حالات کے لئے بطور جاسوس روانہ فرمایا وہ خبر لائے کہ عریض
کے کھیتون مین کافرون نے اپنے لشکر کے اونٹ اور گھوڑے چھوڑے ہین ایسا
نظر آتا ہے کہ اب سبزہ باقی نہ رہیگا بعد اس کے مزید اطمینان کے واسطے حباب
ابن المنذر روانہ کئے گئے اور ارشاد ہوا کہ تم خوب تحقیق کر کے خبر لاؤ وہ جب پلٹ کر
آئے تو خبر مفصل مع کیفیت وکمیت لشکر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تحریر کی
مطابق التماس کیا اُس رات یعنی شب جمعہ جس کی صبح کو لڑائی ہونے والی تھی
سعد ابن معاذ وسعد ابن عبادہ واُسید ابن حضر با جماعۃ دلاوران دولت خانۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بنظر حفاظت بیدار رہے اور اکثر اصحاب

باصفا حراست مدینۂ منورہ مین مصروف رہے اس غزوہ مین حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی یہ مرضی ہوئی کہ مدینہ سے باہر نہ نکلین اس لئے احباب و اصحاب سے یہ شورہ فرمایا کہ تمھاری اس مین کیا راے ہے غالب تعداد مہاجرین وانصار کی اسی طرف تھی کہ مدینہ سے باہر نہ نکلین حتی کہ عبداللہ ابن ابی سلول منافق بھی اسی راے کا شریک تھا یعنی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مبارک راے سے اتفاق کیا اور کہا کہ ہمارا تجربہ شاہد ہے کہ مدینہ مین رہکر دشمن سے مقابلہ کرنے مین اہل مدینہ ظفریاب ہوتے ہین اور ابی ابن کعب نے بھی اس کی تائید کی لیکن بعض نوجوانانِ انصار تے جو شوق شہادت اور جوش شجاعت مین بھرے بیٹھے تھے کہا کہ ہم تو میدان مین نکل کر کفار نگون سار سے مقابلہ کرنا پسند کرتے ہین حضرت سید الشہدا امیر حمزہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور سعد ابن عبادہ اور نعمان ابن مالک اور قبایل اوس وخزرج نے اُن کی موافقت کی۔ الغرض اس ردوبدل مین اس قدر مبالغہ ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھی حضرت امیر حمزہ سید الشہدا رضی اللہ عنہ کی راے کی طرف میلان فرمایا چنانچہ جمعہ کی صبح کو حضرت والا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ پر بھروسا کرو اللہ تم کو مدد دیگا اور اُس کے رسولؐ کے حکم کو مانو اور اپنے دلون کو قوی رکھو اور لشکر کو آراستہ کرو پھر بعد نماز عصر حجرہ شریفہ مین تشریف لے گئے شیخین رضی اللہ عنہما ہمراہ تھے دونون نے اپنے ہاتھون سے سر مبارک پر عمامہ باندھا اور دو زرہین پہنا کر ادیم کا پٹکا کمر سے باندھا اصحاب جان نثار آستانہ عُلیا پر تشریف آوری کے منتظر تھے کہ حضرت محبوب حق صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم شمشیر حمائل کیے ہوئے اور سپر پشت مبارک پر لٹکائے اور نیزہ دست اقدس مین لئے ماہ شب چہاردہم کی طرح برآمد ہوئے

توجن لوگون کی رائے مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کی تھی سخت نادم ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ جو کچھ آپ کے دل مبارک مین آئے وہ کیجئے ہم خلاف مرضی حضور پرنور کے کوئی کام کرنا نہین چاہتے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ مین تم سے پہلے ہی کہتا تھا تم نے نہ مانا اب مین سلاح جنگ بدن پر باندھکر کھول نہین سکتا جب تک اللہ تعالے لشانہ فیصلہ نہ فرمائے اب تو جو ارادہ کر چکے ہو کرو بشرط صبر فتح تمھاری ہی ہے اگر میرے حکم پر قائم رہو گے ۔ پھر تین نیزے آپ نے طلب فرمائے اور تین علم تیار کئے مہاجرین کا علم بردار علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو اور بقو لے مصعب ابن عمیر کو فرمایا اور قبیلہ اوس کا نشان اسید ابن حضیر کو دیا اور قبیلہ خزرج کا نیزہ یعنی علم خباب ابن المنذر کو بخشا اور عبد اللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ کا خلیفہ مقرر کیا اور اسپ تیز گام و خوش خرام پر سوار ہوئے کمان گردن مبارک سے لٹکائی نیزہ ہاتھ مین لیا اور جانب احد متوجہ ہوئے اُس وقت ہمراہ رکاب ظفر انتساب سو جوان زرہ پوش تھے اور سعدین رضی اللہ عنہما نامداران شجاعان انصار زرہین پہنے ہوئے آگے آگے روانہ تھے کہ ناگاہ جعال ابن سراقہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے روبرو آیا اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بولا ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم معلوم ہوتا ہے کہ آپ کل مارے جائینگے حضورؐ نے فرمایا اَلَیْسَ الدَّھْرُ کُلُّہٗ غَدًا دنیا کی اتنی ہی عمر ہے یعنی ایک دن کی بعد ازان آپ نے بنی نجار مین منزل فرمائی اور اپنے لشکر کی موجودات ملاحظہ کی تو جماعۂ اطفال سے مثل عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب زید ابن ثابت اسامہ ابن زید ابن ارقم براء بن عازب ولید بن ظہیر عرابہ بن اوس ابو سعید خدری سمرہ بن جندب رافع بن خدیج بسبب کم سنی کے لشکر سے جدا کر دئے گئے یہ لوگ مدینہ کو واپس ہوئے لیکن رافع اور سمرہ عرض معروض کر کے رہ گئے جب آفتاب غروب ہوا تو بلالؓ نے نماز مغرب کی اذان کہی حضور پرنور

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نماز جماعت کے ساتھ ادا فرمائی رات بھر وہین مقام ہوا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بنی نجار مین فروکش ہوئے باقی اصحاب رض اُسی مقام کے آس پاس اُترے اس شب کو محمد ابن مسلمہ نے پچاس آدمی ہمراہ لیکر لشکر کی محافظت کی اور ذکوان ابوسمع بن عبد قیس نے خیمہ مبارک کی نگہبانی کی لشکر قریش وہان سے بہت نزدیک تھا سب حال یہان کا وہ لوگ مشاہدہ کرتے تھے کہ لشکر ظفر پیکر اسلام مین ہوشیاری ہو رہی ہے وہ لوگ بھی جابجا چوکی پہرہ متعین کرنے لگے الحاصل جانبین مین رات بھر ہوشیاری و بیداری رہی صبح کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سوار ہوئے اور ابو خثیمہ خازنی راہ بتلانے کو آگے آگے چلے قبیلہ بنی حارث کے ایک اندھے نے براہ حسد وبغض چھوپیان خاک کی لشکریون پر ڈالین چونکہ خاکساری وعاجزی ایمان کی شان ہے کسی نے اُس سے تعرض نہ کیا مگر سعد بن زید اسہل نے ناراض ہوکر اُس اندھے کو ایک کمان ماری تاکہ اپنی حرکت حاسدانہ سے باز آئے حضور پرنور سید الصابرین وشاکرین اس حرکت سے ناراض ہوئے کہ یہ فعل اُن کا خلاف حلم وبردباری تھا جب اُحد مین لشکر ظفر پیکر پہونچا تو صبح کا وقت تھا نماز صبح بجماعت واذان واقامت ادا فرمائی عبد اللہ ابن ابی سلول منافق کہ مع تین سو نفر بنی حارث وبنی سلیم سے لشکر کے ساتھ تھا چلا گیا ہرچند عبد اللہ ابن حرام نے روکا مگر نہ ٹھیرا - ایک روایت ہے کہ پہلی ہی منزل سے چلا گیا تھا اہل مدینہ نے اُسے بہت ملامت کی اور اُس کے ہمراہی رفقا بہت پشیمان ہوئے بعد اس کے غزوہ اسلام نے بحکم حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم صفوف لشکر اسلام آراستہ کین کوہ اُحد کو پشت پر رکھا اور مدینہ باسکینہ کو مُنہ کے سامنے - اور عینین پہاڑی کو جو کوہ اُحد کے قریب ہے اور اس مین ایک غار بھی ہے جانب چپ قرار دیا اور اس طرف سے فوج کفار کے یورش

کرنے کا خطرہ تھا لہذا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عبد اللہ ابن جُبیر کو پچاس تیراندازون کی جماعت سے وہان پر معین فرمایا اور تاکید کردی کہ یہ مقام نہ چھوڑنا۔ چاہے ہم غالب ہون یا مغلوب بعد اس کے خود حضور پُرنور نے بنفس نفیس صفِ غازیان شیر دل آراستہ فرمائی اس طرح کہ عکاشہ ابن محصن اسدی یا زبیر بن العوام کو میمنہ اور ابوسلمہ ابن عبد الاسد مخزومی کو میسرہ کیا اور ابو عبیدہ ابن الجراح اور سعید ابن وقاص کو آگے اور مقداد ابن الاسود کو پیچھے فرمایا اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قلب لشکر مین جگہ عنایت فرمائی اور حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب نے معیت و مصاحبت حضور اختیار فرمائی اور مترصد ہوئے کہ جس مقام مین ارشاد ہو اُسی طرف متوجہ ہون اور مشرکون نے بھی صف آرائی کی۔ خالد بن ولید کو داہنے پر عکرمہ بن ابی جہل کو بائین پر ابوسفیان کو قلب لشکر پر صفوان بن اُمیہ یا عمرو بن العاص کو سوارون کا افسر کیا اور رخنہ کوہ پر کھڑا کیا اور عبد اللہ بن ربیعہ کو تیراندازون کا سردار مقرر کیا اور لشکر کفار مین سَو تیرانداز تھے اور علم بردار کفار کا طلحہ بن ابی طلحہ تھا اور اُس کو کبش کتیبہ کہتے تھے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پوچھا کہ علم بردار مشرکین کا کون ہے عرض کی کہ بنی عبد الدار آپ نے فرمایا نَحْنُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ مِنْهُمْ ترجمہ ہم لایق تر ہین اُن سے وفا کرنے مین پھر استفسار فرمایا کہ مصعب بن عمیر کہان ہے وہ بولے یا رسول اللہ حاضر ہون آپ نے فرمایا خُذِ اللوا یعنی نشان اُٹھا اُنھون نے فوراً نشان اُٹھا لیا اور آگے آپ کے رہے۔

جنگ کا آغاز

لشکر کفار سے ابو عامر پچاس تیرانداز اپنی قوم سے لیکر میدان جنگ مین آیا

اور آواز دی کہ مین ابو عامر ہون مسلمانون نے کہا لَا مَرْحَبًا بِكَ وَلَا أَهْلًا

یَا فَاسِقُ اُس نابکار نے مسلمانون کو تیر مارنے شروع کیے اور چند غلام قریش اوربھی

اُس کے ساتھ تھے وہ پتھر مارتے تھے مسلمانون نے بھی پتھر اور تیر برسانے شروع

کردیے یہان تک کہ ابو عامر اور اُس کے ہمراہی سب بھاگ گئے اور عورتین لشکر

کفار مین دف بجاتی تھین اور رجز گاتی تھین اُن رجزون مین سے ایک جزیہ تھا۔

نَحْنُ بُنَاتُ طَارِقْ   تَمْشِيْ عَلَى النَّمَارِقْ

اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقْ   اَوْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقْ

فِرَاقَ غَيْرِ وَامِقْ

فائدہ طارق نام ہے بنی اُمیہ بن عبد الشمس کا یہ بیتین اُس کے حق مین ہین

اور ضرب المثل ہین عرب مین جو عورت حسین ہوتی ہے وہ اپنے نسبت طارق کی طرف

کرتی ہے اور حاصل معنی ان بیتون کی یہ ہین کہ ہم خوبصورت عورتین ہین اور مسندون

اور قالینون پر چلتی ہین جو مردانہ وار جنگ کریگا ہم اُس سے ملین گے اور جو جنگ

سے بھاگے گا اُس سے ہم دور رہین گے جب ابو عامر کافر میدان جنگ سے بھاگا

تو تیر اندازانِ اسلام نے غلبہ کیا اور اتنے تیر مشرکون کے سوارون پر مارے کہ کافرون

مین سے ہوازن کی جماعت نے راہ گریز اختیار کی یہ دوسری جماعت پر

لشکر اسلام کا غلبہ اور فتح ہے اور طلحہ بن طلحہ جو مشرکین کا علمدار تھا

اُس نے میدان مین نکل کر مبارز طلب کیا۔ مُبارز بتقدیم را سے برزا سے جنگ آور

لڑنے کے لئے جیسے طلب کرتے ہین۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اُس کے مقابلے

مین آئے اور اُس کے سر پر ایک ہاتھ تلوار کا مار کر واصل جہنم کیا حضور پر نور صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس طریقۂ جنگ سے خوش ہوئے اور بآواز بلند تکبیر کہی

آپ کی متابعت مین سب مسلمانون نے تکبیر کہی بآواز بلند۔ شاہ خیبر نے حملہ کرکے

صفوف کفار کو مضطرب کر دیا۔ اس کے قتل کے بعد عثمان بن ابی طلحہ علم بردار کفار ہوا
حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ تلوار کا اُس کے دونون
شانون کے بیچ مین مارا ایک ہاتھ شانہ سمیت کٹ گیا اُس کا پھیپھڑہ نظر آنے لگا۔
پھر حضرت حمزہ اُسے مار کر لوٹے اور کہتے تھے اَنَا اِبْنُ سَاقِ الحجیج یعنی مین
حاجیون کے پانی پلانے والے کا بیٹا ہون۔ بنی ہاشم کو یہی خدمت تھی جو عزّت کے
طریقہ سے اُن کو حاصل تھی اور حضرت سید الشہدا کی مراد اس جملہ سے خواجہ
عبد المطلب تھے کہ سقایت حرم محترم اُن کے حوالہ تھی حیف حیف حیف
حسینؓ ابن علی شہید دشت کربلا علیہ السلام اسی خاندان کے دُرِ شاہوار تھے جو کربلا
مین مع اعوان و انصار بے آب و دانہ شہید ہوئے ؎

آزردہ رفت از تو لب تشنۂ حسین　　　اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

پھر ابو سعید بن ابی طلحہ نے علم اُٹھایا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک
تیر اُس کے گلے پر مارا کہ زبان اُس کی ہانپتے ہوئے کُتّے کی طرح باہر نکل آئی بعد
اُس کے مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم اُٹھایا عاصم بن ثابت بن ابی افلح
رضی اللہ عنہ نے اُس کو تیر مارا وہ ہلاک ہوا پھر حارث بن ابی طلحہ نے علم اُٹھایا
اُس کو بھی عاصم نے زخم تیر سے فی النار والسقر کیا پھر کلاب بن طلحہ نے علم لیا
اُس کو زبیر بن عوام نے قتل کیا رضی اللہ عنہ پھر جلاس بن طلحہ بجائے اُس کے
علم بردار تھا طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اُس کو قتل کیا پھر ارطاط بن سرجبیل
علم بردار ہوا اُس کو علی مرتضیٰ شیر خدا نے مارا پھر شریح بن فارض علم بردار ہوا
راوی کہتا ہے کہ مین نہین جانتا کہ اسے کس نے مارا پھر بنی عبد الدار کے غلامون مین
سے صواب نام ایک غلام نے علم اُٹھایا اُس کو قزمان نے مارا اور یہی قول صحیح ہے
حال قزمان منافق کا واقدیؒ کہتے ہین کہ قزمان منافقون مین سے تھا

اور لشکر اسلام سے تخلف کر کے مدینہ مین رہ گیا تھا اُسے عورتون نے طعنہ دیا کہ سب مرد تو لڑائی مین گئے ہین اور تو عورتون کی طرح گھر مین بیٹھا ہے وہ یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوا اور سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر کوہ اُحُد کی طرف چلا اُس وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم صفین برابر فرمارہے تھے لشکر اسلام مین جاکر شامل ہوا اور صفِ اوّل مین جاکر کھڑا ہوا اور پہلے اُسی نے اعدا کی طرف تیر چلایا اور اتنا لڑا کہ سات مشرکون کو قتل کیا پھر جب بہت زخمی ہوکر گرا اور قریب بمرگ تھا تو قتادہ اُسکی طرف سے ہوکر گذرے اور اُس سے کہا یا ابا عیلان خوشگوار ہو تجھے شربت شہادت اُس نے کہا مین نے اس لئے جنگ نہین کی بلکہ سبب اس کا یہ تھا کہ قریش میرے نخلستان کے پتون کو پائمال نہ کرین اور چونکہ اُس کے زخم اُسے بہت تکلیف دے رہے تھے اُن سے تنگ آکر خود اپنی تلوار سے خودکشی کی۔ مروی ہے کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُس کو یاد فرماتے تھے ارشاد کرتے تھے قزمان اہلِ دوزخ سے ہے کذا فی روضۃ الاحباب۔ جب قریش کے علم بردار کی قوم تمام ہوچکی اور بنی عبدالدار سے کوئی باقی نہ رہا کہ علم برداری کرے اُس وقت رایتِ کفار نگونسار ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ بعد ان کے جب کوئی مرد نہ رہا تو عمرہ بنت عقلمہ حارثیہ کفار کی علم بردار ہوئی اور پھر کفار پر ہزیمت پڑی اور اُس روز حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک تلوار اپنے دست مبارک مین لی اور فرمایا کہ کون ہے جو اس کا حق ادا کرے اور اس تلوار کو مجھ سے لے آپ کے یارون مین سے ایک جماعت نے چاہا کہ اُس کو لین آپ نے اُن کو وہ تلوار عنایت نہ فرمائی ابودجانہ انصاری نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس کا حق کیا ہے حضورؐ نے فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اس کو دشمنون پہ چلاوے یہان تک کہ اُن کو ہلاک کرے ابودجانہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ

میرے ماں باپ آپ پر قربان مین لیتا ہون آپ نے وہ تلوار اُن کو حوالہ کی۔ پھر ابو دجانہ جس غول پر حملہ کرتے تھے اُس کو پریشان کر دیتے تھے۔ القصّہ سب مسلمانون نے یکبارگی فوج کفار پر حملہ کر دیا اور تلوارین مارنی شروع کین اور اُن کو اُن کی جگہ سے ہٹا دیا اور دور تک بھگا کرلے گئے آخر کو تعاقب چھوڑکر مسلمان لوٹ مین مصروف ہوگئے خالد بن ولید نے کفار کی ایک جماعت کے ساتھ شگاف درۂ کوہ عینین سے لشکر اسلام کی پشت پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لشکر اسلام کے تیر انداز جو وہان متعین تھے اُس جماعت نے کفار نگونسار کی جماعت کے حملہ کو واپس کر دیا اور یہ حملے چند مرتبہ کئے گئے اور واپس ہوتے گئے فوج کفار گھات مین لگی رہی جب ان تیراندازان اسلام نے دیکھا کہ یہ حملہ روک دیا گیا ہے اب وہ ادھر کا قصد نہ کرین گے تو ان لوگون کو بھی مال لوٹنے کا شوق پیدا ہوا اور کہا کہ اب یہان پر توقف ہمارا بے سود ہے ہم بھی لوٹ مین شریک ہون عبداللہ بن جبیر نے جو ان کے امیر تھے ان کو بہت روکا اور سمجھایا کہ ہرگز یہان سے جنبش نہ کرنا حضور کا حکم نہین ہے اور حضرت کا ارشاد اُن کو یاد دلایا مگر امر تقدیری ٹل نہین سکتا کسی نے اُن کا کہنا نہ مانا اور کہا کہ حضرتؐ کی یہ مراد نہ تھی جو تم کہتے ہو سب وہان سے چلے آئے مگر دس آدمیون سے کم وہان رہ گئے جب خالد بن ولید نے میدان خالی پایا تو عکرمہ اور اُن کے رفقا کو اپنے ساتھ لیکر حملہ کر دیا وہ سب شہید ہوگئے اب وہ مسلمانون کے پیچھے اچانک پہونچ گئے صفین درہم برہم ہوگیئن اور بے خبری کی حالت مین مسلمانون کا قتل شروع ہوگیا اسی عرصہ مین ہوا سے مخالف یعنی باد دبور جسے پچھوا کہتے ہین زور سے چلنے لگی اور اس سے پہلے باد صبا چلتی تھی یعنی پورب کی طرف کی ہُوا۔ یہ پریشانی لشکر اسلام مین حضرتؐ کی نافرمانی کے سبب سے واقع ہوئی۔ روایت ہے کہ چودہ صحابی سات مہاجرین مین سے اور سات انصار مین سے

حضور پرنور کے ہمراہ تھے مہاجرین مین سے ابوبکر صدیق اور علی مرتضےٰ اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ اور ابو عبیدہ بن الجراح اور زبیر بن العوام۔ اور انصارین سے حباب بن المنذر اور ابو دجانہ اور عاصم بن ثابت اور سہل بن حنیف اور اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ اور حارث بن الصمۃ کہتے ہین کہ محمد بن مسلمہ بھی اُن مین سے تھے رضی اللہ عنہم آٹھ نے اُن مین سے اُسی دن حضور پرنور کے دست مبارک پر مرنے کی بیعت کی یعنی جب تک مرنہ جائین جنگ سے ہاتھ نہ روکین اللہ تعالیٰ شانہ کی عنایت سے یہ آٹھون اُس دن محفوظ رہے وہ آٹھون بزرگ یہ ہین علی علیہ السلام طلحہ زبیر ابو دجانہ حارث حباب عاصم سہل اور تیس آدمی آگے آگے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جنگ کر رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے وَجْهِي دُوْنَ وَجْهِكَ وَنَفْسِي دُوْنَ نَفْسِكَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ غَيْرَ مُوَدِّعٍ یعنی میری ذات آپ کی ذات مبارک کی اوٹ ہے اور میری جان آپ کی جان اقدس کی اوٹ ہے اور آپ پر سلام درالحالیکہ یہ سلام رخصت کا نہین۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جب کفار نے مسلمانون پر غلبہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میری نظر سے غایب ہو گئے مین نے آپ کو شہیدون مین تلاش کیا نہ پایا مین نے اپنے دل مین کہا کہ وہ ذات مقدس تو ایسی نہین ہے کہ میدان جنگ سے کنارہ فرماجاوے اور شہیدون مین بھی نہین ہین گمان میرا یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے ہمپر غصہ کیا ہمارے اعمال کے سبب سے اپنے رسول کو آسمان پر اُٹھا لیا اب یہی بہتر ہے کہ مقاتلہ کرون اور مارا جاؤن تلوار نکالکر کفار پر حملہ کیا یہانتک کہ وہ سب منتشر ہو گئے۔ پھر مین نے دیکھا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُس جگہ جلوہ فرما ہین اور مین سمجھا کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے اپنے فرشتون کے ذریعہ

آپ کی محافظت فرمائی ۔ معارج النبوت مین ہے کہ جس وقت حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے بحکم حضور پرنور کفار سے مقابلہ کیا اور اُس جماعت کو منتشر کر دیا تو اُس وقت ابو دجانہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما آپ کے سر مبارک پر ننگی تلوارون کا سایہ کئے ہوئے تھے ۔

فائدہ اُس وقت یہ جنگ بے قاعدہ طریقہ سے ہو رہی تھی اور جو بڑے بڑے بہادر اصحاب تھے وہ کفارون کو پھیلے ہوئے میدان مین روکے ہوئے تھے اور اندازاً جیساکہ اوپر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تیس آدمی تو حضرت کے آگے آگے تھے اور جنگ کر رہے تھے اور چودہ آدمی انصار و مہاجرین مین سے تھے جو آپ کو گھیرے ہوئے تھے حضرت **حمزہ** رضی اللہ عنہ ایک طرف لڑ رہے تھے اور حضرت **عمر ابن خطاب** رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ اُس مقام کو روکے ہوئے تھے جس درۂ کوہ سے کفار کی فوج ادھر نکل آئی تھی اور آ رہی تھی ۔ آپ نے اُن کو وہان سے ہٹایا **فقیر محمد اکبر** عرض کرتا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ صحابی بھاگے ۔ کتابین موجود ہین ہماری نظر سے تو یہ معرکہ نہین گذرا کہ رسول اللہ کو چھوڑ کر صحابہؓ مین سے کسی کا قدم پیچھے ہٹا ہو یا میدان چھوڑ کر مدینہ کو چلے گئے ہون یا کسی مسلمان نے کسی صحابی کو بھاگتے ہوئے دیکھا ہو جن کو شہادت زندگی سے زیادہ عزیز ہو وہ میدان سے قدم پیچھے ہٹا سکتے ہین ۔ ہرگز نہین واقعہ یہ ہوا کہ جب درۂ کوہ کی متعین فوج اپنی فتح ملاحظہ کر کے مال غنیمت جمع کرنے کو اپنے امیر کے حکم کے خلاف میدان جنگ مین آ گئی (یہ الزام بے شک اُن پر ہے کہ اپنے امیر کی نافرمانی کی) تو خالد بن ولید اُن معدودے چند آدمیون کو مع اُن کے امیر کے قتل کر کے پشت کی طرف سے اُس فتحمند فوج پر جو بالکل بے خبری کی حالت مین اپنے اپنے کام مین مشغول تھے آ پڑے بے شک اس ناگہانی واقعہ مین کچھ صحابہ شہید ہوئے

پھر وہ لوگ جہاں جہاں تھے وہیں اپنی حفاظت اور دشمن کے دفع کرنے مین مشغول ہوگئے اور اچھی طرح دادِ شجاعت و مردانگی دی اور برابر لڑتے رہے جب بعض منافقین نے اپنی اپنی آوازیں بدلکر پکارنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قتل ہوئے تو بے شک صحابہ کو اِس آواز کے سننے سے بڑا انتشار ہوا اور ضرور انتشار ہونا تھا۔ کیونکہ نہ ہوتا صحابہ اور جملہ مسلمانون کے واسطے تو حاصل کارخانہ قدرت آپ ہی کی ذات مبارک تھی کیونکر وہ گھبرا نہ جاتے اور حضور پرنور کا یہ واقعہ ہوا کہ پورے میدان کی کیفیت اُس وقت وہان سے نظر نہ آتی تھی آپ اُس کا معائنہ فرمانے کو ایک ٹیکرے پر چڑھ گئے جب آپ کو کفار نے بلندی پر ملاحظہ کیا تو ابن قمیہ بدبخت نے آپ کی طرف پتھر مارنے شروع کئے رخسارہٗ پرانوار آپ کے زخمی اور خون آلودہ ہوئے اور حلقے خود کے آپ کے سر مبارک مین گھس گئے اور جبین روشن آپ کی مجروح ہوئی اور پیشانی سے خون بہکر ریش مبارک تک آیا آپ اپنی چادر مبارک سے اُسے پوچھتے تھے اور فرماتے تھے کیونکر فلاح پائیگی وہ قوم جس نے اپنے پیغمبر کے ساتھ ایسا معاملہ کیا حالانکہ وہ اُن کو خدا کی طرف بُلاتا ہے پھر حضور پرنور رحمۃ للعالمین نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اھد قومی انھم لا یعلمون یعنی اے اللہ ہدایت فرما میری قوم کو تحقیق کہ یہ مجھے نہین جانتے۔ اور عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کو پتھر مارا لب زیرین آپ کا زخمی ہوا اور دندان رباعی نیچے کے سیدھے رخسار کی طرف کے شہید ہوئے۔ اور عبداللہ بن شہاب نے آپ کی کہنی پر پتھر مارنے کہنی حضور پرنور کی مجروح ہوئی یہ حملے حضور پر دور دور سے ہورہے تھے جس بلندی پر حضور پرنور کھڑے تھے کفار نے مخفی طریقے سے وہان کئی گڑھے زمین مین کھود کر خس پوش کر دئے تھے اور چونکہ دو زرہین اوس روز حضور پہنے ہوئے تھے اُن کا بوجھ زیادہ ہوگیا تھا ناگہان حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

کسی سبب سے داہئین یا بائین طرف ہٹے تو پاے مبارک اُس خس پوش گڑھے مین
آگیا آپ نے اُس گڑھے کی طرف میلان فرمایا بس اتنی ہی دیر آپ لوگون کی نگاہون
سے غائب ہوئے تھے کہ کفار نے خبر اُڑا دی کہ آپ شہید ہوگئے۔ چودہ جان نثار
صحابی رضی انصار اور مہاجرین سے وہان موجود تھے فوراً طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ
گڑھے مین اُتر پڑے اور آپ کو بغل مین لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاونت
سے باہر یعنی اُس گڑھے کے اوپر لائے اُس روز حضرت طلحہ کی معراج کا دن تھا کہ حضور
پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُنکی پشت مبارک پر قدم رکھکر بمعاونت سیدنا علی
کرم اللہ وجہہ گڑھے کے اوپر آئے حضرت نے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ شانہ کی شان مین
یہ حدیث فرمائی **حدیث حضرت طلحہ کی شان مین** مَنْ اَحَبَّ اَنْ
يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَمْشِيْ فِي الدُّنْيَا وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ
اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ **ترجمہ حدیث شریف** جو شخص کہ چاہتا ہو کہ
کسی ایسے آدمی کو دیکھے کہ وہ دنیا مین چلتا پھرتا ہو اور اہل جنت ہو تو وہ طلحہ بن
عبید اللہ کو دیکھ لے جب آپ گڑھے مین گرے ہین تو مردود ابن قمیہ نے آواز دی
کہ مین نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو قتل کیا یہی آواز کفار قریش کے
کانون تک پہونچی اور جو مسلمان کہ جابجا اپنی حفاظت مین جنگ کر رہے تھے وہ
اُسی آواز کی طرف دوڑے اسی کو کہا جاتا ہے کہ مسلمانون کے قدم اُٹھ گئے جب
تحقیق ہوگیا مسلمانون کو کہ یہ خبر غلط ہے پھر کفار نگونسار کی طرف پلٹ پڑے اور
جنگ کرنے لگے مگر یہ خبر مدینہ طیبہ تک پہونچی اس خبر ناخوش کو سُنکر چودہ عورتین
اہل بیت نبوت مین سے مدینہ سے نکلین اور دوڑتی ہوئی جنگ گاہ مین پہونچین
ازانجملہ حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا تھین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
اُن پانچون اشقیا کے حق مین بد دعا کی جن لوگون نے حضرت پر یورش کی تھی

یہ سال اُن پر تمام نہ ہوا کہ سب کے سب فی النار والسقر ہوئے۔ جن لوگون نے یہ خبر مدینہ مین پہونچائی تھی اُن مین سے اکثر منافقین تھے۔ اور جو لوگ اپنی کسی ضرورت سے مدینہ مین رہ گئے وہ بھی یہ خبر ناخوش سُنکر فوراً جنگ گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ الغرض جب عبداللہ بن حمید اسدی نے سنا کہ حضورؐ پر نور زخمی ہوئے تو وہ مردود اپنا گھوڑا میدان مین دوڑاتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مجھے بتاؤ کہ مین اُن کو قتل کرون یا خود مارا جاؤن ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اُس کا راستہ روکا اور ایک وار تلوار کا مار کر اُسے فی النار والسقر کیا حضورؐ نے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا اَللّٰھُمَّ اَرْضِ عَنْ اَبِیْ خرشۃ کَمَا اَنَا عَنْہُ رَاضٍ اے اللہ راضی ہو ابی خرشہ سے جیسا کہ مین اُس سے راضی ہون اور ابن قمیہ علیہ اللعنۃ جب کفار فجار مکہ کی طرف لوٹے ہین تو یہ انہین دنون مین ایک پہاڑ پر سوتا تھا اللہ تعالیٰ شانہ کی ایسی مرضی ہوئی کہ ایک مینڈھے نے آکر اُس کے پیٹ پر ٹکر ماری کہ اُس کے سینگ اُس بدبخت کے حلق سے باہر نکل آئے اور وہ ہلاک ہو گیا اور اُبی ابن خلف گھوڑے پر سوار بارادہ قتل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قریب آیا دیوانہ وار ہزلیات بکتا ہوا آپ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے حربہ لیکر اُسے مارا وہ مردود اپنے گھوڑے کی باگ پھیر کر بھاگا اور چیخین مارتا تھا اور فریاد کرتا تھا قوم نے کہا کہ او نامعقول نامرد یہ تیرا زخم ایسا کاری نہین ہے جس سے تو اتنی ہائے پکار کر رہا ہے اُس نے کہا کہ تم نہین جانتے یہ زخم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہاتھ کا ہے قسم ہے لات وعزیٰ کی یہ زخم مین اکیلا رکھتا ہون اگر تمام اہل ذی المجاز کو پہونچتا تو یکبارگی مر جاتے مین اس زخم سے ہرگز زندہ نہ رہونگا اس لئے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہا تھا کہ تیرا قاتل مین ہون پس وہ کافر اُحد سے اوٹنے کے وقت واصل بجہنم ہوا

اور بعض ان مین سے اسی جنگ مین مارے گئے غرض کہ یہ سال اُن پانچون پر تمام نہ ہوا کہ سب فی النار والسقر ہوئے۔

واقعہ دردناک شہادت حضرت سید الشہداء حمزا شیر غزاے اسلام رضی اللہ عنہ

مولٰنا کا فلسفہ رحمۃ اللہ علیہ

رحمتِ حق بہا نمی جوید

رحمتِ حق بہانہ می جوید

اسلام کوئی ہاتھ دو ہاتھ کے عرض وطول کا چھوٹا سا گھڑا تو ہے نہین کہ اس سے ذرا سی بھی نجاست پاک نہین ہوسکتی یہ تو اس عالم مین جتنے دریا اور سمندر ہین سب سے بڑا دریا ہے دوسری بات یہ ہے کہ ہر دریا اور ہر سمندر نجاست ظاہری کو پاک کرتا ہے بدن کسی نجاست سے آلودہ ہوگا دریا مین جاکر غوطہ لگائیے پاک ہوگیا نجس کپڑے دھوبی کو دیجئے پاک کرلائیگا دل کی اور کفر کی نجاست کو دو کرور سمندر بھی پاک نہین کرسکتے جس کا فرنے جس بڑے سے بڑے سمندر مین غوطہ لگایا جب تک وہ سمندر کے اندر ہے اُس وقت بھی ناپاک ہے اور جب باہر سر نکالا جب بھی ناپاک افسوس اُن کوتہ نظر اور کوتہ اندیش لوگون پر کہ اللہ کی رحمت یعنی دریاے اسلام کو اُس حوض سے بھی جو دہ در دہ ہے تنگ کیا چاہتے ہین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مولانا ے رومی کا فلسفہ تو پڑھ لیا ہوگا اب حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا فلسفہ بھی پڑھ لیجئے۔

اگر ورد ہدیک صلائے کرم
عزازیل گوید نصیبے برم

کلمۂ لا الٰہ الا اللہ تو اقرار اُلوہیت ہے جس زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا وہ زبان پاک ہوگئی یہ جملہ بھی بے نقطہ ہے اور کہا جاتا ہے نقاط حروف کے زیور ہین مگر دیکھئے کہ یہ جملہ بے نقطہ ہی خوبصورت معلوم ہو رہا ہے اس نے زبان کی شست وشو کردی اب بندے کی زبان اس قابل ہوئی کہ وہ تصدیق رسالت کے ذریعہ سے بندے کی نجاست دل کو دھوئے اور وہ جملہ جو جملۂ کائنات کا وسیلۂ نجات ہے یہ ہے محمدؐ رسول اللہ اور یہ بھی نقطون کی زینت اور آرائش سے پاک خود ہی خوبصورت ہے ؎

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

ہمارے بعض برادران مہربان کہ جن کے دل محبت اہل بیت سے معمور ہین وہ کہتے ہین کہ ہمین تو وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ سے نفرت ہے + ہم بھی اُن کے نام سے اُس وقت تک متنفر رہے جب تک وہ ایمان نہین لائے تھے جب وہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین حاضر ہوئے اور ایمان لائے اُن کے گناہ کا بار اُن کے سر سے اُتر گیا اور یہ کہین ثابت نہین ہے کہ حضور پرنور اُن کی طرف سے مُنہ پھیر لیتے تھے جب اللہ نے اُن کو پاک کردیا تو پھر اُن کے پاک ہونے مین کیا کمی اسلام مین شک وشبہ کو دخل نہین ہے اسلام کے بعد کسی مومن کو اُس کی کفر کی باتون پر مواخذہ کرنے کا حکم نہین دیکھو یہ آیت قرآنی ہے اور سورۂ حجرات چھبیسوین[۲۶] پارے مین موجود ہے قال اللہ تعالیٰ شانہ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوْنَ

حاصل مضمون یہ ہے اُن لوگون کو جو ایمان لائے ہین اُن کے کفر کی باتین یاد دلا کر رنجیدہ نہ کرو اب وہ اُس جرم سے پاک ہو گئے۔

میرے پیارے عزیزو اللہ تعالیٰ شانہ تم کو گناہون سے بچائے اللھم آمین میری عرض سنو اور سمجھو تم تیرہ سو سال گذشتہ کا فیصلہ اب کرنے بیٹھے ہو حالانکہ یا خود ہا مین فیصلہ ہو چکا ہے اور قرآن پاک نے عام فیصلہ کر دیا ہے کہ اہل کفر کے اُن افعال و اقوال پر جو اسلام کے خلاف ہین اُن سے سرزد ہوئے کوئی مواخذہ نہین ہے جب وہ ایمان لائے وہ کیسی ہی دردناک تکلیفین کیون نہ ہون تمہاری اور ہماری خیریت اسی مین ہے کہ جو اصول مذہب طریقت و شریعت موافق اجتہاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ پیران طریقت سے پہونچی ہین اُن کو خوب مستحکم طریقہ سے ہم پکڑے رہین اور اپنی راے کو دخل نہ دین اب زمانۂ اجتہاد باقی نہ رہا **اسلامی درسگاہون کے دروازون مین قفل پڑ گئے** استاذۂ علم دین کبریت احمر سے بہت زیادہ معدوم ہین اور جو حضرات اس وقت مجتہد بنے بیٹھے ہین وہ بزرگ ذات اپنے ہی گھر کی چار دیواری کے اندر کے مجتہد ہین ہم تو فقیرون کے کفش بردار ہین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی لکیر کے فقیر ہین اور تا زندگی رہین گے انشاء اللہ تعالے۔

الغرض تھوڑی سی دیر تک تو مسلمانون کا یہ حال رہا کہ اُن کو سواے قتال کے کچھ سوجھتا ہی نہ تھا یا خودہا مسلمان آپس مین ایک دوسرے کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے اور جو لوگ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بنظر حفاظت حلقہ زن تھے جیسے ماہ شب چہاردہم پر نجوم درخشان باواز بلند پکار رہے تھے وجہی لوجھک الوفاء ونفسی لنفسک الفداء وہ سب شہید ہوے آخرکار اُن مین سے کافرون نے زیاد ابن السکن کو شہید کیا اور چاہا کہ اُن کا سر کاٹ لین مگر اصحاب رضی

اُن کی لاش کو اُٹھا لائے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قدمون
مین ڈال دی اُن مین کچھ جان اُس وقت باقی تھی اُن کی روح مبارک میری زبان
سے یہ شعر پڑھتی ہوئی باغ جنان کو سدھاری ؎

سردر رہِ عشقِ تو فدا شد چہ بجا شد　　این بارِ گران بود ادا شد چہ بجا شد

یہ سخت واقعہ لشکر اسلام پر دو آدمیون کے سبب سے وقوع مین آیا ایک تو حضرت
خالد بن الولید دوسرے عکرمہ ابن ابی جہل مگر جب وہ اسلام لائے تو کچھ بازپرس
اس واقعہ کی اُن کے ذمہ باقی نہ رہی اب اُن کے نامون کے آگے پیچھے حضرت
بھی ہے اور رضی اللہ عنہ بھی ہے پھر اور دوسرے صحابی ان دونون خطابات عزت
سے کیون محروم رکھے جاتے ہین اور حضرت امیر حمزہ سید الشہدا رضی اللہ عنہ کا
اُس روز یہ حال تھا کہ آپ کے دونون ہاتھون مین تلوارین تھین اور آپ دونون
ہاتھون سے قتال کر رہے تھے کہ ناگاہ آپ وحشی کے ہاتھ سے شہید ہوے اس کا
مفصل حال آگے صفحے مین درج ہوگا۔ **مصعب ابن عمیر علمدار اسلام**
ابن قمیہ کے ہاتھ سے شہید ہوے اُسی وقت لشکر اسلام کا علم ایک فرشتے نے
مصعب کی صورت مین متمثل ہو کر فوراً اُٹھا لیا اُسے زمین پر گرنے نہ دیا اور آخر روز
تک جب تک جنگ قائم رہی وہ علم اُس کے ہاتھ مین رہا جب لڑائی بند ہوئی
تو وہ فرشتہ نشان لئے ہوئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین
حاضر ہوا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا تقدم یا مصعب
اُس نے عرض کیا کہ مین مصعب نہین ہون تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ فرشتہ ہے پھر وہ نظر سے غائب ہو گیا اور لوگون کو معلوم ہوا
کہ مصعب شہید ہوئے **ماجرائے شہادت مصعب علم بردار اسلام**
رضی اللہ عنہ مصعب علم مہاجرین لئے ہوئے کفار سے جنگ کر رہے تھے کہ ناگاہ

ابن قمیہ اپنے گھوڑے پر سوار آیا اور اوسنے تلوار مصعب کے سیدہے ہاتھہ پر ماری کہ ہاتھہ کٹ گیا تو مصعب نے علم کو بائین ہاتھہ مین لیا اور فرمانے لگے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل تو ابن قمیہ بدبخت نے وہ ہاتھہ بہی قطع کیا تو مصعب نے دونون بازوؤن سے علم اوٹہایا اور یہی آیت اونکی زبان پر تہی حالانکہ اوسوقت تک نازل نہوئی تہی بعد اوسکے ابن قمیہ بدبخت نے نیزہ مارا کہ وہ زمین پر گر پڑے اور فرشتے نے وہ علم قبل گرنیکے ان سے لے لیا اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ابوالروم ابن عمیر نے وہ علم ان سے لے لیا تہا یہہ روایت ضعیف ہے حقیقت حال یہہ ہے کہ اللہ جل شانہ کو منظور نہوا کہ علم بردار اسلام کی شہادت سے کوئی واقف ہو اسلئے کہ اگر یہہ خبر معلوم ہو جاتی تو لشکر مین انتشار ہو جاتا لہذا پروردگار تعالی شانہ نے فرشتہ بہیجا یہہ ممکن تہا کہ ایک فرشتہ تمام لشکر کفار کو قتل کر ڈالتا مگر اللہ تعالے شانہ نے عالم مین جہان جہان جو انتظام رکہا ہے وہان اوسی طریقہ سے کارروائی ہوا کرتی ہے الغرض اس جنگ مین بہت مشرک مارے گئے اور غازیان اسلام بہی جنگ بدر کی نسبت زیادہ شہید ہوے اس معرکہ مین پانچ یا چہہ کافرون نے عہد کیا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو قتل کرینگے ایک[1] بدبخت عبداللہ ابن شہاب زہری دوسرا[2] عتبہ ابن ابی وقاص زہری تیسرا[3] عبداللہ ابن ابی وقاص زہری اور بعض اسکی جگہہ عبداللہ ابن حمید اسدی کو لکہتے ہین جیسا کہ ہم اوپر لکہہ چکے ہین مگر یہہ شخص ابو دجانہ صحابی کے ہاتھہ سے مارا گیا چوتہا[4] عبداللہ ابن قمیہ پانچوان[5] ابی ابن خلف جمحی چہٹوان[6] عبداللہ ابن حمید اسدی چنانچہ ابن قمیہ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پتہر مارے کہ حلقہا ے خود رخسارہ مبارک مین چبہہ گئے اور پیشانی نورانی مجروح ہوئی یہہ واقعہ اوپر گذر چکا ہے جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم زرہ کے بوجہہ سے گرے تو زانوے مبارک چہل گئے طلحہ ابن عبداللہ نے آپ کو بغل مین

لے لیا اور اپنے ہاتھہ کو حضرت کی سپر کر دیا قمیہ بدبخت نے اوسی ہاتھہ پر تلوار ین
مارین جس سے حضرت طلحہ کا ہاتھہ شل ہوگیا اور زخمونکی شدت سے آپ زمین پر گر پڑے
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پانی لائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پیا
اور کہا کہ طلحہ کے پاس لیجاؤ حضرت صدیق اکبر فرماتے ہین کہ طلحہ بے ہوش تھے اور خون
جاری تہا مینے پانی چھڑکا تو ہوش مین آئے اوسنے اول یہی پوچہا کہ رسول اللہ صلعم کا کیا
حال ہے مین نے کہا کہ آپ بخیریت ہین مجھے تیرے پاس بہیجا ہے طلحہ نے کہا الحمد اللہ
اب جو مصیبت ہوگی سب آسان ہے۔
روایت ہے کہ ابن قمیہ نے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر تلوار ماری
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم گڈہے مین گرے تو اوس مردود نے پکار دیا
کہ مین نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو قتل کیا یہی خبر منافقین نے مدینہ مین
پہونچائی جب یہ خبر مدینہ مین پہونچی تو انس ابن النضر عم انس ابن مالک رضی اللہ عنہ
تلوار کہینچ کر لشکر کفار پر دوڑے اور سعد ابن وقاص کہنے لگے کہ واللہ احد کی طرف سے
بوئے بہشت آتی ہے اور یہ کہتے ہوئے بجلی کیطرح لشکر کفار پر جا گرے اور خوب مقابلہ
کیا آخرکار شہید ہوے اور اتنے زخم کہائے کہ اونکا لاشہ شہیدونمین پہچان نہ پڑتا
تہا اونکی بہن نے ایک تل کے سبب سے جو اونکی ہاتھہ کی اونگلی مین تہا پہچانا۔
روایت ہے کہ اسّی زخمون سے کچہ زیادہ تیر و شمشیر و نیزونکے انس ابن النضر کے
لگے تہے۔ **روایت** ہے کہ عبد اللہ ابن حمید اسدی کافر حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو زخمی سنکر کہنے لگا اگر کوئی مجھکو آپ کا نشان دے تو فوراً حضرت
کو جاکر قتل کر ڈالون یا خود مارا جاؤن کسی مشرک نے دور سے بتلا دیا وہ مردود حضور
پرنور کا قصد کرکے چلا ابو دجانہ انصاری نے اوسکو راستہ ہی مین فی النار کر دیا۔
روایت ہے کہ ابن قمیہ بدبخت نے جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

پر تلوار کا وار کیا تو از راہ تکبر بولا خذہا وانا ابن قمیہ آپ نے اوسکے واسطے دعاے بد کی اور اوسی سال وہ مینڈہے کی ٹکر سے مرگیا اور پیٹ اوسکا پھٹ گیا۔

از تفریح الاذکیا حضرت حمزہ سید الشہدا کی شہادت رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہ کا قصہ پڑہکے روئین اہل دل درد آگین ہے حکایت خون چکان افسانہ ہے اسمین ذرا بہی شک نہین کہ آپ بہادران عرب کی جان تہے اکثر یہ بات سننے مین آئی ہے کہ جو آدمی اعلی درجہ کا بہادر ہوتا ہے وہ بہت کم درجہ آدمی کے ہاتہہ سے شہید ہوتا ہے حضرت سید الشہدا کا قاتل ایک حبشی غلام تہا جسکا نام وحشی ہے مگر فتح مکہ کے بعد اسلام لایا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا قاتل بہی ایک مجوسی غلام تہا اور حضرت اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ کا قاتل خود آپ ہی کا غلام تہا جسکا نام عبد الرحمن ابن ملجم تہا حضرت سیدنا حسین علیہ السلام کا قاتل وہ بہی ایک ناکس ترین اقوام سے تہا لعنۃ اللہ علیہم الغرض قصۂ شہادت حمزہ یہ ہے کہ وحشی واسطے انتقام طعیمہ بن عدی کے احد کو بہیجا گیا تہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کرے یہ راستہ مین ہند بنت عتبہ سے ملا اوسکو معلوم ہوا کہ اسکا یہ ارادہ ہے وہ بہی اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے خیال مین تہی یعنی عتبہ کے جو بدر کی لڑائی مین حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتہہ سے قتل ہوا تہا اوسنے بہی وحشی کو امید وار انعام کیا۔ وحشی کا بیان ہے کہ مینے حضرت حمزہ کو میدان جنگ مین دیکہا کہ شیر درندہ کیطرح کافروں کی صف مین گہسے ہوے جنگ کر رہے ہین اور کفار ادہر اودہر بہاگتے پہرتے ہین ناگاہ سباع بن عبد العزی خزاعی صف کفار سے باہر آیا اور مبارز طلب کیا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ

اوسکے سامنے آے اور فرمایا اے اُمّ انمار کے بیٹے کہ قطعہ کرنے والی بظور کی ہے (یعنی اُمّ انمار ختانہ تہی لڑکیون کا ختنہ کیا کرتی تہی) تو لڑتا ہے اللہ اور اللہ کے رسول سے اور آن واحد مین اوسے قتل کیا وحشی کا بیان ہے کہ مین ایک پتہر کی آڑ مین پوشیدہ تہا جب حمزہ میرے قریب آے اور وہ مجہسے غافل تہے میری اونکو خبر نتہی مینے اپنے حربہ کو یعنی برچہی کو اونکی طرف چلایا میرا وار اونکی ناف کے نیچے لگا اور پار ہوگیا حمزہ نے مجہپر حملہ کیا مین نے بہاگ کر اپنی جان بچائی اور حمزہ راہ مین گر پڑے اور ایک جماعت اونکے یارون مین سے اونکے پاس آئی اور اونکو پکارا کہ اے ابو عمارہ مگر آپ نے کچہہ جواب ندیا مینے جان لیا کہ آپ آخر ہوگئے پہر مینے وہین پتہر کی آڑ مین کچہہ دیر تک تامل کیا یہانتک کہ لوگ اونکے پاس سے ہٹ گئے پہر مین اونکے پاس گیا اور اپنا حربہ نکالا پہر اونکے دشمن اونکے پاس آگئے اور اونکا شکم مبارک چاک کرکے دل نکالا اور نعش مبارک کے ٹکڑے کرڈالے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

قصہ شہادت حنظلہ رضی اللہ عنہ

حنظلہ رضی اللہ عنہ مدینہ مین تہے اور اوسی روز اونکی شادی ہوئی تہی غسل کررہے تہے ایک طرف کا سر دہویا تہا کہ خبر شکست اسلام سُنی اوسی طرح اوٹہے اور ہتیار لیکر روانہ میدان جنگ ہوئے لڑے اور خوب لڑے اور اللہ کی راہ مین شہید ہوگئے پہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ علیہم السلام اونکو غسل دے رہے ہین اسیوجہ سے اونکو غسیل الملایکہ کہتے ہین مواہب لدنیہ مین ہے کہ اسی مقام سے بعض فقہا مثل حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے استنباط کیا ہے کہ شہید اگر جنب کی کی حالت مین ہو تو غسل دیا جاے ۔ اور تیر اندازان کفار کے مقابلہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ کو مقرر کیا اور کہا

یا سعد ارم فداك ابی و امی یعنی اے سعد تیر چلا میرے ماں باپ تجھپر فدا ہون اسطرح جب طلحہ رضی اللہ عنہ سے بہادری وجرات ظاہر ہوئی کہ ایک کافر نے تیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر چلایا اور تیر اوسکا خطا نکرتا تھا تو حضرت طلحہ نے اپنے ہاتھہ کو آپکے سامنے کردیا اونکی چھوٹی اونگلی مین لگا وہ انگلی بیکار ہوگئی اونکے واسطے بہی ایسا ہی کلمہ ارشاد فرمایا تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ جب آپ کا چہرہ مبارک مجروح ہوا ہے اور حلقے خود کے سر یا رخسارۂ مبارک مین گہس گئے تو مین جلد آپکیطرف دوڑا اپنے دیکھا کہ ایک مرد بہت تیز رفتاری سے اسطرف آرہا ہے گویا کہ اوڑتا ہے مین نے اپنے دل مین کہا کہ خدایا یہہ طلحہ ہو تو ہم دونون ملکر یہہ حلقے نکالین جب وہ نزدیک آیا تو معلوم ہوا کہ ابو عبیدہ ہین پس اونسے مباورت کی اور کہا اے ابو بکر قسم دیتا ہون مین تجھے اللہ کی کہ ٹہرجا تاکہ مین حلقے حضرت کے رخسارۂ روشن سے نکالون مینے کہا اچہا نکال ابو عبیدہ نے اپنے دانت سے پکڑکر ایک حلقہ کہینچ لیا اور اونکا دانت بہی ٹوٹ گیا اور دوسرا حلقہ دوسرے دانت سے پکڑکر نکالا وہ بہی دانت گر پڑا اسلیئے اونکو عرب آھتم کہتے تہے عرب کے محاورہ مین جسکے اگلے دانت ٹوٹے ہون وہ اہتم کہلاتا ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جب حلقے آپکے رخسارۂ روشن سے نکال لئے تو خون بہنے لگا تو میرا باپ مالک بن سنان اپنے منہ کو رخسارۂ تابان پر رکہکر خون چوستا تہا اور پی جاتا تہا مگر لوگون نے اسمین کلام کیا آپ نے فرمایا کہ میرا خون اسکے خون مین ملگیا جس مین میرا خون ملا ہوا ہے وہ مالک بن سنان ہے اور جسکے خون مین میرا خون ملا ہے اوسپر آتش دوزخ کا اثر نہوگا ۔ پہر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوس گڑھے سے باہر تشریف لائے سب نے جانا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم زندہ ہین پہر وہ لوگ جو دور دور جنگ کر رہے تہے وہ بہی حاضر ہوئے پہر آپ مع جماعت صحابہ کے متوجہ شعب احد کے ہوئے پس اسی عرصہ مین جو میدان جنگ خالی پایا وہ عورتین جنکے

عزیز و اقارب جنگ بدر مین صحابہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ سے قتل ہوے تھے اپنا اپنا بدلہ
لینے آپہونچین حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ کا شکم مبارک چاک کرکے دلِ روشن
نکالا اور دانتون سے چبا کر پہینکدیا جتنے مصائب شہدا پر زیادہ ہونگے ثواب زیادہ ہی
حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کے ساتھہ جو یہہ باتین کی گئین اونکی
ذات گرامی کو تو کوئی تکلیف نہوئی اسلئے کہ جو درد و مصیبت کا حس کرنے والی ہے وہ
روح ہے اور وہ نورانی جوہر جسد اطہر سے جدا ہوچکی تہی گوشت و پوست و استخوان وغیرہ
باقی تہے اونکو چاہے مسلم رہنے دو یا اونکا قیمہ کرڈالو اب روح کو اونسے کچہہ تعلق نہین ہے
اوسنے تو اب یہہ لباس کثیف چھوڑا اور خلعتِ تجرید جو سراسر نور ہے پہن لیا اوسکو اس
جسد فرسودہ کی حاجت نہین مصائب مصائب مصائب یہہ مصائب تو
تو روز ازل سے شاہ گلگون قبا سلطان کربلا حضرت حسین مورد
صد رنج و بلا علیہ السلام کے واسطے تہے خود ذات پاک پر پیاس کی شدت گرسنگی
کی تکلیف زمین گرم آسمان گرم ہوا گرم دوزخی گرم مزاجون کا مقابلہ اعوان و انصار
پیاسے سواری کے جانور پیاسے پاکدامن بیبیان پیاسین شیرخوار بچے پیاسے برادر عزیز
عباس علمدار اپنی نظرونکے سامنے اوس گرم زمین پر زخمون مین چور دم توڑ رہا ہے
شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے یا ابتاہ العطش پکار رہا ہے اور
نیزۂ ظالم کی انی سینہ بکینہ سے پار ہے اور وہ پدر شفیق جو امام زمانہ ہے ایسے لخت جگر کو
ایک قطرہ پانی نہین پہونچا سکتا دختر معصومہ جو باپ کی عاشق زار ہے اور باپ سے کسیوقت
جدا نہوتی تہی اب ہمیشہ کے واسطے جدا ہوتی ہے خواہر شفیقہ جو مادر مکرمہ سے بہت زیادہ
مہربان ہے وہ بے مقنعہ و چادر ہوا چاہتی ہے زوجہ پاک دامن و پاکیزہ سیرت اوس کا
خیال جدا روحی تکلیف دہ ہے پسر شیرخوار ہاتھون پر پیاسا تڑپ کر مرگیا جوان فرزند جو بیماری
کی نقاہت سے کروٹ نہین بدل سکتا پابزنجیر و طوق بگردن ہونے والا ہے جوان جوان

بہانجے بہتیجے جنکے دامن دولت مین ماں باپ کی ہزارون اُمیدین بندہی ہوئی ہین زخمون سے چور ہین اور تڑپ رہے ہین فرمائیے تمام مصایب کا خاتمہ اسی ذات پاک پر ہے یا نہین اور خود جسم نازنین پر جو برگ گل سے زیادہ معطر اور نرم و نازک و رنگین ہی بیاسی زخم ہین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون ۝

آزردہ رفت از تو لب تشنہ حسین اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

محمد اکبر ابو العلائی داناپوری

عرض کرتا ہے کہ مین اپنی بے بضاعتی اور کم علمی سے شرمندہ ہون کہ کچہہ نہ لکہہ سکا مگر اچہون سے بہت کچہہ اُمید ہو سکتی ہے وہ اپنے سایل کے سوال پر نظر کرتے ہین اون کو علمی سرمایہ سے عرض نہین ہے جیسے ماں باپ کو چہوٹے توتلے بچے کی باتین اچہی معلوم ہوتی ہین اوتنے کسی ملک الشعرا کے قصاید اچہے نہین معلوم ہوتے ہین مینے یہہ چند سطرین حضور سلطان کربلا مین نذر کردی ہین مجہے دنیا کے آدمیون کی پسند ونا پسند سے غرض نہین ہے **الغرض** پہر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پہاڑ کے نیچے پہونچے تو ابو سفیان نے چاہا کہ پہاڑ پر سے مغالطہ دیکر پہر لشکر اسلام پر آپڑے اودہر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہونچکر راستہ اوسکا روکا اور جنگ کرکے اوٹہا دیا اللہ تعالےٰ شانہ نے لشکر اسلام کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش سے محفوظ رکہا اوس روز حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے غایت ضعف کی وجہہ سے نماز ظہر بیٹہکر ادا فرمائی **کیون بے نماز** درویشو آپ نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نماز کا اہتمام دیکہا کہ اس ضعف پر بہی نماز فوت نفرمائی وقت ہی پر بیٹہکر ادا فرمائی اب یا درویشان باکمال ارشاد ہو آپ کا سرمایہ فقر زیادہ ہے یا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا سرمایہ نبوت زیادہ ہے پہر آپ نے چاہا کہ پہاڑ پر

تشریف لیجایئن راستہ مین ایک بڑا پتھر پیش آیا آپ ضعف سے اوسپر چڑہ نسکے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت تہے فوراً بیٹھہ گئے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اونکے دوش مبارک پر قدم رکھکر چڑہ گئے حضرت طلحہ کا دوش پہلے بھی مبارک تھا اب دوسرا شرف حاصل ہوا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَوْجَبَ طَلْحَۃُ یعنی طلحہ نے بہشت اپنی ذات پر واجب کرلی ابوسفیان نے جب قصد لوٹنے کا کیا تو چاہا کہ دریافت کرلے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم زندہ ہین یا نہین آگے آیا اور کہا اَفِی الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ترجمہ کیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قوم مین ہین آپنے فرمایا کہ جواب ندو پہر کہا اَفِی الْقَوْمِ اِبْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ آپ نے فرمایا جواب ندو جب اوسنے جواب نہ پایا تو اپنی قوم سے کہا کہ یہہ سب مرگئے اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اے دشمن خدا تو نے جہوٹ کہا اللہ تعالیٰ شانہ نے تیرے لئے سب کو زندہ رکہا ہے پہر ابوسفیان نے اپنے بتونکی ستایش کی اور کہا اُعْلُ ھُبَلُ یعنی بلندی قبول کرا ے ہبل آپ نے فرمایا جواب اسکو دو کہ اللہ اعلیٰ و اجل ابوسفیان نے کہا اَلْعُزّٰی لَنَا وَلَا عُزّٰی لَکُمْ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ کہو اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَا لَکُمْ ابوسفیان نے کہا کہ آجکا دن بدر کا جواب ہے اور مردون مین کچہہ مثلہ کئے ہوے پاؤگے اگرچہ مین نے اسکا حکم نہین کیا مگر مجہے یہہ کام کچہہ برا بھی نہین معلوم ہوا **فائدہ۔ مثلہ** اوسے کہتے ہین کہ دشمن کی فوج اپنے دشمن کے مقتول کو جو میدان جنگ مین اوسے پڑے ملین اونکی نعش کی بیحرمتی کرین اور ناک کان کاٹکر صورت خراب کرڈالین مگر اسلام نے اس فعل کو جائز نہین رکہا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان کو جواب دیا کہ وہ دن اور آج کا ہرگز برابر نہین ہمارے مردے شہید ہین اور جنت مین ہین اور تمہارے مردے دوزخ مین ہین پہر ابوسفیان نے کہا ہمارے تمہارے درمیان ایک برس کا وعدہ ہے اور موضع

بدر مقرر ہوا حضور پر نور نے فرمایا کہ کہدو اس سے کہ اسی پر قایم رہے پہر مشرکین بیدین خایف و خاسر مکے کیطرف روانہ ہوے۔ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خاطر مبارک مین اور اکثر صحابہ کے دلون مین یہہ دغدغہ پیدا ہوا کہ مبادا یہہ لوگ مدینہ کے غارت کرنیکا قصد کرین اسلئے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کو فرمایا کہ مخالفین کے پیچہے جاکر دریافت کرو کہ یہہ کدہر جاتے ہین پہر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ آپ کے فرمان واجب الاذعان کے موافق خبر لاے کہ مشرکین بیدین مکے کو روانہ ہوے۔ پہر نماز پڑہی آپ نے شہداے اُحُد پر پہلے آپنے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازہ پر نماز پڑہی بعد اوسکے جسکا جنازہ لاتے تہے حضرت حمزہ کے جنازے کے آگے رکہدیتے تہے اور نماز پڑہتے تہے یہانتک کہ ستر نمازین حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازے پر پڑہی گئین یہی روایت تمسک مُرجح ہے حضرت امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بخلاف روایت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ کہتے ہین کہ شہید پر نماز پڑہنا نچاہیئے اسلئے کہ اون کے نزدیک یہی حدیث صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے شہداے اُحُد پر نماز نہ پڑہی اور ارباب سِیَر کا اس پر اتفاق ہے اور سب علما کا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے غسل ندیا شہداے اُحُد کو اور فرمایا کہ انہین کپڑونمین ان کو دفن کردو اور فرمایا کہ اللہ تعالی شانہ قیامت مین انکو اوٹہائیگا اور خون انکے زخمون سے جاری ہوگا اور فرمایا اُن لوگون کو جنکی آپس مین محبت تہی اون دونون کو ایک ہی قبر مین دفن کردو چنانچہ حضرت حمزہ کو اونکے خواہرزادے عبداللہ بن جحش کے ساتہہ دفن کیا علی ہذا القیاس اسیطرح اورون کو بہی اس غزوہ مین ستر مرد مسلمان شہید ہوے چار مہاجرین مین سے اور چہیاسٹہہ انصار سے اور مقابلہ مین تیس کفار واصل جہنم ہوے

ہذا کلہ مقتبس من روضۃ الاحباب والمعارج والمدارج

انتباہ ترجمہ عجائب القصص وسیرت النبی اور تکملہ اس غزوے کا یہہ ہی معارج النبوت مین مذکور ہے کہ موقعہ اُحد آخرمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی فتح ونصرت اور عزت ورفعت کا سبب ہوا **مواہب لدنیہ** مین بعض علما سے نقل کیا ہے یعنی علما فرماتے ہین کہ جو شخص کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ہزیمت ہوئی تو اوسسے توبہ کرانی چاہیئے کہ وہ منافقین کی خبرونکی تصدیق کرتا ہے ہزیمت اوسے کہتے ہین کہ کوئی فریق اپنے میدان کو چھوڑکر بہاگ جاوے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم برابر لڑتے رہے صرف اتنی بات ہوئی کہ یہہ صف بندی کے ساتھہ نہین لڑتے تھے اور یہہ بات فریقین مین پیدا ہوگئی تہی اور یہہ واقعہ جو ہوا اس کا سبب اوپر تحریر ہوچکا ہے اور جو مسلمان اس کہنے سے توبہ نہ کرے اوسکو قتل کرنا چاہیئے اسلیئے کہ وہ منافقین کے قول کی تصدیق کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات مبارک پر عیب ہزیمت قایم کرتا ہے اور حال یہہ ہے کہ آپ اپنے مقام پر ثابت قدم رہے اور یقین کامل پر تھے اور اسناد کرنا ہزیمت کا آپکی طرف مستلزم نفی ثابت قدمی اور یقین کا ہے اور یہہ کفر ہے **مدارج النبوت** مین ہے کہ اُحد بضم ہمزہ وحاے حطی ایک مشہور پہاڑ ہے مدینہ مین اور مشتق ہے **توحُّد** سے بسبب منفرد ہونے کے اور پہاڑون سے اور وہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے مدینہ سے شمال کیطرف دو میل مسافت پر اور کسی پہاڑ سے وہ ملا ہوا نہین ہے اور دوسری وجہہ یہ ہے کہ وہ محل نصرت وتوحید ہے اہل ایمان کا اور اس بیان سے معلوم ہوا کہ اطلاق اس اسم کا اوسپر عرف اہل اسلام سے ہے اور احادیث اسکی فضائل مین وارد ہین منجملہ اونکے یہہ حدیث ہے الاحُدُ جبلٌ یحبنا ونحبہٗ یعنی احد ایسا پہاڑ ہے کہ وہ دوست رکھتا ہے ہمکو اور ہم دوست رکھتے ہین اوسکو اور انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُحد کو اور تکبیر فرمائی اور فرمایا ھٰذا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ عَلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ ترجمہ یعنی یہہ

پہاڑ ہے کہ دوست رکھتا ہے وہ ہمکو اور ہم دوست رکھتے ہین اوسکو اور یہہ پہاڑ جنت کے
ایک دروازے پر واقع ہے اور مدینہ کے دکن کیطرف ایک پہاڑ ہے اوسکا نام عیر ہے
اوسکے حق مین یہہ حدیث ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے۔
والعیر جبل یبغضنا ونبغضہ علی باب من ابواب النار یعنی عیر ایک پہاڑ
ہے کہ وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اوسکے اور وہ دوزخ کے ایک دروازہ پر ہے۔
امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ محبت مذکور جانبین سے تھی یعنی حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیطرف سے مہربانی تھی اُحُدؔ پر اور اُحُدؔ کو ذوق اور محبت
تھی حضور پرنور کے ساتھہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور یہہ امر محمول ہے حقیقت پر
اور پیدا کرنا عشق ومحبت کا جمادات مین مثل تسبیح کرنے جمادات کے ہے جیسا کہ ارشاد
باری تعالی ہے کہ وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ سے ثابت ہے ترجمہ اور کوئی
شے نہین مگر تسبیح کرتی ہے اوسکی اور حمد جب یہہ بات ثابت ہوگئی کہ جبال وجمادات
سب اللہ تعالیٰ شانہ کی حمد کرتے ہین تو جب یہہ شعور اونکی ذات مین موجود ہے تو اوس کے
حبیب سے محبت کرنی دور از عقل نہین ہے نقل ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کوہ اُحُدؔ پر جلوہ افروز تھے کہ اُحُدؔ کو جنبش ہوئی
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُسْکُنْ یَا اُحُدُ فانما علیک
نبیّ او شھید ترجمہ ٹھہرجا اے اُحُدؔ سوا اسکے نہین ہے کہ تجھپر نبی ہے اور صدیق
شہید ہے ۱۲ یہہ حدیث اس دعوی پر دلیل ہے کہ اوسی شعور ہے اور جب اوسکا شعور
ثابت ہوا تو حضرت سید الجن والبشر صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا عشق بعید از قیاس
نہین اسکے سوا اسلام کرنا پتھرونکا اور گریہ وزاری اُستُنِ حنّانہ کی بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ
چکی ہے مولانا ے رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

استن حنانہ از ہجر رسول ۔۔۔ نالہ میزد ہمچو ارباب عقول

بیان بعض مستورات طاہرات کا جنگ اُحد مین غزا کرنے کا

اس غزوہ مین بنسار مومنات سے بھی بڑی دلاوری ظاہر ہوئی ہے چنانچہ نسیبہ بنت
کعب تھی کہ اوس پاک بی بی نے اپنے شوہر زید بن عاصم اور دونون فرزندون عمارہ اور
عبداللہ کے ساتھہ ہوکر کفار سے غزا کی وہ پاک بی بی فرماتی ہین کہ مین جنگ احد کے دن
مشک لئے ہوے اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پانی پلاتی تھی جب
دیکھا مین نے کافرون نے غلبہ کیا تو پانی پلانا موقوف کیا اور قتال وجدال مین مشغول
ہوئی یہانتک کہ تیرہ زخم مینے اوٹھائے ایک زخم ایسا تھا کہ سال بھر مینے اوسکا علاج کیا
تو اچھا ہوا راوی کہتا ہے کہ اون پاک بی بی سے پوچھا گیا کہ وہ زخم کس کافر کے ہاتھہ کا
تھا تو کہا کہ ابن قمیہ ملعون کے ہاتھہ کا تھا اور مینے بھی اوسکے چوٹین مارین مگر وہ دو زرہین
پہنے ہوے تھا اسوجہہ سے کارگر نہوئین وہ فرماتی ہین کہ جب میرے زخم لگا تو حضرت
رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے میرے بیٹے عمارہ کو پکارا کہ اپنی مان
کی طرف دوڑ اور اوسکو سنبھال اور زخم اوسکا باندہ نسیبہ فرماتی ہین کہ مین اور میرے
دونون بیٹے حضرت شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے کفار سے
مقابلہ کر رہے تھے اور میرے پاس سپر نتھی اس حال مین نظر حضرت محبوب خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ایک صحابی پر پڑی کہ پیٹھہ پر سپر لٹکائے ہوے تھے آپ نے ارشاد
فرمایا کہ اے صاحب سپر اپنی سپر اوس عورت کو دیدے جو لڑ رہی ہے اون صحابی نے اپنی
سپر فوراً ڈالدی مینے اوٹھالی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر جو کفار حملہ کرتے
تھے مین اونکو ہٹاتی تھی اوسی حالت مین ایک کافر سوار نے مجھپر حملہ کیا اور ایک تلوار ماری
مگر کارگر نہوئی تو مینے اوسکے گھوڑے کے تلوار ماری گھوڑا گر پڑا سوار علاحدہ ہوگیا حضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میرے حال کو ملاحظہ فرما رہے تھے میرے بیٹے کو پکارا کہ اے عمارہ اپنی ماں کی طرف دوڑ پھر مینے اور میرے بیٹے نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ارشاد کے موافق اوس کافر کو قتل کیا۔ اور عبداللہ بن نسیبہ کہتی ہین کہ اوسدن ایک مشرک نے ایک ایسا زخم مجھکو پہونچایا کہ اوسکا خون بند نہوتا تھا میری والدہ نے اوس زخم کو باندہ کر کہا کہ اوٹھہ اور مقابلہ کر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے اُمّ عمارہ وہ طاقت وہمت جو اللہ تعالیٰ شانہ نے تجھے دی وہ انکمین نہین ہے نسیبہ فرماتی ہین کہ اسی عرصہ مین وہ کافر جسنے میرے بیٹے کو زخمی کیا تھا میرے سامنے سے گذرا حضور نے فرمایا کہ اے اُمّ عمارہ یہہ وہی ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے مینے دوڑکر ایک تلوار اوسکی پنڈلی پر ماری وہ گر پڑا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اپنے بیٹے کا بدلہ تو نے لیا اور فرمایا کہ اے اُمّ عمارہ خدا کا شکر ہے کہ تجھکو اللہ تعالیٰ شانہ نے تیرے دشمن پر فتح دی اور تیری آنکھین ٹھنڈی کین نسیبہ نے عرض کی کہ یا حضرت دعا فرمایئے کہ مین آپکی اہلبیت اطہار علیہم السّلام کے ساتھہ جنت مین ہون اور وہان آپکی رفاقت مجھے نصیب ہو آپنے اوسکے اور اوسکے بیٹون اور خاوند کے لیئے دعا کی اللهم اجعلهم رفقائ فی الجنة ترجمہ یا اللہ ان لوگون کو جنت مین میرا رفیق کر عمارہ کہتے ہین کہ میری مان کہتی تھی کہ اب جو مصیبت مجھے پہونچے اوسکے مجھے کچھہ خوف نہین کہتے ہین کہ نسیبہ مسیلمہ کذّاب کی لڑائی مین حاضر تھین وہ فرماتی ہین کہ جنگ کے وقت مین مسیلمہ کو تلاش کرتی تھی کہ ناگاہ ایک کافر نے میرے ہاتھہ پر تلوار ماری میرا ہاتھہ کٹ گیا قسم ہے کہ باوجود اسکے مین لڑنے سے باز نہ رہی ایک لحظہ کے بعد مینے اوس ملعون کو مرا ہوا پایا اور دیکھا مینے اپنے بیٹے عبداللہ کو کہ اوسکے سر پر کھڑا ہوا اپنی تلوار کو خون سے پاک کر رہا تھا اوسوقت مینے اللہ کا شکر کیا اور اپنے زخم کی مرہم پٹی مین مشغول ہوئی سبحان اللہ وبحمدہ یہہ ایسی بی بی ہین کہ

بہت سے مردون سے بہتر ہین ٥

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد۔ خدا پنج انگشت یکسان نکرد

مشایخون ہین سے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ آدمی ہین عمل چاہئے کیا مرد کیا عورت شیر جب جنگل سے نکلتا ہے تو یہی کہتے ہین کہ شیر آتا ہے یہہ کوئی نہین کہتا کہ شیرنی ہے یا شیر اللھم ارزقنا تبیعتھم واجعلنا فی الجنۃ بمعیتھم آمین یا رب العالمین۔

غزوہ اُحد کی بعض ناگوار باتین جو منافقین کی وجہ سے واقع ہوئین پروردگار تعالے لشانہ کی اوس مین بہی حکمتین تہین

فرماتا ہے پروردگار تعالی شانہ ما اصابکم یوم التقی الجمعان فباذن اللہ ترجمہ جو کچہہ پہونچا تمکو اوسدن کہ جب دونون فوجین مقابل ہوئین اللہ تعالی شانہ کے حکم سے تہا اور مومن کی یہ شان ہے کہ جو کچہہ رنج و مصیبت سے اوسے پہونچتا ہے وہ اوسکو اللہ ہی کی طرف سے سمجہتا ہے اگر اوسے اپنی نافرمانی پیش نظر ہو گئی تو اوس بندہ مومن کی سمجہہ مین اوس مصیبت کے نازل ہونیکا سبب معلوم ہو گیا اوسنے اوس نافرمانی سے توبہ کی اور پروردگار تعالے لشانہ کے حضور سے عفو کا خواہان ہوا اور اپنے نفس کی تنبیہہ کی اور جو دوسرے لوگون پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا تہا وہ بہی ہوشیار ہو گئے اور اوراس بندہ مومن کا بہی امتحان ہو گیا اوراس مومن کے بہائیون نے پورا فائدہ اوٹہایا اوران لوگون کے ایمان مین جو تہوڑا بہت ضعف آگیا تہا وہ جاتا رہا الحمد اللہ علی احسانہ اور جو منافقین اسلام کے لباس مین چہپے ہوئے تہے اور مسلمانون کو اونسے آیندہ نقصان پہونچنے کا ڈر تہا وہ پہچان لئے گئے اس واقعہ سے اگرچہ یہہ تہوڑا سا ناگوار تہا

تو فائدہ بہت بڑا یہہ ہوا کہ ہمیشہ کے لئے صادق و کاذب کی تمیز ہو گئی۔ دوسرا فائدہ بہت
بڑا یہہ ہوا کہ اکثر مومن صادق و خالص جن کے دل دنیا کیطرف سے برداشتہ ہو چکے
تہے وہ شہادت کے متمنی تہے اور دعائین مانگتے تہے کہ یا اللہ ہمکو تیرے حبیب صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے شہادت نصیب ہو اونکی دعائین اللہ تعالی شانہ نے
قبول فرمائین **روایت** ہے کہ اللہ تعالی شانہ نے ان شہدا کو بڑے بڑے مراتب اعلی
عطا فرمائے ہین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خاص اونکی شان مین
یہہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالی شانہ نے اونکی ارواح کو سبز پرندونکے جوف مین رکہا ہے اور
ہر روز وہ پرندے بہشت کی نہرون کے کنارون پر آتے ہین اور پانی پیتے ہین اور بہشت
کے میوے کہاتے ہین اور منازل جنت مین اور وہانکے باغون مین اوڑتے پہرتے ہین
اور پہر اون سونیکی قندیلون مین جو ساق عرش پر لٹکی ہوئی ہین لوٹ کر آجاتی ہین اور جب وہ شہید
اس مراتب کو پہونچے اور اور ایسی ایسی نعمتین ان کو دی گئین تو اُن شہدا نے اللہ تعالی
شانہ کا شکر کیا اور عرض کیا کہ اے اللہ تعالے شانہ کون ہے جو ہمارا پیام بہائیون کو
پہونچا دے اور ہماری حضوری اور جمعیت اور عیش و عشرت اور طیب ماکل و مشارب
کی خبر اونکو دے اور آگاہ کرے تاکہ وہ لوگ دنیا مین اس فرصت کو غنیمت سمجہین اور
اس مرتبہ کے حاصل کرنے مین کوشش کرین اور تیرے احکام بجا لائین اور تیری راہ مین
غزا کرین اور اس مرتبہ اور سعادت کے حاصل کرنے سے محروم نرہین اللہ تعالے شانہ
فرماتا ہے کہ مین تمہارا پروردگار ہون اور تمہارا پیام اپنے رسول کے ذریعہ سے اون کو
پہونچاونگا اسکے بعد پروردگار تعالے شانہ نے یہہ آیت نازل فرمائی ولا تحسبن
الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون
فرحین بما اتٰہم اللہ من فضلہ ترجمہ ہرگز یہہ گمان نکرنا کہ وہ جو اللہ کی
راہ مین مارے گئے ہین مردہ ہین نہین وہ لوگ زندہ ہین اور اپنے رب کے پاس ہین

کہاتے پیتے ہین اور خوش ہین اون نعمتون سے جو اللہ تعالی شانہ نے اونہین عطا فرمائی
ہین اپنے فضل و کرم سے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اللہ تعالی شانہ اونپر تجلی کرتا ہے
اور فرماتا ہے کہ اے شہید وا اے میرے حکم پر جان دینے والو مانگو مجہسے جو تمہارا دل چاہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم فرماتے ہین کہ اون شہدا کی روحین عرض کرتی ہین
کہ اے ہمارے مالک اے ہمارے پروردگار ہمارے جسمون کو پہر درست کردے اور ہم کو پہر
اوسمین ڈالدے اور دنیا مین بہیج دے کہ پہر تیری راہ مین اپنے سر کٹائین اور تیری رضامندی
مین شہید ہون ارشاد ہوتا ہے کہ ہماری مشیت یون جاری ہے کہ جس کسیکو ہمنے دنیا مین ایکبا
بہیجا ہم اوسے دوبارہ نہین بہیجتے روایت طلحہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم جنگ سے فارغ ہوے تو خطبہ پڑہا اور اللہ تعالے
شانہ کی حمد و ثنا کی اور مسلمانونکی تعزیت کی اور اونکو اس اجر اور ثواب سے خبردار کیا جو اللہ
تعالی شانہ نے اونکے واسطے مقرر فرمایا تہا اور یہہ آیت تلاوت فرمائی رجال صدقوا
ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما
بدلوا تبدیلا روایت ابی فروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے ایک روز شہدائے اُحُد کی قبرون کی زیارت فرمائی
اور فرمایا اے اللہ بے شک توہی پرستش کا سزاوار ہے یہہ تیرا بندہ اور تیرا رسول گواہ
ہے کہ یہہ لوگ تیری رضامندی کی طلب مین شہید ہوے ہین بعد اسکے حضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص انکی زیارت کرے اور انپر سلام کہے یہہ جواب دینگے
قیامت تک یہی حال انکا رہیگا یعنی جو کوئی سلام کریگا جواب ملیگا۔ منقول ہے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ہر سال شہدائے اُحد کی زیارت کے واسطے
تشریف لیجاتے تہے اور ان لفظون سے سلام کہتے تہے السلام علیکم بما
صبرتم فنعم عقبی الدار اور بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

کے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کا بھی یہی طریق رہا۔ فاطمہ خزاعیہ کہتی ہین کہ ایک روز مین صحراے اُحُد مین گذری مینے کہا السّلام علیکم یا عم رسول اللہ مینے آواز سُنی وعلیکِ السلام ورحمۃ اللہ۔ اور عطاف بن خالد مخزومی اپنی خالہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی ہین کہ ایک روز مین شہداے اُحُد کی زیارت کے واسطے گئی اور میرے ساتھ سواے دو غلامون کے کہ میری سواری پکڑے ہوئے تھے اور کوئی نہ تہا اور مینے سنا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اونکو سلام کرو وہ زندہ ہین اور جواب سلام کا دیتے ہین لہذا مینے سلام کیا اور جواب سُنا اور آواز آئی کہ ہم تمکو پہچانتے ہین جیسا کہ تم لوگ آپس مین ایک دوسرے کو پہچانتے ہو یہہ آواز سنکر میرے بدن مین لرزہ پڑ گیا اور اسقدر خوف مجہپر طاری ہوا کہ مین وہان ٹہر نسکی فورًا سوار ہوکر چلی آئی شہداے اُحد کی فضیلت مین اخبار و آثار تواتر کے ساتھہ وارد ہین هذا مقتبس من المدارج والروضه والمواهب وخلاصه السير وغيرهم اس غزوہ کے بعد غزوہ حمراء الاسد ہے وہ مدینہ طیبہ کے قریب ایک مقام ہے جب اُحُد کی لڑائی سے رجوع کیا اوس کے دوسرے دن سولہوین شوال یکشنبہ کے دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم کیا کہ ندا کرے کہ اللہ تعالی شانہ کا حکم ہے کہ جہاد کے واسطے آو اور اُحد کے لوگون کے سوا اور کوئی نہ آوے وہ سب مستعد ہوکر اور اپنے اپنے زخمون کو باندہ کر نکلے اونکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی الذين استجابوا لِلهِ والرسول من بعد ما اصابهم القرح للذين احسنوا منهم واتقوا اجرٌ عظيم ترجمہ جن لوگون نے حکم مانا اللہ کا اور اوسکے رسول کا بعد اوسکے کہ اونمین پڑ چکا تہا گہاو جو اون مین نیک ہین اور

پرہیزگاراونکے واسطے بڑا ثواب ہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انہین آدمیون سے دشمن کے تعاقب مین چلے تاکہ کفار پر یہہ بات ثابت ہوجاے کہ انکے دم خم اور حوصلے ویسے ہی ہین فن جنگ کے یہہ دقیقے ہین آٹھہ کوس تک تعاقب فرمایا کفار کو جو یہہ خبر پہونچی وہ سراسیمگی کے ساتھہ مکہ کو روانہ ہوئے اور راستہ مین کہین مقام نکیا حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تین دن منزل حمراءالاسد مین ٹھہرے رہے اور اسی منزل حمراءالاسد مین مسلمان دو کافرون کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین پکڑ لائے اون مین ایک تو معاویہ بن مغیرہ بن امیہ تھا اور دوسرا ابوعزہ شاعر کہ اسیران بدر سے تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسپر احسان کرکے چھوڑ دیا تھا اور اوس سے عہد لے لیا تھا کہ پھر مسلمانون سے لڑنیکو نہ آے وہ بدبخت اجل گرفتہ عہد توڑ کر جنگ احد مین آیا معاویہ بن مغیرہ بن امیہ کے واسطے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے امن کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ تیری خاطر سے مین نے اس شرط پر امن دیا کہ تین دن سے زیادہ مدینہ مین نرہے اور اگر بعد تین دن کے مدینہ مین پایا جائے تو قتل ہو اجل نے اوسکا دامن پکڑکر روک رکھا نکلنے نہ دیا وہ ایک جگہہ چھپ گیا آپ نے زید بن حارث اور عمار بن یاسر کو اوسکی تلاش مین بھیجا وہ اوسکو پکڑ لائے حکم قتل صادر ہوا قتل کیا گیا ابوعزہ شاعر کو جب حضور مین حاضر کیا تو اوسنے بہت تضرع وزاری کی کہ ایک بار مجھکو اور آزاد کردیجیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین ترجمہ نہین کاٹا جاتا مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ فرمایا کہ ہم ایسا نہین کرتے کہ تو اپنے سوراخ مین بیٹھہ کر اپنی ڈاڑھی پر ہاتھہ پھیرے اور کہے کہ مینے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دو بار فریب دیا پس وہ بھی قتل کیا گیا اور اسی سال سیوم ہجری مین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

بعد ولادت حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام پچاسوین روز ساتھہ حمل حضرت امام حسین علیہ السلام کے حاملہ ہوئین۔

حرمت شراب

اسی سال مین جب بنی النضیر محصور تھے حرمت شراب کا حکم ہوا اور بقول بعض غزوہ حدیبیہ مین کریمہ خمر نازل ہوئی اور صحیح یہہ ہے کہ تحریم خمر مکرر نازل ہوئی ہے اور حق یہہ ہے کہ شراب کی حرمت مین چار بار حکم ہوا ہے اور وہ احکام مجمل ہین حکم آخر یہہ ہے یعنی چوتھی بار کا حکم یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تتقون○ ترجمہ یعنی اے ایمان والو یہہ جو شراب ہے اور جوا اور بت اور پانسی گندے کام ہین لہذا ان سے بچتے رہو شاید تم ڈرنے والون سے ہوجاؤ یعنی متقی لوگون مین تمہارا حشر ہو یہہ آیت پارہ وَاِذَا سَمِعُوا مین ہے اس سے صراحتاً حرام ہونا شراب کا دریافت ہوا لیکن شراب کی ماہیت مین اختلاف ہے ہمارے نزدیک جب انگور کا پانی جوش دیا جاوے اور شدید ہو یعنی گاڑہا اور کف اوپر آجاوے وہ شراب ہے مگر صاحبین کے نزدیک قذف بالزبد شرط نہین ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شرط ہے اور فتویٰ اسی پر ہے اور بعض کے نزدیک شراب نام ہے نشے والی چیز کا ہمارے نزدیک شراب بعینہٖ حرام ہے اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ شراب نشے کے سبب سے حرام ہے اور نجس ہے بہ نجاست غلیظہ اوسکا حلال جاننے والا کافر ہے مسلمان کو اوسکی قیمت دینی حرام ہے اور نفع اوسکا حرام ہے اور اوسکے پینے والے پر حد شرع واجب ہے گو نشہ نہ لاوے اور اوسکو بار دگر پکاوے تو حرمت اوسکی نہین جاتی مگر سرکہ بنانا اوسکا درست ہے بخلاف

شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور تحقیق محدثین کی یہہ ہے کہ شراب وہ ہے کہ جس چیز کا پانی سڑایا جاوے یہانتک کہ وہ نشہ لانے لگے اوسکا تہوڑا بہی حرام ہے اور بہت بہی حرام ہے۔ تاڑی اور سیندہی وغیرہ ہم سب اسی تعریف مین داخل ہین یہی سنا ہے ہمنے اپنے اساتذہ سے صحیحین مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور جس نے شراب پی دنیا مین اور وہ ہمیشہ شراب پیتا رہا تو وہ آخرت مین شراب طہور نہ پیئےگا اس حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جو چیز مست کر دے اور نشہ لاوے وہ شراب ہے اور حرام ہے خواہ انگور کی ہو یا کہجور کی یا منقی کی یا شہد کی یا گیہون کی یا جوار کی یا باجرہ کی یا جو کی یا درخت کا عرق ہو جیسے تاڑی اور سیندہی جو حیدرآباد مین کثرت سے ہوتی ہے یا گہاس کے پتے ہون جیسے بنگ وغیرہ اور ان سب چیزونکا قلیل بہی حرام ہے اور کثیر بہی حرام ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور امام شافعی اور احمد اور محمدؒ اور محدثین کا ہرچند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس شراب وہی ہے جو شیرہ انگور سے بنے اور جوش کہا کر گاڑہی ہو کر جہاگ پیدا کرے اور جو چیزین بغیر نشے کی ہین حرام نہین ہین لیکن اکثر محتاط محققین کے نزدیک امام محمدؒ کے قول پر فتوی ہے چنانچہ نہایہ زیلعی اور عینی اور فتاوی عالمگیری اور درمختار اور اشباہ نظایر مین مذکور ہے اور بحر العلوم مولانا عبد العلی لکہنوی رحمۃ اللہ علیہ نے تاڑی اور نان پاؤ کی حرمت مین جو فتوی لکہا ہے وہ نہایت محققانہ فتوی ہے محتاط شایقین اوسے ملاحظہ فرماوین اور مولوی رشید الدین خان رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لکہا ہے کہ حرمت نان پاؤ جو ہمارے زمانہ مین رائج ہے ثابت ہے وہو الحق والحق احق بالاتباع

سال چہارم ہجرت نبی صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

جب سال چہارم ہجرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا شروع ہوا تو کئی حادثے واقع ہوئے چنانچہ عبداللہ ابن عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نواسے اور حضرات حسنین علیہما السلام کے خالہ زاد برادر نے چھہ برس کی عمر مین وفات پائی۔ اور فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اور ابو سلمہ ابن الاسد مخزومی اور زینب بنت خزیمہ زوجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وفات پائی۔ اور ماہ شعبان مین امیرالمومنین سیدنا امام حسین علیہ السلام پیدا ہوے اور ماہ شوال مین حضرت ام المومنین سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حلقہ ازواج مطہرات مین داخل ہوئین اور قصہ رجم یہود اور یہودیہ بہ ثبوت زنا واقع ہوا اس معاملہ مین یہود نے انکار کیا تھا کہ ہماری شریعت مین رجم کا حکم نہین ہے صرف منہ کالا کرکے اونٹ کی سواری سے تشہیر کرا دیتے تھے مگر عبداللہ ابن سلام نے اونکی تکذیب کی اور توریت منگوا کر دکھا دیا ایک یہودی نے آیۃ رجم پر ہاتھہ رکھدیا عبداللہ ابن سلام نے اوسکا ہاتھہ اوٹھایا تو وہ آیت رجم ظاہر ہوگئی یہود نہایت پشیمان ہوئے اور زانی وزانیہ سنگسار ہوے اوسی سال زید ابن ثابت کو ارشاد ہوا کہ یہود کی خط وکتابت سیکھو زید نے پندرہ روز مین بالکل سکھہ لی۔ اسی سال مین یہہ معاملہ ہوا کہ قتادہ ابن نعمان انصاری کی زرہ آٹے مین رکھی تھی کھو گئی صبح کو تلاش کی تو آٹے کا خط طعمہ ابن ابیرق کے گھر تک پایا گیا وہان تلاش کی تو زرہ نہ ملی وہ خط آگے نظر آیا تو زید ابن سمین یہودی کے گھر تک تھا

جب اوسکے گھر تلاشی ہوئی تو زرہ ملی یہودی نے بیان کیا کہ مجھے طعمہ نے تفویض
کی تھی طعمہ نے کہا کہ یہہ جھوٹا ہے مین بری ہون چور وہ ہے کہ جسکے گھر سے مال
برآمد ہو طعمہ کی قوم نے باخود ہا یہہ شوری کیا کہ ہم حضور پرنور کے سامنے حاضر
ہوکر یہہ گواہی دینگے کہ طعمہ بری ہے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ
وسلم ہماری حمایت فرمائینگے اور یہودی چور قرار پائے گا صبح کو اون لوگون نے
ایسا ہی کیا مگر عالم الغیب نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کو اصل واقعہ سے مطلع فرما دیا کہ طعمہ بن ابیرق چور ہے اوسپر
حد جاری ہوئی اور یہہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی انا انزلنا الیک الکتاب بالحق
بین الناس بما اراک اللہ ولا یکن للخائنین خصیما الخ پارہ والمحصنات
مین ترجمہ یعنی ہمنے اوتاری تجھپر سچی کتاب کہ تو انصاف کرے لوگون مین جو بات
کھول دے اللہ تعالی تیرے دل پر اور دغا بازون کی طرفداری نکر روایت ہے
کہ جب طعمہ پر حکم حد جاری ہوا تو وہ بیت اللہ شریف کی طرف بھاگ گیا وہان بھی
اوسنے چوری کی اور خیبر مین بھاگ کر آگیا یہان بھی ایک مکان مین نقب لگا رہا
تھا کہ دیوار اوسپر گر پڑی اور دب کر مرگیا **اسی سال سریہ** ابوسلمہ بن الاسد
مخزومی قبیلہ بنی اسد پر واقع ہوا اور بعض نے اس سریہ کو سال سوم مین لکھا
ہے وجہہ اس سریہ کی یہہ ہوئی کہ طلحہ وسلمہ پسران خویلد نے اپنی قوم کو جمع کرکے
چاہا کہ مدینہ کے مویشی لوٹین یہہ خبر یہان پہونچ گئی حضور پرنور صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے ڈیرہ سو جوان مہاجرین و انصار مین سے ابوسلمہ کے ہمراہ
کرکے روانہ کیا۔ ابوعبیدہ بن الجراح و سعد ابن ابی وقاص و اسید ابن حضیر
و ابونائلہ و ابوبشرہ ابن ابی رسم غفاری و عبداللہ ابن سہیل ابن عمرو ارقم ابن
ابی الارقم بھی اس جماعت مین تھے چنانچہ ابوسلمہ برہبری ابن زبیر طائی بنی اسد

کیطرف روانہ ہوئے جب موضع قطن مین آئے تو وہان بنی اسد کے مویشی
چرتے تہے اونکو پکڑلائے اور تین غلام ملے وہ پکڑ لیئے گئے اور سب لوگ بہاگ گئے
اور جاکر اپنی قوم مین یہہ خبر پہونچائی باوجودیکہ وہ قوم بہت تہی فرار ہوگئی غازیون نے
اموال واسباب ومویشی اونکے لئے اور خمس نکال کر تقسیم کردئے ہر ایک شخص کے
حصہ مین سات سات اونٹ اور چند بکریان پڑین دس دن بعد مدینہ مین لوٹ
آئے۔ اور اسی سال مین بروایت بعض اہل تاریخ نماز قصری کا حکم ہوا کہ
سفر کی حالت مین مسافر چہار گانہ کو دوگانہ پڑہے اور سہ گانہ اور دوگانہ مین قصر
نہین ہے اور واجب ادا کرے اور نوافل وسنن مین مختار ہے اگر وقت ملے
ادا کرے وگرنہ چہوڑ دے۔ اور اسی سال مین سریہ عبداللہ ابن انیس
انصاری برائے قتل سفیان بن خالد ہذیلی جسنے حضرت عاصم وغیرہ کو شہید
کیا تہا واقع ہوا اور عبداللہ ابن انیس سفیان کو پہچانتے نتہے حضور پرنور صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکا حلیہ بیان فرمایا اور یہہ ارشاد کیا کہ اوسکے
دیکھنے سے تمہارے دل مین خوف پیدا ہوگا عبداللہ نے اذن لیا کہ اگر اسوقت
کے مناسب حال مین اوسسے کچہہ باتین کرون تو معاف کیا جاؤن اور تلوار لیکر
روانہ ہوئے بعد قطع منازل جب بطن عرفہ مین کہ ایک مقام ہے عرفات
مین پہونچے وہان سفیان ملا عبداللہ نے حسب نشاندہی حضور پرنور صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوسے پہچانا اور اوسکے پاس آپ تشریف لے گئے اوسنے
کہا کہ تم کون ہو عبداللہ نے کہا کہ قبیلہ خزاعہ سے ہون مین نے سنا ہے کہ تمنے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے لڑنیکی طیاری کی ہے لہذا مین بہی آیا ہون
کہ شریک ہوجاؤن اور بہت سی دل خوش کرنے والی باتین کین جن سے وہ بہت
رضامند ہوا عبداللہ اوسکے خیمہ مین آئے اور موقع پاکر اوسکا سر کاٹ لیا اور

مدینہ کو روانہ ہوے اثنائے راہ مین ایک غار ملا آپ اوس مین چھپ رہے قوم
نے یہہ خبر سُنی تو عبداللہ کا تعاقب کیا مگر بے نیل مرام واپس گئے عبداللہ غار
سے نکل کر مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے اور سرِ ناپاک اوس پلید کا حضور سید نور صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے ڈالدیا اوسوقت آپ مسجد مین جلوہ فرماتھے
آپ نے فرمایا افلح الوجہ عبداللہ عبداللہ نے عرض کی افلح وجہک یارسول اللہ
اِسکے بعد عبداللہ نے تمام قصہ عرض کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے اونکو بہشت کی بشارت دی اور ایک عصا عنایت فرمایا کہ تا وقت وفات وہ
عصا اونکے پاس رہا اور وقت مرگ اوسے کفن مین رکھدینے کی وصیت کی چنانچہ
وہ اونکے کفن مین رکھدیا گیا بزرگان دین کی اشیاء متبرکہ اگر کوئی مخلص مرید
اپنے ساتھہ قبر مین لے جاے تو اوسکے واسطے یہہ سند کافی ہے۔ پھر اسی
سال مین غزوہ بدر صغریٰ واقع ہوا جسکو ثالثہ بھی کہتے ہین شروع
ماہ ذیقعدہ مین یہہ غزوہ واقع ہوا سبب اسکا یہہ لکھا ہے کہ ابوسفیان نے
اُحد سے پھرتے وقت کہا تھا کہ سال آیندہ بدر پر پھر لڑائی ہوگی لہذا اوسنے
بظاہر سامان کیا اور بسبب خشک سالی کے اوسکو یہہ امر دل سے منظور نہ تھا
یہہ اوسنے خیال کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بدر پر نہ آوین
تاکہ خجالت نہو اور قسم بھی اوترجائے پس نعیم بن مسعود کو مدینہ کو روانہ کیا تاکہ
اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خبر دے کہ ابوسفیان نے
لشکر جمع کیا ہے اور بدر پر آتا ہے اوس نے مدینہ مین آکر اہل اسلام سے ذکر کیا
اون حضرات نے کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل جب حضور سید نور صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہہ خبر سُنی تو علی مرتضیٰ علیہ السلام کو علمدار اور عبداللہ
بن رواحہ کو خلیفہ کیا اور معہ لشکر جسمین پندرہ سو آدمی تھے بدر کو تشریف لے گئے

ابوسفیان خوف سے نہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آٹھہ دن وہان قیام فرمایا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مال تجارت مین وہان بہت نفع اوٹھایا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ ہر دینار پر مجھے ایک دینار نفع ہوا پھر وہان سے یہہ لشکر خدا بے جدال وقتال واپس ہوا۔

اسی سال چہارم کے ماہ محرم مین بروایت ابن اسحق غزوہ ذات الرقاع واقع ہوا

اور سبب اسکا یہہ ہوا کہ ایک شخص نے مدینہ مین یہہ خبر پہونچائی کہ قبایل محارث وانمار وثعلبہ موضع ذی امر مین جمع ہین اور اطراف مدینہ کو لوٹا چاہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ کو مدینہ کا خلیفہ کیا اور سات سو آدمیون کے لشکر کے ساتھہ روانہ ہوے وہ لوگ بھاگے چند عورتین ملین اس غزوہ کو ذات الرقاع اسلئے کہتے ہین کہ حضرت کے اصحاب پیادہ پا برہنہ لتے لپیٹے ہوے تھے یا نام کسی درخت کا تھا یا کوئی موضع تھا جسمین سیاہ وسفید قلعی تھی وجہ اول صحیح ہے صحیح بخاری مین جابر سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم زیر درخت سمرہ اپنی تلوار درخت کی شاخ مین لٹکا کر آرام فرمانے لگے اور مین بھی سو گیا دفعتاً حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مجھے پکارا مین حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک اعرابی کھڑا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے میری تلوار اس شاخ سے نکالی مین جاگ اوٹھا اسنے کہا کہ کون ہے جو تجھکو مجھہ سے بچاتا ہے مین نے کہا اللہ وہ بیٹھہ گیا اور تلوار اوسکے ہاتھہ سے گر پڑی حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوٹھالی اور فرمایا اب کون ہے جو تجھکو مجھسے بچاوے اوسنے

عرض کی کہ مجھے بخشدے آپ نے اوسے چھوڑ دیا صاحب قرۃ العیون نے اس غزوہ کو سال پنجم مین لکھا ہے اور صاحب تفریح الاذکیا نے سال چہارم مین لکھا ہے جب یہہ شخص اپنی قوم مین گیا تو کہا کہ نیک آدمی کے پاس سے آتا ہون اور اسلام لایا **فائدہ** یہہ غزوہ حسب روایت بخاری بعد غزوہ خیبر کے واقع ہوا لیکن خود علامۃ الزمان بخاری علیہ الغفران نے بعد غزوہ خندق کے ذکر کیا ہے اور غزوۂ خندق بالاتفاق بیش از غزوہ خیبر واقع ہوا ہے اور رفع تعارض یون ہوسکتا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع کئی مرتبہ واقع ہوا ہے ازانجملہ ایک یہہ ہے اور ایک وہ اسیطرح غزوہ ذات الرقاع بروایت ابن سعد وابن حبان سنہ خامسہ مین بہی ہوا ہے۔

سال پنجم ہجری

جب ہجرت کا پانچوان برس شروع ہوا تو اس سال مین چند حادثے اور کئی واقعے ظاہر ہوئے ازانجملہ حکم پردہ پوشی ازواج مطہرات کا قرآن مین نازل ہوا چنانچہ اذا سالتموھن متاعاً فاسئلوھن من وراء حجاب یعنی اور جب سوال کرو تم اونسے تو سوال کرو پردے کی آڑ سے سورۂ احزاب مین احکام پردہ کی تشریح موجود ہین کہ ازواج مطہرات پر حجاب فرض ہوا حجاب اسکو کہتے ہین کہ عورت ایسے شخص کے سامنے کہ جس سے نکاح جائز ہے نہ آوے اسکا نام حجاب ہے اور عورات کے واسطے مستحب ہے اور ستر عورت اوسکو کہتے ہین کہ جس مرد سے جتنا بدن ڈہکنا فرض ہے اوسکو چہپاوے اگرچہ اوسکے سامنے آوے اور یہہ ستر عورت سب عورتون پر فرض ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسیطرح لکھا ہے اور علما کی جماعت کی تحقیق بہی یہی ہے اور بیان ستر مین

پروردگار تعالےٰ شانہ سورہ نور مین یون ارشاد فرماتا ہے وقل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او اٰباءھن او اٰباء بعولتھن او ابناءھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نساءھن او ما ملکت ایمانھن او التٰبعین غیر اولی الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعاً ایہ المومنون لعلکم تفلحون ٥ ترجمہ

اور کہدے ایمان والیون کو کہ نیچی رکھین اپنی آنکھین اور تھامتی رہین اپنے ستر اور نہ دکھاوین اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اوس مین سے اور ڈال لین اپنی اوڑہنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولین اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجون کے یا بھانجون کے یا اپنی عورتون کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا اپنے کام کرنے والون کے جو مرد کچھ غرض نہین رکھتے یا لڑکون کے جنھون نے نہین پہچانے عورتون کے بھید اور نہ دھمک دین اپنے پاؤن سے کہ جانا جاوے جو چھپاتی ہین اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر اے ایمان والو شاید تم بھلائی پاؤ فائدہ الا ما ظھر سے مراد چھٹے سفید کپڑے اور ہنی یا پوشش ہو یا تھوڑا سا مونہہ اور ہاتھ کی انگلیان اور پیر کا پنجہ کھولنا درست نہین آزاد عورت کو مگر بضرورت ناچاری کے سبب سے کہ اسمین ہاتھ کی مہندی کھلے گی یا آنکھہ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور گہنا ڈھانکنا ضرور ہے

نامحرم مردسے مگر اپنے محرمون سے چہاتی سے زانو تک اور جو نیک چلن عورتین
ہین اون سے اتنا ہی ضرور ہے اور بدچلن عورتون سے کنارہ کشی بہت ضرور
ہے اور کمیرے یعنی خادم کام کاج کرنے والے جنکو غرض نہین کہ وہ کہانے اور
سونے مین عرق ہین شوخی اور بدنظری سے جنہین سروکار نہین اور دس برس کا
لڑکا اور اپنا غلام بہی محرم ہے اکثر علما کے نزدیک لیکن اس زمانہ مین جو غلام
اور کمیرے ہین جنہین پورب کے زمیندار کمیا کہتے ہین اون سے پردہ ضرور ہے
تفسیر کبیر مین ہے کہ مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد وہ ہے کہ جو عضو حسب
عادت کہلا رہتا ہے۔ اور غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ سے شیوخ صلحا بہی مراد
ہو سکتے ہین اور پیرون کی دہمک سے بجنے گہنے مراد ہین جیسے پازیب چہاگل اور
باریک کپڑا جس سے بدن نظر آتا ہو وہ برہنگی کا حکم رکہتا ہے واضح ہو کہ غلام اور
لونڈی اور لڑکے انکو بہی تین وقتون مین بغیر اجازت جانا درست نہین کما قال اللہ
تعالی فی السورۃ النور ترجمہ اے ایمان والو اجازت مانگ کر آوین تم مین
سے جو تمہارے ہاتہہ کا مال ہین اور جو نہین پہونچے تم مین سے عقل کی حد کو
تین وقتون مین فجر کی نماز سے پہلے اور جب اوتار کر رکہتے ہو اپنے کپڑے دوپہر
مین اور عشا کی نماز سے پیچہے یہہ تین وقت تمہارے کہلنے کے ہین کچہہ گناہ نہین
تم پر اور اونپر انکے پیچہے پہرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے کے پاس اور جب
لڑکون کو عقل ہو اور جوانی پر آجاوین تو بغیر اجازت نہ داخل ہون مکان مین اور
جو عورتین بوڑہی ہین جنکو بیاہ کی ضرورت نہین رہی یعنی وہ نا امیدی کی عمر کو پہونچ
چکی ہین وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکہین تو اونپر گناہ نہین یعنے اگر تہوڑے سے کپڑے
پہنے رہین تو درست ہے اور اگر اس عمر مین بہی پورے کپڑے پہنے رہین تو اور
بہتر ہے اسلئے کہ نوعمر عورتین اون سے حجاب کا طریقہ تعلیم پاوینگی خواجہ سرا

یعنے خوجے کا عورتون کے پاس داخل ہونا اور اسی طرح ختنے کا اور جسکو نظر نہ آتا ہو بعض کے نزدیک مضائقہ نہین اور بعض کے نزدیک درست نہین اور بے شک یہہ قول صحیح ہے خصوصاً اس زمانہ پر شور مین کہ جب بعض ناد انشمند مردان اسلام نے ایک سرے سے پردہ ہی کو اوٹھانا چاہا ہے اور شرم و حیا کو خیر باد کہکر اہل یورپ کیطرح پورے آزاد ہو گئے ہین۔

اے بہادران اسلام خدا تم کو اپنے مقدس اجداد کی پیروی پر ثابت قدم رکھے آمین

ہر گز ہر گز ان گندم نما جو فروش لوگون کی تحریر و تقریر پر عمل نکرنا اور اپنے اجداد کرام کی شرافت کو برباد نکرنا

اسلام مین پردہ بڑی عمدہ شرافت کا شعار ہے

اسی طرح غیر مرد کو اپنی آواز سنانا بہی جائز نہین ہے۔

رباعی

کس نماندہ است درین بیشہ شکاری بکند　　تیغ گیرد بکفت و فتح دیارے بکند
این زمان ہست مردان بہمین محدود است　　زنے از پردہ برون آید و کارے بکند

قطعہ

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بی بیان
اکبر زمین مین غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو مینے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگین کہ عقل پہ مردو نکے پڑ گیا

سبب نزول آیت حجاب

اہل سیر کے نزدیک یہہ ہوا کہ جب حضرت ام المومنین زینب رضؓ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نکاح فرمایا تو بعد اطعام طعام ولیمہ روز روشن مین حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے دولت سرا مین داخل ہوئے اصحاب وہان موجود تھے اور دیر تک وہ ادہر ادہر کی باتین کرتے رہے اور بہت وقت اون حضرات کا اسمین ضایع ہوا لہذا یہہ آیت حجاب نازل ہوئی پروردگار تعالے لاشانہ نے صحابہ کو ادب تعلیم فرمایا اور اہل اسلام کی عورات کو پردہ نشینی کی شرافت عطا فرمائی۔ اور صحیح بخاری مین آیت حجاب کے نازل ہونیکا سبب یون بیان ہوا ہے ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ رات کے وقت حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا سے کسی جگہہ ملے تو آپنے فرمایا کہ اے سودہ مینے تمہین پہچانا اوسوقت آپکے دل مبارک مین یہہ بات گذری کہ اگر عورتین مردون سے پردہ کیا کرتین تو بہتر تہا اور حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے

التماس کیا لہذا یہہ آیت حجاب نازل ہوئی **فائدہ** حضرت شیخ عبدالقادر
محدث دہلوی نے ترجمہ مین بطور فائدہ لکھا ہے کہ آیت سورۂ احزاب مین پردہ
کا حکم ہوا کہ حضرت کی ازواج مطہرات مردون سے پردہ کیا کرین عورات کیواسطے
تمغۂ شرافت ہے بعد اسکے سب عورتون پر بتقلید ازواج مطہرات
رضی اللہ عنہن پر پردہ واجب ہوگیا اور شرفا کے خاندان مین تو ایسی تاکید
پردہ کی ہے کہ فرض سے بھی اوسکا مرتبہ بڑھگیا ہے مگر زمانہ حال مین جو حکومت ہے
اوسکے اثر سے اب پردہ مین کمی ہوتی جاتی ہے اور ایسا طریق بگڑگیا ہے کہ نہ
حجاب رہا نہ ستر عورت حجاب مین تو یہہ خلل ہے کہ اکثر عورات بعض نامحرمون
کے سامنے جیسے چچا کا بیٹا ماموں کا بیٹا بہن کا خاوند پھرا کرتی ہین اور پھوپھیا
خالو سب کے سامنے آتی ہین یہہ ہندوستانکے رسم ایسے شایع ہوئی کہ یہہ
باتین عیب مین داخل ہی نہین اور لباس ایسا نامہذب عورات نے اپنے لئے
قائم کیا ہے کہ اوس لباس سے عورت سوائے اپنے شوہر کے باپ بھائی کے
بھی سامنے آنیکے قابل نہین ہے مگر یہہ خودسر عورات اوسی لباس سے سبکے
سامنے آتی ہین اور اونکے شوہر اسکی ذرا بھی پروا نہین کرتے **لاحول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ**
رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اسما حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ
کی دوسری دختر باریک کپڑے پہنے ہوئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین آئین آپ نے اونکی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور فرمایا کہ
اے اسما جب عورت جوان ہوجائے تو نہین جائز ہے کہ دکھلائی دے اُسکے
بدن مین سے کچھ مگر یہہ اور یہہ اور حضرت نے اپنے چہرۂ مبارک اور دست مبارک
کی طرف اشارہ کیا اس حدیث سے یہہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ دونون پانون بھی

عورت کے عورت ہین کیونکہ حضرت نے اپنے پائے مبارک کیطرف اشارہ
نہین کیا لیکن ہدایہ اور شرح وقایہ اور درمختار کی کتاب الصلوٰۃ مین ہے کہ پاؤن
عورت نہین ہین اگرچہ تینون کی کتاب الکراہتہ مین چھپانا پیرونکا فرض ہے اور
تاویل اس حدیث کی علما نے یہہ کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ
وسلم کو جواز قدمون کے کھلے رہنے کا معلوم تھا کیونکہ عرب کی عورتین حضرت
کے زمانہ مین موزے نہین پہنتی تھین صرف جوتا پہنتی تھین اس سبب سے
پیرون کا ظاہر ہونا ظاہر تھا لہذا اونکا ذکر نفرمایا یا لباس کے اتصال مین جو
دو عضو بدن اوپر کے عورت نہ تھے اونہین کا ذکر فرمایا یعنی ہاتھہ اور منہ اور کفایہ
حاشیہ ہدایہ مین دلیل لکھی ہے وہ بہی دلالت کرتی ہے کہ دونون پاؤن عورت
کے عورت نہین ہین وہ دلیل یہہ ہے کہ عورت کو رفتار مین قدمون کے کھولنے
کی حاجت ہوتی ہے جیسے معاملات کے وقت ہاتھہ مونہہ کھولنے کی ضرورت
ہوتی ہے حالانکہ ان دونون کے دیکھنے سے احتمال شہوت کا زیادہ ہے بنسبت
قدمون کے پس قدمونکا عورت نہ ہونا بطریق اولی ہے بالجملہ کتب فقہ کے ملاحظہ
سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے پاؤن کی نسبت دو روایتین ہین ایک روایت
تو یہہ ہے کہ چھپانا اونکا فرض نہین اور دوسری روایت یہہ ہے کہ چھپانا فرض
ہے۔ درمختار اور ہدایہ مین روایت اولی کو معتمد لکھا ہے اور طحطاوی حاشیہ
درمختار مین ہے کہ قدم اجنبیہ کے عورت ہونے مین اختلاف ہے ہدایہ اور
شرح جامع صغیر قاضی خان مین تصریح ہے کہ قدم عورت نہین اور محیط مین
اوسی کو اختیار کیا ہے اور اقطع اور قاضی خان نے فتاوی مین تصریح کی ہے
کہ قدم عورت نہین اور اسبیجابی اور مرغینانی نے اسی کو پسند کیا ہے اور صاحب
اختیار نے تصحیح کی ہے کہ قدم نماز مین عورت نہین خارج نماز عورت ہے اور شرح

ننیہ مین مطلقاً عورت ہونیکو مرجح لکہا ہے احادیث سے اب واضح ہوا کہ عورت آزاد کو سوا
مونہہ اور ہاتہہ کے گہٹنون تک اور پیرون سے ٹخنون تک تمام بدن کا چہپانا ایسے مردون
سے جنکے ساتہہ نکاح درست ہے فرض ہے اگر نہ چہپاویگی تو موافق حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دونون ناظر ومنظور خدا کی لعنت کے سزاوار ہون گے چنانچہ
ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ لعنت ہو خدا کی اوسپر جو کسی کا ستر
دیکہے اور اوسپر جو دکہاوے اسیطرح مردون کو بہی ناف کے تلے سے گہٹنون تک ڈہکنا
فرض ہے اور لونڈیون کو بہی مردونکی مانند پیٹ اور پیٹہہ ڈہکنا فرض ہے درمختار
مین ہے کہ جوان عورت منع کیجاوے مردون کے سامنے منہ کہولنے سے اسواسطے
نہین کہ منہ عورت ہے بلکہ بخوف فتنہ اور یہہ بہی جاننا چاہیئے کہ جس عضو کا ڈہکنا چاہیئے
ہے اگر وہ بدن سے ہی الگ ہوجاوے تب بہی اوسکا دیکہنا درست نہین مثلاً عورت کے
بال کنگہی کرنے سے جدا ہون تو اونکو ایسی جگہہ ڈالے کہ اجنبی مردون کو نظر نہ پڑے
اور جو موے زہار مونڈے تو ایسی جگہہ نہ ڈالے کہ کسی کی نظر پڑے اور محرم سے بہی جس
سے کبہی نکاح درست نہین جیسے بیٹا یا باپ بہائی دادا پیٹ پیٹہہ کے نیچے سے گہٹنون
تک ڈہکنا فرض ہے مثلاً بیٹے کے سامنے سر یا بازو کہلجاوین یا پنڈلی کہلجاوے تو
کچہہ مضایقہ نہین مگر جن مردون سے نکاح جائز ہے بہن کا شوہر خالو پہوپا یا بہانجی بہتیجی
کا شوہر انکا حکم اجنبی کا ہے اور عورت کو عورت سے ناف کے نیچے سے گہٹنون تک
بدن چہپانا فرض ہے اکثر عورتین سمجہتی ہین کہ عورت کا عورت سے کیا پردہ ہے یہہ غلط
ہے مگر ضرورت کے وقت بقدر ضرورت ستر دکہانیکا حکم ہے جیسے دوا کے واسطے
یا دائی جنائی یا اور محارم کو اور جسقدر بدن کا دکہانا جائز ہے اوسکا چہونا بہی جائز ہی
مگر اجنبیہ عورت کے لئے یہہ حکم نہین ہے اجنبیہ عورت کا بے شہوت دیکہنا درست
ہے چہونا درست نہین لیکن جو عورت بہت بوڑہی ہو وہ اس حکم سے جدا ہے کذا فی

الدر المختار اور جو بہت چھوٹا لڑکا ہو اوسکا کوئی بدن عورت نہین اور جب ذرا بڑا ہو تو جب تک قابل شہوت نہین تو صرف قُبُل و دُبُر کا نہ دیکھنا فرض ہے اور پھر اور متصل بدن کا دس برس کی عمر تک پھر اس عمر کے بعد اوسکا حکم بالغ کا سا ہے کذا فی الدر المختار اور جو عورت بضرورت کسی غیر محرم کے سامنے آوے تو واجب ہے کہ تمام بدن چادر سے ڈہک کر آوے اور چادر موٹے کپڑے کی ہو مردون کو لازم ہے کہ یہہ احکام عورتون کو سمجھاوین ورنہ اون سے بازپرس ہوگی۔ تمام ہوگئے پردے کے احکام۔

اسکے بعد غزوہ دومۃ الجندل واقع ہوا

بعض کے نزدیک یہہ مقام پہاڑ ہے کوفے سے دس مرحلہ اور دمشق سے دس اور بروایت دیگر قلعہ ہے سنگین مواہب مین ہے کہ ایک شہر ہے مدینہ سے پندرہ سولہ شب کی راہ پر پشت اوسکی جانب وادی ابن اسمعیل ہے سبب اس واقعہ کا یہہ ہے کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خبر پہونچی کہ کچھہ لوگ جمع ہوکر راہ زنی کرتے ہین حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سباع ابن عرفطہ کو خلیفہ کیا اور ہزار آدمی سے اوسطرف روانہ ہوے وہ لوگ یہہ خبر سنکر بہاگ گئے کوئی اونمین سے ہاتھہ نہ آیا اسی عرصہ مین دفعتًہ والدہ ابن عبادہ نے وفات پائی سعد نے کہا اگر میری مان فرصت پاتی تو صدقہ دیتی خواہ وصیت کرتی اگر مین کچہہ صدقہ دون تو اوسے فائدہ ہوگا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہوگا سعد نے عرض کیا کہ کون صدقہ افضل ہے فرمایا پانی تو سعد نے ایک کنوان بطور سبیل وہان کہود دیا اور حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونکی مان کی قبر پر نماز پڑہی بعد اسکے ماہ شعبان مین غزوہ بنی مصطلق واقع ہوا اس غزوہ کو مُرَیسیع کہتے ہین مصطلق ایک مرد کا لقب ہے کہ اوسکا نام خزیمہ ابن سعد ابن عمرو تھا اور مُرَیسیع بصیغہ تصغیر بنی خزاعہ کا ایک کنوان ہے

ناحیہ قدید مین سبب اس لڑائی کا یون واقع ہوا کہ حارث ابن ابی ضرار نے مشرکون کو ترغیب دیکر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا یہہ خبر مدینہ مین آئی تو اول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بُریدہ ابن الحصیب اسلمی کو انکا حال دریافت کرنے کو بھیجا یہہ اون سے ملکر تحقیق خبر لائے اور حضور نے سامان جنگ کیا زید ابن حارث کو خلیفہ مقرر کیا اور علی مرتضیٰ یا صدیق اکبر کو علمدار مہاجرین کا کیا اور سعد ابن عبادہ کو علمدار انصار کا کیا اور عمر ابن خطاب کو لشکر خدائے تعالیٰ کا مقدمۃ الجیش قرار دیا اور تشریف لے چلے اور امہات المومنین مین سے حضرت عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ ہمراہ تھین اور اس لڑائی مین اکثر اہل نفاق بھی بطمع غنیمت ہمراہ ہوگئے تھے راہ مین ایک جاسوس بنی مصطلق کا ملگیا وہ گرفتار کیا گیا اوس سے حال پوچھا اوسنے بالکل انکار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ڈانٹا اوسنے سب حال کہدیا لہذا اوسے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین لائے وہ بدبخت جاسوس سخت کلامی اور درشتی سے بولا اور آمادہ مقابلہ ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اوسے قتل کیا یہہ خبر مشہور ہوئی مشرکون کو خوف پیدا ہوا اور وہ سب منتشر ہوگئے اور لشکر اسلام مُریسیع پر خیمہ زن ہوا کچھہ مشرک پھر جمع ہوکر برسر مقابلہ آئے حضرت رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا کہ انکو نصیحت کرکے دعوت اسلام کرو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل حکم کی مگر اون لوگون نے کوئی بات نمانی اوسوقت مسلمانون نے اول تیراندازی کی پھر حملہ کردیا سب مشرک فرار کرگئے مگر بعض گرفتار ہوئے سب دس مشرک مارے گئے اور ایک صحابی شہید ہوئے جب لڑائی ہوچکی تو ابو ثعلبہ طائی خبر رسانی کے لئے جانب مدینہ باسکینہ روانہ ہوے اور ایک شخص بنی مصطلق کا برغبت دلی ایمان لایا اور اوسکے میلان خاطر کا یہہ سبب تھا کہ اوس نے

لڑائی کے وقت دیکھا تھا کہ کچھ لوگ ابلق گھوڑون پر سوار مسلمانون کی مدد کو آئے ہین
یہہ واقعہ مشاہدہ کرنیکے ساتھہ اوسے یقین ہوگیا کہ دین اسلام سچا دین ہے اور جویریہ
بنت حارث ابن ابی ضرار کا بھی ایسا ہی حال بیان کرتے ہین وہ شوکت اسلام ملاحظہ
فرما کر کفر سے متنفر ہوئین اور اسلام اختیار کیا پھر اللہ تعالی شانہ نے اونپر یہہ فضل
واحسان کیا کہ جب وہ غنیمت مین آئین اور مسلمان ہوئین تو حضور پرنور صلے اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے اونسے نکاح کیا اور اونکی آزادی اونکا دین مہر قرار پایا بعد
اسکے مسلمانون نے تجویز کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بی بی کے
قرابت دارون کو بندہ کرنا مناسب نہین اسواسطے سو عورتون سے زیادہ آزاد کردی
گئین اس غزوہ مین اٹھائیس ۲۸ دن مدینہ سے غیبت رہی اور مال غنیمت سے بحکم
حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خمس نکالا گیا اور باقی لشکر اسلام
مین تقسیم کیا گیا اور اسی سال مین حضرت نے زینب بنت جحش سے کہ حضور کی
پھوپی کی دختر تھین اولاً زید ابن حارث کے نکاح مین تھین بوجہہ ناموافقت مزاج
کے بعد طلاق اور انقضائے عدت بحکم مالک حقیقی آپنے نکاح فرمایا اور اسی سفر
مین ما بین سنان بن وبر جہنی اور جہجاہ بن سعید غفاری کے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالی
عنہ کا اجیرہ دار تھا نزاع واقع ہوئی کہ سنان اور جہجاہ نے اپنا اپنا ڈول کنوئین
مین ڈالا اور دونون ڈول ایکسے تھے اتفاقاً ایک ڈول گر پڑا اور دوسرا نکل آیا
وہ فی الحقیقت سنان کا تھا جہجاہ نے کہا کہ یہہ میرا ڈول ہے دونون مین جھگڑا ہوا
یہانتک کہ جہجاہ نے سنان کو ایک طمانچہ مارا کہ خون بہ نکلا وہ سنان پکارا کہ یا
للانصار یا للخزرج اور جہجاہ چلایا یا للکنانہ یا للقریش لہذا مہاجر
وانصار کے لوگ ہتیار لیکر دوڑے قریب تھا کہ فساد برپا ہو مگر مہاجرون سے بعض
اشخاص نے سنان کو سمجھایا اور یہہ فساد رفع ہوگیا عبد اللہ ابن ابی سلول منافق

بہی اپنے یاردن سمیت وہان بیٹہا تہا اور زید بن ارقم بہی اون مین موجود تہے
عبد اللہ ابن ابی سلول بڑے غصہ سے چلا کر بولا کہ یہہ مہاجر تو ہماری جان کے لئے
بڑے صاحب قسمت بن بیٹہے ہین اگر مین ابکے مدینہ جاؤنگا تو وہ جو عزیز ہے اوسکو
جو خوار ہے مدینہ سے نکالدے گا یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
پہر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ یہہ بلا تو تم نے آپ اپنے سر پر لی ہے کہ مسلمانون کو مدینہ
مین رہنے دیا زید بن ارقم نے یہہ تمام واقعہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے حضور مین عرض کیا اوسوقت حضور کے سامنے سب صحابہؓ حاضر تہے حضرت نے
اس خیال سے کہ شاید کوئی صحابی ناراض ہوکر درپئے انتقام ہوجائے فرمایا کہ ای
زید شاید تو اوس سے کچہہ خفا ہے کہ ایسی باتین تو اوسکی نسبت کہتا ہے زید نے
عرض کی مینے اوسکی زبان سے سنا ہے حضرت نے فرمایا شاید تیرا اوسنے کہا نہین
مانا یہہ فرماکر آپ خاموش ہوگئے اُسید ابن حصیر نے جب یہہ سنا کہ عبد اللہ ابن
ابی سلول منافق نے یہہ بے ادبی حضور کی شان مین کی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوئے اور دست بستہ عرض کی کہ یہہ جو
عبد اللہ نے کہا ہے کہ وہ جو عزیز ہے اوسکو جو خوار ہے مدینہ سے نکال دیگا تو آپ
بے شک عزیز وگرامی ترین مخلوق ہین اور وہ ضرور ذلیل وخوار ہے آپ اوسکو مدینہ
سے نکال دیجئے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس کے
جواب مین کچہہ نفرمایا اور ابن ابی سلول منافق کے بعض دوستون نے کہا ای ابن
ابی سلول بدبخت تجہپر کیا غضب پڑا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے حق مین ایسی بے ادبی کا کلمہ کہا اگر یہہ بات سچ نہین ہے تو آپکی خدمت اقدس
مین حاضر ہوکر اپنی برائت کی دلیل اور ثبوت پیش کر اوسنے کہا واللہ مین نے ایسی بات
نہین کہی اور حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین حاضر ہوکر جہوٹی قسم کہالی

کہ یا حضرت زید ابن ارقم نے آپ سے غلط بات کہدی ہے مین نے ہرگز ایسا کلمہ
آپ کی شان مین نہین کہا بعض کے دل مین یہہ وسوسہ گذرا کہ زید نے اسکو تہمت
لگائی ہے اوسنے ہرگز یہہ بات نہین کہی ابن ابی سلول سچا ہے زید کے بعض اقربا نی
زید کو ملامت کی زید بیچارے سخت غمناک ہوے ایک دن مضطرب و غمگین گھوڑے پر
سوار ہوکر میدان مین نکلی ناگاہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بھی
آگئے زید کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بعلم نبوت میری رنجیدگی
دریافت فرمائی اور میرا کان مروڑا اور فرمایا غمگین مت ہو اللّٰہ جَلّ جَلالہٗ
تیرے قول کی تصدیق اور منافق کے قول کی تکذیب فرماتا ہے اور سورہ منافقون مجھے
سنائی اوسوقت مجھے تسکین ہوئی عبد اللہ ابن ابی سلول کا بیٹا تہا وہ بہت سچا مسلمان
اور موحد تہا اوسنے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین
دست بستہ عرض کی کہ اگر آپ میرے منافق باپ کا قتل چاہتے ہین تو مجھے اجازت
ہو کہ مین اوسے اپنے ہاتھہ سے قتل کرون حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ اے عبد اللہ مین تیرے باپ کا قتل ہونا نہین چاہتا تو اس خیال
سے درگذر جب تک کہ ہم مین ہے ہم اوسکے ساتھہ نیکی کرینگے جب مدینہ طیبہ کو مراجعت
کی تو وادی عقیق مین عبد اللہ نی سر راہ کہڑے ہوکر ہر ایک سوار کا تفحص شروع کیا حتی کہ
اوسکا باپ عبد اللہ بہی نکلا تو اوس نے اونٹ کی مہار پکڑ کے اونٹ کو بٹھایا اور اوسکے
زانون پر پائون رکھکے کہڑا ہو گیا ابن ابی سلول نے کہا کیا ارادہ ہے عبد اللہ نے
کہا مین تجھے ہرگز نچھوڑونگا کہ تو مدینہ مین جانے پائے جب تک رسول اللہ کی اجازت
نہو اور تو یہہ اقرار کرلے کہ مین ذلیل ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
عزیز ہین جو شخص ان دونون باپ بیٹون کا یہہ واقعہ دیکھتا تہا وہ تعجب کرتا تہا یہانتک
کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو یہہ خبر پہونچی آپ تشریف لائے اور

اہل جلسہ سے کہا کیا ہو رہا ہے لوگون نے حال بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہان تشریف لے گئے دیکھا تو فی الحقیقت بیٹا باپ کا اونٹ پکڑے کھڑا ہے اور باپ سے کہہ رہا ہے لا انت اذل من الصبیان لا انت اذل من نساء حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عبداللہ سے کہا بس زیادہ اصرار نکر چھوڑ دے عبداللہ نے حضور کے ارشاد کی بجا آوری کی اور چھوڑ دیا اور اوس سے متعرض نہوا ایکدن عبادہ ابن الصامت نے عبداللہ ابن ابی سلول سے کہا کہ تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کہ تیرے لئے دعائے آمرزش کرین اوسنے منہ پھیر لیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہان سے کچھہ دور تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی اور وہ سورۂ منافقون کی یہہ آیت ہے و اذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللّٰہ لووا رؤسھم ورایتھم یصدون وھم مستکبرون ترجمہ یعنے جب کہی اون کو آؤ معاف کرادے تمکو اللہ کا رسول تو وہ پھیر لیتے ہین منہ اپنا اور تو دیکھے کہ رکتے ہین اور غرور کرتے ہین پھر قبل اسکے کہ عبادہ بن صامت یہہ احوال کسی سے کہین سب کو اطلاع ہو گئی جب یہہ آیت نازل ہوئی تفسیر بغوی مین لکھا ہے کہ جب اللہ تعالی شانہ نے ابن سلول کا کذب کھول دیا اور زید ابن ارقم کا صدق ظاہر کر دیا تو کسی نے اوس منافق سے کہا یا اباحباب تیری شان مین آیت سخت نازل ہوئی لہذا تو چل کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین آمرزش کی درخواست کر وہ اسپا تیر رضامند نہوا یہہ اس آیت کا شان نزول ہے۔

اسی سفر مین

یہہ اتفاق ہوا کہ جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مراجعت کے وقت

چاہ نقعار پر رات کو جلوہ فرما ہوئے تو ہوا کی شدت ہوئی لشکر کے لوگ بہت خوفناک ہوئے اور ناقہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کھل گیا تلاش کرنے سے نملا حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ کچھہ اندیشہ نکرو یہہ ہوا ایک کافر کے مرنے سے چلی ہے اور وہ کافر مدینہ مین تھا کسی نے پوچھا وہ کافر کون تھا آپ نے فرمایا رفاعہ ابن زید ابن تابوت یہہ بات سنکر ایک منافق نے کہا کہ یہہ شخص آپ کو عالم الغیب جانتا ہے حالانکہ اونٹنی جاتی رہی اوسکا پتہ نہین معلوم اوسکی خبر کیون نہین بتاتا وہ شخص جو وحی لاتا ہے اوسیوقت حضرت جبرئیل تشریف لائے اور مقولہ منافق اور ناقہ کے نشان سے جہان وہ تھا مطلع کر گئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ مین یہہ گمان نہین کرتا کہ مین غیب کی خبرین جانتا ہون اور نہ عالم الغیب ہون لیکن مجھے اوس نے جو حقیقت مین عالم الغیب ہے منافق کے مقولہ سے اور جہان ناقہ ہے اوس مقام سے مطلع کر دیا ہے ناقہ شعب مین ہے اور نکیل اوسکی ایک درخت سے بندھی ہوئی ہے یہہ نشان سنکر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم گئے اور ناقہ کو اوس مقام سے لے آئے اور جب لشکر خدا مدینہ مین پہونچا تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید ابن التابوت اوسی دن اوسیوقت مرا تھا جسوقت حضور پرنور صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے خبر دی تھی یہہ رفاعہ عظماء یہود مین سے تھا اور منافقون کا تھا نگی تھا۔

اسی سال مین قضیہ افک واقع ہوا

افک کہتے ہین جھوٹھہ اور تہمت لگانے کو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

کو منافقین نے تہمت لگائی تھی اور بعض مخلصین بھی نادانی کے سبب سے اوس تہمت لگانے مین
شریک ہوگئے تھے اوسکا بیان یہہ ہے کہ غزوہ بنی المصطلق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ساتھہ لے گئے تھے اور آیت حجاب
نازل ہوچکی تھی تو کوچ اور مقام مین ایسا ہوا کرتا تھا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا ہودج مین مستور ہوتین اور لوگ اوس ہودج کو کوچ کے وقت اُتارکر
الگ ہوجاتے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم غزوہ مُریسیع سے فارغ
ہوکر مدینہ کو پھرے تو مدینہ کے قریب یہہ اتفاق ہوا کہ جب سحر کو کوچ کی ندا ہوئی تو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کوچ کی طیاری کی ندا سنکر لشکر سے علیحدہ قضائے حاجت
کے لئے تشریف لے گئین جب وہان سے پھرین تو گلوبند جسمین جہرہ یمانی پڑا تھا گلے مین
نہ پایا معلوم ہوا کہ کھُل کر گر پڑا اوسیدم اولٹے پائون پھرین اور وہین تشریف لے گئین
اور وہ ہار اپنا ڈھونڈکر لائین لشکر کا کوچ ہوگیا تھا صفوان ابن معطل ہارے ماندے
لوگون کی دیکھہ بھال کے واسطے پیچھے رہا کرتا تھا آپ اوسکے اونٹ پر چڑھکر لشکر مین
تشریف لائین منافقون نے عیب لگایا اور سردار منافقون کا عبداللہ ابن ابی سلول
مردود تھا قصہ مختصر اس معاملہ کا بخاری مین حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا سے
یون منقول ہے کہ حضرت کا معمول تھا کہ جب کسی لڑائی مین تشریف لیجاتے تو ازواج
کے واسطے قرعہ ڈالتے جسکا نام نکلتا اوسکو ساتھہ لے جاتے چنانچہ اس لڑائی مین
قرعہ میرے نام پر پڑا لہذا مین ساتھہ گئی جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
فتح کے بعد مراجعت کی اور مدینہ کے قریب پہونچے تو رات کو کوچ کی خبر ہوئی مین
قضائے حاجت کو لشکر کے باہر گئی اور فارغ ہوکر مکان پر آئی یہان معلوم ہوا کہ گلے
کا ہار گر پڑا ہے مین اوسی مقام پر تلاش کرنیکو گئی وہان تلاش مین دیر لگی جو لوگ میرے
کجاوے کو کسنے پر مقرر تھے وہ میرے کجاوے کو اوٹھاکر اونٹ پر کسکے لشکر کے ساتھہ

روانہ ہوئے عورتین اوسوقت کی کم خوار اور نہایت دبلی ہوتی تہین اس سبب سے
کجاوہ کسنے والون کو میرے ہونے نہونے کی کچہہ خبر نہوئی جب مجھکو ہار ملگیا تو مین مقام پر
آئی دیکھا تو لشکر کا کوچ ہوگیا ہے ناچار مین وہین بیٹھہ گئی اس خیال سے کہ آخر جب میرا
حال معلوم ہوگا تو ضرور کوئی آدمی میرے لینے کو آئیگا صفوان ابن معطل لشکر کے پیچھے رہا
کرتا تہا کہ لشکر کی ہارے ماندے لوگونکی مدد کرتا رہے اوسنے مجھے سوتے ہوئے دیکھا تو
پہچانا کیونکہ پردہ نشینی کے حکم سے پہلے مجھے دیکھا تہا اوسنے افسوس اور تعجب سے
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۔ کہا اور یہہ کہا کہ تو پیغمبر کی بی بی ہے اور
اوسکی کوئی بات استرجاع کے سوا مین نے نہین سُنی اوسنے اپنا اونٹ بٹھایا مین اوسپر
سوار ہوئی وہ اونٹ کی نکیل پکڑے ہوے روانہ ہوا مین ظہر کے وقت لشکر مین پہونچی
تہمت کرنے والون نے مجہپر تہمت باندہی اور بانی مبانی اس تہمت کا عبداللہ ابن
ابی سلول تہا مین مدینہ مین آکر بیمار ہوگئی اور ایک مہینے کامل بیمار رہی مجکو اس تہمت
کی خبر نہتی ہان اتنا تردد تہا کہ جسطرح میری بیماری مین حضرت مہربانی فرماتے تہے اس
مرتبہ ویسی مہربانی نہتی گہر مین آتے اور صرف اتنا پوچہتے کہ اس عورت کا کیا حال ہے اوسوقت
تک گہرون مین پاخانے نہین تہے مین شہر کے باہر مسطح کی مان کے ہمراہ جاتی ضرور کو گئی
اوسکا پانون چادر مین اولجہا وہ گرپڑی اوسنے اپنے بیٹے کو بددعا دی مینے کہا تو اوسکو
کیون بددعا دیتی ہے وہ تو بدری صحابی ہے تو اوسنے مجہکو اس تہمت کی خبر کی کہ مسطح
بہی تہمت کرنے والون مین شریک ہے یہہ بات سنتے ہی میری بیماری دونی ہوگئی مین حضرت
سے اجازت لیکر اپنے مان باپ کے گہر آگئی کہ اس خبر کو تحقیق کرون مینے اپنی مان سے
کہا کہ اے مان یہہ کیا بات ہے جسکا لوگون مین چرچا ہے میری مان نے کہا کہ بیٹی
گہبرا مت جو عورت اپنے خاوند کی پیاری ہوتی ہے اوسکو حاسد لوگ ایسی ہی تہمت
لگا دیا کرتے ہین مینے کہا کہ سبحان اللہ میرے حق مین لوگ ایسی گفتگو کرتے ہین

اوس رات مین تمام شب نہین سوئی اور میرے آنسو جاری رہے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے علی مرتضی ابن ابیطالب کو اور اُسامہ ابن زید کو بلایا اور میرے چھوڑنیکے باب مین مشورہ پوچہا اسلیئے کہ اس عرصہ مین جبرئیل کا آنا اور وحی کا اُترنا کم ہوگیا تہا پس اُسامہ نے تو میری پاکدامنی بیان کی اور کہا یا رسول اللہ وہ آپ کی بی بی ہین مجھکو تو سوائے پاکی اور بہتری کے کچہہ خیال مین نہین آتا اور علی مرتضی نے کہا خدا نے حضرت پر کچہہ تنگی نہین کی ہے انکے سوا اور بہت عورتین ہین مگر بریرہ کنیز سے بہی آپ دریافت فرمائین وہ سچ سچ بتلادے گی حضرت نے اوسے بُلایا اور فرمایا کہ اے بریرہ کبہی عایشہ سے ایسی بات دیکھی ہے کہ تجھے اوسکے پاکدامنی مین شک پڑے اوسنے کہا یا رسول اللہ اوس خدا کی قسم جسنے آپ کو سچا پیغمبر کیا ہے مین نے کبہی اوسکی پاکدامنی مین فرق نہین پایا ہان اتنی بات البتہ ہے کہ عایشہ کمسن لڑکی ہے بکری خمیر کہا جاتی ہے اور وہ سویا کرتی ہے یعنی کم عمری کے سبب سے گہر کا بندوبست نہین کرتی۔

تنبیہ

ظاہر کلام حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ حضرت علی مرتضی کے مشورہ سے ناراض ہوئین اور یہہ گمان ہوا کہ علی کو مجہپر سوء عقیدت ہے حالانکہ حضرت سیدنا علی کو بجز حسن عقیدت وکمال صداقت کے اصلا کسیطرح کا سوءظن نہتہا بلکہ یہہ ثابت ہے کہ جناب ولایت مآب کرّم اللہ وجہہ نے بمقتضائے دیانت وایمان بابلغ وجہ حضرت صدیقہ کی پاکدامنی پر گواہی دی ہے چنانچہ کریمہ ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بہذا سبحانک ہذا بہتان عظیم ○

ترجمہ اور کیون نہ جب سنا تہا اوسکو کہا ہوتا ہمکو لایق نہین کہ منہ پر لاوین یہہ بات اللہ تو پاک ہے یہہ بڑا بہتان عظیم ہے اسبات کی خبر دیتی ہے اور علی مرتضی تو خود جانتے تہے کہ طیبات کی صحبت سوائے طیبین کے اور کسی سے ہو نہین سکتی لیکن جب یہ دیکہا کہ حضرت رسالت مآب کو نہایت اضطراب ہے تو چاہا کہ بوجہ احسن تسکین خاطر فرمالین اور خلاصہ یہہ ہے کہ ولایت مآب نے کلام کرنے مین جانب رسول اللہ کو ترجیح دی اور اوسکے ضمن مین حضرت صدیقہ کی مہم کو سرانجام دیا اور کہا کہ یا رسول اللہ اس معاملہ کی جانب خدا ہے یہہ بات آپ پر منکشف ہو جاویگی اور اگر میلان خاطر شریف اسطرف ہے کہ عایشہ سے مفارقت واقع ہو تو چندے صدیقہ آپ سے جدا ہو کر اپنے والدین کے گہر مین رہین جب اطمینان کلی ہو جائے تو دولت خانہ عالی مین قدم رنجہ فرمائین اور اگر یہہ ارادہ ہے کہ اسکی حقیقت زبان خلق سے تحقیق ہو جاے تو بریرہ کنیز سے دریافت فرمایئے وہ بخوبی حالات صدیقہ سے واقف ہوگی کہ وہ شب و روز اونکی خدمت مین رہتی ہے اس کلام سے حُسنِ اہتمام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت مرتضی علی علیہ السلام خوب جانتے تہے کہ بریرہ کے کلام سے حضرت کو تسکین ہو جائیگی اور ایسا ہی ہوا بہی مگر حضرت صدیقہ اوس زمانہ مین خورد سال تہین اس دقیقہ کو نہ پہونچین اور اسی سبب سے اونکو ملال ہوا بالجملہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بریرہ سے حال دریافت کرنے کے بعد مسجد شریف مین تشریف لے گئے اور منبر پر چڑہکر یہہ فرمایا کہ اے مسلمانون کے گروہ کون سا میرا ہمدرد تم مین ہے جو دریافت کرکے اوس مرد سے بدلا لے جسکے سبب سے میری زوجہ کو ایذا اور تکلیف پہونچی ہے خدا کی قسم نہین جانا مینے اپنی بی بی کو مگر نیک اور البتہ ذکر کیا ہے لوگون نے اوس مرد کو جسکو نہین جانا مین نے مگر نیک وہ تو میری بی بی کے پاس کبہی نہین جاتا تہا میرے

ساتھہ کے سوا پس سعد بن معاذ سردار قوم اوس نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین بدلا لینے کو تیار ہون اگر تہمت کرنے والا ہماری قوم مین سے ہو تو مین اوسکی گردن ماردون اور اگر دوسری قوم سے یعنی خزرج سے ہے تو جیسا ارشاد ہو ویسا کرین تب سعد بن عبادہ سردار قوم خزرج نے اپنی قوم کی پچ کی اور کہا اے ابن معاذ تو زیادہ گوئی کرتا ہے ہماری قوم پر تیرا کیا اختیار ہے اپنی قوم کی تو بہی حمایت کریگا پہر اوسید بن حضیر سعد بن معاذ کے چچازاد بہائی نے کہا اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گوئی کرتا ہے قسم ہے خدا کی ہم تہمت کرنے والے کو قتل کرینگے کیا تو منافق ہے جو منافقونکی حمایت کرتا ہے الغرض قریب تہا کہ کشت وخون ہوجائے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سب کو روکا حضرت صدیقہ فرماتی ہین کہ مین بیٹھی ہوئی روتی تہی کہ حضرت تشریف لائے اور میرے نزدیک بیٹھہ گئے اور فرمانے لگے اے عایشہ تیرے حق مین ایسا ایسا سنا گیا ہے اگر تو بیگناہ ہے تو قریب تر خدا تیری پاکدامنی بیان کریگا اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو توبہ کر اسواسطے کہ جب بندہ نے توبہ کی تو خدا گناہ معاف کرتا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کلام تمام کرچکے تو میرے آنسو تھم گئے مین نے اپنے باپ سے کہا کہ تم حضرت کی بات کا جواب دو وہ بولے کہ مین نہین جانتا کیا جواب دون پہر مین نے اپنی مان سے کہا کہ تم اسکا جواب دو اونہون نے بہی اسکا کچہہ جواب نہ دیا آخر کو مین نے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے معلوم ہے کہ اس بات کی خبر آپکو ہوئی ہے اور آپ کے دل مین جمگئی ہے اگر مین یون کہون کہ مین عیب سے پاک ہون تو آپ کو یقین کاہیکو ہوگا اور اگر ناکردہ گناہ کا اقرار کرتی ہون تو آپ اوسے سچ ہی سمجھینگے اب میرے حال کے مطابق بات یوسف کے باپ کی ہے فصبرٌ جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون یعنی اب صبر ہی اچھا ہے اور اللہ کی مدد چاہیئے

بہ سبب کثرت غم کے حضرت صدیقہ کی زبان مبارک پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام نہ آیا اسلیئے یوسف کے باپ نے فرمایا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مین اپنی حقیقت ایسی نہ جانتی تھی کہ میرے حق مین قرآن نازل ہوگا بلکہ یہہ گمان تہا کہ میرے معاملہ مین خواب کے طور پر حضرت کو اطلاع ہوجائیگی لیکن اللہ کی کریمی کے قربان کہ آپ وہین تشریف رکھتے تہے کہ وحی نازل ہوئی آپ نے تبسم فرمایا اور کہا اے عائشہ خدا تعالی نے تیری پاکدامنی اور صفائی نازل فرمائی اور سورۂ نور کی آیتین اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ آخر رکوع تک پڑہ سنائین مین شکر الٰہی بجالائی میرے باپ نے کہا کہ اے عائشہ حضرت کی تعظیم کے واسطے کہڑی ہوجا اسوقت مین غصہ مین تہی مینے کہا نہ اوٹہونگی اور نہ تعریف کرونگی مین تو اپنے خدا کی تعریف اور شکر کرونگی جسنے میرے حق مین قرآن نازل کیا ہے جو قیامت تک پڑہا جائیگا۔

فائدہ اس حدیث سے کئی فائدے ظاہر ہوے اول یہہ کہ جو کوئی بیگناہون کو بہتان اور تہمت لگاتا ہے وہ آخر کو رسوا اور فضیحت ہوتا ہے اور پاک لوگون کی پاکیزگی زیادہ اوس سے کہ جو تہی ثابت ہوجاتی ہے۔ دوسرے یہہ کہ جسنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی کو بد کہا اوسنے ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو رنج دیا اور منافقون مین اوسکا شمار ہوا تیسرے یہہ کہ علم غیب سواے خدا کے کسیکو نہین اسلئے کہ ایک مہینے تک حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو تردد رہا لیکن حقیقت حال خدا ہی کے بتلانے سے معلوم ہوئی۔ چوتہے یہہ کہ جو شخص نعوذ باللہ اس برائت منصوصہ قطعیہ مین شک کرے وہ باجماع اہل اسلام کافر ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ کسی نبی کی بی بی نے زنا نہین کیا ہے۔ پانچوین یہہ کہ قرعہ ڈالنا اسکی اصل کتاب وسنت سے ثابت ہوے۔ چہٹے یہہ کہ کوئی شخص اپنا دوست ہو یا عزیز کسی اہل فضل کی برائی کرنے والے کے فعل کو برا سمجہے جسطرح مسطح کی والدہ نے اپنے

بیٹے کے فعل کو بُرا سمجھا باوجودیکہ وہ بدری صحابی تھا۔ [۷] ساتوین یہہ کہ تفضیل اہل بدر اس حدیث سے بہی ثابت ہوتی ہے۔ [۸] آٹھوین یہہ کہ عورت کو اپنے والدین کے گھر جانا بغیر اجازت شوہر کے جائز نہین۔ [۹] نوین یہہ کہ استشہاد اور استفسار عورتون سے اُمور عارضہ مین جائز ہے جسطرح حضور پرنور نے بریرہ سے پوچھا کہ وہ اس حدیث مین مذکور ہے اور دوسری حدیث مین استفسار کرنا زینب بنت جحش اور اُم ایمن اور اُسامہ سے مذکور ہے اور اُن سب نے بہی پاکدامنی حضرت عائشہ رض کی بیان کی ہے۔ [۱۰] دسوین یہہ کہ بد کہنا متعصب بالباطل کا جائز ہے جسطرح سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے فرمایا کہ کیا تو منافق ہے جو منافقون کی طرفداری کرتا ہے۔ [۱۱] گیارہوین یہہ کہ حسن ادب غضب کے وقت یون لازم ہے کہ مہربانی معمولی کم کردے تاکہ وہ شخص جسکے سبب سے ایذا پہونچی ہے معلوم کرلے کہ یہہ آدمی مجہہ سے ناخوش ہے جیسا حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت صدیقہ کے ساتھہ برتاو کیا۔ [۱۲] بارہوین یہہ کہ جو امر جدید خلاف طبع ہو تو اوسمین عقلا سے دریافت کرنا ضرور ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُسامہ بن زید اور علی مرتضی اور عمر ابن خطاب اور عثمان بن عفان سے دریافت کیا اور سب لوگون نے حضرت صدیقہ کی پاکدامنی بیان کی **فائدہ** ایسے حالات کے واقع ہونے مین جو اولیا اور انبیا پر واقع ہوئے ہین اللہ تعالے شانہ کی حکمتین مخفی ہوتی ہین اور جب وہ سمجہہ مین آجاتی ہین تو اون بزرگونکی عزتین خلق اللہ کی نظر مین بہت بڑہ جاتی ہین یہہ مصائب اونکے آئینہ کمال کے جوہر کو بہت مصفا اور مجلا کرکے دکھا دیتے ہین اور پہر دنیا اون کا کلمہ پڑہنے لگتی ہے جتنے مصائب زیادہ ہوتے ہین اوتنے ہی مراتب زیادہ اونکو عطا ہوتی ہین

واقعات شہادت حضرت حسنین

گلگون قبا علیہ السلام

اسکی پوری مثال ہے لہذا بعض شروح بخاری مین قصہ افک کی حکمتین شمار کی ہین

ازانجملہ یہہ معاملہ سبب نزول تعریف حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قرآن مین ہوا دوسرے جو مصیبت مسلمانون پر ہوتی ہے وہ موجب ثواب اور رفع درجات ہوتی ہے۔ تیسرے یہہ کہ حال مومنین کا ایسے معاملات مین کھل جائے اور اوس مالک الملک اور عالم الغیب کے بیان سے واضح ہوجائے کہ مسلمانون کی شان ایسے معاملات مین مقتضی اس بات کی ہے کہ کہین سبحانک ھٰذا بھتانٌ عظیم یعنی پاک ہے تو یہہ بڑا بہتان ہے اور گمان نیک رکھین اور کہین یہہ بات ہماری زبان پر لانیکی نہین یہہ تو کھلا جھوٹ ہے۔ چوتھے یہہ کہ ہمیشہ بیگناہ کو ذریعہ تسلی ہو کہ جب جناب ام المومنین رضی اللہ تعالے عنہا سی پاک دامن پر لوگون نے تہمت لگائی تو ہمسے گنہگارونکی کیا حقیقت ہے۔ پانچوین یہہ کہ ایسا مصیبت زدہ باقتدائے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا صبر جمیل کرے اور اللہ سے مدد مانگے **فائدہ** اس تہمت مین

عبد اللہ ابن ابی سلول بانی فساد تہا اور حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ کہ حضرت صدیق اکبر کی خالاتی بہن کا بیٹا تہا اور رحمۃ اخت زینب بنت جحش اوسکی شریک مفسدہ تہی انہین لوگون کو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اسّی اسّی درّے حد قذف کے مارے الغرض جب پاکدامنی حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مین قرآن نازل ہوا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے پڑہا تو حضرت صدیقہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اب مسطح کی خبر گیری نہ کرونگا اللہ تعالی شانہ نے اوسکی سفارش فرمائی کہ سورۂ نور مین ارشاد ہوا مین ان آیات قرآنی کو ترتیب وار لکھے دیتا ہون ناظرین کتاب غور کی نگاہ اسپر ڈالین۔

حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر قرآن پاک کی شہادت

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا

لَكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ
الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝
ترجمہ جو لوگ لاے ہین یہہ طوفان تمہین مین سے ایک جماعت ہین تم اوسکو نہ سمجھو برا اپنے
حق مین بلکہ یہہ بہتر ہے تمہارے حق مین ہر آدمی کو اون مین سے پہونچتا ہے جتنا کمایا گناہ
اور جس نے اوٹھایا ہے یہہ بڑا بوجہہ اوسکو بڑی مار ہے ۱۲ دوسرا ٹکڑا اس رکوع کا لَوْلَآ اِذْ
سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ
اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا جَاۗءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا
بِالشُّهَدَاۗءِ فَاُولٰۗىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ ترجمہ کیون نہ جب
تم نے اوسکو سنا تہا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردون نے اور عورتون نے اپنے لوگون پر
اچہا خیال اور کہا ہوتا صریح طوفان ہے کیون نہ لائے وہ اوسپر چار گواہ جب نہ لاے وہ
چار گواہ تو وہ لوگ اللہ کے ہان جہوٹے ہین ۱۲ تیسرا ٹکڑا اس رکوع کا جسمین پروردگار تعالیٰ
شانہ نے اپنی شفقت کا اظہار فرمایا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝
ترجمہ اور کبہی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اوسکی مہر دنیا و آخرت مین البتہ تم پر پڑتی اس چرچا
کرنے مین بڑی آفت ۱۲ چوتہا ٹکڑا اس رکوع کا جسمین ایسے ناشایستہ امور مین اپنی زبان
اور دل کو روکنے کے بیان مین قرآن پاک تمام امور دینی و دنیوی کے ہمکو تعلیم دیتا ہے افسوس
کہ ہم اس پاک و مقدس کتاب کو تدبر سے نہین پڑہتے تمام سعادتون کے خزانے اسی کتاب
کریم مین موجود ہین مجہے اون حضرات پر بڑا افسوس آتا ہے کہ دنیا بہر کے وظائف پڑہتے ہین
مگر قرآن سے بالکل بے خبر ہین بعض لوگ تو یہانتک کو جو زبان بہاشا مین ایک چندر راجہ کا
قصہ ہے بڑے اعتقاد سے پڑہتے ہین اور اپنی آسمانی کتاب کو کبہی سال دو سال مین ایکبار
بہی نہین دیکہتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ ترجمہ جب لینے لگے تم اوسکو اپنی زبانون پر اور بولنے لگے اپنے مُنہ سے جس چیز کی تمکو خبر نہین اور تم سمجھتے ہو اوسکو ہلکی بات اور یہہ اللہ کے ہان بہت بڑی ہے ۱۲ پروردگار تعالی شانہ سمجھاتا ہے کہ جب تم اپنے دلون سے اسبات کو اپنی زبانون پر لائے جسکی تمکو ہرگز اطلاع نہتی اور تم اسکو بہت ہلکی بات سمجھے ہوئے تہے تم کو اسکی خبر نہتی کہ یہہ بات اللہ تعالے شانہ کے ہان بہت بڑی بات ہے ۔

تنبیہ اے برادران اسلام اللہ تعالی شانہ تمہاری ہدایت فرمائے آمین

اس آیت شریف کے سیاق کو دیکھتے ہو کہ تمہارا رب کسی بیگناہ آدمی کے تہمت لگانیکی بات کی تعلیم کیسی مہربانیون کے الفاظ سے فرمارہا ہے بہائیو قرآن شریف پڑہو اور اوسکی طرز تعلیم پر غور کرو دیکہو اب اسکے آگے کی آیت کہ وہ کیا ارشاد فرماتا ہے جب تم اسمین غور کرو گے تو حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی اور مرتبہ کی خبر ہوگی اور وہ آیت شریفہ یہہ ہے وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ق سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ ترجمہ اور جب تمنے اوسکو سنا تہا تو کہا ہوتا کہ ہمکو لایق نہین کہ ایسی باتین ہم اپنے منہ سے کہین اللہ تو پاک ہے یہہ بڑا بہتان ہے ۱۲ اے مسلمان بہائیو ذرا پروردگار تعالی شانہ کی اس فہمایش کو غور سے ملاحظہ کیجئے دیکھئے کیا حکم ہوتا ہے کسی بدکار آدمی کے لئے قرآن پاک یون صفائی فرمائیگا اب اسکے آگے کی بہی آیت کو ملاحظہ فرمایئے کہ پروردگار تعالے شانہ خود ارشاد

فرماتا ہے کہ مین تمکو سمجھاتا ہون کہ پہر ایسا کام نکرنا اور اس آیت سے مراد اس زمانہ کے مسلمان سمجھے جاتے ہین کہ جو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے صاف نہین ہین دیکھو سورہ نور کی یہہ دوسری رکوع کی چہٹی آیت اور اوسکے سب لفظون پر نگاہ غور کر جانا خصوصاً لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

چہٹی آیت سورہ نور کی جو خاص مومنین کیواسطے ہے

بہت غور سے اس آیت شریفہ کی تلاوت کرو اور مومنین کے لفظ پر تعمق کی نظر ڈالو کہ مخاطب مومنین ہی ہین اور ساتوین آیت مین تشیع کا لفظ بہی قابل غور ہے ۱۲ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ترجمہ اللہ تعالے شانہ تمپر وعظ کرتا ہے کہ پہر نکرو ایسا کام کبہی قیامت تک اگر تم مومنین ہو یعنی اگر تم کو دعواے مومنین ہونے کا ۱۲ ساتوین آیت وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ترجمہ اور کہولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے اور اللہ حکمت والا ہے سب جانتا ہی ۱۲ آٹہوین آیت سورہ نور کی فقیر گنہگار محمد اکبر کا وارد قلبی ہی جونکہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سیمہ تن نور خدا تہین لہذا ذکر بہی آپ کا سورہ نور مین پروردگار تعالے شانہ نے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ جو لوگ چاہتے ہین کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والون مین اونکو عذاب سخت ہے درد
ناک دنیا اور آخرت مین اور اللہ جانتا ہے مگر تم نہین جانتے ۱۲ **نوین آیت** جسپر دوسرا
رکوع تمام ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝
ترجمہ اور کبھی نہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اوسکی مہربانی مگر اللہ نرمی کرنے والا ہے اور
مہربان **واضح ہو** کہ یہہ سورہ نور کا دوسرا پورا رکوع حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ
تعالےٰ عنہا کی شان پاک مین وارد ہے اور بہت صاف لفظون مین حضرت ام المومنین
کی پاکیزگی پروردگار تعالےٰ شانہ نے بیان فرمادی اب سمجھنا ہو جسے وہ سمجھ لے اللہ تعالےٰ
شانہ تو فرما چکا بندہ چاہے مالک کا حکم مانے چاہے نمانے۔

روایت ہے

کہ جب پاکدامنی حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قرآن مین نازل ہوئی اور حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ آیت تلاوت فرمائی تو حضرت صدیقہ کے سر مبارک کو
بوسہ دیا اور فرمایا کہ اب مین مسطح کی خبرگیری نکرونگا اللہ تعالےٰ شانہ نے اوسکی سفارش
فرمائی سورہ نور مین ارشاد ہوا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی فضیلت

قال اللہ تعالےٰ شانہ فی القران العظیم وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ
مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ترجمہ اور قسم نہ کھاوین بڑائی والے تم مین اور کشائش
والے اس سے کہ دیوین ناتے والون کو اور محتاجون کو اور وطن چھوڑنے والون کو اللہ کی راہ مین

چاہیئے کہ درگذر کرین اور معاف کرین کیا تم نہین چاہتے ہو کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ۱۲ اجب یہہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے قسم کہائی کہ اب سطح کے تفقد احوال مین تصور نکرونگا اس مقام سے کیسی بڑی فضیلت حضرت سیدنا صدیق اکبر کی ثابت ہوئی کہ اللہ تعالے لاشانہ نے اونکو بڑائی والا فرمایا پہر جو کوئی اونکی بزرگی کا اقرار نکرے وہ اللہ ہی سے جہگڑے کہ اس فضیلت کے سزاوار تو ہم تہے صدیق اکبر کو کیون یہہ فضیلت ملی ـ

بیان تیمم کا

اسی سال مین موضع صلصل مین غزوہ مصطلق سے معاودت کے وقت پانی نملا تو حکم تیمم نازل ہوا اور اسکی مفصل کیفیت یہہ ہے کہ اس سفر مین پہلے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گلے کا ہار گم ہو گیا اوسکی تلاش مین توقف ہوا اتفاقاً وہان پانی نہتا اور نماز کا وقت آگیا اصحاب ملول ہوے اور حضرت صدیق اکبر سے کہا وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے آپ اوسوقت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قریب استراحت فرمارہے تہے حضرت ابوبکر نے حضرت صدیقہ کو طعنہ دیا اور ناراض ہوکر غصہ ہوے اور نیزہ کا ڈنڈا کمر کے پاس مارا مگر آپ نے حضور پرنور کی بیداری کے خیال سے جنبش نفرمائی پہر حضور خود بیدار ہوے اور یہہ حال سنکر جناب الٰہی مین متوجہ ہوئے فی الفور حضرت جبرئیل علیہ السلام یہہ آیت لیکر آئے فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا لہذا حضرت نے اصحاب کو اجازت تیمم کی دی پوری آیت پارہ والمحصنٰت سورۃ النسا کی یہہ ہے وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ○ ترجمہ اور اگر تم مریض ہو یا سفر مین یا آیا ہے کوئی شخص

تیمم مین جاے ضرورسے یا لگی ہو عورتون سے پہر نپایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پہر ملو اپنے مُنہ کو اور ہاتہون کو اللہ ہے معاف کرنے والا اور بخشنے والا **شرح وقایہ** مین ہے کہ جو چیز زمین کی جنس سے طاہر ہوا وسپر تیمم درست ہے جیسے مٹی ریت پتہر سرمہ ہرتال اور جو چاندی اور سونا کہان مین کُھلا ہوا ہوا وسپر درست نہین اور جو کہلا نہو مٹی مین ملا ہوا وسپر تیمم درست ہے **الغرض** اس واقعہ کے بعد اُسید ابن حضیر نے کہا یہہ فائدہ جلیلہ محض برکات صدق و پاکدامنی حضرت صدیقہ سے امت کو حاصل ہوا ہے آخر نماز تیمم سے ادا کی گئی اور لشکر کا کوچ ہوا گلے کا ہار حضرت صدیقہ کے محمل کے نیچے مل گیا واضح ہو کہ یہہ واقعہ دوسرا ہے اسکو واقعہ اولی سے کچہہ علاقہ نہین اسکی تفصیل مولنٰنا اصیل الدین محدث نے معالم الاسلام فی سیرت النبی علیہ السلام مین بخوبی فرمائی ہے جو مشتاق ہون وہ اس کتاب کو ملاحظہ فرمائین اللہ تعالےٰ جلشانہ نے فرمایا اگر پانی کا عذر ہو اور طہارت ضرور ہو تو زمین پر تیمم کرو جو پاک ہو پہر ملو اپنے مُنہ اور ہاتہون کو پانی کا عذر تین صورتون سے ہے اور طہارت کا ضرور ہونا دو صورتون سے ایک عذر کی صورت تو یہ ہے کہ ایسا مریض ہو جسے پانی ضرر کرتا ہو دوسرے یہہ کہ سفر درپیش ہے پانی پینے کو رکہا ہے کہ پہر دور تک نہ ملیگا۔ تیسرے یہہ کہ پانی موجود ہی نہین اس تیسرے کے ساتہہ دو صورتین طہارت کی ضرورت کی فرمائین ایک یہ آدمی جاے ضرور سے آیا وضو کی حاجت ہے دوسرے یہ کہ عورت سے ملا غُسل کی ضرورت ہے اور تیمم کی شرطین بہی معلوم ہوئین یعنی جب تم پانی پر قادر نہو خواہ اوسکے استعمال پر یا اوسکے نہونے سے یا اوسکی دوری سے یا رسی اور ڈول کے موجود نہونے سے یا کسی درندے یا زہریلے جانور کے خوف سے چاہ تک نہین جا سکتے تو یہہ عذرات تیمم کے واسطے کافی ہین اور تیمم مین نیت کرنا فرض ہے اسلئے کہ تیمم قصد کو کہتے ہین اور یہہ حکم ایسا ہے کہ جسپر سب کا اتفاق ہے اور صعید کہتے ہین روے زمین کو خواہ مٹی ہو یا مٹی کی جنس سے کوئی چیز ہو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مٹی و ریگ اور پتہر اگرچہ اوسپر غبار بہی نہو تیمم کو جائز کہتے ہین

مگر شرط ہے کہ کامل طاہر ہواسی سے ایک مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ جو زمین نجس ہوا اور وہ خشک ہو جائے نماز اوسپر پڑہے مگر تیمم اوسپر درست نہین ہے اور تفرع کرنا تیمم کو پانی کے نہونے پر دلیل ہے کہ پانی کی طہارت اصل ہے اور تیمم عوض ہے یہہ بالاجماع ہے پر احناف کے نزدیک عوض مطلق ہے یعنی جسطرح پانی حدث کو زایل کرتا ہے ویساہی تیمم بہی لہذا جائز ہے کہ ایک تیمم سے کئی نمازین اداکرسکتا ہے جب تک تیمم ساقط نہو اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک عوض ضرورہے یعنی نماز ہوجاتی ہے پر حدث حقیقت مین رہجاتا ہے لہذا ہر فرض کے لئے تیمم واجب ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ تیمم حدث اصغر اور حدث اکبر دونون سے ہوتا ہے اور فقط منہ اور دونون ہاتہونکا ملنا چاہیئے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ قبل تیمم پانی کی تلاش ضرور ہے اور پوچہا گیا کہ اگر تہوڑا سا پانی غیر کافی وضو کو ملا تو استعمال کرنا واجب ہے کیونکہ یہہ شخص واجد الماء ہے یعنی پانی اسکو ملگیا ہے اور بدلیل اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصلوٰۃ کے قبل وقت کے تیمم نہ چاہیئے۔

پہر اسی سال کے شوال مین غزوہ خندق جسکو غزوہ احزاب بھی کہتے ہین واقع ہوا

اس غزوہ کو موسیٰ ابن عقبہ نے سال چہارم کے ماہ شوال مین لکہا ہے اور ابن اسحٰق مطلبی نے سال پنجم مین لکہا ہے اور اکثر اہل سیر کو اسی پر اتفاق ہے لیکن بخاری اور ولی الدین عراقی کا میلان قول اول پر ہے کذا فی المواہب اور معاملہ اس قضیہ کا یون ہوا کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جب یہود بنی نضیر کو نکال دیا تو وہ لوگ متفرق ہوئے چنانچہ حُیی ابن اخطب اور سلام ابن الحقیق اور کنانہ ابن ابی الحقیق اور ہوذہ ابن قیس وابو عمارہ باہلی خیبر مین گئے اور چند روز کے توقف کے بعد بیس آدمی ہمراہ لیکر مکہ مین آئے ابوسفیان نے اون لوگون سے پوچہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے وہ بولے کہ ہم سب

عداوتِ محمدؐ پر عہد و پیمان کرتے ہین ابوسفیان نے اون سب کی بہت خاطر و مدارات کی
اور پچاس آدمیون سے بیت اللہ مین جاکر اون سے ہم قسم ہوا اور یہہ بات قرار پائی کہ ہم لوگونمین
سے اگر ایک آدمی بھی زندہ رہے تو لڑائی سے مُنہ نہ موڑے جب قریش سے اُن کا اطمینان ہوا
تو قبیلۂ غطفان مین گئے اور اونکو طمع دی کہ ایک سال کے خُرمے خیبری تمکو پہونچا دینگے
اگر تم شریک ہوئے عتبہ ابن حصین فزاری رئیس غطفان نے قبول کیا اور اپنے ہم عہدون کو
خطوط لکھے چنانچہ بنی اسد و فزارہ و مرہ و اشجع سب شریک ہوگئے اور سرداری قریش کی
ابوسفیان پر قرار پائی اور افسری غطفان کی عتبہ ابن حصین پر مسلم ہوئی اور مہتری بنی فزارہ
حذیفہ بن بدر پر اور ریاست بنی مرہ حارث بن عوف بن ابی حارثہ مزنی پر اور امارت بنی
اشجع مسعر بن رحیلہ بن نویرہ بن ظریف پر معالم التنزیل مین ہے کہ جب یہود سے قریش
کے لوگ ملے تو پوچھا کہ اے یہود تم لوگ اہل کتاب ہو ہم تم سے یہہ پوچھتے ہین کہ دین محمدؐ
اچھا ہے کہ دین قریش وہ بولے کہ تمہارا دین حق ہے اور تم حق پر ہو انہین ملاعنہ کے
حق مین یہہ آیت نازل ہوئی الم تر الی الذین اوتو نصیباً من الکتاب
یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدیٰ
من الذین آمنوا سبیلاً ترجمہ یعنے تو نے نہ دیکھا جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا
مانتے ہین بتون کو اور شیطان کو اور کہتے ہین کافرون کو یہہ زیادہ پائے ہوئے ہین مسلمانون سے
راہ۔ القصہ بعد قول و قرار ابوسفیان چار ہزار آدمی لیکر نکلا اور علم عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو
دیکر ہزار اونٹ اور تین سو گھوڑے ساتھ لئے اور چلا جب مرّ الظہران مین آیا تو قبائل اسلم و
اشجع و بنو مرہ و بنو کنانہ و بنو فزارہ و غطفان بھی مل گئے اب یہہ سب دس ہزار کفار ہوگئے
آخر یہہ خبر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سنکر مہاجرین و انصار سے مشورہ فرمایا
حضرت سلمان فارسی نے التماس کیا کہ یا نبی اللہ ہمارے بلاد مین ایسے موقع پر خندق کھودتے
ہین چنانچہ تجویز سلمان حضرت کو پسند آئی۔

ذکر سلمان فارسی

فائدہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اکابر یہود اولاد یوسف ابن یعقوب علیہ السلام سے تھے انکی کنیت ابو عبد اللہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہود سے مول لیکر آزاد کیا اور شرفائے اصحاب مین آپکا شمار ہے آپکے اجداد مجوسیان فارس سے تھے قوم رام ہرمز سے یہہ قوم ابلق گھوڑونکی پوجا کرتی تھی اور ایک قول یہہ ہے کہ اصفہانی ہین حضرت سلمان دین کی طلب مین گھر سے نکلے اوائل سفر مین نہایت پریشان ہوئے اور نصرانی ہوئے توریت پڑہی پھر عرب نے انکو پکڑلیا اور کسی یہودی کے ہاتہہ بیچ ڈالا بعد اسکے پہر بار دگر کسی دوسرے نے انکو خریدا پہر کسی اور نے مول لیا اسیطرح دس جگہہ بکے الغرض راہب عموریہ کے اشارہ سے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین بمقام مدینہ طیبہ حاضر ہوکر اسلام لائے اصل سخن یہہ ہے کہ علماء یہود ونصاریٰ سے خبر بعثت حضور عالی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور ذکر ہجرت سنکر مدینہ مین آئے حضور والا وہین جلوہ افروز تھے اور یہ اوسوقت ایک یہود کے غلام تھے جب حضور مین حاضر ہوئے تو کچہہ چیز خدمت مبارک مین پیش کی اور عرض کی یہہ صدقہ ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ مجہپر حرام ہے اور اوسکے قبول کرنے سے انکار کیا پھر دوسرے روز آئے اور کچہہ چیز پیشکش حضور عالی کی اور کہا کہ یہہ ہدیہ ہے آپ نے اوسے قبول فرمایا پہر ایک روز پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کی اور فوراً مشرف باسلام ہوئے کیونکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سُنا تھا کہ یہہ مہر نبی آخر الزمان کی پشت پر ہوگی آپ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو اونہون نے اپنے مالک سے بذریعہ کتابت کہا اوسنے چالیس اوقیہ سونا جو ایک سو پانچ تولہ ہوتا ہے اور ہندوستان کے وزن مروجہ سے ڈیڑہ سیر ہوتا ہے بدل کتابت قرار دیا اور یہہ شرط کی کہ تین سو درخت خرما کے لگادین جب وہ تیار ہون تو یہہ آزاد ہون حضور پر نور صلعم نے اپنے

دست مبارک سے درخت لگائے اور وہ اوسی سال بارآور ہوئے ایک درخت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگایا تھا وہی بارآور نہوا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسے اوکھاڑ کر پھر لگایا وہ بحکم خدا بارآور ہوا اور ایک بیضہ کے برابر سونا غنیمت مین آیا تھا وہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا سلمان رضی اللہ تعالے عنہ نے عرض کی کہ یہہ چالیس اوقیہ نہین ہے حضور پرنور نے دعائے برکت کی تو وزن مین پورا ہوا اور یہودی کو دیکر آزاد ہوگئے اور حضور کی خدمت مین حاضر رہے سلمان فارسی کی عمر شریف ایک روایت مین تین سو برس کی بیان کی گئی ہے اور دوسری روایت مین ڈہائی سو برس کی سمجھی گئی ہے اور بعض کہتے ہین کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو دیکھا ہے مگر وہ دوسری روایت صحیح ہے آخر عمر مین اللہ تعالیٰ شانہ نے دولت ایمان واسلام سے مشرف فرمایا اپنے ہاتھہ کے کسب سے قوت کرتے تھے اور جو کچھہ اوس کسب کے ذریعہ سے حاصل ہوتا تھا اور اپنی خوراک سے جتنا بچ رہتا تھا وہ سب صدقہ کردیتے تھے آپکے فضائل ومناقب بہت ہین نقشبندیہ طریقہ کے آپ پیشوا ہین ۳۵ ہجری مین بمقام مداین وفات پائی۔

الغرض حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عبداللہ ابن اُمّ مکتوم کو مدینہ کا خلیفہ کیا اور مہاجرین کا نشان زید ابن حارثہ کو اور انصار کا نشان سعد بن عبادہ کو عنایت فرماکر بیرون مدینہ نہضت فرما ہوئے اور عبداللہ ابن عمر اور زید ابن ثابت اور ابو سعید خدری اور برآرا ابن عازب کو کہ سب نوجوان پندرہ پندرہ برس کے تھے ساتھہ رکھا اور کم عمرون کو واپس کردیا یہہ سب لشکر تین ہزار مردان خدا کا تھا اور چھبیس ۲۶ گھوڑے تھے بعد اسکے بنی قریظہ سے کہ ہم عہد تھے پہاوڑے ۔ کدال ۔ ٹوکرے عاریت لیکر خندق کھودنے مین مشغول ہوے اور بعضے جانب شام اور بعضے جانب شرق مدینہ اور دو طرفین جو بسبب استحکام عمارت کھودنیکے قابل نہین اونکو چھوڑدیا اور اٹھارہ ۱۸ اٹھارہ نفر مین دس دس گز خندق کا کھودنا قرار پایا اور لشکر پہاڑ کے نیچے اوترا یعنی کوہ سلع پس پشت رہا اور خندق پیش رو یعنی

سامنے اور جسوقت حضور پرنور نے حفر خندق کی تقسیم فرمائی تو مہاجرین و انصار مین یہ
جھگڑا ہوا کہ سلمان فارسی ہماری طرف ہون اور وہ کہتے تھے کہ ہماری طرف ہون جب حضور
پرنور نے سنا تو فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْت چنانچہ سلمان فارسی ہر روز طول
و عرض مین پانچ گز خندق کھودتے تھے ایک روز قیس ابن صعصعہ کی نظر لگی تو سلمان
بیہوش ہوکے گر پڑے حضور پرنور نے فرمایا قیس وضو کرے اور وہ پانی وضو کا ایک ظرف مین
جمع کرو اوسی پانی سے سلمان کو نہلاو اور ظرف آب اوندھا سلمان کی پشت پر ڈالدو چنانچہ
اصحاب نے ایساہی کیا اللہ کے حکم سے سلمان کو صحت ہوگئی۔

حدیث صحیح مین وارد ہے

کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم صبح کے وقت حالت سردی و گرسنگی
مین برابر خندق کھودتے چنانچہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونکا حال
معائنہ فرمایا تو ارشاد کیا اللھم لا عیش عیش الاخرۃ فاغفر الانصار
والمهاجرۃ اصحاب نے جواب دیا نحن الذین بایعوا علی الجهاد ما بقینا
ابداً رواہ البخاری عن انس۔

روایت ہے

عمر ابن عوف سے کہ ہم اور سلمان و حذیفہ و نعمان اور چھ آدمی اور چالیس گز خندق کھودنے مین
شریک تھے کہ اوسمین سے ایک پتھر ایسا سخت نکلا کہ پھاوڑے اور کدال ٹوٹنے لگے تو ہمنے
سلمان سے کہا کہ تم حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کرو سلمان کے اطلاع
کرنے پر حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم رونق افروز ہوئے اور کدال ہاتھ مین
لیکر اوس پتھر کو توڑا تو اوس سے ایسی روشنی ظاہر ہوئی کہ مدینہ مین پھیل گئی گویا اندھیرے مین

چراغ روشن ہوگیا حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تکبیر فرمائی اور مسلمانون نے موافقت کی پہر دوسرے ضربہ مین بہی ایسا ہی ہوا پہر آپ نے تیسری ضرب اوسپر لگائی اوسمین بہی ایسا ہی ہوا بعد اسکے آپ نے سلمان کا ہاتہہ پکڑا اور تشریف لیچلے سلمان نے کہا کہ بابی انت وامی مین نے عجیب معاملہ دیکہا کہ کبہی نہ دیکہا تہا حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اور صحابہ سے پوچہا کہ تمنے بہی دیکہا اون لوگون نے عرض کی حضور ہمنے بہی دیکہا ہے آپ نے فرمایا اوّل چمک مین قصور حیرہ و مداین وکسریٰ نظر پڑے جبریل نے کہا کہ یہہ آپ کی اُمت کو ملینگے۔ دوسری بار قصور ارض روم نظر پڑے جبریل نے کہا کہ یہہ بہی آپ کی اُمت کو ملینگے۔ تیسری بار قصور یمن مشاہدہ ہوئے جبریل نے کہا یہہ بہی آپکی اُمت کے واسطے ہین پس آپ خوش ہون مسلمانون نے کہا الحمد للّٰہ موعد صدق ووعدنا النصر بعد الحصر یہہ سنکر منافقون نے کہا کیا خوب یثرب سے قصور حیرہ نظر آگئے اور تم خندق کہود رہے ہو دیکہین کسطرح فتح کروگے یہہ تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دم بازیان ہین غرض یہہ ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہتے ہین کہ دین اسلام مشرق سے مغرب تک پہیلیگا دیکہین کیسے پہیلتا ہے رفع ضرورت کے واسطے تو نکل سکتے ہی نہین اور دین اسلام تو پہیل ہی جائیگا انہین کے حق مین پروردگار تعالیٰ شانہ سورہ احزاب مین ارشاد فرماتا ہے وَاذ یقول المنافقون والّذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللّٰہ ورسولہ الا غرورًا یعنے جب کہنے لگے منافق جنکے دلون مین روگ ہے جو وعدہ دیا تہا ہمکو اللہ اور رسول نے سب فریب تہا۔

فائدہ

ظہور اس پیشین گوئی کا بخوبی ہوا یعنی ملک یمن تو آپ کی حیات مبارک ہی مین آپ کے قبضہ مین آگیا تہا مگر بہ سبب ارتداد صرتدین و دعویٰ نبوت اسود عنسی کذاب اوسمین کچہہ

خلل ہوگیا تہا کہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت مین وہ خلل دفع ہوا اور ملک شام وفارس
مین فساد تو عہد خلیفہ اول ہی مین شروع ہوگیا تہا اور کچہہ حصہ قبضۂ اسلام مین آبہی گیا تہا
اور علامۂ بغوی کے قول پر کریمہ قل اللھم الخ اس قصہ مین سورۂ آل عمران مین نازل ہوئی
ہے تو یہہ کہہ یا اللہ تو مالک مُلک ہے توجسکو چاہے دے اور جس سے چاہے چہین لے
اور توجسکو چاہے ذلیل کرے تیرے اختیار مین سب خوبیان ہین بے شک تو ہر چیز پر
قادر ہے تو نکالتا ہے دن کو رات مین سے اور تو نکالتا ہے جیتا مردے مین سے
اور تو نکالتا ہے مردہ جیتے مین سے اور تو رزق دے جسکو چاہے بے شمار۔

فائدہ

مسلمانون کو اسمین تنبیہ کی گئی ہے کہ ناامیدی کے وقت مسلمان بے ایمانی کی باتین نکرنے
لگین کہ بدا ور ناز یبا بات ہے یہودبہی جانتے تھے کہ جو بزرگی اسوقت ہم مین ہے وہ ہمیشہ
قائم رہیگی اور منافق نامعقول مسلمانون کے ظاہر حال پر نظر کرکے یہہ کہتے تھے کہ پیغمبر
آخرالزمان کی اُمت مین ایسا زور کہان سے آئیگا جو روم اور شام کو فتح کرینگے اور انکا دین
مشرق سے مغرب تک کیونکر پہیلیگا یہہ لوگ تو بالکل بے سروسامان ہین روم وشام کے
بادشاہ تو شہنشاہ ہین ان بے سروسامان مسلمانون کو اونپر فتح تو عقل کے قاعدے سے
محض ناممکن ہے اللہ تعالے جل شانہ نے اپنے رسول کی زبان سے وعدہ اس ناممکن فتح کا
کردیا کہ تمام ملک ہمارا تمام عزتین ہماری جسکو جو چیز چاہین ہم عطا کرین ہماری بخشش کو عقلی
سبب نہین روک سکتا آخر کو اوس قادر قوی وتوانا نے جو وعدۂ فتوحات اپنے حبیب کی
زبان سے کیا تہا وہ تمام دنیا کو پورا کرکے دکہا دیا اور آجتک وہ علامتین باقی ہین اور
دیکہنے والے انکی علامات ونشانات کو نظر غور سے دیکہہ رہے ہین اور اوسّے فائدہ اوٹہا
رہے ہین اور انشاء اللہ تعالے قیامت تک اوٹہاتے رہینگے حاسدین اسلام کی آنکہین

رہداآگین ہین تمام جہان نے جسکو اپنی آنکھون سے دیکھہ لیا اور دیکھہ رہا ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ
قیامت تک دیکھتا رہیگا وہ انہین نہین سُوجھتا ۱۲ ؎
ہنوز آن ابر رحمت دُرفشان است   خُم و خُمخانہ با مُہر و نشان است

آفتاب عالمتاب

اپنی روشنی سے تمام دنیا کو فائدہ پہونچا رہا ہے اُلّو کو اوسکی روشنی مین کچھہ نظر نہین آتا
تو آفتاب کا اسمین کیا قصور ہے وہی حال چمگادڑ و نکا ہے۔ ؎
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
الغرض پروردگار عالم تمام مخلوقات کا خالق اور مالک ہے وہ جسکو چاہے عزت دے
اور جس سے چاہے عزت چھین لے کوئی اوسکے کام مین چون وچرا کرنیکی جرأت نہین کرسکتا
وہ جاہلون مین سے کاملون کو پیدا کرتا ہے اور کاملون مین سے جاہل پیدا کرنیکا اوسے اختیار
ہے اور جسکو چاہے رزق بے حساب عطا فرمائے۔

روایت ہے

کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کوشک مدائن کی صفت بیان فرمائی تو
سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی کہ واللہ یہی صفت ہے صَدَقْتَ یَا رَسُولَ
اللّٰہ پہر فرمایا کہ یہان تک میری اُمت کا عمل ہوگا اور خزانہ کسریٰ اور قیصر راہِ خدا مین صرف
کرینگے سلمان فرماتے ہین کہ واللہ مینے سب باتون کو اپنی آنکھون سے دیکھا جو باتین حضور
پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمائی تہین بے کم وکاست اونکا ظہور ہوا القصہ

مسلمانون نے چند روز مین خندق کہودنے سے فراغت حاصل کی اور اہل و عیال حصار و مکین آگئے اُسوقت کفار نگونسار قریش مع اپنے توابع کے کوہ اُحد کیطرف آکر اوترے اور لشکر ظفر پیکر اسلام جانب سلع اور دونون کے بیچ مین خندق حائل تہی۔ بعد اسکے ابوسفیان نے حیی ابن اخطب سردار بنی نضیر کو کعب ابن اسد افسر یہود بنی قُریظہ کے پاس بہیجا اور بنی قریظہ اور حضور پر نور سے عہد ہوگیا تہا کہ جب تک تم نقض عہد نکروگے ہم تمسے کچہہ تعرض نکرینگے اس نقض عہد کرانیکے ارادے پر حیی ابن اخطب کعب کے پاس گیا دروازہ قلعہ کا بند پایا اوس دشمن خدا نے پکارا دربان نے کعب کو اطلاع کی اوسنے کہا کہ یہہ شوم بو الفضول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عہد توڑنیکی کوشش مین آیا ہوگا کچہہ جواب دینا ضرور نہین ہے جب جواب نہ ملا تو اوسنے دروازہ کہٹ کہٹایا اور کہا کہ اے کعب مین حیی ابن اخطب ہون دروازہ کہولوادے کعب نے جواب دیا کہ تو نے بنی نضیر کو ہلاک کیا اب چاہتا ہے کہ اپنی شامت اعمال ہمپر بہی ڈالے ہم تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ہرگز ہرگز نقض عہد نکرینگے حیی ابن اخطب نے کہا کہ مین عزت دائمی لایا ہون کہ سب اشراف قریش وکنانہ وغطفان حاضر ہوے ہین اور سب عہد و پیمان کرچکے ہین کہ جب تک استیصال محمدؐ واصحاب محمدؐ نکرین ہرگز نہ پہرین کعب نے کہا کہ عزت نہین لایا ہے بلکہ ذلت لایا ہے پلٹ جا مجہکو کچہہ حاجت تجہسے نہین ہے اور تیرے قول پر ہرگز عمل نکرونگا جب ابن اخطب نے یہہ جواب سنا تو فریب سے کہنے لگا کہ تو نے ضیافت کے خوف سے دروازہ بند کرلیا ہے اسے کعب تو نے بخل کب سے اختیار کرلیا ہے یہہ بات کعب کو بُری معلوم ہوئی ناچار دروازہ کہول دیا ابن اخطب نے اوسسے ملکر ایسا باغ سبز اوسے دکہلایا کہ کعب ابن اسد فریب مین آگیا اور کہا کہ اگر محمدؐ نہ مارے گئے اور قریش اپنے اپنے گہر چلے گئے تو ہم گرفتار ہوجاینگے اوسنے کہا اگر ایسا ہوا تو مین تیرا شریک رہونگا کعب نے عہد نامہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم منگوایا اور چاک کرڈالا ابن اخطب اوسکی خاطر جمعی کرکی

لشکر مین داخل ہوا اور قصّہ نقض عہد افسر بنی قریظہ سے بیان کیا اور کعب نے رئیسان بنی قریظہ
کو مطلع کیا زبیر ابن باطا اور نباش ابن قیس اور عقبہ ابن زید وغیرہ رئیسون نے بہت ملامت
کی بعد اسکے یہہ خبر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پہونچی تو حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم نے زبیر کو اس خبر کی تصدیق کے لیئے روانہ فرمایا حضرت زبیر نے آکر عرض کیا
کہ بے شک بنی قریظہ اپنے قلعے صاف کر رہے ہین اور مویشی جمع کرتے جاتے ہین یہہ
حالات سُنکر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سعد ابن معاذ کو جو سردار قبیلہ
اوس کے تھے اور سعد ابن عبادہ سردار خزرج کو روانہ فرمایا کہ تم جاکر سمجھاوٴ اور اونکے
ساتھ عبد اللہ ابن رواحا اور خوّات ابن جبیر کو بھی کر دیا اور بعض روایات مین اُسید
ابن حصیر کا بھی ان حضرات کے ساتھ جانا پایا جاتا ہے غرض ان لوگون نے کعب ابن
اسد سے ملاقات کر کے جو مراتب فہمایش کے تھے ادا کیئے مگر اوسپر کچھہ بھی اثر نہوا ناچار
سب واپس آئے اور حضور پر نور مین عرض کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور تکبیر کہی اور سب مسلمانون نے آپ کی متابعت
کی پس خبر نقض عہد بنی قریظہ مشہور ہوئی اور غازیان اسلام سوچ مین تھے کہ ایکایک لشکر
کفار نگونسار نمودار ہوا یعنی بنی اسد وغطفان وفزارہ ویہود مدینے کے شرقی طرف
سے کہ اونچی ہے اور قریش وکنانہ طرف غربی سے کہ نیچی ہے آئے اونکی کثرت وشوکت سے
بعضون کے تیور بُرے نظر آتے تھے اور دل دہڑکنے لگے مسلمانون نے سمجھا کہ ابکی مرتبہ
خیر نہین ہے اور منافق کہنے لگے کہ محمدؐ تو کہتے تھے کہ قیصر وکسریٰ کے خزانون پر ہم اپنا
تصرف جاری کرینگے اب تو انکو یہان قضاے حاجت کے لیئے بھی نکلنا دشوار ہے اسی
عرصہ مین اوس بن قیظی کہ ایک شخص قوم بنی حارثہ کا تہا مع اپنے توابع کے کہنے لگا کہ سارے
عرب ہمارے دشمن ہوے اب ٹہکانا رہنے کا کہان ہے ہمتو جاتے ہین اور بعض مسلمانون نے
یہہ بہانہ کیا کہ ہمارا محلہ خالی پڑا ہوا ہے ہمکو اجازت ہو تو ہم جائین کہ ہمارے گہر کھلے ہوئے

پڑے ہین حالانکہ یہہ بات محض جہوٹ تھی اسلیئے کہ جب حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم لشکر کے ساتھ مدینہ سے باہر تشریف لائے ہین تو مضبوط حویلیون کی ناکہ بندی کرکے اور سب کے زنانے گہر محفوظ کر گئے تھے انہین لوگون کے حالات سے پروردگار تعالے شانہ سورۂ احزاب مین خبر دیتا ہے ترجمہ آیت یعنی جب کہنے لگے اونمین سے کچھ لوگ اے یثرب والو یعنے مدینے کے رہنے والو تمکو ٹھکانا نہین ہے بس پہر چلو اور رخصت طلب کی اونمین سے ایک قوم نے اور حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کرنے لگے کہ ہمارے گہر کھلے پڑے ہین اور فی الحقیقت وہ کھلے نہین پڑے تھے اس تقریر سے اونکی غرض یہہ تھی کہ وہ بھاگ جائین لہذا اللہ تعالے شانہ نے اونکے ارادون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مطلع فرمایا۔

فائدہ

پروردگار تعالیٰ شانہ نے اس حالت مین لوگون کے دلون کی جانچ پرتال کرلی اور اپنے حبیب کو مطلع کردیا اور موافق اور منافق کا فرق بتادیا۔

الغرض جو لوگ خراب و برباد ہونے والے تھے گہر کو چلے گئے اور جنکو اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ایمان کامل عطا فرمایا تہا وہ پروانہ وار آپ پر جان نثار کرنیکو موجود رہے اور کافرون نے خندق گہیر لی مگر خندق کے عبور کرنے مین متحیر تھے بیس۲۰ دن یا چوبیس۲۴ دن یا ستائیس۲۷ دن یا ایک مہینے علی اختلاف الاقوال گہیرے رہے کہ اہل اسلام پر تنگی ہوئی ان دنونمین ایک روز بنی قریظہ نے مدینے پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا اور قریش سے اعانت چاہی یہہ خبر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پہونچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سلمہ ابن اسلم کو دوسو آدمی کی جماعت سے اور ابن حارثہ کو تین سو آدمیون کی جماعت سے مدینۂ طیبہ کی حراست کے لئے روانہ فرمایا اور ایام محاصرے مین

عباد ابن بشر خیمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نگہبانی کرتے تھے اور مشرکین
حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے خیمہ مبارک کا قصد کر کے آتے تھے مگر اصحاب
باصفا تیرون اور پتھرون سے اونکے حملے کو واپس کر دیتے تھے اور اسطرح سینہ سپر ہو جاتے
تھے کہ وہ خندق سے ہرگز گذر نہ سکتے تھے اور ان دنون مین حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم بھی خود بنفس نفیس مواضع خندق پر محافظت فرماتے تھے اور اس غزوہ مین
شعار مہاجرین کا یا خیر اللہ تہا اور شعار انصار کا حٰمٓ لا ینصرون تہا حضرت امّ سلمہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خیمہ
مین تھے آدہی رات کے وقت ایک شور عظیم برپا ہوا اور پکارنے والا پکارتا تہا یا
خیر اللہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف لائے اور
پوچہا کیا شور ہے عباد ابن بشر نے عرض کیا کہ یہہ آواز عمرو ابن عبدوّد کی ہے آج شاید
اوسکی نوبت ہے لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خبر دریافت کرنے
کے واسطے عباد ابن بشر کو بہیجا وہ خبر لائے کہ عمرو ابن عبدوّد مشرکین کی جماعت اپنے
ساتھ لئے ہوئے اصحاب سے لڑ رہا ہے اور تیرون اور پتھرون سے جنگ ہو رہی ہے
حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مسلح ہو کر سوار ہوئے اور اوسطرف تشریف
لے گئے اور خوش خوش واپس تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ شانہ نے کفار کے شر کو
دفع کیا کہ اکثر زخمی ہو کر پلٹ گئے پھر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آرام
فرمایا اور مین نے آواز تنفس سُنی کہ دفعتاً پھر شور ہوا کہ حضور پر نور چونکے اور باہر تشریف
لے گئے اور عباد ابن بشر کو بہیجا وہ خبر لائے کہ اب ضرار ابن خطاب مشرکین کی جماعت
کے ساتھ آیا ہے اور مسلمانون سے لڑ رہا ہے چنانچہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم مسلح ہو کر کافرونکی طرف پہر روانہ ہوئے اور کفار کی جماعت کو غازیان اسلام نے مار کر
پسپا کر دیا اس مرتبہ صبح ہو گئی جب حضور تشریف لائے تو فرمایا کہ بہت کافر زخمی ہوئے

اور بہاگ گئے بالجملہ محاصرہ کی تکلیف کے سبب سے حضور پر نور صلے اللہ علیہ و آلہ و
اصحابہ وسلم نے یہہ مصلحت دیکھی کہ ایک تہائی اثمار مدینہ غطفان اور فرازہ کو عنایت کرین
تو شاید یہہ لوگ لوٹ جائین اور قریش تنہا رہ جائین لہذا ایک آدمی کی زبانی عتبہ ابن حصین
فرازی اور حارث ابن عوف غطفانی کو کہلا بہیجا اون لوگون نے کہا کہ اگر نصف اثمار مدینہ
عنایت فرمائین تو ہم لوٹ جائین حضور پر نور صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے قبول
نفرمایا آخر وہ لوگ ثلث ہی پر رضامند ہو گئے اور کئی زنبیلین اپنی لیکر آئے اوسوقت
حضور پر نور صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ
کو طلب فرماکر صلح نامہ لکھوایا اور ارادہ کیا کہ بعض اصحاب کی گواہیان کرادین اس عرصہ
مین اسید ابن حضیر آگئے اور عتبہ ابن حصین اپنے پاؤن پہیلائے مجلس رسول اللہ مین
بیٹہا تہا اسید رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا کہ اپنے پاؤن سمیٹ لے واللہ اگر مجلس رسول
اللہ کا ادب نہوتا تو تیرے پیر کاٹ ہی ڈالتا اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم
سے دست بستہ عرض کی کہ ایسی صلح کے واسطے اگر اللہ کا حکم ہے یا آپ کی مرضی ہے تو ہم
مطیع و فرمان بردار ہین اور اگر یہہ بات نہین ہے تو سوائے شمشیر کے ہم اور کچہہ ان کو نہ دینگے
کس دن انکو یہہ جرات ہوئی تہی کہ ہمسے ایک ٹکرا خرمہ کا مانگین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و
اصحابہ وسلم نے جواب نہ دیا بعد اسکے سعد ابن معاذ و سعد ابن عبادہ تشریف لائے اونسے
حضور پر نور نے صلاح پوچہی اونکی بہی مرضی نہ ہوئی بلکہ اونہون نے بہی وہی تقریر کی جو
اسید رضی اللہ تعالی عنہ نے کی تہی تو حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا کہ
مین صرف تمہارے واسطے یہہ تدبیر کرتا ہون کیونکہ عرب کے لوگ تم پر بکثرت چڑہ آئے ہین
یہانتک کہ ایک کمان سے تیر مارتے ہین اسی اثنا مین سعد ابن معاذ نے حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کے ہاتہ سے صلحنامہ لے لیا اور التماس کیا کہ یا رسول اللہ ان لوگون نے
ایام جاہلیت مین کبہی ایک خرمے کی ہمسے طمع نہین کی اور اب تو اللہ جل جلالہ

وعمّنوالہ نے آپکی ذات مبارک کے وسیلہ سے ہمکو تقویت وجلالت وعزت وشرافت اسلامیہ عطا فرمائی ہے واللہ ہمتو ایک خرمہ بھی انکو نہ دینگے چہ جائے کہ ثلث اثمار مدینہ بلکہ اب سوائے ثمر شجرہ سیف ہم سے کسی شئے کی خواہش نکرین حتی یحکم اللہ بیننا وبینھم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سعد کے ہاتہون سے صلحنامہ لیکر چاک کروا ڈالا اور علتبہ وحارث بے نیل مرام واپس گئے۔ اس عرصہ مین ایک دن بعضے پہلوان ودلاوران کفار نگون سار مثل عمرو ابن عبدوَدّ ونوفل ابن عبداللہ اور ضرار ابن خطاب وہبیرہ ابن ابی وہب اور عکرمہ ابن ابی جہل وغیرہم اونمین مرداس نامی ایک شخص بنی محارب کا بھی تہا ایک طرف سے خندق مین آگئے اور ابوسفیان وخالد ابن ولید خندق کے ورے باقبایل عرب صف جنگ آراستہ کر کے کہڑے ہوئے اونمین سے عمرو ابن عبدوَدّ نے کہ سرآمد بہادران عرب سمجہا جاتا تہا اور قوم اوسے ہزار مرد جری کا مقابل سمجہتی تہی چنانچہ اوسکا ایک واقعہ عرب مین مشہور تہا کہ ایک بار قافلہ قریش پر کہ تجارت کو گیا ہوا تہا قزاق آپڑے کہتے ہین کہ وہ پچاس آدمی تہے اور عمرو ابن عبدوَدّ نے سنا وہ تنہا اونکا مقابل ہوا اور حملہ کیا وہ سب کے سب بہاگ گئے یہی بہادر جب جنگ بدر سے زخمی ہوکر بہاگ گیا تہا تو اوسنے عہد کیا تہا کہ جب تک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے انتقام نہ لے لونگا سر مین تیل نہ ڈالونگا اوسنے اپنا مقابل طلب کیا سب لوگ خاموش تہے مگر حضرت امیر المومنین امام الاشجعین سیدنا ومولنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ لشکر سے نکلکر حضور پرنور مین حاضر ہوے اور اجازت طلب کی لیکن حضرت نے کچہ جواب نہ دیا پہر عمرو ابن عبدوَدّ نے پکارا علی مرتضی نے پہر حضرت سے اجازت طلب کی لیکن اسبار بہی آپنے جواب ندیا بار سوم اوس اجل گرفتہ نے پہر میدان مین اپنا مقابل طلب کیا کہ اے مسلمانون کیا تم مین کوئی بہی اس قابل نہین جو میرے مقابلہ مین آئے حضرت اسد اللہ الغالب نے حضور مین عرض کی کہ یارسول اللہ بے شک مجکو اجازت دیجیے کہ مین اس گستاخ نامعقول کے

مقابلہ کو جائزن اوسوقت حضرت رسول الثقلین محبوب رب کونین نے اجازت دی اور
اپنی ذوالفقار عطا فرمائی اور زرہ مبارک اپنی پہنائی اور اپنا عمامہ باندھا اور دعا کی
اللھم اعنہ علیہ اور یہہ بہی فرمایا یا الٰہی عبیدہ ابن حارث کو تونے جنگ بدر
مین لیا اور حمزہ ابن عبدالمطلب کو بہی غزوہ احد مین لیا یہہ میرے چچا کا بیٹا ہے فلا
تذرنی فرداً وانت خیرالوارثین بعد اسکے رخصت کیا علی مرتضیٰ پیادہ پا
باہیبت وجلال عمرو ابن عبدِ وَدّ سے مقابل ہوے۔

حضرت اسداللہ الغالب کرم اللہ وجہہ کی جنگ عمرو ابن عبدِ وَدّ سے جو

عرب مین ہزار بہادرونکا مدمقابل سمجھا جاتا تھا

واضح ہو کہ مینے چاہا تھا کہ مین اِس جنگ کو مسدس کی صورت
مین نظم کرون مگر یہہ مذہبی کتاب ہے پایۂ اعتبار سے

ساقط ہوجائیگی

روایت ہے کہ جب آپ میدان نبرد مین تشریف لائے تو عمرو ابن عبدوَدّ گھوڑے پر سوار تہا حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے پہلے اوسے دعوت اسلام فرمائی اوسنے قبول نکی پہر آپ نے فرمایا کہ اے عمر ابن عبدوَدّ تو پلٹ جا اوسنے یہہ بہی قبول نکیا اور کہا کہ قریش کی عورتین مجہپر خندہ کرینگی اور کہین گی جیسا گیا تہا ویساہی لوٹ آیا تو حضرت اسد اللہ نے فرمایا کہ اگر نہین پہرتا تو مقابلے پر آمادہ ہو یہہ بات سنکر وہ اجل گرفتہ ہنسا اور کہنے لگا اے علیؑ تم نوجوان لڑکے ہو مین تمپر کیا ہاتھ ڈالون مجہکو تمسے یہہ گمان تہا اسلیئے کہ مجھسے اور تمہارے باپ سے کمال محبت تھی اے علیؑ مین نہین چاہتا کہ تمہارا قتل میرے ہاتہون سے ہو اور ابہی تمکو بہادرون کی جنگ طاقت نہین ہے حضرت اسد اللہ الغالب نے فرمایا کہ اے عمرو ابن عبدوَدّ مین تو تجھکو قتل کرکے اپنے اللہ کو رضامند کرون اور اسلام مین دشمنان اسلام سے برادری ومحبت کا خیال نہین ہوتا وہ کافر اجل گرفتہ یہہ ارشاد فیض بنیاد سنکر مار سیاہ کیطرح بل کرنے لگا اور فرطِ غضب سے گہوڑے سے اوتر پڑا اور ایک نعرہ کیا اور وار تلوار کا شیر خدا کے سر مبارک پر کیا آپنے سپر پر لیا سپر کٹ گئی اور ہلکا سا زخم سر اقدس پر آیا جب اوس مردود کی طرف سے پیش دستی ہوئی تو حیدر کرار نے بہی ایک وار ذوالفقار رسولؐ اللہ کا کیا سر اوس نابکار کا زمین پر گرا حضرت امیر نے اللہ اکبر کا نعرہ کیا کہ تمام میدان نبرد صدائے شیر حق سے گونج گیا یہہ حال دیکھکر ضرار و عکرمہ و ہبیرہ و نوفل دوڑ پڑے مگر ضرار تو حضرت شیر خدا کی صورت مبارک دیکھتے ہی بہاگا اور ہبیرہ تہوڑی دیر ٹہرا اور زخمی ہوکر بہاگا اور عکرمہ اوسکی موافقت مین تہا اور نوفل دورہی سے حضرت کو دیکھکر سرکا مگر گہوڑے نے خندق مین گرادیا غازیان اسلام نے اوس کافر کو پتھرون سے مارلیا اس حال مین نوفل کتونکی طرح چلاتا تہا اور کہتا تہا اے مسلمانون

کسی اچھی مار سے مار و ہر چند سنگساری اوس سگ ناپاک کے مناسب حال تھی مگر اوس عزت دہندہ دین و دنیا علیؑ گوہر دریائے سخا نے آپ شمشیر سے اوسکی پیاس بجھا دی اوسکا جسم کمر سے پورا دو حصہ برابر کے ہوگیا **لمولفہ**

یہہ سچے کاٹ ہین تیغ نظر کے — برابر تل گئے ٹکڑے جگر کے

ابوسفیان اس حال کو دیکھکر گھبرایا اور کافران قریش نے سردار کی سراسیمگی دیکھکر نقارے کوچ کے بجا دیئے اور موضع عقیق مین جاکر دم لیا **لمولفہ**

بہار آئی ساقی قدح دیجیو — وہ بھاگی خزان لیجیو لیجیو

خزان زرد رو ہوگئی باغ سے — ابھی دم مین چھو ہوگئی باغ سے

اس جنگ مین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بھی مجروح ہوئے ہین۔ حال اسکا یہہ ہے کہ جب ضرار وغیرہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر حملہ کیا تو لشکر اسلام سے زبیر بن العوام اور عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی مدد کو نکلے انکے پہونچتے پہونچتے آپ فتحیاب ہوگئے ضرار بھاگا جاتا تھا حضرت عمر اوسپر لپکے وہ پناہ خواہون کیصورت مین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کیطرف آیا اور جب قریب ہوا تو ایک نیزہ آپ کو مارا اور بھاگ گیا آپ مجروح ہوے۔

روایت ہے

کہ موضع عقیق سے مشرکون نے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس درخواست بھیجی کہ اگر عمرو ابن عبدود اور نوفل کی لاش ہمکو اوٹھا لینے دین تو ہم اوسکی قیمت دینے کو حاضر ہین حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمین جسم ناپاک کی قیمت درکار نہین یونہین لے جاؤ لہذا دونون لاشین کفار اوٹھالے گئے۔

فائدہ

اس شہر کا سبب صرف قتل عمرو ابن عبدود ہے وہ اسوقت کے بہادروں مین بڑا نامی بہادر تھا اوسکے قتل کے سبب سے کفار کی کمر ٹوٹ گئی اسی لڑائی مین حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غزوہ خندق مین علی کی بہادری وشجاعت تمام امت کے اعمال سے بہتر ہے۔ الغرض اوسدن تو کفار بہاگے مگر دوسرے دن پہر سب قبائل جمع ہوکر آئے اور خندق مین گہس پڑے کہ رات تک مقابلہ رہا کہ نماز ظہر وعصر ومغرب حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بہی فوت ہوئی جب قتال سے فراغت ہوئے تو حضرت نے یہہ تینون نمازین باذان واقامت وجماعت ادا فرمائین کذا فی روضۃ الاحباب

بخاری شریف

بخاری شریف مین ہے کہ جب نمازین قضا ہوئین تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کافرون کیواسطے بددعا کی ملأ اللہ بیوتھم وقبورھم نارا کما شغلونا عن صلوٰۃ الوسطیٰ حتی غابت الشمس یعنی بہرے اللہ اونکی قبرون اور گہرونمین آگ جیسا کہ باز رکہا اونہون نے ہمکو نماز عصر سے یہانتک کہ غروب ہوگیا آفتاب حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ مین لکہتے ہین کہ تردد جنگ اور تیراندازی مین چار نمازین فوت ہوئین کہ اونمین نماز عصر بہی تہی مگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے زیادتی فضیلت کے سبب سے عصر کی نماز پر افسوس ظاہر فرمایا اور عذاب دنیا وآخرت کی بددعا کی پوشیدہ نرہے کہ اس مقام پر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کافرونکے حق مین دعائے بد فرمائی اسکا سبب یہہ تہا کہ اس مقام پر حق اللہ فوت

ہوا تھا اور جس مقام پر آپکے خاص ذات مبارک کو ایذا پہونچی وہان سوائے صبر و شکر کے کوئی بات آپکی زبان مبارک پر جاری نہوئی ۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلواۃ وسطےٰ صلواۃ العصر ہے اور یہی قول اکثر علما و صحابہ و تابعین اور امام ابو حنیفہ و احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے اور ماوردی کہ ائمہ شافعیہ سے ہین فرماتے ہین کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ بھی یہی ہے ۔

صلواۃ فائتہ مین اختلاف ہے

حدیث ابن مسعودؓ سے جو مسلم نے روایت کی ہے مفہوم ہوتا ہے کہ کوئی نماز فوت نہین ہوئی صرف نماز عصر بتاخیر ادا ہوئی ۔ اور حدیث عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بخاری نے روایت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صرف عصر کی نماز فوت ہوئی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے بعد غروب شمس قبل ادائے صلواۃ المغرب ادا فرمائی ۔ اور مؤطا سے دریافت ہوتا ہے کہ نماز ظہر و عصر دونون فوت ہوئین اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ چار نمازین فوت ہوئین چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بشرط صحت روایات جمع بین الروایات یون ہوسکتا ہے کہ ایام متعددہ مین ہر ایک ان نمازون سے ضرورتاً یا نسیاناً فوت ہوئی ہوگی جسنے جیسا دیکھا روایت کی اور اوسوقت تک نماز خوف مشروع نہوئی تھی اور بسبب ہجوم و شدت جنگ کے فرصت بھی نہ تھی ۔ ایکبار تو کافر خندق سے چھٹے ہوئے تھے اور جانتے تھے کہ ہم غالب آئے مگر عنایت الٰہی کی یہ اعانت ہوئی کہ رات ہی کو اللہ جل شانہ نے ہوائے مشرقی نہایت تیز و تند بھیجی کہ کافرون کے خیمے گر پڑے اور گھوڑے چھوٹ گئے اور آگ بجھ گئی کہ کسی شخص کو روٹی نصیب نہوئی اور رعب غالب ہوگیا کہ تمام لشکر کافر انکا برباد ہوکر

یہاں کا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری مین روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا نصرت بالصبا واھلکت عاد بالدبور یعنی مین مدد دیا گیا صبا کے ذریعہ سے اور ہلاک کی گئی قوم عاد ہوائے دبور کے سبب سے معالم التنزیل مین ہے کہ اسی رات مین تکبیر ملایکہ اتنی بلند ہوئی کہ ہر سردار قبیلہ پکارتا تھا خوف کے سبب سے کہ اے بنی فلان ہمارے پاس آؤ اور اسی ہوا کا ذکر اللہ جل جلالہ نے سورہ احزاب مین فرمایا ہے یا ایھا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیرا یعنے اے ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب آئین تم پر فوجین پھر ہمنے بھیجی اونپر ہوا اور وہ فوجین کہ نہین دیکھتے تھے تم اونکو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اوسکو دیکھتا ہے۔

روایت ہے

کہ اس غزوہ مین فرشتے لڑے نہین صرف واسطے ترہیب کے آئے تھے۔ حذیفہ ابن النعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رات نہایت سرد تھی اور رابہی تھا اور پھر چلی ہوا تو بڑی تکلیف ہوئی اسی حال مین حضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آج کی رات کافرونکی خبر لائے اوسکو اللہ تعالےٰ شانہ قیامت کے دن ابراہیم خلیل اللہ کی رفاقت مین رکھے گا کوئی آدمی نہ اوٹھا پھر حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی آج کافرونکی خبر لاوے اوسکو اللہ تعالیٰ شانہ حشر مین میرا رفیق کریگا پھر بھی کوئی آدمی نہ اوٹھا ایسی سردی تھی کہ کوئی اپنی جگہ سے جنبش نکر سکتا تھا آخر کار حضرت نے مجھے طلب فرمایا تو مین حاضر ہوا اور سردی کے سبب سے کانپ رہا تھا حضور پرنور نے فرمایا تو نے میرا کلام نہ سنا مین نے عرض کی کہ سُنا تو تھا مگر جاڑے کی شدت اور بھوک کی حدت سے طاقت جواب دینے کی نتھی پھر

حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سر پر اور منہ پر
ملا اور فرمایا کہ قبیلہ قریش مین جا دیکھہ تو وہ لوگ کیا کر رہے ہین مگر شرط یہہ ہے کہ جب تک
میرے پاس پھر کر نہ آئے کسی سے کلام نکرنا اور کچھہ دست برد نکرنا حذیفہؓ کہتے ہین کہ حضور
پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے میرا لرزہ جاتا رہا
اور ہمت بندھی چلتے وقت مینے حضور پرنور سے عرض کی کہ ایسا نہو کہ مشرک مجھے گرفتار
کرلین حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھہ تو گرفتار نہوگا بعد
اوسکے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یون دعا فرمائی اللهم احفظه من
بين يديه ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله ومن فوقه ومن تحته
یہہ دعا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے میرے خوف کے رفع ہونے کے لئے
کی تھی فی الحقیقت خوف کا نام بھی میرے دل مین نرہا اور مین مسلح ہوکر خندق سے نکلا تو
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مین حمام مین چلا جاتا ہون اور سردی کا نام بھی نتھا یہانتک کہ لشکر
قریش مین پہونچا تو کیا دیکھتا ہون کہ شدت ہوا سے خیمے گرے پڑے ہین اور آگ بجھہ گئی
ہے دیگین چولھون سے نیچے اوتری ہوئی پڑی ہین اور ہوا کی شدت سے پتھر اوڑے جاتے
ہین اور گھوڑے چھٹے ہوئے پھر رہے ہین غرض عجیب پریشانی تھی اور ابوسفیان کا یہہ حال
تھا کہ خیمے سے باہر نکلا ہوا آگ تاپ رہا تھا مینے اپنا تیر کمان سے جوڑا کہ ابوسفیان کو مارون
مگر خیال آیا کہ حضرت نے منع فرمایا ہے مجبور ہوکر اپنا تیر ترکش مین رکھہ لیا اور ایک آدمی کے
پہلو مین بیٹھہ گیا یکایک ابوسفیان پکارنے لگا کہ ہوا کی شدت ہے اور سب اسباب لشکر
برباد ہوا جاتا ہے ہر آدمی اپنے اپنے جلیس کا ہاتھہ پکڑ لے مینے مبادرت کر کے اپنے جلیس کا
ہاتھہ پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا سبحان اللہ کیا مین فلان ابن فلان نہین ہون
اسوقت مجھے معلوم ہوا یہہ آدمی قبیلہ ہوازن سے ہے بعد اسکے ابوسفیان بولا کہ یہہ معاملہ سخت
مشکل ہے کہ اول بنی قریظہ نے اختلاف کیا دوسرے یہہ آفت پڑی ہوئی ہے کہ جو دیکھہ رہے ہو

بس یہان سے نکل جانا ہی بہتر ہے پہر سب لشکر نے کوچ کیا اوسوقت ابو سفیان اپنے اونٹ پر سوار ہوا وہ بندہا تھا اوسنے حرکت نکی حالانکہ تین مرتبہ اوسنے مارا جب غطفان نے قریش کے بہاگنے کا حال سنا تو وہ بھی بہاگ نکلے مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا تو آپ نماز مین تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تومینے مبارک باددی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہنس پڑے اور دندان مبارک چمک اوٹھے کذا فی المعالم حذیفہ فرماتے ہین کہ اوسوقت تک تو مین ویسا ہی گرم تھا مگر یہان پہونچکر کچھ کچھ سردی پہر معلوم ہونے لگی لیکن مجھے حضرت نے اپنے پاس لٹا لیا اور اپنی چادر مبارک کا ایک گوشہ اوڑہا دیا اور پائے مبارک میرے سینہ پر رکہدیا مجھے ایسا آرام ملا کہ مین صبح تک سوتا رہا نماز کے وقت حضرت نے مجھے جگا دیا۔ الغرض جب پروا ہوا نے سب لشکر کو قریش کے تباہ و برباد کر دیا اور قریش و غطفان بہاگے اور حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کو فتح عظیم ہوئی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اب قریش مجھسے لڑنے نہ آوینگے مین انپر چڑہکر جاؤنگا یہانتک کہ مکہ فتح ہوگا۔

پیشین گوئی

اس پیشین گوئی کا ظہور بخوبی ہوا اور کوئی کافر مدینہ مین آپ پر چڑہکر نہ آیا بروایت صحیحہ ومعتبرہ ثابت ہے کہ اس غزوہ مین حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تین دن برابر مسجد فتح مین بیٹہکر دعا مانگی تیسرے دن حضرت کی دعا قبول ہوئی اور آپ کی پیشانی پر آثار فرح وسرور نمودار ہوے اور قبولیت کا نشان ایک تو یہہ تھا کہ قریش وغطفان و بنی قریظہ مین پہوٹ پڑی دوسرے یہہ کہ میدان جنگ مین دونون لشکر تھے ہوا کا صدمہ کفار ہی کے لشکر کو پہونچا کہ تمام خیمے اونکے گر گئے گہوڑے چہوٹ گئے باوجود کثرت فوج آدمیون نے دل ہارکے فوج اسلام کو اوسی میدان مین آندہی سردی وغیرہ کا کچھ صدمہ

نہ پہونچا چونکہ رعب جلالت اسلام اونپر طاری ہوچکا تھا بھاگ نکلے۔

فائدہ

اس غزوہ مین جبکہ محاصرہ تھا سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ کی رگ مین جسکا نام اکحل ہے حبان بن العرقہ کے ہاتھ کا تیر لگا بہت خون جاری ہوا سعد نے جانا کہ اب صحت نہوگی تو پرورد گار تعالے لے شانہ کے حضور مین دعا کی کہ یاالہی اگر تیرے رسول کو قریش سے اوربھی لڑائیان لڑنی باقی ہین تومجھکو زندہ رکھہ تاکہ مین اون کفار سے مقابلہ کرون اور جواب لڑائیکا خاتمہ ہوچکا ہے تواس تیر کے زخم کو میری شہادت کا سبب کردے لیکن اتنی فرصت دے کہ بنی قریظہ کی بدعہدی کا مآل کار دیکھہ لون القصہ خون بند ہوگیا بروز چہارشنبہ بست سوم ۲۳ و بست چہارم ۲۴ ذیقعدہ کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جلوہ فرمائے مدینہ ہوئے اور اہل مدینہ نے مبارکبادیان دین۔

اسی سال مین غزوہ بنی قریظہ واقع ہوا حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی

کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم غزوہ احزاب سے لوٹ کر داخل مدینہ ہوئے ہین توظہر کا وقت تھا حضرت نے اپنے ہتیار کھولے اور غسل فرمایا دفعتاً ایک شخص نے باہر سے آواز دی اور سلام کیا آپ بہت جلدی اوسکی طرف روانہ ہوئے مین حضرت کے پیچھے پیچھے دروازے تک گئی تو مینے دیکھا کہ دحیہ کلبی با چہرۂ غبار آلود سفید اونٹ پر سوار ہین اور آگے کے دانتون پر بھی گرد جمی ہے حضرت سے باتین کر رہے ہین اور حضرت اپنی چادر سے اونکی گرد جھاڑتے ہین پھر وہ چلے گئے اور حضرت گھر مین تشریف لائے اور فرمایا کہ

یہہ حضرت جبرئیل تھے غزوہ بنی قریظہ کی تحریص کرنے آئے تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے غزوہ احزاب سے مراجعت فرمائی اور داخل مدینہ ہوئے تو بعد رفع کدورت سفر نماز ظہر مین مشغول ہوئے جب نماز سے آپ نے فرصت کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا یا رسول اللہ آپ نے ہتیار کہول ڈالے مگر ملائکہ ابتک مسلح کہڑے ہین آپ جلد مسلح ہون اور بنی قریظہ پر یورش فرمایئے کہ مین بہی چلتا ہون اوسی وقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ تو پکار دے کہ کوئی آدمی نماز عصر ادا نکرے مگر بنی قریظہ مین اور علی مرتضی کو علم بردار کیا اور بیش بیش روانہ فرمایا اور خود بنفس نفیس جسد اطہر پر سلاح جنگ آراستہ فرماکر جس گہوڑے کا نام لحیف تہا سوار ہوے اور عبد اللہ ابن مکتوم کو خلیفہ مدینہ کا فرماکر تشریف لے چلے پیچہے سے اور لوگ بہی حاضر ہوئے۔ صحیح بخاری مین انس رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے

کہ مین نے کوچہ بنی غنیم مین حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سوارون کی گرد اوڑتے دیکہی حاصل کلام حضرت راہ مین تھے کہ عصر کا وقت آگیا تو بعضون نے حسب مفہوم لفظ برعایت وقت وملاحظہ مبالغہ نماز ادا کرلی اور بعضون نے مطابق ظاہر حکم کے بنی قریظہ مین قضا پڑہی اور حضرت نے دونون مین سے کسی پر زجر نہین فرمایا۔

فائدہ

جب آنحضرت صلعم کے اصحاب نے نماز عصر کے پڑہنے مین حدیث سے دو مطلب سمجہے کہ بعض نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور بعض نے قیاس کیا اور سبب نکالا اوسی طرح حضرات مجتہدین بعض مقام پر قرآن کے کئی مطلب سمجہتے ہین اور سبب

حق پر ہین۔

اہل سنّت

چار اماموں کے مذہب کو حق سمجھتے ہین اور جو بعض ناواقف کہتے ہین کہ کیون ایک دین محمدی مین اختلاف کیا اور چار مذہب قائم کردئے وہ اس حدیث کو تامل کی نظر سے دیکھین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے روبرو ایسا اختلاف اصحاب مین ہوا ہے اور حضرت نے اوسے درست رکھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطاے اجتہادی مین مواخذہ نہین ہوتا دونون سے ایک ضرور مخطی تھے لیکن آپ نے عتاب نفرمایا نماز پڑہنے والے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ ہین اور قضا کرنے والے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ ہین الغرض جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بین المغرب والعشا منازل بنی قریظہ مین داخل ہوے اوسوقت تین ہزار۳۰۰۰ اصحاب اور چھتیس۳۶ گھوڑے لشکر ظفر پیکر مین تھے پس حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا نے داخل ہوتے ہی قلعہ کے پاس اپنا علم تصرف وہان گاڑ دیا اور اصحاب نے قلعہ کو گھیر لیا اور پچیس۲۵ روز برابر گھیرے رہے ناچار بنی قریظہ نے نباش ابن قیس کو بہیجا اور درخواست کی کہ ہمکو اذن ہو تو ہم نکلجائین جسطرح بنی نضیر نکل گئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اس شرط سے نکلو کہ جو حکم مین دون وہ بجالاؤ جب یہہ جواب ملا تو کعب ابن اشرف نے اشراف قوم سے بُلاکر کہا کہ تین باتون مین سے ایک بات اختیار کرو پہلی بات یہہ ہے کہ اس پیغمبر کی حقیقت از روے توریت تم پر ثابت ہوچکی ہے بہتر ہے کہ ایمان لاؤ۔ دوسری۲ بات یہہ ہے کہ عیال واطفال کو قتل کرڈالو کہ تمہارے بعد ذلیل نہون تیسری۳ بات یہہ ہے کہ کل شنبہ کا دن ہے اہل اسلام بہی ہمسے بے خوف ہونگے پس سب لوگ جمع ہوکر غفلت مین انپر ٹوٹ پڑو اشراف بنی قریظہ نے کہ انمین حیی ابن اخطب بہی تھا ایک بات بہی قبول نکی مگر ایک اور ہرکارہ رسول۲ اللہ کے حضور مین

روانہ کیا کہ ابولبابہؓ کو ہمارے پاس بھیجدو تو ہم کچھ مشورہ کرلین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابولبابہؓ اورابن المنذر کو بھیجا اونہون نے صلاح دی کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حکم کے موافق عمل کرو تمہارے حق مین یہی بہتر ہے اور انگشت شہابہ سے گردن کا اشارہ کیا یعنی سب قتل ہونگے آخر بنی قریظہ قلعہ سے نکلے اور محمدؐ ابن مسلمہ نے بحکم حضور پرنور سبکے ہاتھ گردنون سے باندہے اور عبداللہ ابن سلام نے عیال واطفال واسباب قلعہ سے نکال کر جمع کئے اوسیون نے کہا یارسول اللہ آپ بنی قریظہ کو ہمین بخش دیجئے جسطرح یہود بنی قینقاع خزرجیون کو بخشے تھے فرمایا کہ اگر تم راضی ہو تو اس مقدمہ مین ایک شخص بطور حکم مقرر کیا جائے جو وہ کہے اوسی پر راضی ہوجاؤ وہ کہنے لگے کہ ہم راضی ہین آپ نے فرمایا سعد ابن معاذ جو کہے وہ کیا جائے اوران دنون سعد بسبب جراحت کے مدینہ مین تھے لہذا وہ طلب کئے گئے جب اونکی آمد کی خبر گرم ہوئی تو اوسیون نے اونکا استقبال اور اعزاز کیا اور کہا آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پنچ مقرر کیا ہے اور یہہ لوگ ہمارے ہمقسم اور حلیف ہین اور حرب بعاث وغیرہ مین ممد ومعاون رہے ہین دیکھو اُنکی نے یہود بنی قینقاع کو رہا کرایا تھا اب تم انکو چہڑا دو چنانچہ سعد ابن معاذ اونکے کلام سنتے ہوئے چلے آتے تھے اور جواب نہ دیتے تھے جب تقریر اونکی حد سے متجاوز ہوئی تو سعد ابن معاذ نے کہا کہ یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ مین اپنے نفس کی پیروی کرکے خدا کی راہ مین ملامت اختیار کردن اوسوقت اوسیون کو ناامیدی ہوئی اور دریافت کرگئے کہ سعد قتل کا حکم دینگے الغرض سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس پاک سرور کائنات مین حاضر ہوئے اور جماعت اوس نے اونکو نہایت تعظیم وتوقیر سے اُتارا اور التماس کیا کہ تم کو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مقدمہ بنی قریظہ مین حکم کیا ہے سعد ابن معاذ نے کہا تم میرے حکم ہونے پر رضامند ہوا ون لوگون نے کہا ہم رضامند ہین بعد اسکے سعد ابن معاذ نے حضور مین عرض کیا کہ جو لوگ اسطرف ہین وہ میرے حکم ہونے پر راضی ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر

تیرے حکم پر رضامند ہین تو حکم صادر کر حضرت سعد ابن معاذ نے حکم دیا کہ انکے بچے اور عورتین لونڈی اور غلام بنائے جائین اور سب مرد جوان اور بوڑھے قتل کیے جائین اور جو کچھ اسباب ہے غازیون اور مسلمانون مین تقسیم ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ یہی حکم خدا ہے۔

روایت ہے

کہ مرد بنی قریظہ کے چھ سو تھے اور ایک روایت مین سات سو تھے اور بر روایت صحیحہ نو سو ۹۰۰ تھے مع حیی ابن اخطب احاطہ بنی نجار مین کہ مشہور بہ محوط بنت الحارث ہے قید کیے گئے اور بازار مدینہ مین ایک غار کھودا گیا اور علی ابن ابیطالب اور زبیر بن العوام نے سب کو قتل کیا اور ثابت ابن قیس ابن شماس زبیر ابن باطا کی منت سماجت سے اوس دن قتل نہوا اور حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خون اوسکا معاف کیا تھا لیکن جب اوسنے سُنا کہ سب قوم قتل ہوگئی تو خود اوسنے اپنے قتل کی درخواست کی آخرکار وہ بھی قتل ہوا اور عورتین اور بچے غلام وکنیز کیے گئے اور ایک ہزار پانچسو قبضۂ شمشیر اور تین سو ۳۰۰ زرہین اور دو ہزار نیزے اور پانچسو سپرین اور دو ہزار پانچ سو اونٹ اور دیگر مال واسباب بعد اخذ خمس کے غازیان اسلام پر تقسیم کیا گیا اور منجملہ عورات ریحانہ بنت عمرو حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نذر کی گئی اور بعض اسارکو عبدالرحمن ابن عوف اور عثمان ابن عفان نے خرید لیا اور بعض جانب شام بیع کے واسطے ہمراہ سعد ابن زید انصاری اشہلی کے روانہ کی گئین بعد ازان آنجناب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے اور پندرہ دن بعد ابولبابہ کے ہاتھ ستون سے کھولے۔

ابولبابہ کا واقعہ

کیفیت اس واقعہ کی یہہ ہے کہ ابولبابہ حسب الطلب کعب ابن اشرف سردار بنی قریظہ جب اوس قوم مین گئے تو اون لوگون نے رونا شروع کیا اور کہا کہ اب ہم کیا کرین تو ابولبابہ نے کہا کہ جو پیغمبر خدا فرماوین اوسکو بجالاؤ اور اپنے ہاتھ سے اپنے حلقوم پر اشارہ کیا کہ سب قتل کئے جاؤ گے یہہ کہکر ابولبابہ یہہ سوچے کہ یہہ تو مجھسے خیانت واقع ہوئی لہذا بالا بالا مدینہ مین آئے اور توبہ کی قبولیت کیواسطے اپنے ہاتھہ ستون مسجد مبارک سے بندھوا دئیے اور کہدیا کہ غیر وقت نماز ہاتھہ نہ کھولے جائین یہان تک کہ میری توبہ قبول ہو یہہ خبر حضور کو پہونچی تو فرمایا کہ اگر ابولبابہ میرے پاس چلا آتا تو مین اوسکے لئے استغفار کرتا اب مین نہ کھولونگا جب تک پروردگار تعالی شانہ اوسکی توبہ خود نہ قبول فرمائے چنانچہ پندرہ شبانہ روز کے بعد یہہ ہوا کہ حضرت رسالت پناہ صبح کو حضرت ام المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرہ شریفہ مین رونق افروز تھے کہ دفعتاً تبسم فرمایا اُمّ المومنین رضی اللہ تعالی عنہا نے سبب پوچھا تو ارشاد ہوا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہوئی حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی مین خبر کردون آپ نے فرمایا اختیار ہے لہذا حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالی عنہا نے حجرہ کی دروازہ سے ابولبابہ کو خبر کردی اہل مسجد نے چاہا کہ اونکا ہاتھہ کھولدین ابولبابہ نے کہا کہ جب تک حضور اپنے دست مبارک سے نکھولین گے مین ہاتھہ نہ کھلوا ونگا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت اپنے دست مبارک سے کھول دیا۔

روایت ہے

کہ اوس عرصہ تک جب تک ابولبابہ بندھے رہے آپکی دختر روز چند خرمے آپکے منہ مین ڈالدیا کرتی تھین اسکے سوا اور کچھہ کھانا پینا نتھا اس سبب سے قوت سمع وبصر قریب

زوال کے ہوگئی تھی۔

فائدہ

اس غزوہ مین ایک عورت بھی ماری گئی تھی اور اوسکی کیفیت یہہ ہوئی کہ حضرت اُمّ المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی کہ دفعتہً کسینے اوسی پکارا کہ فلانیہ کہان ہے اوسنے کہا یہان ہون پہردہ ہنستی ہوئی اوٹھی اور کہنے لگی کہ مجھے قتل کے واسطے بلاتے ہین تو مین بولی کہ عورت کو نہین مارتے ہین تیرے قتل کی کیا وجہہ ہے اوسنے کہا کہ مین اپنے شوہر سے کمال محبت رکھتی تھی جب محاصرہ شدید ہوا تو مین نے اپنے شوہر سے کہا کہ افسوس ایام فراق آگئے اور مین تیرے بغیر زندگی نہین چاہتی اُسنے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عورتونکے قتل کا حکم نہین دیتے اگر تجھکو صادق محبت ہے تو ایک جماعت اہل اسلام قلعہ کے سایہ مین ہے اونپر چکی کا پل ڈال دے تاکہ اونہین سے کوئی مرجاے اور تو اوسکے عوض مین قتل ہو مینے ایسا ہی کیا جسکے صدمہ سے خلاد ابن سوید ابن ثعلبہ شہید ہوئے اے عایشہ اوسکے قصاص مین مجھے مارینگے اسواسطے مجھے بلاتے ہین حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ مجھکو اوسکی خوشی نہین بہولتی کیا خوب کہا ہے کسی نے۔ ؎

مردانہ کو دہد وصال بیار
خوشتر از زندگی ہزاران بار

نام اس عورت کا بنانہ تھا اور حکیم قرظی کی جورو تھی۔

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات

بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ بعد فیصلہ بنی قریظہ جب سعد ابن معاذ اپنے خیمہ مین آئے تو اونکی دعا اللہ تعالیٰ شانہ نے قبول فرمائی اور اونکے ہاتھ کا زخم اونکی شہادت کا سبب ہوا اور وہ روانہ خلد ہوئے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہت ملال ہوا اور شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما باواز بلند اونکے مرنے پر روے اور بعد ادائے صلواۃ جنازہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پاپیادہ اونکے جنازے کے ساتھ بقیع تک تشریف لیگئے اونکی قبر سے مشک کی بو آتی تھی عمر اونکی سینتیس ۳۷ برس کی تھی اور وقوع فتح بنی قریظہ آخر ماہ ذیقعدہ مین ہوا ہے اور بروایتے اوایل ذی الحجہ مین اور تین آدمی غازیان اسلام سے شہید ہوئے۔

فرضیت حج

اسی سال مین حج فرض ہوا اور بروایتے سال ششم مین اور بروایت دیگر سال نہم ۹ مین اور ایک اور روایت ہے کہ سال دہم ۱۰ مین مگر بعض اہل سیر فرماتے ہین کہ ہجرت شریفہ کے نوین ۹ برس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حج کی فرضیت کا حکم دیا اور خود دسوین ۱۰ برس ہجرت کے حج ادا فرمایا اور جو حضرات سال ششم مین حج کے فرضیت کے مقر ہین وہ کہتے ہین کہ آیہ کریمہ اتموا الحج والعمرۃ سال ششم ہجری مین نازل ہوئی مگر امر یراہ

که استطاعت مین داخل تها اوس وجه سے تاخیر هوئی اور دوسری جماعت کے حضرات یه فرماتے
هین که مکه معظمه سنه ۸ هجری مین فتح هوا هے اگر سال ششم مین حج فرض هوا هوتا تو حضرت
صلے الله علیه وآله واصحابه وسلم اوسی سال مین حج ادا کرنیکا حکم دیتے نوین برس پر کیون
موقوف رکهتے اور آیته مذکوره فرضیت پر دلالت نهین کرتی بلکه حج وعمره کے ملانے پر دلالت
کرتی هے یعنی جب فرضیت حج شروع هوجاے تو ایسا کرین اور اسی سال مین
صلوٰة الخوف شروع هوئی اور سورهٔ بقر مین آیه کریمه فان خفتم او رکبانا
نازل هوئی یعنی اگر تمکو ڈر هو تو پیاده پڑه لو یا سواری کی حالت مین واضح هو که لفظ خوف
عام هے یعنے خوف دشمن هو یا خوف آمد سیل هو یا کسی درنده کا هو اور اطلاق آیه سے یهه
بات بهی نکل آئی که اگر پیاده وسوار غیر قبله رو نماز کرین تو اوسکا اعاده نهین هے اور
صاحب هدایه نے اسی آیه کریمه سے استدلال کیا هے اور وه فرماتے هین که جب
بهت ڈر هو تو نماز ادا کرین سوار علحده علحده اور رکوع وسجود کا اشاره کرین جس طرف
چاهین جب که قبله پر قادر نهون کریمه والمحصنٰت که واذا کنت فیهم فاقمت لهم
الصلوٰة سے نماز خوف کا باجماعت ادا کرنا جائز ثابت هوتا هے اور صحیح یهه هے که
نماز خوف حضرت رسول مقبول صلے الله علیه وآله واصحابه وسلم کے بعد بهی باجماعت درست
هے کیونکه آنجناب سے خطاب هونا عین ایمه سے خطاب هے اور طریق جماعت کا بالتفصیل
کتب فقه مین مذکور هے اور مختصر یهه هے که فوج دو حصے هوجاے هر جماعت نصف نماز مین
شریک امام هو اور نصف جدا پڑهے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رهے
اور اوسوقت نماز مین آمد ورفت کرنا اور سلاح وزره وسپر پاس رکهنا درست هے اور اگر
اتنی فرصت نه ملے تو جماعت کو موقوف کرنا چاهیئے پیدل فوج فرادا فرادا پڑه لین اور
سوار اشارون سے ادا کرلین اور اگر اتنی بهی فرصت نه ملے تو قضا کرین اسی سال مین
نماز خسوف شروع هوئی اور خسوف قمر واقع هوا اور اسی سال مین حضور پرنور صلعم

گھوڑے سے گرے ران مبارک مین چوٹ لگی کہ پانچ دن حجرہ شریفہ سے باہر تشریف نہ لائے اور نماز بھی قاعداً ادا فرمائی اور اصحاب نے اقتدا بھی بالقعود کی بعد ازان اقتدا کرنا قاعداً منع ہوا چنانچہ مرض موت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بیٹھہ کر امامت فرمائی اور اصحاب نے کھڑے ہو کر اقتدا کی۔

سال ششم ہجری

اور جب سال ششم ہجری شروع ہوا اور تین ۳ مہینے غزوہ بنی قریظہ سے گذرے تو غزوہ لحیان واقع ہوا اور سبب وقوع یہ ہوا کہ اہل ہذیل نے قراء صحابہ کو بیر معونہ پر شہید کیا تھا اس وجہ سے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو رنج تھا اوسکے انتقام کو تشریف لیچلے جب وادی عسفان کے قریب پہونچے تو شہیدون کے حق مین دعا فرمائی اور قوم لحیان لشکر اسلام کی خبر سنکر بھاگی صرف دو دن حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہان رہے جب مراجعت فرمائی تو اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور گریہ فرمایا اور اصحاب نے بھی حضرت کی موافقت کی اس غزوہ کو صاحب بہجۃ المحافل نے اور ابن حزم نے سال پنجم مین لکھا ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سال ششم مین وہو الصحیح اور اسی سال مین حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو دس سوارون کے ساتھہ غمیم مین روانہ کیا تاکہ آوازہ لشکر اسلام قریش کو پہونچے چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ وہان سے بغیر محاربہ واپس ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ کیطرف رجوع فرمائی مدینہ سے چودہ شب و روز غیبت رہی بعد اسکے محمدؐ ابن مسلمہ تیس ۳۰ نفر سوارونکی جماعت سے بکر ابن کلاب پر موضع ضریّہ مین جو مدینہ سے چوبیس ۲۴ میل ہے بھیجے گئے اور دفعتاً یہہ جماعت اونپر جا گری مگر وہ بھاگ گئے صرف چھہ ۶ کافر مارے گئے

اور ایک سو پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریان ہاتھ آئین کہ حضرت نے بعد اخراج خمس غنیمت تقسیم فرمائی اور مدت سفر انیس ۱۹ دن کی تھی اور سبب یہہ ہوا کہ ایک جماعت نے بنی بکر کی قوم سے موضع مذکور مین یہہ فساد برپا کیا تھا کہ جو مسلمان ادھر سے نکلتا تھا اوسکو رہزنون کے طریقہ سے مار لیتے تھے بعد اسکے۔

غزوہ غابہ

غابہ ایک موضع کا نام ہے اور اصل مین بیشہ کو کہتے ہین واقع ہوا اور اسکو غزوہ قرد بھی کہتے ہین اور سبب یہہ ہوا کہ عیینہ بن حصین فزاری مع چالیس ۴۰ نفر سوارون کے موضع غابہ پر آیا اور وہان بیس ۲۰ اونٹنیان حضرت کی شیر دار چرائی پر تھین اونسے ہانک لین اور محافظ کو قتل کیا اور ابو ذر غفاری بہی انہین اونٹنیون پر تھے اونکا بیٹا بھی مارا گیا وہان سے قریب تر سلمہ ابن اکوع اور رباح حضور پرنور کے غلام بھی موجود تھے ابن اکوع نے رباح کو یہہ خبر دیکر روانہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدینہ سے پانچ سو سوار لیکر سوار ہوئے اور علم اسلام مقداد کو دیا اور ابن مکتوم کو خلیفہ فرمایا۔ صحیح بخاری مین سلمہ ابن الاکوع سے روایت ہے کہ مدینہ سے کئی کوس پر حضرت کی اونٹنیان چرائی پر تھین مجھکو خبر ملی کہ قوم غطفان پکڑے لئے جاتے ہین لہذا مین نے مدینہ کے جنگل مین تین مرتبہ چیخ ماری کہ قوم سُنکر دوڑے مگر کوئی نہ آیا تو مین اونکے پیچھے اکیلا دوڑا یہانتک کہ اونکو پالیا اور مین تیر مارنے لگا اور یون کہتا جاتا تھا انا ابن الاکوع آج کمبختون کی موت کا دن ہے اون کو پانی پینے کی فرصت نہ ملی اور مین نے سب اونٹنیان چھین لین اور ہانک لیچلا راہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ملے کہ سوار لئے ہوئے ادہر جاتے تھے مین نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہ لوگ پیاسے ہین مینے اونکو پانی نہین پینے دیا آپ جلد جائین حضرت نے فرمایا اپنی چیز ملی اور تو غالب آیا اب درگذر کر اور

جانے دے وہ اپنی قوم مین کہاتے پیتے ہو گئے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدینہ کو لوٹے اور سلمہ کو ردیف بنایا۔

روایت ہے

کہ جب سلمہ نے اونٹنیان مدینہ کی طرف ہانک دین تو کافرونکا تعاقب کیا اسوقت عیینہ ابن بدر فزاری مدد کو آیا کہ وہ لوگ سلمہ کیطرف پہرے اسطرف بہی اُخرم اُسیدی اور ابو قتادہ اور مقداد تینون سوار آ گئے کہ سب کافر بہاگے مگر اخرم پر نیزہ مارا یہہ شہید ہوے اور انکے گہوڑے پر وہ سوار ہوا پہر ابو قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ عبد الرحمن پر گئے اونے وہی نیزہ اونپر چلایا مگر کارگر نہوا اونہون نے نیزے یا تلوار سے اوسکو قتل کیا اور اوسکے گہوڑے پر سوار ہوئے یہہ بہاگتے بہاگتے چشمہ قرد پر پہونچے ہکو جو اون لوگون نے اپنے پیچہے تعاقب کرتے ہوئے دیکہا بہاگے اور پانی بہی نہ پیا قبیلہ غطفان مین پہونچے اونکے ایک دوست نے کہانیکی طیاری کی اتنے مین گرد وغبار معلوم ہوا سمجہ گئے کہ لشکر اسلام آپہونچا وہان سے بہی بہاگے اور کہانا بہی نہ کہایا پہر شام تک ہمنے اونکا پیچہا نہ چہوڑا ابو سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ آفتاب غروب ہونے تک ہمنے اونکا تعاقب کیا اور دو گہوڑے اون سے لیکر لوٹ آیا زہے بہادری اس مرد جری کی اور ایمان اسکا اور محبت اسکی حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتہہ جب تو بعد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اصحاب رسول کی بزرگی تمام مخلوقات پر ہے رضی اللہ تعالی عنہم ورضوعنہ۔

یہہ تکلیف سفر اور کوشش حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اونٹنیون کے واپس لینے کے لئے نتہی بلکہ اس سے دفع فساد آیندہ مقصود تہا چند اونٹ تو کیا ہستی رکہتے تہے تمام دنیا آپکی نظر مبارک مین ہیچ تہی تمام عمر مبارک

حضور کی اسطرح گذری کہ صبح اوٹھکر دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے اگر موجود ہوا نوش فرمایا نہین روزہ رکھ لیا سبحان اللہ ؎

مالک کونین ہین گو پاس کچھ رکھتے نہین
دو جہان کی نعمتین ہین اونکے خالی ہاتھ مین

ابو سلمہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ جب مین پلٹ کر ذی قرد پر آیا تو وہان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مع لشکر اوترا ہوا پایا اور بلال رضی اللہ عنہ نے غنیمت کے اونٹون مین سے ایک اونٹ کو ذبح کیا اور اوسکے جگر اور کوہان کے کباب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے واسطے تیار کر رہے تھے مین جاکر خدمت شریف مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ یہہ لوگ پیاسے بھوکے بیتاب طاقت جاتے ہین اجازت دیجئے کہ مین سو آدمی لیکر اونکے پیچھے جاؤن اور ایک کو نہین زندہ چھوڑون آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی کریگا اونہون نے عرض کی کہ اوس خدا کی قسم جسنے آپ کو معزز و مکرم کیا ہے ایسا ہی کرونگا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تبسم فرمایا کہ دندان مبارک کا نور ظاہر ہوا پھر آپ نے فرمایا کہ اے اکوع کے بیٹے اذا ملکت فاسجح یعنی جب غالب آئے تو نرمی اور نیکی کر سجاحت کے معنی سہولت کے ہین یعنی شدت نکر کہ مقصود بالذات دشمنان خدا کو مغلوب کرنا ہے اور وہ بات حاصل ہوگئی الحمد للہ اور فرمایا کہ اونکی دعوت غطفانیون مین ہوتی ہے کہ ناگاہ ایک آدمی غطفان مین سے آیا اور بیان کیا کہ ہم لوگون نے اونکی دعوت کا سامان کیا تھا اونٹ ذبح کرکے کھال کھینچ رہے تھے کہ آسمان پر ایک غبار نظر آیا گمان ہوا کہ لشکر اسلام کی گرد ہے خوف زدہ ہوکر سب بھاگ گئے بعد ازان صبح کو آپ نے فرمایا خیر فرساننا الیوم ابوقتادہ وخیر رجالتنا سلمہ یعنے ہمارے سوارون مین اچھا سوار آجکے دن ابوقتادہ ہے اور ہمارے پیدلون مین اچھا پیدل سلمہ ہے۔

سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مجھکو حصہ سوار اور پیادہ کا دیا اور سواری مین مجھکو اپنے پیچھے بٹھالیا اور ایک رات دن وہان ٹھہرے پھر لوٹ آئے اور مدتِ غیبت اس سفر کی پانچ راتین تھین۔

روایت ہے

یہہ روایت اوپر گذر چکی ہے وہان مجمل تھی اس دوسری روایت مین تفصیل ہے لہذا یہان پر بھی درج کی جاتی ہے اس غزوے مین حضور پر انور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم گھوڑے سے گرے ساق مبارک یاران مبارک مین چوٹ آئی جب مدینہ مین رونق افروز ہوئے توکئی دن آپنے نماز بیٹھہ کرادا فرمائی اور مقتدیون کو بھی حکم بیٹھنے کا دیا امام کی اتباع کے واسطے مگر اکثر علما کے نزدیک یہہ حدیث منسوخ ہے اسلئے کہ مرض موت مین آپنے بیٹھہ کر نماز ادا فرمائی اور مقتدی کھڑے رہے آپ نے اسی کو مقرر رکھا اسکو تقریر کہتے ہین واضح ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا گھوڑے سے گرنا صاحب جذب القلوب اور سیر گاذرونی نے وقایع سال پنجم مین بلا قید کسی غزوہ کی ذکر کیا ہے جیساکہ اوپر گذر چکا اور باقی اہل سیر نے واقعات سال ششم سے اس غزوہ مین ذکر کیا ہے پس وجہہ توفیق اسطرح پر ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ وہ واقعہ دوسرا ہو اور یہہ دوسرا ہے اوپر اختلاف روایات کے کہ کسی کو روایت اسکی بلا قید غزوہ سال پنجم کے پہونچی اور کسیکو بقید غزوہ سال ششم کے۔ اور مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس غزوہ مین صلوات الخوف دوسری بار پڑہی۔ اور مواہب لدنیہ مین ہے کہا ابن اسحاق نے کہ رہتے تھے وہان پر ایک شخص اور اونکی زوجہ قبیلہ غفار سی تھی سو مارڈالا اونہون نے مرد کو اور پکڑلے گئے اوس عورت کو اور سوار ہوئی وہ عورت رات کے وقت غفلت مین اون سے اونٹنی پر رسول اللہ کی

اور نذر مانی اوسنے کہ اگر نجات پاؤن مین اس سے تو ذبح کرون مین اوسکو جب وہ آئی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے پاس تو اوسنے خبر دی آپ کو اپنے اس نذر کرنے سے آپ نے فرمایا لا نذر فی معصیۃ ولا لاحد فیما لا یملک یعنی نہین ہے نذر گناہ کے کام مین اور نہین ہے نذر کسی ایک کو کہ نذر کرے اوس چیز کی کہ نہین ہے مالک اوسکا۔

اور اسی سال مین آپ نے استسقا فرمایا

یعنی طلب باران کے لئے دعا کی سات دن تک متصل پانی برسا اور استسقا کرنا آپکا چہہ وجہون سے ثابت ہے سفر السعادت مین ہے۔

وجہ اوّل

یہہ ہے کہ آپنے جمعہ کے دن خطبہ پڑہنے مین باران کے واسطے دعا کی اور کہا ان لفظون سے اللھم اغثنا اللھم اغثنا اللھم اسقنا یعنی اے اللہ مینہ برسا اے اللہ پانی برسا اے اللہ پانی برسا یعنی پانی پلا اپنی مخلوق کو اسکی تفصیل شرح سفر السعادت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے عہد مبارک مین قحط سالی ہوئی جمعے کے دن حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم خطبہ پڑہ رہے تھے کہ ناگہان ایک اعرابی اوٹھکر کہنے لگا یا رسول اللہ هلك المال وجاع العيال فادع لنا ترجمہ اے اللہ کے رسول ہلاک ہوا مال اور بہوکے ہین عیال اللہ سے ہمارے واسطے دعا کیجئے اور ایک روایت مین ہے قحط المطر واحمرة الشجر وهلك البهايم ترجمہ یعنی پانی نہ برسا ہوا اور اشجار جو سبز تھے وہ خشک ہوگئے اور چارپائے ہلاک ہوگئے اور ایا۔۔۔

روایت مین ہے هلكت المواشي هلكت العيال هلكت الناس
ترجمہ ہلاک ہوئے چارپائے ہلاک ہوئے عیال ہلاک ہوئے آدمی۔ پہر اوٹہائے
حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے دونون دست مبارک اور دعا مانگی
ان لفظون سے اللهم اغثنا ترجمہ اے اللہ فریاد کو پہونچ چار بار اور ایک روایت
مین تین بار اور ایک روایت مین ہے اللهم اسقنا ترجمہ اے اللہ ہمکو پانی پلا
دو بار فرمایا۔
انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ خدا کی قسم ہم نہ دیکھتے تھے آسمان مین کوئی
ٹکڑا ابر کا اور حال یہہ ہوا کہ ابہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہاتھ
اوٹہا کر نیچے نہین کئے تھے کہ ابر پہاڑونکی طرح آسمان کے کنارون سے بلند ہوا اور
پانی برسا اوسدن اور دوسرے دن اور اگلے جمعہ تک پہر آیا وہ اعرابی یا کوئی دوسرا
اور کہا اوسنے یا رسول اللہ انهدم البناء وغرق المال ترجمہ یا رسول اللہ صلعم
مکانون کی بنیادین گر پڑین اور مال پانی مین غرق ہوگئے اور ایک روایت مین ہے
هلكت الاموال وانقطعت السبل ترجمہ یعنے جانور ہلاک ہوے اور نالی
کٹ گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دعا فرمائیے کہ
اللہ تعالے شانہ اس ابر کو کہول دے پہر آپ نے اپنے دست مبارک اوٹہائے
اور ایک روایت مین ہے کہ تبسم فرمایا آپ نے بسبب سرعت ملال بنی آدم کے اور
دعا فرمائی اللهم حوالينا ولا علينا ترجمہ یا اللہ ہمارے گرد پانی برسا ہمپر نہ برسا
اس سے مراد حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی یہہ تہی کہ صحراءین اور
کہیتیون مین پانی برسا اور ہم تو سیراب ہوچکے اور ایک روایت مین ہے ساتھ
زیادتی کے اللهم على الآكام والظراب وبطون الاودية ومنابت
الشجر ترجمہ یعنی خداوندا پہاڑون پر اور ریتون کے ٹیلون پر اور نیچے ٹلون کے

اور درختون کے۔

اور جسطرف آپ اشارہ فرماتے تھے اوسی طرف کا ابر کھل جاتا تھا یہانتک کہ مدینہ پر کا ابر کھل گیا اور جاری رہے نالے اور کاریز ایک مہینے تک اور جو کوئی جسطرف سے آتا تھا پانی برسنے کی خبر لاتا تھا۔ اور ایک روایت مین ہے کہ کھل گیا ابر مدینہ مین اور نواح مین برستا تھا اور مدینہ مین ایک بوند بھی نہ پڑتی تھی یہہ معجزہ مسجد نبوی مین جمعہ کے دن خطبہ پڑہتے وقت ہوا تھا۔

دوسری وجہ

حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ شکایت کی آدمیون نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے قحط باران یعنی امساک باران کی آپ نے حکم کیا کہ منبر مصلی مین رکہنا چاہیئے اور وعدہ کیا صحابہ سے ایک روز معین کا کہ مصلی مین جاوین پہر اوس دن باہر نکلے آپ بعد طلوع آفتاب کے تواضع اور فروتنی سے ظاہر مین اور ساتہہ خشوع کے باطن مین اور پرانے اور میلے کپڑے پہنے اور تضرع کرتے ہوئے جب جائے موعود مین پہونچے منبر پر تشریف لے گئے اور تکبیر اور تحمید کہی اور فرمایا لوگون سے کہ شکایت کی تم نے قحط سالی اور تاخیر باران کی اور بے شک فرمایا ہے اللہ تعالی شانہ نے کہ دعا کرو مجہہ سے اور وعدہ فرماتا ہے کہ قبول کرونگا دعا تمہاری اور اس حدیث سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز طلب باران کے لئے منبر کا نکالنا اور وہان رکہنا جس جگہہ نماز پڑہی جائے جائز ہے۔ مگر مشایخ حنیفہ کہتے ہین کہ منبر نہ نکالا جائے اس قول کی بنا اسبات پر ہے کہ یا حکم کیا اونہون نے حدیث کی عدم صحت پر یا یہہ حدیث اونکو صحت کے طریقہ سے پہونچی ہی نہتی کذا فی المرقات شرح مشکواۃ باب الاستسقا اور ولید بن عقبہ سے جو امیر مدینہ تھے مروی کہ اونہون نے آدمی بہیجا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور دریافت کی اون سے کیفیت استسقائے نبوی کی۔ کہا ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فروتن اور متواضع اور متضرع عیدگاہ کی طرف اور منبر پر چڑہے اور خطبہ نہ پڑہا آپنے ایسا جیسا کہ تم پڑہتے ہو یعنے طویل اور بسیط اور تکلف سے نہ پڑہا اور یہی صحیح ہے اور جو خطبہ آپنے پڑہا اوسکے کچہہ جملے یہہ ہین الحمد للّٰہِ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین لا الہ الا اللّٰہ یفعلُ ما یرید اللھم انت اللہ لا الہ الا انت تفعل ما ترید اللھم انت اللہ لا الہ الا انت الغنی ونحن الفقراء انزل علینا الغیث واجعل ما انزلت لنا قوۃ وبلاغا الی حین ترجمہ ہر طرحکی تعریف اللہ ہی کیواسطے ہے جو بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہے اور مالک ہے روز جزا کا کسی معبود کا وجود نہین مگر اوسی واجب الوجود کا جسکا نام پاک اللہ ہے وہ جو ارادہ کرتا ہے وہ کرتا ہے اے خدا تو ہی اللہ ہے کوئی نہین معبود لیکن تو کرتا ہے جو کچہہ ارادہ کرتا ہے اے خدا تو ہی اللہ ہے کوئی معبود نہین مگر تو جو غنی ہے اور ہم سب فقیر ہین نازل فرما ہم پر مینہ اور وہ ہماری قوت کا سبب ہو اور زندگی کا سبب ہو زمانہ دراز تک۔ پہر دونون دست مبارک اوٹھا کر تضرع وزاری شروع کی اور بلند کئے ہاتہہ کہ نظر آئے سفیدی دونون بغلونکی اس سے مراد اور کنایہ ہے ہاتہہ بلند کرنے سے اور کہا ہے کہ جسقدر کوئی واقعہ اور مطلب مشکل اور قوی ہو اوسیقدر ہاتہہ اونچے اوٹھانے مسنون ہین۔

روایت

مشکوۃ مین مسلم سے کہ استسقا کیا حضرت نے اور اشارہ کیا اپنے دونون ہاتہونکی پشت سے آسمانکی طرف یعنے اوٹہانا ہاتہون کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

استسقا مین اسیطرح تہا کہ پشت دونون ہاتہونکی آسمان کیطرف تہی برخلاف دعائے استعار فہ روزمرہ کے کہ ہتیلیان ہاتہون کی آسمان کیطرف کرتے ہین۔ اور ابو داؤدکی روایت مین بہی آیا ہے کہ جو دعا واسطے طلب اور سوال کسی نعمت کے ہو مستحب ہے کہ کیجائین ہتیلیان آسمانکی طرف اور جو واسطے دفع بلا اور فتنہ کے ہو تو کی جاوے پشت ہاتہون کی آسمان کیطرف۔

اور کہا طیبی نے کہ یہہ تفاول ہے حالت کے بدلنے پر پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مُنہ اپنا قبلہ کیطرف کیا اور پشت حاضرین کی طرف اور ردائے مبارک کو الٹ کر اوڑہا یعنی اندر کیطرف کا پلہ چادر کا باہر کیا یعنی اوپر اور اوپر کا پلہ نیچے کیا اور داہنی طرف کا پلو بائین طرف اور بائین طرف کا پلو داہنی طرف اور کہتے ہین کہ یہہ تحویل اور تقلیب تفاول ہوتا ہے تغیر حال اور تبدیل امساک باران کے واسطے اور تنگی کی حالت کو فراخی سے بدلنے کے لئے۔

اور کہا بعض نے کہ یہہ اتباع ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی۔ اور کہا بعض نے کہ اسی طرح کیا جائے کہ بدل جاوے حال نہ یہہ کہ صرف تفاول ہی ہے اسلئے کہ تفاول بغیر قصد اور بے اختیاری کے ہوتا ہے اور وہ ردائے مبارک سیاہ تہی۔ اور دعا کی آپنے اوسیطور کہڑے ہوکر پہر لوگون کی طرف مُنہ کیا آپ نے اور منبر سے اوتر کر نماز شروع کی اور دو رکعتین بغیر اذان و اقامت کے پڑہین اور بعض روایت مین تکبیر بہی آئی ہے مثل عیدین کے اور وقت ادا کا وقت عیدین کی نماز کا ہے۔ اسلئے کہتے ہین کہ افضل وقت ادا کا اول روز مین ہے اگرچہ جواز ہر وقت مین ہے مگر خطبہ قبل نماز کے پڑہا مثل جمعہ کے اور ایک روایت مین بعد نماز کے بہی آیا ہے مثل عیدین کے اور قرات دونون رکعتون مین پکار کر پڑہی۔ اول رکعت مین سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت مین هل اتاك حديث الغاشية

پڑہی اور سورہ ق اور اقتربت الساعۃ کا پڑہنا بہی روایت مین آیا ہے پہر جب
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ابر اور رعد اور برق نمودار ہوا
اور پانی برسنے لگا مسجد نبوی تک آتے آتے سیلاب ہوگیا - اور جو آپ نے اضطراب
لوگونکا ملاحظہ فرمایا تو ہنسے آپ کہ نواجذ مبارک آپکے دکہائی دیئے اور فرمایا کہ گواہی
دیتا ہون مین کہ اللہ تعالی شانہ قادر ہے ہر چیز پر اور اقرار کرتا ہون مین کہ مین اوسکا بندہ
ہون اور اوسکا رسول ہون -

اور سیر کا ذرونی مین ہے کہ جب اعرابی نے شکایت کی قحط کی تو آپ نے فرمایا کہ
فلان روز باہر چلین اور صدقہ دین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوسدن باہر
تشریف لے گئے اور ۲ دو رکعتین پڑہین اور قرات جہر سے پڑہی اول رکعت مین بعد سورہ
فاتحہ سبح اسم ربك الاعلیٰ اور دوسری رکعت مین هل اتلك حديث
الغاشيه پڑہی اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو منہ لوگون کی طرف کیا اور اپنی ردا کو
لوٹ لیا کہ قحط لوٹ جائے اور ارزانی آجائے اور دوزانو بیٹھکر ہاتھ اوٹھا کر تکبیر فرمائی
اللهم اسقنا واغثنا غيثاً مغيثا وحياء وربيعاً طبقاً وجداً غدقاً
مغدقاً عاماً هنياً مريا مريعاً مريقا وابلاً شاملاً سابلاً مجلاً
مجللا دائماً دراراً نافعاً غيرضار اعاجلا غير رائث غيثا
اللهم تحيي بها البلاد تغيث بها العباد وتجعله بلاغاً للحاضر منا
والباد اللهم انزل علينا من السماء ماءً طهوراً تحيي به بلدة
ميتا واسقه مما خلقت انعاماً واناسي كثيرا ترجمہ اے اللہ پانی پلا
ہمکو اور فریادرسی کر ہماری بارش کے ذریعہ سے طلب کرتے ہین ہم تجہسے بارش اور
مانگتے ہین ہم تجہسے بہت برسنے والی بارش اور دے اپنے فضل وکرم سے ہمکو ایسا مینہ
جو عالمگیر ہو اور مانگتے ہین تجہسے رزق موافق حاجت کے پورا اور مراد رزق سے یہان

وہ شے ہے جو رزق کا سبب ہے یعنے پانی اور ایسا پانی جو غرقاً و مغرقاً ہو یعنی بہت کہیتیوں کو سیراب کرنے والا جس سے کہیت لبالب بہر جائین عربی کی زبان کے محاورے مین غیثاً مغیثاً اور وہ بارش ایسی ہو ہنیاً مریٔاً مریعاً یعنی شامل ہو سبکو اور مفید جیسے اُردو محاورہ مین چتاپچتا کہتین یا ورمانگتے ہین ہم تجہسے بارش صافی یا رواق دا یعنی کہڑکیون والی اور وزن دار یعنی ابر بہت خالی ہونے والا جو بوجہل ہے پانی سے بہرا ہوا اور پڑہی مین تلّا ہوا یعنی ایسا ابر جو پانی دینے والا ہو ریلون ریل اور خوش کرنیوالا وابلاً شاملاً یعنی شامل ہر زمین و زراعت کو اور پہونچنے والا سابلاً- اُترنے والا پے درپے مجللاً یعنی پانی جما ہوا دیر یا کثیر المنفعت بابرکت مفید زراعت دائماً دیرپا اور متواتر برسنے والا ابر تمام موسم بہر ذراراً- یعنی بکہرنے والا نافعاً غیر ضار- نفع رسان بغیر نقصان کے عاجلاً غیر رائث یعنے ایسا ابر بہیج کہ جلد بے درنگ برس پڑے یا اللہ زندہ کردے تو اوسکے سبب سے شہرون کو اور زمینون کو جو مردہ پڑی ہوئی ہین یا اللہ تو فریاد رسی کر اوس ابر کے سبب سے اپنے بندون کی اور کر تو اوسکو ذریعہ پہونچنے کا مقصود کو واسطے حاضرین کے ہم مین سے جو شہر کے رہنے والے اور جو جنگلون مین رہتے ہین یا الٰہی نازل کر ہمپر پانی پاک وصاف کہ زندہ کرے تو اوسکے سبب سے زمین مردہ کو اور پلا تو اوس پانیکو اپنی مخلوق مین سے آدمیون کو اور جانورون کو ۱۲

روایت ہے

کہ جب حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دعا سے فرصت کی پانی برسنا شروع ہوا سات دن اور رات تک برسا کیا پہر مسلمانون نے آکر عرض کی یا رسول اللہ زمین غرق ہوگئی مکانات گر پڑے راہین بند ہوگئین آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالے لئے شانہ باران کو روک لے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تبسم فرمایا کہ آپ کے

دندان مبارک نظر آگئے اور اتنی جلد جو لوگون کو بارش سے ملالت ہوئی تو آپ نے تعجب فرمایا اور دونون دست مبارک بلند فرمائے اور ان لفظون سے دعا کی اللھم حوالینا ولا علینا اللھم علی روس الظراب ومنابت الشجر وبطون الاودیة وظھورالاکام ترجمہ اے اللہ پانی برسا ہمارے گرداگرد اور نہ برسا ہمپر اے اللہ پانی برسا ریت کے ٹیلون پر اور درختون کی جڑ دن مین اور نالون مین اور پہاڑون پر پس ابر مدینے سے پھٹ گیا اور اوسکے نواح مین برستا تھا اور شہر مین ایک بوند نہ پڑتی تھی۔

روایت ہے

اور بعض روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ کو دیکھا کہ مثل خیمہ کے تھا اور پانی گرد برستا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہنسے کہ اگلے دندان مبارک نظر آئے اور فرمایا کہ خدا ابی طالب کو اچھی مکافات دے اگر زندہ ہوتے تو اون بیتون سے جو اونہون نے کہین ہین اونکی آنکھین روشن ہوتین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی مگر وہ آپ جانتے ہین کہ اوسکے معنی یہہ ہین آپ نے فرمایا ہان پھر ایک نے بنی کنانہ مین سے اوٹھکر یہہ معنی نظم کئے۔

نظم

خدا داد باران بما تشنگان	بتعظیم پیغمبر انس وجان
ازان یافتہ روزی ایتام ما	ازان گشتہ سیراب انعام ما
ہو ہاشم اندر پناہ دیند	ہمہ طالب عز وجاہ ویند
بہر رزم غالب محمد بود	بنصرت زیزدان موید بود

نداریم ما دست از دامنش	دگر گشته گردیم پیرامنش

نظم بنی کنانہ

سپاس بقیاس و حمد بحید	ثنائے حضرت معبود سرمد
کہ باران داد مارا بحید و مر	بآب روئے آن فرخ پیمبر
چو روئے خویش سوئے آسمان کرد	بحالی خدا باران روان کرد
ہمہ مشتے ضعیفان را بہ بخشود	در روزی بروئے خلق بکشود
ہمہ از حرمت جاہ نبی بود	ابو طالب چنان گفت و چنین بود
ہر آن کو شکر گوید بیش یابد	چو کافر شد سزائے خویش یابد

پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شاعر نے نیک شعر کہے تو تو نے بہی نیک شعر کہے۔

مواہب لدنیہ مین ہے

کہ اگر کوئی کہے کہ ابو طالب کو کہان سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے استسقی اسے پانی برسا تو جواب یون ہے کہ تحقیق ابو طالب نے اشارہ کیا اوس واقعہ کیطرف جو عبد المطلب کے زمانے مین ہوا تہا اور عبد المطلب نے استسقا کیا تہا قریش کے واسطے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے دادا کے ہمراہ تہے انتہی۔ اور اس حدیث مین دلیل اسپر ہے کہ حاجات مین تشبث شعر کے ساتھ کرنا درست ہے اور بعض نے اس مطلب استسقا کو نظم کیا ہے۔

نظم

چو ابر سیه دل نمیداد آب
بخواهش بہ نزد پیمبر شدیم
دعا کرد پیغمبر پاکِ دین
بدین بود کز جانب سلع ابر
ببارید شش روز بر دشت و کوہ
دعا کرد دیگر رسولِ خدا

در آن حرث و نسل جہان شد خراب
بافتادگی خاک آن در شدیم
کہ یارب بہ بخشا بر اہل زمین
بر آمد بکردار غرندہ ببر
ز سیلاب گشتند مردم ستوہ
کہ تا باز بکشود ابر از سما

تیسری وجہ

جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے استسقا کیا تھا یہہ ہے کہ جمعہ کے روز مدینہ مین مسجد شریف کے اندر منبر پر استسقا کیا اور بعد غزوہ تبوک کے بنی فرازہ کے ایلچی نے حاضر ہوکر قحط کی حالت بیان کی اور عرض کی کہ باران کی دعا کے واسطے اور درخواست کی کہ آپ شفاعت کرین ہماری پروردگار سے اور پروردگار شفاعت کرے آپ سے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا وَیْلَکُمْ یعنی افسوس ہے تمہاری سمجھ پر تمام دنیا پروردگار سے شفاعت کرتی ہے ایسا کون ہے کہ پروردگار تعالے شانہ اوس سے کسی بندیکی سفارش یا شفاعت کرے لا الٰہ الا ھو العلی العظیم اور فرمایا کہ ہنستا ہے پروردگار تعالیٰ تمہاری اس نالہ و فریاد پر۔ ایک اعرابی اوس جماعت مین کہڑا تھا اوسنے عرض کیا کہ خندہ کرتا ہے پروردگار ہمارا آپنے فرمایا ہان خندہ کرتا ہے اعرابی نے کہا پس ہم نہ گم کرونگا خیر اپنے پروردگار سے کہ خندہ کرے اور خوش حال ہو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکی اس تقریر پر

تبسم فرمایا اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور دست مبارک بلند کرکے باران طلب کیا ایک ہفتہ کامل پانی برسا اور کسی استسقا مین نماز پڑہنا آپکا ثابت نہین ہے سوا دوسری وجہہ مذکورہ کے بلکہ ہر استسقا مین فقط خطبہ اور دعا ہی منقول ہے یا صرف دعا ہی منقول ہے کما ستعرف۔

چوتھی وجہہ یہہ ہے

کہ مدینہ منورہ کی مسجد مین بیٹھے ہی بیٹھے استسقا فرمایا نہ منبر پر چڑہے نہ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا طبقا عاجلا غير رائث ترجمہ اے اللہ پلا ہم کو آب باران جسمین عام فائدہ ہو عالم گیر جو ہر جگہہ برسنے والا ہو بہت جلد جسمین دیر نہو۔

پانچوین وجہہ یہہ ہے

کہ باہر مسجد سے زورا کے نزدیک زورا ایک مکان ہے کہ اوسکو احجار الزیت کہتے ہین مسجد کے دروازے سے نزدیک ہے اب اوسے باب السلام کہتے ہین ایک بار آپ نے وہان استسقا کیا کھڑے ہوکر ہاتھہ چہرۂ پرنور کے مقابل اوٹھا کر بغیر اِسکے کہ سر مبارک سے اونچے ہو جائین۔

چھٹی وجہہ یہہ ہے

کہ بعض غزوات مین مشرکون نے آگے بڑہکر پانی روک لیا اور مسلمان بے پانی رہگئے اور سب پیاسے ہوئے اور اپنا حال حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا منافقون نے کہ اکثر وہ یہود تھے یا مشرک سے کہنے لگے کہ رسول اللہ صلعم

اگر پیغمبر ہوتے تو اپنی قوم کے واسطے استسقا کرتے اور اوس مین معجزہ دکھلاتے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے واسطے استسقا کیا تہا کہ بحکم الٰہی پتہر پر عصا مارنیسے بارہ چشمے نکلے تہے ہر قوم کے لئے جدا جدا آپ نے یہہ سنکر فرمایا از روئے استفہام اعتماداً علی قدرت باری عزوجل اور مغلوبیت اور منکوبیت منافقین کے لئے کہ کیا یونہین کیا اونکے نبی نے بطور انکار کے کہ نا اُمید نہ ہو تم اے مسلمانون شاید اللہ تعالےٰ شانہ پانی دیوے تمکو پہر اوسیوقت آپنے اپنے دونون ہاتھہ اوٹھا کر دعا فرمائی فوراً ابر نمودار ہوا اور ایسا چہا گیا کہ اندہیرا ہوگیا اور خوب پانی برسا کہ بڑے بڑے نالے پانی سے لبریز ہوگئے وہ دعا جو آپ نے اس استسقا مین کی تہی یہہ ہے اللھم اسق عبادك وبهائمك وانشر رحمتك واحي بلدتك الميت اللهمّ اسقنا غيثاً مغيثاً مريئاً مريعاً نافعاً غير ضارٍ عاجلاً غير رائثٍ

یہہ چہیون وجہین سفر السعادت کی بیان ہوچکین اور دو وجہین انکے سوا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح صراط المستقیم مین ذکر کی ہین کہ اون دونون سمیت یہہ آٹھہ ہوئین اون مین سے -

ساتوین وجہ یہہ ہے

ساتوین وجہ یہہ ہے کہ بخاری شریف مین آیا ہے اور مسلم اور ترمذی مین لفظون کے اختلاف کے ساتہہ کہ جب قریش نے اسلام لانے مین تاخیر اور سرکشی کی تو مجبور ہو کر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونکے واسطے بد دعا فرمائی اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اللھم کسبع یوسف یعنی خداوندا بہیج اونپر قحط سات برس کا جیسا کہ بہیجا تو نے یوسف علیہ السّلام کے زمانے مین سنین کسنین یوسف یعنی قحط بہیج اونپر قحط یوسف کے مانند پہر پکڑا اونکو

قحط نے اور ہلاک ہوئے وہ اوس مین اور مردار اور چمڑا اور ہڈی کہانے لگے اور آسمانمین دہوین کے مانند اونکو کچہہ نظر آتا تہا پہر ابوسفیان حاضر خدمت ہوا اور کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تم آئے ہوا ور حکم کرتے ہو صلہ رحم کا اور یہہ تمہاری قوم ہین اور ہلاک ہوتے ہین دعا کرو اور پانی مانگو خدائے تعالے سے پہر آپنے دعا کی اور پانی برسا اور ایک ہفتہ تک برابر برسا پہر شکایت کی لوگون نے پانی کی کثرت کی توآپ نے ارشاد فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا پہر کہل گیا اُنپر سے ابر اور برسا کیا اونکے گرداگرد پانی۔

واضح ہو کہ یہہ قصہ اکثر کے نزدیک مکہ مین ہوا ہے اور عرض کرنے والے واسطے طلب باران کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین ابوسفیان اموی والد امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ ہین اور شیخ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے فتح الباری مین کہا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بد دعا کی ابتدا اونپر اوس روز سے تہی کہ اون بدبختون نے آپکی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجہہ رکہدی تہی اور آپ نماز مین تہے۔ اور بعض روایات سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہ قضیہ مدینہ مین ہوا اوسوقت کہ آپ دعا رقنوت مین اونپر بد دعا کرتے تہے الغرض ہمنے اون اختلافات کو بنظر طوالت کتاب قلم انداز کیا۔

آٹھوین وجہہ یہہ ہے

کہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے **جمع الجوامع** مین ابن عساکر سے روایت کی ہے اور رجال اوسکے ثقات ہین کہ قحط پڑا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ مین پس باہر نکلے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بقیتہ الغرقد کو دستار سیاہ باندہے ہوئے اور آپ دستار مبارک کے دونون سرے چہوڑے ہوئے تہے ایک سرا

آگے بغل کیطرف اور دوسرا پیچھے دونون شانون کے درمیان اور تکیہ کیے ہوے تہے کمان عربی پر قبلہ رو ہوکر دو رکعت نماز پڑہی صحابہ نے اقتدا کی انتہی واضح ہوکہ یہہ سب وجہین آٹھہ ہوئین۔

نوین وجہ

یہہ ہے جو شواہد النبوت مین ہے کہ وفد یعنی وکیل سلامان آئے اور اسلام لائے اور احکام شریعت کے سیکھے اور عرض کی کہ ہماری زمین مین قحط اور خشک سالی ہے آپ دعا فرمائین حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونکے واسطے دعا کی اوسیدن وہان پانی برسا انتہی اور سفر السعادت مین بعد چنون وجہون کے مذکور ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم باران کے واسطے دعا کرتے تہے قبول ہوتی تہی اور اوسیوقت پانی برستا تہا ایک بار آپ دعا کر رہے تہے انہین چہلہ وجہون مین سے یا سوا انکے کہ ابو لبابہ رض صحابی اوٹھے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ خرمے مربد مین سوکہہ رہے ہین خراب ہوجائینگے یہہ ابو لبابہ رض نے اپنے خیال کے موافق کہا کہ آپکی دعا ضرور قبول کیجائیگی اور پانی برسے گا تو خرمے بہیگ کر بگڑجائینگے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اللھم اسقنا حتی یقوم ابولبابۃ عریانا فیسد ثعلب مربدہ بازارہ یعنے اے اللہ پانی برسا ہمارے واسطے یہانتک کہ اوٹھے ابو لبابہ برہنہ اور بند کرے اپنے مربد کا ناودان اپنے تہبند سے یہان اشکال ہے کہ نہی وارد ہے برہنہ ہونے سے۔

جواب

یہہ ہے کہ حضور پر نور نے حال ابو لبابہ رض کا بیان فرمایا ہے نہ جواز برہنہ ہونے کا

اور یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ مربد ابو لبابہؓ کا احاطہ رکہتا ہو تو پردہ دار مکان ہوا ایسے مکان مین برہنہ ہونا عند الضرورت مضایقہ نہین رکہتا برہنہ ہونا بے قید مکان مین منع ہے۔ فامطرت فاجتمعوا الیٰ ابی لبابۃ فقالوا انہا لن تقلع حتی تقوم عریاناً فتسد ثعلب مربدک کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ففعل فاستھلت السماء ترجمہ پہر برسنے لگا پانی اور جمع ہو گئے صحابہ ابو لبابہؓ کے پاس اور کہا سب صحابہؓ نے ابو لبابہؓ سے کہ بے شک یہہ ابر ہرگز نہ کہلے گا یہانتک کہ تم برہنہ ہو کر اپنے تہبند سے ناودان کو بند کرو تو جسطرح حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا تہا ابو لبابہؓ نے اوسیطرح کیا پہر آسمان نے بڑے زور سے پانی برسایا۔

فائدہ

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہہ الفاظ دعا کرنیکی حالت مین فرمائے تہے کہ الٰہی یہانتک پانی برسا کہ ابو لبابہ ننگا ہو کر اوٹہے اور اپنے تہبند سے مربد کے ناودان کو بند کرے یہہ ایک قسم کی چشم نمائی تہی ابو لبابہؓ کے واسطے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی مخلوق تو پانی کی محتاج ہے اور انکو اپنے خرمون کے خشک ہونے کی پڑی ہے آدمی کو چاہیے کہ اپنے فائدے کو تمام مخلوق کے فائدے پر مقدم نہ رکہے۔

واضح ہو کہ غلہ کی تجارت مین غلہ کو اس نیت سے بند کر کے رکہنا منع ہے کہ وہ خیال کرتے ہین کہ ہم ایام قحط مین اس سے نفع اوٹہائینگے اور مجرد تجارت غلہ کی منع نہین ہے۔

اسلام جیسا خود پاک ہے ویسی ہی پاکیزگی ہمین تعلیم کرتا ہے انتہی مواہب لدنیہ

ہین ہے کہ بعد اسکے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کی اوسی شخص نے جسنے پانی برسنے کے واسطے عرض کی تہی کہ ابتو پانی کہُل جاوے پہر آپ نے دعا کی پانی فورًا تہم گیا اور جب پانی بہت برستا اور اصحاب پانی کہُلجانیکے واسطے عرض کرتے تو آپ یہہ دعا کرتے اوپر بہی یہہ دعا تحریر ہوچکی ہے اور پہر بہی اس مقام پر تحریر ہوتی ہے دعا بار بار اچہی معلوم ہوتی ہے اسلیئے کہ پروردگار تعالے شانہ کے حضور مین جسقدر عرض معروض کی جاوے بہتر ہے جبتک بندہ کی زبان چلتی رہے اپنے مالک سے عرض حال کرتا رہے یہہ وہ مالک نہین ہے کہ سائلون کی کثرت سے گہبراجاوے تمام کائنات اس مالک کے در کے سائل ہین اور سب مانگتے ہین اور پاتے ہین اور ایسا پاتے ہین کہ گہر مین بادشاہ بنے بیٹہے ہین اس مالک کے پاس وہ خزانہ نہین ہے جو کم ہوجاوے تمام دنیا مانگ رہی ہے اور سب کو مل رہا ہے اور ابدالآباد تک ملتا جاوے اور خزانہ ویسا ہی بہرپور رہیگا وہ دعا جسکی تکرار ہوتی ہے یہہ ہے اللھم حوالینا ولا علینا اللھم علی الآکام والظراب والجبال وبطون الاودیة ومنابت الشجر اور عادت شریف آپ کی یہہ تہی کہ جب پانی برستا تو آپ اوس پانی سے غسل فرماتے اور جو لوگ اسکا سبب پوچہتے تو آپ فرماتے لانہ حدیث عہد بربہ یعنی یہہ فعل میرا اسلیئے ہے کہ یہہ نیا باران ہے میرے پروردگار کے پاس سے آیا ہے اور اب عدم سے وجود مین آیا ہے اور یہہ ضرور ہے کہ جو چیز محبوب کے پاس سے آتی ہے وہ محب کو خواہ نخواہ اچہی معلوم ہوتی ہی کہ شاید کوئی خبر یا نشان یا کوئی اثر تازہ اوس سے حاصل ہو اور کچہہ پاک خیال حضرات فرماتے ہین اور کیا خوب فرماتے ہین کہ جب پانی برستا ہے تو اچہوتا ہوتا ہے ابہی تک کسی گنہگار کے ہاتہون لنے اوسے نہین چہوا بس بالکل بابرکت ہوتا ہے اور اشارہ ہے اسمین تعلیم امت کے لئے کہ جس چیز مین

خیر و برکت ہو انسان اوسکی طرف رغبت اور قربت کرے اور جب آب و ہوا کے تند اور بادل کو ملاحظہ فرماتے تو کراہت آپکے چہرۂ نورانی سے ظاہر ہوتی اور دولتخانہ سے باہر آتے اور اندر جاتے یعنی اضطراب کے سبب سے اور جب آندہی کے بعد پانی برسنا شروع ہوتا تو آثار فرحت و سرور پیدا ہوتے اور کراہت کی حالت دفع ہوجاتی۔

دعائے طلب باران

اللھم اسقنا غیثاً مغیثاً ھنیئاً مریئاً مریعاً غدقاً مُجلّلاً عاماً طبقاً سحاً دایماً اللھم اسقنا الغیث ولا تجعلنا من القانطین اللھم ان بالعباد والبلاد والبھایم والخلق من الاواء والضنک مالا نشکوہ الا الیک اللھم انبت لنا الزرع وادر لنا الضرع واسقنا من برکات السماء وانبت لنا من برکات الارض اللھم ارفع عنا الجھد والجوع والعری واکشف عنا من البلاء مالا یکشفہ غیرک اللھم انا نستغفرک انک کنت غفاراً فارسل السماء علینا مدراراً ترجمہ الٰہی پلا ہمکو مینہ فریاد رسی کرنہاری کیسا مینہ رچا پچتا بہت نفع پہونچانے والا تمام زمین پر عالمگیر بہت بہنے والا اور ٹھیرنے والا۔ الٰہی پلا ہمکو مینہ اور نکرنا امید و نمین سے۔ الٰہی تحقیق بندون اور شہرون اور جانورون اور مخلوق پر جو ہمارہین اور تنگی ہے اوسکی شکایت نہین کرتے ہم مگر تیری ہی طرف۔ الٰہی اوگا ہمارے واسطے کھیتی اور گہما ہمارے واسطے کد یعنی بازارون اور گہرونمین لوگ بہیجنے کو لئے پہرین۔ اور پلا ہمکو آسمانکی برکتون سے اور اگا ہمارے واسطے

زمین کی برکتون سے۔ الٰہی او ٹہا دے ہمپر سے مشقت اور بہوک اور برہنگی اور دور کر ہمپر سے بلا وہ کہ سوا تیرے کوئی اوسکا دور کرنے والا نہوا اور ہم بخشش چاہتے ہین تجھسے بیشک توہی بخشنے والا ہے توچہوڑ دے ہمپر آسمانکی دہارین ۱۲

اور فرماتے تہے کہ استجابت دعا کو طلب کیا کرو چند محل مین۔ ایک جسوقت جہاد مین صفین باندہ کر کفار کے مقابلہ مین کہڑے ہو اور ملاقی ہو دشمنون سے کہ یہ وقت نزول رحمت کا ہے تمپر اسلیئے کہ تم اللہ واحد کی توحید پہیلانے مین اپنی عزیز جانین نثار کرتے ہو اور کفر کے نیست و نابود کرنے مین کوشش کر رہے ہو۔ دوسرے نماز کی اقامت کے وقت کہ یہہ بہی افضل اوقات ہے اور شیطان کے مقابلہ مین یہہ جہاد اکبر ہے تیسرے پانی برسنے کے وقت کہ وقت نزول رحمت ہے اسلیئے کہ اوسوقت کہ پروردگار تعالے لا شانہ کی شان ربوبیت و رزاقی عام ہوتی ہے دوست دشمن کا فرق باقی نہین رہتا بادشاہ و گدا انسان وحیوان سب کے رزق کا یکسان سامان ہوتا ہے۔ چوتھے بیت اللہ شریف کے دیکھنے کیوقت بہی دعا قبول ہوتی ہے۔

انکے سوا اور اوقات بہی قبولیت دعا کے ہین جیسے لیلۃ القدر مین۔ اور عرفے کے دن۔ اور ماہ رمضان مین اور ماہ رجب کی پہلی شب مین۔ اور پندرہوین شعبان کو اور عیدین کی رات کو۔ اور جمعہ کی رات کو اور جمعہ کے دن کو اور ہر رات کی پچہلی رات مین۔ اور ہر شب کی اول تہائی مین اور چہار شنبہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان اور وقت طلوع صبح صادق۔ اور ہر فرض نماز کے بعد۔ اور قرآن شریف کی تلاوت کے بعد۔ اور بعد ختم قرآن کے۔ اور آب زمزم کے پینے کے وقت۔ اور مسلمانون کے ازدحام کے وقت مثل عیدین کے اور نماز استسقا کے وقت۔ اور بعد پڑہنے سورہ اخلاص کے۔ اور امام کے ولاالضالین کہنے کے وقت۔ اور تکبیر کہنے کیوقت

اور اس آیت کے تلاوت کرنیکے جو سورہ انعام مین ہے حتی نوتی مثل ما اوتی رسل اللہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ - دونون لفظ اللہ کے درمیان اور قبول ہوتی ہے دعا ساعت جمعہ مین اور یہہ سب اقوال ارجح اور اقوی ہین - اور اذان کے وقت - اور اذان واقامت کے درمیان کے وقت مین - اور بعد حی علی الصلوٰۃ وحی الفلاح کے - اور سجدہ مین - اور اوس مرنے والیکے پاس کہ جو نزع کی حالت مین ہے - اور مرغ کی بانگ کے وقت جب وہ صبح کو بانگ دیتا ہے - اور اوس وقت کہ جب اللہ تعالےٰ کا ذکر مجلسون مین ہو - اور اوس وقت کہ جب مرنے والے کی آخری سانس کے بعد آنکھہ بند ہوتی ہے - اور مطاف مین طواف کرتے وقت - اور نزدیک ملتزم کے - اور میزاب رحمت یعنی خانہ کعبہ کی چہت کے پرنالے کے نیچے - اور خانہ کعبہ کے اندر - اور صفا مروہ پر - اور سعی کرنیکی جگہہ مین یعنی دوڑتے ہین صفا مروہ کے بیچ مین - اور مقام ابراہیم مین - اور عرفات مین - اور مزدلفہ مین - اور منیٰ مین - اور شیطان کو کنکریان مارنیکے تینون مقامون مین - اور دعا قبول ہوتی ہے مضطر اور مظلوم کی اگرچہ وہ فاجر اور کافر ہو - اور دعا قبول ہوتی ہے والدین کی اولاد کے حق مین - اور دعا قبول ہوتی ہے بادشاہ عادل کی - اور دعا قبول ہوتی ہے مرد صالح کی - اور دعا قبول ہوتی ہے اوس اولاد کی جو اپنے والدین کا فرمانبردار اور خدمت گذار ہو - اور دعا قبول ہوتی ہے اوس متقی روزہ دار کی جسکے روزے مکروہات سے پاک ہون افطار کے وقت - اور دعا قبول ہوتی اوس مسلمان کی جو اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے اوسکی پیٹھہ پیچھے دعا کرے یعنی جسکے لئے دعا کرے اوسے خبر بھی نہو کہ میرے واسطے کسی نے دعا کی ہے - اور بہ تحقیق اللہ تعالےٰ شانہ کے کچھہ ایسے بندے ہین بزرگ اور مقدس اور ہر زمانے مین وہ

موجود رہتے ہین اور آتش دوزخ سے آزاد ہین اونکو ہر شب اور ہر روز مین
ایک ایک دعا ے مقبول دی گئی ہے اور جسکے واسطے کرین تو قبول ہوتی ہے
کذا فی حصن الحصین و شرح ظفر جلیل

ذکر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے عمرہ کا اور صلح حدیبیہ کا

اسی سال مین دوشنبہ کے روز غرہ ذی القعدہ مین حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بقصد عمرہ تشریف لے گئے اور حدیبیہ مین قیام فرمایا اور حدیبیہ
ایک گانون ہے وہان سے مکہ مکرمہ نوکوس ہے اور حل وحرم کے بیچ مین
واقع ہے اور اکثر اوسکا حرم مین ہے اور حدیبیہ اصل مین نام ایک چاہ یا درخت
کا ہے کہ اوس مقام مین تھا اور اب اوس مقام کا نام ہوگیا ہے اور وہ مکان

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانے مین متعین اور معلوم تہا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک مین مبہم اور مجہول ہوگیا اب آدمی اوسکی زیارت سے محروم ہین اوسکی جہت مسافت کی معلوم ہے مگر مخصوص اور متیقن نہین ہوتا اور سعید بن مسیب اپنے باپ سے کہ وہ اصحاب بیعت الرضوان مین سے تہے روایت کرتے ہین کہ کہا اونہون نے کہ رجوع کی ہمنے سال آیندہ مین پس سنا گیا وہ ہمسے یعنی حال اوس درخت کا اور اوسکے نیچے بیعت کریکا اور نہ پہچانا ہمنے اوس جگہہ کو اور طارق بن عبدالرحمان سے مروی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مین حج کو گیا تو گذرا مین ایک قوم پر کہ نماز پڑہ رہے تہے یعنی حُدیبیہ مین اور اوس زمانہ مین راہ مکہ معظمہ کی حدیبیہ مین ہوکر تہی اور اب حُدیبیہ بائین ہاتہہ کو راستے سے ہٹا ہوا ہے کہتے ہین طارق کہ مینے اون لوگون کو ایک مسجد مین جو وہان بنی ہوئی تہی نماز پڑہتے دیکہا مینے پوچہا کہ کیسی ہے یہہ مسجد تو کہا اون لوگون نے کہ جگہہ اوس شجر کی ہے کہ بیعت لی تہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اصحاب کی اس شجر کی نیچے اور اوسکو بیعت الشجرہ اور بیعت الرضوان کہتے ہین جیسا کہ ارشاد کیا پروردگار تعالے شانہ نے۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ترجمہ یعنے راضی ہوا اللہ تعالے مومنین سے جسوقت بیعت کرتے تہے اس درخت کے نیچے حُدیبیہ بیعت شجرہ واقع ہوئی آدمیون نے مسجد بنائی جیسے اور جگہہ اثار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر مسجدین بنائین گئی ہین کہ اونکو متبرک جانکر وہان نماز پڑہتے ہین طارق رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ پہر مین مدینہ منورہ مین سعید بن المسیب رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس گیا اور اون کو اوس حال سے خبر کی تو اونہون نے کہا کہ حدیث کی میرے باپ نے مجہہ سے اور وہ اصحاب بیعت الشجرہ مین سے تہے

کہ جو اگلے سال مین اودہر کو گئے تو بہلائے گئے ہم اوسجگہہ کو جہان وہ شجرہ تھا پس نہ قادر ہوا مین اوسکے دریافت کرنے پر اور وہ جگہہ مشتبہ ہوگئی ہمپر پہر کہا سعید بن المسیب نے کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نہ پہچانا اور نہ پایا اوسکو اور تمنے پالیا اور پہچان لیا اوسکو پس تم زیادہ جاننے والے ہوے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اور بیشک وہ زیادہ جاننے والے تھے تم سے اور وہ اونکی نشانیون کو پہچانتے تھے اور اوسکے پتون سے آگاہ تھے اسلئے کہ وہ حضرت کی صحبت بابرکت مین حاضر تھے۔ شیخ علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ قیاساً اور ظناً لوگون نے وہان مسجد بنائی ہوگی مگر ٹہیک ٹہیک اوس مقام کا معلوم ہونا ثابت نہین ہے اور کلام سعید رضی اللہ تعالے عنہ مین تنبیہ ہے اسپر کہ دعوی بسیار دانی کا بزرگون اور مقربون کے سامنے نامقبول ہے اونکی جانی ہوئی اور کہی ہوئی بات کو تسلیم کرنا چاہیئے اور اس اصول کو بڑا دخل ہے ادب اور تواضع اور انکسار مین واللہ الموفق

نظم

گردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست	عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب است
بے ادب را بسموات لقا منزل نیست	بسموات لقا منزل پاکان ادب است
چند روزے تو درین خانہ تن مہمانی	با ادب باش کہ خاصیت مہمان ادب است

کیا خوب فرمایا ہے کسی ادب شناس نے ؎

ادب بانکسب سعادت نہ سعی حق طلبی است	بغیر خاک شدن ہرچہ ہست بے ادبی است

ادب در خانقاہ درویشان است یا در قصر شاہان۔

شمار لشکر حدیبیہ

روایات مین شمار اس لشکر کا مختلف ہے ایک روایت مین چودہ سو اور دوسری مین

پندرہ سو اور تیسری مین تیرہ سو آدمی ہین اور توفیق انمین یون کی ہے کہ اصل مین چودہ سو آدمیون سے زیادہ تھے جنھنے پندرہ سو کہے اوسنے مع الکسر شمار کرلیا اور قاعدہ عرب کا ہے کہ کسر کو دور کردیا کرتے ہین اور موید اس توجیہہ کی روایت براء ابن عازب کی ہے کہ کہا اونھون نے کہ چودہ سو سے کچھ اوپر تھے اعتماد کیا ہے اس جمع پر امام نودی نے کہا ہذا فی المدارج اور روایت تیرہ سو کی پس ہوسکتا ہے کہ حمل کیا جاوے کہ مطلع ہوا اوسپر اوسکا راوی اور مطلع ہوا غیر اوسکا اوس سے زیادہ پر کہ نہ مطلع ہوا وہ انتہیٰ

یہہ غزوہ حدیبیہ

مبدا فتوحات اور فیوضات عظیمہ کا ہوا کہ بعد اسکے بہت سی فتحین ہوئین براء ابن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہ تم فتح فتح مکہ کو کہتے ہو یعنی وہ فتح کہ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً مین واقع ہے تم اوسکو فتح مکہ سمجھتے ہو اور بیشک فتحِ مکہ تو ایک فتح ہے مگر بیعت الرضوان ایک فتح عظیم ہے اور مفسرین مختلف ہین اسمین کہ انا فتحنا مین جو فتح واقع ہے اوس سے مراد فتح مکہ ہے یا فتح صلح حدیبیہ کی یا اور فتوح مراد ہین جو بعد حدیبیہ کے واقع ہوئین **بیضاوی** مین ہے کہ یہہ وعدہ مکہ معظمہ کی فتح کا ہے اور تعبیر کرنا اوسکا صیغہ ماضی کے ساتھہ تحقیق وقوع کی جہت سے ہے یا اون فتحون سے مراد ہے کہ اس سال مین واقع ہوئین مانند خیبر اور فدک وغیرہ کے یا اخبار ہے صلح حدیبیہ سے کما فی المدارج النبوت اور کتاب مواہب علیہ معروف بحسینی مین ہے انا فتحنا لک ۔ بدرستیکہ ما حکم کردیم براے تو فتحاً مُبیناً حکم پیدا و ہویدا کہ صلح است با قریش واز حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم پرسیدند آ فتح ھُوَ در جواب فرمودند کہ نعم و

در نفس الامر آن صلح مقدمہ فتوح بسیار بود الخ اور موسوم ہوے وہ لفظ فتح سے
اسلیئے کہ وقوع اوسکا حضرت کے غلبہ کے بعد تہا مشرکون پر جبکہ طلب کیا اون
لوگون نے صلح کو اور فارغ ہوے حضرت صلعم اس صلح کے سبب سے عرب کیواسطے
پس غزا کی حضرت صلعم نے اونپر اور فتح کیا بہت سی جگہون کو اور مسلمان کیا بہت
سی خلق کو اور ظاہر ہوئین حدیبیہ مین بڑی بڑی نشانیان ازانجملہ نما اب ورفتحیاب
ہونا رومیونکا فارسیونپر اور تفاؤل لیا گیا اوس سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم کی فتح کا قصہ اسکا تفسیر حسینے مین یون ہے الم غلبت الروم
یعنی مغلوب ہوے رومی اور فارسی اونپر غالب ہوے فی ادنی الارض عرب
کی زمین سے قریب تر وہ زمین اردن اور فلسطین کی تہی یا کسکر کی یا درمیان اذرعات
اور بصرے کے اور وہ یون تہا کہ خسرو پرویز نے اپنے امیرون مین سے شہریار
اور فرخار دو سردارون کو ایک زبردست لشکر دیکر بہیجا یہان تک کہ کچہہ ملک اون
لوگون نے فتح کرلیا اور رومیون نے ہزیمت اوٹہائی اور حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کے نوین سال بقول اصح یہہ خبر مکے مین پہونچی وہان کے
کفار ازروے طنز مسلمانون سے کہنے لگے کہ تم لوگ اور نصاریٰ اہل کتاب ہو اور ہم
اور فارسی امی ہین تو ہم اس غلبہ کو جو اہل فارس کو روم پر ہوا ہے یہہ سمجہتے ہین
کہ ہم تمپر غالب ہونگے اللہ تعالے شانہ نے یہہ آیت نازل فرمائی وہم یعنی اور
رومی من بعد غلبہم یعنی بعد مغلوب ہونے کے سیغلبون قریب ہے کہ
غالب ہونگے فی بضع سنین یعنی تہوڑے برسون مین کہ اندر تین اور نو
سال کے ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے بعد اوترنے اس آیت کے
مشرکان مکہ سے کہا کہ آنکہین تمہاری روشن نہون قسم ہے خدا کی کہ رومی فارسیونپر
غالب ہونگے تین ۳ اور نو ۹ سال کے اندر ابی ابن خلف نے کہا یون نہین ہے

آو ہم اور تم شرط بدین پہر دس۱۰ اونٹ ان تین۳ برس کی مدت پر شرط بدی اور
صدیق اکبر نے یہہ حال حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین عرض کیا
آپ نے فرمایا کہ بضع تین۳ اور نو۹ کے اندر ہے جاو مال اور مدت مین بڑہاؤ پہر حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ گئے اور نو۹ سال کی مدت پر سو اونٹ کی شرط لگائی اور
آپسمین ایک دوسرے نے ضمانت لی پہر جنگ بدر کے روز جب مسلمان مشرکان
قریش پر غالب ہوئے ہین اوسی روز فارسیون پر رومیون کے غلبہ کی خبر پہونچی اور
کہا گیا ہے کہ یہہ خبر حدیبیہ کے روز یا یہ تصدیق کو پہونچی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالے عنہ نے سو۱۰۰ اونٹ حسب قول اول ابی ابن خلف سے اور دوسرے قول
کے موافق اوسکے ضامن سے لئے اسلئے کہ ابی جنگ احد مین مارا گیا تہا اور
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ
سے فرمایا کہ وہ اونٹ تصدق کردو آپنے تصدق کردے القصہ یہہ آیت اخبار ہے
امور کائنہ سے زمانہ آیندہ مین اور وہ جملہ اقسام اعجاز قرآن سے ہے۔ لِلّٰہِ الامر
حکم خدا یتعالے ہی کے واسطے ہے من قبل فارس کے غالب ہونے سے پہلے
روم پر ومن بعد اور بعد غالب ہونے روم کے فارس پر یعنی ہر وقت حکم الٰہی
نافذ ہے اور ہر کام اوسکے قبضہ اختیار مین ہے۔ اور تفسیر کشف الاسرار مین لکہا ہے
کہ قبل ازل سے مراد ہے اور بعد ابد سے یعنی امر ازلی اور ابدی اوسیکے واسطے ہی
کہ وہ خداوند ازلی وابدی ہے ویومئذٍ اور اوس دن کہ غلبہ کرین رومی فارسیون پر
یفرح المومنون خوش ہونگے ایمان والے بنصر اللّٰہ اللہ تعالے شانہ کی مدد
فرمانے سے اہل کتاب کی غیر اہل کتاب پر کہ اس صورت مین انقلاب تفاول کا ہے
یعنی اب تفاول مسلمانونکی طرف سے ہوگیا اور اخبار مومنین کی صداقت ظاہر ہوگئی
اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کی شرط جو جیتی گئی اوس سبب سے یقین

لوگونکا اور زیادہ ہوگیا۔ اور کہا ہے کہ خوشی اس سبب سے ہے کہ آپس مین بعض
دشمنان دین نے بعض پر غلبہ کیا اور بعض کو نیست و نابود کر ڈالا۔ اور یہہ معاملہ
یون ہوا کہ خسرو پرویز کے دونون امیر لشکر شہریار اور فرخار بعض بلاد روم پر غالب
ہوئے تو انکے اور سردارون کو انکی فتح پر رشک ہوا تو حاسدین نے خسرو پرویز کو
انکی شکایتین کرکے ان سے بدظن کر دیا لہذا خسرو پرویز نے یہہ چاہا کہ پولیٹکل
چال چلکر دونون سردارون کو لڑا دے کہ انمین سے کوئی قتل ہوجاے اور ان کا
زور ٹوٹ جاے پھر جو ان مین سے ایک باقی رہجائیگا اوسکا بھی انتظام کرلیا جائیگا
وہ دونون سردار لشکر خسرو پرویز کے قصد سے واقف ہوگئے اور یہہ بات قیصر روم
کو لکھہ بھیجی اور دین نصاریٰ بھی اختیار کرلیا قیصر روم نے انکو اپنے لشکر کا سپہدار
کرکے انہین کی کوشش سے خسرو پرویز کو مغلوب کیا اور اوسکے ملک کے کئی شہر
چھین لئے۔ ینصر مدد دیتا ہے اللہ تعالیٰ شانہ۔ من یشاء جسکو چاہتا ہے۔
وھو العزیز۔ اور وہ غالب ہے انتقام لیتا ہے ایک گروہ سے۔ الرحیم مہربان
ہے غالب کرتا ہے ایک گروہ کو دوسرے گروہ پر جو ظالم ہے وَعْدَ اللّٰهِ وعدہ
کیا اللہ نے روم کے غالب ہونیکا تا کہ قوی دل ہوجائین مسلمان اور خوشی حاصل
ہو اونہین۔ لا یخلف اللہ خلاف نہین کرتا ہے اللہ تعالے شانہ وعدہ کو
اپنے وعدے کو کیونکہ دروغ اوسپر محال ہے اور غیر ممکن بلکہ راست کرتا ہے۔
ولکن اکثر الناس لا یعلمون لیکن بہت لوگ نہین جانتے اوسکے وعدیکی
صداقت کو۔ اور دلیل پکڑی ہے اس سے حنفیہ نے عقود فاسدہ کے جائز ہونے
پر دار الحرب مین درمیان کفار اور مسلمانون کے کما فی البیضاوی اور کہا سیوطی
نے کہ یہہ اختلاف قدیم ہے کہ واقع ہوا ہے فتح مین مگر تحقیق اسکی یہہ ہے کہ مراد ین
آیات مین مختلف ہین پس قول اوسکا انا فتحنا لک فتحاً مبیناً مین مراد فتح سے

صلح حدیبیہ ہے اور اس آیت مین واثابھم فتحاً قریباً سے خیبر کی فتح مراد ہے اور فجعل من دون ذالک فتحاً قریباً سے مراد فتح حدیبیہ ہے۔ اور آیت اذا جاء نصراللہ والفتح سے فتح مکہ معظمہ مراد ہے۔

روایت ہے

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے اصحاب سمیت کعبہ شریف کی زیارت کو گئے ہین اور عمرہ ادا کیا اور بیت اللہ شریف کی کنجیان اپنے ہاتھ مین لین اور بعض یارون نے سب سر حلق کرایا اور بعض نے سر کے بال ترشوائے آپنے جو یہہ خواب صحابہ سے بیان فرمایا تو وہ لوگ بہت خوش ہوے اور سمجھے کہ حضور کے خواب کی تعبیر کا ظہور اسی سال ہوگا اور جب قضیہ حدیبیہ اونکی خواہش کے مخالف واقع ہوا تو حضور پرنور نے فرمایا کہ مینے یہہ کب کہا تھا کہ اسی سال مین اس خواب کا ظہور ہوگا انتہی۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خواب دیکھا اور سامان سفر کی تیاری مین مشغول ہوے اور صحابہ سے فرمایا کہ عمرہ کرنیکو جاتا ہون وہ سب ہی تیار ہوگئے پھر آپ باہر تشریف لے گئے اور عبداللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور اکثر صحابہ نے سوائے تلوار کے اور کوئی ہتیار نہ لیا اسکو سلاح مسافران کہتے ہین۔ روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت نے صحابہ کے اعلام کرنے کے بعد غسل کیا اور پوشاک زیب جسد اطہر ونورانی کی اور آپ ناقہ قصوے پر سوار ہوئے دوشنبے کے روز ذی القعدہ کو مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے اور ستر اونٹ قربانی کے لئے اپنے ساتھ لئے۔ ابوجہل مردود کا اونٹ بہی جو جنگ بدر کی غنیمت مین آیا تھا اون مین تھا ان اونٹون پر ناجیہ بن جندب کو خبر گیری کے واسطے مقرر کیا اور صحابہ مین سے

بہی جنکو استطاعت تہی وہ بہی اپنے ساتھ ہدی لے گئے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نماز ظہر ذوالحلیفہ مین پڑہی اور وہان پر ہدی کے اونٹ منگائے اور جہولین اونپر ڈالین اور بعضون کو اونمین سے اپنے دست مبارک سے اِشعار اور تقلید کیا اور باقی کو ناجیہ نے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے امر کے موافق مشعر اور مقلد کر دیا اور جس صحابی کے پاس ہدی تہے اونسنے بہی حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اتباع کر کے اپنے ہدی کو مشعر اور مقلد کیا۔ جاننا چاہیئے کہ اشعار اونٹ کا یہہ ہے کہ کوہان اوسکا تہوڑا سا چیر دیتے ہین کہ خون اوس سے جاری ہوجائے کہ ہدی اور غیر ہدی کی تمیز ہوجاوے اور تقلید اونٹ کی یہہ ہے کہ نعلین اوسکے گلے مین ڈالی جائین اور غنم کی تقلید یہہ ہے کہ اوسکے گلے مین کوئی ہلکی سی چیز مثل خرقہ وغیرہ کے ڈالی جاوے۔ مدارج النبوت مین ہے کہ اشعار سنت ہے مگر اسمین مبالغہ نکیا جاوے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اشعار مکروہ ہے اور ون نے اسپر طعن کی ہے اور کہاہی کہ حدیث صحیح مین اشعار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ثابت ہے پس اسکی کراہت کے کیا معنی ہوے جواب اسکا یہہ ہے امام رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب کراہت سے یہہ ہے کہ اسمین مبالغہ نکیا جاوے یعنے زیادہ گہرا زخم نہ لگایا جائے اشعار صرف پہچاننے واسطے ہے نہ تکلیف دینے کے لئے اور آپ کے وقت مین لوگ ایسا کرنے لگے تہے لہذا آپنے اس امر سے منع فرمایا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایساہی اشعار فرمایا تہا کہ ہلکا سا زخم ہو جس سے ہدی پہچانی جاوے۔ اور ایسی ہی تقلید بہی سنت ہے روضۃ الاحباب مین ہے کہ پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے احرام عمرے کا باندہا اور لبیک کہی لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک

والملک لاشریک لک اور سب صحابہ نے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کی موافقت کی اور وہان سے احرام باندہا اور بعضون نے چوتھی منزل مین کہ
جحفہ ہے احرام باندہا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ناجیہ اسلمی کو ہدی
کے اونٹون کے ساتھ آگے روانہ کیا اور پیچھے سے آپ چلے اور عباد بن بشیر کو بیس
سوار مہاجرین اور انصار سے دیکر لشکر ظفر پیکر کا طلیعہ کیا اور امہات المومنین مین
سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمراہ تہین جب حضرت کے تشریف لانیکی خبر مشرکین
مکہ کو پہونچی تو آپسمین مشورہ کیا آخر یہہ بات قرار پائی کہ آپ کو بیت اللہ کی زیارت
کے واسطے نہ آنے دو اور اطراف وجوانب کے قبائل سے اور جماعت احابیش
جمع احبوشش کی ہے معنی اس کے مردم ہر جنس اور متفرق قبیلے اور یہان
مراد خاص بنی الھون سے اور بنی الحارث اور بنو المصطلق سے ہے۔ اور یہہ سب
قریش سے مخالفت رکہتے تہے پہر وہ سب اون سے متفق ہو گئے۔ اور سامان
درست کر کے مکہ معظمہ سے باہر گئے اور موضع بلدح مین کہ جدّے کی راہ مین ہے
ٹہرے اور خالد بن الولید اور عکرمہ بن ابی جہل کو لشکر کا طلیعہ کیا۔ حضرت سرور
کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات نے ذوالحلیفہ سے ایک آدمی قبیلہ خزاعی
سے بسر بن سفیان کو مکہ معظمہ کیطرف بہیجا تہا کہ حال قریش کا دریافت کر کے بیان
کرے وہ اودہر سے لوٹ کر نواحی عسفان مین حضرت علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات
کے حضور مین حاضر ہوا اور حالات قریش کے عرض کئے آپ کو معلوم ہوا کہ بیت اللہ
شریف کی زیارت سے قطعی روکینگے اعیان صحابہ سے اس امر مین مشورہ کیا اور
فرمایا کہ مصلحت ہے کہ ہم اہل وعیال پر اون لوگون کی جو اونکی مدد کو آئے ہین دوڑ
مارین اور لوٹ لین کہ اونکے مردون کو تشنگی ہو اور احتمال ہے کہ اپنے لوگونکی
حمایت کو قریش سے جدا ہو کر آوین اور ہم قریش سے پہر بآسانی مقابلہ کرین۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہم اس سال بیت اللہ شریف کی زیارت کے واسطے آئے ہین کسی سے مقابلہ کرنا مد نظر نہین ہے آپ اسی ارادے پر قایم رہین اگر قریش آپ کو زیارت سے روکین گے اوسوقت ہم اونسے لڑینگے اِس بات کو آپنے پسند فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ کا نام لیکر چلو اور فرمایا کہ خالد بن الولید غمیم مین ہے اوس سے بچکر دہنی طرف کی راہ سے چلو کہ بے خبری مین اونپر پہونچ جائین - مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی یہی مرضی تہی جو صدیق اکبر نے عرض کیا مگر آپنے اپنے ارادہ کو چہپایا اور صحابہ کو آزادانہ راے دینے کا حکم دیا آپنے صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کی راے کو پسند کیا - پہر آپکے حکم کے موافق سب اوسی راہ سے چلے جدہر سے فرمایا تہا کہتے ہین کہ اہل اسلام جس رستے سے گئے وہ رستہ بہت سخت اور دشوار تہا کہ پہاڑ کی گہاٹیونپر گذرنا ہوتا تہا جب مسلمانون کو نشیب و فراز سے بہت تکلیف ہوئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونکی تسلی خاطر فرمائی اور ارشاد کیا کہ یہہ راہ سخت و دشوار ہے ایک دروازہ ہے جنت کے دروازون مین سے اور واقعی کوئی نعمت بغیر سخت مشقت کے حاصل نہین ہوتی سلطنت اللہ تعم شانہ کی دنیاوی نعمتون مین سے بڑی عمدہ نعمت ہے پہر اسکا حاصل کرنے والا ہی جانتا ہے اور تمام عمر اوسکو جو آفت کا سامنا رہتا ہے اوسکی شرح نہین ہوسکتی جب دنیاوی نعمتونکا یہہ حال ہے تو دینی مراتب کے حاصل ہونے مین اولیا اللہ کو جو وقت پیش آتے ہونگے اوسکا بیان سواے اولیا اللہ کی زبان کے اور کون کرسکتا ہے اور ہر صحابی اولیا اللہ پر افضلیت رکہتا ہے اونکو اوسی مرتبہ کی دشواریان بہی پیش آئین مگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کلمات شفقت آمیز نے اونکے دل مضبوط کردئے اور سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے حفت الجنت بالمکارۃ یعنی گھیری گئی ہے جنت سختیون کے دایرہ سے بے شک جنت ایک باغ ہے جسمین پروردگار تعالےٰ شانہ کی فرمانبرداری اور رضامندی کے گل اور بوٹے ہین جو عشق خدا کی راہ کی سختیان اوٹھا کر وہان پہونچیگا بے شک اوسکا مالک اوسکا آقا اپنی نعمتون سے اوسے کامل حصہ عطا فرمائیگا جیسا اصحابہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو عطا ہوا انشا اللہ تعالیٰ پروردگار تعالیٰ شانہ نے جو اپنے سچے فرمانبردار بندونکے واسطے جنت آراستہ کر رکھی ہے وہ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ملاحظہ کرا دی کہ رسُول اپنی امت سے جسکا وعدہ کرتا ہے اوسکو خود بھی تو ملاحظہ فرمالے۔

فرمایا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حدیث شریف رایت الجنت فی عرض ھذا الحائط یعنی دیکھا مینے جنت کو اس دیوار کے صحن مین اسکے کوئی اُردو خوان یہہ معنی نہ سمجھے کہ جنت اتنی بڑی ہے کہ اس صحن مین آگئی بلکہ یہہ مطلب ہے کہ جیسے مین اس صحن کی چیزین دیکھہ رہا ہون اوسی طرح جنت کے باغات اور قصور اور انہار کو مینے تفصیلی نظر سے ملاحظہ کیا۔ الغرض جب لشکر اسلام پہاڑ کی گھاٹیون سے گذر کر میدان مین آیا تو آپ نے فرمایا نستغفر اللہ ونتوب الیہ گویا اس قول سے آپنے اوس بد دلی کے خیالات سے جو گھاٹیون سے چڑہتے اور اوترتے مین پیدا ہوئے تھے اونسے توبہ کرنیکی تنبیہ فرمائی۔ راوی کہتے ہین کہ خدا کی قسم خالد کو ان مجاہدین کے آنے سے مطلق خبر نہوئی یہانتک کہ غبار لشکر اسلام کا اوسکو نظر آیا وہ اوس غبار کے دیکھنے کے ساتھ یہان سے لشکر قریش مین بھاگ کر جا ملا واللہ باللہ حق حق ہی ہے اور باطل باطل ہی ہے خالد وہ بہادر نہین تھے کہ جنکے قدم فرار سے آشنا ہون مگر دین حقہ کی حقانیت نے اونکو بھگا دیا اور پھر جب اسلام لائے تو اونکے کارنامہ دنیا مین یادگار رہگئے الا اسلام

یعلو ولا یعلیٰ اسلام اللہ تعالےٰ شانہ نے اسلام کو اس فطرت پر پیدا کیا ہے کہ وہ بلند ہوتے مین کسی دوسرے کی مدد کا محتاج نہین ہے۔ جبتک مسلمان اپنے اسلامی اصول پر ثابت قدم رہے بڑے بڑے ملکون کے فاتح ہوے جب وہ اصول بہو لگئے مفتوح ہو گئے اصل اصول اسلام کا زہد و تقویٰ ہے جب ہمسے یہہ بات جاتی رہی اسلام نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔

اِس زمانہ کے تعلیم یافتہ نوجوانون نے کچھ اور اُصول اسلام تراش لیئے ہین

انا للہ وانا الیہ راجعون اب کہا جاتا ہے کہ اسلام انگریزی پڑہنے سے ترقی کریگا سبحان اللہ مین کہتا ہون اگر یہی بات ہے تو جس قوم کی مادری زبان انگریزی ہے وہ اول درجہ کے مسلمان ہوتے دوسرے مہذب فرماتے ہین کہ سود مسلمانون کو لینا چاہیئے کہ انکے پاس دولت جمع ہو جاوے تاکہ مسلمانون کو اسلام کے حاصل کرنے مین مدد مل سکے مین عرض کرتا ہون کہ سود خوار ایقبال کتنا

حصہ اسلام کا اپنے پاس رکھتا ہے تیسرے صاحب یہہ ارشاد کرتے ہین کہ عورات کی پردہ نشینی اسلام کی ترقی کو روک رہی ہے ماشا اللہ کیا خوب فرمایا اون سارنگی وطبلہ نواز کی عورات نے اپنے بے پردگی سے اپنے مردون کو کون سے بام ترقی پر پہونچایا ہے جوان صاحبونکی عورات اونکو آسمان ترقی پر پہونچا دینگی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم قصہ مختصر یہہ اصول اونہین مبارک رہین جو اسکی کوشش کر رہے ہین۔ پس خالد بن الولید نے جا کر قریش کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قریب ثنیۃ المرار کے کہ جو حدیبیہ کے نزدیک ہے پہونچے تو آپکے قصویٰ اونٹنی وہان بیٹھہ گئی آپ ہرچند اوسے اوٹھاتے تھے مگر وہ نہ اوٹھتی تھی لوگ کہنے لگے کہ خلأت القصویٰ یعنی قصویٰ تھک گئی حضرت نے فرمایا کہ ما خلأت القصویٰ وما ذالک بہا بخلق ولکن حبسہا حابس الفیل ترجمہ نہین تھکی قصوی اور نہین ہی عادت اوسکے تھکنے کی ولیکن روک دیا اوسکو ہاتھی کے روکنے والے نے یعنی اللہ تعالے شانہ نے روکا اوسکو مکے مین داخل ہونے سے جیسے روکا تھا اوسنے فیل کو جسکا ذکر الم ترکیف کی سورت مین ہے اور اسکا مفصل ذکر تفسیر فتح العزیز مین ہے شائقین اوسمین ملاحظہ فرمائین۔ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو اوسکی مثال دی اسلئے کہ احتمال تھا کہ اگر صحابہ مکہ معظمہ مین داخل ہو جاتے اور قریش روکتے تو پہر قتال واقع ہوتا اور یہہ امر حرمت حرم محترم کا سبب ہوتا اگرچہ قصد اونکا یہہ نتھا لہذا باز رکھا اللہ تعالے شانہ نے اونکو اس امر سے اور اپنے رسول مکرم کو قصوی کے ارادے پر مطلع فرمایا اور دوسری حکمت اسمین یہہ تھی کہ بچایا پروردگار تعالیٰ شانہ نے قتل سے کفار مکہ کو کہ پیدا کرے اون سے اولاد مومن اور مسلمان ہون اونمین سے جماعت کثیر اور پہر وہ لوگ جہاد کرین کفار پر اور خدمت کرین

اسلام کی حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس نکتہ پر مطلع ہوئے تو
آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے قبضہ مین ہے
کہ قریش کوئی ایسا امر چاہینگے کہ حرم محترم کی حرمت اوسمین ہو مگر قبول کرونگا مین اوسکو
پھر جھڑکا آپ نے اونٹنی کو اور وہ اُٹھ کھڑی ہوئی پھر آپ اوس رستہ سے پھر کر
اقصائے حدیبیہ مین ایک کنوئین پر اوترے پانی اوسمین تھوڑا سا تھا اوس مین
تھوڑی تھوڑی سی کشید ہوتی تھی پھر کچھ دیر مین پانی اوسکا ختم ہوگیا لوگون نے
پیاس کی شکایت کی آپ نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر دیا کہ اسکو اوس
کنوئین مین گاڑ دو پھر اتنا پانی اوسمین سے ابلا کہ تمام لشکر سیراب ہوگیا اس منزل مین
پانی کم تھا اس قسم کے کئی معجزے حضور سے ظہور مین آئے۔ چنانچہ دوسری بار
قلت آب کا لوگون نے آپ سے شکوہ کیا آپ کنوین کے کنارے پر تشریف
لے گئے اور وضو کیا اور ایک کلی اوس کنوین مین ڈالدی اتنا پانی اوسمین ہوگیا کہ
تمام لشکر اور جانورون نے خوب سیر ہوکر پیا۔ اور ایکبار لوگون نے حضور مین عرض
کی کہ اس منزل مین کچھ بھی پانی نہین ہے مگر جتنا اس پیالہ مین ہے وہ پیالہ
حضرت کے وضو کرنیکا تھا آپ نے اوس پیالے مین اپنا دست مبارک رکھدیا
پانی آپکی انگلیون سے اسطرح نکلا جیسے چشمہ سے نکلتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہین کہتے ہین کہ ہم سب پندرہ سو ۱۵۰۰ آدمی تھے
سبکو کفایت کرگیا اور اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو سبکو کفایت کرتا۔ پھر ایکبار اور
لوگون نے پانی کا شکوہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دعا کی پانی
برسا اور سبکو سیراب کرگیا کذا فی المدارج مشکوٰۃ کے باب الکہانت
مین ہے کہ بخاری ومسلم نے ذکر کیا زید بن خالد جُہنی نے نقل کیا کہ نماز پڑھائی
ہمکو پیغمبر خدا نے فجر کی حدیبیہ مین مینہ برسنے کے بعد کہ رات کو برسا تھا پھر جب

آپ نماز پڑھ چکے تو موںہہ کیا آپ نے لوگوں کی طرف اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کیا فرمایا تمہارے رب نے لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اوسکا رسول ہی خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ آج فجر کو میرے بندوں مین سے بعض مومن ہو گئے اور بعض کافر یعنے جسنے کہا کہ ہمپر پانی برسایا اللہ تعالےٰ شانہ کے فضل و کرم نے وہ مجھپر یقین لایا اور ستارون کا منکر ہوا اور جسنے کہا کہ ہمپر پانی برسا فلان فلان نچھتر کے سبب سے وہ میرا منکر ہوا اور ستارون پر یقین لایا۔

فائدہ

یعنی جو کوئی عالم کے کاروبار کو ستارونکی تاثیرات سے سمجھتا ہے اوسکو اللہ تعالےٰ شانہ اپنے بندون مین سے خارج کر دیتا ہے اور ستارہ پرستون مین شمار کرتا ہی اور جو شخص کاروبار عالم کو اللہ تعالےٰ شانہ کیطرف سے سمجھتا ہے اوسکو وہ معبود برحق اپنے مقبول بندونکی صف مین جگہہ عنایت فرماتا ہے وہی مومن ہین اونکو ستارہ پرستونمین سے جدا کر لیتا ہے۔

حدیث

اس حدیث سے یہہ بات ثابت ہو گئی کہ ساعات کے نیک و بد کا ماننا اور اچھی بُری تاریخون اور دن کے نحس ہونے پر یقین لانا مشرکین کے اعمال سے ہین اور ستارہ پرستونکا یہی مذہب ہے۔

الغرض جب قریش کو معلوم ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو حرم محترم کا بہت زیادہ خیال ہے اور ہمارے قلع و قمع کے درپے نہین ہین تو مغرور ہو کر اپنی بدخلقی اور بابختی اور جہالت و سفاہت پر اڑ گئے اور بنیاد تمرد

و سرکشی کی محکم کی اور حضرت رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے روکنے
کے لئے بدیل بن ورقا خزاعی کو اور چند آدمیون کو اوسیکے قبیلے سے اوسکے ہمراہ
کرکے بہیجا اور بدیل بن ورقا ہمیشہ سے کیا ایام جاہلیت مین اور کیا عہد اسلام
مین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مخلصون مین سے
تہا اور ہمیشہ اہل مکہ کی خبرین مدینہ مین آپ کو پہونچایا کرتا تہا مگر ابہی مسلمان
نہین ہوا تہا اور بعضون نے انکو صحابی قدیم الاسلام کہا ہے اور بعضون نے
کہا ہے کہ اسلام لاے وہ اور اونکے بیٹے عبد اللہ اور حکیم بن حزام فتح مکہ مین
اور حاضر ہوئے وہ اور اونکے بیٹے عبد اللہ اور حکیم بن حزام حنین اور طایف مین
اور تبوک مین اور مارے گئے بدیل حضرت ہی کے زمانہ مین اور بعض کا قول ہے
کہ وہ مارے گئے صفین مین القصہ بدیل نے حضرت کے حضور مین حاضر ہوکر
عرض کیا کہ چہوڑ آیا ہون مین کعب بن لوے اور عامر بن لوے کو حدیبیہ کے کوئین پر
اور اہل وعیال اونکے اونکے ہمراہ ہین اس ارادے پر کہ ٹہرے رہین اور نہ بہاگین
اور روکین آپ کو دخول حرم اور زیارت بیت اللہ سے اور اگر آپ نہ روکین تو جنگ
کرین اور آپ کو بچانے دین آپ نے فرمایا کہ ہم تو زیارت حرم محترم اور ادائے
عمرہ کے قصد سے آئے ہین نہ جنگ کے ارادے سے اور اگر اونکا میلان
خاطر جنگ کی طرف ہے تو یہہ امر اونکے نقصان کا سبب ہوگا اور اگر وہ چاہین
تو مین ایک مدت معین کردون کہ اوس مدت تک ہمارے اور اونکے درمیان
مین لڑائی نہو اور مجہکو اور باقی اور مشرکون کو رہنے دین کہ مین اونپر جہاد کرون اگر
مغلوب ہوا مین تو اونکا مطلب حاصل ہوا اور اگر مجہکو اللہ تعالے نے شانہ نے اونپر
فتح عنایت فرمائی تو یہہ بہی اونکے مثل میری متابعت کرین والا اتنے روزون
فرصت ملے اور جو اسپر بہی نہ مانینگے تو قسم ہے اوس خدا کی کہ زندگی میری اوسکے

ہاتھہ مین ہے مین لڑونگا اون سے یہانتک جدا ہوجاے میری گردن میرے
جسم سے اور اللہ تعالے لاشانہ جاری کرتا ہے اپنے امرکو اور نصرت کریگا اپنے دین کی
پھر بدیل آپکی مجلس شریف سے اوٹھکر مشرکین کے پاس گئے اور کہا اون سے کہ
مین محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ایک بات سنکر آیا ہون اگر
اجازت ہو تو بیان کرون سفہائے قریش مثل عکرمہ بن ابی جہل اور حکیم بن العاص
وغیرہم بولے کہ ہمکو اونکی بات سننے کی حاجت نہین ہے۔ مگر جو اونمین اہل دانش
سمجھے جاتے تھے بولے کہ بیان کر بدیل نے کہا اے معشر قریش تم محمدؐ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے لڑنے مین شتابی نکرو وہ صرف زیارت بیت اللہ
کو آئے ہین اونکا ارادہ تم سے جنگ کا نہین ہے تمکو مناسب ہے کہ تم بھی اونسے
جنگ نکرو قریش کو اونکی گفتگو پر یقین نہ آیا اور گمان کیا کہ یہہ حضرت رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ملگیا یہہ گمان اونکو یون ہوا کہ قبیلہ خزاعی
کے لوگ ہمیشہ سے آپ کے مخلص تھے اسی اثنا مین عزوہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہوکر
کہنے لگا کہ اے قریش کیا مین تمہارے فرزند کی جگہہ پر نہین ہون اور تم میرے
باپ کے مثل نہین ہو اور اون لوگون نے کہا کہ ہان بے شک تو ایسا ہی ہے
جیسا کہتا ہے پھر اوسنے کہا کہ تم مجھکو اپنی عداوت اور خیانت مین متہم کروگے
اون لوگون نے کہا کہ نہین اوسوقت عزوہ نے جو کچھہ حقوق اور عہود اونپر ثابت کئے
تھے سب بیان کئے اور وہ عزوہ اکثر آدمیونپر حقوق اور عہود رکھتے تھے یہان
یہہ کوئی نہ سمجھے کہ یہہ عزوہ مسعود بن عبد اللہ بن مسعود کے بھائی ہین اسلئے
کہ یہہ ہذلی ہین اور وہ ثقفی ہین اور وہ اسلام لائے مدینہ مین نوین سال ہجری کے
بعد لوٹتے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے غزوہ طائف
سے اور انکے نکاح مین چار عورتون سے زیادہ تھین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

نے فرمایا کہ چار بیبیان رکہہ لو اور باقی کو مطلقہ کر دو پہر اونہون نے ویسا ہی کیا اور وہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے رخصت لیکر وطن کو گئے اور اپنی قوم کو دعوت اسلام کی اون لوگون نے ٹہانا ایکروز عزدہ نے اپنے کوٹھے پر فجر کی اذان کہی بعد اوسکے نماز پڑہنے لگے جسوقت یہہ تشہید پڑہ رہی تھے اونکی قوم کے ایک آدمی نے تیر مارا یہہ شہید ہوگئے جب اس حال کی آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قصہ اسکا مانند قصہ اصحاب یٰسین کے ہے یعنی جسکا بیان سورہ یٰسین مین ہے۔

وہ قصہ یون ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی شانہ نے سورہ یٰسین مین۔ واضرب لهم مثلاً اصحاب القرية اذ جاءها المرسلون یعنی بیان کر اے محمدؐ مثل گانون والون کے کہ وہ انطاکیہ ہے جب آیا وہان رسول مروی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے آسمان پر جانے سے پہلے اپنے خلیفہ شمعون الصفا کو کہ بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام کے وہی خلیفہ ہوئے فرمایا تہا کہ حواریون کو دعوت دین مسیحؑ کے واسطے اطراف وجوانب مین بہیجنا پہر بعد رفع حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اونہون نے حسب ارشاد وصیت حضرت مسیح علیہ السلام کے ہر ایک شخص کو حواریون مین سے ایک ایک قوم کی دعوت کے لئے نامزد کیا ایک کو روم کیجانب اور ایک کو بلاد مغرب کی طرف اور ایک کو حجاز کیطرف اور ایک کو زمین بربر کی سمت اور اسیطرح ہر ایک کو ایک طرف روانہ کیا۔ وہب بن منبہ کہتے ہین کہ یحیی اور تومان یا قاتاروس اور ماروس کو یا صادق اور صدوق کو انطاکیہ مین بہیجا جب یہہ اوس شہر کے قریب پہونچے تو ایک بڈہے کو اوس شہر کے قریب بکریان چراتے ہوئے دیکہا اوسکو اونہون نے سلام کیا بڈہے نے اونسے پوچہا کہ تم کون ہو اونہون نے کہا کہ ہم حضرت عیسٰیؑ کے

بہیجے ہوئے ہین خلق کو گمراہی کی راہ سے ہدایت کیطرف بلانے والے ہین پہر اوسنے کہا کہ تم اپنے دعوے کی سچائی پر کچہہ برہان اور دلیل بہی رکہتے ہو اونہون نے کہا ہان بیمار ہماری دعا سے اچہے ہوجاتے ہین اور برص کے عارضہ والے اور کور مادرزاد اچہے ہوجاتے ہین اور دیکہنے لگتے ہین اوس بڈہے نے کہا بہت برس سے میرا لڑکا بیمار ہے اور طبیب اوسکے علاج سے عاجز آگئے ہین اگر وہ تمہاری دعا سے اچہا ہوجاے تو مین تمہارے خدا پر ایمان لاؤن پہر یہہ اوس بیمار کے سرہانے گئے اور اللہ تعالے جل شانہ سے اوس بیمار کے حق مین دعا کی وہ خداے تعالے کے فضل سے اور انکی برکت سے اچہا ہوگیا پہر وہ بڈہا اسلام لایا اور اوسکو حبیب نجار بہی کہتے ہین اور صاحب یٰسین بہی اوسکا لقب ہے کہ سورۂ یٰسین مین اوسکا قصہ مذکور ہے۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر چہ سو برس پہلے تورات وزبور مین آپکی پیشین گوئیان پڑہکر ایمان لایا تہا۔ اور یہہ ایک سیاق ہے اسلام مین جس سے یہہ مطالب سمجہے جاتے ہین پہر دونونکا قصہ شہر مین مشہور ہوا اور بہت سے بیمارون نے خدا کے فضل اور دعا سے صحت پائے اور شہر کے بادشاہ نے بہی کہ نام اوسکا انطیخس رومی تہا انکے حال سے آگہی پائی اور اونکے دعوت کے مضمون سے کہ انکار بت پرستی اور اقرار واثبات وحدانیت حق سبحانہ تعالی کا تہا اطلاع حاصل کی مگر اپنے دربار مین اونکو حاضری کا موقع ندیا اور حضوری اوس بادشاہ کی اونکو حاصل نہوئی اسی اثنا مین بادشاہ شکار کو ایک دن گیا ہوا تہا وہان پر اون دونون سے ملاقات ہوگئی ان دونون نے بادشاہ کو بہت شایستہ طریقہ سے نصیحتین کین اور اپنی رسالت کا بخوبی اظہار کیا چونکہ سخن حق تلخ معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے نہایت غصہ سے حکم دیا کہ سو سو کوڑے مارکر انکو جیلخانہ مین لے جاؤ پہر انکو ملازمان شاہی

بادشاہ کے حکم کے موافق جیلخانہ مین لے گئے چونکہ شمعون الصفا نے ان کو رخصت کرنے کے وقت کہدیا تھا کہ تم خاطر جمع رکھنا مین تمہارے حالات سے غافل نہ ہونگا جب تمہین کوئی مشکل پیش آئے گی تو مین تمہاری مدد کو آجاونگا۔ پہر جب بادشاہ نے قید کیا تو شمعون کو وحی آلہی سے یہہ کیفیت معلوم ہوئی تو وہ فوراً انطاکیہ کو روانہ ہوئے کما قال اللہ تعالیٰ شانہ فی سورۃ یٰسین اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون یعنی بہیجے ہم نے اونکی طرف دو پیغمبر تو اون لوگون نے اون دونون کو جھٹلا دیا پس مدد کی ہمنے اون دونون کی تیسرے پیغمبر کے ذریعہ سے تو کہا اُن پیغمبرون نے کہ بے شک ہم تمہارے پاس بہیجے گئے ہین۔ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شیئ ان انتم الا تکذبون ترجمہ یعنی کہا اون شہر والون نے نہین ہو تم مگر آدمی مثل ہمارے اور نہین اوتارا رحمن نے کچہہ نہین ہو تم مگر جہوٹے جواب دیا پیغمبرون نے بادشاہ اور اوسکی رعیت کو قال اللہ تعالیٰ شانہ قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین ترجمہ کہا اون پیغمبرون نے کہ بے شک ہمارا رب جانتا ہے کہ بہ تحقیق ہم تمہاری طرف بہیجے ہوئے ہین اور نہین ہے ہمپر مگر یہہ کہ ہم اپنے رب کا پیغام تمکو پہونچا دین ظاہر اور آشکار طریقہ سے قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم ترجمہ یعنے کہا شہر والون نے کہ ہم نے بدفالی سمجھی تمہارے آنے سے اگر تم اپنی دعوت سے باز نہ ہوگے تو ضرور ہم تمکو پتہرون سے مارینگے اور بے شک تمکو عذاب دردناک اوٹہانا پڑیگا۔ پیغمبرون نے اون کے جواب مین کہا قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون ترجمہ

یعنی کہا اون پیغمبرون نے کہ بدفالی تمہاری ساتھ ہے تمہارے کیا نصیحت
کئے جاتے ہو بلکہ ایک قوم اسراف کرنے والی ہو۔ القصہ شمعون الصفا نے شہر
انطاکیہ مین پہونچکر بادشاہ کے ایک خواص سے ربط واتحاد پیدا کیا اور اثنائے
صحبت مین سخنان خوش اور کلمات دلکش کرنے شروع کئے اس سبب سے
ذکر اونکے اوصاف اور محاسن اخلاق کا دربار بادشاہی مین ہونے لگا اس حال مین
شمعون نے ایک رات کو چاہا کہ قیدخانہ مین جاکر یحیی اور تومان سے ملاقات کرے
مگر چونکہ وہان سخت پہرے پڑ رہے تھے شمعون کو اپنے یارون کی ملاقات سے
یاس ہوئی لیکن پروردگار تعالے شانہ کیطرف سے ایسے اسباب مہیا ہوگئے کہ
قیدخانہ کے محافظ اور چوکیدار سب سو گئے اور ایک فرشتے نے شمعون کو اونکے
یارون کے پاس پہونچا دیا آپنے اپنے یارون پر عتاب شروع کیا اور کہا کہ ہر کام
مین جلدی کرنی سبب ندامت کا ہوتا ہے تمہارا حال اوس بانجہ عورت کا سا
ہے کہ اللہ تعالے شانہ نے اوسے بڑہاپے مین ایک لڑکا عنایت کیا تھا تو اوسنے
یہہ سمجھا کہ صرف دودہ سے اسے نشو ونما دیر مین ہوگی اسکو غذا بہی کہلانی چاہئے
کہ جلد بڑہجائے اور توانا ہوجائے اس خیال سے اوس بچہ کو پیش از وقت
گوشت روٹی کہلانی شروع کردی آخرکو اوس شیرخوار بچہ کو بدہضمی ہوگئی اور وہ مرگیا
اب مین آیا ہون تمہارے چہڑانیکی تدبیر کرونگا اس شرط پر کہ صبر کرو اور میری رائے
پر رہو اون دونون نے کہا کہ جسطرح آپ کہینگے اوسی طرح ہم کرینگے پہر اون سے
کہا کہ یہہ راز کسی پر آشکارا نہو اور اپنی رہائی کے وقت جب مجہکو دیکھنا تو بیگانون کی طرح
کلام کرنا یہہ کہکر وہ وہان سے چلے آئے اور پہر دروازہ جہلخانہ کا اوسی طور سے
بند ہوگیا پہر شمعون نے اپنے حسن تدبیر سے بادشاہ کے ملازمون کو ملایا اور اونسے
ربط بڑہایا اور اسیطرح رفتہ رفتہ بادشاہ کے مقربون سے رسائی پیدا کی اور اونکے

وسیلہ سے بادشاہ کے دربار مین پہونچے یہانتک کہ اپنی قابلیت اور
دانشمندیکے سبب سے بادشاہ کا تقرب اونہین حاصل ہوگیا اور وہ تقرب اسقدر بڑھا
کہ بادشاہ کے بتخانے مین جانے لگے اور وہان جاکر اللہ تعالے لاشانہ کو سجدہ کرتے
اور بادشاہ اور مقربان بادشاہ یہہ سمجھتے کہ بتون کو سجدہ کرتے ہین آخر کو اتنا قرب اور
مرتبہ حاصل کیا کہ بادشاہ بغیر انکے مشورے کوئی کام نکرتا تہا ایک روز وقت صبا
مین بادشاہ سے عرض کی کہ مجھے ایسا معلوم ہوا ہے کہ آپ کے جیلخانے مین دو شخص
قید ہین اور دعوی اونکا یہہ ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ہم کو اللہ تعالے نے رسول کرکے
بہیجا ہے اور آپکے حضور مین حاضر بہی ہوچکے ہین مگر یہہ بات نہین معلوم کہ اونہون
نے کیا عرض کیا تہا بادشاہ نے کہا کہ مجھکو اون دونون کے کلام کرتے وقت ایسا
غصہ آیا کہ مینے کچہہ بہی اونکا کلام نہ سمجہا اگر تو اونکی باتین سننا چاہتا ہے تو مین اونکو
بلاؤن کہ مدعا اور مطلوب اونکا تو دریافت کرے شمعون نے کہا کہ مجھے اونکی باتین بہ
سننے کی اتنی رغبت نہین مگر میرا دل چاہتا ہے کہ اون سے معارضہ کرون بادشاہ
نے یحیی اور تومان دونون قیدیون کو جیلخانہ سے بلاکر شمعون کے سامنے حاضر کیا
پہر شمعون نے اون دونون سے پوچہا کہ تمکو کسنے بہیجا ہے اونہون نے کہا ہم کو
اوسنے بہیجا ہے جو تمام اشیا پر قادر ہے شمعون نے کہا اوسکی قدرت مجھکو بہی معلوم
کروا سکتے ہو اونہون نے کہا کہ اوسکا مرتبہ اور شان اس سے برتر ہے کہ زبان انسان
ضعیف البنیان کی اوسے بیان کرسکے مگر مختصر بیان اوسکا یہہ ہے کہ یفعل اللہ
ما یشاء ویحکم ما یرید ترجمہ یعنی اللہ تعالے لاشانہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے
اور جسکام کا ارادہ کرتا ہے اوسکا حکم دیتا ہے اور وہ کام فورًا ہوجاتا ہے شمعون نے
کہا کہ اگر تم اپنے دعوی پر کوئی دلیل اور حجت قایم کرو تو مین بادشاہ سے تمہاری
شفاعت کرون کہ بادشاہ دست تعرض تم سے کوتاہ کرے والا نہ وہ پہر تمہین

قید خانہ مین بہیجکر طرح طرح کا عذاب کرے گا تومان نے کہا جو تم کہو اوسکا جواب دیا جاوے شمعون نے کہا کہ ایک لڑکا کور مادرزاد ہے اگر وہ تمہاری دعا سے اچہا ہوجاے تو مین بادشاہ سے تمہاری سفارش کرون اون دونون نے قبول کیا پہر اوس لڑکے کو دربار بادشاہ مین لائے تو یحیی اور تومان نے بحسب ظاہر اور شمعون نے بطریق باطن دعا کی جب دعا اور تضرع کر چکے تو اون دونون نے تہوڑی سی مٹی لیکر دو غلولے بنائے اور اوسکی آنکہون کے حلقون مین رکہدئے خدا کی فضل سے اوسکی دونون آنکہین روشن ہوگئین بادشاہ نے تعجب کرکے شمعون سے کہا کہ یہہ دونون جادوگر ہین شمعون نے کہا ان کامون پر جادوگرون کو قدرت نہین ہوتی ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ بادشاہ نے کئی اندہون کو بلایا تہا وہ سب اون دونون کی دعا کی برکت سے اچہے ہوگئے مگر شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ ہم سب بہی اپنے خداون سے درخواست کرین کہ اونکے تصرف سے ایسے اندہے بینا ہوجائین بادشاہ نے شمعون سے کہا کہ ان بتون مین یہہ طاقت نہین جو کچہہ تصرف کرین شمعون نے کہا کہ اچہا اب اور معجزہ مین ان سے طلب کرتا ہون اگر وہ بہی انہون نے کر دکہایا تو مین سمجہہ لونگا کہ یہہ سچے ہین پہر اون سے کہا کہ اگر تمہاری دعا سے مردہ ہفت روزہ جی جائے تو ہم تمکو سچا جانینگے اور تمہارے خدا پر ایمان لائینگے اونہون نے قبول کیا اور ایک قول کے موافق وہ مردہ بادشاہ کی لڑکی تہی اور ایک روایت سے بادشاہ کے ملازمون مین سے حبیب بخار کا بیٹا تہا اوسکی نعش کو قبر مین سے لاکر بادشاہ کی مجلس مین حاضر کیا پہر یحیی اور تومان نے علی سبیل الاعلان اور شمعون نے علی طریق الاخفا دعا کی اوس مردہ کی زندگی کی پہر اوسی وقت اوس مردہ کے بدن سے کفن پہٹ گیا اور وہ حرکت کرنے لگا پہر تہوڑی دیر مین اوٹہہ بیٹہا اور بولنے لگا بادشاہ نے اوسکی کیفیت حال پوچہی

اوسنے کہا کہ بعد دفن ہونیکے فرشتے میری قبر مین آئے اور مجھسے سوال کیا جب
مجھے مشرک پایا تو مجھے ایک آگ کے جنگل مین لے گئے اور روز دفن سے آجتک
مجھپر ایک نیا عذاب ہوتا رہا آج کے دن اللہ تعالے جلشانہ نے دوبارہ نئی زندگی عنایت
فرمائی تو پہلے اوس سے مینے ایک آواز سنی کہ اوپر دیکھہ مین اوپر کو دیکھنے لگا تو ایک
جوان کو مین نے دیکھا کہ ساق عرش پکڑے کھڑا ہے اور تین ۳ آدمی کہ ایک اون مین
بوڑہا اور دوسرا ادہیڑ اور تیسرا جوان ہے اور وہ شفاعت میری کر رہے ہین پھر میرے
کان مین مخاطبت کے ساتھہ صدا پہونچی کہ یہہ شخص جو میرے عرش کے پاس ہی ان
تینون شخصون کے حق مین کہ اسکے اصحاب ہین اور تیرے شہر مین وارد ہین سفارش
کرتا ہے اور تیری زندگی کے لئے مجھسے التماس کرتا ہے اور جہنم سے تیری نجات
چاہتا ہے اے بادشاہ یہہ سچی حقیقت تہی بکم وکاست جو مین نے بیان کی بادشاہ
یہہ واقع سنکر حیران ہوا اور مع اپنے چند رفقا کے اسلام لایا پھر سب قوم نے اونسے
مخالف ہوکر اون دونون کے مارنے کا قصد کیا حبیب نجار یہہ سنکر اپنے گھر سے
آئے کما قال اللہ تعالیٰ شانہ فی القرآن العظیم وجاء من اقصی
المدینۃ رجل یسعی قال یاقوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لایسئلکم
اجراً وھم مھتدون ومالی لا اعبد الذی فطرنی والیہ ترجعون
اءتخذ من دونہ آلھۃ ان یردن الرحمن بضر لا تغن عنی شفاعتھم
شیئاً ولا ینقذون انی اذا لفی ضلال مبین ○ ترجمہ اور آیا شہر کے
پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا بولا اے قوم چلو راہ پر ان بہیجے ہوؤن کی
چلو راہ پر ایسون کی جو تم سے نیگ نہین مانگتے یعنی اپنی رسالت کی اجرت نہین چاہتے
اور وہ راہ دکہائے گئے ہین اور مین کیون بندگی نکرون اوسکی جسنے مجھے بنایا ہے
اور اوسیکی طرف پھر جاؤگے بھلا مین اختیار کرون اوسکے سوا اورون کو اور اوسکے سوا

پوچون اور کو اگر مجہپر میرا رحمٰن کچہ تکلیف ڈالے تو کسیکی سفارش مجھے فائدہ نہ پہونچا سکی اور نہ چہوڑا سکین تو کیون مین پہٹکار مین رہون صریح طریقہ سے حبیب نجار کا قوم نے یہہ مقولہ سنا تو اوسکے قتل کا ارادہ کیا جب حبیب نجار نے اپنی قوم کا قصد معلوم کیا تو مخاطب ہوکر اون رسولون کیطرف کہنے لگے انی امنت بربکم فاسمعون یعنی مین یقین لایا تمہارے رب پر تم سُنلو میرے ایمان کے گواہ رہو روز بازپرس میری گواہی دینا بعضون نے کہا کہ یہہ خطاب اونکا قوم سے تہا پہر قوم نے اون کو پتہرون سے مارا کہ شہید ہوگئے اور قبر اونکی بازار انطاکیہ مین ہے۔

اور بعض کہتے ہین کہ اللہ تعالے شانہ نے اونکو زندہ اوٹہالیا اور جنت مین داخل کردیا بہر کیف پروردگار تعالے شانہ فرماتا ہے قیل ادخل الجنة قال یلیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین ترجمہ یعنی حکم ہوا کہ چلا جا بہشت مین بولا کسطرح میری قوم معلوم کرے کہ بخشا مجھے میرے رب نے اور کیا مجہکو باعزت لوگون مین سے انتہی ۱۲ قوم نے اونسے دشمنی کی کہ اونکو مارڈالا مگر وہ بہشت مین بہی قوم کے خیر خواہ رہے کہ اگر معلوم کرین میرا حال تو سب ایمان لائین پس حبیب نجار شہید ہوئے اور بادشاہ اور پیغمبر خدا کے فضل سے سلامتی کے ساتھ نکل گئے۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ وہ شخص جسنے عالم حیات مین اپنی قوم کو نصیحت کی اور بعد مرنیکے اونکے حسن عاقبت کی تمنا کی وہ حبیب نجار ہی تھے۔

مروی ہے کہ بعد شہید ہونے حبیب نجار کے شمعون الصفا کو وحی پہونچی کہ اب سب اہل توحید شہر سے باہر چلے جاوین کہ عذاب ہمارا ان مشرکین کو ہلاک کریگا تو شمعون الصفا نے اوسی شب کو سب اہل توحید کو ہمراہ لیکر ہجرت کی جب صبح ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے شہر کے دروازہ پر ایک آواز ایسے زور سے کی کہ اوسکے صدمے

شہر کا شہر غارت ہوگیا کما قال اللہ تعالیٰ شانہ وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون ترجمہ یعنی اوتاری نہین ہمنے اوسکی قوم پر اوسکے پیچھے آسمان سے کوئی فوج اور ہم اوتارا نہین کرتے یہی تہی ایک چنگہاڑ بس اُسی سے سب بجھے ہوئے خاکستر۔ اور تمثیل دی حضرت سرور عالم علیہ الف الف صلوٰۃ نے اونکے حال کے ساتھہ حبیب نجار کی اسلئے کہ جیسے وہ تائید دین مین اپنی قوم کے ہاتھہ سے شہید ہوئے تھے یہہ بہی اسیطرح اپنی قوم کے ہاتھہ سے دین کی تائید کے سبب سے شہید ہوئے انتہیٰ کذا فی مواہب العلیا وترجمہ عجایب القصص۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ عروہ نے بعد بیان کرنے حقوق سابقہ ثابتہ کے کہا کہ تمکو معلوم ہو کہ یہہ مرد یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہت اچھی بات مصلحت وانصاف کی کہتے ہین اوسکو قبول کرو اور مجھکو بہی اجازت دو کہ مین اونسے جاکر باتین کرون دیکھون وہ کیا کہتے ہین اور سوچون کہ کیا مصلحت ہی پہر اون لوگون نے اون کو اجازت دی وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مین آکر حاضر ہوئے حضرت نے جو بدیل سے فرمایا تہا وہی بات اون سے کہی پہر اونسے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کی کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہہ بات مجھکو بتلا دو کہ اگر تم نے اپنی قوم کی بیخکنی کی تو کون سی خوبی ہوگی تمسے پہلے عرب مین کسینے نہین اپنی اصل قوم کو تباہ وہلاک کیا ہے اور نہ ایسا معاملہ اپنی قوم سے کیا ہے اور اگر تم اونکے مغلوب ہوگئے تو پہر کہو کیا حال ہوگا اور بے شک ایک جماعت اوباشونکی تمہارے پاس جمع ہوگئی ہے بعد گذرنے ایک مدت کے یہہ تمکو چہوڑ کر چلے جاوینگے اور یہہ گفتگو عروہ کی محض لغو اور فضول تہی کہ گمان کیا اونسے اہل اللہ کے حالات کو اہل دنیا کے حال پر اسلئے حضرت ابوبکر صدیق رض

لے کہ اوس مجلس مین تھے عروہ کی یہہ بات سنکر شدت اور غلظت اوپر کرکے فرمایا امضض بظر اللات یعنی چوس اوس گوشت کے ٹکڑے کو جو لات کے اندام نہانی پر ہے اور لات نام اوس بت کا ہے جسکو قریش اور ثقیف پوجتے تھے اور عادت عرب کی تھی کہ جو سخت گالی کسیکو دیتے تھے امضض بظر اللات کہتے حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے اسمین تشدد کیا کہ لات کو قایم مقام اُم کے کیا اور نسبت کی اوسکی طرف اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو جو عروہ پر غصہ آیا تھا یہہ اوسکے غرور تکبر کے سبب سے آیا اور زیادہ رنج اس سبب سے ہوا کہ اوسنے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نسبت خیال کیا کہ یہہ آپ کو چھوڑکر بھاگ جاینگے اسلئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا نحن نفر منہ وندعہ یعنی کیا ہم بھاگ جاینگے اور آپ کو تنہا چھوڑ دینگے تجھکو ابھی ہماری عاشقی اور صادقی اور حقانیت اور وفاداریوں کے حالات نہین معلوم ہین۔ عروہ نے جب یہہ باتین سُنی تو سر اوٹھاکر پوچھا کہ یہہ کون شخص ہے جو ایسی باتین کر رہا ہے کہا گیا کہ یہہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ ہین اوسنے کہا اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ خبردار ہو کہ خدا کی قسم اگر تیرا حق کہ جسکی مینے مکافات نہین کی مجھپر نہوتا تو مین اسکا جواب اور سزا تجھکو دیتا اور حق حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کا عروہ پر یہہ تھا کہ ایام جاہلیت مین عروہ پر دیت لازم ہوگئی تھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے لوگون نے عروہ کی اعانت کی تھی اور روایت مین ہے کہ دس اونٹ جوان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے اوسکو دئے تھے۔

اور ایک روایت مین ہے کہ ہر ایک نے اوسکے یارون اور دوستون مین سے اوسکو ایک ایک اور دو دو گائین دی تھین اور مروی ہے کہ عروہ ہنگام تکلم اپنا ہاتھ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ریش مبارک کیطرف لیجاتا تھا

جیسے کہ اجلاف عرب کی عادت تھی کذا فی المدارج اور مواہب لدنیہ مین ہے
کہ کلام کرتا تھا عروہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اور ریش مبارک چھولیتا
تھا اور مغیرہ بن شعبہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے برابر کھڑے تھے
اور تلوار باندھے اور خود سر پر رکھے ہوسے تھے جب عروہ ریش مبارک کیطرف ہاتھ
بڑھاتا تھا تو مغیرہ اپنی تلوار کی کوتھی اوسکے ہاتھ پر مارتے تھے اور کہتے اخر یدك
عن لحیة رسول الله صلے الله علیه وآله واصحابه وسلم یعنی اپنا ہاتھ
حضرت کی ریش مبارک کے پاس سے ہٹالے علما فرماتے ہین کہ عادت عرب کی یہہ
تھی کہ وہ ریش پکڑتے تھے نہایت نرمی سے اوس شخص کی جس سے ہمکلام ہوتے
خصوصاً مہربانی اور ملاطفت کے واسطے کہ یہہ شخص ہمپر مہربان ہوا اور ہماری باتون کی
طرف توجہ کرے اور یہہ ایک طریقہ تالیف قلوب کا تھا اور مغیرہ بپاس ادب اوسکو
اس امر سے روکتے تھے۔ روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب مغیرہ نے بار بار کوتھی
تلوار کی عروہ کے ہاتھ پر ماری تو وہ خفا ہو کر کہنے لگا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم تمہارے صحابہ مین سے یہہ کون شخص ہے جو مجھکو ایذا دیتا ہے
خدا کی قسم مین گمان نہین کرتا کہ تمہارے اصحاب مین سے ایسا کوئی لئیم اور برا آدمی ہو
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ یہہ تیرے بھائی کا
بیٹا ہے عروہ نے مغیرہ رضہ کی طرف مونہہ کر کے کہا کہ اے غدار مین تیری غداری کی
اصلاح کرتا ہون اور تو مجھسے ایسا کرتا ہے اور حال یہہ تھا کہ مغیرہ ایام جاہلیت مین
تیرہ ۱۳ آدمیون کے ساتھ جو قبیلہ بنی مالک سے تھے اور قبیلہ ثقیف سے تھے مصر کے
بادشاہ مقوقس کے پاس گئے تھے جب مصر مین پہونچے اور مقوقس سے ملاقات
کی تو اوسنے ہر شخص کو انعام دیا مگر مغیرہ کو کچھہ نہ دیا اوسکو انپر رشک آیا جب ادہر
سے پھرتے ہوسے ایک منزل مین اوترے تو وہ لوگ بہت سی شراب پیکر خوب

مست ہوکر سور ہے مغیرہ نے تیرہون آدمیون کو مار ڈالا اور اونکا مال لیکر مدینہ مین آیا اور مسلمان ہوا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اے مغیرہ تیرا ایمان واسلام مقبول ہے مگر جو مال تو لایا ہے اوس سے ہمکو کچھہ کام نہین ہم اوس مین سے خمس نہین لیتے۔ اِنَّ اموال اهل الشرك اذا اخذ وها عند الا مان مردودة الى اربابها یعنے بیشک مال اہل شرک کا لین اوسے نزدیک امان کے تو پہیرا جائے وہ مال اوسکے مالکون کی طرف کذا فی حاشیۃ روضۃ الاحباب جب بنو مالک کو یہہ حال معلوم ہوا تو مغیرہ کی قوم سے لڑنا جھگڑنا شروع کیا عروہ بن مسعود ثقفی نے بنو مالک کے رئیس مسعود بن عمرو سے اسی مقدمہ مین گفتگو کرکے کوشش وسعی سے صلح کروائی تیرہ آدمیون کا خون بہا دینا ٹھہرا دیا تو عروہ کا یہہ کہنا کہ مین تو تیرے غدر کی اصلاح کرتا ہون اسی قصہ کی طرف اشارہ تہا۔ مدارج النبوت مین ہے کہ اس مجلس مین عروہ بن مسعود صحابہ کیطرف کنکہیون سے دیکہتا تہا اور اونکے حالات قلبی کا اندازہ کرتا تہا اور وہ یعنی صحابہ جو حضرت کی تعظیم اور ادب بجالاتے تھے اونکو دیکہکر حیران تہا بعد مراجعت کے مشرکان قریش سے کہا کہ اے معشر قریش مینے صحبت ملوک اور کبرا وعظما کی اوٹھائی ہے اور قیصر وکسری ونجاشی کی ملازمت بہی کی ہے مگر دنین سے کسیکی ملازمون کو ایسا ادب کرتے ہوے نہین دیکہا جیسا کہ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ادب کرتے ہین اگر اثناے گفتگو مین اونکا لعاب دہن کسیکے ہاتہ پر پڑجاے تو اوسے اپنے مونہہ سے مل لیتا ہے اور جو وہ کسی کام کرنیکا حکم کرین کہ اوسے ادنی آدمی کرسکتا ہے تو بزرگ ترین قوم کا اوسے نہایت اعتقاد سے بجالاتا ہے اور جو اونکے سامنے باتین کرتے ہین تو نہایت آہستہ اور دبی ہوئی آواز سے کرتے ہین اور جب وہ باتین کرتے ہین تو اونکی طرف تیز نگاہ نہین کرتے اور لسبب

کمال احترام اور تعظیم کے اونکے چہرہ کیطرف نہین دیکھتے اور جب وہ وضو کرتے
ہین تو اونکے وضو کے پانی پر آپسمین اتنا جھگڑتے ہین کہ قریب ہے کہ مارے جائین
اور جو کوئی بال ڈاڑہی یا سر کا زمین پر گرتا ہے تو اوسے تبرکاً اوٹھا لیتے ہین اور
نہایت ادب کے ساتھ اوسے کسی اچھے پاکیزہ ظرف مین رکھہ چھوڑتے ہین اور سوا اسکے
اور جو کچھہ حالات اوسنے دیکھے تھے مفصل بیان کیئے اور جو کچھہ حالات اونکی مردانگی
و شجاعت اور اتفاق و محبت کے دیکھے تھے وہ بھی بیان کیئے کہ زیادہ اوس سے
کوئی نکر سکے اور اوسنے کہا خدا کی قسم مینے ایک لشکر دیکھا کہ وہ تم سے مونہہ نہ پھیرینگے
اگرچہ سب مارے جاوین یا تمپر غالب آوین اور چونکہ انجام کار اوسکا ایمان پر تھا اور
پختہ کار اور قدر دان مرد تھا اور مانند اور مشرکون کے متعصب نتھا جو کچھہ اوسنے دیکھا
تھا اپنی آنکھون سے صاف صاف بے کم و کاست بیان کر دیا اور وہ جو صحابہ
رضی اللہ عنہم کے ادب کی حالت دیکھکر متحیر تھا اوسوقت تک وہ حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مرتبہ سے کما حقہ واقف نہوا تھا اور وہ بصارت و
عقیدت جو صحابہ کو ملچکی تھی اسکو عطا نہوئی تھی ورنہ ہرگز متحیر نہوتا مگر پہر بھی نصیحت
قریش اور صواب دید وقت مین کافی تھا لیکن وہ شقاوت شعار ناہنجار قریش اپنی
ضد پر ثابت قدم تھے اور کہتے تھے کہ یہہ نصیحت کی باتین ہمارے خیال مین نہین
آتین ہم اپنے قصد پر مضبوط ہین کہ اسبکے سال محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کو اور اونکے یارون کو زیارت کے واسطے بیت اللہ مین نجانے دینگے اسبکے سال
وہ لوٹ جاوین اگلے سال آئین پہر جب عروہ کی سعی و کوشش سے صلح سرانجام کو
نہ پہونچی تو ایک اور شخص جلیس نام جماعت احابیش مین سے قریش سے اجازت لیکر
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ملاقات کو آیا آپنے اوسے دیکھکر فرمایا کہ
یہہ شخص اون مین سے ہے کہ جو قربانی کی تعظیم کرتے ہین سو قربانی کے اونٹ اوٹھا کر

اسکے سامنے سے نکالو پس صحابہ نے ایسا ہی کیا اور لبیک کہتے ہوئے اوسکے
سامنے سے گذرے جلیس نے جو یہہ دیکھا تو جان لیا کہ یہہ اہل قتال سے نہین
ہین اور کہا کہ لایق نہین ہے کہ اس قوم کو زیارت بیت اللہ سے روکین اور ایک
روایت مین ہے کہ اوسکو رقت ہوئی اور آنسو اوسکے جاری ہوگئے اور کہا اوسنے
هلکت قریش ورب الکعبة یعنی ہلاک ہوے قریش قسم ہے پروردگار کعبہ
کی اور یہہ لوگ نہین آئے ہین مگر عمرہ کرنیکو اور اوسیوقت حضرت سے بغیر ملاقات
کئے لوٹ گیا اور قریش سے کہا کہ مینے اصحاب محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کو دیکھا کہ اونٹون کو اشعار اور تقلید کرچکے ہین اور بیت اللہ کی زیارت کا قصد
رکھتے ہین مصلحت نہین ہے کہ اونکو زیارت سے روکو قریش نے اوسکو اس خبر
مین سچا جانکر اوسکو نادان اور بے وقوف سمجھا جیسا کہ اسوقت کے مہذب لوگ
اہل دین کو کہتے ہین کہ یہہ سیدھے سادے بزرگ ہین انکو دنیا کے معاملات
سے کیا خبر ہے یونہین قریش نے کہا کہ اے جلیس تو اعرابی ہے ملکی معاملات سے
واقف نہین ہے وہ اس بات سے خفا ہوا اور کہا اے قریش ہم تمسے اس بات مین
موافق نہین کہ بیت اللہ کے زایرون کو زیارت سے منع کرین اور قسم ہے اوس
خدا کی کہ جان جلیس کی اوسکے قبضہ مین ہے اگر تم محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کو زیارت بیت اللہ سے روکوگے تو مین تمسے مع تمام قوم احابیش کے
روگردان ہوتا ہون قریش نے اوس سے عذرخواہی کی اور اوسکو تسکین وتسلی
دی اور کہا کہ اے جلیس ٹھہر کہ ہم محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حسب
خواہش صلح کرلیین مروی ہے کہ جو لوگ قریش کیطرف سے آئے اور اونکی کوشش
وسعی نے قریش کی قساوت قلبی مین اثر نکیا اور کچھہ فائدہ مترتب نہوا تو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے چاہا کہ کسیکو بھیجکر اس مقدمہ مین سعی کرین -

پہلے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حراش بن امیہ کعبی خزاعی کو
اونٹ دیکر بہیجا کہ قریش سے جاکر کہے کہ تشریف لانا آپ کا محض عمرہ کرنے کے
لئے ہے جب یہہ قریش کے پاس گئے تو اون ناہنجارون نے اونکے اونٹ
کی کوچین کاٹ ڈالین اور اونکے قتل پر مستعد ہوے اونکی قوم کے لوگ جو مکہ
معظمہ مین تھے اون لوگون نے انکو بچایا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے پاس بہیجدیا پھر یہہ رائے ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ بہیجے
جائین مگر یہہ راے بہی قرار نپائی پھر یہہ مشورہ ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ
تعالے عنہ روانہ کئے جائین اسلئے کہ آپکے رشتہ دار وہان بہت ہین آپکا
جانا مناسب ہے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عثمان
غنی رضی اللہ تعالے عنہ کو بلایا اور مکہ کو روانہ کیا کہ ابوسفیان اور صنادید قریش
سے جاکر کہدین اور اونکو جتلادین کہ ہم عمرے کو آئے ہین نہ لڑنیکو اور وہان
جو مسلمان ہین اون سے کہدین کہ فتح نزدیک ہے پہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ
تعالے عنہ حسب فرمان واجب الاذعان مکہ معظمہ کو روانہ ہوے اور منزل
بلدح مین مشرکون سے ملے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا پیام
اونکو پہونچادیا مگر کفار ناہنجار اپنی اوسی جہالت پر اڑے رہے کہ ممکن نہین کہ
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کعبہ کی زیارت کرین سبحان اللہ کیا جاہل
قوم تہی اور کسقدر قساوت قلبی تہی اونمین اور چونکہ حضرت کی شان رحمۃ للعالمینی
کی تہی اس سبب سے سب جھگڑے اور بکھیڑے پیش آرہے تھے اگر آپ تیغ بکف
ہوجاتے تو اوسیوقت سب کے سب ٹھیک ہوجاتے جیساکہ اب آگے معلوم
ہوگا آبان بن سعد بن العاص نے حضرت عثمان کی تعظیم کی اور اپنے مرکب پر سوار
کیا اور خود آپکے پیچھے بیٹھا اور مکہ کو لے گیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

نے پیام حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابوسفیان اور صنادید قریش کو پہونچا دیا اون لوگون نے آپ کے پیام بری کا کبھی خیال نکیا پہر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ نے اونکو قوم کے موافق پایا تو چاہا کہ فوراً وہان سے مراجعت فرمایئن قریش نے کہا کہ آپ چاہین تو طواف کرلین آپ نے فرمایا کہ مین تنہا طواف نکرونگا جب تک حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم طواف نکرین وہ لوگ اس بات سے برہم ہوے اور آپ کو مراجعت سے روک دیا۔

روایت ہے

کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس سے مکہ کو روانہ ہوئے تو صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کہنے لگے کہ خوشا وقت کہ عثمان مکے کو گئے زیارت کعبہ کرینگے آپ نے فرمایا کہ میرا گمان عثمان سے یہہ نہین ہے کہ وہ بغیر میرے طواف کرین ؎

فردوس چہ کار آید اگر یار نباشد

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقامت کو مکہ مین طول ہوا تو یہہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان غنی کو اور دس صحابہ جو اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اجازت لیکر آپ کے ساتھہ آئے تھے سب کو کفار قریش نے قتل کرڈالا حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہہ خبر سنکر بہت مغموم ہوے اور درخت سے پشت لگاکر بیٹھے اور صحابہ کو بیعت کے لئے فرمایا کہ ثابت قدم رہین اور اگر لڑائی پر جائین تو قدم پیچھے نہ ہٹاوین اسی بیعت جان نثاری کی خبر کلام اللہ مین دی گئی ہے۔
لقد رضی اللّٰہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ یعنی بیشک اللہ راضی ہوا اون مومنین سے جسوقت اون لوگون نے تمہارے ہاتھہ پہ بیعت کی

چونکہ اللہ تعالےٰ شانہ نے اس جماعت صحابہ سے رضامندی ظاہر فرمائی اسی وجہ سے اس بیعت کا نام

بیعت الرضوان ہے

اسمین پندرہ سو اصحاب آپ کے ساتھ تھے اونمین حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے اور حضرت عثمانؓ کے واسطے تو یہ بیعت قرار پائی ہی تھی پھر نہین معلوم کہ کس قاعدہ سے ان اصحاب کا ایمان بعض حضرات کے نزدیک ثابت نہین ہے اللہ تعالیٰ شانہ اپنے کلام پاک مین اونکی رضامندی کی شہادت دے رہا ہے اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونکی بیعت لی کتاب اللہ مین اوسکا ذکر بصراحت موجود اور حدیث مین موجود تاریخ مین موجود پھر اس واقع کا بطلان کس نئے اصول سے کیا جاتا ہے **ہذا العجب** ھذا لعجب ھذا العجب حدیث مین وارد ہی کہ نار مین نہ داخل ہوگا جو بیعت الرضوان مین حاضر ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ جو کوئی حاضر ہوا حدیبیہ مین نہ داخل ہوگا نار مین اور چونکہ حضرت عثمان غنی وہان جائے بیعت کی جگہہ پر حاضر نتھے تو حضور پر نور نے چاہا کہ وہ بھی اس فضیلت سے محروم نرہین تو آپنے اپنے بائین ہاتھ کو فرمایا کہ یہ ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے پھر داہنے ہاتھ کو اپنے بائین ہاتھ پر رکھکر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف سے ارکان بیعت ادا فرمائے اور بے شک عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قتل کی خبر مشہور ہونےمین اللہ تعالےٰ شانہ کی یہہ حکمت تھی کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کو یہہ شرف حاصل ہوا اور کفار مکہ نے جب اس بیعت کا واقعہ سنا تو نہایت خوف اور رعب اون کے دلونمین پیدا ہوا کہ اگر ہم حضرت سے لڑینگے تو ہلاک اور بیخ برکندہ ہوجاینگے بس مضطرب ہوکر مصالحت اختیار کی اور سہل بن عمرو کو جو اونکا خطیب تھا اس ہم کیواسطے

تھا اس مہم کے واسطے بھیجا کہ ہمارے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے درمیان
مین صلح کرادے جس طریقہ سے ہوسکے اور مروی ہے کہ جب حلیس لوٹ کر قریش کے
پاس گیا اور کہا کہ اس قوم کو زیارت بیت اللہ سے منع کرنا لایق نہین ہے تو مکرز بن
حفص قریش سے اجازت لیکر لشکر اسلام مین آیا جب دور سے وہ دکھلائی دیا تو حضور
پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ یہہ مکرز بن حفص ہے اور یہہ مرد فاجر
ہے اور روایت مین ہے کہ مرد غادر ہے اس سے بات نکرو اور خود آپ اوس سے
کلام کرنے لگے اسمین سہل بن عمرو ایک جماعت قریش کے ساتھہ آیا آپ نے فرمایا
سَهُلَ اَمْرُنَا یعنی آسان ہوا کام ہمارا اور ایک روایت مین یون بیان کیا گیا ہے
قد سهل لکم امرکم یعنے بے شک آسان ہوا کام تمہارا اور یہہ سہل بن عمرو
بدر مین کافرونکے ساتھہ قید ہوئے تھے اور قوم قریش کے خطیب تھے پس کہا
عمر بن خطاب نے یا رسول اللہ توڑ ڈالو دانت اسکے کہ پھر اسکے بعد آپ پر خطبہ نہ
پڑہے آپنے فرمایا کہ اُمید ہے کہ وہ ایسے مقام مین کھڑا ہوکر خطبہ پڑہے گا کہ وہ
محمود ہوگا اور اسلام لاے بعد فتح مکہ کے اور وہ مقام کہ آپ نے خبر دی تھی خطبہ
پڑہنے کی وہ تھا کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس عالم سے انتقال
فرما گئے اور مکہ مین آدمی مختلف ہو گئے اور بعض مرتد ہو گئے اوسوقت سہل نے
کھڑے ہوکر خطبہ پڑہا خلافتِ ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ کا اسطرح کہ گویا سن رہے
ہین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ خطبے کو اور تسکین دی لوگون کو اور باز رکھا اونکو
اختلاف سے اور وفات پائی سہل نے طاعون سے عمواس مین ۱۸ھ ہجری مین
حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے زمانہ خلافت مین اور کہا گیا ہے کہ وہ شہید ہوے
یرموک مین اور باقی نہین رہی اونکی نسل اور ابوجندل اونکا بیٹا بھی طاعون عمواس مین
فوت ہوا القصہ اونہون نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سے عرض کی کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہماری ایک جماعت جو تمہاری
قید مین ہے اوسکو چھوڑ دو اور یہہ اسطرح ہوا تہا کہ پچاس آدمی قریش نے لشکر اسلام کی
خبر کو بہیجے تھے اور یہہ بہی اونکا مقصود تہا کہ اگر کوئی مسلمانون مین سے ملجاے تو
اوسے پکڑ لاوین اتفاقاً اون پچاس آدمیون کو محمد بن مسلمہ نے اپنے ہمراہیون کیساتہ
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونکے ساتھ کردئے تھے پکڑ لاے
آپ نے اونکے قید کا حکم دیا تہا جب سہیل نے اون قیدیونکو طلب کیا تو آپ نے
فرمایا کہ تم میرے اصحاب یعنی عثمان اور اونکے ہمراہیون کو بہیجدو تو ہم تمہارے قیدی
چھوڑ دین - پہر خویطب بن عبد العزیٰ اور مکرز بن حفص نے ساتہہ سہل کے کیسکو
مکہ مکرمہ مین بہیجا کہ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو جو روک رکھا ہے
بہیجدو تا کہ ہمارے قیدی خلاص ہون پہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ اپنی
دسون ہمراہیون کے ساتہہ آے کذا فی المعارج النبوۃ - اور روضۃ الاحباب
مین ہے کہ وہ پچاس آدمی قریش کے جو محمد بن مسلمہ پکڑ لاے تھے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مہربانی فرماکر چھوڑ دئیے - اور اس روایت سے حضرت
عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کا آنا اوسوقت ہوا کہ حضرت نے بعد وقوع صلح کے
صلحنامہ کے لکھنے سے فراغت حاصل کی اور سہل بن عمرو کو اپنے پاس رکہا کہ
جب تک عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نہ آئین گے تجھے نچھوڑینگے پہر اوسنے قریش کو
لکہہ بہیجا کہ عثمان کو چھوڑ دو کہ مین رہائی پاؤن پہر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ
آے تو حضور پر نور نے سہل کو چھوڑ دیا کذا فی المواہب اللدنیہ - پہر سہل
نے کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قریش تم سے اس شرط پر صلح
کرتے ہین کہ اسبرس تم عمرہ نہ ادا کرو اگلے سال اسکی قضا کر لینا اگر اسپر آپ
راضی ہین تو صلحنامہ تحریر ہو جاے حضرت نے فرمایا کہ اچہا حضرت رسول مقبول نے

اوس بن خولی کو کہ وہ خط وکتابت کی مہارت رکہتے تہے صلحنامہ لکہنے کو بلایا سہل نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہہ نامہ علی کو لکہنا چاہیئے جو آپکے چچا کے بیٹے ہین اور یہہ تقریر سہل کی اسوجہہ سے تہی کہ ظاہرا حق اور اولی معاملات مین اور مصالحات اور معاہدات وغیرہ مین اوسکے عصبات اور اہل ہی ہوا کرتے ہین اور یہی سبب تہا کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سورہ توبہ پڑہنے کو کہ اوسمین نقض عہد اور منافقون کی توبہ کا بیان ہے اور اوسوقت آپنے حضرت علی رضہ کو بہیجا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حج ادا کرنے کے لئے امیر الحاج کر کے روانہ کر چکے ہین اور ایک روایت مین ہے کہ سہل نے کہا کہ لکہے اس صلحنامہ کو علی یا عثمان اسلئے کہ عثمان بہی آپکے داماد ہین اور عصبات سے تہے پہر حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکی التماس کے موافق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور فرمایا کہ لکہہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سہل نے کہا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ رحمن کون ہے لکہو باسمك اللهم جیسے پہلے لکہا کرتے تہے مسلمانون نے کہا کہ یہہ نہوگا ہمتو بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی لکہینگے حضرت نے فرمایا کہ اے علی لکہہ تو باسمك اللهم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے ارشاد فیض بنیاد کے موافق باسمك اللهم لکہدیا واضح ہو کہ مناقشہ صرف سہل کا ہے ورنہ حاصل دونون کا ایک ہی ہے یہی وجہہ تہی کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم رضامند ہو گئے فساد اسمین جب تہا کہ کسی بت کا نام ہوتا پہر آپنے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا کہ لکہہ هذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ یعنی یہہ وہ نوشتہ ہے جسپر صلح کی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہی لکہا کہ سہل نے پہر کہا کہ ہم آپکی رسالت کے قائل نہین ہین اگر یہہ لوگ آپ کو رسول جانتے تو زیارت بیت اللہ

سے کیون روکتے رسول اللہ کی جگہہ ابن عبداللہ لکھو آپنے فرمایا واللہ انی
رسول اللہ وان کذبتمونی یعنی قسم ہے اللہ کی بے شک مین اللہ کا رسول
ہون اگرچہ تم مجھکو جھٹلاتے ہو اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین رسول
اللہ بہی اور محمد بن عبداللہ بہی ہون اور فرمایا اے علی مٹا دو لفظ رسول اللہ کو
اور لکھدو وہان کلمہ محمد بن عبداللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ واللہ
آپکے وصف رسالت کو ہرگز محو نکرونگا۔ اور مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے وہ کاغذ ہاتھہ سے رکھدیا اور ہاتھہ تلوار کے قبضہ پر رکھا یہہ انکار اونکا لفظ
رسول اللہ کے مٹانے پر تہا نہ انکار امر رسول اللہ کا تہا اوس نام کی تعظیم کے سبب
سے جو اونکے دل مین تہی اور یہہ عین ادب تہا کہ پیدا ہوا تہا غایت عشق سے
پہر حضرت نے وہ نامہ حضرت علی کے ہاتھہ سے لیلیا اور کلمہ رسول اللہ اوس مین
محو کردیا اور بجاے رسول اللہ کے محمد ابن عبداللہ لکھدیا باوجودیکہ آپ نے کبھی
کچھہ لکھا نتہا واضح ہو کہ ظاہر بعض احادیث صحیحہ کا اسپر دلالت کرتا ہے جو مذکور ہوا۔
اور بعض احادیث صحیحہ اسپر دال ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
اپنے دست مبارک سے وصف رسالت محو کیا اور علی رضی اللہ تعالے عنہ نے
اوسجگہہ محمد بن عبداللہ لکھدیا علما کی ایک جماعت نے اس روایت کی
ترجیح کی ہے اور کہتے ہین کہ روایت اول مخالف ہے ظاہر آیت کریمہ سے
وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب
المبطلون ترجمہ اور تو پڑہتا نہ تہا اوس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا
اپنے داہنے ہاتھہ سے تو البتہ شبہہ کہاتے یہہ جھوٹے اور ایک جماعت نے
تمسک ظاہر روایت اول سے کیا ہے اور کہتے ہین کہ حضرت نے اپنے دست
مبارک سے لکھا اور تمسک آیت سے جواب دیتے ہین کہ یہہ قصہ اوس کے

منافی نہین ہے بلکہ مفہوم قرآن سے یہہ معنی نکل سکتے ہین اسلئے کہ آیت مین
مقید کیا ہے نفی کتابت کو پہلے نزول قرآن سے اور بعد اوسکے امیّت آپ کی
مقرر اور محقق ہوگئی۔ اور معجزہ آپکا اس سبب سے ظاہر ہوگیا اور بیخوف ہوے
ریب وشک سے اس امر مین اور کوئی مانع نہین ہے اس سے کہ صنعت کتابت
آپ کو حاصل ہوگئی ہو بغیر تعلیم کے اور یہہ ایک دوسرا معجزہ ہے اور اسکی تائید
مین حدیثین وارد ہین ازانجملہ ایک حدیث ابن ابی شیبہ کی کہ اوسنے اپنی مصنف
مین طریق عون بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت دنیا سے نہین گئے جبتک
لکھا پڑھا نہین اور کہا ہے کہ منکرین کتابت نے تکفیر کی ہے مثبتین کتابت کی اور
کہا ہے شعر بریت ممن شری دنیا باخرتہ ؛ وقال ان رسول اللہ
قد کتبا ؛ ترجمہ یعنی بری ہین ہم اوس شخص سے کہ خریدا اوسنے دنیا کو آخرت
کے بدلے مین ؛ اور کہا کہ بے شک رسول اللہ نے بتحقیق لکھا ہے ؛ اور کہا
ہے اونہون نے کہ اللہ تعالے نے منزہ اور مبّرا کیا اپنے رسول کو خط وکتابت
سے اور فرمایا آپ کو نبی اُمّی اور اسیکو دلیل نبوت ٹھرایا ہے کما فی التنزیل پس
اثبات کتابت مین ابطال اس برہان کا لازم آیا اور یہی سبب کفر ہے اور مثبتین
کتابت تمسک کرتے ہین ساتھہ حدیث ابن ابی شیبہ کی قوت سے کہ ما مات
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حتی کتب وقرء
ترجمہ یعنے نہین وفات پائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
یہانتک کہ لکھا اور پڑھا۔ کہا مجالد نے جو ناقل اس حدیث کا ہے کہ ذکر کیا مینے
شعبی سے اونہون نے بھی تصدیق اسکی کی۔ اور کہا قاضی عیاض نے کہ اثار و
اخبار وارد ہوئے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو معرفت خط کی
تھی اور اوسکی حسن تصویر پر بھی عبور تھا یعنے اوسکے نیک وبد اور اصول سے

واقف تھی اور اسکی تائید خود حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قول
شریف کرتا ہے کہ فرمایا کاتب کو کہ رکھہ تو قلم کو کان پر کہ یہہ تجھکو یاد دلانے والا زیادہ
ہے اور معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کو جو آپ کے کاتب تھے فرمایا کہ سیاہ رکھہ
سیاہی کو اور ترچھا قلم کو بنا اور پورا لکھہ حرف ب کو اور متفرق سین کو یعنی دندانے
اوسکے جدا جدا لکھہ اور گول لکھہ میم کو کہتے ہین قاضی عیاض کہ اگرچہ یہہ مرویات
اثبات حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لکھنے کا نہین
کرتے ہین مگر دور نہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو لکھنے کا
علم دیا گیا تہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو علم ہر شئے کا تہا۔ اور جواب
دیا اسکا جمہور نے کہ یہہ احادیث مذکورہ ضعیف ہین اور لکھا اوسکو علی کرم اللہ
وجہہ نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حکم کے موافق
پس نکتہ قول راوی مین یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ
بتا مجھکو جگہہ اوس کلمہ کی یعنی جس جگہہ محو کرنے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
انکار کیا تہا کہ محو کرین آپ اوسکو اپنے ہاتھہ سے نہ یہہ کہ خود لکھین اوسکی جگہہ پر
اور پس کا لفظ گویا حذف ہے اس کلام مین فمحاھا فاعادھا لعلی فکتب و
اطلق کتب بمعنی امر۔ یعنی پس محو کیا اوسکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے پہر دیدیا علی رضی اللہ تعالے کو اور پہر لکہا اونہون نے یا یہہ کہ بولا گیا لفظ
کتب کا ساتھہ معنی امر کے اور اکثر کلام عرب مین معنی کتب کے امر آیا ہے جیسے
کتب الی کسریٰ وکتب الی قیصر اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ حق وہی ہے
کہ معنی کتب کے امر بکتابت ہین۔

روضۃ الاحباب

روضۃ الاحباب مین ہے کہ بعضے اہل سیر لائے ہین کہ جب صلحنامہ مین محمد بن

عبد اللہ بجاے محمدؐ رسول اللہ کے لکھا گیا آپنے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے علی تجکو بھی ایک دن ایسا ہی واقعہ پیش آنیوالا ہے اور یہہ اشارہ تہا اسکی طرف کہ واقعہ صفین مین جب صلحنامہ لکھا گیا تو کاتب نے لکھا کہ یہہ کتاب ہے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے امیر معاویہؓ نے کہا کہ امیر المومنین مت لکھہ اگر ہم اونکو امیر المومنین ہی جانتے تو یہہ معاملہ اور مقابلہ اونسے کیون کرتے اونکی متابعت کرتے حضرت علی رضؓ نے فرمایا صدق رسول اللہ اور کاتب سے کہا لکھہ علی ابن ابیطالب۔

المقصہ صلح حدیبیہ کے دن جو شرط سہل بن سعد کرتے تہے حضرت قبول فرماتے تہے آور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے لکہتے تہے اور حاصل مضمون صلحنامہ کا یہہ تہا کہ دس برس تک مسلمان اور قریش اور ایک روایت مین چار سال تک۔ ایک دوسرے کے شہرون مین آمد و رفت کرین اور باخود ہا کوئی کسی کے جان و مال سے تعرض نکرے اور جو کوئی کفار مین سے چاہے کہ عہد مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے آجائے کوئی اوسکو مانع نہو اور جو کوئی عہد قریش مین آنا چاہے تو اوسکو بہی مسلمانون مین سے مزاحم نہو اور حلیفون اور ہم عہدون مین سے ایک دوسرے کے روکا ٹوکا نہجائے اور اسکے سال مسلمان زیارت بیت اللہ نکرین اگلے سال اسکی قضا کرین مگر تین دن سے زیادہ مکہ مین نرہین اور سلاحون کو غلافون مین رکہین۔ اور جو کوئی بے اذن اپنے ولی کے قریش مین سے محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس آجاے تو حضرت پہر اوسی قریش کو واپس کردینگے اگرچہ وہ مسلمان ہی ہوگیا ہو اور جو مسلمانون مین سے قریش کے پاس چلا آوے تو قریش اوسکو پہر مسلمانون کے پاس نہ بہیجین۔ اہل اسلام نے اس شرط سے تعجب کیا اور کہا کہ سبحان اللہ کیونکر بہیجینگے ہم اوسکو جو مسلمان ہوگا اور

اور ایک روایت مین ہے کہ جب سہل نے اس شرط کا ذکر کیا تو حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اچھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ رضامند ہوتے ہین آپ نے تبسم کرکے فرمایا کہ
جو اونمین سے ہمارے پاس آویگا اور مسلمان ہوگا تو ہم اوسکو اولٹا بہیجدین گے
تو اللہ تعالے لاے اوسکے لیئے کوئی اور مخرج اور فراخی کر دیگا اور جو کوئی ہم مین سے
اعراض کرکے اون مین چلا جاے تو وہ ہمارے کام کا نہین وہ کفار رہی کی مصاحبت
کے لایق ہے۔ کہا صاحب مواہب لدنیہ نے کہ اگر کہے تو کہ کیا حکمت ہے اسمین
جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے موافقت کی سہل کی اس شرط
پر کہ جو کوئی مشرکین قریش کے پاس سے مسلمانون کے پاس چلا آئے گو کہ وہ
مسلمان ہی ہے مسلمان اوسکو پہر مشرکین کے پاس بہیجدین تو جواب اسکا یہہ
ہے یعنی بے شک مصلحت ایسی کہ مرتب کی گئی تہی اوپر تمام کرنے اس صلح کے وہ
تہی کہ ظاہر ہوے اوسکے ایسے ثمرات کہ ظاہر تھے اونکے واسطے بیان کی حاجت
نہین اور فوایدا اوسکے ایسے فوایدتہے کہ سب نے اونکو دیکہہ لیا اور انجام اونکا
فتح مکہ ہوئی اور مسلمان ہونا مکے والونکا اور داخل ہونا بہت سے آدمیون کا اللہ
تعالی کے دین مین گروہ گروہ اور یہہ اسلیئے ہوا کہ وہ کفار قبل صلح کے مسلمانون
سے ملتے جلتے نہ تھے اسلیئے اونپر **اسلام** کی حقیقت اور اسکی عمدگی اونپر
ظاہر نہوتی تہی اور اب جو باخود ہاکی آمد ورفت کا دروازہ کہل گیا اور اسلام کی خوبیا
اونپر آشکارا ہوئین تو اونکو معلوم ہوا کہ ہان دنیا مین اگر کوئی مذہب ہے تو وہ
اسلام ہی ہے اور حضور پرنور خیر البشر صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے احوال
وصفات پر نظر پڑی تو سمجہے کہ بے شبہ اللہ کا رسول ایسی ہی صفات کاملہ سے
متصف ہوا کرتا ہے خصوصاً اس صلحنامہ کی سخت شرطون کو کیسی نرمی کے ساتہہ

قبول فرمایا پس جب صلح حدیبیہ ہوچکی اور موحدین اور مشرکین مختلط ہوے اور اہل مدینہ اور اہل مکہ کی باخود ہا کی آمد و رفت شروع ہوگئی اور آپس کے اہل وعیال بہی مل جل گئے اور مسلمانون سے جو اوصاف حمیدہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سُنے اور اپنی آنکھون سے بہی مشاہدہ کیے بس دل انکے اسلام کی طرف مائل ہوگئے یہانتک کہ سبقت کی اسلام لانے مین اور فتح مکہ کا بہی انتظار نکیا اور جب فتح مکہ ہوئی تو چونکہ دلون مین سبکے اسلام کی محبت جاگزین ہوچکی تہی بے اختیار ہوکر دوڑ پڑے سب کے سب دین خدا کی طرف اور جو عرب غیر قریش تہے وہ قریش کے اسلام لانیکا انتظار کر رہے تھے وہ بہی قریش کے حالات دیکھکر ایمان لائے چنانچہ خبر دی اسکی اللہ تعالیٰ شانہ نے قرآن مجید اور فرقان حمید مین اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا الخ یعنے جبکہ آئی مدد اللہ اور فتح اوسکی اور دیکھا تو نے آدمیون کو کہ داخل ہوتے ہین اللہ تعالے شانہ کے دین مین گروہ گروہ۔ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کلام کر رہے تہے کہ ابوجندل بن سہل بیڑیان پہنے ہوے اور کلمہ شہادت پڑہتے ہوے لشکر اسلام مین آکر داخل ہوے اور حال یہہ تہا کہ یہہ پہلے سے اسلام لائے تہے اسی واسطے انکے باپ نے قید کیا تہا سہل نے اونکو دیکھکر عرض کیا کہ یہہ اول امر ہے کہ صلح اسپر واقع ہوئی ہے اسکو میرے سپرد کر دو آپنے فرمایا کہ ہم ابہی کتابت سے فارغ نہین ہوئے ہین تو سہل نے کہا کہ ہم کسی امر پر صلح نہین کرتے آپنے فرمایا کہ ایک کو میری خاطر سے چہوڑ دو اسنے نہ مانا مکرز بن حفص نے باوجودیکہ طبیعت مین عذر و فجور رکہتا تہا قبول کیا مگر سہل نے نہ مانا آپنے ابوجندل کو سہل کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ اسکو ایذا اور تکلیف نہ دینا مکرز

بن حفص اسکا ضامن ہوا ابوجندل نے کہا کہ اے مسلمانون مجھکو مشرکون کے سپرد کرتے ہو اور تمکو نہین معلوم کہ مجھے کیا کیا ایذائین دی گئی ہین۔ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوجندل صبر کر اور اللہ تعالی سے ثواب طلب کر اسلئے کہ عہد شکنی کرنا ہمارا کام نہین ہے فان الصبر مفتاح الفرج اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالے لاشانہ تیرے واسطے کوئی مخرج اور کشادگی پیدا کریگا۔ علمانے یہان پر دو وجہین بیان کی ہین ایک یہہ کہ ابوجندل حبس کی حالت مین تھے یعنی اسلام لانیکے سبب سے انپر کشاکش اور تنگی تھی تو اس صورت مین ثواب اسکا نقد اور حاصل ہونا اسکا غنیمت ہے اور اگر رخصت پر عمل کرین تو بھی جایز ہے یہان رخصت سے مراد اسلام کا مخفی رکھنا ہی تا زمانہ کشود کذا فی المدارج اسلئے کہ فرمایا حق تعالے لاشانہ نے من کفر باللہ بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان یعنے جسنے کفر کیا ساتھہ اللہ کے ایمان لانے کے بسبب اسکے کہ کسی نے اوسپر زبردستی کی ہو اور دل اوس کا ایمان کے ساتھہ موانست رکھتا ہے وہ مسلمان ہی ہے۔ یعنی کہا خطابی نے کہ تاویل کی ہے علما نے اسکی جو واقع ہوا قصہ ابی جندل مین دو وجہون پر ایک اون مین سے یہہ ہے کہ بے شک اللہ تعالے لاشانہ کے نزدیک ایمان کا مخفی رکھنا مباح ہے اوسوقت تک کہ ڈر ہو قتل ہونیکا اور رخصت دی اوسکو کہ چھپا ہوا رکھے ایمان اپنا اور اگر موقع ہو توریہ کرنیکا تو توریہ کرے اور جس صورت مین توریہ کا بھی موقع نہو تو پوشیدہ رکھے ایمان کو لہذا ابی جندل کو جو کافرون کے سپرد کردیا تو اونکی ہلاکت کا خوف نتھا اسلئے کہ سہل اونکا باپ تھا اور باپ بیٹے کا قتل روا نہین رکھتا مگر بطور تنبیہ کچھہ سزا کریگا پس اوسکے واسطے توریہ ہے یعنی ایمان کا چھپانا جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے صحابہ نے عرض کی کہ آپنے

ابی جندل کو سپرد کر دیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ والغالب ان اباہ لا یبلغ بہ الی الھلاک یعنی اور گمان غالب یہہ بات ہے کہ بے شک اوسکا باپ اوسکو قتل نکریگا حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحٰبہ وسلم نے از روے قانون فطرت یہہ ارشاد فرمایا کہ باپ بیٹے کی تنبیہ تو کرتا ہے قتل اوسکا روا نہین رکہتا پس اوسکے واسطے ناکشودکار دین کا مخفی رکہنا مناسب ہے اور یہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت بلال کو سمجہایا تہا مگر اونکا عشق اسدرجہ بڑہا ہوا تہا کہ وہ سمجہانا اونکو کافی نہوا آخر کو حضرت صدیق اکبر نے اونکو خرید لیا اور آزاد کر دیا دوسری بات یہ تہی کہ اگر آپ انکو واپس نفرماتے تو عہد کے خلاف ہوتا اور اسلام مین عہد شکنی کا بڑا خیال ہے تو ممکن نہ تہا کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سا نبی آخر الزمان ایک آدمی کے واسطے عہد شکنی کرتا ولیکن وہ شخص کہ اوسپر فتنہ کا خوف ہے تو بے شک فتنہ امتحان ہے اللہ تعالی شانہ کا مبتلا کرتا ہے اللہ تعالے شانہ اوسمین اپنے بندہ صابر و مومن کو اور اختلاف کیا ہے علما نے اسمین کہ کیا جائز ہے کہ صلح کیجاوے اس شرط پر کہ پہیر دیا جاوے اونکی طرف جو کوئی اون مین سے مسلمان ہو ایک جماعت یہہ کہتی ہے کہ جایز ہے اور قصۂ ابی جندل اور ابی بصیر اونکی سند ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ جائز نہین ہے اور وہ جو واقعہ ہوا وہ منسوخ ہے اس حدیث کے سبب سے انا بری من مسلم بین المشرکین یعنی مین پاک ہون اُس مسلمان سے جو درمیان مشرکون کے ہو اور قول امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تفصیل ہے عاقل اور مجنون اور لڑکے مین کہ یہہ دونون رد کئے جایئن اور عاقل نہ رد کیا جاے اسلئے کہ ضابطہ انکے یہان یہہ ہے کہ جو ایسا مسلمان ہو کہ ہجرت اوسپر فرض نہو دار حرب سے

اوسکو پہیر دینا درست ہے انتہی قول مواہب کا منقول ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ
اپنی جگہہ سے اوٹھکر ابو جندل کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ صبر کر یہ مشرک
ہین انکا خون کُتے کے خون کے مانند ہے اور تلوار کا قبضہ اونکے سامنے کردیا
یعنی ابو جندل کے اور تصریحاً اور کنایۃً کہا کہ اپنے باپ کو مار ڈال کہ صلح تمام ہو جائے
چنانچہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ مین سمجھتا
تھا کہ ابو جندل تلوار مجھسے لیکر اپنے باپ کی گردن پر ماریگا مگر وہ اوسکے مارنے پر
جرات نہ کرسکا اور ایک روایت مین ہے کہ ابو جندل نے کہا کہ اے عمر تم سہل کو
قتل کیون نہین کر ڈالتے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے منع فرمایا ہے ابو جندل نے کہا یا عمر
تم مجھہ سے زیادہ بجا آوری فرمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
مین احق نہین ہو پس سہل نے اوٹھکر ایک شاخ سمرہ کی ابو جندل کے مُنہ پر
ماری کہ جس سے مسلمان دردمند ہوکر رونے لگے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ابو جندل کو سہل کے سپرد کردو اگر اللہ تعالے شانہ
اوسکا صدق واخلاص معلوم کریگا تو اوسکو اون لوگون سے رہا کرا دیگا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حکیم ظاہر و باطن تھے جو کیا آپ نے بہت
درست کیا اسلیئے کہ ضرر خاص کا قبول کرلینا ضرر عام کے دفع کرنے کے واسطے
جائز ہے چنانچہ **اشباہ والنظایر** کے پانچوین قاعدے مین ہے کہ
اختیار کیا جاے ضرر خاص کو ضرر عام کے دفع کرنے کے واسطے اور اس کلیہ پر
بہت سے فروع مترتب ہوتے ہین اور بے شک حکمی مسایل مین سے ایک
کثیر النفع مسئلہ ہے جس سے آفتاب نبوت کی شعاعین پہیل رہی ہین۔

منقول ہے

کہ مسلمانون کو اس صلح سے نہایت رنج ہوا اور سب صحابہ غمگین ہوئے اور اس کا
سبب یہہ تہا کہ صحابہ جانتے تہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کے خواب کا
ظہور اسی سال مین ہوگا اور ہم مکہ کو جائینگے اور عمرہ کرینگے اور مکہ فتح ہوجائے گا
حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ کہا اونہون نے
کہ اوسدن میرے دل مین ایک امر عظیم پیدا ہوا اور مراجعت کی مینے ساتھ
حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین اور عرض کی آپ
اللہ کے رسول برحق ہین آپ نے فرمایا کہ ہان برحق ہون پہر مین نے عرض کی
کہ ہم حق پر ہین اور ہمارے دشمن باطل پر ہین فرمایا ہان پہر مین نے عرض کی کہ
ہمارے مقتول بہشتی ہین اور اونکے مقتول دوزخی ہین آپ نے فرمایا ہان پہر
مینے عرض کی کہ کس لئے ہم اس نقصان اور ذلت کو گوارا کرین اور ایسی دبی ہوئی
صلح کرکے لوٹین - آپ نے فرمایا اے ابن خطاب بے شک مین رسول خدا کا
ہون اور اللہ تعالے مجہکو ضایع نکریگا اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا مین
رسول خدا ہون اور نافرمانی اوسکی نکرونگا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے -
اور یہہ روایت مشعر ہے اسپر کہ یہہ صلح وحی سے ہوئی ہے نہ حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی راے اور اجتہاد سے حضرت عمر فرماتے ہین کہ کہا مینے
کہ کیا آپ نے یہہ نہین فرمایا تہا کہ قریب ہے کہ بیت اللہ کی زیارت کو جائینگے
اور طواف کرین گے آپ نے فرمایا کہ ہان ولیکن کیا یہہ بہی کہا تہا کہ اسی سال
مینے عرض کی کہ نہین آپنے فرمایا کہ غرض کہا کہ تو زیارت بیت اللہ کو جائے گا
حضرت عمر فرماتے ہین کہ اسیطرح ملول اور محزون مین آپکی مجلس سے اوٹہا اور

اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس گیا اور تمام حکایت اون سے کہی جو جواب مینے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سنا تہا وہی اونسے سُنا اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ اے عمر جا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی رکاب مضبوط پکڑ اور کچہہ اعتراض مت کر کہ وہ خدا کے رسول ہین جو کچہہ وہ کرتے ہین وحی کے موافق کرتے ہین اور مصلحت اسی مین ہے۔ اور منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ فرمایا اونہون نے کہ بہت اعمال صالحہ مثل نماز و روزہ و تصدق و اعتاق وغیرہم اس گستاخی کے کفارہ مین کئے اللہ تعالے شانہ قبول فرماے

مدارج النبوة مین ہے

کہ یہہ روایت دلیل ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کے کمال علم اور وفور صدق ویقین پر اور مطابقت رکہتے تہے اس حدیث کے ساتہہ جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمائی تہی آپکی شان مین۔

حدیث درشان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ

ماصب الله شیٔ فی صدری الا وصببته فی صدر ابی بکر یعنی نہین ڈالی اللہ تعالے شانہ نے میرے سینہ مین کوئی شے مگر اوسی طرح ڈالی ابی بکر کے سینہ مین یعنے جو کچہہ اسرار اس صلح کے اللہ تعالے شانہ نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو از روے وحی کے معلوم کرائے تہے وہ سب

آپنے ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ کو بتا دئے ہون اسلئے کہ سب صحابہ اس صلح کے شرطون سے بیزار تھے مگر آپ مطمئن تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے قلب کو مطمئن کر دیا۔

راویون نے بیان کیا ہے کہ وہ سوال حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا بطور استکشاف و استفسار کے تھا نہ بطریق شک و انکار کے حاشا و کلا اور با وجود اسکے خود حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اب تک وسوسۂ شیطان اور کید نفس سے کہ اوسدن میرے دل مین گذرا تھا استغفار کرتا ہون۔

اور منقول ہے کہ مدت مصالحت حدیبیہ کے اندر اتنے مشرک مسلمان ہوے کہ برابری کرتے تھے ابتداے بعثت سے وقت مصالحت تک کی۔

اور فرمایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ کوئی فتح اسلام مین صلح حدیبیہ کے برابر نہوئی مگر اسرار اوسکے عقل مین نہین آتے اور وہ ایک سِر تھا جو اللہ اور اوسکے رسول کے درمیان مین تھا لیکن بندے جلدی کرتے تھے اور خداوند عز و علا عجلت سے مبرا اور منزہ ہے۔

مواہب لدنیہ مین ہے کہ کہا علما نے کہ نہ تھا سوال عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اسمقدمہ مین شک کی وجہ سے بلکہ اسواسطے تھا کہ جو چیز پوشیدہ تھی وہ اونپر بھی ظاہر ہو جائے جس سے وہ کفار اشرار کو ساکت کرین الغرض جب صلحنامہ لکھکر درست ہوا اور اعیان صحابہ کی گواہیان مثل صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالے عنہم کی اوسپر لکھی گئین اور بعض مشرکین کی بھی گواہیان مثل خویطب بن عبد العزیٰ اور مکرز بن حفص کی تحریر ہوئین اور صلحنامہ صحت کو پہونچا تو بعد فراغ کتابت صلح حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے

یاروں سے فرمایا کہ اوٹھو اور اپنی اپنی قربانیان ذبح کرو اور سر حلق کراو - راوی کہتا ہی
کہ خدا کی قسم کوئی نہ اوٹھا یہانتک کہ آپ نے تین بار فرمایا اور کسی نے اسپر اقدام نکیا
مروی ہے کہ آپ اوٹھکر ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور
اون سے یہہ سب حالات بیان کئے اور صحابہ کی شکایت کی حضرت ام المومنین رضی
اللہ تعالے عنہا نے عرض کی کہ آپ اسوقت اونکو معذور رکھین اسلئے کہ اونپر یہہ
بڑا صدمہ ہوا ہے کہ جو کچہہ قریش نے اس صلحنامہ مین چاہا وہی آپ نے قبول فرمایا
اور حالانکہ اونہون نے فتح مکہ پر عزم بالجزم کرلیا تہا اور آپ بغیر فتح کے لوٹے جاتے
ہین اگر آپ کی خاطر مبارک یہی چاہتی ہے کہ صحابہ اس امر پر اقدام کرین تو آپ
باہر تشریف لے جائیے اور کسی سے کچہہ کلام نکیجیے جب تک اپنی قربانی کو ذبح کرکے
سر مبارک حلق نہ کرا لیجیے آپ جب یہہ ارکان ادا کرلینگے تو ناگزیر سب کو ادا کرنا ہوگا
چنانچہ آپ باہر تشریف لائے اور اپنی قربانی کو ذبح کیا اور حجام کو بلاکر سر مبارک
حلق کرایا اور وہ حجام جسنے آپ کا سر مبارک حلق کیا تہا وہ حراش بن امیہ بن فضل
خزاعی تہا جب صحابہ نے یہہ حال دیکہا تو سب نے اوٹہہ اوٹھکر اپنی اپنی قربانیان
ذبح کین اور سر منڈائے اور بعضون نے صرف بال کترواے مگر سب کے سب
ملول اور محزون تھے قریب تہا کہ کثرت غم سے ہلاک ہوجائین اور ایک روایت مین
ہے کہ قریب تہا کہ کثرت غم سے ایک دوسرے کو مار ڈالے حضرت صلے اللہ علیہ و
آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اللھم اغفر للمحلقین صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ والمقصرین
پھر آپ نے فرمایا اللھم اغفر للمحلقین پہر صحابہ نے عرض کی کہ والمقصرین پھر
آپ نے تیسری یا چوتہی بار فرمایا والمقصرین صحابہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ کیا
سبب تہا کہ آپ نے محلقین کے واسطے دعا کی اور مقصرین کے واسطے ایک بار
دعا کی - آپ نے فرمایا کہ سر منڈانے والون نے شک نکیا -

منقول ہے

ل حدیبیہ سے ابوجہل لعین کا اونٹ قربانی کے اونٹون مین سے بھاگ کر مکے کو
چلا گیا اور اپنے بندہنے کی جگہہ پر جا کر کھڑا ہو گیا اور ساربان حضرت کے اوس کے
تعاقب مین وہان پہونچے سفہاے قریش نے چاہا کہ اوسکو ندین سہل بن عمرو نے
کہ اس صلح کا سبب تھا اون کو اس حرکت سے منع کیا اور کہا کہ اگر اسکو لینا چاہتے ہو
تو سنو اونٹ اس کے بدلے مین حضرت کو دو۔ اگر وہ اونہین قبول فرماوین تو
بہتر ہے بہیجدو اور اگر وہ قبول نہ کرین تو ہرگز اس کو مت روکو۔ اون
لوگون نے سو اونٹ دینے قبول کئے لیکن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے یہہ فرمایا کہ اوسکو اگر قربانی کے لئے مقرر نہ کیا ہوتا تو ہم اوسکے عوض مین سنو
اونٹ لے لیتے پہر آپ نے اوس اونٹ کو ایکی قربانی اوسکی کردی اور حدیبیہ مین
جو مساکین اور فقرا تھے اونکو گوشت قربانی کا بانٹ دیا پہر اور مسلمانون نے اپنی
قربانی کا گوشت کہایا نہین ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حرم مین نحر محصر کو
تحلیل کی شرط نہین جانتے اور حنفیہ جو تحلیل محصر کی شرط نحر فی الحرم مقرر کرتے ہین
وہ کہتے ہین کہ حدیبیہ بعض داخل ہے اور بعض اوسکا داخل حرم نہین ہے اور تمسک ہمارا
یہہ آیت ہے فان احصرتم فما استیسر من الهدی ولا تحلقوا رؤسکم
حتی یبلغ الهدی محله یعنی پہر اگر روکے گئے تم تو واجب ہے جو میسر ہو
قربانی بہیجدو اور نہ منڈواؤ اپنے سرون کو جب تک نہ پہونچے قربانی اپنے ٹہکانے
پر یعنی جو تم حج یا عمرہ شروع کرکے احرام باندہ کر کعبہ کو چلے پہر بسبب کسی مرض یا دشمن
کے روک گئے اور چاہو کہ احرام سے نکلو تو واجب ہے اوسپر کہ جو میسر ہو اونٹ یا
گائے یا بکری قربانی بہیجو جب قربانی حرم مین داخل ہو جاوے اور ذبح ہو تب وہ

محرم حلال ہوجاوے مقرر کردے ایک روز ذبح کے لئے منیٰ مین اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک احصار عمرہ سے نہین ہوتا اور ہماری دلیل اسکے ہونے مین یہی حدیبیہ کا قصہ ہے کہ حضرت اور اصحاب احرام عمرہ کا باندہے تھے اور روکے گئے تھے ہذا الملخص مانی تفسیر آیات الاحکام نقلاً عن احمدی اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بیس اونٹ ناجیہ کے ساتھ مکے مین بہیجے کہ مروہ مین اونکو ذبح کرکے وہان کے مساکین پر تقسیم کرے کہتے ہین کہ اونٹ ابوجہل کا اونہین مین تہا اور احادیث مین ثابت ہوا ہے کہ ابوجہل کے اونٹ کو قربانی کے اونٹون مین شامل کرنے سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مقصد یہہ تہا کہ کفار کا دل اوسکی وجہ سے محزون اور مغموم ہو۔

مروی ہے

کہ جب سب مناسک عمرے کے ادا ہوچکے تو اللہ تعالیٰ شانہ نے ایک ہوائے تند بہیجی کہ اوسنے مسلمانون کے بالون کو اوڑا کر زمین حرم مین پہونچا دیا اور وہان اونکو پراگندہ کردیا۔ اور بعض کتب سیر مین ہے کہ جب حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سر مبارک حلق کرایا تہا تو موے مبارک درخت سمرہ کے پاس ڈالدی تہی صحابہ نے وہ بطریق تبرک اوٹہا لئے تہے اور آپس مین تقسیم کرلئے تہے اُم عمارہ کہتی ہین مینے بہت کوشش وسعی سے اون مین سے چند موے مبارک پائے تہے بیمارون کو دہوکر پلا دیا کرتی تہی اللہ تعالےٰ شانہ اونکی برکت سے مریضون کو صحت عطا فرماتا تہا۔

ہ

خواہم کہ برم از سر زلفین تو تارے
تا بر سر من سایہ کند روز قیامت

روایت ہے

ـہ آپ حدیبیہ ہی مین تھے کہ ایک جماعت مسلمان عورتون کی مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آپکے پاس حاضر ہوئی ازانجملہ اُم کلثوم بنت عقبہ بن معیط تھین کفار نے چاہا کہ اونکو لیجائین اتنے مین جبریل علیہ السلام نازل ہوے اور فرمان حضرت باری عزاسمہٗ کا لاے کہ مسلمان عورتون کو کافرون کے پاس نہ بھیجو۔ اور بسبب شرف اسلام کے کوئی مسلمان مہاجرہ عورت کافر کے نکاح مین نہ رہے۔ اور کوئی مرد مسلمان کافرہ عورت کو اپنے نکاح مین نہ رکھے اور یہہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہہ ہے یعنی اے ایمان والو جب آوین تمہارے پاس مومنات مہاجرات عورتین تو اونکو جانچ لو اللہ خوب جانتا ہے اونکے ایمان پھر اگر جانو تم کہ ایمان پر ہین وہ تو نہ پھیرو اونکو کافرون کی طرف نہ یہہ عورتین حلال ہین اونکو نہ وہ مرد حلال ہین انکو اور دو اون مردون کو جو اونکا خرچ ہوا اور گناہ نہین تمکو جو نکاح کرلو اون عورتون سے جب دو اونکو اونکے مہر اور نہ رکھو قبضے مین ناموس کافرہ عورتون کے اور مانگ لو تم جو تمنے خرچ کیا اور وہ کافر مانگ لین جو اونکا خرچ ہوا ہے یہہ اللہ کا فیصلہ ہے تم مین فیصلہ کرتا ہے اور اللہ سب جانتا ہے اور حکمت والا ہے۔

فائدہ

یہہ حکم ہوا کہ اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہوکر آئے تو اوس مرد کافر نے جو اُسپر خرچ کیا ہو وہ پھیر دینا چاہیے جو مسلمان اوسکو نکاح مین لاے وہ اُس مرد کافر کو ادا کرے اور اُس عورت کو مہر جدا دے اوسوقت نکاح کرے اور اسی حکم کے مقابل مین یہہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت کافرہ رہگئی ہے وہ اوسکو چھوڑ دے یہہ حکم کافر اوسکو

نکاح مین لاے اس مسلمان کا خرچ کیا ہوا پہیر دے جب یہہ حکم نازل ہوا تو مسلمان آمادہ ہوگئے لینے کو بہی اور دینے کو بہی لیکن کافرون نے دینا قبول نکیا تو اوسوقت یہہ اگلی آیت نازل ہوئی۔ جب یہہ حکم اوترا تو صحابہ نے جسکے نکاح مین کافرہ عورت تہی چہوڑ دیا اوسکو اور طلاق دیدی از انجملہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نکاح مین دو کافرہ عورتین تہین مکے مین آپ نے اون دونون کو طلاق دیدی اون مین سے ایک کے ساتہہ معاویہ رضی اور دوسری کے ساتہہ صفوان بن امیہ نے نکاح کرلیا مواہب علیہ مین ہے از انجملہ سبیعہ اسلمیہ تہی اوسکے پیچہے اوسکا خاوند مسافر مخزومی بہی آیا اور اوسنے کہا کہ شروط صلح مین یہہ بات بہی تہی کہ ہم مین سے جو کوئی تمہارے پاس آجاے تو وہ پہیر دیا جاے تو حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوے اور کہا یا رسول اللہ وہ شرط مردون کے لئے ہے نہ عورتون کے واسطے اور یہہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہہ ہے یعنی امتحان کرو اونکا قسم کے ساتہہ اس بات پر کہ وہ آئی ہین دار حرب سے دار اسلام مین صرف اسلام کی محبت سے اور نہین آئی ہین وہ اپنے خاوند کی رنجش کے سبب سے اور نہ کسی مسلمان کے عشق کے سبب سے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اون عورتون سے حلفی اظہار لیتے تہے اسی طور سے مدارک مین ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امتحان عورات کا یہہ ہے کہ کہے وہ شہادت دیتی ہونین اسکی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور بے شک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم رسول ہین اوسی اللہ کے جو واحد لا شریک ہے اور یہی مدارک مین ہے اللہ تعالےٰ شانہ کے قول کے تحت مین اور نہین گناہ تم پر اسکا کہ نکاح کرلو اون سے جب دو تم اونکو اونکے مہر اور حجت پکڑی حضرت امام ابو حنیفہ نے اوسپر کہ مہاجرہ پر عدت واجب نہین ہے وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما امتحانہا ان تقول

اشهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله ایضا فیه تحت
قوله تعالی - ولا جناح علیکم ان تنکحوهن اذا اتیتموهن اجورهن
وبه احتج ابو حنیفة رح علی ان لا عدة علی المهاجرة یعنے مهر
لینے دینے کا حکم منسوخ ہے مواهب علیه مین ہے کہ یہہ حضرت صلے الله علیه
وآله واصحابه وسلم نے سبیعه کو قسم دلائی اور مسافر ہوا اوسکا شوہر تہا اوسے آپنے خرچه
دلا دیا وہ لیکر چلا گیا تو یہہ آیت اوتری لا جناح علیکم پہر حضرت عمر فاروق رض
نے سبیعه سے نکاح کرلیا اور دوسری آیت اوتری ولا تمسکوا بعصم الکوافر الخ
بعد نزول اس آیت کے مسلمانون نے مہر مہاجرات کے ادا کئے اونکی خاوندون کو
اور کفار نے ادا کرنے مین مہر مرتدات کے انکار کیا تو یہہ آیت آئی **ترجمه** اوسکا
یہہ ہے یعنی اگر جاتی رہین تمہارے پاس سے تمہاری عورتین کافرونکی طرف پس تم
غنیمت لو یعنی غزا کرو اور آخر تمکو فتح ہوا اور مال تمہین ملے پس دو تم اونکو کہ گئی ہین
اونکی بیبیان دار کفر مین اور نہین مہر پایا ہے اونہون نے اونکے کافر خاوندون سے
جسقدر خرچ کیا تہا اونہون نے اوس عورت کے مہر مین اور ڈرتے رہو الله سے
جسپر تمکو یقین ہے - معالم مین ابن عباس رضی الله تعالے عنه سے منقول ہے
کہ یہہ عورتین مسلمانون مین سے مرتد ہوکر کافرونکے پاس چلی گئین اور حضرت رسول
مقبول صلے الله علیه وآله واصحابه وسلم نے اونکے مہر غنیمت مین سے اُن کے
خاوندونکو دیئے اور وہ یہہ ہین ام الحکم دختر ابو سفیان عیاض بن شداد فہری
کی بی بی اور فاطمه دختر ابی امیه خواہر حضرت ام سلمه رضی الله عنها عمر بن الخطاب
رضی الله تعالے عنه کی بی بی جبکہ حضرت عمر رضی الله تعالے عنه نے ہجرت کا قصد
کیا تو اوسنے انکار کیا اور مرتد ہوگئی اور بروع دختر عقبه شماس بن عثمان
کی بی بی اور عزہ دختر عبد العزی بن فضاله عمرو بن عبدود کی بی بی اور ہنده دختر

ابی جہل بن ہشام ابن العاص بن وایل کی بی بی اور ام کلثوم دختر جرول عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بی بی انتہی۔

اور اسکا حکم جب تک عہد باقی رہا باقی رہا جب عہد اوٹھہ گیا یہہ حکم بہی منسوخ ہوگیا اور موضح القران مین فعاقبتم کی تفسیر یون ہے کہ پہر تم بہی عوض کر دیعنی جس مسلمانکی عورت گئی اور کافر اوسکا خرچ کیا ہوا نہین دیتے تو جس کافر کی عورت آوے تو جو اوسکا خرچ دینا تہا تو مسلمان بہی نہ دین اوسی مسلمان کو دین اور اوس مال کے لئے یہہ حکم جب تہا کہ کافرون سے صلح ٹہر گئی تہی پہیر دئے جو مال کہتی مین رکہا تہا اب یہہ حکم نہین ہے مگر جہان ایسی ہی صلح کا اتفاق ہو جائے۔

چنانچہ عورتونکا حکم فرمادیا کہ دلکی خبر اللہ کو ہے مگر ظاہر مین جانچنا یہہ ہے کہ اگلی آیت مین جو حکم ہے اوسے قبول کرین تو اونکا ایمان ثابت رکہو یہہ آیت ہے بیعت کی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہاتہہ پر جب عورتین بیعت کرتی تہین تو یہی اقرار لیتے تہے وہ آیت شریفہ یہہ ہے یا ایھا النبی اذجاءت المومنات یبایعنك علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن و لا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینك فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور الرحیم ترجمہ اے نبی جسوقت آوین تیرے پاس مسلمان عورتین اقرار کرنیکو اس بات پر کہ شریک نہ ٹہراوین اللہ تعالےٰ شانہ کا کسیکو اور چوری نکرین اور بدکاری نکرین اور اپنی اولاد کو قتل نکرین او تہمت نہ باندہین کسی پر اپنے ہاتہہ اور پاؤن سے اور تیری بیحکمی نکرین کسی بہلے کام مین تو اونسے اقرار کروا اور معافی مانگ اونکے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۲

فائدہ

طوفان باندہنا ہاتہہ پاؤن مین یہہ ہے کہ کسی پر جہوٹا دعوی کرین یا جہوٹی گواہی دین یا کسی معاملہ مین جہوٹی قسم کہا جائین اپنے دل سے بنا کر اور یہہ مطلب بہی ہین کہ عورت کسی اور مرد سے حاملہ ہو اور بچہ جنے اور کسی دوسرے مرد کا نام لے یا دوسرے مرد سے حاملہ ہو کر بچہ جنے اور اپنے شوہر کا نام لے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو عورت کسی دوسرے کے بچہ کو دوسرے کے ذمہ لگا دے اوسپر بہشت کی بو حرام ہے۔ کذا فی موضح القرآن

مروی ہے

کہ قریب بیس دن کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حدیبیہ مین ٹہیرے اور صحت کو پہونچا ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حدیبیہ سے مراجعت فرمائی تو ایک رات کو منزل صحبان مین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالے عنہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتہہ تہے اور آپ سے تین بار پوچہا آپ نے کچہہ جواب ندیا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ مینے اپنے نفس کو خطاب کرکے کہا کہ حیف ہے تجہپر کہ تین بار تونے الحاح اور مبالغہ حضرت سے کیا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور آپ نے کچہہ جواب ندیا پہر حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ مینے اپنے اونٹ کو تیز چلایا اور لشکر کے آگے آگے جاتا تہا اور ڈر رہا تہا کہ مبادا میری شان مین قرآن نازل ہو بعد ایک لحظہ کے سنا مینے کہ ایک آدمی مجہکو پکارتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تجہکو بلاتے ہین اس بات سے مجہکو اور بہی ڈر ہوا پہر مینے آپکے

پاس جاکر سلام کیا آپ نے جواب دیا اور فرمایا کہ تو نے مجھسے بات کہی مینے اوس کا جواب ندیا مین اسوقت وحی مین مشغول تہا آجکی رات مجہپر ایک سورت نازل ہوئی ہی کہ مین اوسکو تمام دنیا کی چیزون سے زیادہ دوست رکھتا ہون پہر آپ نے انا فتحنا کی سورت تلاوت فرمائی اور صحابہ کو مبارک بادی اور صحابہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مبارک باددی۔

اور ایک روایت سے نزول اسکا منزل کراع غمیم مین ہوا ہے۔ کہتے ہین کہ جب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سفر حدیبیہ سے مراجعت فرمائی اور مدینہ مین تشریف لاے تو ابو بصیر عتبہ بن اسد ثقفی ہمقسم بنی زہرہ کا مسلمان ہوکر کے سے بہاگ کر سات دن کے عرصہ مین مدینہ کو آئے کفار قریش نے دو آدمی ایک بنی عامر سے جسکا نام معلوم نہین اور دوسرا کوثر نام کہ اوسکا ملازم تہا انکو خط دیکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین بہیجا کہ آپ شرط صلح کے موافق ابو بصیر کو بہیجدین ابی ابن کعب نے وہ خط مشرکو نکا پڑہکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو سنایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابو بصیر کو اونکے سپرد کردیا ابو بصیر نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجہکو مشرکون کے سپرد فرماتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہمارے عہدنامے مین یہہ شرط ہے اور ہم خلاف عہد نہین کرتے ہمارا کام عہد شکنی نہین ہے تو جا اللہ تعالے لے شانہ تیرے لیئے کوئی صورت رہائی کی پیدا کردے گا پہر وہ دونون شخص ابو بصیر کو مکے کیطرف لیکر چلے جب ذوالحلیفہ مین جاکر اوترے تو وہان مسجد مین ابو بصیر نے دو رکعت نماز پڑہی اور زاد راہ جو وہ اپنے ساتہہ رکہتا تہا اوسے کہولکر اپنے آگے رکہکر کہانے لگا اور اونکو بہی بلایا کہ سب اکہٹے بیٹہکر کہائین وہ بہی اپنا کہانا اوسکے پاس لائے اور

کہانے لگے ابوبصیر نے نام ونسب اس عامری کا پوچھا اور کہا واللہ یہہ تیری
تلوار کیا اچھی ہے اوسنے میان سے نکالکر کہا کہ یہہ تلوار ایسی ہی ہے جیسا کہ تو
کہتا ہے مینے ہمیشہ اسکو آزمایا ہے ابوبصیر نے کہا کہ مین تو اسے دیکھون اوسنے
غفلت سے اوسکے ہاتھہ مین دیدی ابوبصیر نے ایک ہاتھ مارکر اوسے واصل جہنم کیا
اور وہ دوسرا جسکا نام کوثر تہا یہہ واقعہ دیکھکر بہاگا اور مدینہ مین فریاد کرتا ہوا
حضور سرورعالم مین حاضر ہوا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آپ نے اوسکی طرف
دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اسکو کچھہ صدمہ پہونچا ہے اوسنے عرض کی کہ میرا ساتھی مارا گیا
اور مجھکو بہی خوف ہلاکت ہے اسی عرصہ مین ابوبصیر بہی اوسی عامری کے گہوڑے پر
سوار اور اوسکی تلوار گلے مین ڈالے ہوئے مدینہ مین آپہونچا اور حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم آپ نے اپنا عہد پورا کردیا اور مجھے اونکو دیدیا اب مجھکو اللہ تعالے
شانہ نے اونسے نجات دی آپ نے فرمایا کہ یہہ عجب روشن کرنے والا ہے آتش
حرب کا اگر کوئی ہوتا کہ اسکی مدد کرتا اور اس کلام مین کنایہ تہا ابوبصیر کے بہاگ
جانے پر مدینہ سے اور اشارہ تہا اون مسلمانون کو جو مکہ معظمہ مین تہے کہ وہ بہی
وہان سے بہاگ کر ابوبصیر سے ملجاوین یونہین کہا ہے شارحین نے اس کلام کی
تفصیل مین اور اس معنی پر اوسکی مذمت نہین ہے بلکہ اوس سے تعجب مراد ہے
کہ وہ عجب مردانہ مرد ہے کہ اگر کوئی اوسکی مدد اور اعانت کرے تو کام کرسکتا ہے
بلکہ یہہ کلام متضمن ہے مدح کے واسطے اور ظاہر سیاق حدیث کا اور مقتضا ے
مقام ناظرین اسپر ہے کہ مراد مہ زنش اور شکایت اوسکی ہو کہ فتنہ اوٹہانے والا
اور فسادپیدا کرنے والا سمجہا جاوے اور اوسکو کوئی آگاہ کردے کہ ہمارے پاس
نہ آوے اور کسی طرف چلا جاوے کہ اوسکا ہمارے پاس رہنا باعث فتنہ اور جنگ کا

ہوگا اور عہد شکنی ہماری طرف سے سمجھی جائیگی۔

ابوبصیر نے جب یہہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سنی اور وہ سمجھا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو عہد کا بڑا خیال ہے تو وہ مدینہ سے بھاگ کر ساحل دریا پر منزل عیص مین ٹھیرے اور وہی قریش کے کاروان کا رستہ تھا ملک شام کے سفر کے لئے پھر کچھ آدمی اونکے پاس جمع ہوگئے اور جو مسلمان مکہ سے بھاگتے وہ ابوبصیر ہی سے آکر ملجاتے تھے کہتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ابوجندل بن سہل کو جو حدیبیہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین مسلمان ہو کر حاضر ہوئے تھے پیغام بھیجا اور اونکو ابوبصیر کے قصہ سے آگاہ کر دیا پھر ابوجندل بھی اپنے باپ کے پاس سے بھاگ کر ابوبصیر سے ملگئے اسیطرح ابوبصیر کے پاس قریب تین سو آدمیون کے جمع ہوگئے اب جو قافلے مشرکون کے شام کی طرف اودہر ہو کر جاتے وہ اہل قافلہ کو مارڈالتے اور مال لوٹ لیتے یہانتک کہ قریش تنگ آگئے اور اپنے کئے سے پشیمان ہوے اور ابوسفیان بن حرب کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس بھیجا اور بہت کچھہ معذرت کی کہ اوس جماعت کو آپ اپنے پاس بلالین کہ ہمنے اوس شرط کو عہدنامہ سے نکال ڈالا جو کوئی ہم مین سے آپکے پاس آوے وہ امان مین ہے اور ہمکو اوس سے کچھہ کام نہین پھر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کسیکو اوس جماعت کے پاس بھیج کر بلالیا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے ابوبصیر کو خط لکھا کہ اپنی جماعت کو لئے ہوئے ہمارے پاس چلا آ جب آپکا خط ابوبصیر کے پاس پہونچا ہے تو وہ حالت نزع مین تھے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نامہ مبارک لیکر اپنے سر و چشم پر رکھا اور جان بحق تسلیم کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون

پھر ابوجندل نے اونکو دفن کرکے اونکی قبر کے پاس ایک مسجد بنادی اور سب لوگونکو
ہمراہ لیکر حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر
ہوے۔ اور بعض صحیح بخاری کی روایت کے ظاہر سیاق سے ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ آیت وهو الذی کف ایدیهم عنکم وایدکم عنهم الخ ابوبصیر ہی
کے قصہ مین نازل ہوئی ہے اور حیثیت اونکی یہہ تھی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کی نبوت کا اور بسم اللہ کا اقرار نکرتے تھے اور حائل ہوے
اور کعبہ کے بیچ مین هذا ما فی روضة الاحباب ومدارج النبوت
والسیر گاذرونی

اسی سال بعض اہل سیر کے نزدیک ملوک ایران وروم کے نام نامے روانہ کیے گئے

اسی سال مین حسب قول ظاہر بعض اہل سیر کے ملوک اطراف کے نام نامے روانہ
ہوے اور ایک جماعت لیتی ہے کہ یہہ روانگی نامجات بنام شاہان کسریٰ وروم
وغیرہم ساتوین سال کے شروع مین واقع ہوئی صاحب روضة الاحباب لکھتے ہین کہ
جمع دونون قولون مین یون کیا ہے حضرت مخدوم سعید قدس سرہ نے کتاب وسیع
مین کہ بھیجنا ایلچیونکا چھٹے سال مین ہوا اور پہونچنا اونکا بادشاہون کے پاس
ساتوین سال مین محقق ہوا اور کہا صاحب روضة الاحباب نے کہ مین کہتا ہون
کہ قصد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا چھٹے سال مین ہوا آخر سال کے
اور روانہ کرنا نامہ برون کا ساتوین سال کے شروع مین ہوا اور بعض کا ارادہ
سے روانہ کرنا چھٹے سال کے آخر مین ہوا اور بعض نامہ بر روانہ کیے گئے

ساتوین سال کے اول مین سبب وجہ علما کے اختلاف کی ہوئی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے چاہا کہ عجم کے بادشاہون کو نامہ بھیجین اور دعوت اسلام کرین صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ بادشاہونکا دستور ہے کہ وہ بغیر مہر کا نامہ قبول نہین کرتے اور نہ اوسے پڑھتے ہین۔

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مہر کے واسطے انگشترین زرین بنوانا پھر ایک دن کے بعد جب ایا ہے جبریل علیہ السلام سونیکی انگوٹھی کو چاندی کی انگوٹھی سے بدلدینا اور سونا مردونپر حرام کیا گیا

روایت

کہ صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم نے عرض کی [illegible] آپ سونے کی انگوٹھی بنوائی اور صحابہ مین سے بھی جنکو استطاعت تھی انہون نے سونے کی انگوٹھی بنوائی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وہ انگوٹھی پہنی اور صحابہ نے پیرو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اتباع مین صحابہ نے بھی پہنی -

دوسرے دن حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور پیام حضرت باری تعالیٰ شانہ لائے کہ آپکی اُمت کے مردون کے واسطے سونا پہننا درست نہین حرام ہے فوراً آپ نے اپنے دست مبارک سے نکال ڈالی صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی فوراً ہی اپنی اپنی اُنگلیان خالی کردین۔

اے مسلمان بھائیو

میری عرض سنو اور میرے واسطے دعا کرو کہ جیسی صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے اسی امیدوار شفاعتِ رسول محمد اکبر غفر اللہ ذنوبہ وعن والدیہ کو نصیب کرے اللهم امین اللهم امین اللهم امین جو آدمی چاہے امیر ہو یا غریب یا نواب ہو یا بادشاہ اور یہہ دعویٰ کرے کہ مجھے رسول اللہ اور اللہ جل جلالہ سے محبت ہے اور فرمان برداری خدا اور خدا کے رسول کی نکرے وہ آدمی اپنے دعوے مین ہرگز سچا نہین ہے ہرگز سچا نہین ہے ہرگز سچا نہین ہے

شریعت

شریعت از طریقت نیست بیرون شریعت را مقدم دار اکنون
طریقت راہ خود بر دے کشاید کسے کو در شریعت راسخ آید

الغرض حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی کہ حلقہ اور نگینہ اوسکا چاندی کا تہا اور فرمایا کہ محمد رسول اللہ اوسپر نقش ہو اور یہہ نقش اوسپر تین سطرون مین تہا اوپر کی سطر مین اللہ اور بیچ کی سطر مین رسول اور نیچے کی سطر مین محمد اور منع کیا گیا ہے کہ کوئی آدمی اپنی مہر مین

بیہہ نقش کندہ نکرا ے پہر صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم نے آپکی موافقت کی اور اپنے واسطے چاندی کی انگوٹھیان بنوائین اور حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ بے شک مُہر کرنا بادشا ہونکے نامہ پر اور قاضیون کے کتبے اور فتاوے پر **سنت متبعہ** ہے یعنی متابعۃ الرسول اور بعض نے کہا ہے کہ وہ سنت ہے بسبب فعل رسول اللہ کے کما فی المواہب اللدنیہ پہر آپ نے کاتبون کو بلایا اور نُو بادشاہون کو نامے لکھوائے اور نام اونکے یہہ ہین نجاشی بادشاہ حبشہ۔ ہرقل باشاہ روم۔ کسریٰ بادشاہ مداین۔ مقوقس بادشاہ اسکندریہ جیفر و عبد پسران جلندی شاہ عمان۔ ہوذہ ابن علی رئیس یمامہ۔ حارث غسانی بادشاہ بلقا۔ حارث حمیری بادشاہ یمن۔ منذر ابن ساوی والی بحرین اور نُو شخصون کو نامے دیکر اونکی طرف روانہ فرمایا۔ عمرو ابن امیہ ضمیری کو نجاشی کے پاس۔ اور دحیہ کلبی کو ہرقل کے پاس۔ اور عبداللہ ابن حذافہ سہمی کو کسریٰ کے پاس۔ اور حاطب ابن ابی بلتعہ لخمی کو مقوقس کے پاس اور عامر بن العاص کو جیفر و عبد پسران جلندی کے پاس۔ اور سلیط ابن عمرو عامری کو ہوذہ ابن علی حنفی کے پاس۔ اور شجاع بن ذہب اسدی کو ابن ابی شمر غسانی کے پاس۔ اور مہاجر ابن امیہ کو حارث حمیری کے پاس۔ اور علا ابن حضرمی کو منذر ابن ساوی کے پاس۔

مروی ہے

کہ جب سب وکیل اپنی اپنی طرف روانہ ہوے صبح کی ان مین سے ہر ایک نے او سحال مین کہ اوس قوم کی زبان سے خوب واقف تہا کہ جس قوم کی طرف بہیجا گیا تہا وہ بے تکلف اوسی زبان مین باتین کرتا تہا یہہ **معجزہ** حضرت خاتم الانبیا

صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا تہا یہہ اقتباس ہے روضۃ الاحباب اور مدارج النبوت ومواھب اللدنیہ کا۔ واما عمرو بن امیہؓ کو جو نجاشی کیطرف گئے تہے وہ حبشہ کا بادشاہ تہا اور یہہ لفظ نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے ہر بادشاہ وہانکا نجاشی کہلاتا تہا اور نام اوسکا اصحمہ تہا اور ترجمہ اصحمہ کا عربی زبان مین عطیہ ہے اوس نے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نامۂ مبارک کی بڑی عظمت کی دونون ہاتہون مین لیا اور آنکہونپر رکہا اور اپنے تخت سے اوترکر فرش پر بیٹہا اور اسلام لایا۔

اور یہہ عمرو بن امیہ ضمیری ہین ضمیر نام ایک قبیلہ کا ہے اور یہہ بڑے پہلوان اور دلیران صحابہ مین سے ہین اور مردان عرب سے جرات اور تجربہ کار ہین ممتاز تھے اور حاضر ہوے بدر اور احد مین مشرکون کے ساتہہ پہر اسلام لائے احد کے بعد۔

اور اول مشاہد اونکا سریہ معونہ ہے اور اونکو اوسدن عامر بن الطفیل نے اسیر کیا پہر اونکی پیشانی کے بال تراش کر چہوڑ دیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نامہ بر کرکے نجاشی کے پاس بہیجا جسکا مفصل بیان آگے آئیگا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انکو عمرو بن فروہ جذامی کی پاس بہی بہیجا تہا وہ قیصر روم کی طرف سے عامل تہا پہر مسلمان ہوا وہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مین نامہ روانہ کیا اور مسعود بن سعد کے ساتہہ ہدیہ بہی بہیجا اور ایک خچر کہ اوسکا نام فضہ تہا اور ایک گہوڑا کہ اوسکا نام ظراب تہا اور کپڑے اور قبائے سندس مذہب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسے قبول فرمایا اور مسعود بن سعد کو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کے پاس بہی بہیجا تہا۔ اور وفات پائی

عمرو بن امیہ ضمیری سے نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کے زمانہ حکومت
مین بمقام مدینہ طیبہ اور ایک قول کے موافق سنہ ۶۰ ہجری مین وفات کی کذا فی
مدارج النبوت

فائدہ

فقیر حقیر محمد اکبر داناپوری ابو العلائی غفر اللہ ذنوبہ وعن والدیہ عرض کرتا ہی
کہ ابتداے زمانہ نبوت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
ہی مین ہر قوم کا ایک شخص جو اون مین خاصہ اور خلاصہ تہا اللہ نے آپکو عنایت
فرمایا تہا اونہین کے انفاس طیبہ کی برکت سے اوس قوم کو نور اسلام وایمان سے
سرتاپا منور کردیا تہا اونہین کے پہلے شخص حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالے عنہ ہین جنکے انفاس طیبہ کی برکت سے تصدیق نبوت حضرت
رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تمام عالم مین پہیلی ہوئی ہے عموماً
اور عرب مین خصوصاً ؎

تصدیق نخستین ز دلِ صدیق است

اسی کتاب سے معلوم ہوجائیگا کہ حضرت صدیق کے سبب سے اللہ تعالے شانہ
نے کس کس کے دل کو نور ایمان سے مشرف و منور فرمایا اور یہہ امر محتاج شرح وبیان
نہین ہے اظہر من الشمس ہے اور حبش کیواسطے حضرت بلال حبشی پیش رو
نجاشی سمجہے گئے - اور ملک ایران یعنی فارس کے واسطے حضرت سلمان
فارسی رضی اللہ عنہ بطور تحفہ و مژدۂ فتح فارس بہیجے گئے تہے اور مُلک بصرہ
کیطرف سے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہ حاضر حضور کیے گئے
تہے - اور مُلک روم سے حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالے عنہ کی

معرفت درخواست روانہ کی کہ جب حضور پرنور فیض گستر عالم ہون تو میرا بھی خیال رہے "

حسن زبصرہ بلال از حبش صہیب از روم
زخاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی است

واضح ہو کہ جسوقت حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان نو بادشاہون کے نام نامے روانہ کیے ہین اوسوقت آپکی فوجی قوت چار ہزار آدمیون سے زیادہ کی نتھی اور جن بادشاہون کے نام نامے روانہ ہوئے ہین اُن کی طاقتین فرداً فرداً لاکھون آدمیون کی تہین ملک عجم اُسوقت تمام روے زمین پر اول درجہ کی سلطنت تھی اور اسیکا جواب سلطنت روم تھی اور جو باقی سات سلطنتین تہین وہ بہی آپ کی فوجی قوت سے بدرجہا زیادہ قوی تہین عقل کبہی اسکی اجازت نہین دیتی کہ ایسا کمزور آدمی یکہ وتنہا دفعتاً نو بادشاہون کے مقابلے کے واسطے میدان مین تیار ہوکر آجائے چنانچہ اسوقت کہ ہر بادشاہ فوجی قوت مین ایک دوسرے کا جواب ہے اکیلا دو بادشاہون سے نہین لڑسکتا۔ مگر ایسا آدمی کہ جو نہ بادشاہ ہو نہ کوئی زمیندار نہ سوداگر اور وہ نو بادشاہون کو دعوت جنگ دیدے لامحالہ یہی سمجھا جائے گا کہ ضرور اسکو کسی بہت بڑے قوی بادشاہ کی مدد پر پورا بھروسا ہے جس کے حکم پر یہ کاربند ہے ضرور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنے خدا کے حکم پر پورا یقین تھا اور یہی بات راز سربستہ نبوت کی شان سے ہے اور اسی کو اسرار نبوت کہتے ہین اور ایسے اسرار کا متحمل سواے نبی کے اور کسی کا دل نہین مگر جسکے دل مین نبی کے دل کا فیض آیا ہو جیسے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ اکثر صحابہ صلح حدیبیہ کی شرایط سے ناخوش تھے یہان تک کہ حضرت عمرؓ بھی اس صلح سے ناخوش تھے مگر جب حضرت صدیق اکبرؓ

کے دل مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دل مبارک کا فیض جوش زن تھا یہہ اوسی فیض کی شان تھی۔

جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو معراج ہوئی تو صبح کو یہہ خبر ابوجہل کو معلوم ہوئی وہ مکان سے اُٹھا اور سیدھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکان پر پہنچا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اُسوقت تک یہ خبر نہ پہونچی تھی ابوجہل نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیون اب کیا کہتے ہو اپنے صاحب کے حق مین آپ نے اُس سے پوچھا کس بات کی نسبت تو سوال کرتا ہے مجھسے اوس نے کہا کہ کیا تم نے نہین سُنا آپنے فرمایا کہ مین نے تو اب تک کچھ نہین سُنا تو نے سُنا ہو تو بیان کرا دسنے کہا کہ تمہارے صاحب کہتے ہین کہ مین آج شب کو آسمان پر گیا اور سب آسمانون اور عرش و کرسی کی سیر کر کے آن واحد مین پلٹ آیا تو آپ نے پوچھا کہ تجھے کس بات مین تردد کیا یہ ممکن نہین اوسنے کہا ہان یہہ امر امکان سے باہر ہے آپ نے اوس سے پوچھا کہ تو جبریل علیہ السلام کو مانتا ہے اوسنے کہا ہان مانتا ہون آپ نے اوس سے کہا کہ وہ اللہ تعالےٰ جلّ شانہ کی مخلوق ہے یا نہین اوسنے کہا ہان مخلوق ہے آپنے کہا جب ایک مخلوق سے یہہ امر ممکن ہے تو دوسری مخلوق سے کیون ممکن نہ ہوگا درآنحالیکہ وہی جبریل علیہ السلام آپ کو لیگیا ہے وہ سر جھکا کر خاموش ہوگیا جب اللہ تعالےٰ جل شانہ اپنے کسی بندے پر نبوت کے اسرار کھول دیتا ہے تو اسکو انتہا کے تعجب انگیز واقعات تعجب انگیز نہین معلوم ہوتے۔

الغرض جو نامہ نجاشی کے نام سے روانہ ہوا اوس کی عبارت یہ ہے

نامہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم بنام نجاشی بادشاہ حبش

نامہ گرامی بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی النجاشی ملک الحبشۃ اما بعد فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المومن المھیمن و اشھد ان عیسی بن مریم روح اللہ وکلمۃ القاھا الی مریم البتول الطیبۃ المحصنۃ فحملت بعیسی فحملۃ من روحہ ونفخہ کما خلق آدم بیدہ وانی ادعوک الی اللہ وحدہ لاشریک لہ والموالاۃ علی طاعتہ وان تتبعنی فتؤمن بالذی جاءنی فانی رسول اللہ وانی ادعوک وجنودک الی اللہ تعالی وحدہ لاشریک لہ وقد بلغت ونصحت فاقبل نصیحتی والسلام علی من اتبع الھدی - کذا فی المواھب اللدنیہ ترجمہ

یہہ نامہ ہے محمد رسول اللہ کیطرف سے نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف امابعد پس بے شک مین حمد وثنا بھیجتا ہون لکھکر تیرے واسطے خاص اوس تعالے شانہ کی کہ کوئی پرستش کے قابل نہین مگر وہی بادشاہ جو جملہ نقایص اور تمام عیوب سے پاک ہے اور ہر آفت سے اور عیب سے سالم اور امان دینے والا اپنے بندوں کا ہول قیامت سے اور غالب ہے تمام اشیاء پر اور گواہی دیتا ہون مین کہ عیسی ابن مریم اللہ کی روح ہین اور اللہ کا کلمہ ہین کہ اللہ نے اوسکو ڈالا مریم بتول کیطرف یعنی مریم بتول طیبہ اور محصنہ اور حاملہ ہوئین وہ

اوس مبارک حمل سے جسمین عیسیٰ علیہ السّلام تھے اور پیدا کیا اللہ تعالےٰ شانہ نے عیسیٰ علیہ السّلام کو اپنی روح سے یعنی اپنے امر سے اور پھونکا اوسکو مریم بتول کے گریبان یا دامن مین جیسے کہ پیدا کیا آدم علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے ہاتھون سے اور دم کی اوس مین اپنی روح۔

واضح ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام روح اللہ اسلیئے کہلائے کہ سب ارواح انسانی پیدا ہین اپنے باپ کی روحون سے خاص کر اون لوگون کے مذہب پر جو گمان کرتے ہین کہ روحین اجسام ہین کہ پھیل رہی ہین ابدان انسانی مین۔ اور روح آدم و عیسیٰ علیہما السلام اسطرح پر نتھی اسلیئے کہ پیدا کیا تھا اللہ سبحانہ تعالےٰ نے بلا واسطہ اور بلا سبقت مادہ اور مشابہ کے یہی سبب ہے کہ خاص کیا اللہ تبارک و تعالےٰ نے دونون کو اس فضیلت کے ساتھہ اور اضافت تخلیق اپنی ذات پاک کیطرف کی چنانچہ فرمایا فنفخنا فیہ من روحنا ونفخت فیہ من روحی از روضۃ الاحباب۔ عبارت نامہ گرامی اور بیشک دعوت کرتا ہون تجھکو اللہ کیطرف وہ ایسا اللہ ہے کہ لاشریک ہے اور دعوت کرتا ہون تجھکو اس بات پر کہ تو اوس سے محبت پیدا کر اور اوسیکی عبادت کر اور دل تیرا اوسیکی طرف رغبت کرے اور ایمان لائے تو اوسپر اور حاضر ہو تو میرے پاس اسلیئے کہ بے شک مین رسول اللہ کا ہون اور بے شک مین بلاتا ہون تجھکو اور تیرے لشکر کو اللہ کی طرف اور بے شک پہونچایا مینے یعنی حکم خدا کا اور خیر خواہی کی مینے پس قبول کر تو میری نصیحت اور سلام ہے اوسپر جسنے ہدایت قبول کی انتہیٰ نامہ مبارک کی عبارت کا ترجمہ تمام ہوا اور وفات پائی نجاشی نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ حیات مین ہجرت کے نوین ۹ برس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکے جنازے کی

نماز غائبانہ پڑہی مدینۂ طیبہ مین چنانچہ صحیح مسلم مین روایت ہے عمرو بن حصین
اور جابر رضی اللہ عنہ سے۔

روایت ہے

کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان اخاکم قد مات
فقوموا فصلوا علیہ یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ سے
فرمایا کہ تمہارا بہائی مرگیا اُٹھو اور اوسکے جنازہ کی نماز پڑہو اور یہ نماز حضرت
نے صف باندہکر عیدگاہ مین پڑہی اور یہ معجزہ ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کا کہ دور کی خبر دی اور مطابق پڑہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
غائب پر نماز پڑہنی درست ہے اور یہ مذہب ہے امام شافعی کا اور احناف
کہتے ہین کہ یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے واسطے خاص
تہی آپ کی چشمان مبارک کے سامنے ان کا جنازہ آگیا ہو اور یہ حجاب ناسوتی
اوٹہہ گیے ہون آپ کے سوا اور لوگون کو غائب پر نماز پڑہنا درست نہین کذا فی
تحفة الاخیار ترجمہ مشارق الانوار اور تواریخ خلاصة الانبیا مین مذکور ہے
کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نوین سال ہجری مین ایک دن
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسجد مدینہ مین فرمایا کہ اے
لوگو نجاشی بادشاہ حبشہ نے انتقال کیا اور اوس کے جنازہ کی نماز اسوقت
ہوئی ہے تم کو بہی پڑہنا چاہیے سب صحابہ کہڑے ہوگئے اور نماز ادا کی بعد
نماز کے صحابہ نے عرض کی کہ یا حضرت میت غائب پر نماز درست ہے آپنے
فرمایا نہین مگر جبرئیل نے مجہکو اوسکی موت کی خبر دی اور اوسکی نعش مینے دیکہی
لہذا نماز جماعت ادا کی اور تمہاری نماز بہی میرے اقتدا سے درست ہوئی انتہی

مظاہر حق مین عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے بغیر اسناد
کے کہ کہا اونہون نے کھولا گیا سر یعنی جنازہ نجاشی کا واسطے رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے یہان تک کہ دیکھا اوسے اور نماز پڑہی اوس
پر انتہٰے واضح ہو کہ ظاہر ہین یہہ حدیث دلالت کرتی ہے مذہب امام شافعی
پر اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ پر کہتے ہین وہ کہ نماز پڑہنا میت غائب پر جائز ہی
مگر ائمہ حنفیہ اور ائمہ مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم اسپر ہین کہ میت غائب پر نماز پڑہنا
درست نہین ہے اسلیے کہ تعلق نماز جنازہ کا میت کے ساتھہ ایسا ہے جیسا
تعلق نماز جماعت کا امام کے ساتھہ اسلیے کہ آگے ہونا جنازہ سے مصلے کا
درست نہین ہے جیسکہ آگے ہونا مقتدی کا امام سے درست نہین ہے اور
ایسے ہی بُعد اور دوری امام اور مقتدی کے درمیان مین درست نہین ہے
ایسے ہی میت اور مصلے کے درمیان مین ہے یعنی بُعد اور دوری درست
نہین ہے۔

اور جملہ شرائط صحت نماز جنازہ سے یہ ہے کہ میت روبرو مصلے کے
ہو اور مصلے مستقبل قبلہ کے اوسپر نماز پڑہے اور یہ امر میت غائب مین یقیناً
معلوم نہین ہوتا ہے یہ وجہ ہین لہذا میت غائب پر نماز درست نہوگی اور
نجاشی کے قضیہ سے جواب دیتے ہین کہ نماز پڑہنا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اوسپر اس لیے تہا کہ اللہ نے زمین کو طے کر دیا تہا اور انکی
جنازہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ظاہر کر دیا تہا اگرچہ جماعت کے
لوگون نے اوسکو نہ دیکہا اور بجز اس فعل پیغمبر علیہ السلام کے صحابہ مین
سے کسی کا فعل پایا نہین جاتا ہے کہ اوس کے ساتھہ استدلال کیا جائے
نماز غائب کی صحت پر مطلقاً اور گویا کہ مستند ان کی اس تاویل مین وہ حدیث ہے

کہ واقدی نے اسباب نزول مین اسکو روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا اونہون نے کہ جنازہ نجاشی کا کہول دیا گیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے کہ حضرت نے اُسے دیکھا اور اُس پر نماز پڑھی -

اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ کہا اونہون نے کہ نماز پڑہی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نجاشی پر اور صحابہ گمان نہین کرتے تھے مگر اسبات کا کہ جنازہ نجاشی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے روبرو ہے اور اس تاویل کی تائید کی ہے وہ جو بعض روایت مین آیا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اون روزون تبوک مین تھے ایک دن آفتاب خوب روشن اور منور طالع ہوا کہ اوس سے پہلے اس روشنی کے ساتھہ طالع نہین ہوا تہا انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ اوسدن حضرت جبریل علیہ السلام حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین نازل ہوئے اور آپ کو خبر دی کہ یہہ روشنی اسلئے ہے کہ تمہارے یارون مین سے ایک مرد کہ اوسے معٰویہ بن معٰویہ لیثی اور بر واسطے مزنی کہتے ہین وہ آجکے دن مدینہ مین مرگیا ہے حق تعالے شانہ نے اوسپر نماز پڑہنے کو ستر ہزار فرشتے بہیجے ہین آپ نے پوچہا کہ یہہ مرتبہ اوسے کیونکر ملا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ وہ ہمیشہ روز و شب قل ہو اللہ احد کی سورت بہت پڑہا کرتا تہا اوٹہتے بیٹہتے چلتے پہرتے کیا خاطر مبارک آپکی چاہتی ہے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ زمین لپیٹ دون آپ کے واسطے کہ آپ اوسپر نماز پڑہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہان انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ فصلی علیہ ثم رجع یعنے پس نماز پڑہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسپر اور پہر لوٹ آئے

یعنے زمین آپ کے واسطے طے ہوگئی۔
اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت جبریل علیہ السّلام نے اپنے پر زمین پر مارے کہ جو درخت اور بیشہ کہ درمیان مین حجاب تھے وہ سب دور ہوگئے اور اُنکا جنازہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو نظر آگیا اور آپ نے اونپر نماز پڑہی کذا فی روضۃ الاحباب مین کہتا ہون کہ تائید اسکی کی ہے وہ جو قاضی عیاض نے کہا شفا مین ورُفع النجاشی لہ حتی صلے علیہ یعنی اوٹھایا گیا جنازہ نجاشی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے واسطے یہانتک کہ نماز پڑہی آپنے اوسپر اور یہہ قصہ بڑی شرح وبسط کے ساتھہ نسیم الریاض شرح شفا مین مذکور ہے فمن شاء فلیرجع الیہ انتہی اور اسیکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی ہے لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذالك بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون رکوع تک ترجمہ البتہ پائیگا تو سب لوگون مین زیادہ دشمن مسلمانون کا یہود کو اور شرک والون کو اور تو پائیگا سب سے نزدیک محبت مین مسلمانون کے اون لوگون کو جو کہتے ہین کہ ہم نصاریٰ ہین یہہ اسواسطے کہ ان مین عالم ہین اور درویش ہین اور وہ لوگ تکبر نہین کرتے پہر نجاشی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نامۂ مبارک کا جواب لکہا۔

نامہ نجاشی بادشاہِ حبش بجواب نامہ مبارک حضور پُرنور رسول مقبول صلے علیہ وآلہ واصحابہٖ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الی محمد رسول اللہ من النجاشی
اصحمۃ سلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ
الذی لا الہ الا ھو اما بعد فقد بلغنی کتابک یا رسول اللہ
فیما ذکرت من امر عیسیٰ فورب السماء والارض ان عیسیٰ لایزید
علیٰ ما ذکرت تفروقاً انہ کما ذکرت وقد عرفت مصدقاً بعثت
بہ الینا فاشھد انک رسول اللہ صادقاً وقد بایعتک وبا
یعت ابن عمک واسلمت علیٰ یدیہ الحمد للہ رب العالمین انتھیٰ
والتفروق علاقۃ ما بین النوات والقشر یعنی لکھا جاتا ہے حضرت
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیطرف نجاشی اصحمہ کی طرف سے
سلام اور رحمت اور برکت اللہ کی ہو آپ پر اے پیغمبر اللہ کے ایسا اللہ کہ
نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی اما بعد بے شک نامہ مبارک آپکا میرے پاس
پہونچا اے اللہ کے رسول وہ امر کہ ذکر کیا ہے آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی
نسبت پس قسم ہے پروردگار آسمان وزمین کی کہ عیسےٰ کچھ زیادہ نہیں ہے
اوس پر جو ذکر کیا تمنے اور بے شک جانی تھی ہمنے حقیقت تمہاری شریعت کی
لایا تھا ہمارے پاس آپ کے چچا کا بیٹا یعنی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور عزت کی ہے ہم نے آپ کے چچا کے بیٹے کی اور تمہارے یارونکی اور گواہی دیتا ہون مین کہ تم اللہ کے رسول ہو اور راست گو ہو اور انبیا اور کتب سابقہ آپ کی تصدیق کرتے ہین اور مین نے آپ کی بیعت کی آپ کے چچیرے بہائی کے ہاتہہ پر نیابتاً واسلمت علی یدیہ الحمد للہ رب العالمین تفروق وہ چہلی ہے جو خرمے کے مغز اور تخم کے بیچ مین ہوتی ہے اور روانہ کیا مینے اپنے بیٹے ارمن کو اور اگر ارشاد ہو تو مین بہی حاضر ہونیکو طیار ہون اور اقرار کرتا ہون مین کہ جو کچہہ آپ فرماتے ہین وہ سب سچ ہی والسلام علیک یارسول اللہ صلے اللہ علیک وعلی آلک واصحابک۔

مروی ہے

کہ نجاشی نے جو اپنے بیٹے کو دریا کی راہ سے روانہ کیا تہا وہ ہوا ے مخالف کے صدمہ سے اپنے ہمراہیون کے ساتہہ غرق ہوگیا۔

اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک خط نجاشی کو لکہا تہا اوسکا مضمون یہہ تہا کہ ام حبیبہ ابو سفیان کی دختر کو جو مہاجرین حبشہ سے ہین حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے نکاح کرکے مدینہ روانہ کردین اور اون مہاجرین کو بہی جو وہان ہین پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ارشاد فیض بنیاد کے موافق نجاشی نے حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو پیام بہیجا آپ نے قبول فرمایا پہر خالد بن سعید بن العاص کو وکیل کیا خالد بن سعید نے اونکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نکاح مین دیا نجاشی نے مہر اونکا چار سو مثقال طلا مقرر کیا اور مہاجرین حبشہ کو تیار کرکے دو کشتیون مین سوار کرکے عمرو بن امیہ ضمیری کے ساتہہ

مدینے بہیجدیا۔

مروی ہے

کہ نجاشی نے ایک ڈبا فیل دندان کا منگا کر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دونون فرمانون کو اوسمین نہایت عزت اور حفاظت کے ساتہہ رکہدیا اور اوسنے اپنی قوم سے کہا کہ اس ملک مین ان فرمانونکی خیر وبرکت ہمیشہ رہیگی جب تک یہہ دونون فرمان انمین رہین گے۔

صاحب اعلام نے ذکر کیا ہے کہ وہ نامے ابتک بادشاہان حبشہ کے خزانے مین محفوظ ہین اور اونکا اعزاز واحترام بہی اوسیطرح ہے کذا فی روضۃ الاحباب

اور مدارج مین مواہب سے نقل کیا ہے کہ یہہ نجاشی اصحمہ ہے کہ ہجرت کی تہی مسلمانون نے سال پنجم مین نبوت سے اوسکی طرف اور نامہ لکہا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکو سال ششم ہجرت مین اور وفات پائی اوسنے سال نہم ہجرت مین۔ لیکن وہ نجاشی کہ بعد اصحمہ کے والی حبشہ ہوا اور آپ نے اوسکو بہی نامہ لکہا تہا اور دعوت اسلام کی تہی پس معلوم نہین ہوا نام اوسکا اور نہ اسلام اوسکا اور فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہ اوسکے مرنیکے بعد اوسکی قبر پر انوار کا مشاہدہ ہوتا تہا اور تصدیق کی ہے اسکی اللہ تعالے شانہ کے قول نے وہ یہہ ہے والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم کذا فی نسیم الریاض شرح شفا ہی قاضی عیاض۔

مہاجرین حبشہ کی کیفیت

جب سال پنجم مین کفار مکہ نے صحابہ کو تکلیفین دینی شروع کین اور حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوسوقت تک ماذون بالجہاد نہین ہوے
تھے اسلیئے آپ نے صحابہ کو اجازت دی کہ حبشہ کو ہجرت کرجاؤ وہان
ایک بادشاہ ہے کہ اوسکی حکومت مین کوئی ظلم نکرسکیگا تم اوسکی حکومت مین جاؤ
جب تک اللہ تعالے لہ شانہ تمہارے واسطے کوئی طریقہ کشایش کا تمکو بتاے
لہذا اوسی سال کے ماہ رجب مین گیارہ یا بارہ مرد اور چار عورتون نے ایک
قول کے موافق پانچ عورتون نے پوشیدہ طریقے سے مکہ سے دریا تک پاپیادہ
سفر کیا پھر وہان سے نصف دینار دیکر کشتی پر سوار ہو کر حبشہ کو روانہ ہوے
اور منقول ہے کہ پہلے پہل مکہ سے ہجرت حبشہ کے ارادہ پر حضرت عثمان غنی
رضی اللہ تعالے عنہ باہر گئے اور آپکے ساتھہ آپکی زوجہ مکرمہ رقیہ بنت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تھین اور آپکے جانے کے بعد خبر خیریت آپکی
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو نہ پہونچی تو اس سبب سے آپ کی
خاطر مبارک ملول تھی کہ ایک عورت آئی اور اوسنے بیان کیا کہ مینے حضرت
عثمان کو دیکھا کہ اپنی زوجہ کو مرکب پر سوار کئے ہوے جا رہے تھے آپ نے
فرمایا صحبہما اللہ ان عثمان لاول من ہاجر باہلہ بعد لوط
یعنی مصاحب ہوا اللہ اونکا تحقیق کہ عثمان پہلا اونکا ہے کہ ہجرت کی ادنے اپنے
اہل کے ساتھہ بعد لوط علیہ السلام کے اور مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم چونکہ حریص تھے ایمان قریش پر اور آرزو تھی آپکو اسبات کی
کہ اللہ تعالے لہ شانہ کوئی ایسی وحی نازل فرماے کہ اوسکے سبب سے اونکے

دل مین انس پیدا ہوا اور جو کبھی کوئی وحی نازل ہوتی تو آپ اونکو پڑھکر سناتے کہ
شاید اونکا دل اوس سے نرم ہو اور مسلمان ہون پھر جب سورہ والنجم نازل ہوئی
آپنے مجمع قریش مین اوسکو تلاوت فرمایا اور آیتونکی درمیان آپ توقف کرماتے
تھے تاکہ لوگ اوسکو سیکھین اور یاد کرلین جب آیت افرائتم اللات
والعزی ومنواة الثالثة الاخری پر پہونچے تو شیطان ملعون نے
اوس موقع پر قابو پاکر گوش بیہوش کفار ناہنجار مین یہہ صدا پہونچائی

تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی

کفار اس جہت سے خوش ہوے کہ جب آپنے سورت تمام کی اور سجدہ کیا
کفار بھی سجدے مین مسلمانون کے شریک ہوئے مگر ایک اُمیہ بن خلف جمحی نے
سجدہ نکیا اور ایک روایت مین ہے عتبہ بن ربیعہ اور ایک روایت سے
ولید بن المغیرہ ان سب نے سجدہ نکیا بر تقدیر جمع بین الروایات ہر ایک نے
بسبب کبر کے ایک لپ بھر خاک اپنی پیشانی کے پاس لیجا کر اوسپر سجدہ کیا
بعد برخاست ہونے مجلس کے کفار کہنے لگے کہ آج تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے ہمارے معبودون کو اچھی طرح یاد کیا حالانکہ ہم جانتے تھے
کہ مارنے اور جلانے والا اور پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا اللہ تعالے
ہی ہے مگر یہہ کہتے تھے کہ یہہ معبود ہمارے سفارشی ہین اللہ کے نزدیک
اب جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہمارے ساتھہ اس معاملہ مین
اتفاق کرلیا ہے تو ہمنے بھی اونکے ساتھہ صلح کرلی اور اونکی ایذا دہی سے باز
آئے جب یہہ خبر اطراف مین منتشر ہوئی اور حبشہ کے مہاجرین کو پہونچی وہ
یہہ خبر سنکر اپنے وطن کو آئے۔

مروی ہے

کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو شیطان کی آواز سے مطلع فرمایا حضرت اس واقعہ سے نہایت ملول اور محزون ہوئے حق تعالے لے شانہ نے آپکی تسلی دل کے واسطے یہہ آیت نازل فرمائی وَما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللّٰہ مایلقی الشیطان ثم یحکم اللّٰہ ایاته واللّٰہ علیم حکیم ترجمہ نہین بہیجا ہم نے تجہہ سے پہلے کوئی رسول اور نہ نبی مگر جسوقت آرزو کرتا تہا شیطان اونکی تمناؤن مین اپنی خواہشین ڈالدیتا تہا پس موقوف کردیتا ہے اللہ تعالے لے شانہ اوسکو جو ملا دیتا ہی اوسمین شیطان پہر محکم کرتا ہے اللہ تعالے لے شانہ اپنی نشانیون کو اور اللہ تعالے لے شانہ جاننے والا ہے اور باحکمت ہے کذا فی البیضاوی ومعالم التنزیل جب یہہ آیت کفار نے سنی تو کہا اے محمد پشیمان ہوئے تم اس سے جو ہمارے معبودون کی منزلت تم نے بیان کی جو خدا کے نزدیک ہے ہم نے بہی اوس صلح کو توڑ دیا اور پہر مسلمانون کو ایذا دینے لگے مہاجرین حبشہ جو یہہ خبر صلح سنکر آئے تھے جب نواحی مکہ مین پہونچے تو معلوم ہوا کہ اوس صلح کا کچہہ اعتبار نتہا پہر ہر ایک اونمین سے اپنے اپنے وسیلہ کے ذریعہ سے مکہ مین گئے مگر عبداللہ بن مسعود انکا کوئی ذریعہ نتہا چند روز مکہ مین رہکر پہر حبشہ کو چلے گئے کذا فی کتب السیر۔ اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری مین لکہا ہے کہ صحیح بات یہہ ہے کہ عبداللہ ابن مسعود پہلے ہجرت حبشہ مین نتہے بلکہ دوسری ہجرت مین تھے واللہ اعلم اور باقی مہاجرین مکہ مین ایذائے کفار کے سبب سے

نرہ سکے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پہر اذن ہجرت کا دیا ایکبار
بہت مسلمان حبشہ کو ہجرت کر گئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
مکے مین رہے جس مسلمان کا دل ہجرت کرنے کو چاہتا وہ ہجرت کرکے وہان چلا جاتا
محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ تمام مہاجرین حبشہ سوائے چھوٹے لڑکون کے
کچھ اوپر اتنی مرد اور گیارہ عورتین تہین ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے
مروی ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہمکو حبشہ مین نجاشی
کے پاس بہیجا اور قریش کو یہہ خبر ہوئی تو اونہون نے عمرو بن العاص اور عمار
بن الولید کو کچھہ تحایف دیکر جو نجاشی کو مرغوب تہے بہیجا کہ مسلمانون کو اوس سے
طلب کرین جب وہ نجاشی کی مجلس مین حاضر ہوئے تو اوسکو سجدہ کیا اور وہ
تحائف پیش کئے اور عرض کی کہ ایک جماعت ہماری بنی اعمام سے یہان آئی
ہے اور وہ ہمارے دین وآئین سے پہر گئی ہے اور اپنا ایک نیا دین نکالا
ہے تمہارے دین کے سوا اور حالانکہ وہ نصرانی تہا اور نجاشی کے مصاحبون
اور ندیمون کو بہی تحفے ان لوگون نے دئیے تھے لہذا اون لوگون نے فرستادگان
قریش کی جانبداری اور مددگاری کی اور کہا کہ مہاجرین کی جماعت کو انکے
حوالے کر دینا چاہئے اسلئے کہ یہہ اپنی قوم کے حالات سے خوب واقف ہین
بہ نسبت ہمارے نجاشی نے غصہ ہوکر کہا کہ واللہ مین ہرگز ایسا نکرونگا کہ جو لوگ
میرے امن مین آگئے ہون مین اونکو دشمنون کے حوالے کر دون اور حکم دیا کہ
مسلمانون کو جمع کرکے لاؤ کہ وہ آپ ہم سے باتین کرین اور اپنے دین وملت کا
بیان کرین جب یہہ خبر مسلمانون کو پہونچی تو سب جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ
بادشاہ سے ہم کیونکر باتین کرین اوسکے مزاج کے موافق یا سچ سچ بیان کرین
جس دین پر ہین حضرت جعفر رضی ابن ابیطالب بہی اون مین موجود تھے اونہون

کہا کہ سچ سے بہتر کوئی شے نہین جس دین پر ہم ہین وہی بیان کرینگے پھر سبنے جعفر کو اپنا پیشوا قرار دیا
کہ تم کلام کرنا پھر سب نجاشی کی مجلس مین گئے اور سلام کیا اور سجدہ کہ اہل حبش کی رسم تھی نہ کیا
نجاشی کے مصاحبون نے کہا کہ تم نے بادشاہ کو سجدہ کیون نہ کیا جعفرؓ نے کہا کہ ہم اپنے پروردگار
کے سوا کسیکو سجدہ نہین کرتے اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہم کو یہی حکم دیا
ہے اس بات سے ایک ہیبت نجاشی کے دل مین پیدا ہوئی اور اُن سے پوچھا کہ یہ قریش
کی جماعت کہتی ہے کہ تم نے ان کی دین سے مفارقت کی ہے اور ہمارے اور یہود کے دین
کی پیروی نہین کرتے ہمین اپنے دین سے آگاہ کرو حضرت جعفر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا
ہم انہین کے دین پر تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا وہ ہم کو اللہ تعالے
شانہ کی عبادت کی طرف دعوت کرتا ہے اور اُسکی توحید کی تعلیم کرتا ہے اور باقی سب دینون
سے منع کرتا ہے اور اچھے کام کرنیکا حکم کرتا ہے اور بُرے کامون سے روکتا ہے اور نماز پڑہنے
اور روزہ رکھنے اور زکات دینے اور صلہ رحم کرنے اور جمیع اخلاق حمیدہ کا حکم کرتا ہے اور ایک
تنزیل اُس نے ہمپر ایسی پڑہی کہ کوئی اور چیز اُسکے مثل نہین ہوسکتی اور بہت روشن دلائل
سے ہمپر ثابت ہوا کہ یہی دین حق ہے اور وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مبعوث ہوا
ہے اونہین دلائل اور معجزات کے ساتھہ لہذا اوس کی تصدیق کی ہم نے اور ایمان لائے ہم
اُس پر اپنے پہلے دین باطل کو چہوڑ کر اس وجہ سے یہ ہم کو بہت ایذا دیتے ہین اور ہم کو اُن
کے مقابلہ کی طاقت نہین ہے۔ یہ سبب ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے آپ کے ملک مین ہجرت کرنیکا حکم دیا۔ اور سب بادشاہون مین آپ کو پسند کیا۔ اور کہا کہ وہ
بادشاہ تمہاری حفاظت کریگا۔ اور اُن کو تمپر ظلم نہ کرنے دیگا۔ نجاشی نے پوچھا کہ اُس کلام
سے جو تمہارے پیغمبر پر نازل ہوا ہے۔ تم کو یاد ہے حضرت جعفر نے کہا ہان یاد ہے
اوسنے کہا کہ اچھا اوس کی تلاوت کرو اور خود با ادب ہوکر بیٹھہ گیا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ
نے سورۂ مریم مین سے اوّل کی آیتین پڑہکر سنائین۔ نجاشی نے جب اللہ تعالیٰ شانہ

کا یہ پاک کلام سُنا تو اسقدر رو یا کہ تمام ڈاڑہی اُس کی آنسوؤن سے تر ہو گئی اور وہان علماے
نصاریٰ بھی حاضر تہے اور اپنے صحیفے کہولے ہوئے تہے وہ بھی اتنا روئے کہ صحیفے اور داڑہیان
آنسوؤن سے تر ہوگئین نجاشی نے کہا کہ قسم ہے خدا کی یہ کلام اور وہ کلام جو موسیٰ پر اُترا
ایک ہی ہے - پہر عمرو بن عاص اور عمارہ کیطرف متوجہ ہو کر کہا قسم ہے اللہ کی مین انکو
ہرگز تمہارے حوالے نہ کرونگا اور مین ہرگز اس بات کو پسند نہین کرتا کہ تم ان پر قدرت پاؤ
اور ایک روایت مین ہے کہ عمرو بن عاص نے نجاشی سے کہا کہ یہ تمہارے مخالف ہین -
حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ اچہے اعتقادات نہین رکہتے نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے
پوچہا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان مین کیا کہتے ہو آپ نے فرمایا کہ ہم وہ کہتے
ہین جو ہمارے خدا نے کہا ہے هو عبد الله ورسوله وكلمته القىها الى مريم وروحٌ
یعنی وہ اللہ کا بندہ ہے اور اُسکا رسول ہے اور اُس کا کلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس کو
ڈالا مریم کیطرف اور روح ہے اُس کی نجاشی نے یہ سنکر ایک چہوٹی سی لکڑی زمین سے
اُٹہا کر کہا کہ اے گروہ قریش اور قسیسو اور رہبانون آگاہ ہو جاؤ تم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
مین اور اُس مین جو انہون نے اونکی شان مین بیان کیا اتنا بہی فرق نہین ہے جتنی یہ لکڑی
ہے یعنی تنکے کی برابر بہی فرق نہین ہے - مرحبا تم کو اور اُسکو تم جسکے پاس سے آئے ہو
اور گواہی دیتا ہون مین کہ وہ خدا کا رسول ہے جسکے اوصاف اُسکے انجیل مین پڑہتے ہین
اور وہ وہی ہے جسکی خبر عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اُترو تم جہان کہین تمہارا دل چاہے
اور قسم ہے اللہ کی اگر کار سلطنت میرے متعلق نہ ہوتا تو مین ضرور اُسکی خدمت شریف مین
حاضر ہوتا اور اوس کی کفش برداری کرتا ؎ محمد عربی کابروے ہر دو سرا است
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او + کہتے ہین کہ نجاشی نے قریش کو اُن کا ہدیہ پہیر دیا
اور وہ خائب و خاسر اُس مجلس سے نکلے ؎ فقیر محمد اکبر کی غزل خدا کرے حضور جناب
رسالت آب مین قبول ہو اللہم آمین ثم آمین آمین ؎ مطلع ؎ خدا کا پیارا ہی پیمبر وہ محبوب خدا تم ہو

خدا کا پیارا ہے تمپر وہ محبوب خدا تم ہو
سراپا جلوۂ حسن ازل یا مصطفا تم ہو

ازل کے روز سے اہل اسکے ای نور خدا تم ہو
حبیب حضرت حق تم نبی الانبیا تم ہو

رسول اللہ ہم کو کیا خبر اسکی ہے کیا تم ہو
مگر پیروں کا یہ ارشاد ہے نور خدا تم ہو

کہو اپنے خدا سے حالت اسلام ابتر ہے
ہماری دوڑ تم تک ہے ہمارا آسرا تم ہو

عرب کی مشکلوں کو حل کیا تم نے یہاں آکر
مگر روز ازل سے قوم کے عقدہ کشا تم ہو

نبی کے حال سے آگاہ کیا امت ہو بیچاری
خدا ہی جانتا ہے تمکو جو اے مصطفا تم ہو

شریعت پر ہے جو ثابت قدم وہ مرد میداں ہے
اسے کیا خوف فرقوں کا اسکے پیشوا تم ہو

کرے کس منہ سے شکرانہ تمہارا امت عاجز
ہمیں وہ راہ دکھلائی کہ جسکے رہنما تم ہو

بڑا دریائے ناپیدا کنار اس معرفت کا ہے
مگر فضل خداوندی سے اسکے آشنا تم ہو

روا ہوتا اگر انسان کا اللہ سے ملنا
تو اس سے پوچھتے ہم یا رسول اللہ کیا تم ہو

یہ عالم ملک ہے اللہ کا وہ اسکا مالک ہے
مگر تم منتظم ہو اسکے دست نور خدا تم ہو

فرشتوں نے تمہاری اقتدا کی چرخ ہفتم پر
تمہارے مقتدی ہیں سب ملائک مقتدا تم ہو

ہو الاول ہو الآخر کے مطلب کھل گئے ہمپر
تمہیں ہو سبکے اول پھر ہوگی انتہا تم ہو

تمہارے روئے روشن کی قسم کھائی ہے خالق نے
کلام اللہ میں یا شاہ دیں شمس الضحیٰ تم ہو

رسول اللہ اب امت تمہاری سخت عاجز ہے
نکالو اسکو اس مشکل سے اے مشکلکشا تم ہو

تمہاری ذات پہ ہے خاتمہ عاجز نوازی کا
خبر لو اپنے مجبوروں کی ان کا آسرا تم ہو

ذرا تم میرے درد دل پہ اپنا ہاتھ دھر دیجے
ابھی یہ خود پکار اٹھیگا ہاں میری دوا تم ہو

شکستہ ناؤ ہے بیم موج و گرداب چنیں حائل
میری کشتی ہے طوفان خوردہ اسکے ناخدا تم ہو

ہماری التجائیں بھی خدا سے کہکے دلوادو
رسول اللہ اپنے جد امجد کی دعا تم ہو

تمہاری ہی طرف کھنچتا ہے دل میرا بحمد اللہ
یہی ہے دلبری کی شان بیشک دلربا تم ہو

پیام خاص لیکر بارہا جبریل آئے ہیں
رسول اللہ تم ہو محرم راز خدا تم ہو

خدا نے آپ سے خود کی ہین کچھ ایسی بھی باتین بیان ۔۔۔ اخص الخاص کے دانا ہے اسرار خدا تم ہو
خبر لوا بنے آکبر کی خدا سے اسکو بلوا دو ۔۔۔ بتا دو اسکو وہ رستہ کہ جسکے رہنما تم ہو

واضح ہو کہ علماے کرام نے حدیث غرانیق کی صحت مین کلام کیا ہے چنانچہ قاضی عیاض نے شفا مین اسکی تصریح کی ہے۔ اور امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ یہ قصہ باطل ہے اور موضوعات زنادقہ سے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ موضوعات ابن زبعری سے ہے اور کیونکر جائز ہو یہ بات کہ بتون کی تعریف جاری ہو زبان حق ترجمان صلعم پر وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی وہ بولتا نہین اپنی خواہش کے موافق نہین ہے کلام اسکا مگر وحی جو پہنچتی ہے اور یہ محالات سے ہے کہ زیادہ کرین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قرآن مجید مین اُس مطلب کو کہ اُس مین نہ ہو سہواً خصوصاً ایسے وقت مین کہ مغایر ہو وہ چیز اُس چیز کی کہ لائے ہین اسکو حضرت یعنی توحید اور حالانکہ آپ معصوم ہین اور کہا بیہقی نے کہ یہ قصہ غیر ثابت ہے از روے نقل اور روایت کے اور کلام کیا ہے اُسکے راویون مین اور کہا کہ وہ سب مطعون ہین اور روایت کی ہے بخاری نے اپنی صحیح مین کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پڑھی سورۂ والنجم اور سجدہ کیا اور سجدہ کیا آپ کے ساتھ مسلمانون نے اور کافرون نے اور انس وجن نے اور نہین ہے اُس مین قصہ غرانیق کا اور نقل کیا ہے اس روایت کو ارباب صحاح نے بہت طریقون سے اور نہین ہے اُس مین قصہ غرانیق کا اور شک نہین ہے اسمین کہ جو کوئی تجویز کرے حضرت علیہ السلام پر بتون کی تعظیم کرنے کی تو وہ کافر ہو جائیگا لہذا سمجھ لیا ہے عقلاً ونقلاً کہ یہ قصہ موضوع اور باطل ہے اور ایسا ہی کہا ہے اس کو جمہور علماے محدثین نے ٭

روانگی نامۂ مبارک حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

ہمدست دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنام ہرقل قیصر روم

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مکتوب ہدایت اسلوب لیکر شہر بصرہ کیطرف متوجہ ہوئے اسلیئے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تو میرا نامہ لیکر حاکم بصریٰ کے پاس جا وہ تجھے اپنا آدمی تیرے ساتھ کر کے ہرقل کے تختگاہ مین پہنچا دیگا جب دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ بصریٰ مین پہنچے تو وہان کا حاکم شہر حمص مین تھا اور ہرقل بیت المقدس مین تھا اوس نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ رومیون کو فارسیون پر غلبہ عطا فرمائیگا تو مین قسطنطنیہ سے برہنہ پا بیت المقدس کی زیارت کو جاؤنگا اور وہان نماز پڑہونگا لہذا راستون مین فرش بچھائے تھے اور اُن پر پھول ڈالے تھے وہ اُن پھولون پر چلتا تھا تمام راہ بیت المقدس کی اسیطرح اوسنے طے کی اور وہان پہنچکر اوس نے اپنی نذر وفا کی اور اُن روزون کہ وہ بیت المقدس مین تھا ایک روز اپنے تخت پر مکدر طبیعت اور پریشان خاطر بیٹھا تھا بعض ارکان دولت اور اعیان مملکت نے اُس سے پوچھا کہ آپ کے چہرہ پر آثار ملالت کے معلوم ہوتے ہین کیا سبب ہے اور حال یہ تھا کہ وہ علم نجوم مین خوب مہارت رکھتا تھا اور آثار اجرام علوی اور اجسام سفلی کے ذریعہ سے قواعد نجومیہ سے احکام استخراج کرتا تھا اوسنے کہا کہ آج کی رات مین نظر کرتا تھا ستارون مین اور اُن کی حرکات کو دیکھ رہا تھا ایسا معلوم ہوا کہ جو لوگ ختنہ کرتے ہین اُس قوم کا بادشاہ پیدا ہوا ہے اور قریب ہے وہ زمانہ کہ اُس کے آفتاب اقبال کی شعاعین اس ملک کو روشن کر دین اور اس ملک کے باشندون پر مسلط ہو جائیگا۔ کچھ تم کو معلوم ہے کہ وہ کون سی قوم ہے جسکے ہان ختنہ کا رواج ہے اُن لوگون نے کہا سوائے قوم یہود کے اور کوئی قوم ختنہ نہین کراتی اور آپ اس امر سے ملول و محزون نہون اپنے قلمرو مین حکم جاری کر دین کہ جہان کہین یہود ہون وہ قتل کر ڈالے جائین بادشاہ سے

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک آدمی حاکم بصرہ حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس سے آیا ہے اور وہ ایک آدمی عرب کا اپنے ساتھ لایا ہے اور وہ ایک حکایت غریب اور قصہ عجیب حوادث ایام سے کہ بلاد عرب میں جسکا ظہور ہوا ہے بیان کرتا ہے یعنی اُس کے بیان سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہاں ایک پیغمبر پیدا ہوا ہے اور یہ بادشاہ سے خبر کرنے والا کوئی اور شخص تھا دحیہ کلبی نہ تھے یہ بھی کفار قریش ہی سے تھا جو بطریق سیاحت یہاں وارد تھا ہرقل نے اسکو بلایا اور حالات پوچھنے شروع کیے اوسنے کہا کہ ہم میں سے ایک آدمی پیدا ہوا ہے اور وہ نبوت کا دعوی کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے دین کی دعوت کرتا ہے اور کچھ لوگوں نے اسکی نبوت کی تصدیق بھی کر لی ہے اور قوم کے اکثر آدمی اُسکے مخالف ہیں اور آپس میں جدال وقتال بھی ہوئے ہیں میں نے اُنکو اسی حال پر چھوڑا ہے ہرقل نے اپنے ملازمین سے کہا کہ اسکو گوشہ میں لیجا کر دیکھیں کہ اسکا ختنہ بھی ہوا ہے یا نہیں جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مختون ہے ہرقل نے اُس سے پوچھا کہ عرب کے آدمی ختنہ کراتے ہیں اُس نے کہا ہاں سب عربوں کا ختنہ ہوتا ہے ہرقل نے کہا کہ بیشک قواعد نجوم سے معلوم کیا ہے وہ اسی قوم کا بادشاہ ہے قریب ہے کہ اونہیں دنوں کہ ہرقل بیت المقدس ہی میں تھا حاکم بصری نے ایک آدمی کہ نام اسکا عدی بن حاتم تھا دحیہ کلبی کے ساتھ کرکے ہرقل کے پاس بھیجا جب دحیہ کلبی دربار ہرقل میں داخل ہوئے تو ایک شخص نے جو بادشاہ کا ندیم تھا کہا کہ بادشاہ کو جب دیکھو تو سجدہ کرنا ورنہ وہ تمہارے نامہ کو قبول نہ کریگا دحیہ نے کہا کہ میں سوائے خدا کے ہرگز کسی کو سجدہ نہ کرونگا۔ پھر اُن کو بادشاہ کے پاس لائے دحیہ نے وہ نامہ اسکے ہاتھ میں دیا چونکہ سرنامہ اسکا عربی تھا اُسنے ترجمان کو دیا عبارت اُس نامہ شریف کی یہ تھی

نامہ مبارک حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

بنام ہرقل بادشاہ روم

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ہرقل عظیم الروم علی من اتبع الھدی اما بعد فانی ادعوک بدعوۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان الیک اثم الاریسیین ویا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ونتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون رواہ البخاری کذا فی المواھب اللدنیہ ٭

ترجمہ یہ نامہ ہے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ہرقل بادشاہ روم کی نام سے سلام اُس پر جسنے پیروی کی ہدایت کی اما بعد مین بلاتا ہون تجھے بیشک اسلام کیطرف اسلام لا کہ سلامت رہے تو دیگا تجکو اللہ تعالی شانہ دونا اجر پس اگر نہ اسلام لایا تو بیشک تجھپر گناہ ہے تیری رعیت کا اور اے کتاب والو آؤ ایک بات کی طرف کہ برابر ہے وہ درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے وہ یہ ہے کہ پرستش نہ کرین ہم سوائے اللہ تعالی شانہ کے کسی اور کی اور نہ شریک کرین ہم اوسکے ساتھ کسیکو اور نہ پکڑے بعضا ہمارا بعضے کو معبود سوائے اللہ تعالی شانہ کے پس اگر وہ روگردان ہون یعنی اہل کتاب پس کہو تم اے مسلمانون کہ شاہد رہو تم اے کتاب والو اسکے ہم مسلمان ہین پھر جب قیصر روم اس نامۂ مبارک کے مضمون سے مطلع ہوا تو ایسی ہیبت اوس پر طاری ہوئی کہ اُس کے چہرہ پر عرق آگیا اور فریاد وفغان اُس کے دربار مین مچگئی پھر اُس نے اپنے ارکان دولت سے کہا کہ تلاش کرو کوئی آدمی اُس کی قوم کا کہ مین اُس سے اُس کے حالات دریافت کرون پھر تلاش کیا تو ابوسفیان کو شہر غزوہ مین کہ وہ تجارتگاہ قریش کی تھی ایک جماعت کے ساتھ پایا پھر اون سب کو دربار قیصری مین حاضر کیا اور اُسوقت وہان تمام شرفا وعظما روم اور ندما کے

قیصر اور قسیس اور رُہبان موجود تھے اور قیصر تخت حکومت پر تاج شاہی پہنے ہوئے بیٹھا تھا پھر اوس نے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھ کہ تم مین کون شخص اسکا بہت قریب کا رشتہ دار ہے جو دعوی نبوت کرتا ہے ابوسفیان نے کہا مین بہت قریب کا رشتہ دار ہون بادشاہ نے پوچھا کہ کیا رشتہ ہے ابوسفیان نے کہا وہ میرے چچا کا بیٹا ہی **واضح** ہو کہ یہ بات ابوسُفیان کی صحیح نہین اسلیے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اُن کے چچازاد بھائی نہین ہین بلکہ مقصد اُن کا یہ تھا کہ یہ نسبت ہمارے اجداد مین ثابت ہے اسلیے کہ ابوسُفیان کا دادا اُمیہ اور حضرت کے دادا عبدالمطلب آپس مین چچازاد بھائی تھے یعنی اُمیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف اور عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف لہذا اس جدی رشتے سے اطلاق ابن عم کا کیا کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوت ؛

ابوسفیان اور قیصر روم کا مکالمہ

پھر قیصر روم نے ابوسفیان کو اپنے پاس بُلایا اور بٹھایا اور اُن کی قوم کو اُن کے پیچھے کھڑا کیا اور کہا کہ اگر کسی سوال کے جواب مین یہ جھوٹ بول جائین تو ان کی قوم انہین روکے اور کچھ ان کا خیال نہ کرے **سوال وجواب** قیصر روم نے اول حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا نسب پوچھا ابوسفیان نے کہا وہ بہت عالی نسب ہین ہم لوگون مین = ۲ پھر قیصر روم نے پوچھا ان سے پہلے تمہاری قوم مین اور کسی نے یہ دعوی کیا ہے ابوسفیان نے کہا نہین ۔ ۳ پھر پوچھا قیصر روم نے کہ اُن کے اجداد مین سے کوئی بادشاہ ہوا ہے ابوسفیان نے کہا نہین ۔ ۴ پھر قیصر روم نے پوچھا کہ امیر لوگ اُن کی متابعت کرتے ہین یا غریب ابوسفیان نے جواب دیا کہ اکثر غریب ۔ ۵ پھر قیصر روم نے ابوسفیان سے پوچھا کہ اتباع اُن کے روز بروز زیادہ ہوتے ہین یا کم ۔ ابوسفیان نے جواب دیا کہ زیادہ ہوتے جاتے ہین

۷ پھر قیصر روم نے پوچھا کہ اُن سے کبھی عہد شکنی بھی وقوع مین آئی ہے۔ ابوسفیان نے جواب دیا
کہ یہ حرکت تو اُن سے ابتک ظہور مین نہین آئی ہے لیکن اب صلح ہوئی ہے اُن سے اور
ہمسے اور عہد ہوا ہے دیکھین اب وفا کرین یا نہین۔ پھر قیصر روم نے پوچھا کہ کبھی تم سے اور
اُن سے لڑائی بھی ہوئی ہے ابوسفیان نے جواب دیا ہان ہوئی ہے۔ پھر قیصر روم نے پوچھا کہ
انجام اُسکا کیونکر ہوا ابوسفیان نے کہا کہ کبھی وہ غالب ہوے اور کبھی ہم۔ پھر قیصر روم نے
پوچھا وہ کیا حکم کرتا ہے ابوسفیان نے کہا وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی عبادت
کرو اور اُسکا شریک کسی کو نہ کرو اور باپ دادا کے رسوم جاہلیت کو چھوڑ دو اور نماز و روزہ
اور صدقہ اور پاکیزہ گی اختیار کرو اور اپنے اقربا کے ساتھہ احسان کرو۔ پھر قیصر روم نے پوچھا
کہ اُس کے دین سے کوئی مرتد بھی ہو جاتا ہے اُسکو بُرا جانکر ابوسفیان نے کہا کوئی مرتد نہین ہوا
۱۱ پھر قیصر روم نے کہا قبل اس دعوی نبوت کے کبھی دروغگوئی مین متہم ہوا ہے ابوسفیان نے کہا
ہرگز نہین۔ پھر اسکے بعد ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہدے کہ مین نے نسب اُسکا
پوچھا کیسا ہے تمنے کہا کہ وہ عالی نسب ہے ہم مین اور حال یہ ہے کہ انبیا اور رسل جو
خلق کی طرف مبعوث ہوئے ہین وہ سب عالی نسب ہی ہوتے آئے ہین تاکہ لوگون کو
اُن کی متابعت مین عار نہ ہو فقیر مؤلف عرض کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
واٰلہ واصحابہ وسلم بنی ہاشم مین سے تھے اور بنی ہاشم اولاد عبد مناف مین شریف ہین اسلیے
کہ حدیث مین آیا ہے اللہ تعالیٰ شانہ نے چُن لیا اولاد ابراہیم مین سے اسمٰعیل علیہ السلام
کو اور اولاد اسمٰعیل مین قریش کو اور قریش مین ہاشم کو اور اولاد ہاشم مین سے عبد المطلب کو
اور اولاد عبد المطلب مین مجھکو کذا فی المدارج النبوۃ اور سیرۃ گازرونی مین ہے عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے خلایق کو دو
قسم پر پیدا کیا ہے اور مجھکو ان سے بہترین کیا اور یہ اشارہ ہے اصحاب الیمین اور اصحاب
الشمال سے اور مین اصحاب الیمین سے ہون اور صاحب سیر گازرونی معجم طبرانی کبیر سے

نے نقل کرتے ہین کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ ایک دن ہم صحن مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے بیٹھے تھے کہ اچانک ایکطرف سے ایک عورت نکلی ایک شخص
نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی دختر ہے دوسرے نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ
آلہ و اصحابہ وسلم کی مثال بنی ہاشم مین ایسی ہے جیسے نباتات مین ریحان اُس عورت نے جاکر
یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ مکان سے باہر تشریف لائے
اور آثار غصے کے آپ کے چہرۂ مبارک پر ظاہر تھے اور کھڑے ہوکر فرمایا کہ کیا کلمات ہین جو مجکو
پہنچے ہین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے اسلیے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ آلہ
و اصحابہ وسلم افضل اجناس مخلوقات تھے اور اُنھون نے ایسی مثال دی تھی جس سے
فضیلت ایک ہی جنس مین سے مفہوم ہوتی تھی کہ وہ نباتات تھی لہذا آپ نے اُسکو تفصیل
سے بیان کردیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزّ وشانہ نے سات آسمان پیدا کیے اور سات
زمینین پیدا کین آسمانون مین ساتوان اختیار کیا اور اُسکو محل عرش و کُرسی اور اپنے حکم و
قدرت کی جگہ قرار دیا اور دوسرے آسمانون مین جس کسی کو چاہا مقیم فرمایا اور زمینون
مین طبقۂ اولی کو مسکن خلایق گردانا اور تمام مخلوقات مین بنی آدم کو اختیار کیا اور بنی آدم
مین سے عرب کو اور عرب سے نضر کو اور نضر سے قریش کو اور قریش مین بنی ہاشم کو اور
بنی ہاشم مین مجکو برگزیدہ کیا پس مین تمام قبائل سے برگزیدہ ہون اور جو کوئی عرب کو دوست
رکھیگا وہ میری دوستی کے سبب سے اُن کو دوست رکھیگا اور جو کوئی عرب کو دشمن رکھیگا
وہ میری دشمنی سے اُن کو دشمن رکھیگا انتہٰی۔ پھر قیصر روم نے ابوسفیان سے کہا کہ مین نے
تجسے پوچھا کہ اور کسی نے بھی یہ دعوی اس سے پہلے قریش مین کیا تھا تو نے کہا نہین
پس اگر کسی اور نے بھی یہ دعوی کیا ہوتا تو مین سمجھتا کہ یہ ایک آدمی ہے کہ اُسکی تقلید کرتا ہے
جو اس سے پہلے تھا اور پوچھا مینے کہ کوئی اسکے آبا و اجداد مین بادشاہ ہوا ہے تو نے
کہا نہین اگر تو کہتا کہ ہان بادشاہ ہوا ہے تو یہ بات سمجھ مین آتی کہ اپنے باپ کا ملک چاہتا ہے

پھر پوچھا مین نے کہ امیر اور شریف لوگ اُس کی پیروی کرتے ہین یا ضعفا اور فقرا تو نے کہا کہ اکثر ضعفا او فقرا اور اکثر یہی لوگ انبیا علیہ السلام کی متابعت کرتے ہین اور پوچھا مین نے کہ اتباع اُسکے روز بروز زیادہ ہوتے ہین یا کم تو نے کہا کہ زیادہ تو کام ایمان کا ایسا ہی ہوتا ہے تا کہ کمال کو پہنچے اور پوچھا مین نے کہ کوئی آدمی بُرا جانکر اوسکے دین سے پھر بھی جاتا ہے تو نے کہا نہین پس ایمان کی حلاوت ایسی ہی ہوتی ہے کہ جب آدمی اُسکا ذائقہ چش ہوجاتا ہے تو پھر دل اُسی کو چاہتا ہے اور اُسکی شیرینی زبان سے اور دل سے نہین جاتی اور پوچھا مینے کہ وہ تم مین کبھی کذب کے ساتھ بھی متہم ہوا ہے تو نے کہا نہین تو پیغمبر ایسے ہی ہوتے ہین کہ غدر نہین کرتے غدر کرنا طالب دنیا کا کام ہے اور پوچھا مین نے کہ تمہاری اوسکی لڑائی کا کیا حال ہے تو نے کہا کہ کبھی وہ ہمپر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہم اسپر اور حال یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام ایسے ہی ہوتے تھے کہ کبھی مبتلا ہوتے علیۂ دشمن کے سبب سے مگر عاقبت الامر دولت و نصرت اُنہین کو ہوتی ہے اور پوچھا مینے کہ کس چیز کا وہ تم کو حکم کرتا ہے تو نے کہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اور اس بات کا کہ اللہ تعالے کے ساتھہ کسیکو شریک نہ کرو اور نماز اور روزہ اور صدقہ اور پاکی اور صلہ رحم کا بیشک یہ سب باتین جو تو نے بیان کین صفات حمیدہ اور سمات پسندیدۂ پیغمبران اولوالعزم سے ہین اور جو کچھہ کہ تو نے کہا اگر مطابق واقع کے ہے تو بہت جلد وہ ہمارے دیار کا اور مملکت کا مالک ہوجائیگا اور اپنے تحت و تصرف مین لائیگا اور بے شک مین جانتا تھا کہ ایسا ہی پیمبر مبعوث ہوگا مگر گمان میرا نہ تھا کہ تمہاری قوم سے ہوگا اور اگر جانتا مین کہ اُس کے پاس پہنچ سکتا ہون تو البتہ سعی کرتا اور اُس کی خدمت مین حاضر ہوتا اور اگر مین اُسکے پاس ہوتا تو ضرور اُس کی خدمت کرتا اور اُسکے پاؤن دہوتا ابو سفیان سے مروی ہے کہا اُنھون نے کہ مین نے کہا اے بادشاہ اگر اجازت ہو تو ایک بات اُسکے محالات اور لاف سے بیان کرون کہ جھوٹ اُسکا بادشاہ کو معلوم ہوجائیگا

اُس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے مین نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ مین ایک رات مین مکہ سے بیت المقدس کو گیا اور صبح سے پہلے لوٹ آیا ابوسفیان کہتے ہین کہ جب مین نے یہ بات کہی تو ایک خادم بیت المقدس کے خادمون سے بادشاہ کے پاس حاضر تھا اوس نے عرض کی کہ مین اُس رات کو جانتا ہون اور جو نشان مین نے اُس رات کو مشاہدہ کیا وہ یہ ہے کہ ہم لوگون کی عادت ہے کہ سونے سے پہلے بیت المقدس کے سب دروازے بند کر دیتے ہین اُس رات کو ہم ایک دروازہ بند نہ کر سکے سب شہر والون کو جمع کیا تو بھی وہ دروازہ نہ بند ہوا پھر ویسا ہی کھلا ہوا چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو پایا یہ بند ہے کا نشان اُس دروازہ کے پاس ہے دیکھا ابوسفیان کہتے ہین کہ بادشاہ نے اُس نامہ کو منگایا اور اُسکے پڑہنے کا حکم دیا جب اُسکو پڑہ چکے تو دیکھا ہے کہ بادشاہ کی پیشانی سے پسینہ ٹپکتا تھا اُس نامہ کی ہیبت سے اور ایک فریاد و فغان اُس مجلس سے اُٹھی ہم لوگ اُس مجلس سے باہر نکلے ہین اپنے ساتھیون سے کہا لقد امر امر ابن ابی کبشۃ انہ یخاف منہ ملک بنی الاصفر یعنی بڑی بات ہو گئی ابن ابی کبشہ کی یعنی حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی کہ اُس سے بادشاہ بنی الاصفر ڈرتا ہے یعنی قیصر روم ابوسفیان کہتے ہین مجھے یقین ہوا کہ آپ بہت جلد غالب ہو جاینگے اور کام آپ کا رونق اور ظہور پائیگا۔ یہان تک کہ اللہ تعالیٰ شانہ اسلام میرے دل مین لایا کہتے ہین کہ قیصر روم نے اُس نامہ مبارک کو ایک حریر کے ٹکڑے مین لپیٹ کر صندوق مین رکھ چھوڑا جب تک وہ نامہ اُسکی اولاد مین رہا بادشاہی اُسکے خاندان مین رہی کذا فی المدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ پھر وحیہ کلبی کو ہرقل خلوت مین لیگیا اور کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ شانہ کی مین جانتا ہون کہ وہ پیغمبر برحق ہے اور نبی مرسل اور وہ وہی ہے جسکے ہم سب منتظر ہین اور کتب آسمانی مین ہے اُسکی صفت اور تعریف پڑہی ہے لیکن ڈرتا ہون مین کہ رومی مجھکو مار ڈالینگے اگر یہ خوف مجھکو

نہ ہوتا تو مین اُسکی متابعت کرتا اب تو شہر رومہ مین جا وُہان ایک مرد ہے جسکا نام صغاطر
ہے وہ بڑا بزرگ اور دانشمند ہے نصاریٰ اُس کی بڑی عزت کرتے ہین اُس کو اس حال سے
مطلع کر اور ایک روایت مین ہے کہ ہرقل نے اُسکو ایک خط لکھدیا اور دحیہ سے کہا کہ
صغاطر کو رومی بہت برگزیدہ سمجھتے ہین اور مجھسے زیادہ اُسکی عزت کرتے ہین اور اُسکا تمام ملک
مین بڑا اعتبار ہے دیکھہ وہ اس امر مین کیا کہتا ہے پھر دحیہ وہان سے شہر رومہ کو یعنی
جسے اب اٹلی کہتے ہین روانہ ہوے اور وہان پہنچکر ہرقل کا نامہ اُسکو دیا اور احوال اور
اوضاع اور اوصاف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اوسکو خبردار کیا
اُسنے کہا کہ خدا کی قسم وہ نبی برحق ہے اور مین نے اسکے صفات جو تو نے بیان کیے اپنی کتاب
مین پائے ہین اور اُسکا نام توریت اور انجیل مین پڑہا ہے پھر صغاطر اپنے مکان مین گیا اور
سیاہ پوشاک جو پہنے تہا اوتار ڈالی اور سپید کپڑے پہنے اور عصا ہاتھہ مین لیا اور معبد نصاریٰ
مین گیا اور اُسوقت اشراف روم وہان جمع تہے اوسنے کہا کہ اے معشر روم تم کو معلوم ہو کہ
محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ایک خط میرے پاس آیا ہے کہ اُس مین مجکو دعوت
اسلام کی ہے اور مین جانتا ہون اور گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ اُسکے بندے ہین اور رسول ہین رومیون نے جو اُس کی زبان سے یہ بات
سُنی تو یکبارگی سب نے اُسپر حملہ کیا اور مارنے لگے یہان تک کہ اُسے شہید کر ڈالا۔
ہرقل کے پاس دحیہ کلبی پھر پلٹ گئے اور صغاطر کی شہادت کا سب ماجرا بیان کیا ہرقل نے
دحیہ کلبی سے کہا کہ مینے تجھسے نہین کہا تہا کہ مین رومیون سے ڈرتا ہون۔ قسم ہے اللہ کی کہ
صغاطر اپنی قوم مین بہت بزرگ سمجھا جاتا تہا اور میری عزت اُس سے بہت کم ہے اور بعضے
اہل سیر یہ کہتے ہین کہ دحیہ اُس خط کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرقل کو سال
حدیبیہ مین لکھا تہا خود اپنے ہاتھ سے ہرقل کے پاس نہین لیگئے تہے بلکہ وہ خط کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن کو تبوک مین دیا تہا اُسکو اپنے ہاتھ سے ہرقل کے

پاس لیگئے تھے اور تقویت کی ہے اسکی وہ جو بعض احادیث مین بطریق صحیح ثابت ہوا ہے
اثناے قصہ ہرقل مین ثم دعا ھرقل بکتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
واصحابہ وسلم الذی بعث بہ دحیة الی عظیم بصری فدفعہ الی ھرقل
اور آخر مین اس حدیث کے مذکور ہے کہ ہرقل نے پھر اپنے یار کو جو شہر رومہ مین رہتا تھا ایک
خط لکھا اور اُس مین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و اصحابہ وسلم کے حالات دریافت کیے
اوس نے لکھ بھیجا کہ وہ پیغمبر ہین یا یا اُسکا اوسے حمص مین کہ وہ قیصر کا دار السلطنت تھا پہنچا تو
بعضے محدثین متاخرین نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ قیصر نے دو بار پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ
وسلم کے مقدمہ مین صفاطر کو لکھا ہوگا۔ ایکبار سال حدیبیہ مین اور اس بار وہ مسلمان نہین ہوا
لیکن جواب نامہ کا لکھا ہوگا۔ تصدیق نبوت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ
وسلم مین کہ وہ پیغمبر ہین اور دوسری بار سال تبوک مین اور اس بار وہ مسلمان ہوا اور شہید کیا
گیا واللہ اعلم اور صحت کو پہنچا ہے کہ صفاطر کی خبر سنکر ہرقل بیت المقدس سے اپنے دار السلطنت
حمص مین آیا اور وہان اُسکا ایک بڑا محل تھا اوس مین تمام عظماء روم کو جمع کیا اور اُس مکان کا
دروازہ بند کرا دیا پھر کوٹھے پر چڑھ کر کھڑکی مین سے کہا کہ اے اہل روم تم کو کچھ رغبت اسکی
ہے کہ فلاح اور ہدایت اور نجات پاؤ اور ملک تمہارا ہمیشہ برقرار رہے اگر اس کی خواہش
رکھتے ہو تو متابعت کرو اس پیغمبر کی جب اُن لوگون نے یہ بات سُنی تو سب اُس سے متنفر
ہوگئے اور اوس قصر کے دروازہ کی طرف دوڑے تو دروازہ اوسکا بند پایا پھر ہرقل نے
جب اُن کو متنفر دیکھا اور اُن کے ایمان سے نا امید ہوا تو اُن کو لوٹا لیا اور اُن سے کہا
کہ مین اس امر مین تم کو آزماتا تھا پس اب مین نے جان لیا کہ تم اپنے دین پر ثابت قدم ہو
پھر سب نے اُس کو سجدہ کیا اور سب اُس سے رضامند ہوگئے۔ اور ایک روایت مین
ہے کہ ہرقل نے عظماے روم کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالی شانہ
کی یہ مرد نبی برحق ہے اور بیشک اسکا وصف کتب آسمانی مین پڑھا ہے آؤ سب مل کر

اسکی متابعت کرین کہ دنیا و آخرت سلامت رہے اُن سبھون نے کہا کہ کیا ہم عرب کی حکومت کے محکوم ہو جائین حالانکہ ہمارا ملک عرب کے ملک سے بہت بڑا ہے اور ہمارے آدمی بھی وہان کے آدمیون سے بہت زیادہ ہین اور شایستہ اور دولتمند ہین آلات جنگ ہمارے پاس بہت ہین ملک ہمارا قدیم ہے ہمارا بادشاہ ہفت اقلیم کا بادشاہ ہے یہ ننگ کیونکر گوارا ہو یہ اونٹ چرانے والے اور اونٹ کے دودہ اور بکریون کے چمڑے پر اوقات بسر کرنے والے فاتح ہون ہم کو منظور نہین بادشاہ روم نے کہا اچھا اگر یہ بات منظور نہین تو اون کو جزیہ دینا قبول کرو کہ اُس کی لڑائی سے رہائی پاؤ اونہون نے کہا یہ ننگ بھی ہم کو گوارا نہین وہ قوم جو زمانۂ دراز سے ہفت اقلیم پر حکومت کر رہی ہو وہ اس ذلت و خواری کو کیونکر منظور کر سکتی ہے کہ وہ ہر سال ہمارے ملک مین آئین اور مال لیجایا کرین کوئی فاتح قوم جو ہفت اقلیم کی مالک ہو ایک بادیہ نشین قوم سے جو درندون کی طرح زندگی بسر کرتی ہو زیر ہو کر زندہ رہ سکتی ہے ہرگز نہین یہ تقریر اپنی قوم کی سنکر اوس نے کہا کہ اچھا تو اُن سے صلح ہی کر لین اس بات پر کہ سوریہ کی زمین اُن کو دیدین اُن لوگون نے کہا کہ یہی ٹکڑا زمین کا تو ہمارے سب ملک سے بہتر ہے اگر یہی نکل گیا تو پھر ہمارے پاس رہا کیا ہرقل نے کہا قسم ہے اُس اللہ پاک کی کہ جسکے قبضہ مین میری جان ہے وہ ہم پر اور ہمارے ملک پر غالب آجائینگے اے معشر روم آؤ اور اُسکی دعوت کو قبول کر لو کہ کتب سماوی مین ایسا ہی پایا جاتا ہے کہ جب کوئی پیغمبر کسی قوم کو اللہ پاک کی طرف بُلاتا ہے اور وہ قوم اُس پیغمبر کی دعوت کو قبول نہین کرتی تو اللہ تعالیٰ شانہ اُس قوم کی بیخ و بنیاد اُس ملک سے اُکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتا ہے مگر رومیون نے اپنے بادشاہ حق گو کی نصیحت نہ مانا تہا نہ مانی تو اُس بادشاہ نے اپنی قوم سے کہا کہ سُنو اور یاد رکھو اس بات کو کہ واللہ تمپر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تم اپنے ملک کو چھوڑ کر قسطنطنیہ مین پناہ پکڑو گے اور اپنے نفس کی محافظت

کروگے اور اختلاف ہے علمار کا کہ ہرقل مسلمان ہوا یا نہین ہوا بعضون نے کہا ہے کہ اوس نے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا اور اسلام نہ لایا اسلیے کہ دو سال کے بعد غزوہ موتہ مین مسلمانون سے لڑا اور بہت سے مسلمان اوس غزوہ مین شہید ہوے چنانچہ اُس کی کیفیت آگے بیان ہوگی انشاء اللہ تعالے اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ احتمال ہے کہ ایمان لایا ہو اور ایمان پوشیدہ رکہا ہو ہلاکت کے خوف سے کیونکہ صفاطر کا واقعہ معلوم ہوچکا تہا لیکن امام احمد حنبلؒ کے مسند مین ہے کہ اُس نے تبوک مین حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین ایک نامہ کے ذریعہ سے اطلاع دی تہی کہ مین مسلمان ہون آپ نے فرمایا کہ جہوٹ کہتا ہے بلکہ وہ اپنی نصرانیت پر ہے پس یہ حدیث اس بات کو رد کرتی ہے اور یہ بہی مروی ہے کہ ہرقل زندہ رہا حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت تک اور خوب مسلمانون سے لڑا کذا فی روضۃ الاحباب ومدارج النبوت اور یہ قول موافق ہے متن سے یعنی سرور المحزون سے اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون کہتا ہے اُس مین کہ بہیجا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دحیہ کلبی کو بادشاہ روم کیطرف کہ اوسکا نام ہرقل تہا پہر ثابت ہوا اوس کے نزدیک نبی ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا دلیلون سے اور اُس نے ارادہ مسلمان ہونیکا کیا مگر قوم نے اُس کے ساتہہ موافقت نکی وہ ڈرا اس بات سے کہ اگر مین مسلمان ہوجاؤنگا تو سلطنت مجہسے چہن جائیگی پہر باز رہا وہ اسلام لانے سے جیسا کہ اس کے اوپر کی سطرون مین لکہا جاچکا ہے انتھٰی ۱۲ اور حال دحیہ کا یہ ہے رضی اللہ عنہ کہ یہ صحابی ہین قبیلہ ان کا کلبی ہے ان کے باپ کا نام خلیفہ ہے اور یہ کبار صحابہ مین سے تہے حاضر ہوے احد مین اور جو مشاہد کہ اسکے بعد ہوے ہین اُن سب مین اور جبریل نازل ہوتے تہے اُن کی صورت پر پہر جا رہے یہ شام مین اور زندہ رہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک روایت کی ہے

ان سے ایک جماعت تابعین نے اور نام ان کا کسرۂ دال مہملہ کے ساتھہ مشہور ہے یعنی دِحیہ اور فتح سے بھی آیا ہے کذا فی اسمار الرجال المشکواۃ ؎

روانہ فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا عبد اللہ بن خدافہ کو کسریٰ کی طرف

عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ یعنی بادشاہ فارس کیطرف روانہ فرمایا اور یہ عبد اللہ قریشی ہین کنیت ان کی ابو حذافہ ہے اسلام لائے قدیم سے اور مہاجرین سابقین سے ہین اور ہجرت کی اُنہون نے حبشہ کی طرف ہمراہ اپنے بھائی قیس بن حذافہ کے اور ان کے مزاج مین ظرافت تھی ایکبار انہون نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے گھوڑے کا تنگ ڈھیلا رکھا قریب تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم گھوڑے سے جدا ہون اور اس فعل سے ظرافت مقصود تھی اور قید ہوے یہ لشکر روم مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے مین ارادہ کیا کفار نے کہ ان کو دین اسلام سے اپنے مذہب کیطرف پھیرین مگر آپنے انکار کیا تو اُن لوگون نے ان کو سولی پر چڑہایا اور تیر مارے مگر یہ مجروح نہ ہوے پھر ان کو سولی پر سے اُتارا اور کھولتی دیگ مین ڈالا اللہ تعالیٰ شانہ نے اوس مین بھی ان کو سلامت رکھا پھر ان کو بادشاہ کے پاس لیگئے اُس نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو اور ان سے پوچھا کیا ارادہ رکھتا ہے انہون نے کہا میری یہ تمنا ہے اگر سو جانین مجھے ملین تو اسی طرح محنت اور عذاب راہ خدا مین برداشت کرون اور اپنے دین پر ثابت قدم رہون پس تعجب کیا اوس نے اور کہا کہ بوسہ دے میرے سر کو تو مین تجکو چھوڑ دون تو اونہون نے کہا اور جتنے مسلمان قید ہین اُن کو بھی اُسنے کہا ہان پھر بوسہ دیا اُنہون نے اُس بادشاہ کے سر کو تو اُسنے سب مسلمانون کو اُن کے ساتھہ یعنی عبد اللہ بن حذافہ کے چھوڑ دیا کذا فی المدارج النبوۃ اور اُسوقت بادشاہ کسریٰ پرویز ہرمز بن نوشیروان تھا جسکو خسرو پرویز بھی کہتے ہین

اور جن لوگون نے کہا ہے کہ وہ نوشیروان تہا یہ غلط ہے اسلیے کہ نوشیروان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ولادت کے زمانہ مین تہا جیسا کہ لوگون مین مشہور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ولدت فی زمن الملک العادل یعنی پیدا ہوا مین زمانہ مین بادشاہ عادل کے لیکن محدثین کے نزدیک یہ صحیح نہین ہے اور کیونکر درست ہو کہ توصیف عدل کی مشرک پر ثابت نہین ہوتی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے ان الشرک لظلم العظیم یعنی تحقیق کہ شرک بڑا ظلم ہے مگر ہان یہ کہہ سکتے ہین کہ عدل سے یہان حقیقی اور شرعی معنی مراد نہین ہین بلکہ صرف سیاست و داد ستانی و فریاد رسی رعیت کی مراد ہے اسی کو اہل عرف مین عدل کہتے ہین مگر جاری ہونا لفظ عدل کا ایک مشرک آتش پرست کی شان مین زبان ہدایت ترجمان انبیا علیہم السلام پر بعید ہے انتہے اور فرمایا تہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کو کہ لیجا نامہ کو حاکم بحرین کے پاس وہ کسریٰ کے پاس پہنچا دیگا اور عبارت اُس نامہ کی یہ ہے ❊

نامہ شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بنام کسریٰ شاہ فارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی عظیم فارس السلام علی من اتبع الہدی وامن باللہ ورسولہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ادعوک بدعایۃ اللہ فانی انا رسول اللہ الی الناس کلہم لتنذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین اسلم تسلم فان تولیت فعلیک اثم المجوس کذا فی المواہب اللدنیہ ❊ **ترجمہ** یہ نامہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کسریٰ بادشاہ فارس کے نام سلام اوس پر جسنے پیروی ہدایت کی اور ایمان لایا اللہ اور اُس کے رسول پر اور گواہی دی اس بات کی کہ سواے اللہ کے اور کوئی معبود نہین کوئی اُس کا شریک نہین اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ

آلہ واصحابہ وسلم اُس اللہ کے بندے ہین اور رسول ہین بلاتا ہون ہین تجکو اللہ کی دعوت
کی طرف پس بیشک مین رسول اللہ کا ہون سب آدمیون کی ہدایت کے واسطے تاکہ ڈراؤن
مین اُن کو جو زندہ ہین اور الزام او رحجت قایم کرون کافرون پر تو اسلام لا کہ سلامت رہیگا تو پس اگر
ایمان نہ لایا تو تجہپر گناہ ہے تمام مجوسیون کا انتہے۔ جب نامہ شریف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اوسکے پاس پہنچا تو کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مجکو
ایسا خط لکھا حالانکہ وہ میری رعیتون مین سے ایک رعیت ہے اور اپنا نام میرے نام کے
اوپر لکھا ہے آشفتہ اور پر غضب ہوکر نامۂ مبارک کو چاک کرڈالا اور بہت کچہہ بیہودہ کلمات غضب
کی حالت مین اُس کی زبان سے نکلے۔ عبداللہ بن حذافہ کی طرف اوس نے کچہہ التفات
نہ کی اور مکتوب شریف کا کچہہ جواب نہ دیا جب یہ خبر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کو پہونچی تو آپ نے فرمایا مزق کتابی مزق اللہ ملکہٗ یعنی اُسنے میرا نامہ
پہاڑا اللہ تعالے شانہ بہت جلد اوسکے ملک کو پہاڑیگا۔ اور وہ بہت تہوڑے دنون
مین مارا گیا اوسنے بازان کو جو اوسکے طرف سے ملک یمن کا حاکم تہا لکہا کہ مین نے
سُنا ہے کہ ایک شخص ملک حجاز مین پیدا ہوا ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تجکو لکہا جاتا
ہے کہ تو دو آدمی وہان بہیجکر پکڑوا کر اُسے میرے پاس بہیجدے قائم۔ یہ بات سمجہنے اور
غور کرنے کی ہے کہ اُسوقت جب آپنے کسریٰ کو نامہ لکہا ہے تو آپ کی طاقت بس اتنی
ہی تہی کہ کسریٰ نے صرف دو آدمی آپ کی گرفتاری کے واسطے کافی سمجہے ایسے کمزور
آدمی کی اتنی جُرات نہین ہوسکتی کہ اتنے بڑے بادشاہ کو نامہ لکہے اور جسوقت نامہ لکہا
ہے از روے عقل یہ بات ہرگز خیال مین کسیکے آنے کے قابل نہ تہی کہ آپ کو اور آپکے
خلفا کو ان بادشاہون پر جو ہفت اقلیم کے بادشاہ تسلیم کیے گئے ہین ایسا غلبہ ہوجائیگا
کہ اون کا نام ونشان بہی باقی نہ رہیگا۔ اور ہمیشہ کے واسطے ان کا ملک دارالاسلام ہوجائیگا
چنانچہ ایران اُسی نامعقول کا ملک ہے جو آج تک جسکو تیرہ سو برس ہوتے ہین دارالاسلام ہے

اب اس سے بڑھکر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کی روشن دلیل کیا
ہوسکتی ہے یہ کارروائیان جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے دار النبوت
مدینہ منورہ مین سے فرمارہے تھے اوسی اسرار نبوت کی حکم انیان ہین جو آپکی دل مبارک
مین پنہان تہین اور آپکی تشریف بری کے بعد آپ کے چار یار رضی اللہ عنہم اس اسرار نبوت
کے مظہر ہوے فقیر بیبضاعت **محمد اکبر ابو العلائی دانا پوری** عرض کرتا ہے جو
حضرات اس مقام کو ملاحظہ فرمائین تو وہ حضرات اس مقام پر تامل فرمائین کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان بادشاہان اولوالعزم کو ہدایت نامے تحریر فرمائے جن کہی
دانشمند کو اسوقت اس کامیابی کی امید ہوسکتی تہی اور پہر یہ استحکام کہ وہ فتوحات سیکڑون
برس تک علی حالہ قایم ہے پہر یہ امور اسرار نبوت کا ظہور نہین تو کیا ہے اتنے بڑے زمانہ
آیندہ کی پیشین گوئی سواے اوس برگزیدہ انسان کے جو مؤید بوحی ہو کوئی نہین کرسکتا
اب ایسا برگزیدہ انسان اللہ تعالی شانہ کا پیغمبر نہ سمجھا جاے تو کون سمجھا جائے **الغرض**
باذان نے اوس کے حکم کے موافق اپنے ایک منشی کو جو بابویہ کہتے تھے اور وہ فارس کے
دفتر نویسون اور بہادرون مین ممتاز تہا اور ایک دوسرے شخص کو کہ اسکا نام خرخرہ تہا
اوسکو بہی اوس کے ہمراہ کرکے روانہ کردیا اور ایک نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کو اوسنے لکہدیا کہ آپ ان دونون آدمیون کے ساتھ چلے آئیے آپ کو کسری بادشاہ
نے بلایا ہے پہر وہ دونون وہان سے طائف مین آئے وہان صنادید قریش مثل ابوسفیان
اور صفوان بن امیہ موجود تھے اُن سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حال خیریت
اشتمال دریافت کیا اُن لوگون نے کہا وہ یثرب مین رہتے ہین اور دل مین یہ لوگ خوش
ہوگئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ایسے بڑے بادشاہ سے مقابلہ ہے کہ دعوے
نبوت کرنا معلوم ہوجائیگا اور ہم کو بہی بہت موقع اُنپر غالب ہونیکا مل جائیگا القصہ وہ
دونون آدمی مدینہ مین پہنچکر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محفل فیض منزل

مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ بادشاہ کسریٰ نے اپنے صوبۂ یمن کو جسکا نام باذان ہے خط
لکھا ہے اور باذان نے آپ کی خدمت مین یہ خط لکھا ہے یہ کہکر وہ نامہ حضور پرنور صلی اللہ
علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مین پیش کیا اور کہا کہ ہم کو باذان نے اسواسطے بھیجا ہے کہ ہم آپکو
اپنے ساتھ خسرو پرویز کے دار الملک کو لیچلین آپ ہمارے ساتھ برضا و رغبت چلے چلین وہ
آپ کی سفارش بادشاہ سے کریگا بادشاہ آپ کی خطا معاف کر دیگا اور اگر آپ چلنے مین انکار
کرینگے تو آپ کو اُسکا دبدبہ اور شوکت معلوم ہے وہ تمام یثرب کے ملک کو زیر و زبر اور آپ
کی قوم کی قوم کو ہلاک کر دیگا۔ آپ نے اُس کے ہزبانات اور خرافات کو سُنکر تبسم فرمایا
اور روایت مین ہے کہ یہ دونون یعنی بابویہ اور خرخرہ زرین کنگن اور پوشاک دیبا کی پہنکر
اور زرین پٹکے کمر سے باندہکر اور داڑہیان مونڈاے اور مونچھین بڑہاے ہوے جیسے
مجوسی ہوتے ہین حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے محفل فیض منزل مین حاضر ہوے
آپ نے جب اُن کو اس ہیئت و صورت پر دیکھا تو ناخوش ہو کر فرمایا کہ واے ہو تم کو
کسنے ایسی وضع بنانے کا حکم کیا ہے اور تم سے کس نے کہا ہے کہ داڑہی مُنڈ واؤ اور مونچھین
بڑہاؤ اون دونون نے کہا کہ ہمارے پروردگار کسریٰ نے یہ حکم ہم کو دیا ہے۔ حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ داڑہی
بڑہاؤ اور مونچھین کتراؤ اور آپ نے اُن سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ دونون دوزانو بیٹھ گئے
آپنے اُن کو دعوت اسلام کی اور عذاب الٰہی سے ڈرایا اور ثواب کا امیدوار کیا اُن لوگون
نے کہا کہ آپ ہی تکلیف فرما کر اُس ملک الملوک کے پاس تشریف لیچلین ہم ڈرتے ہین
کہ اگر خلاف حکمی ہوگی تو وہ شہنشاہ عجم ایک عرب کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا سب کو مار ڈالیگا
یا وطن سے سب کو نکال دیگا۔ اور مروی ہے کہ یہ کافر سرحند جرأت کرتے تھے اور بیبا
و بانہ کلام کرتے تھے مگر مجلس شریف کی ہیبت اور عظمت نے اُن مین ایسی تاثیر
کی تھی کہ بدن مین رعشہ تھا اور قریب تھا کہ [illegible] کہ جو مجلس شریف

سے ظاہر ہو رہی تھی گر پڑین اور بیہوش ہو جائین مجبور ہو کر اُن لوگون نے عرض کی یا حضرت
ہم اس ارادے سے درگذرے آپ وہان جانیکی تکلیف نہ فرمائین صرف آپ باذان کو ایک
نامہ لکھدین حضور پر نور سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ آج تو تم ٹھہر جاؤ کل پھر آنا دیکھون میرا پروردگار مجھے کیا حکم دیتا ہے جب دوسرے
روز وہ دونون مجلس مبارک مین حاضر ہوے تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ باذان کو جا کر خبر
کرو کہ میرے پروردگار تعالیٰ شانہ نے تیرے بادشاہ کو ہلاک کیا سات گھڑی رات گئے
اوس کے بیٹے شیرویہ کو اُسپر مسلط کیا اوس نے چھری سے اُسکا پیٹ چاک کر ڈالا
اور یہ رات منگل کی تھی اور دسوین تاریخ جمادی الاول کی اور ساتوان سال ہجرت کا تھا اور
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے اُن سے کہا کہ تم ملک باذان سے کہدینا کہ قریب
ہے کہ میرا دین ملک کسریٰ مین ظاہر ہوگا اگر تو مسلمان ہو جاے تو جو ملک کہ تیرے تصرف
مین ہے اُسے مین تیرے واسطے باقی رکھونگا اور تجھے چھوڑ دونگا اور تجھکو اہل فارس
پر حاکم کرونگا جب وہ دونون مجلس مبارک سے اُٹھکر باہر آئے تو ایک دوسرے سے
کہتا ہے کہ اگر اس سے زیادہ ہم اس مجلس مین حاضر رہتے تو ہم ضرور ہلاک ہو جاتے ضرور
یہ برگزیدہ بندے اللہ کے ہین اور ان کو ان کے کامون مین اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف
سے مدد پہنچتی ہے جب یہ دونون آدمی یمن مین پہنچے جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ
وسلم نے ارشاد فرمایا تھا سب بے کم و کاست باذان سے عرض کر دیا اور جو کچھ آپکی محفل
ہدایت منزل کا حال مشاہدہ کیا تھا مفصل بیان کیا اور اپنی حالت بھی کہہ سنائی کہ ہمارا
تو یہ حال ہو گیا تھا ۔ باذان نے پوچھا کہ اُن کے پاس کچھ چوکیدار نگہبان ہین یا نہین ۔
اُن لوگون نے کہا کہ وہ تو تن تنہا کوچہ و بازار مین پھرتے ہین اپنی ضرورت کی اشیا اور
بیوہ بیکس عورتون کی چیزین خود خرید کرتے ہین اور اپنے کندھون پر رکھکر اُن کے گھرون
مین خود پہنچاتے ہین باذان نے کہا کہ واللہ اوس کا کلام بادشاہون کا سا کلام

نہین ہے میرے خیال مین یہ بات آتی ہے کہ وہ نبی مرسل ہے اوس کی رسالت مین کچھ شک نہین ہے عذر مان لینے کے قابل ہے اوس پر ایمان لانے مین اب کوئی بادشاہ مجھپر سبقت نہ کریگا۔ اسی عرصہ مین فرمان شیرویہ کا اوسکے پاس آیا مضمون اسکا یہ تھا کہ خسرو اعیان اور اشراف فارس کو بیگناہ قتل کرتا تھا اور تفرقہ عظامی دربار مین ڈالتا تھا اسلیے مین نے اُس کو قتل کیا اور ملک کو اُسکے شر سے بچایا تجکو چاہیے کہ تو میری اطاعت کرے اور وہان کے اعیان واشراف کو میری اطاعت و فرمانبرداری پر رضامند کر اور خبردار اُس صاحب دولت سے جو ملک عرب مین نبوت کا دعوی کرتا ہے کسی قسم کی مزاحمت نہ کیجیو انتہی۔ باذان نے جب یہ فرمان پڑہا اوسکا مضمون اس کی تصدیق ایمان کا پشتہ ہوگیا اور سچے دل سے کلمۂ توحید پڑہا۔ اور اقرار نبوت کیا اور اکثر آدمی یمن اور فارس کے اوس کی موافقت مین ایمان لائے۔ **اسرار نبوت**

جسوقت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بابویہ اور خرخرہ کو خسرو کے قتل کی خبر دی ہے اُسوقت خبر رسانی کا ذریعہ سوائے قاصدون کے آمد و رفت کے اور کوئی نہ تھا آپ کو جو یہ خبر ایران کی ملک عرب مین پہنچی اور طرفۃ العین مین حضور اسرار نبوت کے پیادگان سریع السیر نے پہونچائی کتاب مصباح المضی مین سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے کہ کہا اونہون نے کہ لکھے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کسری اور قیصر اور نجاشی کی طرف ایک ہی مضمون کے نامے اور اس عبارت سے لکھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسری وقیصر ونجاشی اما بعد تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الی قولہ تعالی بانا مسلمون

پھر کسری نے نامہ مبارک کو چاک کر ڈالا اور نہ پڑہا اوس کو پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مزق ومزقت امتہ یعنی پہاڑ گیا وہ اور پہاڑی گئی اُس کی اُمت یعنی رعیت اور قیصر نے اُس نامہ شریف کو دیکھا اور کہا بیشک نہین دیکھا

پیشے اس کتاب کو بعد سلیمان علیہ السلام کے یعنی بسم اللہ شریف کو پھر پایا ابو سفیان اور
مغیرہ کو جو ملک شام میں تجارت کے ذریعہ سے گئے ہوئے تھے اور اُن سے حالات حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پوچھے اور کہا بابی لو کنت عندہ لغسلت
قدمیہ لیملکن ما تحت قدمی **ترجمہ** یعنی فدا ہو میرا باپ اُن پر اگر ہوتا
میں اُن کے نزدیک تو بیشک دھوتا میں آپ کے دونوں قدم مبارک البتہ مالک ہونگے
وہ اس سرزمین کے جو میرے قدموں کے نیچے ہے پس فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
آلہ واصحابہ وسلم نے اُسکے حق میں ان لہ مدۃ یعنی تحقیق اُس کے واسطے ایک مدت
ہے چنانچہ مؤلف کتاب مصباح المضی فی کتاب النبی الامی کا اپنی اسی کتاب کو میں بعد اس
بیان کے کہ یہ قول حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اور مثل اسکے جو کچھ گذر چکا
جیسے قول آپ کا کہ ان لہ مدۃ یعنی بیشک اوس کے لیے ایک مدت اور زمانہ ہے
اور جیسے فرمانا آپ کا کہ ان لہ بقیۃ یعنی اُن کے واسطے باقی ہیں ملک و مال ہے
اسرار نبوت میری غرض اسرار نبوت سے اخبار صحیحہ ہیں جو خبریں حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آیندہ کی دی ہیں انوار نبوت کی روشنی میں ملاحظہ فرما کر دی ہیں
دیکھو سنافع یعنی تجارت اور حرفت بالکل عیسائی قوم انہیں دونوں سے مالا مال ہے اور پھر
ملک و مال وہ بھی اُن کے ہی ہاتوں میں ہے اور جیسے دحیہ کلبی کے حال میں ہے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ثبت وثبت ملکہ یعنی ثابت اور قایم رہا وہ
اور ثابت وہ قایم رہا ملک اوس کا وہ قوم بھی ابھی تک فارغ البالی کی حالت میں ہے
اور ملک حکومت بھی اُن کے ہاتھ میں ہے یہ سب علام اور خبر دینا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ہے بامداد روشنی انوار نبوت **احادیث** رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک کی خبریں آپ
نے دی ہیں اور وہ سب اسوقت تک صحیح ہوتی آئی ہیں اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایک

حرف کی کمی و بیشی نہ ہوگی چنانچہ دیکھو ملک نصاری کا مشرق سے مغرب تک اور اطراف و اکناف عالم مین زمان فیض توامان سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے اس وقت تک کہ سیکڑون برس ہوئے قایم ہے اور یہ سب اوس کی برکت ہے کہ ان لوگون نے حضور پرنور صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کی نسبت اقرار کیا اور آپ کے قاصدون کا احترام اور آپ کے نامہ شریف کی بزرگی کی۔ الحمد للہ۔

نامہ روانہ کرنا حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا بطرف مقوقس بادشاہ مصر کے

آپ نے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کیطرف روانہ کیا کنیت حاطب کی ابو عبد اللہ ہے قبیلہ اُن کا لخم حاضر ہوئے وہ غزوۂ بدر اور غزوۂ خندق مین اور اون مین جو ان کے درمیان ہوئے اور وفات پائی مدینۂ منورہ مین سنہ ہجری کے تیسوین سال حضرت عثمان غنی کی خلافت مین عمر آپ کی پینسٹھ برس کی ہوئی کذا فی مظاہر الحق و مدارج النبوت" اور مقوقس لقب اُس بادشاہ کا ہے جسکے قبضہ مین مصر اور اسکندریہ ہو جب حاطب مقوقس کے پاس گیے اور نامہ اوس کو دیا پس وہ قریب اسلام لانے کے ہوا لیکن اسلام نہ لایا اور ہدیہ بھیجا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ کے حضور مین اور دو کنیزین ایک ماریہ قبطیہ اور سیرین اور ایک خچر سفید کہ دُلدل اوس کا نام تھا اور بقولے ایکہزار دینار اور بیس کپڑے

اور نامہ شریف کی عبارت یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد بن عبد اللہ و رسولہ الی المقوقس عظیم القبط سلام علی من اتبع الہدی اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ

الاسلام اسلم تسلم یوتک اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم
القبط یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد
الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله
فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون ترجمہ یعنی یہ نامہ ہے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا جو اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہین مقوقس
عظیم قبط کی طرف سلام اوس پر جسنے پیروی کی ہدایت کی اما بعد ہین بلاتا ہون تجکو
اسلام کی دعوت کیطرف اسلام قبول کر تا کہ سلامت رہے تو اور دیگا تجکو اللہ تعالی
شانہ دونا اجر پس اگر پھر گیا تو تو تجپر گناہ ہے تمام قوم قبط کا اے کتاب والو آو
طرف ایک بات کے کہ وہ برابر ہے درمیان ہمارے اور تمہارے وہ بات یہ ہے
کہ نہ عبادت کرین ہم مگر اللہ کی اور نہ شریک کرین ہم اوس کے ساتھ کسی چیز کو
اور نہ بنالے بعضا ہمارا بعضے کو پروردگار سوا خدا کے پس اگر پھر جاتین وہ یعنی اہل کتاب
پس کہو تم اے مسلمانون کہ گواہ رہو تم اے اہل کتاب اس بات پر کہ ہم مسلمان ہین نقل
اور مدارج النبوت مین ہے کہ جب حاطب رضی اللہ تعالی عنہ نے نامہ حضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مقوقس کو پہنچایا اوس نے نامہ مبارک کا احترام اور اکرام کیا
اور حضرت کی شان مین نیک باتین کہین اور حاطب کو خلوت مین لیگیا اور حضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صفات اور اخلاق پوچھے اور نہایت شوق اور توجہ سے
سنے اور سب کو ان اوصاف واخلاق سے موافق پایا جو حضرت عیسی علیہ السلام نے نبی
آخر الزمان کے اوصاف بیان کیے تھے اوسنے کہا کہ بیشک یہ وہی نبی اور رسول ہے جو مسیح
علیہ السلام نے جسکے آنے کی بشارت دی ہے اور ضرور وہ غالب ہوگا اور انکے اصحاب فتح
کرینگے ان ملکون کو لیکن اوس نے اسلام کا اظہار اور اقرار نہ کیا اور اوسکے اسلام کی
صحیح خبر نہین ہے قسطلانی نے روایت کی ہے مواہب لدنیہ مین کہ حاطب نے مقوقس

پاس گئے اور اُس سے کہا کہ بیشک تجھسے پہلے اس ملک مین ایک بادشاہ تہا اور دعویٰ
خدائی کا کرتا تہا اور اپنی قوم سے کہتا تہا انا ربکم الاعلیٰ لہذا اللہ تعالیٰ شانہ نے
اُسے پکڑلیا اور عذاب دنیا و آخرت مین گرفتار کیا پس تو عبرت پکڑ اپنے غیر سے تا عبرت
نہ قبول کرین - اور لوگ تیرے حالات سے - پہر مقوقس نے کہا کہ ہمارا ایک دین
ہے اور ہم اوس کو چھوڑنا نہین چاہتے مگر اوس دین کے سبب سے جو ہمارے دین سے
بہتر ہو حاطب نے کہا کہ ہم تجکو دعوت کرتے ہین دین اسلام کی طرف کہ وہ خدا کا دین
ہے اور ایک نبی تجھ کو بلا رہا ہے اوس دین کی طرف اور یہ دین ناسخ ہے اور دینون کا
اور بیشک بلایا اس پیغمبر نے لوگون کو دین خدا کی طرف تو سخت ترین لوگون کے قریش
تہے اور بڑے دشمن یہود اور نزدیک ترین نصاریٰ جیسے نجاشی اور قسم ہے تجکو اپنی عمر
کی کہ موسیٰ علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی بشارت نہین دی لیکن محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی اور ہماری دعوت تجکو قرآن کی طرف ایسی ہے جیسے تو
دعوت کرتا ہے اہل توریت کو انجیل کیطرف اور جب قوم نے جس نبی کا زمانہ پایا وہ اوسی
نبی کی اُمت سے ہین تو حق ہے ان پر کہ اوسی نبی کی اطاعت کرین اور تونے پایا ہے
زمانہ اس نبی کا تو اب تجھپر ضرور ہے اس نبی پر ایمان لانا داخل ہو جا اوس کی اُمت مین
اور منع نہین کرتے ہم تجھے دین مسیحی سے بلکہ حکم کرتے ہین تجھے اُسی دین کے ساتھہ یعنی تیرے
نبی نے ہمارے نبی کی بشارت دی ہے اور حکم کیا ہے اس کی متابعت کا پس ہم تجھے
کہتے ہین کہ اپنے نبی کا حکم بجالا اور اپنے دین کے حکم پر کہ وہ تصدیق ہمارے نبی کی کرتا ہے
ثابت اور قایم ہو جا مقوقس نے کہا کہ مین نے فکر کی اس نبی کے حالات و صفات مین بیشک
سمجھ لیا اوسکو کہ وہ حکم نہین کرتا ایسی بات کا کہ طبیعت کو جس سے نفرت ہو اور جس کام کرنیکا
وہ حکم کرتا ہے وہ حقیقت مین ایسے ہی ہین کہ اُن کو کرنا چاہیئے اور جن کامون سے
منع کرتا ہے فی الحقیقت وہ کام ایسے ہی ہین کہ اُن کو نہ کرنا چاہیئے اور میرے خیال مین وہ ہرگز

ساحر وقتال نہین اور نہ کاہن وکذاب اس مین ابہی اور فکر کرتا ہون پہر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نامہ مبارک کو احتیاط سے فیل دندان کے ڈبہ مین رکہدیا اور جواب لکہکر روانہ کیا اور وہ جواب یہ ہے ؛

جواب نامہ مبارک حضور پُرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم از طرف مقوقس بادشاہ مصر

الی محمد بن عبد الله (ورسوله) من المقوقس عظیم القبط اما بعد فقد قرات کتابك وفهمت ما ذکرت وبما تدعوا الیه وقد علمت ان نبیا بقی وکنت اظن ان یخرج بالشام وقد اکرمت رسولك وبعثت الیك بجاریتین لهما مکان من القبط عظیم بکسوة واهدیت لك بغلة لترکبها والسلام

ترجمہ: یہ نامہ ہے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیطرف مقوقس کیطرف سے جو بادشاہ ہے قبط کا اما بعد بیشک مین نے نامہ آپکا پڑہا اور سمجھ لیا مین نے اسکو جو ذکر کیا تم نے اور اوسکو جو دعوت کی آپ نے اس کی طرف بے شک جانتا ہون مین کہ ایک نبی باقی ہے اور گمان کرتا تہا مین کہ ظاہر ہوگا ملک شام سے اور بیشک بزرگی دی ہے آپ کے قاصد کی اور بہیجین ہین آپکے واسطے دو لونڈیان پوشاک پہنا کر یعنی مارہ قبطیہ اور سیرین اور عزت ان دونون کی بڑی ہے قبطیون مین اور بہیجا ہے ہدیہ آپکے لیے ایک خچر کہ سوار ہون آپ اسپر اور آپ پر سلام اتنی اور کچہ زیادہ نہ کیا اسپر اوس نے اور نہ مسلمان ہوا وہ اور کتاب استیعاب مین ہے کہ کہا حاطب نے جو بہیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مقوقس بادشاہ اسکندریہ ومصر کے پاس تو دیا مین نے اوس کو نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا تو اوس نے

مجھے اپنے مکان مین ٹھہرایا اور کئی دن مین اُسکے پاس رہا پھر اوس نے جمع کیا اپنے مذہب
کے علمار کو اور مجھسے کہا کہ اپنے صاحب کا حال بیان کر مین نے بیان کیا اُس کے جواب
مین اون لوگون نے کہا کہ تیرے صاحب نے کیون نہ بد دعا کی اپنی قوم کے حق مین کہ ان لوگون
نے اُن کو نکال دیا اُن کے شہر سے مینے اسکے جواب مین کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے کیون نہ بد دعا کی اُن کے حق مین جن لوگون نے اُن کو سولی دی کہ ہلاک کرتا اللہ تعالیٰ
شانہ اُن ظالمون کو اوسنے کہا کہ سچ کہتا ہے تو بھی حکیم تہا اللہ تعالیٰ شانہ کا کہ حکیم مطلق ہے
پھر جب حاطب وہان سے لوٹکر آئے حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت
مبارک مین اور اُسکا حال عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اوس نے اپنے ملک سے بخیلی اور خست
کی اُس کے ملک کو ہرگز بقا نہ ہوگی پس مرا وہ حضرت عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت مین اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و
صحابہ وسلم نے اوس کے ہدایا کو قبول فرمایا اوس مین سے ماریہ قبطیہ کو مسلمان کرکے اپنی
خدمت مبارک مین رکہا اون سے ابراہیم بن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
پیدا ہوے اور سیرین کو آپ نے حسان کو دیا اُوس سے عبد الرحمٰن بن حسان پیدا ہوے
و اصح ہو کہ روضۃ الاحباب کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مقوقس نے چار لونڈیان بہیجی
تہین ایک ماریہ اور دوسری سیرین اور دو کا نام معلوم نہین اور اُنکا حال بہی معلوم
نہین اور ایک خواجہ سرا اور ایک خچر سفید کہ اُسکو دلدل کہتے تہے اور ایک دراز گوش
کہ اُسکا نام عفیر یا یعفور تہا اور اوس پر کبہی کبہی آپ سوار بہی ہوتے تہے حجۃ الوداع کے
راستہ مین وہ مرگیا اور ایک نیزہ اور ہزار مثقال سونا اور بیس تہان کپڑے اور حاطب
رضی اللہ عنہ کو بہی سو مثقال سونا اور پانچ تہان کپڑے انعام دیے۔
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یعفور غنایم خیبر سے تہا جیسا کہ آگے معلوم
ہوگا اور اُس کا مرنا بہی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات شریف

کے بعد کنوئین مین گر کر ثابت ہے اور دلدل کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے خاص اپنی سواری کے لیے پسند فرمایا اور بعد وفات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سواری مین رہا چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ
علیہ نے بوستان مین فرمایا ہے ؎ چہارم علی شاہ دلدل سوار۔ مراد اس سے یہی خچر سفید
ہے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے بعد حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام اوس پر
سوار ہوے اور حضرت امیر معاویہؓ کے زمانۂ حکومت مین وہ مرگیا اور ایک روایت مین رنگ
اوسکا اشہب یعنی سرخ مایل بسیاہی ہے اور اتنا بوڑہا ہوگیا تہا کہ اس کے دانت گر پڑے
تھے اوسکو پانی مین آٹا گہول کر پلاتے تھے اور باقی ذکر اوسکا دواب کے بیان مین آئے گا
اون ہدایا مین عسل بنہان بہی تہا اور وہ آپ کو پسند آیا بنہان بکسر بون و سکون ہای موحدہ
ایک بستی ہے مصر کی بستیون مین اور آپ نے فرمایا بارک اللہ فی عسل بنہان یعنے برکت
دے اللہ تعالےٰ شانہ بنہان کے شہد مین اور حاطبؓ ان پانچ روز رہ کر پہر رخصت ہوکر
چلے آئے۔ کذا فی مدارج النبوت۔

روانگی عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بطرف عبد و جیفر پسران جلندا بادشاہ عمان کے

فائدہ عمرو بن العاص ایمان لائے بلا اکراہ اور بطبیعت رغبت اور خواہش اسلام کی ان کے
دل کو حبشہ مین ہوئے جبکہ نجاشی نے آپ کی نبوت کا اقرار کیا پس متوجہ ہوے واسطے ایمان
لانے کی غرض سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مبارک مین
بغیر اسکے کہ دعوت کرین حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اون کو ایمان کی طرف
فی الفور دوڑتے ہوئے آئے اور ایمان لائے پہر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے ان کو ایک جماعت پر امیر مقرر کیا ان مین صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما بہی تھے اور

اسلام لانے سے پہلے ان کو حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سخت عداوت
تہی اور بہت ڈرتے تہے حضور پرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اصحاب سے کہ مبادا
یہ لوگ مجہے مار ڈالیں تو جب یہ ایمان لائے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے چاہا کہ ان کے دل کا خوف دور ہو تو امن میں ہو جائیں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کیطرف سے اور نا امید ہوں اللہ تعالیٰ شانہ کی رحمت سے لہذا فرمایا آپنے اونکو
اِنّكَ لَرَشِيدٌ یعنی بیشک تو راہ یافتہ ہے اور تہے عمرو بن العاص اَلشَّنْدِيسَ عُمَرُ حِ الْحَطَّابِ
جس آدمی کو احمق اور غبی دیکہتے تو کہتے کہ سبحان اللہ خالق اسکا اور عمرو بن العاص کا ایک
ہی ہے اور روایت کی گئی ہے کہ عمرو بن العاص رحلت کے وقت بہت خفا کیا و بیقرار
تہے تو آپ کے فرزند عبداللہ نے کہا کہ اے والد بزرگوار آپ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کے اصحاب مخصوصین میں ہیں آپ کو اتنا اضطراب کیوں ہے تو آپ نے اپنے
فرزند عبداللہ کو جواب دیا کہ اے میرے فرزند میری عمر میں مجہپر تین حالتیں گذری ہیں
اول تو میں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے دشمنی رکہتا تہا بعد اس کے
میں مسلمان ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ ہو کر کفار سے جنگ کی پہر میں
امارت اور ولایت کے کام کرتا رہا نہیں معلوم کہ ان حالتوں میں سے کون سی حالت کی
باز پرس مجہسے ہو اور کیا معاملہ پیش آئے سبحان اللہ وبحمدہ بڑے لوگوں کی بڑی ہی باتیں
ہوا کرتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اِنّكَ لَرَشِيدٌ ان کی شان میں تہا اسکا
یہ ظہور تہا کہ مالک کا سامنا ہونیکے خیال سے لرزہ براندام تہے اور یہی علامت ایمان کی ہے
کذا فی مظاہر الحق۔ اور عمان بروزن عمال ایک شہر کا نام ہے جو ملک یمن کے متعلقات
سے ہے پہر مسلمان ہوے وہ دونوں بہائی اور منع کیا عمرو بن العاص کو زکوٰۃ لینے سے۔
اپنی رعایا کے مال کی اور احکام قضا جاری کرنے سے پہر عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اونہیں میں رہے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وفات پائی۔

اور عبارت اُس نامۂ مبارک کی یہہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمد بن عبد اللہ ورسولہ الی جیفر وعبد بنی جلندی السلام علی من اتبع الهدیٰ اما بعد ادعوکما بدعایة الاسلام اسلما تسلما فانی رسول اللہ الی الناس کافة لانذر من کان حیا و یحق القول علی الکافرین وان کما ان اقررتما بالاسلام ولیتما وان ابیتما ان تقرا بالاسلام فان ملککما زائل عنکما وخیلی تحل بساحتکما وتظهر نبوتی علے ملککما کذا فی المواهب اللدنیه

ترجمہ یہ نامہ ہے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا جو بندہ ہے اللہ کا اور رسول ہے اُسکا جیفر اور عبد پسران جلندی کے نام سے جو پیروی ہدایت کی کرے اوسپر سلام اما بعد مین تم دونون بھائیون کو بلاتا ہون اسلام کی طرف اسلام قبول کرو کہ سلامت رہے ملک تم دونون کا اور بیشک مین خدا کا رسول ہون تمام آدمیون کی طرف اسلیے کہ ڈراؤن اوس کو جو زندہ ہے اور ثابت کی اللہ تعالے شانہ نے حجت اپنی کافرون پر اور اگر اقرار کرتے ہو تم اسلام کا تو والی کرتا ہون مین تم کو تمہارے ملک پر اور اگر انکار کیا تم نے اسلام کے اقرار کرنے سے یعنی اُس سے کہ دعوت کرتا ہون مین تم کو ملک تو زائل ہونے والا ہے ملک تمہارا اور گھوڑے میرے تمہارے ملک مین جولانی کرینگے اور غالب ہوگی نبوت میری تمہارے ملک پر کذا فی المدارج النبوت اور اوسی مین ہے کہ لکھا اُس نامہ مبارک کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کہتے ہین کہ پہنچا مین عمان کو پہنچکر پہلے مین عبد کے پاس گیا جو جیفر کا بھائی تھا اور وہ بڑا خلیق اور نرم مزاج تھا جلندی کے بیٹون مین پھر مینے اُس سے کہا کہ مین ایلچی ہون محمد رسول اللہ کا تیرے اور تیرے بھائی کے پاس آیا ہون اوس نے کہا کہ میرا بھائی مقدم ہے مجھپر عمر اور ملک مین اور مین تجھے اوسکے پاس پہنچا دیتا ہون وہ تیرا نامہ پڑھیگا پھر اوس نے کہا

کہا کہ صاحب نامہ کس چیز کیطرف دعوت کرتا ہے مینے کہا کہ خداے واحد کیطرف جسکا کوئی
شریک نہین ایمان لا تو اوسپر اور متابعت کرا وسکے رسول کی اور سواے اُس وحدہ لاشریک
کے کسی کی عبادت نہ کر اور اس بات کی شہادت دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
اوس کے بندے ہین اور اوس کے رسول ہین اوس نے کہا کہ اے عمرو تو اپنی قوم کے
سردار کا بیٹا ہے یہ بیان کر کہ تیرے باپ نے کیا کہا کہ ہم کو اوس کے اتباع اور اقتدا ہے
مینے کہا کہ میرا باپ تو مر گیا بے ایمان لائے ہوے محمد رسول اللہ پر مگر مین افسوس کرتا
ہون کہ کاشکے وہ مسلمان ہوا ہوتا اور تصدیق کرتا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کی اور مین بہی پہلے موافق اپنے باپ کا تہا ایمان نہ لانے مین یہان تک کہ ہدایت کی مجکو اللہ تعالےٰ
نے اسلام لانے پر پہر مجسے پوچہا کہ تو کب مسلمان ہوا مین نے کہا کہ تہوڑے دن ہوتے پہر
مجسے پوچہا کہ کس جگہ مینے کہا حبشہ مین نجاشی کے پاس اور مراد اس کہنے سے اوسکی یہہ
تہی کہ اسلام کا نور اُن کے دل مین وہین سے چمکا اور رغبت اسلام کی ان کے دل مین وہین
سے پیدا ہوئی کما مر اسلام ان کا سنہ ۵ یا سنہ ۸ مین ہوا تہا اور عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے
ہین کہ خبر دی مین نے اوسکو نجاشی کے مسلمان ہونے کی پہر اوسنے پوچہا کہ اوسکی قوم نے
اوسکے ساتہہ کیا کیا مین نے کہا کہ قوم نے اوسکو قایم رکہا اور اوسکی متابعت کی پہر اوسنے
کہا کہ اوس کے ملک کے رُہبا اون نے اوسکے ساتہہ کیا کیا مین نے کہا وہ اوس کے ساتہہ
موافق ہے تو عبد نے کہا کہ اے عمرو سونچکر کہہ کیا کہہ رہا ہے تو بیشک آدمی کے واسطے
کوئی عادت جہوٹ بولنے سے زیادہ بُری نہین ہے اور یہی جہوٹ ہے جو سب بُری
عادتون سے زیادہ آدمی کو رسوا کرتا ہے مینے کہا اے عبد ہم مسلمان ہین جہوٹ بولنے
کو حرام سمجہتے ہین اور ہم کو اسلام نے اسکی تعلیم کی ہے اور ہم لوگ آپس مین عہد
کر چکے ہین کہ کبہی کسی آدمی سے جہوٹ نہ بولین اور ہماری کتاب پاک مین ہے
کہ دروغ گو اللہ تعالیٰ شانہ کی لعنت کا سزاوار ہے مسلمان سے جہوٹ بولنا محال

سمجھا جاتا ہے تنبیہ اے میرے بیٹے سید محمد محسن عمرہٗ اور سید واعظ الحق
مدعمرہٗ جب تمہاری نظر سے یہ مقام گذرے تو اپنے پروردگار تعالیٰ شانہ سے دونوں ہاتھ
آسمان کیطرف بہت بلند کر کے اس امر کی توفیق چاہنا کہ اللہ تعالیٰ شانہ دولت صدق سے
مالامال کرے اور حضرت صدیق کیساتھ تمہارا حشر فرمائے اور میرے جملہ پسران قلبی وصلبی اس تنبیہ
مین شریک ہین اور ہر مسلمان سے میری دست بستہ یہ عرض ہے کہ خود صادق القول ہون
اور اپنے بچون کو اسکی تاکید شدید کرین یا اللہ تو بڑا غفور الرحیم ہے تو بڑا کریم ہے میرا اور
میری اولاد صلبی وقلبی کا اپنے صدیقین بندون کے ساتھ حشر فرمایو اللّٰہم آمین ثم
آمین یارب العالمین ؛ پھر عبد نے کہا کہ یہ بجاو تہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم
کس چیز کا حکم کرتے ہین اور کس کام سے منع کرتے ہین مینے کہا کہ وہ اللہ عزوجل کی طاعت
کا حکم کرتے ہین اور اوسکی نافرمانی سے منع کرتے ہین اور حکم کرتے ہین صلہ رحم اور احسان کرنیکا
اور منع کرتے ہین ظلم سے اور روکتے ہین حدود شرعی کے تجاوز کرنیسے اور زنا کرنے سے اور
شراب پینے سے اور صلیب اور بتون کو پوجنے سے ۔ عبد نے کہا کیا اچھی باتین ہین جنکی
وہ دعوت کرتے ہین اگر میرا بھائی جیفر میری متابعت کرے اور موافقت کرے تو ابھی ہم سوار
ہوتے ہین اور چلتے ہین ہم محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مبارک
مین کہ ان کے اللہ پر ایمان لائین اور ان کی رسالت کی تصدیق کرین مگر میرا بھائی اپنے
ملک کو نہ چھوڑیگا مینے کہا کہ اگر ایمان لائیگا وہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوس
کی قوم کو اوسکی بخشش دینگے اور زکات لینگے قوم کے غنی لوگون سے اور تقسیم کرینگے اوس
زکوٰۃ کے مال کو قوم کے مساکین پر اوسنے کہا خدا کی قسم کیا اچھا خلق حسن ہے ۔ پھر پوچھا
اوس نے کہ زکوٰۃ مال مین سے کتنی لیجاتی ہے مینے سب بیان کیا جو اللہ تعالیٰ شانہ کے حکم
سے فرض ہوئی تھی اموال مین یہان تک کہ اونٹون کی زکوٰۃ کا بھی بیان کیا تو اوسنے کہا
اے عمرو کیا لیا جاتا ہے صدقہ سوایم مویشی سے یعنی جنگل کے چرنے والون اور جنگل کے پانی

پینے والون چوپایون سے مینے کہا کہ ہان یہی حکم ہے اوسنے کہا کہ واللہ میری قوم اسکو
نہ مانیگی - پہر چند روز مین وہان رہا کہ عبد اپنے بہائی جیفر کے پاس گیا اور اس حال کی اسکو
خبر کی تو اوسنے ایکدن مجھے اپنے پاس بلایا پہر مین اوس کے پاس گیا تو اوسکے نوکرون نے میرے
بازو پکڑ لیے جیفر نے اپنے نوکرون کو منع کیا کہ اس کو چہوڑ دو میرے پاس آنے دو اون لوگون
نے مجھے چہوڑ دیا پہر مین اوسکے آگے گیا اور قصد بیٹہنے کا کیا اوس نے مجکو منع کیا اور کہا اپنی
حاجت بیان کر مینے نامہ مبارک حضرت سرور عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا دیا اوسنے
اوس نامہ مبارک کو پڑہا پہر اپنے بہائی عبد کو دیا پہر اوسنے بہی پڑہا اور مینے اوس کو اوس
کے بہائی عبد سے بہی زیادہ نرم پایا پہر اوس نے کہا مجھ سے کہ قریش کا حال بیان کر کہ
اون لوگون نے اُن کے ساتہہ کیا معاملہ کیا مینے کہا کہ اونہون نے متابعت کی آپ کی
کسی نے رغبت کے ساتہہ اور کسی نے بزور شمشیر پہر اوس نے پوچہا کہ اُنکے کون موافق ہین
مینے کہا کہ بیشک رغبت کی لوگون نے اسلام قبول کرلیے ہین اور اختیار کیا اوسکو اوس سب
پر کہ جسپر پہلے تہے اور سمجہ لی یہ بات اُن لوگون نے اپنے پروردگار تعالیٰ شانہ کی ہدایت سے
کہ ہم بیشک گمراہ تہے اور اب مجھے کوئی ایسا نہین معلوم ہوتا وہان کہ باقی رہ گیا ہو تیرے
سوا یہان سے وہان تک اور اگر اسلام نہ لائیگا تو اور متابعت نہ کریگا تو روند ڈالین گے
تجکو گہوڑے اہل اسلام کے اسلام لا کہ سلامت رہے تو اور برقرار رکہین حضرت صلّی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم تجکو تیری قوم پر اور چڑہائی نہ کرے تجپر لشکر اسلام کا اوس نے کہا
کہ آج تو اور مجھے اس امر مین فکر کرنے دے اور کل پہر تو میرے پاس آ تو مین اسکا
جواب دونگا پہر وہان سے مین اوس کے بہائی عبد کے مکان پر آیا تو اوسنے مجھے کہا
کہ اے عمرو بیشک مین امیدوار ہون کہ سلامت رہے میرا بہائی اگر بخل اوسنے نہ کیا
اپنے ملک پر پہر مین دوسرے دن جیفر کے پاس گیا تو اوسنے مجھے اندر اپنے پاس
آنے کی اجازت نہ دی پہر مین لوٹ کر اوسکے بہائی کے پاس گیا اور اوس سے

کہاکہ مین اوس کے پاس تک نہین پہنچ سکتے تو مجھے اوس کے پاس بہیجا اوس نے کہا کہ فکر کی مین نے اس مین جسکی تو دعوت کرتا ہے مجکو وہ یہ ہے کہ مین عرب کے ملک مین نامرد اور ضعیف ترین سمجہا جاؤنگا اگر مین اُن کی متابعت قبول کرلونگا حالانکہ نہین پہنچ سکتے اُن کے گہوڑے ہمارے ملک تک اور اگر بالفرض اون کا لشکر ہمارے ملک تک پہنچ بہی گیا تو ہمارا قتال اُن لوگون کا سا نہین ہے جنسے وہ لڑے ہین مینے اوس سے کہا کہ اچہا تو کل مین جاؤنگا جب اوس کو میرے جانے کا یقین ہوا تو وہ اپنے بہائی جیفر سے تخلیہ مین ملا پہر صبح کو مجھے بُلایا اور دونون بہائی ایمان لائے۔ الحمد للہ علی ہدایتہ وانعامہ یہ نامہ سیط مواہب لدنیہ اور مدارج النبوت مین مذکور ہے بغیر ذکر سال کے کہ کون سے سال مین حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ نامہ اُن کو بہیجا تہا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالباً اسی سال ششم مین یہ نامہ بہیجا گیا ہے کیونکہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لانا پانچوین سال مین ہے اور یا نوین سال مین بہیجا گیا ہو کہ آٹہوین سال مین بہی ان کے اسلام لانے کی روایت ہے۔

نامہ روانہ کرنا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کا ہوذہ بن علی رئیس یمامہ کے نام

روایت ہے کہ سلیط بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہوذہ بن علی رئیس یمامہ کی طرف روانہ کیا اور یہ سلیط عامری ہین حاضر ہوے یہ اور ان کے باپ جنگ یمامہ مین اور یہ وہان شہید ہوئے اور حلّے پہنائے حضرت عمر بن الخطاب رضہ نے حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اصحاب کو اور ایک حلّہ باقی رہا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچہا کہ دو

شخص کون ہے کہ ہجرت کی اوس نے اور اُس کے باپ نے لوگون نے عرض کی کہ عبداللہ
آپ کے فرزند آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ سلیط بن عمرو اور وہ حُلہ آپنے اُن کو پہنایا۔ کذا
فی المدارج النبوت ۱۲ پہر جب سلیط ہوذہ کے پاس پہنچے تو تعظیم کی ہوذہ نے اُن کی
اور کپڑے ہجر کے بُنے ہوے اُن کو پہنائے اور اُن کے لایق اُن کو انعام دیا اور
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مین کہلا بہیجا اور بعض کتب سیر
مین ہے کہ لکہہ بہیجا کہ کیا اچھی چیز ہے وہ جس کی طرف آپ مجکو دعوت کرتے ہین
اور مین خطیب اور شاعر ہون اپنی قوم کا لہذا مجکو بہی کچھ تصرف امر خلافت مین دیجیے
اور بعض بلاد مین کو میرے قبضہ مین کر دیجیے اس شرط پر مین آپ کی ملازمت اختیار
کرتا ہون سلیط رضی اللہ تعالے عنہ یہ پیام اوسکا لیکر حاضر ہوے اور جو کچھ انعام
اوسنے دیا تہا وہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین رکھدیا
آپ نے اوس کو قبول نہ فرمایا اور ہوذہ اسلام نہ لایا روضۃ الصفا مین ہے کہ حضرت
صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہوذہ کا پیام سنکر فرمایا کہ ہوذہ اگر مجھسے ایک
کہجا خرما جو زمین پر پڑا ہوا ہو مانگے تو وہ بہی اوسکو نہ دون ہلاک ہو وہ اور ملک اوسکا
کہتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ تعالیٰ وآلہ واصحابہ وسلم نے فتح مکہ سے مراجعت
فرمائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہوذہ کے مرنے کی خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ
یمامہ مین ایک بدبخت اور کذّاب ورپیدا ہوگا کہ نبوت کا دعویٰ کریگا۔ میرے بعد
یہ اشارہ مسیلمہ کذاب کی طرف ہے کہ قصہ اُسکا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے
عنہ کے واقعات خلافت مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ اور نامہ جو حضور پرنور صلی اللہ تعالے
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تحریر فرمایا تہا اوس کی عبارت یہ ہے۔

نامۂ مبارک بنام ہوذہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ھوزہ بن علی سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

واعلم ان دینی سیظهر الی منتهی الخف والحافر فاسلم تسلم واجعل لك ما تحت یدیك كذا فی مواهب اللدنیه **ترجمہ** یعنی نامہ ہے محمد رسول اللہ کیطرف سے ہوذہ بن علی کے نام سلام ہو اوسپر کہ پیروی کرے ہدایت کی تجھے معلوم ہو یہ بات کہ بہت قریب ہے وہ زمانہ کہ میرا دین غالب ہوگا منتہای خف اور حافر تک۔ خف بضم خا معجمہ و تشدید فا بکری اور اونٹ کے پاؤں کی جگہہ کو کہتے ہین اور حافر گھوڑے اور خچر و حمار وغیرہ کے سُم کو کہتے ہین اور مراد حضور کی اس سے یہہ تہی کہ میرا دین غالب ہوگا اور وہان تک پہونچیگا جہان تک چارپایون کے پاؤن پہنچتے ہین یعنی انتہای آبادی انسانی تک ۱۲ پس تو مسلمان ہو تاکہ سلامت رہے ملک تیرا اور قایم رکھون مین تجکو تیرے ملک پر۔ کذا فی مدارج النبوت

نامہ روانہ کرنا حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا معرفت شجاع بن وہب کے حارث غسانی بادشاہ بلقا کے نام سے

روایت ہے کہ شجاع بن وہب کو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے حارث غسانی بادشاہ بلقا کی طرف روانہ فرمایا۔ اور یہ شجاع مہاجرین سابقین حبشہ سے تھے اور حاضر ہوے بدر اور ان کے بھائی عقبہ بن وہب بدر مین اور جملہ مشاہد مین اور یہ لمبے قدم کے کبڑے دبلے پتلے آدمی تھے اور شہید ہوے یہ جنگ یمامہ مین اور عمران کی کچھ برس زیادہ چالیس سے تہی کذا فی المدارج النبوت اور بلقا نام ایک شہر کا ہے شام کے شہرون مین سے جب شجاع رضی اللہ تعالے عنہ نے حارث کو نامہ مبارک حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کا دیا تو اوس بدبخت نے اوسکو لپیٹ دیا

اور کہا کہ اب مین مع لشکر اُس طرف روانہ ہوتا ہون یعنی بقصد جنگ پھر بادشاہ روم نے اوسکو منع کیا اس ارادے سے روضۃ الصفا مین ہے کہ اوسوقت حارث غسانی قیصر روم کی تیاری کی پیشکش مین مصروف تھا انتہی اور جو نامہ اوسے حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھیجا اوسکی عبارت یہہ ہے۔

نامہ شریف بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی الحارث بن ابی شمر سلام علی من اتبع الھدی وامن باللہ وصدق وانی ادعوک الی ان تؤمن باللہ وحدہ لا شریک لہ یبقی لک ملکک کذا فی مواھب اللدنیہ

ترجمہ یہ نامہ محمد رسول اللہ کیطرف سے حارث بن ابی شمر کے نام ہے سلام ہو اوس پر کہ جس نے پیروی کی ہدایت کی اور ایمان لایا اللہ پر اور سچا جانا اوس کو اور بے شک مین بلاتا ہون تجکو اوسکی طرف ایمان لا تو اللہ شانہ پر کہ وہ ایک ہے کوئی اُسکا شریک نہین باقی رہیگا ملک تیرا تیرے واسطے انتہی۔ روضۃ الاحباب مین ہے کہ شجاع بن وہب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نامہ مبارک لیکر حارث بن ابی شمر کی دار الحکومت مین پہنچے تو وہ غوطہ دمشق مین قیصر روم کی پیشکش کی طیاری کر رہا تھا اور قیصر بیت المقدس کو جاتا تھا شجاع دو روز تک اوسکے دروازے پر رہے اندر جانیکی اجازت نہ ملی آخر الامر اوسکے ایک حاجب کے پاس گیے اور اوس سے کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا بھیجا ہوا ہون تمہارے بادشاہ کے پاس اُن کا نامہ لیکر آیا ہون اوسنے کہا کہ تو میرے بادشاہ تک نہ پہنچ سکیگا مگر اُس روز کہ جب وہ دربار کریگا۔ وہ حاجب نصرانی تھا اوسنے شجاع رضی اللہ تعالی عنہ سے حالات حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پوچھے شجاع رضی اللہ عنہ نے سب حالات مفصل بیان کیے حاجب کو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حالات سنکر رقت ہوئی اوسنے کہا کہ مین نے انجیل مقدس پڑھی ہے۔

اوس مین نبی موعود کے جو اوصاف ہین وہی سب اس نبی مین ہین اب مین اوسپر ایمان لاتا ہون اور اوسکی تصدیق کرتا ہون مگر حارث سے ڈرتا ہون کہ مبادا اوس کو معلوم ہو اور مجھے قتل کرڈالے اور ہر روز وہ شجاع کی بخوبی مہمانداری اور خدمت گذاری کرتا تھا یہان تک کہ حارث کے دربار کا روز آیا اور اوس نے اپنے تخت سلطنت پر جلوس کیا حاجب نے اوس سے اجازت لیکر شجاع کو حاضر دربار کیا شجاع رضہ نے حضرت صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نامہ اُسے دیا اوس نے اُسے پڑھکر زمین پر ڈالدیا اور کہا کہ وہ کون ہے جو میرا ملک مجھسے چھینیگا اور ناشایستہ کلمات بکا کیا پھر دربار سے اُٹھا اور حکم دیا کہ گھوڑون کی نعلبندی ہو اس ارادہ پر کہ پیغمبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مقابلے کو روانہ ہو اور ایک خط اوس نے قیصر کو لکھا کہ ایک نامہ میرے پاس آیا ہے اوس شخص کے پاس سے جو عرب مین نبوت کا دعوی کر رہا ہے اب مین اوسپر فوجکشی کا قصد رکھتا ہون قیصر نے اسکے جواب مین اوس کو لکھا کہ تو اس امر کا ارادہ نکر اور میرے پاس چلا آ۔ جو مصلحت ہوگی وہ کیا جائیگا اوسنے یہ جواب قیصر کا سنکر شجاع کو بُلایا اور پوچھا کہ تو کب اپنے صاحب کے پاس جائیگا شجاع نے کہا کہ کل جاؤنگا اوسنے سو مثقال سونا دیکر رخصت کیا مثقال ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے اور اوس حاجب نے کپڑے دیئے اور تھوڑا سا کھانا بطور زادراہ کے ساتھ کردیا اور کہا کہ میرا سلام حضرت صلّی اللہ تعالی علیہ آلہ واصحابہ وسلم کو پہنچانا پھر شجاع مدینہ مین حضرت صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوے اور حال حارث کا عرض کیا آپ نے اُسکے واسطے دعاے ہلاکت فرمائی کہ ہلاک ہو وہ اور ملک اوس کا پھر فتح مکّہ کے سال مین حارث مرگیا اوسکی جگہ جبلہ بن ایہم غسانی مالک ہوا اور بعضے اہل سیر اسپر ہین کہ حارث مسلمان ہوا اور کہا کہ ڈرتا ہون مین اس سے کہ اگر اپنا اسلام ظاہر کرون تو مبادا قیصر مجھے ہلاک کرادے واللہ اعلم

نامہ بھیجنا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حارث حمیری کے نام

مہاجر بن اُمیّہ کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے روانہ فرمایا یمن کی طرف حارث بن حمیری کے پاس اور یہ مہاجر بن امیہ رضہ قریشی اور برادر حقیقی تھے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضہ کے اور نام اُن کا ولید تھا مگر یہ نام حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بسبب ہمنامی ولید بن مغیرہ کے مکروہ معلوم ہوا لہذا مہاجر کر دیا تنبیہ یہی وجہ ہے اکابر دین اپنے بچون کا وہ نام نہین رکھتے جو اس اُمت کے اشقیا کے ہین اگرچہ وہ معناً اچھے ہی کیون نہ ہون جیسے یزید پلید یا اوس کی فوج کے اور اشقیا جو قاتلان شہیدان کربلا ہین۔ الغرض حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مہاجر کو عامل کیا صدقات کندہ پر کہ وہ ایک قبیلہ ہے پھر حاکم کیا اُن کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت بین یمن کا اور یہ بدر مین قریش کے ساتھ تھے اور دو بھائی ان کے بدر مین قتل ہوئے ہشام اور مسعود انتہیٰ کذا فی المدارج النبوۃ اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ بھیجا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مہاجر بن امیہ مخزومی کو حارث بن کلال حمیری کیطرف یمن مین تو اوس نے کہا سانظر فی امری یعنی ابھی مین اپنا کام دیکھ رہا ہون

روانہ کرنا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ابو موسیٰ اشعری اور معاذ کو اہل یمن کیطرف

پھر بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن مین تبوک سے لوٹنے کے بعد دسوین سال ربیع الاول مین دعوت اسلام کو تو اکثر اہل یمن اسلام لائے بغیر جدال وقتال پھر تیسری بار وہین حضرت

ہوئے تفصیل اسکی حجۃ الوداع مین آویگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری بہت خوش آواز تھے قرآن خوب پڑہتے تھے نام ان کا عبداللہ بن قیس ہے اور اشعر نام ان کے قبیلہ کا ہے یمن مین قبائل سبا سے ہے اور اسلام لائے مکہ مین اور ہجرت کی طرف حبشہ کے اور پہر آئے اہل کشتی کے ساتھ اس حال مین کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خیبر مین تھے اور والی کیا آپ کو حضرت عمر رضہ نے بصرے کا سنہ ١٧ ہجری مین اور ہمیشہ یہہ بصرے مین رہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابتدای خلافت تک پہر معزول ہوئے بصرے سے اور گئے کوفہ کو اور وہان اہل کوفہ پر حاکم رہے یہان تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کیے گئے پہر یہ مکہ مین آئے اور یہان تک رہے کہ وفات پائی سنہ ٥٢ ہجری مین کذا فی مظاہر الحق تمام ہوا ابو موسیٰ اشعری کا حال۔

حال معاذ بن جبل کا

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری ہین ان ستر شخصون مین ہین کہ جو حاضر ہوئے عقبہ ثانیہ مین اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان مین اور عبداللہ بن مسعود اور جعفر بن ابی طالب مین بہائی چارہ کرا دیا تہا اور بہیجا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان کو قاضی ہو کر یمن کے اور اسلام لائے جس وقت یہ اٹہارہ برس کے تہے اور طاعون عمواس مین وفات پائی عمواس نام ایک مقام کا ہے اور طاعون سے مراد وبا ہے اور یہ طاعون حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت مین واقع ہوا تہا اوس وقت عمر ان کی اڑتیس ٣٨ برس کی تہی اور اس طاعون کے عارضہ سے تین دن مین ستر ہزار آدمی مرے تہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس طاعون کی خبر دی تہی اور یہ آپ کا معجزہ تہا اور یہ معاذ فتویٰ دیا کرتے تہے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ حیات مین اور حاضر ہوئے بدر مین اور سوا اسکے اور غزوات

ہین اور انتقال کے وقت اپنے یارون سے کہا کہ علم اور ایمان قایم رہیگا قیامت تک
تو تم یہ دونون چیزین جس سے طلب ہین او ر د کرو باطل کو یہ اقتباس ہے سطا ہر الحق
اور مدارج النبوت اور اسماء الرجال اور مشکوٰۃ انتہیٰ۔

نامہ شریف منذر بن ساوی والی بحرین کے نام

علا بن حضرمی کو نامہ شریف مشعر دعوت اسلام دیکر منذر بن ساوی والی بحرین کی طرف روانہ کیا وہ ایمان لایا۔ علا بن حضرمی ایک مشہور صحابی ہین عامل کیا تھا ان کو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم نے بحرین کا اور قایم رکھا ان کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بحرین پر جب تک وہ زندہ رہے اور انتقال کیا ۱۴ھ ہجری مین اور بعض کہتے ہین کہ حاکم کیا ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرے کا پس انتقال کیا آپ نے ارض بنی تمیم مین سال مذکور مین اور کچھ لوگ یہ کہتے ہین کہ رحلت کی آپنے بحرین مین ہجرت کے اکیسوین سال پھر حاکم کیا ان کی جگہہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ان کے نام اور نسب مین اختلاف ہے اور اسپر اتفاق ہے کہ حضرموت کے ہین کذا فی جامع الاصول اور کاشف مین ہے کہ تھے وہ حلیف بنی امیہ کے اور یہہ دس بھائی تھے۔ روایت کی انہون نے ابو ہریرہ وغیرہ سے کہتے ہین کہ یہہ دریا مین اترے اور پڑھتے تھے کچھ کلمات اور پار ہوگئے دریا سے اور یہ حکایت ان کی بہت مشہور ہے اور وہ کلمات یہ ہین یا علیم یا حلیم یا علی یا عظیم اور وہ مستجاب الدعوات تھے۔ کذا فی مدارج النبوۃ اور روایت کی اون سے صائب بن یزید وغیرہ نے کذا فی اسماء الرجال المشکوٰۃ واضح ہو کہ جب منذر ابن ساوی نے نامہ شریف حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا پڑھا تو پڑھکر اسلام لایا اور اوس کی رعایا بھی کچھ اوسکے ساتھ ایمان لائی اور کچھ لوگ ویسے ہی کفر پر رہے کذا فی المعارج پھر اوسنے حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی خدمت شریف میں عرض حال کیا وہ یہہ ہے -
اما بعد یارسول اللہ فانی قراءت کتابک علی اهل البحرین فمنهم من احب الاسلام واعجبه ودخل فیه ومنهم من کرهه وما رضی یهود ومجوس فاحدث الی فی ذلک امرک **ترجمہ** یعنی بعد حمد ونعت کے یا رسول اللہ مینے آپ کے نامہ کو پڑہا بحرین والون کے سامنے تو بعض اُن مین ایسے ہین کہ اُن کو بہت پسند آیا اسلام او رخوش ہوے وہ اس سے اور داخل ہوے وہ اس مین اور کچہہ لوگ اُن مین ایسے ہین کہ اسلام پر رضامند نہ ہوے اور وہ یہودی اور مجوسی ہین لہذا دوسرا حکم کیجیے کہ مین کیا کرون پہر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دوسرا نامہ والی بحرین کے نام تحریر فرمایا وہ یہہ ہے -

دوسرا نامہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بنام والی بحرین

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی منذر بن ساوی سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو واشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ اما بعد فانی اذکرک اللہ عز وجل فانہ من ینصح لنفسہ وانہ من یطع رسلی ویتبع امرھم فقد اطاعنی ومن نصح لھم فقد نصح فان رسلی قد اثنوا علیک خیرا وانی قد شفعتک فی قومک فاترک للمسلمین وما اسلموا علیہ وعفوت عن اھل الذنوب فاقبل منھم وانک مھما تصلح فلن نعزلک ومن اقام علی یھودیۃ او مجوسیۃ فعلیہ الجزیۃ کذا فی مواھب اللدنیہ

ترجمہ یعنی محمد رسول اللہ کی طرف سے منذر بن ساوی کو سلام علیک پہنچے بیشک مین تعریف کرتا ہون تجھسے خدا کی ایسا خدا کہ کوئی اُسکا شریک نہین اور شہادت ادا کرتا ہون اس بات کی کہ کوئی معبود نہین اوسکے سوا اور محمدؐ بیشک رسول اللہ کا ہے یعنی بین امابعد یاد دلاتا ہون تجھکو خدائے عزوجل کی پس جو کوئی نصیحت کرتا ہے کسی کو یعنی خیر خواہی کسیکی کرتا ہے تو وہ خیر خواہی اپنی کرتا ہے اور جو اطاعت کرتا ہے میرے نامہ برون کی اور تبعیت کرتا ہے اُن کے حکم کی وہ اطاعت و طبعیت کرتا ہے میری اور جس نے خیر خواہی کی میرے ایلچیون کی اوس نے خیر خواہی کی میری بیشک میرے نامہ برون نے تیری تعریف کی اور بہت تعریف کی اور بیشک سفارش کرتا ہون مین تیری قوم کی تو چھوڑ دے مسلمانون کو اُس چیز پر کہ ایمان لائے ہین وہ اُسپر یعنی اون سے اور اُن کے اسلام کے احکام سے مزاحمت نہ کر اور درگذر کر گنہگارون سے اور عفو کیا مین نے اہل ذنوب کو پس قبول کر تو اُن سے اور متوجہ ہو تو اُن پر یعنی عفو کے ساتھ اور بیشک جبتک تو اصلاح کرتا ہی اپنی اور اپنے خلق کی تو ہم تجھکو معزول نہ کرینگے کام سے اور جو شخص کہ قایم اور ثابت رہے اپنی یہودیت پر اور مجوسیت پر تو اُسپر جزیہ ہے انتہیٰ اور مدارج النبوۃ مین یہ بھی ہے کہ مسلمانون کو چاہیئے کہ مجوسیون کے ذبح کیے ہوے جانورون کو نہ کھاوین اور نہ اون کی عورتون سے نکاح کرین اور عہدہ جزیہ لینے کا علا ابن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو تفویض فرمایا وہ ہمیشہ حضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو بھیجا کرتے تھے کذا فی مدارج النبوۃ

نامہ مبارک حضرت سرور عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ علیہ وسلم بنام شاہ غسان جبلہ بن ایہم

نامہ روانہ کیا حضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے جبلہ شاہ غسان کی طرف ہجرت کے ساتوین سال اسلام لایا وہ اور نامہ شریف کا جواب لکھا اور اپنے اسلام

سے مطلع کیا اور ہدیہ بہیجا پہر وہ قایم اور ثابت رہا اسلام پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ خلافت تک پہر اوسی زمانہ مین ایکبار جبلہ حج کو آیا وہ طواف بیت اللہ کر رہا تہا کہ قبیلہ فزارہ کے ایک آدمی کے پاؤن سے اوسکا تہبند دبکر کہل گیا جبلہ نے اوس آدمی کے مونہہ پر ایک طمانچہ مارا اس زور سے کہ اوسکی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس فریادی آیا آپ نے جبلہ کو بلاکر کہا کہ اس کو راضی کرو ورنہ قصاص کا حکم کرونگا اوسنے کہا مجہسے اوسکے لیے قصاص لوگے حالانکہ وہ بازاری آدمی ہے اور مین بادشاہ ہون حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اسلام نے تمہارے اور اوسکے درمیان مین تسویہ کردیا ہے تم کو اوسپر کچہ فضیلت نہین ہے مگر تقوی سے کہ پروردگار تعالی شانہ کا کلام ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی اللہ تعالی شانہ کے نزدیک تم مین سے وہی آدمی عزت دار ہے جو اللہ تعالے شانہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے اوسنے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے کہ مجہہ مین اور اوس مین کچہہ فرق نہین ہے تو مین نصرانی ہوجاؤنگا حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو مین تجہے قتل کرونگا اوسنے کہا کہ آج کی رات مجکو مہلت دو کہ مین اپنے کام مین فکر کرون آپنے مہلت دی وہ رات کو بہاگ گیا اور قسطنطنیہ مین جاکر نصرانی ہوگیا نعوذ باللہ من ذلک الشقاوۃ وسوء الخاتمۃ یعنی اللہ تعالی شانہ اپنی پناہ مین رکہے ایسی شقاوت اور ایسے خاتمہ سے اور بعض اہل سیر یہہ کہتے ہین کہ وہ پہر اسلام لایا اور مسلمان مرگیا

حکایت

حسب روایت شیخ زرندی جو اونہون نے اپنی کتاب اعلام مین ذکر کیا ہے اور جو کچہ کہ محمد بن سعد کاتب واقدی نے کتاب طبقات مین روایت کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ خلافت مین جبلہ بازار دمشق مین جا رہا تہا کہ اوس نے اپنا پاؤن ایک مزنیہ آدمی کے پاؤن پر رکہدیا اوسنے جبلہ کو ایک طمانچہ مارا تو اوسکو پکڑکر ابو عبیدہ رضی اللہ

تعالی عنہ کے پاس لائے اور حال بیان کیا کہ اسنے بادشاہ کو طمانچہ مارا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حکم کیا کہ اسکو جبلہ کے پاس لیجاؤ کہ وہ بھی ایک طمانچہ اسے مارے جبلہ کے خادموں نے کہا کہ کیا اس جرم سے اسپر قتل کی سزا نہین ہوسکتی آپ نے فرمایا کہ نہین پھر خدام نے کہا کہ ہاتھ کاٹ ڈالین حضرت نے فرمایا کہ نہین خدا تعالی شانہ کا حکم قصاص ہی کا ہے یعنی ویسا ہی بدلہ اُسکا لیا جائے جیسا کہ اوس نے کیا ہو جب جبلہ نے یہ سنا تو کہا کہ کیا تم کو یہ گمان ہے کہ مین اپنا مُنہ ایک بزغالہ کے مُنہ کے برابر کرونگا۔ جو یمن سے آیا ہے اور عربی کو اوسنے بسبب حقارت کے تشبیہ دی بزغالہ کے ساتھہ اور کہا یہ دین بُرا دین ہے پھر مرتد ہوکر نصرانی بنگیا نعوذ باللہ منہ اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ جبلہ اپنے ارتداد سے پشیمان ہوا اور کچھ اشعار پڑھا کرتا تھا۔ جن کا آخری شعر یہ ہے ؎

یا لیتنی ادعی المخاض بقفرة ولو انکر القول الذی قال عمر

ترجمہ کاشکے مین حاملہ اونٹنی کو چٹیل میدان مین چراتا مگر انکار نہ کرتا اُس قول کا جو عمر نے کہا تھا اور اسی سال مین اسلام لایا فروہ بن عمرو جذامی جو بادشاہ روم کیطرف سے حاکم تھا عمّان پر اور عمّان بروزن شدّاد زمین بلقا مین سے ایک شہر ہے ملک شام مین اور لکھہ بھیجا اوسنے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی خدمت مین ایک خط اپنے ایک آدمی مسعود بن سعد کے ہاتھہ اور ایک خچر سفید اور مواہب مین ہے کہ اشہب تھا جسکا نام فضہ تھا اور ایک گھوڑا یعنی ظراب نام اور ایک دراز گوش اور چند عمدہ کپڑے اور ایک قبا سندس کی جس پر زردوزی کا کام تھا بطور ہدیہ بھیجا اور اوراس خط کا مضمون یہ تھا کہ لکھا جاتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو فروہ بن عمرو جذامی کیطرف سے اطلاعاً کہ مین اسلام لایا اور اقرار کیا مین نے اللہ تعالی شانہ کی وحدانیت کا اور آپ کی رسالت کا اور مجھے یقین ہے کہ

آپ وہی رسول ہین کہ جن کے آنے کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے
والسلام علیک انتھٰی پہر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اوسکو وکیل کا اعزاز کیا
اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اسکو اپنے مکان پر لیجاؤ اور مہمانداری اس کی کرو
اور ہدیہ اسکا قبول فرمایا اوسمین سے کپڑے تو عورتون کو دیئے اور دراز گوش ابو اسید
ساعدی کے سپرد کیا کہ اوسکی خدمت کرین اور اوسکے خط کا جواب تحریر فرمایا مضمون اسکا یہ تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیطرف سے لکھا جاتا ہے
فروہ بن عمرو کو اما بعد بیشک تیرا وکیل پہنچا ہمارے پاس اور جو کچھ ہدیہ بہیجا تھا اور تیرے
اسلام سے مجکو اطلاع ہوئی بیشک خدائے تعالےٰ شانہ نے تجکو راہ راست دکھائی
اگر تو نیکی کرے اور فرمان برداری کرے خدا اور رسولؐ کی اور نماز کو قایم رکھے اور
زکوٰۃ مال کی ادا کرے تو بہشت تجکو ملے اور آپ نے بلالؓ کو فرمایا کہ انھون نے پانسو درہم مسعود کو دیئے

منقول ہے

کہ جب بادشاہ روم نے فروہ کے اسلام لانے کی خبر سنی تو ان کو بلایا اور تکلیف دی کہ
دین محمدی سے پہر جاوین اور بہت کچھ لالچ دیا کہ مین تجھے جاگیر اور ملک دونگا۔ مگر
ان کے دل مین جو اسلام کی حقانیت نے جگہہ کرلی تہی اوسنے رضامند نہ ہونے دیا
اور کہا کہ مجکو یقین ہے کہ وہ پیغمبر برحق ہین اور تو بہی جانتا ہے کہ یہ وہی پیغمبر ہین
کہ جنکی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے مگر تو بخیلی کرتا ہے اپنے ملک
کے سبب سے پہر بادشاہ روم نے ان کو قید کیا اور آخر کو انہین شہید کیا سولی پر لٹکا دیا
واضح ہو کہ محمد بن سعد کاتب واقدی کا قول ہے کہ تاریخ نامہ پہنچنے جبلہ اور فروہ
کی معلوم نہین کہ کون سنہ مین اون کو بہیجا گیا تھا مگر اکابر اہل سیر نے اسے سال
ششم مین ذکر کیا ہے تو اس کتاب مین بہی اوسیکے موافق ذکر ہوا مگر گمان غالب

یہ ہے کہ نامہ بھیجنا جبلہ کو سال ہشتم مین ہوا ہوگا یا اسکے بعد اسلیئے کہ حکومت اسکی بعد مرنے حارث بن ابی شمر غسانی کے ہوئی تھی اور حارث سال ہشتم مین مرا ہے واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب۔

اسی سال ششم مین خولہ بنت ثعلبہ کی ظہار کا قصہ واقع ہوا یعنی طلاق جاہلیت

خولہ بنت ثعلبہ بن قیس بن مالک بن الخزرج اور اُن کے خاوند اوس بن صامت بن قیس بن احزم انصاری کے درمیان ظہار واقع ہوا مروی ہے کہ خولہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نہایت خوش اندام اور طرحدار بی بی تہین ایکدن وہ نماز پڑھ رہی تہین کہ اونکے شوہر کی نظر حالت سجدہ مین اُن کی پشت پر پڑی اون کے دل مین اُن کی طرف رغبت پیدا ہوئی بعد فراغت نماز اون کے خاوند نے اُن سے قریب ہونا چاہا اُن کو کچھ ضرورت خانہ داری پیش تھی انہون نے انکار کیا اوس کی طبیعت غصہ ور واقع ہوئی تھی بے تامل خفا ہو کر کہہ بیٹھے اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ اور یہ اول ظہار تھا جو اسلام مین واقع ہوا اور ظہار ایام جاہلیت مین حکم طلاق کا رکھتا تھا القصہ اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ کی حالت مین کہہ تو گئے مگر بعد غصہ اوترنے کے پشیمان ہوے اور خولہ سے کہنے لگے کہ مین گمان کرتا ہون کہ تو مجھپر حرام ہوگئی اوس پاک بی بی نے بہت ڈر کر کہا کہ ایسی بات زبان سے مت نکالو حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے دریافت کرو۔ اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے شرم آتی ہے حضرت خولہ نے کہا مین جاؤن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تو جا تجھے اختیار ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پشیمانی کے بعد چاہا کہ خولہ سے صلح کرلین خولہ نے کہا یہہ نہین ہوسکتا جب تک مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے دریافت نہ کرلون پھر وہ حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین اسوقت حضرت

ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ
و اصحابہ وسلم کا سر مبارک دہو یا کنگہی کر رہی تہین کہ خولہ نے اپنا حال زار
حضرت صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت مین ایک
مالدار اور خوبصورت عورت تہی اور بہت لوگ مجہپر فریفتہ تہے اوسوقت اوس
نے مجہسے نکاح کیا اور اب سارا مال میرا کہالیا اور جوانی میری بڑہاپے سے بدلگئی
لڑکے بالے پیدا ہوے جماعت میری متفرق ہوگئی فقر و فاقے نے مجہپر غلبہ کیا
اب اوس نے مجہہ سے ظہار کیا ہے مگر طلاق کا کچہہ ذکر نہین آیا اور وہ باپ ہے
لڑکون کا اور لڑکے مجہہ کو عزیز ہین اب آپ ارشاد فرمائیے کہ مین کیا کرون آپ نے
ارشاد کیا کہ میرے گمان مین تو اوسپر حرام ہوگئی۔ اور ایک روایت مین ہے کہ حضور
سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اوسپر ویسی ہی ہے جیسا کہ
اوس نے کہا اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ڈرتا ہون مین اس
سے کہ تو اوسپر حرام ہوگئی۔ اور ایک تیسری روایت مین ہے کہ مین حکم نہین کرتا تجکو اس امر
مین کچہہ اسلیے کہ ظہار جاہلیت مین طلاق ہوتا تہا اور میری شریعت مین ابہی کوئی
حکم اس باب مین نازل نہین ہوا۔ خولہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
و اصحابہ وسلم ایسا نہ کہئیے قصہ میرا نہایت درد انگیز اور جگر خراش ہے آپ نے دوبار
یہی کلام مذکور فرمایا اور وہ جزع و فزاع کرتی تہین اور وہی جواب سنتی تہین انہون
نے گریہ وزاری شروع کی اور کہا کہ مین اوس کے لڑکے بالے رکہتی ہون اگر مین اونکو
اوس کے پاس چہوڑ دون تو ضایع ہوجاوین اور اگر اپنے پاس رکہون
تو کہلاؤن کیا اب مین نہین جانتی کہ چارہ کار اس کا کیا ہے بس اس سے
بہتر اور کوئی بات نہین ہے کہ مین اپنے درد دل کو اوسی قاضی الحاجات
سے عرض کرون پہر وہ وہان سے اوٹہہ کر حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرے کے ایک گوشہ مین گئین اور سجدہ مین سر رکھدیا
اور عرض کی۔ اللّٰھم انی اشکو الیاک وحدتی وو حشتی و فراق زوجی
و وجدی بہ یعنی اے اللہ مین درد اپنا بیان کرتی ہون تجھسے اور وحشت اپنے
شوہر کی جدائی کی اوس کے فراق کے سبب سے وہ اس مناجات ہی مین تھین کہ
آثار وحی کے نزول کے آپ کے رخسارہ پُرانوار پر ظاہر ہوئے حضرت جبرئیل علیہ
السلام آئے اور یہ وحی لائے جو سورۃ المجادلہ کی چند آیتین خولہ بنت ثعلبہ کو قصہ کی تفصیل ہے
وھو ھذا:۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا وَتَشْتَکِیْ
اِلَی اللّٰہِ ق صلے وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ○
اَلَّذِیْنَ یُظَاھِرُوْنَ مِنْکُمْ مِنْ نِّسَآئِھِمْ مَا ھُنَّ اُمَّھٰتِھِمْ ط
اِنْ اُمَّھٰتُھُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَھُمْ ط وَاِنَّھُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا
مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ط وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ○
وَالَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِھِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا
فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَاسَّا ط
ذٰلِکُمْ تُوْعَظُوْنَ بِہٖ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ○
فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ
قَبْلِ اَنْ یَّتَمَاسَّا ج فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ
سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا ط ذٰلِکَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ ط وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ○

سُن لی اللہ نے بات اُس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھسے اپنے خاوند پر اور جھینکتی ہے اللہ کے آگے اور اللہ سُنتا ہے سوال و جواب تم دونون کا بیشک اللہ سُنتا ہے اور دیکھتا ہے جو لوگ ماں کہہ بیٹھین تم مین سے اپنی عورتون کو وہ نہین ہین اُن کی ماٸین اُن کی ماٸین وہی ہین جنہون نے اُن کو جنا ہے اور وہ بولتے ہین ناپسندیدہ بات اور جھوٹ اور اللہ معاف کرتا ہے بخشنے والا ہے اور جو ماں کہہ بیٹھین اپنی عورتون کو پھر وہی کام چاہین جسکو کہا ہے تو آزاد کرنا ہے اُن پر ایک غلام کا پہلے اس سے کہ آپس مین ہاتھ لگاوین ایک دوسرے کو اس سے تم کو نصیحت ہوگی اور خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ پھر جو کوئی نہ پاوے یعنی غلام آزاد نہ کر سکے تو دو مہینے کے روزے لگاتار رکھے پہلے اس سے کہ آپس مین چھوئے ایک دوسرے کو۔ پھر جو کوئی روزے بھی دو مہینے کے نہ رکھہ سکے تو ساٹھ محتاجون کو کھانا کھلاوے یہ اسواسطے ہے کہ حکم مانو اللہ کا اور اوس کے رسول کا اور یہ حدین باندھی ہوئی ہین اللہ کی اور منکرون کے واسطے عذاب دردناک ہے انتہی۔ منقول ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ شکر و سپاس اوس خدای برتر کو کہ اوس کی سماعت ازلی و ابدی کے نزدیک سب آوازین کیا پست اور کیا بلند یکسان ہین کہ خولہ بنت ثعلبہ میرے گھر کے گوشہ مین آہستہ آہستہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے باتین کرتی تھی اور باوجودیکہ مین وہین حاضر تھی اوسپر بھی اوسکی باتین بخوبی نہین سمجھتی تھی اور اللہ تعالی شانہ نے اوس تمام سرگذشت کو اپنی سماعت ازلی قدیمی سے سُن لیا اور اُسکا فیصلہ فرمادیا مروی ہے کہ جب کبھی خولہ بنت ثعلبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہان جاتین تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ان کی تعظیم کرتے اور فرماتے قد سمع اللہ قولہا اور مروی ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اپنے زمانہ خلافت مین اشراف قریش کی جماعت کے ساتھہ راہ مین جارہے تھے کہ ایک عورت آپ کے پاس

آئی اور کہا اے عمر کھڑے رہو کہ میری آپ سے ایک حاجت ہے آپ اوس کے سامنے گئے اور سر جھکا لیا اور اپنا دست شفقت اوس ضعیفہ کے مونڈھے پر رکھدیا اور اتنی دیر تک کھڑے رہے کہ اوس نے اپنی پوری حاجت بیان کرلی اور جواب اپنا سُن لیا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے اصحاب کے پاس آئے اُن مین سے ایک نے عرض کی کہ اے امیر المومنین آپنے ایک بڑہیا کے لیے اتنی دیر تک جماعت قریش کو کھڑا کیا آپ نے فرمایا کہ ای مسکین تو جانتا ہے کہ یہ بڑہیا کون ہے اوسنے کہا کہ نہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ وہ عورت ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اسکا شکوہ سات آسمانون کے اوپر سے سُن لیا اور اُسکا فیصلہ کردیا یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے قسم اللہ کی اگر یہ مجکو اپنے کام کے واسطے رات تک روک رکھتی تو بھی مین کھڑا رہتا مگر نماز کے لیے جاتا اور نماز پڑہکر پھر اسکے پاس آتا یہان تک کہ کام اسکا پورا ہوتا۔ **الغرض** حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے شوہر خولہ کو بلایا اور آیات منزلہ پڑہکر سُنایئن اور فرمایا کہ ایک غلام آزاد کرلے پھر خولہ سے قریب ہو اونہون نے کہا کہ مجکو غلام آزاد کرنے کی قدرت نہین آپ نے فرمایا کہ دو مہینے برابر روزے رکھ اوس نے کہا کہ یہ بھی مجھسے نہ ہوسکیگا۔ مین دن بھر مین جو دو تین مرتبہ کھانا نہ کھاؤن تو آنکھون مین اندھیرا آجاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو ساٹھہ مسکینون کو کھانا کھلا اوس بن صامت یعنی خولہ کے شوہر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مجکو یہ بھی میسّر نہین اگر آپ اعانت فرمایئن تو ہوسکتا ہے پھر آپ نے پندرہ صاع طعام مال زکوٰۃ سے دیا تو اُنہون نے کفّارہ ادا کیا کذا فی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت نے اوس بن صامت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ساٹھہ مسکینون کو کھانا کھلا تو اونہون نے عرض کی مجکو اتنا مقدور نہین اسی اثنا مین ایک شخص آیا اور ایک کیل خرمے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس لایا اور اوس کیل مین پندرہ صاع خرمے تھے آپ نے اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

کہ یہ خرمے لیجاؤ اور فقرا کو بانٹ دو کہ تمہارے ظہار کا کفارہ ہو جائے اونہون نے
عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کسی کو مین اپنے سے
زیادہ محتاج نہین دیکھتا حکم ہو کہ اپنے اہل و عیال مین صرف کرون آپ نے فرمایا کہ اچھا
اونہین مین صرف کرو۔

یہان علماء کا اختلاف ہے

کہ اگر صاحب کفارہ محتاج ہو تو اوسکے لیے جائز ہے کہ کفارہ کی شے کو اپنے اہل و
عیال پر صرف کرے یا نہین۔ اکثر ائمۂ مجتہدین اسی پر ہین کہ جائز ہے موافق ظاہر
اس حدیث کے لیکن امام **ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ** کے نزدیک جائز نہین
اسلیے کہ مقصود حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہہ تھا کہ بالفعل تو اسے
اپنی اولاد اور اہل کی نفقہ مین صرف کر پھر کفارہ ادا کر دیجیو انتہی ۱۲

اسی سال ششم ہجری کے واقعات مین مسابقت یعنی اونٹ اور گھوڑونکی دوڑ

حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنے اپنے اونٹ
اور گھوڑے دوڑائین دیکھین کسکا اونٹ یا گھوڑا آگے نکلتا ہے اور یہ امر منجملہ معاونات
جہاد سے ہے۔ یعنی فوجی اصول سے ہے اور اس مسابقت مین یکطرفی شرط بھی درست
ہے اور اگر دونون طرف سے ہو تو وہ قمار یعنی جوا ہے۔ مگر جبکہ ہو دونون کے
درمیان مین ایک محلل یعنی تیسرا شخص حلال کرنے والا ہو۔ اس شرط کو اور اوسکا
گھوڑا ہم مثل ہو اون دونون کے گھوڑون کے کہ احتمال اوسکے بڑھ جانیکا نہو
اون دونون پر والا جائز نہ ہوگا۔ پھر جبکہ بڑھ جاوے تیسرا اون دونون سے
تو لے وہ مال اون دونون سے اور اگر وہ دونون بڑھ جاوین اس سے تو نہ دے وہ
ان دونون کو کچھہ اور اون دونون مین سے جو آگے بڑھ جائے تو لے وہ دوسرے سے

کذا فی معدن الجواہر۔

آورحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ایک اونٹنی تہی جسکا نام قصوی تہا کہ کوئی اونٹ اوس سے آگے نہ بڑہا ایک اعرابی آیا اوسکے پاس ایک دُبلا سا اونٹ تہا وہ قصوی سے آگے نکل گیا۔ یہ بات صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم پربہت گران گذری حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن کی تسلی فرما دی کہ حق علی اللہ ان لایرفع شیئا من الدنیا الا وضعہ یعنی حق ہے اللہ تعالی شانہ پر یہ کہ نہین بلند کرتا ہے دنیا مین کسی چیز کو کسی پر مگر کہ پست کرتا ہی اوسکو اسی کے موافق کسی شاعر نے کہا ہے۔ ہر کمالے را زوال و ہر زوالے را کمال ؛ اور اس مصرعہ کا مطلب اور مضمون اس آیت شریفہ سے لیا گیا ہے کل شئ ھالک الا وجہہ یعنی اس جہان کے کمال کو بہی ایکدن زوال ہے۔

اورحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مسابقت کے لیے ایک میدان مقرر فرماتے تہے کہ اوس مین مسابقت کرین اور میدان گہوڑ دوڑ کا چہوٹا اور بڑا بہی ہوتا تہا۔ گہوڑون کی قوت کے اعتبار سے جو گہوڑے قوی اور دوردم ہوتے خوب سے طیار کیے ہوے جسے مضمر کہتے ہین اُن کے لیے بڑا میدان ہوتا تہا اور جو گہوڑے کمزور ہوتے تہے اُن کا میدان چہوٹا ہوتا تہا اور اوس گہوڑے کو غیر مضمر کہتے ہین۔

مضمر کے لیے جو میدان تہا وہ حفیا سے ثنیۃ الوداع تک یہ مقام مدینۂ منورہ کے قریب ہے اُن دونون مین چہہ میل کا فاصلہ ہے۔ اور غیر مضمر کے لیے ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک اور یہ ایک میل کی دوری ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نہین ہے مسابقت مگر تیر اندازی مین۔ یا اونٹون اور گہوڑون کے دوڑانے مین اور ہاتہی اور گدہے اور خچر بہی اسی حکم مین ہین ٭

اور اسی سال ششم مین ام رومان نے وفات پائی

یہ ام رومان حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ کی والدہ تھین رومان ضمہ اور فتحہ دونون سے درست ہے نام ان کا زینب بنت عامر ہے اور ان کے نسب مین اختلاف ہے مگر بنی غنم بن مالک بن کنانہ ہونے مین اتفاق ہے عبدالرحمن بن ابی بکر حضرت حضرت ام المومنین صدیقہ رضہ کے برادر حقیقی ہین اور محمد بن ابی بکر اسما بنت عمیس کے بطن سے تھے اور عبداللہ بن ابی بکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب اولاد سے بڑے تھے اُن کی والدہ کا نام قتیلہ یا قتلہ بغیر تصغیر کے تھا اور اسما بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی والدہ کا نام شفیقہ تھا اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لے گئے حضرت ام رومان کے دفن مین اور اُترے آپ اُن کی قبر مین اور فرمایا کہ من اراد ان ینظر الی امراۃ من حور العین فلینظر الی ھذا یعنی جو کوئی چاہے کہ دیکھے ایک عورت کو حور عین مین سے پس وہ دیکھے اس کی طرف کذا فی مدارج النبوت و روضۃ الاحباب ؀

احوال حضرت اسما بنت حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت اسما بنت ابی بکر رضہ کا لقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ذات النطاقین رکھا تھا اور یہ والدہ ہین عبداللہ بن زبیر کی۔ اسلام لائین یہ مکہ معظمہ مین سترہ آدمیون کے اسلام لانے کے بعد اور یہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے دس برس بڑی تھین۔ اور وفات پائی آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے دس دن بعد اور ایک قول مین بیس دن بعد

بعد سکے کہ اُتار دیے گئے عبداللہ بن زبیر سولی پر سے ۷۳ھ ہجری میں اُسوقت عمر حضرت اسما کی سو برس کی تھی کہ ان
انتقال ہوا روایت کی ہے ان سے ایک جماعت کثیر نے۔ اور اسما بنت عمیس زوجہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہا یہ مہاجرات حبشہ سے تھیں ہجرت کی تھی انہوں نے اپنے خاوند جعفر بن ابی طالب کے ساتھ پیدا ہوئے انسے وہین حبشہ مین
تین بیٹے محمد بن جعفر اور عبداللہ بن جعفر اور عون بن جعفر پہر وہ آئین ان سے مدینہ کو سال ہفتم ہجری مین جب انکے شوہر جعفر
نے سر ہجری مین شہادت پائی تو نکاح کیا انسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُن سے پیدا ہوے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ
پہر بعد وفات حضرت صدیق اکبر رض کی نکاح کیا ان سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے پیدا ہوے یحیی بن علی رض
روایت کی ان سے ایک جماعت نے کبار صحابہ مین سے۔ اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسلام لائے حدیبیہ مین
اچھا اسلام ہوا انکا اور تھی یہ کہ روایت کی انسے عائشہ صدیقہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے اور ان کے سوا اور لوگون نے
بھی اور انتقال کیا آپنے ۵۳ھ ہجری مین اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوے غزوہ طائف مین رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ اور تیر مارے انہون نے کفار پر اور تیر مارا ان کو ابو محجن نے پہر اسی زخم
سے شہید ہوے اپنے والد ماجد کے اول خلافت مین ماہ شوال ۱۱ھ ہجری مین اور تھے یہ قدیم الاسلام۔

اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کنیت اون کی ابو القاسم تھی۔ پیدا ہوے بیچ
ذوالحلیفہ مین سفر حجۃ الوداع مین ۱۰ھ ہجری مین والدہ ان کی اسما بنت عمیس تھین روایت کی انہون نے
اکثر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور ان کے سوا اور صحابہ سے اور روایت کی اُن سے اون کے
بیٹے قاسم نے اور سوا قاسم کے اور لوگون نے بھی تابعین مین سے قتل کیا ان کو معاویہ وغیرہ نے مصر مین ۳۸ھ ہجری مین
اور حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سال کے اوائل مین یا اخیر سال ہفتم مین
اسلام لائے اختلاف کیا ہے علما نے ان کے نام اور نسب مین اور مشہور تر سب قولون مین یہ ہے کہ نام ان کا ایام
جاہلیت مین عبد شمس یا عبد عمرو تھا اور ایام اسلام مین انکا نام عبداللہ یا عبدالرحمن ہوا کہا ہے حاکم ابی احمد نے کہ صحیح
نام انکا ہمارے نزدیک عبدالرحمن بن صخر ہے اور غالب ہو گئی اُن پر انکی کنیت اور ایسا غلبہ اوس کو
ہوا کہ گویا اسکے سوا اون کا اور کچھ نام ہی نہ تھا۔
مسلمان ہوے خیبر کے سنہ مین اور حاضر ہوے خیبر مین حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ

اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی خدمت اپنی ذات پر واجب کرلی تھی۔ اور تحصیل علم پر بہت راغب تھے اور غذا مین ان کو تکلف سے کچھ غرض نہ تھی روکھا سوکھا جو کچھ ملگیا اوسی سے پیٹ بھرلیا اور جہان حضرت تشریف لیجاتے وہان حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے ساتھ رہتے اور سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑھکر حافظ حدیث تھے اور حضرت کی خدمت مبارک مین اتنا حاضر رہتے تھے کہ کوئی بھی اتنا حاضرباش خدمت خالی نہ تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ کچھ اوپر آٹھ سو آدمیون نے صحابہ وتابعین مین سے ان سے روایت کی ہے ازانجملہ ابن عباس اور ابن عمر و جابر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہین اور وفات پائی آپ نے مدینہ منورہ مین ۵۷ ہجری مین اور ۵۸ اور ۵۹ کی بھی روایت ہے اور عمر آپ کی اٹھتر برس کی ہوئی تھی اور نام ان کا **ابوہریرہ** اسلیئے ہوا کہ ان کے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی اوسکو ہر جگہہ اپنے ساتھ لیئے پھرتے تھے کذا فی اسماء الرجال المشکوٰۃ

کتاب سرور المحزون

کے مترجم اپنی کتاب قرۃ العیون مین لکھتے ہین۔ **بلی کے مناقب** بلی کا پالنا مستحب ہے کما صرح بہ العلماء اور حیوٰۃ الحیوان مین احمد اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی سے روایت ہے اور ابوہریرہ اوس کے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو ایک قوم نے دعوت مین بلایا آپ وہان تشریف لے گئے اوسی مقام پر ایک دوسرے نے آپ کی دعوت کی آپ نے وہان جانے سے انکار کیا اصحاب نے آپ سے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ اوسکے گھر مین کتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ پہلے دعوت کرنے والے کے گھر مین بلی تھی آپ نے فرمایا الہرۃ لیست بنجس انما ھی من الطوافین علیکم والطوافات یعنی بلی نجس نہین ہے سوا اسکے نہین کہ وہ طواف کرنے والون مین سے ہے تمہارے اور طواف کرنے والے خادم ہین اور طواف کرنے والیان خادمات ہین اور کیا نازل خدمات کو بجاے مملوک کے کما فی التنزیل

ویطوف علیہم ولدان مخلدون یعنی پہرتے ہین اور خدمت کرتے ہین اُن کی لڑکے
ہمیشہ رہنے والے اسلیے کہا ابراہیم نخعی نے کہ الھرۃ کبعض اہل بیت یعنی بلی
ایسی ہے کہ جیسے بعض گہر کے آدمی اور یہ اسلیے کہ بلی آدمیون کے ساتھہ فرش پر پلنگ پر
گود مین بیٹھتی ہے اور دوسرا جانور اتنا مانوس نہین ہوتا طبقۂ اسلام مین اور ایک حدیث مین ہے
کہ بلی نہین توڑتی نماز کو۔ سوا اسکے نہین کہ بلی متاع البیت سے ہے۔

روایت ہے

ایک بزرگ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب مین دیکہا اون کی وفات کے بعد اور اُن کو
بہت بلند مقام پر پایا تو حضرت شبلی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے حضور مین مجہے
طلب فرمایا اور کہڑا کیا اپنے سامنے پہر پوچہا میرے پروردگار تعالیٰ شانہ نے کہ
اے شبلی تو جانتا ہے کہ مین نے تجہے کس سبب سے بخشا ہے۔ مین نے عرض کی۔ کہ
اعمال صالحہ کے سبب سے۔ فرمایا کہ نہین۔ پہر عرض کی مین نے کہ اس سبب سے کہ مین نے
تیری عبادت مین اخلاص کیا فرمایا کہ نہین پہر مین نے عرض کی کہ بسبب حج اور
روزہ اور نماز کے فرمایا کہ نہین پہر مین نے عرض کی اس سبب سے کہ مین نے ہجرت کی طرف
صالحین کے اور سفر کیا طلب علم کے واسطے فرمایا کہ نہین پہر عرض کی مین نے کہ اے رب
یہ منجیات ہین کہ گمان کرتا تہا مین کہ یہ میری بخشش کا سبب ہونگی فرمایا کہ اِن
چیزون سے تیری مغفرت نہین ہوئی۔ پہر مین نے عرض کی کہ رب میرے کس چیز کے
سبب سے تو نے مجہے بخشا فرمایا کہ یاد کر اسوقت کو کہ تو بغداد کے ایک کوچہ مین جا رہا
تہا وہان ایک چہوٹی سی بلی کو تو نے دیکہا کہ ضعیف کر دیا تہا اوس کو سردی نے تو نے اُسے
اُٹہا لیا اور اپنے کپڑون مین چہپا کر گرمی پہنچائی۔ پہر عرض کی مین نے کہ اے پروردگار
تعالیٰ شانہ تو ظاہر و باطن کا دیکہنے والا ہے۔ یہ کام تو مجہہ سے ہوا تہا پہر فرمایا
میرے رب نے کہ چونکہ تو نے میری ایک مخلوق پر رحم کیا مین نے تجہپر رحم کیا۔

سبحان اللہ و بحمدہٖ وہ دونوں جہان کا خالق و مالک ہے دونوں جہان اور اس کے دونوں
جہان کے رہنے والے اوس کے جس چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر چاہے پکڑلے اور بڑے سے
بڑے گنہگار کو جس چھوٹے سے چھوٹے عمل پر چاہے بخشدے و ثلثہ نوا ہے اے میرے
مہربان مالک میرے خالق میرے رازق میرے ستار و غفار میری جان تجھ پر قربان
میرے پاس تو کوئی نجات کا سرمایہ نہیں ہے میں تو صرف تیرے فضل و کرم کا بھروسہ رکھتا
ہوں پروردگار تعالیٰ شانہ جہان تو نے بڑے بڑے گنہگاروں کو کسی سبب سے بخشا ہے تو
میری بخشش کے واسطے اپنے فضل و کرم کو سبب کردے اللّٰھم آمین یا رب العالمین آمین ۔

غزل فقیر محمد اکبر

مرے خدا تو مجھے بھیک دے کریم ہے تو ۔ گنہگار ہوں میں بخشدے رحیم ہے تو
کروں سوال نہ تجھ سے تو اور کس سے کروں ۔ خدا ہے تو مرا مالک ہے تو رحیم ہے تو
تجھی کو شرم ہے میری ترا ہی بندہ ہوں ۔ کبھی تو جس سے تجھے [illegible] نسیم ہے تو
تو اس کا شکر کئے جا وہ آپ دیگا ۔ کرے ہے کبھی کسی کو نہیں کریم ہے تو

خدا سے مانگنا آتا نہیں ہے تجھے اکبر
سوال کرتا ہے اُس سے بڑا لئیم ہے تو

فقیر محمد اکبر عرض کرتا ہے کہ اس مقام سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عبادت معاف [illegible]
[illegible] اللہ علیہ [illegible]
عبادات [illegible] اور اس میں شک نہیں [illegible]
[illegible] شانہ کی مخلوق ہے [illegible] عبادت سے [illegible]
[illegible]
[illegible]

ے راحت بدل رسان کہ ہمین مشرب است وبس ٭ ایک بزرگ اور بھی ایسا ہی کچھ فرماتے ہین

عبادت بجز خدمت خلق نیست	بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

فقیر محمد اکبر ابو العلائی داناپوری

مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ شانہ کے احکام ہین اور ایک رسول اللہ کا فرمان ہے اور حقیقت مین یہ دونون ایک ہی ہین جو اللہ تعالیٰ شانہ کے احکام ہین وہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے ارشادات ہین۔ اور یہ ایک ولی اللہ کا مشاہدہ ہے۔ اس نے ہم کو یہ سبق دیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی مخلوق پر رحمت کرنا چاہیے اور ضرور چاہیے اور یہ رحمت بلی ہی پر منحصر نہین ہے حضرت سعدی فرماتے ہین

میازار مورے کہ دانہ کش است	کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

اوس پاک پروردگار تعالیٰ شانہ تک پہونچنے کی ریگ بیابان کے ذرون سے لاکھ گونہ سے زیادہ راستے ہین ان سب راستون سے جو راہ بھی جسکو ملجائے اور مالک تک پہنچا دے تو پہنچنے والے کیواسطے تو وہی راہ نجات کا سبب ہے اور پاتو اور پہنچنے والا تو اوسیکو سب راستون سے بہتر سمجھیگا۔ اسلیے کہ اوسپر تو اوسی راستہ کا احسان ہے اور وہ دوسرے راستون سے بہتر ہے گرچہ استعداد کہ اوسکو مالک کے ملنے کا راستہ پہونچنے کیطرف لیگئی ہے وہ عبادات مفروضہ کے انوار ہین انہین نے راستے کے نشیب فراز دکھاے اور اون کے خطرون سے بچایا۔

الحمد للہ کہ وہ طفیل شریعت محمدی ہے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ فرماتے ہین کہ اس بات سے فضیلت اوس عمل قلیل کی اور بڑے بڑے اعمال سے مثل اقرار توحید اور شہادت رسالت اور ارکان خمسہ اسلام پر ثابت نہین ہوتی۔ بلکہ ایک اعطاء الکثیر علی القلیل ہے اور سبب

اسکا یہہ تہا کہ یہ ایک عمل ادنی اور قلیل تہا کہ قدر اوسکی اون کی نظر مین نہ تھی اسلیئے
اونہون نے پروردگار تعالی شانہ کی حضور مین ذکر نہین کیا وہی اعمال عرض کیے جو اعلی
درجات کے تہے مگر چونکہ رحمت خاص صفت مالک کی ہے وہ اسمین ایک شعبہ اوسکا ظاہر
ہوا تہا لہذا پروردگار تعالی شانہ نے اوسے پسند فرمایا اور چاہا کہ اپنی پسند سے
اپنے بندون کو مطلع کر دون لہذا اوس کی مقبولیت پر تمام بندون کو مطلع فرمایا پس پہر کیا
تہا عشاق خدا نے اس خدمت خلق کو بہی احکام فرض سے کر دیا اور بجا لانے لگے ۵

ہم جانتے نہیں ہیں اے قبلہ گو کیا ہے کعبہ	سجدہ ہر ایک در پہ وہ ایسا ہو ہمنا نہ کرنا

اور جو بلی کسی کا نقصان کرتی ہو جیسے کبوتر کسی کے کہا جاتی ہو تو اوس کو باندہ رکہے اور
اوسکے کہانے پینے کی خبر رکہے اور جسکی چیز نقصان کرے اوسکا تاوان دے اور باندہ رکہے
اور یہی حکم ہے ہر پلے ہوئے جانور کا اور اگر اوس کی عادت نقصان کرنیکی نہو اور اتفاقاً
اوس سے نقصان ہوگیا ہو تو صحیح یہ ہے کہ اوسکے مالک پر ضمان آویگا نہ تاوان ۔

لان لعادۃ حفظ الطعام عنہا لا ربطہا

یعنی تحقیق عادت حفاظت کرنے کہانے کی ہے اوس سے نہ اوسکے باندہ رکہنے کی
اور جو بلی کبوتر وغیرہ پکڑے اور وہ اوسکے موںہ مین زندہ ہو تو اوسکے چہڑانیوالے
کو بلی کے کان مروڑنے اور اوسکے موںہ پر مارنا کہ وہ اوسکو چہوڑ دے درست ہے اور
ایذا دینے کی حالت مین اسکا مارنا درست ہے جو ضرب لگے درست نہین
اور جو بلی کا لعاب ہے تو جب کہ جہوٹا اوسکا نجس ہوا اور یہی جہوٹا اسے پلیدی
پانی اور کسی شے مین مثل پانی کے تو جھوٹا اوسکا نجس ہوگا اور بلی کا بیچنا جائز ہے ۔
امام مالک اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ۔ وہ اون کے مثل ہدہد
اور طاوس وغیرہ کے ہیں نزدیک درست نہین فافہم کذا فی حیات الحیوان ۱۲

وقایع سال ہفتم ہجرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

یہ سال ہفتم ہجری ہے اور اس سال کو عرب سنۃ الاستغلاب بھی کہتے ہین اسلیے کہ مسلمان اس سال مین اہل کتاب پر غالب ہوئے اور نواحی مدینہ مین ایک یہود بھی ایسا نہ رہا کہ اہل اسلام کے ذمہ مین نہ آیا ہو والله الحمد الذی صدق وعدہٗ کذا فی حاشیۃ روضۃ الاحباب - اور اسی سال مین غزوہ خیبر واقع ہوا"

بیان غزوہ خیبر

خیبر ایک بڑے مدینہ کا نام ہے اوس مین بہت سے قلعے ہین اور زراعت بکثرت ہوتی ہے اور مدینہ منورہ سے بیس بُرید کے فاصلہ پر ہے ملک شام کیطرف کذا فی المواہب اللدنیہ -

بُرید بر وزن سفر یدیا بارہ ۱۲ میل کے فاصلے کو کہتے ہین اور چھ میل کے بُعد کو بھی کہتے ہین اور یہان بھی چھ میل سے مراد ہے. قاموس مین ہے کہ خیبر قلعہ مشہور ہے اور محققین نے کہا ہے کہ مدینہ شہر متوسط کو کہتے ہین کہ قریہ سے بڑا ہو اور مصر سے کم ہو اسلیے کہ قریہ چھوٹی سی بستی کو کہتے ہین اور مصر بڑے شہر کو کہتے ہین - اور جسکو مدینہ کہتے ہین اوسکو بلد بھی کہتے ہین - اور بعض کے نزدیک مصر اور مدینہ ایک ہی ہے اور خیبر مجموع اون سب قلعون کا نام ہے جو وہان پر تھے - پس اس اعتبار سے ہر ایک قلعہ ایک قصبہ تھا اور وہ سب ملکر ایک مدینہ ہین کہ نام اون کا خیبر تھا اور یہ آٹھ قلعے تھے ایک ۱ کتیبہ بر وزن صحیفہ. دوسرا ۲ ناعم - تیسرا ۳ صعب - چوتھا ۴ شق پانچوان ۵ نموص - چھٹا ۶ نطاۃ - ساتوان ۷ سطیح بر وزن فصیح - آٹھوان ۸ سلالم بفتح سین و ضم لام اور بکسر لام بھی ہے - کہا ابن اسحٰق نے کہ تشریف لے گئے حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم غزوہ خیبر کو آخر ماہ محرم مین اور گھیرے رہے اوسکو دس بارہ روز تک پھر فتح کیا اوسکو اور بعض کہتے ہین کہ چھٹے سال کے آخر مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم غزوہ خیبر کو تشریف لے گئے تھے۔ یہ قول حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور جزم کیا ہے اس قول کے ساتھ ابن حزم نے۔

اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ راجح قول ابن اسحاق کا ہے اور ان دونون قولون مین فیصلہ یون ہے کہ جس نے آخر مین چھٹے سال کے کہا اوسنے اعتبار کیا سنوات ہجری کے مہینے سے کہ ربیع الاول ہے اور حقیقت مین یونہین ہے اور اعتبار سال محرم سے آخر مین ہوا جو بعد وفات حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیچ زمانہ خلافت حضرت عمر رض کے ۔ اور اغرب یعنی غریب تر یہ ہے کہ روایت کیا ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے ابی سعید خدری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ گئے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے غزوہ خیبر کو اٹھارہ تاریخ رمضان شریف کی۔ اور اسناد اس حدیث کی حسن ہے لیکن اس مین خطا کی ہے اور صواب یون ہے کہ کہین کہ خیبر تصحیف ہے حنین کی تصحیف کہتے ہین کتابت مین خطا کرنے کو کاتب سہو سے حنین کو خیبر لکھ گیا ہے کہ حنین ناشی تھی فتح مکہ سے اور تشریف لے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فتح مکہ کو رمضان مین۔ ابو حامد نے جو تعلیقات مین ذکر کیا ہے کہ غزوہ خیبر پانچوین سال مین ہوا ہے تو وہ وہم ہے شاید انتقال کیا اس مین غزوہ خندق سے غزوہ خیبر کی طرف۔ کذا فی مدارج النبوۃ والمواہب اللدنیہ

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سفر حدیبیہ سے مراجعت کی۔ تو پروردگار تعالی شانہ کے وعدے کے سبب سے کہ اشارۃ فتح خیبر کا ذکر سورۃ فتح مین ہے کہ حدیبیہ سے مراجعت کے وقت نازل ہوا تھی حیث قال سبحانہ وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم

بھی وعدہ کیا ہے تم سے اللہ تعالےٰ نے اے امت بہت غنیمتون کا بلاد فارس اور روم
کا بلکہ اطراف کا کہ لوتم اوسکو قیامت تک تو بہت جلد نقد دے تم کو غنیمت خیبر کی
مدینۂ منورہ مین پہنچ ۲۰ روز ٹھہر کر فرمایا کہ تیاری کرو سفر کی کہ خیبر کو چلتے ہین۔ اور
فرمایا کہ ہمارے ساتھ اس سفر مین کوئی نہ چلے مگر وہی جو جہاد کی رغبت رکھتا ہو۔
اور جسکو دنیا کی غرض ہو وہ نہ چلے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ عبداللہ بن اُبی بن
سلول منافق نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اجازت چاہی ساتھ
چلنے کی آپ نے اُسکو بھی یہی جواب ارشاد فرمایا۔

منقول ہے کہ جو یہود اور منافق مدینے مین تھے جب اُن لوگون نے آپ کی توجہ
کی خبر خیبر کی طرف سُنی تو یہ خبر اُن کو بہت ناگوار گذری اسلیے کہ وہ جانتے تھے کہ
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اون پر غالب ہون گے۔ تو مثل بنی
قریظہ اور بنی النضیر کے ان کو بھی مستاصل کر دینگے اسی غصہ سے اُن مین سے جس کسی کا
قرض جس مسلمان پر آتا تھا اوسپر ایک محصل مقرر کیا اور تقاضاے شدید کیا چنانچہ ابوشحمہ
یہودی کے عبداللہ بن حدرد اسلمی پر پانچ درم قرض کے آتے تھے تو وہ اُن سے سخت
تقاضہ کرتا تھا اور پیچھا اُن کا نہ چھوڑتا تھا عبداللہ نے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دے کہ
حق تعالےٰ شانہ نے جو وعدہ مسلمانون سے خیبر کے فتح ہونے کا اور غنیمت کے ہاتھ
آنے کا کیا ہے وہ فتح ہو جاوے اور اوس کی غنیمت مین سے مجھے حصہ ملے تو اوس مین
سے پہلے مین تجھ کو دونگا اوس یہودی نے کہا کہ یہود خیبر کی لڑائی کو اور لڑائیون کا سا
خیال نہ کرنا قسم ہے توارت کی دس ہزار مرد جنگی خیبر مین ہین عبداللہ نے کہا اے
عدو اللہ تو ہمکو ہمارے دشمنون سے ڈراتا ہے حالانکہ تو ہماری پناہ مین ہے اور عبداللہ
کہتے ہین کہ یہ جھگڑا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مجلس مبارک مین
پہنچا اور آپ کو معلوم ہوا مگر آپ نے کچھ نہ فرمایا۔ ولیکن دیکھا مین نے کہ حضور پُر نور

صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے لب مبارک ہلاتے تھے اور کچھ آہستہ آہستہ فرماتے تھے اس طرح کہ مین نے نہین سُنا کہ آپ کیا فرماتے ہین یہودی نے کہا کہ یا ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اسنے میرا حق لیلیا ہے اور اب نہین دیتا۔ آپ نے عبد اللہ سے فرمایا کہ اسے دے اون کے پاس دو کپڑے تھے ایک کو تین درم مین بیچا اور دو درم اور کہین سے لاکر پانچون درم اوس کو دیے سلمہ ابن اسلم نے پھر اُن کو کپڑا دیا وہ اُسکو پہنکر حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ گئے اور وہ کہتے ہین کہ فتح خیبر کے غنیمت مین ایک عورت ابوشحمہ یہودی کی رشتہ دار میرے حصہ مین آئی پھر مین نے اُس عورت کو ابوشحمہ یہودی کے ہاتھ بہت سا مال لیکر بیچا"

مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ جب جہاد کو تشریف لے جاتے تو اپنے قصد کو مخفی رکھتے۔ مگر اس غزوہ مین آپ نے اپنے قصد کو ظاہر فرمادیا تھا اور آپنے منافقین کو اس سفر مین چلنے سے منع کردیا تھا اسلیے کہ آپ امیدوار تھے حسب وعدۂ الٰہی جل جلالہٗ وتعالیٰ شانہٗ وعم نوالہٗ بہت غنایم کے اور سترتب تھی اوسپر ہدایت صراط مستقیم کی یہہ وجہ تھی کہ پاک کیا اوسے لوث منافقین سے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق نے خبر کردی تھی یہود خیبر کو کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قصد تمہارے استیصال کا ہے خبردار قلعہ بند نہ ہونا۔ باہر نکلکر لڑنا۔ تمہارے پاس اسباب لڑائی کا اور مردان جنگی بہت ہین مواہب لدنیہ مین ہے آپ تشریف لے گئے خیبر کو چودہ سو پیادون اور دو سو سوارون کے ساتھ انتہٰی۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ چودہ سو پیادے آپکے ساتھ تھے"

اسرار نبوت روایات سے ثابت ہے کہ خیبر مین دس ہزار مرد جنگی زرہ پوش تھے

اور حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ کل چودہ سو آدمی اور وہ لوگ اپنی سرزمین میں اور یہ قلیل جماعت وطن سے دور۔ اور آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ خیبر کی غنیمت تم لوگوں کو ملیگی۔ چنانچہ اس جنگ میں آپ نے اپنے قصد کو چھپایا بھی نہ تھا۔ لشکر اسلام کے پہنچنے سے پہلے خیبری مطلع ہو چکے تھے اور سامان جنگ سے لیس تھے۔ مگر لشکر اسلام کو اللہ تعالیٰ شانہ نے وہ نمایاں فتح عنایت فرمائی کہ شاید و باید ہم اسی علم اور خبر کو اسرار نبوّت کہتے ہیں بیشک ایک چھوٹی سی بے سر و سامان جماعت اتنی بڑی باسامان فوج سے ہم نبرد ہونے کا ارادہ کرے اور پہلے ہی سے سمجھ لے کہ ہم فتحیاب ہوں گے۔ حضور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نور نبوّت کی روشنی سے ان واقعات خیبر کو پہلے ہی سے ملاحظہ فرما چکے تھے اور اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ سے وعدہ فرما چکا تھا"

آپ نے سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ میں خلیفہ کیا اور امہات المومنین میں سے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمراہ تھیں۔ اور بیس عورتیں مسلمان بیماروں اور زخمیوں کی خدمت کے لیے اور روٹی پکانے اور کپڑے سینے کے لیے ہمراہ تھیں بصیغۂ ملازمت۔ اور دس منافق بھی طمع مال دُنیا کی غرض سے ہمراہ لشکر ظفر پیکر تھے

ترتیب لشکر ظفر پیکر

مقدمۃ لشکر ظفر پیکر پر عکاشہ بن محصن اسدی کو۔ اور میمنہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور میسرہ پر ایک اور صحابی کو تعین کیا۔ اور بعض کتب میں جو لکھا ہے کہ میسرہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کو تعین فرمایا یہ صحیح روایتوں میں نہیں پایا گیا اور اس لشکر مبارک میں دو سو گھوڑے تھے از انجملہ تین گھوڑے تو خاص حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تھے اور اونٹ بہت تھے

اور آدمی رہبری کے واسطے قبیلۂ اشجع سے لیے تھے۔

جب منزل رجیع میں لشکر خدا اوترا تو وہان سے غطفانی ایک رات کی راہ پر تھے وہ تیار ہوکر یہود خیبر کی مدد کو روانہ ہوئے۔ آدھی رہ نا دون لوگون نے اپنے پیچھے کچھ آواز لشکر اسلام کی سُنی اون کو گمان ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان ہمارے اہل وعیال پر جا پڑین اس خیال سے وہ فوراً پلٹ گئے اور یہود خیبر اون کی مدد دہی سے مایوس ہو گئے۔

الغرض جب حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم منزل صہبا مین پہنچے اور نماز عصر وہان پڑھی اور زاد راہ آپ کے پاس ستو تہا وہ منگایا اور اوس کو گھول کر سب صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم نے تناول فرمایا اور اوسی عصر کے وضو سے نماز مغرب پڑھی پھر نماز عشا پڑھکر وہان سے آگے بڑھنے کو راہبر طلب کیے اور اُن سے فرمایا کہ ہم کو ایسے راستے سے لیچلو کہ ہم لوگ درمیان خیبر اور غطفانیون کے حائل ہو جائین۔ اور غطفانیون کو اہل خیبر کی مدد دہی سے روک دین۔ ایک نے اون مین سے جسکا نام حُسَیل تھا کہا کہ مین لے چلونگا۔ پھر جاتے جاتے وہان پہونچے کہ جس جگہہ کئی راہین جمع ہو گئی تھین وہان حُسَیل نے عرض کی کہ ان سب رستون سے منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے ہین۔ ان مین سے جو راہ حضور پسند فرمائین اوس راہ سے لیچلون۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ہر ایک راہ کا نام لے جو ہم چاہینگے پسند کر لینگے پھر اوسنے سب کے نام لینے شروع کیے ایک کا نام حزن تھا اور دوسرے کا نام شاس اور تیسرے کا نام حاطب آپنے فرمایا کہ ان مین سے ایک بھی پسند نہین ہے۔

نقل ہے عمر خطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا اونہون نے کہ مین نے کوئی رات اوس رات کی مثل [illegible] دیکھی کہ جو نام اوسنے لیا وہ قبیح تھا پھر دوسرے

عرض کی کہ ایک راہ اور ہے آپ نے فرمایا کہ اوسکا نام کیا ہے اوسنے عرض کی مرحب آپ نے فرمایا ہان اسی راہ سے لے چل پھر اوسی راہ سے خیبر کو چلے۔

اور عبادؓ بن بشیر کو چند سوار ہمراہ دیکر بطریق طلیعہ کے آگے روانہ کیا۔ وہ گئے اور ایک جاسوس خیبر والون کا پکڑ لائے اوس سے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا شتربان ہون میرے اونٹ کھو گئے ہین اُن کو ڈھونڈتا ہون۔ عباد نے کہا تو کچھ خبر خیبریون کی جانتا ہے اوسنے کہا ہان یہ مجھے معلوم ہے کہ اُن لوگون نے ہوذہ بن قیس اور کنانہ بن ابی الحقیق کو اپنے ہم قسمون غطفانیون کی طرف بھیجا ہے اور اُن سے مدد طلب کی ہے اور عینیہ بن بدر ایک جماعت کثیر کے ساتھ جو آلات جنگی سے مسلح ہین اُن کی مدد کو آیا ہے اور اب دس ہزار مرد جنگی کے ساتھ منتظر جنگ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہین"

پھر عباد نے کہا کہ تو بیشک اُن کا جاسوس ہے اور اوسکو خوب مارا اور دھمکایا کہ ہم تجھ کو قتل کر ڈالینگے۔ تو جاسوس نے کہا کہ تو مجکو اپنی امان مین لے تو مین سچ سچ کہدون اونھون نے اوسکو امان دی اوسنے کہا کہ تم اس بات کو سچ جانو کہ اہل خیبر تم سے بہت ڈر رہے ہین اور جو معاملہ تمنے یہود بنی قریظہ اور بنو النظیر کے ساتھ کیا ہے اس سببسے اُن کے دلون مین خوف عظیم پیدا ہو رہا ہے سوا اسکے اور بہت باتین بیان کین۔ پھر عباد اوس کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین لائے اور جو کچھ سُنا تھا سب عرض کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کی گردن مارو۔ عباد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مینے اس کو امان دی ہے حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اے عباد اسے اچھی طرح رکھ کہ دیکھین انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے پھر آخر کو وہ جاسوس خیبر مین آکر مسلمان ہوگیا۔ اور جب نگاہ اشرف حضور

پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی دیار خیبر پر پڑی تو آپنے یہ دعا پڑہی
اللّٰھم رب السمٰوات السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما
اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین اسئلک
خیر ھذہ القریۃ وخیر ما فیھا واعوذبک من شرھا وشر ما فیھا
ترجمہ اے خدا رب سات آسمانون کے اور اوسکے جسپر آسمانون نے سایہ
کیا اور پروردگار سات زمینون کے اور اوسکے جو زمینون نے اُٹھایا ہے۔ اور
پروردگار شیاطین کے اور اوسکے جسکو اُنھون نے گمراہ کیا ہے اور پروردگار ہواؤن
کے اور اوسکے جس کو اونہون نے اوڑایا ہے۔ سوال کرتا ہون مین تجھسے اس بستی
کی بھلائی کا اور جو اوسمین ہے۔ اور پناہ مانگتا ہون مین شر سے اس بستی کے اور
اوس سے جو اس بستی مین ہے۔ انتہےٰ ۱۲

اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم
خیبر کے قریب پہونچے تو صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے فرمایا کہ ٹھہرو اور یہ
دعا پڑھی اور صحابہ سے پڑہوائی۔ اصحاب نے آپ کے حکم کے موافق عمل کیا بعد
ازین آپ نے فرمایا کہ ٹھہرو ادخلوا علی برکت اللہ پھر وہان سے آگے بڑہکر
منزل منزلہ مین اُترے اور بنا کے لیے وہان ایک مکان معین کیا۔
وہان تہجد کی نماز پڑھی۔ پھر ایک ساعت وہان آرام فرمایا۔ پھر وہان سے
آپ کی ناقہ شریف تھوڑی دور چلکر بیٹھ گئی۔ وہ جگہہ لشکر گاہ مقرر ہوئی
اور مسجد کے لیے دوسرا مکان تجویز کیا گیا نماز فجر کی آپنے سویرے تاریکی مین اول
وقت پڑھی۔ اور یہ عادت شریف آپ کی تھی کہ صبح کیوقت آپ دشمن کی فوج
پر حملہ کرتے تھے ۱۲ اور یہود خیبر اوس رات کو ایسے غافل سوئے کہ آپ کے
آنے کی اُن کو اصلا خبر نہ ہوئی۔ اور حالانکہ وہ آپ کے آنے کی خبر سُنکر بہت

ہوشیار ہوگئے تھے اور ہر شب قوم کے بہادر لوگ پہرے دیا کرتے تھے"
مگر اوس شب جب آپ نے وہان نزول اجلال فرمایا ہے صبح تک کوئی شخص
نہ جاگا۔ نہ مرغ نے بانگ دی نہ چارپایون نے حرکت کی سب کے سب آفتاب کی طلوع
ہونے کے وقت بیدار ہوئے۔ اور فوراً پھاوڑے کدال لیکر دروازے کھولکر
باہر نکلے جب لشکر اسلام کو دیکھا تو اُلٹے پاؤن پیچھے پھرے اور قلعہ مین بھاگے
اور پکارے واللہ محمدؐ والخمیس۔ اور خمیس اوس لشکر کا نام ہے کہ وہ پانچ حصون
پر منقسم ہو۔ مقدمہ۔ میمنہ۔ میسرہ۔ قلب۔ ساقہ۔ حضرت صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ حال مشاہدہ کیا تو فرمایا۔ اللہ اکبر خیبر فتح
ہوگا کہ اُن کے ہاتھہ مین پھاوڑے اور کُدال زمین کھودنے اور خراب کرنے کے
آلات ہین" اس حالت سے قوم کو دیکھکر آپ نے تفاؤل کیا۔ یا وحی کے
ذریعہ سے خبر ہوئی ہوگی۔ یہود لشکر اسلام کو دیکھکر قلعہ مین گھس گئے۔ اور
سلام بن مشکم کو خبر کی۔ اوسنے کہا کہ مین نے تمسے پہلے کہا تہا کہ محمد صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے باہر نکلکر لڑنا تم نے نہ مانا۔ اب بھی کچھ نہین گیا ہے۔
اون سے لڑنے مین کوتاہی نہ کرو اسلیے کہ لڑائی مین مرنا بہتر ہے بنسبت اسکے کہ
قید مین مرو۔ سلام بن مشکم کی اس بات کو سُنکر وہ سب لڑائی پر مستعد ہوگئے
اور اپنے اہل وعیال کو حصار کتیبہ مین رکھا۔ اور غلہ اور ذخیرہ حصار ناعم اور حصار
صعب مین رکھا اور اُن دونون حصارون کو خوب مستحکم کر دیا۔ اور اہل حرب
حصار نطاۃ مین جمع ہوے اور سلام بن مشکم کو باوجودیکہ وہ مرض صعب مین مبتلا
تہا حصار نطاۃ مین اپنے ہی ساتھ رکھا۔ کہ وہ لوگون کو جنگ پر برانگیختہ کرتا رہے
مگر وہ فتح خیبر سے پہلے ہی مرگیا۔

پھر جب حضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو معلوم ہوگیا

کہ اہل خیبر جنگ پر آمادہ ہین تو آپ نے صحابہ کو نصیحت کی اور جہاد پر آمادہ کیا
اور فتح خیبر کا مژدہ اون کو سنایا۔ اور فرمایا کہ اگر صبر کروگے تو فتح اور غنیمت پاؤ گے۔
پھر چونکہ لشکرگاہ حضور پرنور صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا
نطاۃ کے نزدیک جھاڑیون اور نشیب مین بموقع واقع تھا اسلیے حباب بن المنذر
نے حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کی کہ یہ جگہہ قلعہ سے
بہت قریب ہے اور سب اہل حرب اسی قلعہ مین جمع ہین اور ہمارے حال
سے واقف ہین اور اون کے تیر ہمارے لشکر مین آتے ہین اور ہم اون کے حال
سے کچھ خبر نہین رکھتے۔ اور ہمارے تیر بھی وہان نہین پہنچتے۔ اور اون کے
شبخون سے بھی ہم بے خوف نہین۔ اور ہوا بھی یہان کی متعفن ہے۔ اگر ارشاد
ہو تو کوئی اور جگہہ ان خرابیون سے خالی لشکر کے واسطے تلاش کرین۔ آپ نے
فرمایا کہ بہتر ہے۔ پھر آپ نے محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلا کر ارشاد
کیا کہ کوئی مکان ان قباحتون سے پاک تلاش کرو۔ وہ موافق ارشاد فیض بنیاد
حضرت خیر العباد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گئے اور مقام رجیع کو ان
قباحتون سے پاک وصاف پایا۔ پھر حضور پرنور صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم سے عرض کی آپ نے فرمایا کہ شب کو وہان چلین گے۔ پھر اوسی منزل مین
جہان اُترے تھے اہل نطاۃ سے جنگ شروع ہوگئی۔

آغاز جنگ خیبر

اہل سیر لکھتے ہین کہ جو تیر اہل حصار کا لشکر اسلام مین آتا تھا وہی تیر اہل اسلام
اون کو مارتے تھے۔ اور اوس دن گرمی بہت تھی۔ محمود برادر محمد بن سلمہ اوس
روز بہت لڑے۔ آخر کو گرمی کے سبب سے اور ہتھیارون کی گرانباری کیوجہ

سے قلعہ ناعم کے نیچے جاکر سو رہے اس خیال سے کہ وہاں کوئی نہ ہوگا۔ پھر جب مرحب یہودی یا کنانہ بن ابی الحقیق نے سوتا ہوا دیکھا تو قلعہ پر سے ایک پاٹ چکی کا اون پر ڈالدیا۔ وہ اون کے سر پر پڑا۔ خود سر مین گھس گیا اور چمڑا پیشانی کا چھلکر موکھ پر لٹک پڑا۔ لوگ اُن کو وہان سے اٹھا کر حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے حضور مین لائے پھر حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اوس چمڑے کو اوسکی جگہہ چپکا دیا اور اُن کے سر کو ایک کپڑے سے باندھ دیا۔ پھر وہ اوسی زخم سے وہین خیبر مین شہید ہوئے۔

اور منقول ہے کہ حضرت صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حسب مشورۂ حباب بن المنذر رضہ کھجورون کے درخت کاٹنے کا حکم دیا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عرض کرنے سے یہ حکم ملتوی ہوا۔ مگر اسوقت تک چار سو درخت کٹ چکے تھے۔ پھر شب کے وقت لشکر ظفر پیکر نے اوس مقام کی عفونت اور ردائت کے سبب کوچ کرکے رجیع مین مقام کیا۔ اور آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لشکر کا خلیفہ مقرر کیا پھر ہر روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعہ نطاۃ کے میدان مین جاکر جنگ کرتے تھے۔

اس غزوے مین حضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دو رایت تیار کیے تھے ایک رایت سیاہ تھا اسکا نام عقاب تھا اور اس مین حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ شریف کے دروازہ کے پردہ کا پھریرا تھا اور دوسرا سفید تھا اور سوا ان دو کے اور بھی لوا تھے۔ اور اس غزوہ مین مسلمانون کا شعار یا منصور امت امت تھا یعنی اے فتحمند مار مار پھر واحد تم مین کا کافرون کو مارڈالے۔ کذافی نہایہ والمرقات ؎

اور اس عرصہ مین پچاس مسلمان زخمی ہوے۔ کہتے ہین کہ جب لشکر اسلام خیبر مین

پہونچا تو ہوا نہایت گرم اور متعفن تھی اور جنگ سے گھبرائے ہوئے تھے تجربہ نہیں ہوئے تھے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے جو وہ کہا سے تو اکثر اُن مین سے مبتلائے تپ ہوئے اور یہ شکایت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم مین پیش کی گئی۔ حضور پُرنور نے ارشاد فرمایا کہ مشکون مین پانی ٹھنڈا کرو اور اذان و اقامت کے درمیان وہ پانی اُن تپ زدہ لوگون پر ڈالو اور اللہ جل شانہٗ کا نام مبارک لیتے جاؤ۔

پھر حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے ارشاد کے موافق یہ عمل کیا گیا اور اللہ تعالےٰ شانہٗ نے سبکو شفا بخشی الحمد للہ؛

اور لشکر یہود مین عامر نام ایک یہودی تہا اوسکا ایک غلام حبشی تہا بکریان اوس یہودی کی چرایا کرتا تہا۔ جب اہل حصار قتال پر آمادہ ہوگئے تو اوس غلام نے اُن لوگون سے پوچھا کہ تمہارا کیا قصد ہے اُن لوگون نے جواب دیا کہ ہم اس شخص سے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے مقابلہ کرین۔ اس بات سے اوس کے دل مین ایک نور پیدا ہوا جس نے اُسے اسلام کی حقانیت کی طرف مائل کیا۔ وہ اپنی بکریان آگے ہانک کر حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم آپ کس بات کا حکم کرتے ہین آپ نے فرمایا کلمۂ شہادت کا اوسنے عرض کی کہ جب مین یہ کہون تو مجھے کیا چیز ملیگی آپ نے فرمایا بہشت اگر تو اسپر ثابت رہا وہ فی الحال مسلمان ہوگیا اور اوسنے عرض کی کہ یہ بکریان میرے پاس امانت ہین مین یہ چاہتا ہون کہ یہ اپنے مالک کے پاس پہنچ جائین۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو لشکر سے باہر بھیجا اور ان پر ایک آواز دینا اور چند کنکریان اٹھا کر اُن پر مار اللہ تعالیٰ شانہٗ تجھسے یہ امانت ادا کروا دیگا۔ اوسنے ویسا ہی کیا وہ بکریان اپنے مالک کے گھر پہنچ گئین۔

اور اوس غلام حبشی نے ہتھیار لیکر لڑنا شروع کیا اور اتنا لڑا کہ شہید ہوگیا۔ آپ نے اوسکے حق مین فرمایا کہ کام تھوڑا کیا اور مزدوری بہت پائی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جب وہ شہید ہوا تو مسلمان اوسکو اوٹھا کر خیمہ مین لائے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اوسکے حال سے خبر دی آپ نے فرمایا عملاً قلیلاً واجراً کثیراً یعنی تھوڑا کام کیا اور مزدوری بہت پائی۔

اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت بنفس نفیس خود اوس خیمہ کے پاس تشریف لائے اور سر مبارک اوس خیمہ کے اندر کیا اور فرمایا کہ بیشک اللہ تعالےٰ شانہ نے اس غلام حبشی کو مکرم کیا اور درجات بہشت کو پہنچایا اور دیکھا مین نے کہ دو حورین اوس کے بالین پر بیٹھی ہین۔

اور بعض احادیث مین وارد ہے کہ اوس بندے کو اوٹھا کر جنت مین لے گئے اور یہ داخل ہونا جنت کا ہو سکتا ہے۔ اسلیے کہ جنت موجود ہے۔ مگر قیامت کے دن اوس بندے کو جنت سے موقف مین لائین گے۔ باوجودیکہ جنت مین داخل ہونے کے بعد پھر اوس مین سے نکلنا نہین ہے۔

یہان پر دو قول ہین ایک یہہ ہے کہ مراد دخول سے یا تو استعداد دخول جنت ہے چنانچہ

فضیلت آیۃ الکرسی

پڑھنے والون مین بعد ہر نماز فرض کے آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ما یمنعہ من دخول الجنۃ الا الموت یعنی نہین منع کرتا ہے کوئی اوسکو جنت مین داخل ہونے سے مگر موت کہ مراد اس سے استعداد ہے دخول جنت کی اور ظاہر یہہ ہے کہ کہا جاوے مراد دخول سے دخول ارواح کا ہے سبز پرندون کے جسم مین سما کر۔ جیسا کہ فضیلت شہدا مین وارد ہے کذا فی

اور اس مقام مین ہر رات کو حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک صحابی کو لشکر کی حفاظت کے واسطے مقرر فرماتے تھے۔ ایک شب حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اس خدمت پر مامور ہوئے اس شب مین ایک یہودی کو کچھ لوگ پکڑ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس لائے۔ آپ نے اوسکے قتل کا حکم دیا اوسنے کہا کہ مجھے پہلے اپنے پیغمبر کے پاس لے چلو اون سے کچھ کہنا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ اوسکو حضور پر نور صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے پاس لائے اوسنے سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیکر اوس سے خبر اہل خیبر کی دریافت کی اوسنے کہا یا ابا القاسم اگر مجھکو امان دیجیے تو مین سچ سچ کہدون آپ نے فرمایا امان دی اوسنے کہا کہ حصن نطاۃ سے [illegible] اوس حالت مین باہر نکلا ہون کہ اون کا دماغ بالکل بے انتظام تھا اور آپ سے وہ بہت ڈرے ہوئے ہین اور میرا گمان ہے کہ وہ لوگ آج حصن نطاۃ سے بھاگ کر حصن شق مین جا رہینگے اور قلعہ سمین کہ ہتیار خانہ ہے جسمین اسباب اور سامان جنگ ہے مین بتا دونگا [illegible] قلعہ مین آ [illegible] آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالی یہودی نے بھی کہا انشاء اللہ تعالی [illegible] آپ [illegible] مقام [illegible] حصن نطاۃ [illegible] فتح ہوا بعد اوسکے حصن شق بھی فتح ہوا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہین [illegible] اول خیبر کے قلعون سے قلعہ ناعم فتح ہوا ہے واللہ اعلم۔

مروی ہے کہ ایک روز قلعہ صعب پر لڑائی ڈالی وہان سے مرحب یہودی باہر نکلا اور سپاہ رزخواہ [illegible] عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالی عنہ اوس سے مقابل ہوے مرحب نے تلوار عامر پر چلائی عامر [illegible] نے [illegible] مین گھس گئی

عامر نے بھی تلوار مرحب پر چلائی مگر خالی گئی اور انہیں کے زانو پر آلگی اور وہ اوسی زخم سے فوت ہوئے۔ پھر اون کو رجیع کے مقام مین ایک ہی قبر مین محمود بن مسلمہ کے ساتھہ دفن کیا۔ اور عامر کے برادر زادے سلمہ بن الاکوع کہتے ہین۔ کہ جب حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خیبر سے مراجعت فرمائی تو راہ مین آپ نے مجکو محزون اور ملول دیکھکر فرمایا کہ تیرے ملال کا کیا سبب ہے

اور ایک روایت مین ہے کہ مین روتا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اسید بن حضیر اور ایک جماعت آپ کے یارون مین سے کہتی ہین کہ عامر کا عمل باطل ہوا کہ اپنے ہی ہاتھ کے زخم سے مرے آپ نے فرمایا کہ وہ غلط کہتے ہین اور خطا کی ان لوگون نے اس مسئلہ کے سمجھنے مین۔ یہ خودکشی نہین ہے بیشک اوسکو دونا ثواب ہے اور آپ نے اپنی دونون انگشتان مبارک کو برابر ملایا اور فرمایا انہ لجاہد مجاہد یعنی اوسنے جہاد کیا کامل جہاد کرنے والون کا سا۔

اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا انہ لیقوم فی الجنۃ عوم الدعموص یعنی بیشک وہ قیام کرینگے جنت مین بلاقید یعنی جہان چاہینگے وہان سیر کرینگے۔

اور چونکہ لشکر اسلام مین سامان رسد از قسم خورش کم ہوگیا تھا تو مردان لشکر نے حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اپنا حال عرض کیا کہ ناگاہ قلعہ صعب سے بیس بکریان باہر آئین اور چرنے لگین۔ ابو الیسر کعب بن عمر انصاری اون مین سے دو بکریان پکڑ لائے پھر وہ ذبح کی گئین اور سب لشکر اون کے گوشت سے آسودہ ہوگیا۔

بیان حرمت متعہ۔ اور حرام ہونا گدہی کے گوشت کا

اور انہین ایام فرخندہ فرجام مین گوشت گدہے کا حرام ہوا۔ اور متعہ بھی حرام ہوا۔ اس کی بحث بہت طویل ہے ہماری کتاب اوس کی تشریح کے واسطے ہم کو اجازت نہین دیتی مجبو رعنان قلم اوس طرف سے اصل مطلب کیطرف پھیری جاتی ہے۔ مختصر یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے لشکر ظفر پیکر مین ملاحظہ فرمایا کہ چولہے روشن ہین۔ دیگین چڑھی ہین۔ آپ نے پوچہا۔ کہ اس مین کیا پکتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حمار اہلی کا گوشت آپ نے حکم فرمایا کہ گوشت حمار اہلی کا اور ہر حیوان ذی ناب اور ذی مخلب کا حرام ہے۔ لشکر مین پکار دو اور ہانڈیان جسمین وہ گوشت پک رہا تہا چولہے سے اوتروا کر زمین مین اُلٹ دین۔ اور متعہ کرنا بھی عورتون سے حرام ہوا۔ کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ

متعہ اُسے کہتے ہین کہ کسی عورت سے جو کسی مرد کے نکاح مین نہو اوسے کہے کہ مین تجہہ سے متعہ کرتا ہون صحبت کرنے کے لیے دس یا پانچ روپیہ پر دو روز یا سال بھر کے لیے پس متعہ حرام کیا گیا مباح ہونے کے بعد۔

اور اہل سنت والجماعت کے چارون مذہبون مین بالاتفاق حرام ہے اور اس حدیث کے راوی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہین۔ موطا اور بخاری اور مسلم اور ترمذی مین یہہ حدیث موجود ہے۔ شائقین ان کتابون کو ملاحظہ فرمالین۔

مسلم مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اذن دیا تہا مین نے تم کو متعہ کا عورتون کے ساتہ۔ مگر اللہ شانہ نے اب حرام کیا اوس کو قیامت تک لغتہ ۱۲

روایت ہے کہ جب شاہ اسلام نے حصار نطاۃ کا محاصرہ کیا تو مسلمانون پر

بسبب طوالت زمانۂ محاصرہ رسد کی کمی کی وجہ سے کہانے کی نہایت تکلیف ہوئی تو آپ نے اللہ تعالی شانہ کی جناب مین دعا کی کہ پروردگار تعالی شانہ وہ بڑا قلعہ کہ جس مین کہانے پینے کی شئے ہو جلد اوسے فتح کردے تیرے ان بندون کو بہت حاجت ہے اوس کی۔ پہر لشکر کو جمع کرکے آپنے نشان حباب بن المنذر کو دیا اور فرمایا کہ ایکبار حملہ کردو۔ پہر سبنے حملہ کردیا اور اول جس گروہ نے اپنی جماعت کو قلعہ صعب کے دروازے تک پہونچایا وہ قوم اسلم تھی یہانتک لڑے کہ وہ

قلعہ صعب عنایت الٰہی سے فتح ہوا

اور بہت مال ومتاع اور کہانیکا سامان لشکر اسلام کو فضل خدا سے ملا پایا تو لشکر اسلام مین تنگی وعسرت تھی یا نہایت فراخی ہوگئی اوس قلعہ مین بہت مشکین شراب کی نکلین۔

ایک مسلمان نے شراب پی لی تھی اسکو سزا دی گئی

ایک مسلمان نے کہ اسکا نام عبد اللہ حمار تہا تہوڑی سی شراب اوس مین سے پی لی اوس کو صحابہ پکڑ کر حضور پرنور صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین لائے حضرت کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا آپ نے خود بنفس نفیس اپنی نعلین مبارک سے تادیبا اوسکو مارا اور اسوقت جو صحابہ وہان حاضر تھے اون کو بہی حکم دیا اوسی طرح سے ان حضرات نے بہی اوس کی تادیب فرمائی۔ اور یہ شخص شراب سے صبر نہین کرسکتا تہا کئی بار اسکو اسی حرکت پر ادب دیا گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ اے اللہ تیری لعنت ہو اسپر کہ اس فعل کے سبب سے بار بار جوتیان کہاتا ہے اور باز نہین آتا۔

بیشک شرابی آدمی بیحیا ہوجاتاہی

اکثر شراب پینے والے آدمی نشہ کی حالت میں برہنہ ہوجاتے ہیں اور ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں جنکا بیان کرنے سے شرم آتی ہے یا اللہ تو بڑا غفور الرحیم ہے جو مسلمان اس بلا میں مبتلا ہیں اُن پر رحم فرما کہ وہ اس فعل قبیح سے تائب ہوجائیں اللّٰھم آمین ثم آمین یا رب العٰلمین آمین ۵

میدانند اہل غفلت انجام شراب آخر	بہ آتش میروند این غافلان از راہ آب آخر

حصار قموص کا محاصرہ

قلعہ قموص خیبر کے سات قلعوں میں سے ایک مستحکم قلعہ ہے اسکے محاصرہ کے زمانہ میں حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو درد سر کا اتفاق ہوا اور وہ قلعہ بہت مضبوط و مستحکم تھا اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بسبب درد سر خود تشریف نہ لیجاتے تھے ہر روز ایک صحابی کو نشان دیکر جنگ گاہ میں روانہ فرماتے تھے ۔

صحیح حدیث میں روایت ہوا ہے کہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشان لشکر لیکر قلعہ کے نیچے آئے بہت جنگ ہوئی مگر قلعہ فتح نہ ہوا ۔

دوسرے روز نشان لیکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے اور بہ مقابلہ پہلے روز کے زیادہ جنگ ہوئی لیکن قلعہ فتح نہ ہوا واپس آئے ۔

شب کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک کل میں نشان ایسے بہادر کو دونگا کہ وہ [illegible] اللہ تعالیٰ شانہٗ اسکے ہاتھ پر [illegible] اور [illegible] رسول کو دوست رکھتا ہے

اور اللہ اور اللہ کا رسول اسکو دوست رکھتا ہے

اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے محمد بن مسلمہ سے فرمایا کہ بشارت ہو تجھکو کہ کل تیرے بھائی کا قاتل مارا جائیگا۔"

سہل بن السعد ساعدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جب آپنے یہہ بات فرمائی تو تمام صحابہ مین یہہ گفتگو تھی کہ دیکھیے کل ہم مین سے کسکو نشان عنایت ہوتا ہے۔"

علم دینا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا حضرت علیؓ کو فتح قموص کے روز

بریدہ بن الحصیب کہتے ہین جس کو کچھ بھی قدر و منزلت حضرت کی مجلس شریف مین تھی اوسکو بھی یہ تمنا تھی کہ نشان آج مجھے عنایت ہو۔

اور روایت ہے کہ قریش کی ایک جماعت نے کہا کہ ضرور حضرت کی اس تقریر سے علی ابن ابیطالب مراد نہین ہین اسلیے کہ اُن کی آنکھین دُکھتی ہین۔ ایسی جوش کر آئی ہین کہ اُن کو اپنے پاس کی چیز نظر نہین آتی۔

جب حضرت علیؓ نے یہہ سُنا تو آپ نے یہہ دعا مانگی اللھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت یعنی اے اللہ جسے تو دیتا ہے اوسے کون منع کرنے والا ہے اور جسے تو نہین دیتا اوسے کوئی دینے والا نہین۔ اسی درد چشم کے سبب سے حضرت علیؓ مرتضیٰ آپ کی ہمراہی سے رہگئے تھے۔ پھر اپنے دل مین یہہ بات سمجھکر کہ حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے تخلف کرنا اچھا نہین خیبر مین آکر آپ سے ملے۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اگلے روز پھر صبح کو سب لوگ حضرت کے خیمہ کے دروازہ پر آکر حاضر ہوے اور سب کے سب امیدوار تھے کہ یہ دولت ہمارے ہی نصیب مین ہو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے روبرو دو زانو بیٹھا اور پھر اٹھکر کھڑا ہوا۔ اس امید پر کہ شاید وہ آدمی مین ہی ہون

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ ہرگز مین نے امارت کو دوست نہین رکھا مگر اوس دن۔

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف لائے اور پوچھا کہ علی بن ابی طالب کہان ہین لوگون نے عرض کی کہ اون کی آنکھین دکھتی ہین فرمایا کہ اون کو لاؤ پھر سلمہ بن الاکوع گئے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر لائے حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ جب مین حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت نے میرا سر اپنے آغوش مبارک مین لیا اور لعاب اپنے دہن مبارک کا میری آنکھون مین لگا دیا اوسکی برکت سے میرا درد چشم جاتا رہا پھر جب سے مین کبھی مانند درد سر اور درد چشم مین مبتلا نہین ہوا۔

پھر آپ نے میرے لیے دعا فرمائی کہ اے خدایا سردی اور گرمی اس کی دور کر حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ اوس دن سے سردی وگرمی کی ایذا مجھے محسوس نہین ہوتی۔ یہان تک کہ بہت گرمی مین آپ روئی کے کپڑے پہنتے اور بہت سردی مین باریک کپڑے پہنتے اور کچھ ایذا آپ کو نہ ہوتی۔

پھر حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی زرہ اپنے دست مبارک سے آپ کو پہنائی اور ذوالفقار کمر سے باندھی اور نشان اون کے ہاتھ مین

دیا اور فرمایا کہ جاؤ اور کسیطرف التفات نکرو جب تک کہ فتح نہ کردے اللہ تعالیٰ شانہ تمپر اس قلعہ کو حضرت علی رض نے عرض کی کہ کس چیز پر قتال کروں میں ان سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ قتال کر ان سے یہان تک کہ کہیں وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جب گواہی دی اونہوں نے اس کی تو بچایئے اونہوں نے خون اور مال اپنے اس کلمہ کی وجہ سے اور حساب ان کا اللہ تعالیٰ شانہ پر ہے۔

اور ایک روایت مین ہے کہ جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشان لیکر چلے تو عرض کی کہ یا رسول اللہ قتال کرون مین ان سے یہان تک کہ ہوجاوین وہ مثل ہمارے یعنی مسلمان ہوجاوین۔

حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی جلدی مت کر اور چلا یہان تک کہ ان کے میدان مین پہنچکر ٹھہر اور پھر اون کو دعوت اسلام کر اور ادائے حقوق اللہ کہ اوس نے اپنے بندون پر واجب کیے ہین انسے انکو آگاہ کر اور قسم ہے خدا کی اگر ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ شانہ تیرے سبب سے ہدایت کرے تو وہ تیرے لیے بہتر ہے اس سے کہ تو ہزار اونٹ صرف کرے اللہ تعالیٰ شانہ کی راہ مین مراد اس سے یہہ ہے کہ ہدایت کرنا اللہ کے بندون کو سبب ہے ثواب آخرت کا اور یہہ ثواب افضل ہے متاع دنیا سے۔ اسلیے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی راہ پر بندون کو لگادینا افضل ہے جملہ اعمال صالحات سے اور تصدق سے گو کہ وہ عبادات متعدی ہے چنانچہ مستند کتب مین ہے کہ

اللہ تعالیٰ شانہ کا ذکر افضل ہے

چاندی سونا خرچ کرنے سے اللہ کی راہ مین پس اس قول مین ذکر او زندہ تر کر۔ پھر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نشان لیکر چلے اور قلعہ قموص کے نیچے

پہونچکر ایک سنگریزون کے ڈھیر پر نشان اپنا گاڑدیا - ایک یہودی نے حصار کی دیوار پر سے پوچہا کر اے صاحب علم تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے آپنے فرمایا کہ مین

علیؑ ابنِ ابی طالب ہون

یہ سُنکر اس یہودی نے اپنی قوم سے کہا کر قسم ہے توریت کی اب تم مغلوب ہوی اور یہہ آدمی بے قلعہ فتح کیے ہوے نہ جائے گا -

پہر اوّل جو شخص قلعہ سے باہر نکلا وہ حارث یہودی تہا - اور لڑنے لگا - دو مسلمان اوس کے ہاتہہ سے شہید ہوے اور اوس کے نیزے کی بہال تین سیر کی تہی - حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اوسے تلوار کی گہاٹ اوتار کر داخل جہنم کیا

مرحب نے جب اپنے بہائی کو مردہ دیکہا فوراً اپنی جماعت کے ساتہہ حصار سے باہر نکلا اور رجز پڑہی اور وہ اپنی قوم مین بڑا بہادر او شجاع تہا - اور بڑا طویل القامت تہا وہان اوس کا کوئی ثانی نہ تہا - اوس دن وہ دو زرہین پہنے ہوے تہا اور دو تلوارین حمایل کیے ہوے اور دو عمامے باندہے ہوے تہا اور خود بہی اوس کے سر پر تہا اور تین سیر کی بہال کا نیزہ اوسکے ہاتہہ مین تہا -

حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اون کا مقابلہ کیا مرحب نے چاہا کہ پیش دستی کرے حضرت شیر خدا نے اوس پر سبقت کر کے ذوالفقار کا وار اوس کے سر پر کیا - وہ شمشیر رسولؐ بر حق جو شیر خدا کے قبضہ مین تہی خود اور عمامہ اور سر کو کاٹ کر حلق تک اُتر آئی -

پہر حملہ مسلمانون نے حضرت شیر خدا کیساتہہ یہودیون پر حملہ کر دیا - اور بازار قتال خوب گرم ہوا حضرت شیر خدا کے ہاتہہ سے سات یہودی جو بہادران قوم سے تہے قتل ہوے بس اون کے پاؤن اوکہڑ گئے اور

قلعہ کی طرف بہاگے حضرت شیر خدا اُن کے تعاقب مین تہے کہ ایک یہودی نے ایک ضرب آپ کے دست مبارک پر ماری۔ آپ کے ہاتھ سے سپر گر پڑی۔ دوسرے یہودی نے وہ سپر اُٹھالی۔ اُسوقت آپ پر منجانب اللہ ایک حالت طاری ہوئی اور روحی قوت سے آپ کو عالم الغیب نے مدد پہنچائی۔ آپ نے اُسی قوت کی مدد سے حصار کے دروازہ پر پہنچکر ایک پٹ حصار کے دروازہ کا اوکہاڑلیا اور اوسکو اپنی پشت کیطرف پھینکدیا۔ جب محاصرین قلعہ قموص نے یہہ واقعہ دیکھا تو امان طلب کی شیر خدا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اجازت طلب کی آپ نے اس شرط سے اُن کو امان دی کہ نقد اور سلاح جنگ مسلمانون کو دیدین۔ اور کچھہ چھپا کر نہ رکھہ لین اور اگر اس کے خلاف کرین تو حکم امان منسوخ ہوجائیگا۔ اور یہہ شرط بھی تہی کہ ہر مرد اِن مین سے ایک اونٹ بھر کر غلہ اپنے ساتھ لے جائے اور شہر خالی کردے ؎

روایت ہے

کہ وہ کواڑ جو آپ نے پھینکا تہا اسّی بالشت کے فاصلہ پر جا کر گرا تہا سات آدمیون نے چاہا کہ اوس کواڑ کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیٹین تو نہ پلٹ سکے پھر چالیسؔ آدمیون نے چاہا کہ اُسے اُٹھالین۔ اُن سے بھی نہ ہوسکا۔

مدارج النبوت مین ہے کہ وزن اوس کواڑ کا تین سو من کا تہا۔ بعض حضرات فرماتے ہین کہ عرب مین من ایک سیر کو کہتے ہین جیسا کہ فقہ کی کتابون مین ہے ؎

در وضو آب یک من و نیم است

یعنی وضو کے لیے ڈیڑھ سیر پانی کافی ہے۔ مگر اس بیان سے کہ چالیس آدمی اُسے اُٹھا نہ سکے یہی من سمجھ مین آتا ہے جو ہندوستان مین چالیس سیر کا ہوتا ہے

واللہ اعلم بالصواب ؛؛

روایت ہے

کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قلعہ قموص مین با فتح وظفر داخل ہوے اور کنانہ بن الحقیق جو قوم یہود کا سردار تہا آپ کی حضور مین حاضر کیا گیا آپ نے اوس سے پوچہا کہ تیرے باپ کا خزانہ کہان ہے اور وہ خزانہ ایک پوست شتر تہا جو سونا اور چاندی او عقود جواہرات سے بھرا ہوا تہا۔ اوس نے عرض کی کہ یا ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہمنے لڑائیون مین اور دوسرے کامون مین سب خرچ کر ڈالا۔ اب کچہ ہمارے پاس نہین ہے۔ اور اوس نے قسم کہائی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے خلاف ثابت ہوا تو بے شک تو قتل کیا جائیگا اوسنے کہا ہان۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور ان حضرات کے سوا اور دس آدمیون کو اسپر گواہ کیا اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے پیغمبر کو اوس خزانہ کی جگہہ پر مطلع فرمایا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سلام بن الحقیق سے پوچہا کہ تجہکو اوس خزانہ کی خبر ہے اوس نے عرض کی کہ مجکو اس کی کچہ خبر نہین سوا اسکے کہ اپنے بہائی کنانہ کو ہر صبح کو فلان ویرانے مین جاتا ہے اور اوس کے گرد پہرا کرتا ہے اگر کچہ مدفون ہوگا تو اوس مین ہوگا۔ پہر حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے زبیر بن العوام کے ساتہہ ایک جماعت کر کے اوس ویرانے مین بہیجا اون لوگون نے وہان جاکر اسے کہودا اور اوس خزانہ کو نکالا۔ اور حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین لائے ؛؛

جب یہ عذر اون کا ثابت ہوا تو حکم امان اون سے اوٹھ گیا
پھر آپ نے کنانہ کو محمد مسلمہ کے سپرد کیا کہ اپنے بھائی کے عوض مین قتل کرے
اور باقی یہودیون پر آپ نے احسان کیا اور چھوڑ دیا اور اُن کی عورتون کو اسیر
کر لیا اور اُن کے مال کو غنیمت کیا اور بہت سامان مسلمانون کے ہاتھ لگا۔
کہتے ہین کہ حصار قموص مین سے کہ کنانہ وہان کا سردار تھا سو زرہین اور
چار سو تلوارین اور ہزار برچھے اور پانچ سو کمانین ہاتھ آئین اور سوا اس کے اور
بھی بہت کچھ سامان ملا ہذا مقتبس من روضۃ الاحباب۔
اور ایک روایت مین ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اوس دفینہ سے آگاہی دی آپ نے اوس اطلاع کے
موافق زبیر بن العوام کو بھیجکر وہ خزانہ نکلوایا۔ اور کنانہ کو بلا کر آپ نے فرمایا
کہ خبر آسمانی سے تیرا جھوٹ ثابت ہوا۔ لہذا امان تیری تیرے عہد کے موافق
ٹوٹ گئی۔ اور محمد مسلمہ کے بھائی کے جرم قتل مین کنانہ قتل کیا گیا۔ اور آپ کے
حکم کے موافق سب غنایم اقمشہ اور امتعہ اور اسلحہ اور اطعمہ اور مواشی حصار نطاۃ
مین جمع کیے گئے اور فرمایا کہ پکار دو کہ ایک دھاگے اور سوزن کے مقدار کے
موافق بھی جس کے پاس مال غنیمت ہو وہ چھپا نہ رکھے کہ خیانت مال غنیمت
مین سبب عار و ننگ اور باعث عذاب نار دوزخ کا ہے۔
اور مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ایک
حبشی غلام تھا کہ مال ومتاع اوس کی تحویل مین رہتا تھا نام اوس کا کرکرہ
تھا اور وہ اونہین دنون مین مر گیا تھا حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے فرمایا کہ وہ نار دوزخ مین ہے صحابہ نے جو اوسکے اسباب کو دیکھا اوس
مین سے مال غنیمت کی ایک کملی ملی کہ قبل تقسیم غنیمت کے اوسنے لے لی تھی

اور ایک صحابی اونہیں دنوں مین مرگئے تھے۔آپ کو لوگون نے اُن کی نماز
جنازہ کی اطلاع کی آپ نے فرمایا کہ تم اوسپر نماز پڑہو مین نہ پڑہونگا۔آپ کے
اس ارشاد سے چہرہ لوگون کا متغیر ہوگیا۔آپ نے فرمایا کہ تمہارے اس یار نے
مال غنیمت مین سے خیانت کی تھی۔
پہر لوگون نے اُسکا اسباب دیکھا تو مالِ غنیمت کے چند مہرہ ہاے یمانی نکلے
جو یہود اکثر اونہیں پہنا کرتے تھے۔قیمت ان کی دو درم سے بھی کم کی تھی
اسرارِ نبوّت یہہ واقعات آپ کو انوارِ نبوت کی روشنی سے دریافت
ہوے تھے۔اتنی بڑی فوج تہی آپ اُن لوگون کے اسباب کی تلاشی تو لیتے ہی نتھی
مگر یہہ حالات آپ پر منکشف ہو گئے !!

مال غنیمت جان بازون کا حق ہے

اور اوس کی تقسیم خاص امام جہاد کا کام ہے۔وہ شرعی تقسیم کر دے گا۔
جانبازون کو اسکا بہت خیال چاہیے ایسا نہ ہو کہ اتنا بڑا ثواب جسے ان بہادرون
نے جان دیکر حاصل کیا ہے مفت مین رائگان ہوجائے اور ثواب کی بدل عذاب بھگتنا پڑے
علما رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مال غنیمت مین سے قبل تقسیم نفع
لینا جائز ہے اونٹ گہوڑے بیل کے چارے مین سے !!
اور درست ہے کہانا غلہ اور شکر اور میوہ تر و خشک اور گہی اور تیل کا اور
لکڑی اور ہتہیار سے بہی نفع اٹھانا درست ہے اور مفصل بیان اس کا بڑی بڑی
کتابون مین موجود ہے شوقین کتب بین اُسے ملاحظہ فرمائین۔

بیان تقسیم غنایم فتح خیبر

جب اموال غنیمت جمع ہو چکا تو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوس کو تقسیم کیا٭ ایک ایک حصہ پیادون کو دیا اور تین تین حصے سوارون کو اس مین دو حصے تو گھوڑے کے اور ایک سوار کا پیادون کی برابر کما قال النافع٭

اور قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہہ ہے کہ سوار کو دو سہم اور پیادہ کو ایک سہم کذا فی المدارج۔ اور قول صاحبین کا ہے کہ تین سہم سوار کو ایک سہم پیادے کو اور یہی قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس اختلاف کی سیر بڑی بڑی کتابون مین اپنے اپنے دعوون اور ثبوت کے ساتھہ ہین اون کتابون کی سیر کی جائے اور علماء کا اختلاف رحمت ہے اور مال غنیمت مین کئی صحیفہ توریت کے بھی تھے تو یہودی اون صحیفون کو مانگنے آئے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ صحیفے یہودیون کو دے دیے جایئن٭

اور اُن عورتون کو جو لشکر کے بیمارون اور زخمیون کی خدمت کرنے کو ساتھہ تہین اون کو حصہ سے کچھ کم دیا۔ اور حکم کیا غنایم خیبر کو بیچو اور دعا برکت اور رواج کی اُنپر کی تو آپ کی دعا کی برکت سے سوداگر ہر طرف سے آئے اور اوس مال کی خوب بکری ہوئی دو روز مین وہ سب مال بک گیا٭

منقول ہے کہ باوجود ظاہر ہونے اُن کے غدر کے یعنی یہود کے کہ حکم امان اون سے اُٹھ گیا تہا پھر بہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اونپر احسان کیا اور اُن کے قتل سے درگذرے اور حکم کیا اون کو خیبر سے نکل جانے کا

پھر یہود نے آپ سے التماس کیا کہ جو مسلمان اپنے اپنے باغات اور زمینون کی خدمت کرینگے تو بجائے اسکے ہمسے اوس مین خدمت لین اور مزدوری

ہم کو دیا کریں اور وہ خود اُس محنت و مزدوری سے فارغ البال رہیں اور ہم کو سوائے
مزدوری کے اوس میں کچھ دعویٰ نہیں۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم
نے اُن پر تسلیم کرکے یہہ خدمت اُن کے لیے مقرر کی"

اس شرط پر کہ آدھا حاصل باغ اور زراعت کا ہمارے بیت المال میں داخل
کریں اور آدھا اپنی مزدوری میں لیں اور اس معاملہ کا نام مخابرہ ہے اسلیے
کہ خیبریوں سے آپ نے یہہ معاملہ کیا تہا"

اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم ہر سال عبد اللہ بن رواحہ کو باغات
خیبر کی نگاہداشت کے واسطے بھیجتے تھے وہ جاکر نصف مال جو بیت المال سے
متعلق ہوتا تہا وہ اُن سے تحصیل کرلاتے تہے۔ کذا فی روضۃ الاحباب"

اور ایک حصہ پورا خمس میں سے آپ نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو عنایت
کیا چنانچہ جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ کہا اونہوں نے جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے حصہ ذوی القربیٰ کا یعنی خمس غنیمت کا درمیان بنی ہاشم
اور بنی مطلب کے تقسیم کیا تو حاضر ہوا میں اور عثمان بن عفان حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے پاس اور عرض کی ہم دونوں نے کہ یا رسول اللہ یہہ لوگ
ہمارے بہائی ہیں بنی ہاشم میں سے انکار نہیں کرتے ہم ان کی بزرگی آپ کے
سبب سے ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اون میں پیدا کیا۔ لہذا وہ ہم سے افضل ہوئے
اس لیے کہ وہ قرابت میں بہ نسبت ہمارے آپ سے زیادہ قریب ہیں۔ وجہ یہہ ہے
کہ جد اُن کے اور آپ کے ایک ہیں کہ وہ ہاشم ہیں اگرچہ جد اون کے اور ہمارے
بھی ایک ہی ہیں یعنی عبد مناف"

خبر دیجیے اسکی کہ کس سبب سے دیا آپ نے ہمارے بہائیوں کو کہ وہ بنی مطلب
ہیں اور چھوڑا آپ نے ہم کو اور یہہ بات تحقیق ہے کہ قرابت ہماری اور اُن کی ایک ہے

یعنی باپ اُن کے مطلب بھائی ہاشم کے ہین اور اسی طرح ہمارے باپ بھی ؎
پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے فرمایا کہ سوا اسکے نہین کہ بنو ہاشم
اور بنو مطلب ایک ہین اسطرح سے کہ داخل کین آپ نے انگلیان ایک ہاتھہ کی دوسرے
ہاتھہ کی اُنگلیون مین نقل کی یہہ بات امام شافعی نے ؎
اور روایت مین ابو داؤد اور نسائی کے مانند اسکے ہے اور اوس مین یون ہے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ مین اور بنی مطلب
نہین جدا ہوئے جاہلیت مین اور اسلام مین اور سوا اسکے نہین کہ ہم اور وہ
ایک چیز ہین اور داخل کین ایک ہاتھہ کی اُنگلیان دوسرے ہاتھہ کی انگلیون مین
کما رواہ ابو داؤد والنسائی ؎

واضح ہو

کہ یہہ سب اولاد عبد مناف کی اس طور سے ہین کہ ہاشم[1] اور نوفل[2] اور عبد شمس[3]
اور مطلب[4] یہہ سب بیٹے عبد مناف کے ہین اور عبد مناف چوتھے جد حضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور جُبیر بن مطعم کے ہین اس طرح کہ
جُبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف ۔ اور عثمان بن عفان بن
ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ؎

اور حضرت محمد مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ۔ اور سائب بن
عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد مطلب بن عبد مناف ؎

فائدہ

یہہ ہاشم جو پردادا ہین سادات کے یہہ پوتے ہین عبد مناف کے اور جو ہاشم ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پردادا ہین وہ بیٹے ہین عبد مناف کے۔ اور جو حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب شئے واحد ہین تو اوس کا سبب یہہ ہے کہ یہہ محب اور موافق تھے آپس مین اور مددگار تھے ایک دوسرے کے اور مخالفت ان کی آپس مین نہ جاہلیت مین تہی نہ اسلام مین تہی۔ ہر حال مین یہہ ملے جلے رہے۔ تفصیل اس کی یہہ ہے کہ بنی عبد شمس اور بنی نوفل نے بسبب مخالفت اور عداوت حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عہد کیا تھا کہ بنی ہاشم کے ساتھہ بیاہ شادی لین دین نہ کرینگے جب تک کہ وہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ہمارے سپرد نہ کردین۔ اور یہہ حال اوسوقت کا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہت مدت تک ایک گھاٹی مین گھیر رکہا تھا اوسوقت بنی مطلب بنی ہاشم کے ساتھہ موافق اور متحد تھے۔ اسی اتحاد کے سبب سے آپ نے اون کو سہم خمس مین سے دیا اور ارشاد فرمایا۔ انما بنو هاشم وبنو مطلب شئی واحد

یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب ایک شئے ہین واحد کذا فی مظاہر الحق ۱۲

اب خمس کی تقسیم یون کیجاوے گی۔ جیسے کہ کنز مین ہے۔

والخمس لليتامى والمساكين وابن السبيل وقدم ذو القربى الفقراء منهم عليهم ولا حق لاغنيائهم ۱۲ یعنی خمس بانٹا جاوے یتیمون اور مسکینون اور مسافرون کو۔ اور مقدم کیے جاوین قرابتی حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کہ وہ بنی ہاشم اور بنی مطلب ہین اور نہین ہے

ان مین کچھ حق غنی یعنی مالدارون کا اور شرح اس کی کتاب خاص مین ہے کہ خمس بانٹا جاوے تین حصون پر ایک حصہ یتیمون کو اور ایک حصہ مسکینون کو اور ایک حصہ مسافرون کو اور داخل ہونگے حضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے قرابتی انہین مین اور مقدم کیے جاوینگے یہہ اُن پر اور ضمیر متن کی جو منھم مین ہے پھرتی ہے ذوی القربیٰ کیطرف اور علیہم کی ضمیر پھرتی ہے مسکینون کیطرف اور نہین ہے اس مین یعنے اس خمس مین کچھ حق اغنیاء ذوی القربیٰ کا ؎

اور کہا امام شافعی رحمۃ اللہ نے کہ جو خمس کا خمس ہے اوس مین برابر ہین فقراء اور اغنیا اون کے اور بانٹا جاوے وہ خمس کا خمس اُن مین للذکر مثل حظ الانثیین کرکے اور ہے یہہ خمس کا خمس خاص بنی ہاشم اور بنی مطلب کے لیے نہ اون کے غیر کے لیے اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ شانہ نے اور حضرت صلی اللہ تعالے علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کے واسطے۔ الخ؎ بغیر فصل کرنے درمیان غنی اور فقیر کے ؎

اور ہماری یعنی حنفیون کی یہ دلیل ہے کہ تحقیق خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تقسیم کیا ہے اوس خمس کو تین حصون پر چنانچہ متن مین مذکور ہے اور کفایت کرتا ہے ہم کو پیشوا ہونا اُن کا اور فرمایا حضرت علیہ الف الف صلوٰۃ اور تسلیمات نے اے لوگو بنی ہاشم کے تحقیق اللہ تعالے نے ناپسند کیا تمہارے لیے آدمیون کا دھوون اور میل اون کا یعنی مال زکواۃ اور اوس کے بدلے مین دیا تم کو خمس خمس کا اور عوض تو سواے اسکے نہین کہ ثابت ہوتا ہے اوسکے حق مین کہ ثابت ہو جسکو حق مین معوض اور وہ لوگ فقیر ہین اور عطا فرمایا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے اغنیاے ذوالقربیٰ کو بسبب اون کی نصرت کے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کی نصرت اون لوگون نے کی تھی دونون حالتون مین یعنی ایام جاہلیت مین

بھی اور اسلام مین بھی کیا نہین دیکھا اہل بصیرت نے کہ بیشک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے متعلق کیا اوسی دینے کو اور فرمایا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہین اسطرح جاہلیت اور اسلام مین کہ ایک ہاتھ کی انگلیان دوسرے ہاتھ کی اُنگلیون مین داخل کین پس دلالت کی اس بات نے اسپر کہ مراد نصرت قرب نصرت ہے نہ قرب قرابت سے"

اور عینی شرح کنز مین ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے یعنی حاصل کلام یہہ ہے کہ تحقیق یتیم ذوی القربےٰ کے داخل کیے جاوین یتیمون مین اور مسکین ذوی القربیٰ کے داخل کیے جاوین مساکین مین اور مسافر ذوی القربےٰ کے داخل کیے جائین ابناء السبیل مین مگر فقراء ذوی القربیٰ مقدم کیے جاوین تینون طائفون پر بسبب ترجیح قرابت کے اور ذکر اللہ تعالےٰ شانہ کا برکت کے لیے ہے اوس کے نام بابرکت سے شروع کلام مین اسلیے کہ سب کچھ اوسی کے واسطے ہے اور وہ کسیکا محتاج نہین کسی شئے کی طرف اور حصہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ساقط ہوگیا آپ کے وفات فرمانے کے بعد اس لیے کہ حق حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا رسالت کے سبب سے تھا اور یہہ بات کمال خلوص اور للہیت پر دلیل روشن ہے اور اب نہین ہے کوئی رسول بعد آنحضرت کے

اور تحقیق یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ غنایم خیبر سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سوائے اُن لوگون کے جو لڑائی مین حاضر تھے اور کسیکو حصہ نہین دیا مگر مہاجرین حبشہ کو کہ فتح خیبر کے روز دریا کی راہ سے حبشہ سے خیبر مین داخل ہوے تھے۔ مثل جعفر بن ابی طالب اور اُن کی بی بی اسماء بنت عمیس وغیرہ کے۔ اور مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جب جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا تو فرمایا کہ مین نہین جانتا

کہ مین ان دونون باتون مین کس بات سے خوش ہون۔ فتح خیبر سے یا جعفر کے آنے سے کذا فی روضۃ الاحباب۔ اس غزوے مین پندرہ ۱۵ آدمی لشکر اسلام سے شہید ہوے اور یہود مین سے ترانوے ۹۳ آدمی قتل ہوئے ؛؛

تزوج انحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم با حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا

اس غزوہ کے واقعات مین سے ایک واقعہ حضرت ام المومنین موصوفہ کا تزوج ہے آپ حیی ابن اخطب کی دختر تہین اشراف یہود سے کہ کچھہ ذکر اُسکا غزوۂ خندق مین گذر چکا ہے کہ حیی ابن اخطب غزوۂ قریظہ مین مارا گیا اور صفیہ رضی اللہ عنہا نکاح مین تہین کنانہ بن ابی الحقیق کے کہ وہ اس غزوۂ خیبر مین قتل ہوا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور وہ نو عروس ہفدہ ۱۷ سالہ تہین آپنے اون کو اپنے لیے اختیار فرمایا ؛؛

پہر بعد نکاح حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم نے توقف کیا اُن سے ہم بستری مین یہان تک کہ مدت استبرا کی گذر گئی۔

بعد اسکے عین مراجعت مین منزل صہبا مین حضور پُر نور اُن سے قریب ہوے کذا فی روضۃ الاحباب ؛؛

واضح ہو کہ

استبرا کہتے ہین طلب پاکی کو مطلق اور یہان مراد ہے پاکی رحم سی کذا فی العینی اور استبرا حاصل ہوتا ہے حیض والی عورتون مین بعد تملک کے ایک حیض کے آنے تک اور جن کو حیض نہین آتا اُن کو استبرا حاصل ہوتا ہے بعد

گذرے ایک مہینے کے تملک سے اور حاملہ عورت کا استبرا حاصل ہوتا ہے بعد
گذرنے وضع حمل اور حکمت اس میں یہہ ہے کہ خلط ہونیسے دونو نطفونکے جم محفوظ رہے

ولیمہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور پرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ولیمہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا خیس سے کیا۔ خیس بروزن قیس ایک کہانے کا نام ہے جو مثل حلوے کے ہوتا ہے وہ بنایا جاتا ہے کہجوروں اور اقط یعنی دہی سے جسکا پانی ٹپکاکر مثل پنیر کے کرلیتے ہیں پہر روغن ملاکر ٹکیاں سی کرلیتے ہیں۔ اور اوس کو قت وطا بھی کہتے ہیں کذا فی مظاہر الحق۔

اور فرمایا حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ بلا ان لوگوں کو جو تیرے گرد ہیں یعنی صفیہ کے ولیمہ پر۔

اور مروی ہے کہ جب حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام متوجہ ہوے مدینے کی طرف تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنا ردیف کرلیا اور پردہ کیا ان کے لیے آپ نے اپنی کملی سے جو اونٹ پر بچہاتے تہے۔

اور منقول ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے قبل فتح خیبر خواب دیکہا تہا کہ چودہویں رات کا چاند میری گود میں آگیا ہے وہ خواب انہوں نے اپنے شوہر سے بیان کیا یعنے کنانہ سے اوسنے کہا شاید تو تمنا رکہتی ہے کہ بی بی ہو اوس بادشاہ کی جو ہمارے میدان میں اترا ہوا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور ایک طمانچہ اس زور سے ان کے موہنہ پر مارا کہ اوسکے صدمہ سے اون کے رخسارہ مبارک پر نیل پڑگیا اور وہ داغ نیلا شب زفاف تک تہا حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوس داغ

کا سبب اُن سے پوچھا اونھون نے ماجرا بیان کیا۔

اور زفاف حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا

بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ کا اسی سال کے واقعات مین سے ہے ماں ان کی صفیہ بنت ابی العاص بن اُمیہ پھوپھی حضرت عثمان رضؓ بن عفان کی تھین اور یہہ رضی اللہ تعالی عنہا پہلے نکاح مین عبداللہ بن جحش کے تھین کہ بھائی زینب رضؓ بنت جحش کا تھا اور اُنکے ساتھہ اونھون نے ہجرت کی تھی حبشہ کو ہجرت ثانیہ مین اُن کی ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اوسکا نام حبیبہ رکھا تھا اور کنیت ان کی اوسکے نام سے ہوئی اور نام ان کا رملہ تھا اور بعض نے کہا ہے کہ ہند نام تھا مگر پہلی روایت صحیح تر ہے مگر عبداللہ بن جحش مرتد ہوکر نصرانی ہو گیا تھا اور وہین حبشہ مین اُسی نصرانیت پر مرا مگر حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے اسلام پر قایم رہین اور اُن دنون کہ عمرو بن امیہ ضمیری ایلچی ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف سے حبشہ کیطرف گئے تھے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اُن کو پکارتا ہے یا ام حبیبہ یا ام المومنین جب آپ بیدار ہوئین تواس کی تعبیر کی آپ نے کہ مین حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ازواج مین داخل ہون گی۔

یہان تک کہ عمرو بن امیہ مجلس نجاشی مین گئے اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نامہ شریف نجاشی کو دیا اور مضمون اوس نامۂ مبارک کا یہہ تھا کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کو کہ مہاجرات حبشہ سے ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے واسطے خواستگاری کرکے مدینۂ طیبہ مین بھیجدے اور مہاجرین حبشہ کو بھی روانہ کردے پھر نجاشی نے ام حبیبہ کو حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خواستگاری کا پیام دیا۔ ام المومنین رضی اللہ تعالے عنہا نے

قبول فرمایا اور تمام مہاجرین کا سامان سفر درست کرکے دو کشتیون مین عمرو بن امیۃ ضمیری کے ساتھہ مدینۂ طیبہ کو روانہ کیا۔

اور مروی ہے کہ نجاشی کی ایک کنیز ابرہہ نام تھی نجاشی نے اوس کو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بہیجا کہ اُن سے کہدے کہ اپنا وکیل مقرر کرین کہ مہم نکاح کا سرانجام ہو وہ یہہ سُنکر نہایت خوش ہوئین اور جو زیور اُن کے ہاتھون اور پیرون مین تہا اوتار کر اوس لونڈی کو دیا اور خالد بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل کیا اور نجاشی نے ایک مجلس آراستہ کی اوس مین جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ کو اور ایک جماعت مسلمانون کی کہ حبشہ مین تہی سب کو جمع کیا اور کہانا کہلایا اور چار سو مثقال زر اور ایک روایت مین چار ہزار درہم اون کا مہر مقرر کیا اور اُن کو حضرت اُم حبیبہ رضؓ کے پاس بہیجدیا کہ اپنے کام مین صرف کرین حضرت ام حبیبہؓ نے اُن مین سے پچاس مثقال زر اوس کنیز کو جو پیام نکاح لائی تہی بہیجدیے اور عذر کیا کہ اُس روز مجھسے تیری خدمت شایستہ نہو سکی تھی پہر نجاشی نے اوس پہلے زیور کو جو آپ نے ابرہہ کنیز کو دیا تہا اور اس سونے کو حضرت ام حبیبہؓ کے پاس واپس کیا اور کہلا بہیجا کہ تم اس زیور کے لیے لایق ہو اسلیے کہ تم حضرت صلّی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس جاتی ہو اور تم سے میری یہ درخواست ہے کہ حضرت سے میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ مین آپ کے دین متین پر قایم ہون اور ہمیشہ آپ پر درود بھیجتا ہون اور نجاشی کی عورتون نے آپ کے واسطے اچھی اچھی خوشبوئین بنا کر بھیجین۔

پہر جب حضرت صلّی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خبر نکاح ہو جانے کی پہونچی تو آپ نے شرحبیل بن حسنہ کو بہیجا کہ وہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالے عنہا کو مدینہ مین لے آوین چنانچہ وہ جاکر مدینہ مین لے آئے اور حضرت ام المؤمنین

شرف ہمبستری سے مشرف ہوئین اور حضرت ام المومنین نے سلام نجاشی کا حضرت کے حضور مین عرض کیا آپ نے جواب سلام فرمایا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اوسوقت عمر حضرت ام المومنین کی کئی برس اوپر تیس برس کی تھی" اور وفات آپ کی سنہ ہجری مین ہوئی"

روایت ہے

کہ بعد صلح حدیبیہ کے ابوسفیان مدینہ مین حضرت ام حبیبہ کے پاس شفقت پدری کے سبب سے ملاقات کو آیا اور چاہا کہ فرش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بیٹھے مگر ام حبیبہ رضی اللہ تعالے عنہا نے نہ بیٹھنے دیا اور کہا کہ یہ پاک بچھونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ہے اور اے باپ ابھی تم نجاست کفر وشرک سے آلودہ ہو

زہر دینا زینب بنت حارث کا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو

ایک واقعہ واقعہ خیبر سے زہر دینا زینب بنت حارث یہودیہ کا ہے کہ جو زوجہ سلام بن مشکم کی تھی جب اوسنے معلوم کیا کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو گوشت بکری کے دہنے دست کا بہت مرغوب ہے تو ایک بکری کے بچہ کو اوسنے ذبح کیا اور اوس مین زہر قاتل ملایا اور اوس کو پکا کر حضرت کے حضور مین لائی" اوس محفل مین بشیر بن برا اور صحابہ بھی حاضر تھے۔ پھر تناول کیا اوسمین سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اور کھایا اوس گوشت کو آپ نے اپنے اگلے دانتون سے اور کھایا کچھ گوشت دوسرے ٹکڑے سے بشیر بن برا نے پھر فوراً آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُٹھالو اس گوشت کو کہ اسنے

مجکو خبر دی ہے کہ مجھ مین زہر ملا ہے ۔

پھر بشیر نے عرض کی کہ جب مینے لقمہ چبایا تو ایک طرح کی کراہت اُس سے میرے دل مین پائی گئی مگر مینے اوس کو اپنے مُنہ سے باہر نکالا اس خیال سے کہ آپ کی طبیع مبارک ناسازی نہ پیدا کرے پھر بشیر وہان سے اُٹھے نتھے کہ رنگ اون کے چہرہ کا سبز اور سیاہ ہوگیا اور فوراً مر گئے ۔

بعد اسکے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جو سرداران یہود یہان حاضر ہین اون کو سامنے لاؤ اور زینب بنت حارث کو بھی لاؤ پھر وہ سب حاضر کیے گئے پھر حضرت نے اُن سے فرمایا کہ مین تم سے کچھ پوچھتا ہون تم سچ سچ بیان کروگے اونھون نے کہا ہان ۔ پھر آپ نے اُن سے پوچھا کہ تمہارا باپ ابو قبیلہ کون ہے اُنھون نے اوسکا نام لیا آپ نے فرمایا جھوٹ کہا تم نے تمہارا باپ تو فلان ہے ۔ پھر اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تصدیق کی ۔

واضح ہو

کہ یہ پوچھنا آپ کا اُن سے اور تنبیہ کرنا اون کے حال سے اور مقید اور توطیہ تھا اون کے اقرار لینے پر نفع زہر کے نسبت اور جھوٹ کہنا جو اون مین یہ تو مسلمہ تھا اوس قوم کی عادت کے موافق جہل اور نسیان سے تھا مگر یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ وہ عمداً جھوٹ بولے حضور کا امتحان لینے کے واسطے اطلاع حقیقت حال پر پھر جب ظاہر ہوگیا اُن پر یہ امر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جب کسی امر غیب کو دریافت کیا چاہتے ہین تو وہ آپ سے ہرگز مخفی نہیں رہ سکتا تو اونھون نے قبول کرلیا جیسا کہ آگے آئیگا ۔

پہر پوچہا کہ سچ کہوگے تم جو کچہہ پوچہون مین تم سے اونہون نے کہا کہ ہان
پہر پوچہا حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ کیا زہر ملایا ہے
تم نے اس بکری مین۔ اونہون نے کہا کہ ہان تم کو کسنے خبر کی آپ نے فرمایا کہ مجھکو
خبر دی اسنے اور بکری کے دست کیطرف اشارہ کیا جو آپ کے دست مبارک
مین تہا پہر فرمایا کہ یہ کیون کیا تم نے" اور ایک روایت مین آیا ہے کہ پوچہا
آپ نے اوس عورت سے کہ یہ کام تو نے کیون کیا۔ پہر یہودیون نے اور اُس
عورت نے کہا کہ ہمنے یہہ چاہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو ہم لوگون کو رہائی ہوجائیگی
اور اگر تم پیغمبر ہو تو تم کو زہر کچہہ اثر نہ کرے گا۔

روایت کی ہے بیہقی نے ابوہریرہؓ سے کہ تعرض نہ کیا حضرت صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوس سے"

اور طریق ابونضرہ مین جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بہی یون ہی مروی ہے
اور ایک روایت مین ہے کہ قتل کی گئی وہ عورت۔ بیہقی نے کہا کہ احتمال ہے
کہ چہوڑ دیا ہوگا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پہلے اوسکو اور نہ چاہا
کہ اپنے نفس کے عوض اوسکو قتل کرین مگر جب بشر مرگئے تو اُسکو اون کے قصاص
مین قتل کیا ہو"

حال ہمبستری حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کا ایک واقعہ غزوۂ خیبر کے واقعات سے یہہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بعد فتح خیبر کے مدینہ طیبہ کیطرف مراجعت فرمائی
اور منزل صہبا مین پہنچے تو وہان حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شرف ہمبستری
سے مشرف ہوئین اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ ولیمہ اونکا حضور نے خیس سے

یعنی حنا اور روغن اور پنیر سے کیا اور اوس شب کو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالے عنہ نے صبح تک حضور پر نور صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے خیمۂ مبارک کا پہرا دیا جب حضور پر نور صلے اللہ تعالی علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے اس بات سے اطلاع پائی تو دو بار حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے حق مین دعا فرمائی ۔

حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کو حضرت ام المومنین صفیہ سے محبت تھی ۔ دس حدیثین اون سے معتبر کتابون مین مروی ہین ۔ ایک اون مین سے متفق علیہ ہے ۔ اور حدیثین اون کی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے مرسل واقع ہوئی ہین یعنی یہ حضرت سے بغیر واسطے کی کوئی حدیث نہین رکھتی ہین بلکہ دوسری ازواج مطہرات کے واسطے مثل حضرت ام المومنین عایشہ اور حضرت ام المومنین حفصہ وغیرہا سے روایت کرتی ہین اور مدفن ان کا بقیع ہے ۔

واقعات خیبر مین سے ایک واقعہ

لیلۃ التعریس کا ہے ۔ تعریس کے معنی لغت مین مسافر کے اوترنے کے ہین آرام کے لیے رات کے آخری حصے مین ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ خیبر سے مراجعت کے وقت ایک شب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے کوچ کیا پھر رستہ مین نیند نے غلبہ کیا تو حضرت صلے اللہ تعالی علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم پچھلے حصہ مین رات کے آرام کے لیے ٹھہر گئے اور بلال رضی اللہ تعالے عنہ سے فرمایا کہ تم جاگتے رہو جب صبح ہو تو ہم کو نماز کے واسطے جگا دینا اور شاید

کہ نماز تہجد آپ نے پہلے پڑہی ہوگی یا غلبہ خواب کا اسقدر رہا کہ اسکے بھی ادا کرنے کی فرصت نہ ہوئی"

چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ اگر کوئی چیز آپ کو مانع ہوتی نماز تہجد سے مثل بیماری۔ یا ضعف یا خواب کے تو قضا کرتے آپ اوس کو دن مین دوپہرے پہلے۔ اور یہان ایک راز تہا کہ فائدہ اُسکا ضعفاے اُمت پر راجع تہا۔ کما فی مدارج النبوت۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے کہ کوئی ایسا صالح آدمی ہے کہ آج کی رات جاگ کر فجر کردے اور فجر کے وقت ہم کو جگادے کہ ہم نماز پڑھ لین۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ مین یہ خدمت بجا لاؤنگا۔ پہر حضرت صلی اللہ علیہ تعالیٰ و آلہ و اصحابہ وسلم اور ابو بکر صدیق اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم آرام کرنے لگے۔ حضرت صدیق اکبر نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبردار اپنی آنکھون کو خواب سے نگاہ رکھنا۔

مدارج النبوت مین ہے کہ پہر بلال رضی اللہ عنہ اس کام پر مستعد ہوے اور نماز پڑہنی شروع کی۔ یہان تک کہ جب صبح کا وقت قریب ہوا تو تکیہ لگایا بلال نے اپنے راحلہ سے اور جدہر سے فجر طلوع ہوتی ہے اودھر کو آنکھہ لگائی کہ یکایک غلبہ کیا خواب نے اور سو گئے اوس حالت مین کہ اپنے اونٹ کا تکیہ لگائے ہوے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ اپنے عمامہ کا تکیہ لگائے ہوے تہے اپنا عمامہ اوتار کر اُسکا تکیہ لگایا سو نہ جاگا کوئی یہانتک کہ سورج نکلا اور اوسکی گرمی سب کو پہنچی تو سب سے پہلے بیدار ہوے حضور پر نور صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اور ڈرے آپ سو جانے سے اور نماز کے فوت ہو جانے سے۔ سبب تشنہو

صفات قہریہ حق جل و علا کی" الله الله نزدیکان را بیش بود حیرانی"

کیون بے نماز فقیر

کیا فرماتے ہو اپنی شان مین اور اپنے معتقدین کی شان مین. کیا تمہارے خیال مین حضرت خاتم الانبیا علیہم السلام سے بہی تم نے کچھ مرتبہ جلیل حاصل کیا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ" ۵

دراین راہ جز مرد راعی نرفت	گم آن شد کہ دنبال راعی نرفت

پہر اور لوگ بہی جاگے اور پکارا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو کہ یہ کیا واقعہ ہوا۔ اور تم کیون سو گئے اور نگہبانی مین کیون قصور کیا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری جان آپ پر قربان پکڑا میرے نفس کو اور عارض ہوا اوس کو وہ کہ جو حضور کی نفس مبارک کو عارض ہوا۔ اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ بلال کے پاس اوسکا شیطان آیا اور بلال نماز مین کھڑا تہا تو مارا شیطان نے اوسکے سینہ پر ہاتھہ اور سلا دیا اوسکو پہر آرام دیا اوس کو اور ٹھہرایا اوسکو اسطرح کہ جیسے بچے کو سونیکے لیے تھپکتے ہین پس بلال سو گئے۔ تو حضرت حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بلال کو بلایا اور اونسے پوچھا اس واقعہ کو تو بلال نے وہی کہا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تہا تب کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اشہد انک رسول اللہ اور حقیقت مین یہ مقام تجدید ایمان و اقرار شہادت رسالت کا تہا کہ جیسے

وسوسہ شیطانی دل مین راہ نپاوے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سنے حکم دیا صحابہ کو کہ اونٹون کو طیار کر واور جلد اس مقام سے روانہ ہو

پھر مین عرض کرتا ہون کہ ای بے نماز فقیرو

خوب سمجھو جہان ایک وقت کی نماز قضا ہونے مین یہ اہتمام رسول اللہ کو ہوا کہ اس سرزمین پر توقف نہ کرنا چاہیے تمہاری نسبت کہ ایک سرے سے تم نماز پڑھتے ہی نہین ہو اس صورت مین تمہاری گھرون کا اور تمہاری گدہی کا کیا حال ہوگا۔ لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون

ایک روایت مین ہے اور بصراحت آیا ہے کہ وہان سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا بسرعت تشریف لیجانا اسواسطے ہوا کہ وہ وادی شیطان کا تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک وادی ہے کہ اس مین شیطان رہتا ہے کما فی روضۃ الاحباب

پھر تھوڑی دور وہان سے چلکر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اونترپڑے اور وضو کیا اور بلال کو حکم دیا کہ اقامت کہے تاکہ نماز جماعت سے قضا کرین۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اذان بہی کہی گئی کذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ۔

ھدایہ مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے فجر کی نماز قضا کی لیلۃ التعرس مین ساتھ اذان واقامت کے اور شیخ الہمام صحیح حدیثین اسباب مین لائے ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ اذان صرف اس واسطے مشروع ہے کہ اعلام ہوجاوے کہ وقت نماز کا ہوگیا قوم مطلع ہو کر مسجد مین حاضر ہو

اور اس مقام پر سب لوگ حاضر تھے پھر اذان کی کیا حاجت تھی۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اذان صرف اعلام ہی کے لیے نہیں مشروع ہے بلکہ ان کلمات کا ثواب جدا گانہ ہے اس لیے افضل ہے یہ بات کہ اگر تنہا بھی نماز پڑھتا ہو تو اذان و اقامت کہے۔

صدای اذان

کا تجربہ یہ ہوا ہے کہ نمازیوں کو دور دور سے صدای اذان کانون مین آجاتی ہی خود میرا واقعہ ہے کہ ساڑھے نو بجے شب کو توپ چلنے کی آواز میرے کانون مین نہین آتی مگر یہان سے فاصلہ پر ایک مسجد ہے عشاء اور صبح کی اذان کی آواز میرے کانون مین ہمیشہ آتی ہے

الغرض حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک چرواہے کو دیکھا کہ وہ اذان کہکر نماز پڑھتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ شخص فطرت پر ہے

پھر جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس نماز کے قضا ہونے کے سبب سے صحابہ کو مضطرب اور پریشان دیکھا تو ان کی تسلی کی اور فرمایا کہ اے لوگو بیشک اللہ تعالیٰ نے قبض کین ہماری روحین۔ اگر چاہتا تو سوائے اسکے اور وقت مین ہمکو جگاتا۔

اور فرمایا کہ اگر تم مین سے کوئی نماز کو بھول جائے اور ایک روایت مین ہے کہ سوجائے اور نماز اوس کی فوت ہوجائے تو بعد یاد آنے اور جاگنے کے اوس نماز کو قضا کرلے

اے بے نمازی فقیرو

دیکھو اس مقام کو کہ ایک وقت کی نماز فوت ہونے مین کیا کیا انتشار صحابہ

رضی اللہ عنہم کو ہو رہے ہیں حسرت ہے تمہاری حالت پر کہ تم عیدین کی نمازین بھی نہیں پڑہتے ہو اور پہر اپنے گہر مین بیٹھے زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہو اگر تم مسلمان ہو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو اپنا پیغمبر برحق سمجھتے ہو تو اُن کی راہ پر چلو اور اگر متبع شیطان ہو تو ہمین تم سے کچھ سروکار نہین جو تمہارا دل چاہے کرو ٥

شریعت را مقدم دار اکنون	شریعت از طریقت نیست بیرون

اے میری پیاری اولاد قلبی و صلبی سُنو اور پڑہو اور سمجھو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تم اشرف المخلوقات ہو تم کو کھانے پینے پہننے اور اوڑھنے اور سکونت کرنے اور چلنے پھرنے کی ہزارون نعمتین تمہارے خالق نے عطا فرمائی ہین اور وہ تمہارا حقیقی مالک ہے اور خالق ہے اوس نے تم کو دنیا مین پیدا کیا عقل دی تندرستی دی اچھی صورت دی۔ اچھا خاندان دیا اچھے اچھے کھانے کھلائے اچھے اچھے لباس پہنائے بے بہا جواہرات دیے آرام کی سواریان دین اچھی اچھی خوبصورت نیک بخت فرمان بردار بیبیان بخشین عمدہ عمدہ خوبصورت پیاری پیاری بھولی بھالی اولادین بخشین جنکو دیکھکر تمہاری آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین۔ اُن کی شادی بیاہ کرنے کو ہزارون روپئے دیے اب یہ سمجھو کہ یہ سب چیزین کسی خدمت کے صلہ مین ملین یا یونہین بغیر کوئی خدمت کیے ہوئے ملین۔

تم خود سمجھتے ہو شعور رکھتے ہو ضرور یہہ کہو گے کہ نہین ہم اوس کی کسی خدمت کے قابل نہین ہین وہ تو خود ہماری پرورش کر رہا ہے اور جب تک

ہم زندہ ہین وہ ہماری بے غرض خدمت کیے جائیگا بے شک مین بہی تمہارے قول کی تائید کرتا ہون اللہ تعالیٰ شانہ تمہاری عقلون کو اور زیادہ روشن کرے اللّٰہم آمین ؎

اب مین تم سے یہہ پوچھتا ہون کہ تمہارے ایسے مہربان خالق و مالک نے جو تمہین پنجگانہ نماز کا حکم دیا تو اوس مین کچھہ اوس مالک کا فائدہ ہے۔ اور اوس نماز کے ادا کرنے کا مقام ایک مقرر کر دیا۔

مجھسے سُنو وہ مقام اوس کا دربار ہے اور وہ نماز اوس کا سلام ہے جب کسی بادشاہ کا دربار ہوتا ہے تو رعیت اوس دربار کی حاضری پر کس قدر فخر و مباہات کرتی ہے۔ دربار کی ٹکٹ کے حاصل کرنے مین کتنی کوشش کرتی ہین اور جسطرح ہوتا ہے وہ ٹکٹ حاصل کرتے ہین پہر عمدہ عمدہ لباس پہنکر اوس مرنے والے اور خاک ہوجانے والے حاکم کے سامنے سلام کو حاضر ہوتے ہین۔ اور پہر دربار سے باہر آکر کتنا فخر کیا جاتا ہے کہ گویا اُنکا سر آسمان سے جا لگا اور دربار کا حاصل کیا ہوا کہ دو چار حرفون کے جھوٹے خطاب ملگئے۔ لیجئے صاحب بڑا پیٹ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے سُنکی کبھی ناک نہین اُٹھا سکتے کبھی عمر بھر مین ایک خرگوش نہین پکڑا بہادری کے خطاب کے سزاوار ہوگئے اور اُن کی عقل جو دانون سے کہہ رہی ہے کہ اسے مرد پیر تو ہرگز اس خطاب کا سزاوار نہین ہے مگر یہی خوش ہین ؎

ہای افسوس

اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم تکو اوسکا کچھہ خیال نہین نہ اوس پر اعتبار نہ بھروسہ اور روزانہ اوسکی ہزارون طرح کی نعمتین کہا رہے

کے قلوب اللہ تعالیٰ شانہ کی معرفت اور محبت کی کشت ہین۔ اِس ہین شریعت وطریقت ومعرفت وحقیقت کی تخم ریزی ہوتی ہے اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قلب مبارک دریای ناپیدا کنار ہے تمام عرفاء اور صلحاء اور اولیاء اللہ اور اغواث اور اقطاب کے قلوب کی آبیاری اسی دریاے ناپیداکنار سے ہوتی ہے تو جس فقیر کو تبع شریعت دیکھو تو سمجھ لو کہ اس درویش کے قلب کی آبپاشی رسول اللہ کے قلب شریف سے ہوئی۔

اور جس فقیر کو مخالف سنت دیکھو تو یقین کے ساتھ باور کرلو کہ اسکے قلب مین کسی چشمہ کفر سے پانی آتا ہے اوس سے تم کو بچنا چاہیے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند

روح را صحبت ناجنس عذابی است الیم

فقیر اللہ تعالیٰ شانہ کی راہ کا سفر کرنے والا ہے اور مسافر کے واسطے ایک رفیق کی ضرورت ہے سالک پہلے رفیق کو تلاش کرلے پھر سفر کرے کہ بزرگون نے فرمایا ہے الرفیق ثم الطریق۔ پھر رفیق ایسا ہی ہونا چاہیے کہ جس کے سبب سے منزل سلوک کے نشیب وفراز مین قدم کو لغزش نہ ہو اور دیکھو۔ کسی

بے شرع فقیر

سے ہم مشرب نہ ہونا وگرنہ تمہارے قلب کا چشمہ خراب اور ناپاک ہوجائیگا اور اس کھیتی مین بجاے میوہ جات پاکیزہ ولطیفہ کے بدمزہ پھل پیدا ہونے لگین گے اور تم حضور پرنور سرورعالم حبیب خدا وندو عالم سیدنا ومولنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دربار پُرانوار کی حاضری سے

اوسکے بخشے ہوے خلعت پہن رہے ہین۔ جواہرات کی انگوٹھیان انگلیون کو چمکا رہی ہین اتنے بیش قیمت عطیہ کو اللہ تعالے کا عطیہ نہین سمجھتے وہ تو خاص اپنا مال کسوبہ ہے محلہ کی مسجدین جو خاص پروردگار تعالی شانہٗ کا دربار ہے ویران پڑی ہین دیوارین گری پڑی ہین۔ جانمازین میسر نہین وضو کو پانی مہیا نہین اور سب مسلمان متفق اسپر ہین کہ یہ اللہ تعالی شانہٗ کا گھر ہے۔ نہ کوئی نماز کو آتا ہے۔ نہ کوئی اوس مین جھاڑو دیتا ہے نہ چراغ جلاتا ہے بات یہہ ہے کہ اللہ تعالے شانہٗ کے وجود کو تم لوگون نے سچے طریقہ سے نہین سمجھا۔

تم لوگون نے صرف دنیاوی رسم کے طور پر اوس کو مان لیا ہے۔ اگر تمکو اللہ تعالے شانہٗ کا اتنا یقین بھی ہوتا جتنا دنیاوی حکام کا ہوتا ہے تو بیشک ہم مسلمانون کی حالتین بدل جاتین ؎

صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو اوسکے وجود پر پورا یقین تھا تو دیکھو کہ چند سال کے اندر اوس بے سروسامان قوم عرب نے کیسی پوری ترقی کی اگر تمکو

صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

کے یقین کا تھوڑا سا حصہ بھی ملجاتے تو بس۔ تمہاری بھی وہی حالت ہوجائے

ہنوز آن ابر رحمت درفشان است | خم و خمخانہ با مہر و نشان است

خطاب

بانورچشمان سید عبدالعظیم و سید محمد اصغر و سید واعظ الدین حسین و سید محمد محسن و سید محمد واعظ الحق و دیگر عزیزان صوری و معنوی نوراللہ قلبہم بنورالایمان والعرفان۔ اے عزیزو۔ خوب سمجھو اس بات کو کہ مومنین

خارج ہو جاوگے معاذ اللہ منہا"

سالک کے واسطے اس سزا سے بڑہکر کوئی سزا نہین ہے تمام ہوئی میری عرض جو اپنے عزیزون کی خدمت مین تھی"

الغرض روضتہ الاحباب اور سیرت گازرونی مین ہے کہ جن دنون حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وصحابہ وسلم خیبر مین تشریف فرماتھے حجاج بن علاط سلمی اپنے قبیلہ سے تجارت کو نکلے تھے جب سُنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم خیبر مین رونق افروز ہین توآپ کی خدمت مبارک مین حاضر ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوے اور حال یہہ تہا کہ حجاج بڑے مالدار تہے اور سونیکے کان کہ بنی سلیم کی زمین مین تھی یہی اوسکے مالک تھے"

پہر اونہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم مکہ مین میری بی بی کے اور کفار مکہ کے پاس میرا بہت سا مال ہے اگر مجھکو اجازت ہو تو مین جس تدبیر سے مناسب ہو وہ مال اُن سے لیکر حاضر خدمت ہوجاؤن ابہی اُن کو میرے اسلام کی اطلاع نہین ہے وگرنہ وہ مال سب تلف ہوجائیگا آپ نے اُن کو اجازت دی پہر حجاج مکہ معظمہ کو روانہ ہوے اور قریش سے ملے اور کہا کہ بشارت ہو تم کو کہ خیبر والون نے محمد صلے اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم پر فتح پائی اور اُن کو اور اُن کے اصحاب کو اسیر کر لیا اور اُن کا سب مال لوٹ لیا اور اب وہ اُس مال کو بیچا چاہتے ہین اوس مین سے مین بہی کچھ چیزین خریدلون اس سے پہلے کہ اور تاجر یہہ خبر سُنکر آجاوین اور نرخ اُنکا گران ہو جائے مین امید کرتا ہون کہ اس امر مین تم میری مدد کرو"

حجاج کہتے ہین کہ اس خبر سے قریش بہت خوش ہوئے اور میرا سب مال مجکو دے دیا اور جو مال میرا میری بی بی کے پاس تہا وہ بھی مین نے لے لیا

پہر یہہ خبر مکہ مین مشہور ہوگئی جو مسلمان مکہ مین تھے وہ یہہ خبر سُنکر نہایت شکستہ دل ہوے اور حالت غم و رنج مین اپنے اپنے گھرون مین خانہ نشین ہوگئے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس خبر سے یہہ حال ہوگیا کہ اُن کے پاؤن سے قوت رفتار جاتی رہی اُن کو اس بات کا خیال ہوا کہ جب یہہ حالات قریش کو معلوم ہونگے تو اُن کی شرارت اور بڑھ جائے گی۔

لہذا اونہون نے اپنا دروازہ کہول دیا اور اپنے بیٹے قثم رضی اللہ عنہ کو بُلا کر کہا تو وہ با آواز بلند رجز پڑہنے لگے اور اظہار سرور کرنے لگے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ خود اپنے گھر مین تکیہ لگا کر بیٹھ گئے جب مسلمانون نے حضرت عباسؓ کے گھر سے رجز کی آواز سُنی تو سب وہان آکر جمع ہوے جب انکو مسلمانون نے اس حال پر دیکہا تو اُن کو تسکین ہوئی۔

اور کہتے ہین کہ حضرت عباسؓ نے اپنے غلام کو حجاج کے پاس بھیجا کہ یہہ کیا موحش خبر ہے جو تو لایا ہے تحقیق کہ وعدہ اللہ تعالیٰ شانہ کا بہتر ہے جو تو کہتا ہے حجاج نے اُس غلام سے کہا کہ میرا سلام عباس رضی اللہ عنہ سے کہنا اور کہہ دینا کہ اپنے گھر مین خلوت کر رکہنا مین دوپہر کو آؤنگا اور وہ خبر کہ جو تم کو خوش کر دے مین تم سے کہونگا خبردار اسے پوشیدہ رکہنا پہر غلام یہان سے خوش ہوتا ہوا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس پہونچا اور یہہ بشارت آپ کو دی آپ نے اُس غلام کو آزاد کیا اور کہا کہ مین نے نذر کی ہے اللہ تعالیٰ شانہٗ کی کہ دس غلام اور آزاد کرونگا۔

پہر دوپہر کو حجاج اُن کی خدمت مین حاضر ہوئے اور پہلے اُن کو قسم دی کہ یہہ خبر جو مین تم سے کہونگا میرے جانے کے بعد تین دن تک پوشیدہ رکہنا پہر کہا کہ آپ کو معلوم ہو کہ مین مسلمان ہو گیا ہون اور حضرت رسول اللہ

صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خیبریون پر فتح پائی اور تمام مال واسباب
اون کا غنیمت مین داخل ہوا اور اپنے صحابہ پر اوس کو تقسیم کر دیا۔ اور اُن کے اہل و
عیال کو اسیر کر لیا۔ اور صفیہ بنت حیی بن اخطب کو اپنے واسطے اختیار فرمایا
اور اُسے آزاد کر دیا اور اپنی ازواج مطہرات مین داخل فرمایا اور آزادی کو اُن کا
مہر قرار دیا اور مین نے اوس خبر موحش کو اس لیے مشہور کیا تہا کہ اپنا مال
قریش سے لیلون۔ اور مین حضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اس
امر کی اجازت لیکر آیا تہا اور مین آج رات یہان سے چلا جاؤنگا۔ تم بعد تین
دن کے اس خبر کو مشہور کرنا یہہ کہکر حجاج اپنے گہر کو گئے اور اُسی شب کو روانہ
ہوگئے پہر تین دن کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجاج کے گہر گئے
اور دروازہ کی زنجیر ہلائی اور پوچہا کہ حجاج کہان ہے اُن کی بی بی نے کہا کہ تین
دن ہوے کہ وہ خیبر کو گئے ہین کہ محمد صلّے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اون
کے اصحاب کے مال کو خریدین"

اور کہا اوس عورت نے کہ اے ابو الفضل کیا حال ہے تمہارا اس خبر سے آپ نے
جواب دیا کہ بحمد اللہ کہ خبر اچہی ہے اور ہمارے موافق ہے اور وہ سب حالات جو
حجاج نے تخلیہ مین آپ سے بیان کیے تہے اوس سے کہے اور کہا کہ اگر تو اپنے
خاوند کو چاہتی ہے تو تو بہی مسلمان ہو جا یہہ اُس سے کہکر آپ مسجد الحرام مین گئے
اور کمال خوشی اور مسرت کی حالت مین طواف خانۂ کعبہ کا کیا کافرون نے جو اُن
کو بشاش دیکہا تو آپس مین رمز و کنایہ کی باتین کرنے لگے"

پہر آپ طواف سے فراغت کرکے اُن کے پاس گئے اور جو کچہ حجاج
نے اُن سے خلوت مین کہا تہا وہ سب کفار قریش سے بیان کیا وہ سب یہہ
خبر سنکر نہایت مغموم اور محزون ہوے اور مسلمان شاد و بشاش ہوے پہر پانچ

روز کے بعد کفار قریش کو اس خبر کی تصدیق ہو گئی"

ذکر فدک

ارباب سیر فرماتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ وسلم حوالی خیبر مین داخل ہوئے تو آپ نے محیصہ بن مسعود حارثی کو فدک کیطرف روانہ فرمایا یہہ محیصہ رضی اللہ عنہ انصاری حارثی ہین اور شمار کیے جاتے ہین اہل مدینہ مین اور حدیث ان کی اونہین مین مذکور ہوتی ہے" حاضر ہوئے یہہ رضی اللہ عنہ احد اور غزوہ خندق مین اور ان کے بعد اور لڑائیون مین روایت کی ان سے ان کے بیٹے سعد نے"

اور محیصہ ساتھہ فتحہ میم اور فتح حا حطی اور کسرہ یاے مشددہ اور فتح صاد مہملہ کذا فی اسماء الرجال المشکوۃ

پھر حضرت محیصہ فدک کو گئے کہ وہان کے لوگون کو اسلام کی دعوت کرین پھر آپ نے دعوت اسلام اون لوگون کو کی اور ڈرایا ان کو کہ پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ آلہ واصحابہ وسلم تم سے لڑنے کو آئینگے جیسے خیبر والون پر گئے ہین اون لوگون نے کہا کہ عامر اور حارث اور یاسر اور سرداران یہود اور مرحب قلعہ نطاۃ مین موجود ہین اور دس ہزار مردان جنگی وہان آمادہ جنگ ہین ہم کو یہہ یقین نہین کہ محمد صلے اللہ تعالے علیہ والہ واصحابہ وسلم ان سے مقابلہ کرسکین محیصہ ایک دن اون کے یہان رہے جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کو صلح کا خیال نہین ہے تو محیصہ نے چاہا کہ لوٹ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہون پھر فدک والون نے کہا کہ ابھی اور توقف کرو کہ ہم اپنے سردارون سے مشورہ کرلین اور چند معتمد

لوگ تمہارے ساتھ کر دین کہ وہ جا کر صلح کرین اتفاقاً اسی اثنا مین اون کو حصن ناعم کے فتح ہونے کی اور اُن کے محافظون کے قتل ہونے کی خبر پہنچی اس سے بہت خوف اُن کے دلون مین پیدا ہوا پھر محیصہ سے کہنے لگے کہ اے محیصہ ہمنے جو تم سے کہا تھا اوس کو تم کسی سے مت کہنا ہم تم کو کچھ زیور دینگے محیصہ نے کہا کہ مین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کچھ نہ چھپاؤنگا پھر اونہون نے وہان سے آکر وہ سب ماجرا بے کم وکاست بیان کر دیا پھر فدک والون نے اپنے ایک سردار کو یہود کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین بہیجا اور بعد گفتگوے دراز کے اس امر پر صلح ٹھہری کہ فدک کی نصف آمدنی حضرت کو دیدی جائے اور نصف یہود فدک کے قبضہ مین رہے حضرت اسپر رضامند ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت تک یونہین انتظام فدک چلا آتا تہا۔ پھر حضرت عمرؓ نے مصلحت اس مین دیکھی کہ یہود فدک کو فدک سے نکال دین کہ وہ ملک شام کیطرف چلے جاوین"

حضرت عمر نے اُس آدہی زمین کو کہ یہود فدک کے قبضہ مین تھی پچاس ہزار درم بیت المال سے دیکر خرید لیا۔ اور یہود کو نکال دیا۔ یہود فدک نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عمر یہہ کیا بات ہے کہ جس چیز کو ابوالقاسم یعنی محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ نے مقرر کہا تم اوس کے خلاف کرتے ہو حضرت عمر نے اوسکے جواب مین کہا کہ تم جانتے ہو کہ اوس روز مین حاضر نہ تھا۔ نہین مین حاضر تھا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تم سے نہین فرمایا تھا کہ جب تک ہم چاہین تم وہان قیام کرنا اور اب ہم نہین چاہتے کہ تم وہان

رہو الغرض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کو فدک سے نکال دیا اور اُن کی سب چیزین قیمت دیکر خرید لین یہان تک کہ اونٹون کے پالان اور اون کی رسیان یہ بھی بقیمت لین ۱۱

او صحت کو پہنچا ہے کہ جب حضرت نے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی تو ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم ایک وادی مین اُترے تو سب بآواز بلند تکبیر کہنے لگے حضرت نے فرمایا کہ آہستہ تکبیر کہو کہ تم اُس کو نہین پکارتے کہ وہ بہرا ہے یا غایب ہے بلکہ تم اوس کو پکارتے ہو کہ جو سننے والا ہے اور نزدیک ہے

ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کلام ہدایت التیام فرماتے تھے تو مین آپ کی سواری کے پیچھے تھا سُنا مین نے کہ آپ کہتے تھے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

بیان فوائد وفضیلت لاحول ولاقوت

حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا کہ اے عبد اللہ بن قیس مین بتاؤن تجھے ایک کلمہ کہ وہ ایک خزانہ ہے بہشت کے خزانون سے مینے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ یہی کلمہ ہے جو مین نے ابھی پڑھا۔ کذا فی روضۃ الاحباب

پھر جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خیبر سے مظفر ومنصور واپس ہوے تو وادی القریٰ کی طرف میل کیا۔

بیان صلح وادی القری

راستہ مین صہبا کی منزل مین وارد ہوئے پھر وہان سے وادی القری مین تشریف لے گئے اور وہان جا بمقام فرمائے اور اوس مقام کو گھیر لیا۔ وہان کے باشندہ آمادۂ جنگ ہوگئے اور باہر نکلے۔ آپ نے بھی صف قتال آراستہ فرمائی اور نشان اپنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا مع الاخلاف

پھر پہلے آپ نے اُن یہودیون کو اسلام کی دعوت فرمائی اور آگاہ کیا اُن کو اسپر کہ اگر تم اسلام لاؤ تو جان و مال تمہارا محفوظ رہیگا" اور باقی حساب تمہارا اللہ تعالیٰ شانہ پر ہے"

اُن لوگون نے اسکو قبول نہ کیا پھر لڑائی شروع ہوئی اور دن بھر لڑتے رہے دس آدمی اعدای دین کے قتل ہوئے اور پھر اگلے روز فتح لشکر اسلام کی ہوئی مال واسباب بہت مسلمانون کے ہاتھ آیا"

پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن پر احسان فرمایا کہ زمین و باغات وہان کے اُن کے قبضہ مین رہین۔ اور مزدوری کیا کرین اور نصف محاصل باغات و زمین کا بیت المال مین داخل کیا کرین اور آدہا اپنی مزدوری مین لیا کرین۔

پھر جبکہ یہ خبر فتح خیبر اور فدک اور وادی القری کی یہود تیما کو پہنچی تو وہ بھی اپنی خرابی سے ڈرے اور بے جدال و قتال کے جزیہ دینا قبول کیا" کذا فی مدارج النبوت

بیان عمرۃ القضا

اور اسی سال ہفتم مین عمرۃ القضا کہ صلح حدیبیہ مین مقرر ہوا تھا واقع ہوا ذی القعدہ کے مہینے مین اور وجہ تسمیہ اس کی شافعیون کے نزدیک یہہ ہے کہ قضا کے معنی صلح کے ہین یعنی وہ عمرہ جو صلح حدیبیہ مین ہوا تھا کہ اگلے سال آکر عمرہ ادا کرین اسی وجہ سے اسکا نام عمرۃ القضا ہوا ؁ اور عمرۃ الصلح اور عمرۃ القضیہ بھی ہے ؁

اور احناف اس کو عمرۃ القضیٰ اسلیے کہتے ہین کہ یہ اوس عمرہ کی قضا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حدیبیہ مین فوت ہوا تھا گھر جانے کے سبب سے اور یہہ اختلاف مبنی ہے اُس اختلاف پر کہ جسنے احرام باندھا عمرہ کا پھر روکا گیا وہ بیت اللہ کے جانے سے تو مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہہ ہے کہ واجب ہے اُسپر ھدی اور نہین ہے اوسپر قضا اور امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب مین قضا اوسپر واجب ہے نہ ہدی اور دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہہ آیت ہے ؁ فان احصرتم فما استیسر من الھدی یعنے پھر اگر روکے گئے تم تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ عمرہ شروع سے لازم ہوتا ہے تو پھر جب احصار ہوا اور ادا نہوا تو بعد زوال حصر کے قضا اوسکی ہوئی ولا یلزم من المتخلل بین الاحرامین سقوط القضاء

یعنی نہین لازم ہوتا ہے حلال ہو جانے سے درمیان دو احرامون کے ساقط ہونا قضا کا ؁ اور حجت ان کی فعل حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا یعنی بیشک نحر کی انہون نے ہدی جب کہ

روکے گئے وہ عمرہ سے اور عمرہ اداکیا اوس کے عوض مین سال آیندہ اور ہانک لیگئے اپنے ساتھہ ہدی کو بغرض مسایل اختلافی اور اُن کی دلیلون کی تحریر کیواسطے بڑا وقت چاہیے اورمیرا وقت بہت کم ہے لہذا اختصار ناگریز ہے

بیان اداکرنی عمرۃ القضاء کا

بالجملہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے غزوۂ خیبر سے مراجعت فرمانے کے بعد اول ذیقعدہ سال ہفتم ہجری سے عمرۃ القضا کے اداکرنے کی تیاری مین مشغول ہوے اورحکم کیا کہ جو صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سفر حدیبیہ مین ہمراہ تھے وہی اس مین بھی ہمراہ ہون اوتخلف اس سے نہ کرین اوراِن کے سوا اگر اور لوگ بھی چاہین توچلین پھر جولوگ کہ اُن مین سے زندہ تھے سب اپنے سامان سفر تیار کرکے حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ کے ساتھہ ہوے اورچند آدمی اوربھی ہمراہ ہوئے !!

پھر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابورہم غفاری کو مدینہ کا خلیفہ کرکے اُن کو وہین چھوڑا اورنام اُن کا ابوذر جندب بن جنادہ ہے اوریہ قدیم الاسلام ہین مکے مین مسلمان ہوے تھے کہتے ہین کہ سابقین اسلامیون مین سے ہین مسلمان ہوے یہہ چار آدمیون کے بعداوریہہ اُن چارون کے پانچوین تھے پھر اسلام لاکر یہہ اپنی قوم کیطرف چلے گئے اوریہان تک وہان رہے کہ حاضر ہوے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضورمین غزوۂ خندق کے بعد پھر جارہے شہر ربذہ مین یہان تک کہ وہین رحلت کی سنہ ۳۲ ہجری مین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کے زمانۂ خلافت مین اور تھے یہ عابدین مین سے مبعوث ہونے حضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور روایت کی ان سے بہت لوگون نے
صحابہ اور تابعین مین سے کذا فی اسماء الرجال المشکوٰۃ

اور کچھ حال ان کا غزوۂ تبوک مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

بعد ازان حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دو ہزار آدمیون
کے ساتھہ عمرۂ قضا کو تشریف لے چلے اور دو سو گھوڑے بھی آپ کے ساتھہ
تھے اور ساٹھہ اونٹ ہدی کے اور ایک روایت مین اسّی ہین اور ہتھیار جنگی بھی
مانند خود اور زرہ اور نیزہ وغیرہ کے تھے کذا فی المدارج

پھر جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ذو الحلیفہ مین پہنچے تو اونٹون
کی خدمت ناجیہ بن جندب اسلمی کو سپرد فرمائی اور ناجیہ نام ان کا اس لیے مشہور ہے
کہ نجات پائی انہون نے قریش کے ہاتھون سے اور یہہ ناجیہ وہی ہین جو حضرت
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا تیر مبارک لیکر حدیبیہ کے کنوین مین اترگئے
تھے اور اوس تیر کو کنوین مین گاڑ دیا تھا جس کے سبب سے پانی اوس مین جوش
کرایا اور اتنا زیادہ ہوا کہ تمام لشکر کو کافی ہوا اور وفات پائی انہون نے مدینہ
مین امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانۂ امارت مین اور روایت کی ان سے
عروہ بن زبیر وغیرہ نے ۱۲

اور محافظت کوتل گھوڑون کی محمد بن مسلمہ کو سپرد ہوئی ۱۲

اور یہہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حارثی ہین۔ حاضر ہوے حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھہ کل مشاہد مین سوا تبوک کے۔ اور روایت کی
انہون نے حضرت عمر بن خطاب اور دوسرے صحابہ سے اور تھے وہ فضلاے
صحابہ سے اور تھے وہ اُن لوگون سے کہ اسلام لائے تھے وہ مصعب بن عمیر کے

ہاتھہ پر مدینہ مین اور انتقال بھی وہین کیا سنہ ۴۳ ہجری مین اور عمر اون کی اسوقت ستتر برس کی تہی کذا فی اسماء الرجال المشکوٰۃ"

اور محافظت ہتھیارون کی بشیر بن سعد کو دی گئی- اور ہر ایک کو ان تینون مین سے ایک ایک جماعت ہمراہ کر کے آگے روانہ کر دیا"

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ہتھیار لیے جاتے ہین اور صلح مین یہہ بات طے ہوئی تھی کہ مکہ مین ہتھیار نہ لانا مگر تلوار میان مین آپ نے فرمایا کہ مین مکہ مین ان ہتھیارون کو نہین لیجاؤنگا۔ احتیاطاً ان کو اپنے ساتھہ لیے جاتا ہون کہ اگر قریش عہدشکنی کرین اور نوبت جدال و قتال کی پہونچے تو ہتھیار ساتھہ رہین" کذا فی روضۃ الاحباب

پھر وہان سے احرام باندھکر اور تکبیر کہکر آگے کو روانہ ہوئے پھر جب وہ جماعت محافظین کی مرالظہران مین کہ مکہ وہان سے ایک مرحلہ سے کم ہے" پہنچی تو وہان ایک جماعت قریش کی تہی اونہون نے محمد بن مسلمہ سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خبر پوچھی کہ کہان ہین اُنہون نے کہا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اب تشریف لائے صبح یہین کرینگے اور اسی منزل مین فروکش ہون گے انشاء اللہ تعالیٰ"

پھر حضرت تشریف لائے اور قریب بطن یاجج کے اُترے کذا فی مدارج النبوۃ

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب اُس جماعت قریش نے محمد بن مسلمہ سے حضرت کی تشریف آوری کی خبر سُنی تو گھبرا کر مکہ کو گئے اور قریش کو اس واقعہ سے آگاہ کیا وہ یہہ خبر سنکر پہاڑون کی چوٹیون پر چڑہ گئے"

اور مکرز بن حفص کو بھیجا کہ جا کر دریافت کرے کہ خلاف شرط ہتھیارون کے لانیکا کیا سبب ہے ؟

اوسنے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اس کا سبب پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنے اوسی عہد پر ہین ان ہتھیارون کو مکہ مین نہ لیجاینگے ان کو احتیاطاً ہم اپنے ساتھ لائے ہین ۔ مکرز یہہ سنکر لوٹ گیا اور جاکر قریش سے یہہ حال کہا وہ یہہ بات سنکر مطمئن ہوئے ؛

پھر حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ارشاد کے موافق ہدی کے اونٹون کو آگے سے لیجاکر ذی طوی مین ٹھہرایا ؛

پھر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا تو ہتھیارون کو بطن یاجج مین رکھدیا اور ایک جماعت صحابہ کی اوس کی حفاظت کیواسطے مقرر ہوئی ؛

پھر حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ناقۂ قصویٰ پر سوار رہے اور صحابہ کوئی سوار کوئی پیادہ آپ کے گرد اگرد تھے ۔ جیسے ستارون کے ہجوم مین ماہ شب چاردہم تلوارون کو غلاف مین کیے ہوئے اور لبیک کہتے ہوئے مکہ کو چلے اور حجون کی گھاٹی سے مکہ مین داخل ہوئے مدارج النبوت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوس بن خولی انصاری کو دوسو آدمیون کے ساتھہ ہتھیارون کی محافظت کے واسطے مقرر کیا ؛

اور عبد اللہ بن رواحہ انصاری خزرجی کہ نقبا مین سے ہین اور حاضرین عقبہ سے بھی ہین اور بدر اور احد اور خندق اور مشاہد مابعد مین اور اونکے سوا فتح مکہ اور اوسکے مابعد مین بھی حاضر تھے اور شہید ہوئے سریہ موتہ مین کہ امیر اوس سریہ کے تھے آٹھوین سال ہجری مین اور تھے یہہ شعرائے محسنین سے اسوقت کہ جب حضرت رونق افروز مکہ ہوئے تو یہہ مہار پکڑے ہوئے ناقہ قصوی کی

اور آگے آگے تھے اور یہہ رجبز پڑہتے جاتے تھے اسیطرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تلبیہ کہتے ہوئے۔

بیت اللہ شریف

کے پاس تشریف لائے اور حجر اسود کو بوسہ دیا" ایک لکڑی کے ذریعے کہ سر اسکا خمدار تہا اور اوسکو محجن کہتے تہے اوس محجن لکڑی کو حجر اسود سے لگا کر اُسے بوسہ دیا واضح ہو کہ تقبیل حجر اسود لب سے اور ہاتہہ سے اور ہاتہہ کے اشارہ سے اور لکڑی کو اوس مین لگا کر اوس لکڑی کو چومنا چارون طریقون سے مسنون ہے پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عمرہ ادا کرنے کے بعد تین روز مکہ معظمہ مین ٹھیرے چوتھے روز قریش نے کسی کو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ اب اپنے صاحب یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہدو کہ مکہ سے چلے جاوین آپ نے حضور پرنور مین حاضر ہو کر عرض کی کہ قریش ایسا کہتے ہین آپ نے فرمایا بہتر ہے ایسا ہی کرتا ہون الغرض آپ نے فرمایا کہ پکار دو کہ آج رات کو کوئی شخص صحابہ مین سے مکہ مین نہ رہے اور آپ نے اپنے مولیٰ یعنی غلام آزاد کردہ کو جن کا نام ابو رافع تھا فرمایا کہ تم میمونہ رضی اللہ عنہا کو پیچھے سے لے آنا اور آپ مکہ معظمہ سے باہر تشریف لے گئے

مروی ہے کہ جب آپ مکہ معظمہ سے باہر تشریف لاتے تھے تو عمارہ

بنت حمزہ رضی اللہ تعالے عنہ

کہ کنیت حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ کی انہین پاکیزہ دختر کے نام سے ہے اپنی مادر سلمہ بنت عمیس کے ساتہہ مکہ مین رہتی تہین حضور کے

پیچھے پکارتی چلی آتی تہین "یا عم یا عم"
حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ نے عرض کی کہ یا حضرت اپنے چچا کی بیٹی کو کیون کفار مین چھوڑے جاتے ہین مین اپنے ساتھہ اوس کو لیے جاتا ہون۔
پہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُن کو حضرت خاتون جنت کے حوالہ کر دیا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن پاکیزہ دختر کو حضرت جعفر رضی اللہ تعالے عنہ کی کفالت مین دیا اور فرمایا کہ اوس کی خالہ تمہاری زوجہ ہے اور خالہ بجای ماں کے ہے پس تمہارا حق اوس کی کفالت کیواسطے اورون سے زیادہ ہے کذا فی روضۃ الاحباب
پہر حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نکاح عمارہ کا سلمہ بن ابی سلمہ کے ساتھہ کر دیا جو حضرت کے ربیب تھے تمام ہوے واقعات سال ہفتم ہجرت فرصت بہت کم مشاغل زیادہ مجبور ہو کر اختصار سے کام لینا پڑا۔

بیان واقعات سال ہشتم ہجرت

اس سال کے اول اور صفر کے مہینہ مین جمہور اہل سیر کے نزدیک خالد بن الولید بن المغیرہ قریشی مخزومی اور عمرو بن العاص بن وائل قریشی سہمی و عثمان بن طلحہ عبدری حجبی کہ بیت اللہ کی کنجیان اُن کے پاس تہین اسلام لائے۔
خالد رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ جب مدینہ مین ہم پہنچے تو ہم نے اچھے کپڑے پہنے اور حضرت کی مجلس مین جانیکا قصد کیا راہ مین میرا بہائی ولید ملا اور کہا کہ جلدی کر حضرت کو تیرے آنے کی خبر ہو گئی ہے خوش ہین اور تیرے آنے کے منتظر

ہین پہر مین جب اُس محفل مبارک منزل مین حاضر ہوا اور آپ کی نظر فیض اثر دور سے مجہپر پڑی تو آپ متبسم ہوے۔ مینے عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ آپ نے شگفتہ روئی سے جواب دیا پہر مین نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا الله آپ نے فرمایا الحمد لله الذی ھداک الاسلام اور ارشاد کیا کہ اے خالد مین جانتا تہا کہ تو اہلِ عقل سے ہے اسواسطے مین سمجہتا تہا کہ وہ عقل تجہہ کو اسلام کی طرف کہینچ لائیگی پس وہ تجہے بحکم خدا ایتعالے شانہ کہینچ لائی "

مین عرض کرتا ہون کہ حضرت صلّی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہہ ارشاد بہت بجا اور درست تہا اہل دانش کا یہہ قول ہے العقل خیر کلہ خالد رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ مین نے حضور پُر نور صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ مین نے مقامات خیر مین اہل حق کے ساتہہ کسقدر عناد کیا ہے۔ اب آپ دعا فرمائین کہ اللہ تعالی شانہ میری ان خطاؤن کو معاف فرمائے اور میرے گناہون کو بخشدے "

آپ نے فرمایا کہ اسلام مٹا دیتا ہے اُن گناہون کو جو اسلام لانے سے پہلے واقع ہوے ہین لہذا بڑی کوشش کی جہاد مین حضرت خالد نے حضرت صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حیات مبارک مین اور حضرت کی وفات کے بعد بھی یہانتک کہ کفر کی بنیاد کہود کر پہینکدی اور بہت سی فتوحات اسلام ان کے دست مبارک پر ہوئی ہین ملک شام وغیرہ مین "

اور ایام جاہلیت مین بھی یہ قوم قریش کے سردار تہے اور والدہ ان کی بنت الحارث بہن حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی تہین وفات پائی حضرت خالد رضی اللہ تعالی عنہ نے ۲۱ھ ہجری مین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ خلافت مین اور حضرت رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

نے ان کو سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔

اور روایت کی ان سے ان کے خالہ زاد بھائی عبد اللہ بن عباس نے اور علقمہ

اور جبیر بن نفیر نے اور مخذومی نسبت ان کے ان کے جد کیطرف ہے۔

خالد بن ولید بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخذوم اور کنیت ان کی ابا سلیمان

ہے اور یہ صحابہ کبار میں سے ہیں کذا فی مدارج النبوۃ و اسماء الرجال المشکوۃ

اور تقریب التہذیب اور شواہد نبوت۔

اسلام عمرو بن العاص

خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اسلام لائے عمرو بن العاص۔ مختصر حالات

ان کے یہ ہیں کہ والی کیا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے ملک

عمان پر اور ہمیشہ وہیں مقرر رہے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی وفات تک

اور عامل کیا ان کو حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذی النورین اور معاویہ

رضی اللہ عنہم نے اور آپ ہی نے فتح کیا مصر کو حضرت فاروق کے زمانہ خلافت

میں اور وفات پائی آپ نے سنہ ۴۳ ہجری میں اور عمر ان کی نوّے برس کی ہوئی

اور روایت کی ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ نے اور عمر بن قیس بن حازم نے

کذا فی مدارج النبوت وغیرہم۔

اسلام عثمان بن طلحہ بن عبد العزی

حجبی کا کر ان کو شیبی بھی کہتے ہیں نسبت کرتے ہیں ان کی اُن کے بھائی

شیبہ کی طرف اور کنجی بیت اللہ شریف کی قدیم الایام سے ان کے خاندان

میں تھی جب حضرت نے مکہ معظمہ کی فتح حاصل فرمائی تو آپ کے چچا حضرت عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ بیت اللہ شریف کی کنجی مجکو عنایت فرمائیے اور اس منصب کو منصب سقایت کیساتھ ضم کر دیجیے پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عثمان کے پاس بھیجا تو وہ کنجی اُن سے

بَیْتُ اللّٰہِ شَرِیْف

کی لے آئے پھر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا یعنی بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ادا کرو تم امانتین اوس کے اہل کو پھر حضرت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کنجی

بیت اللہ شریف

کی عثمان ہی کو حوالے کر آؤ اور اُن سے معذرت کرنا۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ کنجی ان کے پاس لے گئے تو اُنہوں نے کہا کہ لے جانے کے وقت تم اسے زور سے لے گئے تھے اور مجھے ایذا دی تھی اب یہہ نرمی اور عذرخواہی کی کیا وجہ ہے آپ نے کہا کہ تمہارے لیے آیت نازل ہوئی ہے اور وہ آیت پڑھکر سنادی عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کی تجدید کی اور کہا۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پھر جبریل علیہ السلام نازل ہوے اور کہا کہ جب تک یہ گھر زمین پر قایم ہے یہ کنجی اور یہ خدمت ہمیشہ ان کے خاندان اور اولاد مین رہیگی قیامت تک جب اُنہوں نے وفات پائی تو اون کے کوئی بیٹا نہ تھا تو کنجی بیت اللہ

شریف کی اپنے بھائی شیبہ کے سپرد کی اور اسوقت تک وہ کنجی کعبہ کی انہین کے خاندان مین ہے۔"

وفات پائی عثمان نے سنہ ۴۲ ہجری مین مکہ مین اور روایت کی ان سے انکی پھوپی کے بیٹے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے۔"

ولادت حضرت سیدنا ابراہیم فرزند رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اسی سال ہشتم ماہ ذی الحجہ مین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حضرت ابراہیم بن رسول اللہ تولد ہوے حضرت صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے اس خبر ولادت کے لانے والے کو ایک غلام بخشا اور وفات انکی سنہ ۱۰ ہجری مین ہوئی عمران کی ایک روایت سے سولہ مہینے کی اور ایک روایت سے اٹھارہ مہینہ کی ہوئی۔ غرضکہ روایتین متفق اسمین ہین کہ وفات ان کی مدت رضاعت مین ہوئی۔"

اور اسی سال ہشتم مسجد نبوی کا ممبر شریف بنا اور بعض روایت سے ساتوین سال مین بنایا گیا۔"

اسی سال ہشتم مین فتح مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً واقع ہوئی

تمام دنیا مین فتوحات اسلامی کی جڑ یہی فتح ہے اور مقدمہ اس فتح کا صلح

حدیبیہ ہے سورۃ الفتح یعنی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا اسی فتح کے واسطے ناطق ہے اور حقیقت مین فتح مکہ اعظم فتوحات سے ہے کہ غالب کیا اللہ تعالیٰ شانہ نے اس فتح کے سبب سے اپنے دین کو اور قوی اور باعزت کیا اپنے رسول کو اور زور آور کیا اپنے لشکر کو اور محترم کیا اپنے حرم کو کہ شان اس کی وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ہے اور پاک کیا اوس کو مشرکین کی نجاست سے اور اسکو بلد امین کیا اور بیت شریف خاص کو اور فی الحقیقت یہہ وہ فتح ہے کہ مستبشر ہوے ساتھہ اوسکے اہل اسلام اور ساکنان ارض وسما اور فتح ونصرت پائی اوس سے حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین نے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور عرب لوگ سب کے سب منتظر اسی فتح کے تھے اور یہہ خیال کر رہے تھے کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی قوم کے ساتھہ پلٹ کر مدینہ سے یہان آوین اور اس شہر کو فتح کر لین تو ہم بھی قید تردد او توقف سے نجات پائین اور جب یہہ فتح عظیم وجود مین آئی تو ہر طرف سے آدمی گروہ گروہ اور فوج فوج دین اسلام مین داخل ہوے یعنی اس دین مین جس مین شرک بدعت اور نفاق اور فجور کو دخل نہین ہے ہر چند کہ شروع اسلام سے لوگ اس دین مین داخل ہوتے تھے مگر تھوڑے تھوڑے اور چونکہ زمانہ رحلت حضرت کا قریب پہنچا لہذا پروردگار تعالیٰ شانہ نے آپ کو مامور کیا دوسری چیز کیطرف اور فرمایا کہ تسبیح پڑھو اپنے رب کی تعریف کے ساتھہ اور گناہ بخشوا اوس سے "

اور اسلئے کہ جب عارف کمال کے مرتبہ کو پہنچا اور ہر طرح کے لوگ اسکے حلقہ ارشاد وتعلیم مین آئے اور ان کی استعدادین نقصان اور کمال مین بہت تفاوت رکھتی ہین تو اس کو ضرور ہی یہہ امر کہ ناقصون کے تکمیل کے واسطے بخشش طلب کرے کہ وہ سب استعداد اصلیہ کے نقصان اس کی اتباع اور فرمانبرداری کے سبب سے قیامت کے دن کمال استقلال کیطرف کھنچ جائین گے اور یہی حقیقت ہے شفاعت

کی پھر فرمایا کہ بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے کما قال اللہ تعالیٰ شانہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی

دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا

یعنی جب آوے مدد اللہ کی اور فتح مکہ کی اور دوسرے کفر کے مکانون کی اور شکستگی بتخانون کی اور کھلنے اعمال مشکلات کی اور احوال باطنی کی دیکھیگا تو لوگون کو یعنی عرب کے اس واسطے کہ اول نبی ہونا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا انہین کی طرف تھا اور جب وہ اس دین مبین مین داخل ہو چکے تو اورون کو بھی برہان شایستہ اور حجت بالغہ اس دین مین داخل کرینگے ٭

سو وہ داخل ہوتے ہین دین مین اللہ کے ٭ یہ سورہ شریف اشارہ ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی نعمتین اور دین اسلام کا اکمال اور ارتفاع شک و ارتیاب پورے طریقے سے ظاہر ہو گئے ٭ اور انوار صدق یقین سب کو نظر آگئے بعد فتح مکہ مشرکین کو کوئی گریزگاہ باقی نہ رہی ٭ بجز اسکے اور کوئی چارہ کار نہ رہا کہ دین اسلام مین داخل ہو جائین۔ اور بعض کا ایمان اُن مین سے اچھا ہو گیا کہ ظاہر ہو مین علامتین صدق یقین قلبی کی ٭ اور کچھ بدبخت پھر بھی اُسی شقاوت پر بطور نفاق قایم رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا قل یوم الفتح یعنی کہدو ای محمد ﷺ کہ فتح بدر کے دن کی یا فتح مکہ کے دن کی لا ینفع الذین کفروا فائدہ نہ دیگا یعنی بدر کی فتح کا دن یا مکہ کی فتح کا دن اُن لوگون کو جن لوگون نے کفر کیا۔ ایمان لانا اون کا مراد اس سے وہ مقتول ہین جو فتح مکہ کے دن قتل ہوئے اور حالت قتل مین اُن کو ایمان لانا اُن کا فائدہ نہ دیگا اسلیے کہ ایمان یاس اور ایمان بالیاس مقبول نہین الغرض ٭

روانگی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدینۂ منورہ سے مکۂ معظمہ کو

جب قصد سفر مصمم ہو چکا تو دسوین تاریخ رمضان المبارک کو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز عصر کے بعد چارشنبہ کے دن مدینۂ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے ہجرت کا آٹھوان سال تھا۔

مدارج النبوت اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ اس سفر باظفر مین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہمراہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھین اور حکم دیا آپ نے کہ چاہ ابوعبیدہ پر لشکر جمع ہو اور وہان پہ لشکر کی حاضری لی تو سات سو آدمی تو مہاجرین مین سے تھے اور تین سو گھوڑے تھے اور انصار نصرت شعار سے چار ہزار آدمی تھے اور پانسو گھوڑے تھے اور مزینہ کے قبیلہ سے ایک ہزار آدمی آگئے تھے اون مین سو زرہ پوش تھے اور سو گھوڑے اور قبیلہ اسلم سے چار سو آدمی آئے تھے اور اون مین تیس گھوڑے تھے۔

اور بنی عمرو بن کعب سے پانسو آدمی تھے اور اسی طور سے ہر قبیلہ سے ایک ایک جمعیت کے لوگ تھے کہ گنتی ان سب کی کسی کتاب مین نظر سے نہین گذری غرض کہ جب منزل صلصال مین آپ پہنچے تو زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسو آدمی دیکر برسم طلیعہ آگے روانہ فرمایا اور مدینۂ طیبہ مین ایک روایت کے موافق ابو رہم غفاری اور دوسری روایت سے ابوذر غفاری اور تیسری روایت مین ہے کہ عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ کیا اور کدید مین کہ شدید کے وزن پر ہے پہنچکر کہ یہہ ایک چشمہ کا نام ہے درمیان قدید اور عسفان کے نشان درست فرمائے اور مہاجرین اور انصار اور سب قبایل کو وہ نشان تقسیم کیے اور اسی منزل مین بنو سلیم حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

کی خدمت مین حاضر ہوے اور وہ دو ہزار آدمی تھے اب یہ سب بارہ ہزار آدمیون کا لشکر ہوا۔ اور مروی ہے کہ اندنون بعض اہالی مکہ بقصد ہجرت مدینہ کو آتے تھے راہ مین حضرت سے ملے اُن میں سے ایک عباس بن عبد المطلب چچا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تھے آپ اہل وعیال سمیت منزل سقیا مین حضرت علیہ السلام سے ملے آپ اُن کے آنے سے بہت خوش ہوے اور اُن سے فرمایا کہ تم اپنا اسباب سب مدینہ بھیجدو اور تم ہمارے ساتھ چلو اور فرمایا کہ تمہاری ہجرت آخرین ہجرت ہے جیسے میری نبوت آخرین نبوت کی ہے یہ حضرت نے اسلئے فرمایا کہ فتح مکہ سے پہلے ہجرت کرنا مکہ سے مدینہ کو فرض عین تھا بلکہ ہر دار الکفر سے اُس شخص پر کہ جو مسلمان ہوتا سبب اسکا یہہ تھا کہ اہل دین مدینۂ منورہ مین کم اور ضعیف تھے لہذا فرض کی گئی تھی ہجرت تاکہ وہان پہنچکر مدد کرین مسلمانون کی اور زائل ہو زور کفار کا اور جب مکہ فتح ہوا تو وہ علت زائل ہوگئی اور فرضیت ہجرت کی وہان سے موقوف ہوئی۔

مگر باقی رہا استحباب ہجرت کا کسی نیک کام کے واسطے یا کسی فتنہ کے خوف سے بچنے کیلئے ہجرت کی جاوے۔

یا ایسی زمین سے کہ چھوڑا جاے اوس مین معروف اور مروج ہوا اُس مین منکر ہجرت کی جاۓ۔ دار الکفر سے اور جس صورت مین کہ مانع شعایر اسلام سے نہون تو ہجرت ضروری نہین ہے والّا فرض ہے۔

اور یہی مراد ہے اس حدیث شریف کی لا تنقطع الھجرۃ حتی تنقطع التوبہ یعنی نہ منقطع ہوگی ہجرت یہان تک کہ منقطع ہو توبہ۔ یعنی جب تک توبہ کا در کھلا رہیگا۔ اُسوقت تک ہجرت بھی جاری رہیگی یہ خلاصہ مظاہر الحق کا ہے اور صاحب مظاہر الحق نے نہایہ سے اقتباس کیا ہے۔

تمام ہوا مسئلہ ہجرت کا۔

الغرض

اسی منزل مین ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے ۔۔

اور عبداللہ بن امیہ بن المغیرہ مخزومی کہ حضرت کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حضرت کی ایذارسانی اور اہانت میں نہایت مبالغہ کرتے تھے وہ بھی آکر مسلمان ہوئے حضرت نے اُن سے اعراض فرمایا اور التفات نہ کیا آخرالامر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے التماس سے اُنکا قصور عفو کیا ۔۔

اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُن سے کہا کہ تم حضرت کے روبرو ہو جاؤ اور عرض کرو کہ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون نے یوسف علیہ السلام سے کہا تھا

لقد اٰثرک اللہ علینا و ان کنا لخاطئین

یعنی البتہ برگزیدہ کیا اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کو ہم پر اور بے شک ہم خطاوار ہین پس یہی کام اُنہون نے کیا تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین نہین ہے ملامت تم پر آج کے دن اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے رحم کرنیوالون کا کہتے ہین کہ ابوسفیان بن الحارث نے بعد اس کے ہرگز اپنے سر کو حضرت سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے بلند نہ کیا حیا کے سبب سے اور وہ حضرت کے رضاعی بھائی تھے حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ کیطرف سے اور کہا ایک قوم نے کہ نام ان کا مغیرہ ہے اور کہا دوسرون نے کہ نام اُن کا اُن کی کنیت ہے اور مغیرہ اُن کے بھائی کا نام ہے ۔۔

اور یہ شعرائے مطبوعین سے تھی اور پہلے حضور پُر نور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم کی ہجو کی اُسکا جواب حضور کی شاعر حسان بن ثابت نے دیا تھا۔

پھر جب وہ اسلام لائے تو اُن کا اسلام بہت اچھا ہوا اور سبب اُن کی موت کا یہ ہوا تھا کہ حج میں اُنہوں نے سر منڈایا تو اُن کے سر میں ایک مسّا تھا وہ کٹ گیا اُسکے سبب سے وہ ہمیشہ بیمار رہتے تھے یہاں تک کہ بعد چند مدت حج کے اُسی صدمے سے اون کا انتقال ہوا مدینہ میں سنہ ۲۰ ہجری میں اور دفن کیے گئے دار عقیل بن ابیطالب میں اور نماز پڑھی اُن پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کذا فی اسماء الرجال المشکوٰۃ

اور منقول ہے کہ حضرت صلّی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم جب مدینہ سے روانہ ہوئے تو فرمایا کہ لوگوں میں پکار دو کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اوائل سفر میں روزہ رکھتے تھے جب موضع کدید میں پہونچے تو وہاں افطار کیا۔

اور ابن عباس سے مروی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ جب حضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم منزل عسفان میں پہنچے تو آپ نے ایک پیالہ پانی منگایا اور دست مبارک میں لیکر بلند کیا پھر اُس کو پی لیا اور روزہ افطار کیا اور پھر اور روزہ نہ رکھا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بعد اسکے کہ حضور پُر نور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا اولٰئک العصاۃ اولٰئک العصاۃ یعنی وہ لوگ عاصی ہیں کذا فی روضۃ الاحباب۔

اور مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم نے منزل

قدید مین پہنچکر روزہ افطار کیا اور حکم کیا کہ جو روزہ افطار نہ کرے وہ عاصی ہے
اور قرۃ العیون کے مولف کہتے ہین کہ سفر مین افطار کرنا اور روزہ رکھنا
دونون درست ہے اور ایک کی دوسرے پر فضیلت مین احادیث مختلفہ وارد ہین
بسبب رعایت ملاحظہ اوقات کے اور جواز افطار مین سفر کی حالت مین سب حدیثین
متفق ہین۔ مدارج النبوت مین ہے کہ جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم تشریف لے چلے اور مر الظہران مین پہنچے کہ وہان سے مکہ چار فرسخ ہی اور اُس
موضع کو وادی فاطمہ کہتے ہین تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے ارشاد فرمایا اپنے صحابہ سے کہ ہر شخص اپنے ڈیرے کے سامنے آگ روشن
کردے بس دس بارہ ہزار جگہہ یکبارگی آگ روشن ہوگئی۔ اُسوقت تک قریش
آپ کے رونق افروز ہونے سے واقف نتھے ولیکن ہر وقت خائف رہتے تھے
اسواسطے کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ضرور مکہ
معظمہ کا قصد فرمائینگے لہذا سب نے ابوسفیان سے کہا کہ تم جاکر حضرت

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

کو تلاش کرو اور جب اُن سے ملو تو ہمارے واسطے اُن سے امان لے لینا۔
پھر ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا مکہ معظمہ سے اس خبر
کے تلاش کرنے کو نکلے اور مر الظہران کے ٹیلہ پر پہنچے تو تمام جنگل مین آگ ہی آگ
نظر آئی۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ آگ کس کی ہے قسم ہے کہ یہ آگ عرفہ کی رات کی سی ہے
بدیل نے کہا یہ آگ خزاعہ کی سی ہے ابوسفیان نے کہا کہ واللہ خزاعہ اس سے
اقل اور اذل ہین یہ اُن کی نہین ہے۔
اور ایک روایت مین ہے کہ جب اونہون نے خیمے اور گھوڑے دیکھے اور

ان کی آوازیں سنیں تو بولے کہ یہ بنو کعب ہیں کہ خزاعہ کی قوم کو اونہوں نے جمع کیا ہے اور آگ لڑائی کی روشن کی ہے ایک نے ان میں سے کہا کہ یہہ بنو خزاعہ سے زیادہ ہیں قسم ہے خدا کی میں نے ایسی آگ کبھی نہیں دیکھی سوای شب عرفہ کے جسے حجاج جلاتے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس رات کو مرالظہران کی منزل میں جو میں نے وہ آگ دیکھی تو اپنے دل میں کہا کہ اگر

رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اس لشکر ظفر پیکر سے مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے قریش سے واقف ہونے اور امن چاہنے سے پہلے تو کام ان پر نہایت دشوار ہو جائیگا اور وہ بالکل بیخ و بنیاد سے جاتے رہینگے لہذا میں حضرت کے خچر پر سوار ہوا اور چلا اور موضع اراک تک پہنچا اس ارادہ سے کہ شاید کوئی لکڑ ہارا یا دودہ بیچنے والا مکہ کو جاتا ہوا مجکو مل جائے تو میں اس کی زبانی صورت حال کہلا بھیجوں کہ مکہ والے اپنی نجات اور بچاؤ کی کوئی تدبیر سوچ لیں اسی اثنا میں میں نے ابو سفیان بن حرب کی آواز سنی اور بدیل کی بھی اور ان دونوں کی آوازوں کو پہچانا اور پکارا کہ یا اباحنظلہ اوسنے بھی میری آواز پہچانی اور کہا کیا ابوالفضل ہے میں نے کہا ہاں اوسنے کہا کہ میرے ماں باپ تجھپر فدا ہوں یہہ کیا واقعہ ہے میں نے کہا افسوس ہے تیرے حال پر یہ رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا لشکر ہے کہ دس ہزار آدمیوں سے تیری خرابی کی ہے۔

پھر اس نے کہا کہ اے عباس کچھ ہماری فکر کر اور بتا کہ ہمکو کیا

کرنا چاہتے ہین عمر نے کہا کہ میرے خچر پر بیٹھ جا میرے پیچھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت مین تجھے لے چلون اور تیرے واسطے امان طلب کرون وہ میرے ساتھ سوار ہولیا اور بدیل بن ورقا و حکیم بن حزام مکہ کو پلٹ گئے

اور ایک روایت مین ہی کہ ابوسفیان کے ساتھ یہہ لوگ بھی حضرت کی محفل فیض منزل مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے ؎

اور توفیق ان دونون روایتون مین یون ہوسکتی ہے کہ یہہ کہا جائے کہ وہ دونون مکہ مین جاکر پھر لوٹ آئے ہون اور پھر اسلام لائے ہون یا یہہ کہا جائے کہ اسلام لاکر مکہ کو پلٹ گئے ہون اور ابوسفیان ابھی مسلمان نہین ہوئے تھے اور امان بھی حاصل نہین کی تھی اسی واسطے ٹھہر گئے ؎

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ ابوسفیان کو مین اپنے پیچھے سوار کرکے لشکر مین لایا جس آگ پر مین گذرتا تھا تو وہ لوگ کھڑے ہوکر دیکھتے تھے کہ کون ہے جو اس وقت جاتا ہی پھر جو مجکو حضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے خچر پر دیکھتے تھے تو کہتے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کے چچا ہین اور اپنی جگہہ پر بیٹھ جاتے اور کوئی مجھسے تعارض نہ کرتا یہان تک کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خیمہ پر گذرا اُنہون نے بہت آگ جلا رکھی تھی پہلے جو اُنہون نے مجکو دیکھا تو کچھ نہ بولے پھر جب مین آگے بڑھا تو ابوسفیان کو اُنہون نے دیکھا بس فوراً اپنی جگہہ سے کود پڑے اور کہا کہ یہ خدا کا دشمن ہے ابوسفیان جو عباس کے ساتھ جاتا ہے الحمد للہ کہ وہ میرے قابو مین آیا نہ اسکو امان ہے نہ ایمان یہہ کہکر تلوار میان سے نکال لی اور میرے پیچھے چلے چاہتے تھے کہ حضرت کے حضور مین پہنچکر ابوسفیان کے قتل کی اجازت طلب کرین ؎

مین نے خچر کو تیز ہانکا اور اُن سے پہلے مین حضور صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ

واصحابہ وسلم کے خیمہ مبارک مین داخل ہوا اور عمر میرے بعد پہنچے اور حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ خدا کا دشمن ابو سفیان ہے حق تعالی شانہ نے اسکو یہان بھیجا یا ہے اُس حالت مین کہ نہ اُسے ایمان ہے نہ آمان آپ اجازت دین تو مین اُسے قتل کرون

حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین نے اِن کو امان دی ہے اور اپنی پناہ مین لیا ہے اور عمرؓ ان کی قتل مین سعی کرتے ہین حضرت عمر و حضرت عباس مین باہم کچھ گفتگو ہوئی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دونون کو تسکین دی۔

اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے چچا آج کی شب ابو سفیان کو آپ اپنے خیمہ مین رکھین کل فجر کو آپ میرے پاس لائین حضرت عباس ابو سفیان کو اپنے خیمہ مین لائے اور دوسرے دن حضرت کے خیمہ مین لاکر حاضر کیا ؛؛

حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو سفیان افسوس ہے تیری حالت پر کیا ابھی وہ وقت نہین آیا کہ تو جانے کہ کوئی معبود نہین قابل الوہیت سوائے اللہ تبارک و تعالی کے ؛؛

ابو سفیان نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون آپ کیا ہی کریم و حلیم اور صلہ رحم کرنے والے ہین باوجود اتنے ظلم و ستم کرنے پر بھی آپ کی شان رحمت نے ذرا اپنی شان نہ بدلی اور مجھپر ویسا ہی لطف و کرم مبذول رکھا جو آپ کی رحمت کے شایان تھا بے شک آپ برگذیدۂ خلایق ہین اور اسمین کچھ شک نہین کہ جس اللہ نے آپ کو تمام خلایق سے برگزیدہ کیا وہ اللہ وحدہ لاشریک ہے ؛؛ اور ضرور یہہ اصنام کسیکو نفع یا نقصان نہین پہنچا سکتے یہ کہکر کلمۂ شہادت پڑھا ؛؛

	وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ		اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

عباس رضی اللہ تعالی نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ ابو سفیان

اپنی قوم کا سربرآوردہ شخص ہے اس کو کسی مرتبہ سے سرفراز فرمائین کہ اس کی عزت قوم کی نظر مین زیادہ ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

"من دخل دار ابی سفیان فھو امن ومن القی السلاح فھو امن و من دخل المسجد الحرام فھو امن"

ترجمہ یعنی جو کوئی داخل ہو گھر مین ابی سفیان کے اُس کو امن ہے اور جو شخص ہتھیار ہاتون سے ڈالدے اُسکو بھی امان ہے اور جو آدمی اپنے مکان کا دروازہ بند کرلے اُسکو بھی امان ہے اور جو آدمی داخل ہو مسجد الحرام مین اُسکو بھی امان ہے۔ کذا فی روضۃ الاحباب"

مدارج النبوت مین ہے کہ ابتدائے زمانہ نبوت مین ایک دن مشرکین بے دین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کو ایذائین دے رہے تھے اُس وقت ابو سفیان حضرت کو اپنے گھر مین لے آئے اور آپ کی دلجوئی کی یہ اُس احسان کا بدلہ تھا"

پھر ابو سفیان حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم سے اجازت حاصل کرکے مکہ معظمہ کو چلے پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت مین ابو سفیان کو سب لشکر اسلام کی شان وشوکت کا معائنہ کرا دون کہ اسلام اسکا اور مستحکم ہوجائے آپ نے فرمایا کہ اچھا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ابو سفیان کو پکارا اور ٹھہرایا اور ایک تنگ جگہہ مین لیجا کر اُن کو کھڑا کیا اور کہا کہ لشکر اسلام کا معائنہ کرلو۔ وہان سے لشکر اسلام اپنی شان وشوکت سے گذرا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر لشکر کی تعریف کرتے جاتے تھے اور لشکر اسلام گذرتا جاتا تھا یہان تک کہ فوج ہدایت موج حضرت محبوب الٰہی

محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم

کی نمودار ہوئی حضور ناقہ قصویٰ پر سوار تھے اور پانچہزار مرد مسلح اور جرار اشراف مہاجرین و انصار سے ہمرکاب فیض انتساب تھے ایک طرف حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور دوسری طرف اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور حضرت

سرور کائنات اشرف موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات

اُن سے باتین کرتے ہوے چلے آتے تھے ابوسفیان نے اس لشکر خدا کو جو اس شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تو اُن کے ہوش جاتے رہے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے اے عباس تمہارے بھائی کے فرزند کا ملک تو بہت بڑا ہوگیا ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھپر افسوس ہے یہہ رسالت اور نبوت ہے نہ ملک اور سلطنت کہتے ہین کہ جب تمام لشکر کا معائنہ ابوسفیان کر چکے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوسفیان تم جلد جاکر اہل مکہ کو خبردار کردو کہ اپنے کام مین فکر کرین اور ایمان لائین ورنہ سب ہلاک ہون گے ابوسفیان دوڑ کر مکہ مین آئے اور لشکر اسلام ذی طوی مین پہنچا اور ٹھہر گیا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اس آگے والے لشکر کی برابر پہونچ گئے اُس دن لشکر کا غبار اسقدر بلند ہوا کہ پہاڑون کی چوٹی تک پہنچگیا اور قریش کو حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر نہ تھی جب قریش نے ابوسفیان کو دور سے جلدی جلدی آتے دیکھا تو اُنھون نے استقبال کیا اور پوچھا کہ تمہارے پیچھے کون ہے اور یہہ گرد و غبار کیسا ہے اُنھون نے کہا کہ وائے تم پر ؎

محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

آ گئے اور ایک لشکر جرار جس کی تعداد بارہ ہزار ہے اور فولاد مین غرق ہے وہ اُن کے ہمراہ ہو یہ اُسی لشکر کا غبار ہے اکثر اُن مین سوار دلاور ہین کسی کو اُن سے مقابلے کی طاقت نہین ہے اور کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جو میرے گھر مین داخل ہو اُس کو امن ہے اور جو ہتھیار ڈالدے اسکو امن ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اُس کو امن ہے اور جو بیت الحرام مین داخل ہو اُس کو امن ہے" وہ کہنے لگے کہ رسوا کرے اللہ تجکو یہہ کیا خبر ہے جو تو ہمارے لیے لایا ہے

روضۃ الاحباب مین ہے کہ ابوسفیان کی بی بی ہند بنت عتبہ بھی ابی سفیان کے استقبال کو باہر آئی تھی اوس نے جب اپنے خاوند سے یہ باتین سُنین تو اُسے اس خبر کے سننے کا تحمل نہوا۔ اور اپنے شوہر سے بہت جھگڑی ابوسفیان نے کہا کہ تو جو چاہے سو کہہ لے مین قسم کہاتا ہون کہ اگر تو مسلمان نہو گی تو بیشک قتل کی جاویگی گہر مین چلی جا اور دروازہ بند کرلے"

منقول ہے کہ جب حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ذی طوی مین رونق افروز ہوئے تو لشکر ظفر پیکر کو آراستہ و پیراستہ دیکھا تو آپ کے دل مبارک مین یہہ خیال آیا کہ اللہ تعالی شانہ مجکو پوشیدہ دو آدمیون کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ لے گیا تھا اور آج اس شان و شوکت سے ایسی جرار فوج کے ساتھ یہان واپس لایا ہے پس فوراً آپ نے سر مبارک اپنا اللہ تعالی شانہ کے سامنے خم کر دیا چنانچہ آپ کی زنخدان مبارک ناقہ قصوی کے پالان پر پہنچی"

اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے اوسیطرح اونٹ کے پالان پر سجدہ کیا

اور اسی حال سے مکۂ مکرمہ مین داخل ہوے علیہ الف الف صلوٰۃ و تسلیمات اُسوقت نہین معلوم حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کس حال مین اور کس مقام پر ہون گے ؎

ای میری مادر و پدر سے کروڑون مرتبہ زیادہ شفیق

و مہربان اللہ

اُس مقام اور اُس وقت کی مبارک ساعت کی حرمت کو اور اُس برگزیدہ بندے کے خشوع اور خضوع کو تیرے حضور مین اپنی التجاؤن کی قبولیت کیواسطے جو تجھے تمام و کمال معلوم ہین شفیع گردانتا ہون میری اور میری اولاد صلبی و نسبی کے گناہون کو بخش اور دین و دنیا مین ہم سب کی شرم رکھیو اور اپنے احکام کی نافرمانیون سے نگاہ رکھیو اور

شریعت غرای مصطفوی پر ثابت قدم رکھیو

اللّٰھم آمین ثم آمین

بحرمت حبیب حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

منزل مر الظہران

ست سوار [illegible] اور [illegible] مکۂ مبارکہ مین داخل ہون تو زبیر بن العوام جنکو [illegible] ہمراہ [illegible] نصرت قرین فوج کے ساتھ مکہ کی

بلندی کی راہ سے جسکو کدا بروزن صدا کہتے ہین داخل ہون اور مقام حجون مین کہ ایک جگہہ کا نام ہے اُتر ین اور خیمہ مبارک حضور کا وہین پہنچا دیا جائے اور وہان پہنچکر حضور کا انتظار کیا جاے اور وہان سے آگے نہ بڑہین ؛؛

اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو حکم ہوا کہ اُس جماعت کو لیکر جو اُن کی ماتحت ہے اور اُسکے پاس ہتھیار نہین ہین بطن وادی کی راہ سے روانہ ہون اور یہہ حکم اُن کو بسبب عنایت و مہربانی کے ہوا

اور حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ وہ اپنی فوج ظفر موج کو اسفل مکہ سے کہ اُسکو کُدا بروزن خُدا کہتے ہین داخل ہو کر اپنے نشان والا نشان کو منتہاے عمارت مکہ مین کھڑا کرین اور یہہ اول سرداری ہے جو حضور پُرنور صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے

خالد رضی اللہ تعالی عنہ

کو دی تھی پہر اس انتظام کے بعد حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم اپنی فوج کے ساتھہ جس مین اصحاب خاص تھے سوار ہوے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا کہ مع اپنے لشکر کے بغیر مقابلہ او مجادلہ کے داخل ہون اور آپ خود بنفس نفیس دوسری راہ سے داخل ہوے اور سب جماعتون کو حکم دیا کہ کوئی کسی سے مقابلہ او مجادلہ نہ کرے ؛؛

اور جو فرمایا تہا کہ جب حجون مین پہنچو تو خیمہ ہمارے لیے کھڑا کرنا تو حسب امر خاص خیمہ ادیم سرخ کا کھڑا کیا گیا ؛؛

کہتے ہین کہ عکرمہ بن ابی جہل ۔ اور صفوان بن امیہ ۔ اور سہل بن عمرو نے ایک جماعت کے ساتھہ جس مین بنو بکر اور بنو الحارث بن عبد مناف تھے اور کچھ

ہذیل اور احابیش سے بھی تھے حضرت خالد بن الولید کا راستہ روکا اُس جگہ کو خندمہ کہتے ہین"

جنگ شروع کی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضرورتاً اُن سے مقابل کیا اور جنگ عظیم وہان پر ہوئی۔ اٹھائیس آدمی ارباب طغیان کے مارے گئے اور دو آدمی فوج اسلام کے شہید ہوئے۔ ایک جیش بن الاشعر اور دوسرا کرز بن جابر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو دور سے چمک نیزون اور تلوارون کی دیکھی تو پوچھا کہ یہہ کیا ہے مین نے تم کو جنگ سے منع نہین کیا تھا عرض کی کہ گمان ہمارا یہہ ہے کہ کچھ لوگ خالد کے مقابلہ کو آکر ہون گے اور خالد نے ضرورتاً اُن سے مقابلہ کیا ہوگا"

پھر جب فتنہ دفع ہوا تو حضور نے خالد سے پوچھا۔ خالد نے کہا کہ اُن لوگون نے جنگ شروع کی تھی ناگزیر اُن کا مقابلہ کرنا پڑا۔ حضرت نے فرمایا کہ تقدیر الٰہی بہتر ہے یعنی لڑنا تمہارا بحکم الٰہی ہوا"

مروی ہے

کہ جب حضرت موضع حجون مین پہنچے تو اپنے خیمہ مین اُترے اور سر مبارک اور روے روشن کو غبار سے پاک کیا اور غسل کیا اور آپ نہارہے تھے کہ ام ہانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن آپ کے خیمہ مین تشریف لائین اور حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت کے لیے پردہ آڑ کیے ہوے کھڑی تھین اُم ہانی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری مان کا بیٹا علی اجیرہ وکرد ایک روایت جناب نے اپنے خاوند کے دو رشتہ دارون کو مین نے امان دی ہے چاہتا ہے کہ اُن کو

قتل کرے آپ اونکو امان دین آپ نے فرمایا کہ مرحبا اے اُمّ ہانی ہمنے اونکو امان دی پھر
بعد غسل کے آپ نے آٹھ رکعتین خفیف چاشت کی پڑہین - اور ایک روایت مین ہے
کہ یہ سب کام اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر مین جو آپکے خیمۂ مبارک سے بہت قریب تہا
ہوئے - القصہ جب حضرت نہا کر فارغ ہوئے تو ہتیار باندہے اور خود سر مبارک پر
رکہا اور سوار فوج اسلام مجمون سے خندمہ تک پرا باندہے کہڑے تھے اور آپکے منتظر
تھی کہ کس وقت جلوہ افروز ہوتے ہین پھر حضرت اپنے راحلہ پر سوار ہوکر چلے داہنے طرف
کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور بائین طرف اسید بن حضیر اور بلال بن
رباح اور عثمان بن طلحہ جحبی ملازم رکاب حضرت سید ابرار عالی وقار کے تہے اور
حضرت سورہ کریمہ انا فتحنا ساتھ قرات لینہ کے ترجیع سے پڑہتے تھے اور بغیر احرام باندہے
حرم کے اندر تشریف لے گئے اور اسی صورت سے مسجد الحرام مین بھی داخل ہوئے
اور آپ کے ناقہ کی مہار محمد بن مسلمہ پکڑے ہوئے تھے تو آپ نے حجر اسود کا استلام
محجن لکڑی جسکا سر خمدار ہوتا ہے اُسکے ذریعہ سے کیا اور تکبیر فرمائی اور سب صحابہ
نے بھی آپ کی تبعیت مین تکبیر کہی چنانچہ تکبیر کے غلغلہ سے مکہ مین لرزہ پڑ گیا اور مشرکین
پہاڑ پر سے یہ تمام حال خیر مآل دیکھ رہے تھے پھر حضور پُر نور صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و
اصحابہ وسلم سواری سے اُترے اور تین سو ساٹھ بت کہ کعبہ کے گرد قریش نے دیوار
مین چن رکھے تہے حضرت وہی لکڑی جو آپکے دست مبارک مین تھی اون بتون کو چبھاتے
تہے اور فرماتے تہے جاء الحق وزهق الباطل وجاء الحق وما يبدئ الباطل وما يعيد
ترجمہ آیا حق اور مٹ گیا باطل اور آیا دین حق اور نہ ظاہر ہوگا باطل اور نہ لوٹیگا وہ بت
باوجود اس استحکام کے کہ اونکے پاؤن سے مستحکم کئے ہوئے تہے اوس لکڑی کے اشارہ
سے گر پڑتے تہے اور ہبل اور اساف اور نائلہ کو توڑ ڈالا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
بعد دوسری بت شکنی ہے ۵ بعد الحمد ہران چیز کہ خاطر میخواست ہ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

بعض کتب سیر میں ہے کہ کعبہ میں بڑے بڑے بت قریش نے بلند جگہوں پر رکھے تھے کہ ان کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا تھا تو حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی کہ یا حضرت آپ میرے کندھے پر چڑھکر ان بتوں کو گرا دیں آپ نے فرمایا کہ اے علی تجھ سے بار نبوت نہ اٹھے گا بلکہ تو ہی میرے کندھے پر قدم رکھکر یہ خدمت سرانجام دے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امتثالاً للامر کہ الامر فوق الادب ہے اپنا قدم دوش رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر رکھا اور عالم ملک ملکوت میں تزلزل زمین کا آسمان پر پہونچا اور آسمان کا غلغلہ مسرت زمین تک پہونچا ؎

علی بر دوش احمد چشم بد دور — عیان شد معنی نور علی نور

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اون بتوں کو وہاں سے گرا دیا ایک اہل دل شاعر زمین زمزمہ سنج فرماتے ہیں ؎ شکر یزدان کہ گوہر یزدان او

از بہر شکستن بتان کعبہ بر دوش محمد علی اعلیٰ نہ پا زمین پیش قدم آل جو ہمی بر جائیکہ خدا بست گئی زدو پا

حضور پرنور نے حضرت سیدنا علی سے پوچھا کہ اے علی تو نے اپنے آپ کو کیسا پایا تب آپ نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حجابات میری آنکھوں سے رفع ہو گئے اور میرا سر عرش تک پہونچا ہوا ہے اور جس چیز کیطرف ہاتھ بلند کرتا ہوں وہاں تک میرا ہاتھ پہونچ جاتا ہے اور جو چیز میرے ہاتھ میں آجاتی ہے آپ نے فرمایا کیا اچھا وقت ہے تیرا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کا کام کرتا ہے اور کیا خوب حال ہے میرا کہ میں بوجہ حق کا بوجھ سہے ہوئے ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے علی پہونچا تو وہیں جہاں کو میں تجھکو تنا تھی تو آپ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ قسم ہے اوس ذات پاک کی جسنے آپ کو سچا نبی کر کے بھیجا ہے میں اپنی ذات کو ایسا دیکھتا ہوں کہ اگر چاہوں تو آسمان پر ہاتھ پہونچا دوں

غزل فقیر محمد اکبر مولف کتاب ہذا

بشر سے ثنا کیا ہو حضرت حسن کی — خدا جانتا ہے حقیقت علی کی

ہر حقیقت میں ہے نقل الفت علی کی — ہے ... جان محبت حسن کی

[illegible] — [illegible] علی کی

جسے سر اسرار کہتے ہیں صوفی — وہ ہے ابتدائی حقیقت علی کی
ابھی لے اوڑین سب زمین نجف کو — ملک پر کھلے گر حقیقت علی کی
الٰہی وہ دن جب کو آنکھوں سے دکھلا — کہ دیکھوں نجف جا کے تربت علی کی
چمن قابل سیر خلق علی ہے — ہے غنچے ہیں گل میں نکہت علی کی
زمین آسمان ہیں یہ سب چار دن کے — کہیں ان سے پہلے ہے خلقت علی کی
علی قوت بازوے مصطفیٰ ہے — ہے زور ید اللہ طاقت علی کی
نکالے زلیخا بھی یوسف کو اپنے — دکھاتا ہے اکبر جو صورت علی کی

ایضاً

زہے نفس نبی چون گوہر جان پاک دانے — زمین را بو تراب عرش را خورشید تابانے
بود از فیض پاکش قطرہ ہم دریا ہے فیضانے — بود ہر ذرہ کو فیضش حباب مہر تابانے
بدوش پاک ختم الانبیا استاد در کعبہ — زہے پایش زہے دوش زہے رفعت زہے شانے
شنید از راز او حرفے کہ چاہ و تیرہ زندان شد — زہے دانائے اسرار زہے اسرار پنہانے
اگرچہ دافت پروے جلوہ از حسن رخسارش — نماندے در کہن یوسف تحیر چاک گریبانے
علی حبہ جنۃ قسیم النار والجنۃ — امام شافعی برا با شعر این یک بیت دیوانے
~~کبوتر کند شد ہر جا کہ بیرم لے زہے طالع~~ — بخاک پاک او از ازل بار است چاسنے
عبادت باشد اندر روئے پاک او نظر کردن — زہے آن مصحف ناطق کہ ایمانست قرآنے
چہ خوش مدح است بر مرتضیٰ این مصرع اکبر — خدا را بندہ خاصے نبی را راست جانشینے

الغرض آپ نے بتوں کو ہاتھ سے ڈال دیا اور اونکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور پھر آپ نیچے یعنی کعبہ کے پرنالے کے پاس سے آپ کود پڑے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ادب کے سبب جب آپ زمین پر پہونچے تو تبسم فرمایا حضرت نے اون سے پوچھا کہ یا علی کس سبب تمکو ہنسی آئی آپ نے عرض کی کہ میں اتنی بلندی سے کودا اگر مجھے چوٹ نہیں آئی آپ نے فرمایا کہ اے علی کیونکر تجکو چوٹ آتی کہ محمد تجکو اٹھائے ہوئے تھا اور جبرئیل

تجکو زمین تک لایا کذا فی روضۃ الاحباب **حکم تصویر اور کتے کا** مشکوٰۃ میں ابوہریرہؓ سے
مروی ہے کہ فرمایا حضرت حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ آئے میرے پاس
جبریل علیہ السلام اور کہا کہ کل رات کو آپکی خدمت میں آیا تھا مگر آپکے حجرے کے دروازہ پر تصویر پردہ
لٹکا ہوا تھا اور مکان کے اندر ایک کتا تھا یہ دو وجہ تھیں باعث نہ داخل ہونے کے سو حکم
کیجئے کہ تصویروں کے سر توڑ دیئے جاویں [illegible] پس آپ نے حکم کیا کہ وہ پردہ
اتار ڈالا گیا اور کتا دور کر دیا گیا [illegible] بڑی بڑی کتابوں میں [illegible] فتاوی قاضی خان
میں ہے [illegible] **حضرت کا کعبہ کے اندر نماز پڑھنا** روضۃ الاحباب
میں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت کعبہ سے نکلے تو میں
آگے بڑھا اور بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
کعبہ میں کس جگہ نماز پڑھی انہوں نے کہا کہ دو ستونوں کو داہنی طرف اور ایک ستون کو بائیں
طرف اور تین ستونوں کو پیچھے چھوڑ کر نماز پڑھی اور اس دن کعبہ میں چھ ستون تھے ابن عمر
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھول گیا یہ پوچھنا کہ حضرت نے کتنی رکعتیں پڑھیں اور
ابن عمر کے اور روایات میں آیا ہے کہ حضرت نے دو رکعتیں پڑھیں علماء فرماتے ہیں کہ کعبہ
کے اندر نماز نفل پڑھنی جائز ہے مگر فرض میں اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ وہ بھی
جائز ہے اور وہ جو صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور صحیح مسلم میں اسامہ بن
زید سے مروی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے اندر گئے تو سب
طرف دعا کی اور نماز نہیں پڑھی یہانتک کہ باہر آئے [illegible] اور فرمایا کہ ہذہ القبلۃ
[illegible] ہیں اور اللہ صلی اللہ
[illegible] کا فرق الاصول اور
[illegible] میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے
الغرض [illegible] اور حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم باہر تشریف لائے اور آستانۂ کعبہ پر کھڑے ہوئے اور دروازے کے دونوں بازوں کو پکڑ لیا اپنے دست مبارک سے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آدمیوں کو دروازۂ خانہ کعبہ سے دور ہٹاتے تھے اور کنجی خانہ کعبہ کی حضرت کے دست مبارک مین تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے روبرو گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ منصب حجابت خانہ کعبہ کا اہل بیت کو ارزانی کیجئے جیسے کہ منصب سقایت کا اونکو عنایت کیا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے عثمان بن طلحہ رض کو بلایا اور فرمایا کہ لے کنجی کہ آج کا دن وفا اور احسان کا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا خذها ابن طلحة خالدة لا ینزعها منکم الا ظالم یعنی لے اسکو اے ابن طلحۃ ابداً ابداً یعنی ہمیشہ کے لئے نہ لے گا اسکو کوئی تجھسے مگر ظالم۔ اور آپنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ تمکو ایسا کام سپرد کرتا ہون کہ لوگون کو اوسمین نفع ہو نہ ایسا کام کہ گمان ہو اوسمین کہ لوگون سے تم نفع اٹھاتے ہو تو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی ملازمت اختیار کی اور کنجی اپنے بھائی شیبہ کو دی کہ اب تک وہ کنجی خانہ کعبہ کی اوسی قوم کے ہاتھ مین ہے۔ مدارج النبوت مین ہے کہ جب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اوسوقت باآواز بلند آپنے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک له صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده واعز جنده کہہ رہا سب اعیان قریش وہان کھڑے تھے خوف ورجا کی حالت مین کہ دیکھا چاہئے کہ آج ہمارے حق مین کیا حکم ہوتا ہے اوسوقت آپنے اون سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو اور کیا گمان ہے تمہارا میری طرف کہ مین تمسے کیا معاملہ کرونگا اونھون نے عرض کی کہ نقول خیراً و نظن خیراً یعنی کہتے ہین ہم خیر اور گمان کرتے ہین ہم خیر کا اخ کریم وابن اخ کریم وقد قدرت تم بھائی ہو ایسے کریم ہو اور تم فرزند ہو ہمارے اوس بھائی کے کہ اوسمین بھی کریمی کی صفت تھی اور بے شک تحقیق پائی تمنے ہمپر جیسا کہ قریش نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا تھا آپ نے بھی یہی جواب

جواب دیا یقین نہیں ہے اور اور ملامت قیامت کے دن معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ انکو
اور وہ بڑا رحیم ہے تب بہون کا رحیم ہے اور فرمایا کہ جاؤ آزاد کر دیے گئے ۵

بیت بعمل [illegible] ناقص [illegible] — [illegible] حسن [illegible] بحل کردم

کہ [illegible] ہدایت اور [illegible] حضرت شیخ [illegible] اور انھین لوگون کا
بہت نصیحتین کین خصوصاً [illegible] الحکم قصاص اور [illegible]
[illegible] ہدایت کے بعدن
پر حکم کیا [illegible] تعالیٰ نے [illegible] ہدایت [illegible]
دادا پر ناز کیا کرتے تھے اور دور کر دیا [illegible] اپنے [illegible] والدین
پر فخر کیا کرتے تھے [illegible] سمجھتا ہون [illegible] سے [illegible] بیٹے
آدمی ہیں سب [illegible] آدم ہیں اور آدم [illegible] مٹی سے پیدا ہوئے ہیں [illegible] آدمی کی
بزرگی ہوتی ہے تقویٰ سے یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلنا
کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر
ترجمہ اے لوگو ہمنے تمکو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے [illegible] اور کین
تمہاری ذاتین اور گوتین تاکہ آپس کی پہچان ہو [illegible] کا فرق [illegible]
[illegible] کہ ایک دوسرے پر [illegible]
نزدیک [illegible] پرہیزگار [illegible] الحمدللہ کہ
[illegible] فتح ہوا اور [illegible] آنحضرت [illegible] کی وجہ سے
تاریخ ۲۳ ربیع الثانی سنہ [illegible] کو [illegible]
[illegible] آخر [illegible] اسی [illegible] کر اللہ تعالیٰ شانہ
نے انھین [illegible] خلافت کو [illegible] دن کا [illegible] ہون
[illegible] یا اللہ [illegible] قبول [illegible] اوسکو

تیرے حضور مین شفیع گردانتا ہون اور تیرے فضل و کرم کا بڑا امیدوار ہون کہ مجھے نزع کی تکلیف اور قبر کے سوال و جواب و عذاب سے بچائیو تو بڑا غفور الرحیم ہے اور میری التجاؤن کو قبول فرما اور میرے کل فرزندان صلبی و قلبی کو دین دنیا مین خوشحال رکھیو اللہم آمین اور جو آدمی مجھکو جانتے ہین اور مجھ سے ملاقات ہے اون کو اپنی محبت عطا فرما اللہم آمین -

تمام ہوئی کتاب اللہ اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر کل شی فی اسمہ

عقل سلیم

یا اسم جو کچھ مین کہتا ہون تیرا نام مبارک لیکر کہتا ہون اور جو کچھ لکھتا ہون تیرا اسم گرامی لیکر لکھتا ہون اسلیئے کہ سرمایۂ علم میرا بہت کم ہے مجھے تو صرف تیرے نام پاک پر بھروسہ ہے اوچھے آدمیون کی پونجی مجھ کو تیرا نام ہے جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تجھسے مدد و استعانت چاہتا ہون تو میری مشکل کو حل کرتا ہے دنیا مین جتنے ہاتھ ہین سب تیرے ہاتھ کی طرف دیکھ رہے ہین دنیا مین جتنے حیوان و انسان ہین سب کی زبانین تیرا ہی ذکر کر رہی ہین دنیا مین جتنے سخی ہین سب کے دامن تیرے ہی آگے پھیلے ہوئے ہین جسے دیتا ہے تو دیتا ہے تیرے سوا کوئی دینے والا نہین متوکلون کی جیبین تیرے عطیات سے بھری ہوئی ہین دنیا مین بے شمار نعمتین ہین اور سب اچھی ہین لیکن ایک نعمت عقل سلیم بھی ہے جسکے واسطے تو نے خاص اپنے پیغمبران علیہم السلام کو مخصوص کیا ہے اور اوس عقل پسندیدہ مین سے اونہین پیغمبرون کے فرمان بردارون کو بقدر استعداد حصہ ملتا ہے اے اللہ اب ہمین اسکی ضرورت ہے کہ کوئی اس عقل سلیم کا فیضیاب ہمارے امور کا متکفل ہو جائے اور ہماری ہدایت و یا قوم کو اس گمنامی کے چاہ تیرہ و تار سے باہر نکال لائے اسوقت دنیا کے کارنامون پر نظر کرتے ہے مشرق کیطرف سے ایک روشنی بلند ہوتی ہوئی نظر آتی ہے جب اوسکی طرف نگاہ بالا کی گئی تو ملک پاک کی زمین چمکتی ہوئی نظر آئی الحمد للہ کہ

اوسمین اوسی نوبادۂ باغ سعادت و شرافت پر نظر پڑی کہ جسکا نام نامی اوس منزلت اور مناصب کے مناسب ہے یعنی **نواب خواجہ سلیم اللہ خان بہادر مد اللہ عمرہٗ** یا اللہ اس نوجوان ہونہار نواب کو عمر دراز عطا فرما اور ہم مسلمانون کی گرہ کشائی کے لیے مامور فرما اللہم آمین یا رب العالمین آمین **نواب صاحب بہادر** اللہ تعالی شانہٗ آپ کی عمر دراز فرماوے آپ خالصاً مخلصاً ہم مسلمانون کے پیش رو بنجائیے اور عزیز گرامی شان **خان بہادر سید نواب علی چودھری مد اللہ عمرہٗ** کو بھی پیش رو دنیا اسلام مین اپنا ہو اشریک کر لیجیے ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ پراگندگی آرد انبوہ را

اللہ تعالی شانہٗ نگہبان آمین برادران طریقت کی خدمت مین عرض ہے - میرے قوت بازو میری آنکھون کے نور میرے دل کے سرور اللہ تعالی شانہٗ آپ کو منزل مقصود تک پہونچاوے آمین مینے اشرف التواریخ کے حصہ اول مین ایک تحریر سماع بزرگان دین درج کیا تھا کہ آپ لوگون کے واسطے اوس کتاب کے آخر مین لکھ دیا ہے اس مقام پر مجھے یہ لکھنا ہے کہ سماع میرے طریقہ مین مباح ضرور ہے مگر یون نہین جیسے دیکھا ہون مین بازاری عورات کا گانا جو مین دو حرام مطلق ہے ہرگز ہرگز اوس صحبت مین شریک نہو جب سماع سننے کو دل چاہے تو **زمان - اخوان - مکان** - کی شرط کے ساتھ سنا اور عورات کا گانا کسی شرط کے ساتھ درست نہین اور ہر حال مین شریعت کے احکام کو پیش نظر رکھئے ؎ ہر کہ شد [illegible] بے شرع درویشون کو دور سے سلام کرکے الگ ہوجاؤ وباللہ التوفیق -

فقیر محمد اکبر ابو العلائی داناپوری

تمت بالخیر

گزارش

خدا کے فضل و کرم سے یہ مطبع تینتالیس برس سے جاری ہے اسمین عربی فارسی اردو ہندی ہر قسم کی کتابت نہایت صحت اور عمدہ صفائی اور ہر قسم کی خوبی سے چھپ سکتی ہے تصفیہ چھپائی بذریعہ خط کتابت سے طے ہو سکتا ہے۔

نہایت بیش بہا کتابین اور قرآن مجید مطبع مین فروخت کے لئے موجود مین جنکی فہرست درخواست کرنے پر بھیجی جائیگی۔ اور ہر قسم کا مال شرائط مقررہ کے موافق ہماری معرفت قیمت نقد یا ویلیو پی ایبل کے ذریعہ سے روانہ ہو سکتا ہے۔ کسی خاص معاملہ کے اطمینان کو ہزارون روپیہ کی ضمانت بھی دی جا سکتی ہے۔

خواجہ صدیق حسین منیجر مطبع آگرہ اخبار۔ آگرہ